مجموعہ ملفوظات خواجگان چشت اہل بہشت

ہشت بہشت

مصنفین

- انیس الارواح ملفوظات خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ
- دلیل العارفین ملفوظات خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ
- فوائد السالکین ملفوظات قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ
- راحت القلوب ملفوظات بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ
- اسرار الاولیاء ملفوظات بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ
- فوائد الفواد ملفوظات محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ
- راحت المحبین ملفوظات محبوب الٰہی نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ
- مفتاح العاشقین ملفوظات محمد نصیر الدین چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

عنصر صابری

پروگریسو بکس

Marfat.com

ھ

مجموعہ ملفوظات خواجگان چشت اہل بہشت

ہشت بہشت

مُصنفین

انیس الارواح ملفوظات خواجہ عثمان ہارونی

دلیل العارفین ملفوظات خواجہ معین الدین اجمیری

فوائد السالکین ملفوظات قطب الدین بختیار کاکی

راحت القلوب ملفوظات بابا فرید الدین گنج شکر

اسرار الاولیاء ملفوظات بابا فرید الدین گنج شکر

فوائد الفواد ملفوظات محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء

راحت المحبین ملفوظات محبوب الٰہی نظام الدین

مفتاح العاشقین ملفوظات محمد نصیر الدین چراغ دہلوی

رحمۃ اللہ علیہم

مترجم

عنصر صابری

ناشر

پروگریسو بکس

یوسف مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ ○ اُردو بازار ○ لاہور

فون: 7124354
7352795

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

84898

نام کتاب	:	ہشت بہشت
مصنف	:	مجموعہ خواجگان چشت
مترجم	:	علامہ عنصر صابری
باراول	:	1996ء
ناشر	:	چوہدری غلام رسول
مطبع	:	بک پرنٹرز لاہور
قیمت	:	روپے

ملنے کے پتے

- پروگریسو بکس ○ فیصل مسجد ○ اسلام آباد
- اسلام بک ڈپو ○ ۱۲- گنج بخش روڈ ○ لاہور

Marfat.com

ہشت بہشت

مجموعہ ملفوظات

خواجگان چشت اہل بہشت

- انیس الارواح ملفوظات خواجہ عثمان ہارونیؒ
- دلیل العارفین ملفوظات خواجہ معین الدین اجمیریؒ
- فوائد السالکین ملفوظات قطب الدین بختیار کاکیؒ
- راحت القلوب ملفوظات بابا فرید الدین گنج شکرؒ
- اسرار الاولیاء ملفوظات بابا فرید الدین گنج شکرؒ
- فوائد الفواد ملفوظات محبوب الٰہی نظام الدینؒ
- راحت المحبین ملفوظات محبوب الٰہی نظام الدینؒ
- مفتاح العاشقین ملفوظات محمد نصیر الدین چراغ دہلویؒ

مترجم

عنصر صابری

Marfat.com

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم
ولا ھم یحزنون

سنو! بے شک اللہ کے اولیاء کو کوئی ڈر خوف اور ملال نہیں۔

Marfat.com

شجرہ طریقت

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

عمر فاروقؓ علیؓ المرتضےٰ

خواجہ حسن بصریؒ

خواجہ عبدالواحدؒ

فضیل ابن عیاضؒ

شاہ ابراہیم ادھمؒ

شاہ حذیفہ مرعشیؒ

بوہبیرہ بصریؒ

ممشاد علویؒ

بو اسحاق شامیؒ

احمد ابدال چشتیؒ

شاہ محمد زاہدؒ

شاہ ناصردین یوسفؒ

خواجہ مودود چشتیؒ

شریف زندنیؒ

خواجہ عثمان ہارونیؒ

خواجہ معین الدین چشتیؒ اجمیری

Marfat.com

قطب الدین بختیار کاکیؒ
فرید الدین مسعود گنج شکرؒ
مخدوم علی احمد صابری کلیریؒ
محبوب الٰہی نظام الدین دہلویؒ
تا
مترجم عنصر صابری
نصیر الدین چراغؒ

فیض گنج شکرؒ

- مخدوم جہاں علاء الدین علی احمد صابر کلیریؒ
- شمس الارض شمس الدین ترک پانی پتیؒ (۳ خلفاء)
- شاہ جلال الدینؒ کبیر اولیاء (ایک خلیفہ اکبر اور ایک اصغر ۱۵ صاحب مجاز ۱۷)
- شیخ احمد عبدالحق رودلوی (۱۶ خلفاء)
- شیخ احمد عارف حقؒ (۱۸ خلفاء)
- محمد جیوؒ (۲ خلفاء)
- عبدالقدوس گنگوہیؒ (۱۷ خلفاء)
- شاہ جلال الدین تھانیسریؒ (۱۸ خلفاء)
- شاہ نظام الدین بلخیؒ (۴ خلفاء)
- شاہ ابو سعید گنگوہیؒ (۱۸ خلفاء)
- شاہ محمد صادقؒ (۱۰ خلفاء)
- شیخ داؤد گنگوہیؒ (۱۲ خلفاء)
- شاہ ابوالمعالی صدیؒ (۱۴ خلفاء)
- میر محمد سعید عرف شاہ بھیک میرانؒ (۱۸ یا ۲۲ خلفاء)
- شاہ عنایت اللہؒ عرف جیو ذوالقوۃ المتین (۱۴ خلفاء)
- شاہ عبدالکریم عرف ملا فقیر اخونؒ (۲۳ خلفاء)

Marfat.com

- شاہ عبدالرحمٰنؒ
- شاہ غلام باحسین
- شاہ محمدؒ
- باحسینؒ ○ شاہ علیؒ
- شاہ محمدؒ
- شاہ سراج الحقؒ
- شاہ نواب الدینؒ
- غلام ربانیؒ
- عنصر صابری (خاک پائے اولیاءؒ)

— ☆ —

Marfat.com

Marfat.com

ملفوظات

امام الاتقیا سلطانِ ولایت ابو النور خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ

انیس الارواح

مرتبہ

عطائے رسول سلطان العارفین ولی الہند خواجہ غریب نواز

معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

عنصر صابری

ناشر

پروگریسو بکس

یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ

اردو بازار لاہور ☎ 7352795

Marfat.com

Marfat.com

آغاز خطبہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

الحمد للہ رب العالمین ○ والعاقبة للمتقین

والصلوٰة والسلام علیٰ رسولہٖ محمد و آلہ واصحابہ

اجمعین ○

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے اور عاقبت پرہیز گاروں کے لئے اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور آپ کی آل اور اصحاب پر بھی۔

اللہ تجھے نیک بخت بنائے۔ یہ انبیاء علیہ السلام کے وہ اخبار و آثار اور ولیوں کے اسرار اور انوار ہیں۔ سید العابدین۔ بدر العارفین' اہل ایمان کے معزز نیکی اور احسان کے کمال حضرت شیخ معظم خواجہ عثمان ہارونیؒ اللہ انہیں اور ان کے والدین کو بخشے۔ آپ کے کلمات شریفہ جو سنے انہیں اس رسالہ موسوم بہ انیس الارواح میں لکھے ہیں الحمد اللہ رب العالمین۔

حاضری اور بیعت

مسلمانوں کے دعاگو فقیر حقیر معین الدین حسن سنجری کو بغداد شہر میں خواجہ جنید

Marfat.com

بغدادی کی مسجد میں حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کی پابوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ وہاں بہت سے کاملین بھی خدمت میں تشریف فرما تھے۔ جونہی بندہ نے قدم رکھا ارشاد ہوا جاؤ دو نفل شکرانہ کے ادا کرو۔ جب فارغ ہوا تو حکم ملا کہ قبلہ کی سمت رخ کر کے بیٹھو میں بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا سورہ بقرۃ پڑھو اس کے پڑھنے کے بعد فرمایا ۲۱ بار درود شریف اور ۲۱ بار سبحان اللہ پڑھو۔ ان سے فراغت کے بعد حضور نے کھڑے ہو کر منہ آسمان کی طرف کر کے اس فقیر کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا آؤ تمہیں اللہ سے ملا دیں جونہی یہ فرمایا قینچی اپنے دست مبارک میں لے کر میرے سر پر چلائی اور ٹوپی چار جامہ اس عقیدت مند کے سر پر رکھ کر تاج بخشی فرمائی۔

تحت الثریٰ تا حجاب عظمت

پھر گودڑی عنایت فرما کر بیٹھ جانے کے لئے کہا میں بیٹھ گیا آپ نے فرمایا ہمارے ہاں دستور ہے کہ ایک دن اور ایک رات مجاہدہ کیا جائے۔ حسب ارشاد ایک دن اور ایک رات عبادت میں مشغول رہا دوسرے روز خدمت میں حاضر ہونے پر ایک ہزار بار سورۃ اخلاص پڑھنے کا حکم ہوا پڑھنے کے بعد فرمایا اوپر آسمان میں دیکھو۔ دیکھا تو پوچھا اب تمہیں کیا نظر آرہا ہے؟ میں نے عرض کی عرش اعظم۔ پھر زمین کی طرف دیکھنے کا حکم ملا۔ دیکھا تو پوچھا اب تمہیں کیا نظر آرہا ہے جواباً" عرض کیا تحت الثریٰ۔ اس کے بعد پھر حکم ہوا ایک ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پھر پڑھو۔ جب ایسا کر چکا تو پھر فرمایا اب دوبارہ آسمان کی طرف دیکھو میں نے ایسا کیا تو آپ نے فرمایا اب تمہیں کیا دکھائی دے رہا ہے میں نے عرض کی عرش اعظم سے حجاب عظمت تک۔ پھر میری آنکھیں بند کرائی گئیں جب حکم ملنے پر آنکھیں کھولیں تو آپ نے دو انگلیوں کے درمیان سے دیکھنے کے لئے کہا دیکھا تو پوچھا اب کیا دیکھ رہے ہو میں نے دیکھ کر کہا کہ اٹھارہ ہزار عالم دیکھ رہا ہوں آپ نے مجھے فرمایا کہ جاؤ اب تمہارا کام سنور گیا یعنی خاصان حق ہو گئے۔

Marfat.com

صدقہ

آپ کے سامنے ایک اینٹ پڑی تھی۔ آپ نے فرمایا اسے الٹ دو۔ جب میں نے الٹی کی تو اس کے نیچے مٹھی بھر سونے کے دینار تھے آپ نے حکم دیا کہ انہیں فقراء میں بطور صدقہ تقسیم کر آؤ۔ جب میں تقسیم کر آیا تو فرمایا چند روز تک ہمارے پاس رہو۔ میں نے عرض کی میں آپ کا تابع فرمان ہوں۔

صحبت

اس کے بعد خواجہ عثمان ہارونیؒ نے خانہ کعبہ کی طرف سفر اختیار کیا۔ یہ صحبت مرشد میں اس ناچیز کا پہلا سفر تھا۔ دوران سفر ایک شہر میں مقربان خاص کی ایک ایسی جماعت سے ہم ملے جو خود رفتہ تھے انہیں اپنے آپ کی خبر نہ تھی چند روز ان کے پاس رہے جب وہ عالم شہود و ہوشیاری میں نہ آئے یعنی ہوش میں نہ آئے۔ پھر ہمیں خانہ کعبہ کی حاضری نصیب ہوئی وہاں حضرت خواجہؒ نے اس ناچیز کا ہاتھ پکڑ کر اللہ کے حوالے فرمایا اور میزاب رحمت کے نیچے کھڑے ہو کر اس فقیر کے لئے دعا فرمائی اس وقت غیب سے ندا آئی ہم نے معین الدین کو قبول فرمایا۔

سلام آیا

اس کے بعد ہم روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ روضہ انور کی زیارت سے مشرف ہونے پر آپ نے فرمایا اب تم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سلام عرض کرو میں نے سلام عرض کیا تو روضہ انور سے جواباً" سلام آیا "وعلیکم السلام اے قطب مشائخ بحروبر" یہ آواز سن کر حضرت خواجہؒ نے فرمایا آ تیرا کام مکمل ہو گیا۔

Marfat.com

واقعہ عجیب

واپسی پر ہمارا گزر بدخشاں سے ہوا۔ وہاں حضرت جنیدؒ بغدادی کے خلیفہ ایک شخص عمر سو سال کے تھے۔ وہ یاد الٰہی میں مستغرق تھے ان کا ایک پاؤں نہ تھا۔ پوچھا کہ پاؤں کا کیا ہوا کہا نفسانی خواہش اس جگہ سے باہر لے جا رہی تھی باہر قدم رکھا تو غیب سے ندا آئی اے جھوٹے مدعی! ہمارے اور تیرے درمیان کیا یہی عہد تھا جسے تو نے فراموش کر دیا۔ چھری پاس تھی میں نے اٹھا کر پاؤں کاٹ ڈالا۔ آج تک عالم حیرت میں ہوں کہ کل روز قیامت درویشوں کو یہ منہ کیسے دکھاؤں گا؟

سیاحت

وہاں سے ہم بخارا آئے وہاں باکمال بزرگوں سے ملاقات ہوئی ان کا عالم عجیب تھا جو تحریر میں نہیں لایا جا سکتا۔ بعد ازاں خواجہ عثمان ہارونیؒ نے قصد بغداد کیا وہاں کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد پھر عازم سفر ہوئے دس سال تک سیاحت کی میں آپ کا بستر اور پانی کی صراحی اٹھائے ساتھ رہتا بالآخر آپ بغداد میں آرام فرما ہوئے۔ فرمایا کہ اب ہم کہیں اور نہ جائیں گے چاشت کے وقت آؤ تاکہ تجھے فقر کی ترغیب دوں جو میرے بعد میرے مرید فرزندوں کے لئے میری یادگار رہے میں ہر روز جناب خواجہؒ کی خدمت میں حاضر رہتا جو آپ گوہر فشانی کرتے لکھ لیتا یہ سب اٹھائیس مجالس ہیں۔

Marfat.com

مضامین مجالس

○ پہلی مجلس	ایمان
○ دوسری مجلس	مناجات
○ تیسری مجلس	شہر کی تباہی
○ چوتھی مجلس	عورت کا فرمانبردار ہونا اور غلام آزاد کرنا
○ پانچویں مجلس	صدقہ دینا
○ چھٹی مجلس	شراب خوری
○ ساتویں مجلس	مسلمانوں کو ایذاء رسانی
○ آٹھویں مجلس	مذمت گالی گلوچ
○ نویں مجلس	کسب معاش
○ دسویں مجلس	مصیبت
○ گیارھویں مجلس	جانوروں کا مارنا
○ بارھویں مجلس	فضیلت سلام
○ تیرھویں مجلس	نماز کا کفارہ
○ چودھویں مجلس	سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص
○ پندرھویں مجلس	بہشت اور اہل بہشت
○ سولھویں مجلس	مسجد کی فضیلت
○ سترھویں مجلس	مذمت مال دنیا
○ اٹھارھویں مجلس	چھینک
○ انیسویں مجلس	بیان ازان
○ بیسویں مجلس	مومن
○ اکیسویں مجلس	حاجت روائی

Marfat.com

- ○ بائیسویں مجلس — قرب قیامت
- ○ تیئیسویں مجلس — موت کی یاد
- ○ چوبیسویں مجلس — چراغ مسجد
- ○ پچیسویں مجلس — درویش
- ○ چھبیسویں مجلس — ٹخنوں سے نیچے لباس
- ○ ستائیسویں مجلس — احوال علماء
- ○ اٹھائیسویں مجلس — فضائل توبہ

Marfat.com

پہلی مجلس :۔ ایمان

پہلی مجلس میں ایمان کا ذکر ہوا حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایمان برہنہ ہے اس کا لباس تقویٰ' اس کا سرہانہ فقر اور اس کی دوا علم ہے۔ ایمان لا اِلہ اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دینا ہے۔

اور آپ نے کہا اے مسلمانو! ایمان کم و بیش نہیں ہو سکتا اور جو شخص انکار کرتا ہے وہ اپنے آپ پر ظلم کرتا ہے۔ پھر کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ملا کہ کافروں سے اس وقت تک لڑو جب تک وہ لا الہ اللہ محمد رسول اللہ نہیں کہتے اس پر آپؐ نے جہاد فرمایا تو انہوں نے کلمہ پڑھا پھر حکم نماز ہوا آپؐ نے قبول کیا پھر روزہ' حج اور زکواۃ کا حکم ہوا تعمیل کی اور اللہ کے اکبر ہونے پر ایمان لائے۔

کمی بیشی

حضرت خواجہؒ نے فرمایا ان سب باتوں کا دہرانا ایمان کو تازہ کرنا ہے۔ روزے اور نماز کی تعداد میں کمی بیشی نہیں ہے۔ جس نے فرض نماز کی ادائیگی کے ساتھ نوافل بھی ادا کئے تو حساب کے موقع پر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ اس کے فرض کی کمی کو نوافل سے پورا کر لو۔ اگر فرائض اور نوافل ادا نہ کئے ہوں اور وہ اللہ کی رحمت اور حضورؐ کی شفاعت کا منکر ہو گا تو وہ لائق دوزخ ہو گا۔ اہل شرع کے نزدیک فرض کا منکر کافر ہے ہر حالت میں ایمان میں کمی و بیشی نہیں ہوتی۔

نماز سے بیزاری

جناب خواجہؒ نے فرمایا جو شخص نماز نہیں پڑھتا وہ اس حدیث کے مطابق من ترک الصلوہ متعمدا فقد کفر مستوجب القتل سندا لشافعیؒ جس شخص نے قصدا" نماز

Marfat.com

ترک کی پس وہ کافر ہوا امام شافعیؒ کے نزدیک قابل قتل ہے۔

"الست بربکم"

پھر خواجہؒ نے فرمایا کہ میں نے جناب جنید بغدادیؒ کی کتاب "عمدۃ السلوک" میں لکھا ہوا دیکھا ہے خواجہ یوسف چشتیؒ سے روایت ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا الست بربکم کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں۔ تو اس وقت تمام مسلمانوں اور کافروں کی روحیں ایک جگہ سے آواز آتے ہی چار گروہوں میں منقسم ہو گئیں۔

○:۔ پہلی قسم کی روحوں نے جب آواز سنی تو سجدہ ریز ہو کر دل و زبان سے کہا۔ قالو ابلیٰ

○:۔ دوسری قسم بھی سجدہ ریز تھی مگر دل سے قالو ابلیٰ کہنا گوارا نہ کیا۔

○:۔ تیسری قسم کی روحوں نے دل سے کہا۔

○:۔ مگر چوتھی قسم کی روحوں نے نہ دل سے اور نہ ہی زبان سے کہا۔

جناب خواجہؒ نے ان سب کی وضاحت فرمائی جنہوں نے سجدہ کیا اور دل اور زبان سے بلیٰ کہا یعنی بے شک تو ہمارا رب ہے وہ انبیاءؑ اولیاء اور مومنوں کا گروہ تھا۔ دوسرے گروہ نے بلیٰ کہا مگر دل سے نہ کہا وہ ان مسلمانوں کا گروہ ہے جو مرتے وقت دنیا سے کافر ہو کر جاتے ہیں۔ تیسری قسم جنہوں نے زبان سے نہ کہا مگر دل سے کہا وہ پہلے کافر ہوتے ہیں پھر مسلمان ہو جاتے ہیں۔ چوتھی قسم کے وہ لوگ ہیں جنہوں نے نہ دل سے نہ زبان سے اقرار کیا وہ اول آخر کافر ہوتے ہیں دنیا سے کفر کی حالت میں جاتے ہیں۔

یہ تمام فوائد فرمانے کے بعد آپ ذکر الٰہی میں مشغول ہو گئے اور یہ دعا گو واپس چلا آیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

Marfat.com

مجلس ۔۔ ۲ ۔۔

سیدنا آدم علیہ السلام کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے جناب خواجہ عثمان ہارونیؒ نے فرمایا کہ میں نے خواجہ یوسف چشتیؒ کی زبان مبارک سے سنا کہ انہوں نے ابواللیثؒ سمرقندی کے فتاویٰ میں حضرت علیؓ کی یہ روایت لکھی پڑھی۔ فتلقی ا د م من ر بہ کلمات (حضرت) آدمؑ نے اپنے رب سے کچھ کلمات سیکھ لئے لغزش کے بعد جنت سے بھاگتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تو کیا مجھ سے بھاگتا ہے۔ عرض کی کہ نہیں اے میرے خالق! میں اس رسوائی کی بدولت تجھ سے شرمسار ہوں۔

سورج اور چاند گرہن

(سورج اور چاند کے معاملہ کی اصلیت یہ ہے کہ بندگان اللہ کی گرفت کا خیال کر کے عبادت اور نیکی کی طرف مائل ہوں) حضرت خواجہ صاحب نے سورج اور چاند گرہن کے متعلق فرمایا ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چاند گرہن ہوا۔ حضور ختم الرسلینؐ سے اس بارے میں سوال کیا گیا۔ اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جب بندوں کے گناہ حد سے تجاوز کر جائیں تو سورج اور چاند گرہن ہوتا ہے۔ ان کے چہرے اس لئے سیاہ کئے جاتے ہیں کہ اللہ کی مخلوق عبرت پکڑے۔ علم قیافہ سے ہے کہ اگر چاند گرہن محرم کے مہینہ میں ہو تو اس سال کشت و خوں اور فساد برپا ہو گا۔ اگر ماہ ربیع الاول میں ہو تو اس سال قحط' اموات اور مینہ ہوا زیادہ ہو گی اگر گرہن ربیع الآخر میں ہو تو قیادت کی تبدیلی اور ملک میں فسق و فجور ہو گا۔ اگر جمادی الاول میں واقع ہو تو کثرت سے بارش اور ناگہانی اموات ہوں گی۔ جمادی الآخر میں گرہن ہو تو اس سال فصلیں عمدہ نرخ ارزاں لوگ عیش و عشرت سے زندگانی بسر کریں گے۔ رجب میں گرہن ہو اور روز جمعہ ہو تو مینہ کا زور اس سال بھوک اور مصیبتیں اور آسمان پر سیاہی نمودار ہو گی۔ شعبان کا گرہن ہو تو خلقت کے درمیاں صلح اور آرام ہو گا۔ اگر رمضان کے شروع کا دن جمعہ ہو تو اس ماہ کا گرہن

Marfat.com

اس سال قحط سالی مصیبت اور آسمان سے گرجدار آواز آئے گی اگر ماہ شوال میں گرہن واقع ہو تو اس سال مردوں کو بہت سی بیماریاں درپیش ہوں گی۔ ماہ ذوالحجہ کا گرہن ہو تو سال بھر فراخی اور خوشحالی ہو گی اگر ماہ محرم میں ہو تو سارا سال فساد ہو گا۔ انسان عیب جوئی کر کے اپنی آخرت خراب کریں گے۔ منافق دولت مند کی عزت ہو گی — یہ بیان کرنے کے بعد جناب خواجہ عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے اور بندہ واپس چلا آیا۔
الحمد للہ علیٰ ذالک

مجلس — ۳ —

اس مجلس میں شہروں کی تباہی کے بارے میں گفتگو ہوئی فرمایا گناہوں کی کثرت کی بدولت زمانہ قرب قیامت میں شہر تباہ ہوں گے۔ میں نے خواجہ یوسف چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی زبانی سنا ہے کہ میں نے سمرقند میں یحییٰ سمرقندی سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی روایت سنی جب یہ آیت نازل ہوئی۔

وان من قریۃ الا و نحن مھلکو ھا قبل یوم القیامۃ او معذبو ھا عذابا شدیدا۔ کان ذلک فی الکتب مسطورا

کوئی شہر اور گاؤں ایسا نہیں جسے قیامت سے پہلے ہم ویران نہ کر دیں یا اسے سخت عذاب نہ دیں یہ کتاب (لوح محفوظ) میں لکھا ہوا ہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا آخری زمانہ میں گناہ کثرت سے ہوں گے مکہ کو وحشی لوگ ویران کریں گے مدینہ منورہ قحط سے ویران ہو گا وہاں خلق بھوک سے مرجائے گی۔ بصرہ' عراق اور مشہد شراب خوری کی بدولت اور عورتوں کی بداعمالی سے برباد ہوں گے۔ شام بادشاہ کے ظلم سے تباہ ہو گا روم کثرت لواطت سے ویران ہو گا آسمان سے ہوا چلے گی آدمی موت سے سو جائیں گے۔ خراساں اور بلخ تاجروں کی خیانت سے تباہ ہوں گے ان کی بدبختی کی بدولت مسلماں لقمہ اجل ہو جائیں گے۔

حضرت خواجہ مودود چشتیؒ کی زبانی سنا ہے کہ خوارزم اور اس کے گرد و نواح کے شہر راگ و رنگ اور منکرات کی بدولت تباہ ہوں گے وہ ایک دوسرے کو ہلاک کرتے

Marfat.com

ہوئے ہلاک ہو جائیں گے۔ سیوستاں مصائب اور زلزلوں سے تباہ ہو گا مصری عورتوں کو قتل کریں گے کہ یہ قاطمہ ہے۔ یہ لوگ اللہ کے قہر سے زمین میں دھنس جائیں گے۔ ہند اور سندھ شراب خوری اور کثرت زنا سے تباہ ہوں گے۔ پھر فرمایا کہ میں نے حضرت خواجہ شریف زندنی رحمتہ اللہ علیہ کی زبان سے سنا کہ قیامت کے قریب سال مہینے ہفتے اور دن چھوٹے ہو جائیں گے۔

انسان انسانوں کے بچے پیدا کرنے کی بجائے کتے کے بچے جنیں گے۔ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت سے بہت دور ہوں گے۔ اے درویش انسان کو چاہئے اس زمانہ کو قریب جان کر آخرت کا ساماں تیار کرے۔ اس کے بعد آپ ذکر الہیٰ میں مشغول ہو گئے فقیر بھی اٹھا اور رخصت ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

مجلس ۔۔ ۴ ۔۔

عورت کا فرمانبردار ہونا اور غلام آزاد کرنا

اس مجلس میں عورتوں کے متعلق گفتگو میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کے حوالہ سے فرمان نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم بیان کیا گیا ـــ "وہ عورت جو اپنے خاوند کی فرماں برداری کرتی ہے وہ فاطمتہ الزہراؓ کے ہمراہ جنت میں داخل ہو گی مزید فرمایا۔ جس عورت کو خاوند بستر پر طلب کرے وہ عذر معقول کے بغیر نہ آئے تو اس کی نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں وہ ایسی صاف ہو جاتی ہے جیسے سانپ کینچلی اتار کر اگر عورت مرجائے اس کا خاوند ناراض ہو تو اس کے لئے دوزخ کے ساتوں دروازے کھول دئے جائیں گے خاوند کے عورت پر راضی ہونے پر عورت کی وفات پر اس کے لئے جنت میں ستر درجے بلند فرمائے جاتے ہیں"۔

Marfat.com

خاوند کا حق

خواجہ صاحب نے پھر فرمایا کہ "تنبیہ الغافلین" میں لکھا ہوا ہے "جو عورت اپنے خاوند سے ترش روئی اور ناخوشی سے پیش آتی ہے اور اس سے اچھا برتاؤ نہیں کرتی اس عورت کے اعمال نامہ میں اتنے گناہ لکھے جاتے ہیں جتنے آسمان کے ستارے۔ آپؒ نے پھر فرمایا کہ اگر خاوند کی ناک کے ایک نتھنے سے خون جاری ہو اور دوسرے سے ریچہ اور عورت اسے زبان سے صاف کرے تب بھی خاوند کا حق ادا نہیں ہوتا" اے درویش یاد رکھ! سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"اگر اللہ کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں"۔

غلام کا آزاد کرنا

پھر غلام کے آزاد کرنے کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ عین اس وقت ایک درویش غلام کے ہمراہ حاضر خدمت ہو کر آداب بجا لایا اور اس بردہ غلام کو آزاد کر دیا خواجہ صاحب نے ان کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ پھر آپ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "جو شخص غلام آزاد کرتا ہے اس کے نامہ اعمال میں پیغمبری کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے اور دنیا سے رخصت ہونے سے قبل اس کے چھوٹے بڑے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور غلام آزاد کرنے والے کے ماں اور باپ کے علاوہ اس کے کنبہ کے ستر آدمی بخش دیے جاتے ہیں۔ جس قدر غلام کے تن پر بال ہیں اس قدر اللہ جنت میں مکان دیتا ہے۔ غلام کی رگوں کے برابر اسے رحمتوں سے نوازتا ہے اور پل صراط کا راستہ اس کے لئے آسان فرما دیتا ہے۔ آسمان میں اس کا شمار ولیوں میں ہوتا ہے۔

84898

Marfat.com

ابو بکر صدیقؓ کا غلام آزاد کرنا

حضرت خواجہؒ نے بیان فرمایا! ایک دن سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے اور صحابہ کرامؓ بھی حاضر تھے امیرالمومنین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس چالیس غلام تھے جن میں سے بیس میں نے اللہ اور آپؐ کی خوشنودی کے لئے آزاد کر دیے۔

رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم نے آپ کے لئے دعائے خیر فرمائی اس وقت جبریل امینؑ آئے اور عرض کی اللہ تعالیٰ سلام کے بعد فرماتا ہے۔ "اے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان بیس غلاموں کے تن پر جس قدر بال ہیں آپ کی امت سے اس قدر امتیوں کو ہم نے نار جہنم سے آزاد کیا اور اس قدر ثواب صدیق اکبرؓ کو دے کر ان کے درجات جنت میں بلند فرمائے ــــ"

فاروق اعظمؓ کا غلام آزاد کرنا

اس کے بعد فرمایا سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھ کر عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تیس غلام ہیں ان میں سے میں نے پندرہ اللہ اور اس کے رسول کی رضا کے لئے آزاد کئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کے لئے دعائے خیر فرمائی پھر اس وقت جبریل علیہ السلام تشریف فرما ہوئے یہ پیغام لائے کہ "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس قدر غلام حضرت عمرؓ نے آزاد کئے ہیں ان کے بدن میں جتنی رگیں ہیں ان کے پچاس گنا تیری امت کے لوگ ہم نے نار جہنم سے آزاد کئے اور اس قدر ثواب عمرؓ کو عطا فرمایا ــــ"

عثمان غنیؓ کے سو غلام

بعد ازاں امیرالمومنین حضرت عثمان غنیؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول

Marfat.com

اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میرے پاس بہت سے غلام ہیں ان میں سے سو غلام اللہ اور اس کے رسول کی رضا کے لئے آزاد کئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائے خیر فرمائی اور جبریل علیہ السلام نے آکر حکم الٰہی اس طرح بیان کیا کہ ان کے آزاد کردہ سو غلاموں کے بدن کی جتنی رگیں ہیں ہم نے ان کے سو گنا تیری امت کے افراد نار جہنم سے آزاد کئے اور اسی قدر ثواب عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا۔

حضرت علیؓ کا نذرانہ

اس کے بعد امیرالمومنین حضرت علیؓ اٹھے انہوں نے عرض کی میرے پاس مال و دنیا کچھ نہیں میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتا ہوں اس پر جبریل امین علیہ السلام حاضر خدمت ہو کر گویا ہوئے۔ جو تہی دامن آپ کی امت میں ہوں ان کے لئے ہے جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

پھر فرمایا! خواجہ یوسف چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی یہ عادت تھی جو بزرگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور خدمت کے لئے کوئی غلام پیش کرتے تو آپ ان سے قبول فرما کر اسے آزاد کر دیتے اور ان سے فرماتے کہ تم بھی اسے محض اللہ اور رسول کی خوشنودی کے لئے آزاد کر دو تاکہ کل روز حشر ہم اور تم دونوں اس کے طفیل دوزخ سے رہا ہوں۔

پھر خواجہ یوسف چشتیؒ نے فرمایا جس دن جناب ابراہیم بن ادھم بلخی رحمتہ اللہ علیہ نے توبہ کی آپ نے اپنے تمام غلام آزاد کر دیئے۔ کعبہ کی راہ لی ہر قدم پر دوگانہ نفل پڑھتے چلے گئے۔ اس طرح چودہ سال سفر کیا جب کعبہ میں پہنچے مقام حیرت میں تھے دیکھا کہ کعبہ وہاں نہیں۔ ندا آئی۔ صبر کر کعبہ ایک بڑھیا کی زیارت کو گیا ہے ایک مقام حیرت سے مزید حیرت میں تھے خیال آیا چلو چل کر اس کی زیارت کریں قریب پہنچ کر فرمایا یہ کیا تم نے شور ڈال رکھا ہے رابعہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا یہ شور میں نے نہیں تم نے برپا کر رکھا ہے چودہ سال بعد تو خانہ کعبہ پہنچا مگر دیدار نصیب نہ ہوا کیونکہ خواہش خانہ کعبہ کی زیارت تھی اور میری غرض خانہ کعبہ کے مالک کی تھی یہ تیری نظر

Marfat.com

سے اوجھل یہاں چلا آیا۔ اس پر رابعہ بصریؒ نے فرمایا۔

"اے درویش! مرد وہ ہے جو اللہ کے سوا کسی چیز کی طرف نظر نہ کرے۔ دنیا اور آخرت میں مبتلا نہ ہو جو کچھ اس کے پاس ہے اس کی طرف نگاہ نہ کرے جب اس مقام پر پہنچے تو جو کچھ اس کا مال ہے وہ سب دوست (اللہ) کا ہو جاتا ہے۔ دنیاوی مال و دولت سب اس کے گرد چکر لگاتے ہیں کعبہ اس کا طواف کرتا ہے۔

شفاعت حضورؐ

پس اے درویش اس مقام پر غور کر جب سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اللہ کے بن گئے تو اللہ تعالیٰ بھی آپؐ کا بن گیا اور درمیان میں کوئی حجاب اور واسطہ نہ رہا تو آواز آئی کہو! لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جونہی یہ ندا حجاب عظمت اور عرش والوں سے لے کر تحت الثریٰ والوں تک سب دنیا اور آخرت والوں ملک سے ملکوت' بشر سے جنات تک سب نے سنی سب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑ لیا اور عرض کی اے ختم الرسلین صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن ہمیں نہ چھوڑنا اور ہمیں اپنی شفاعت سے بہرہ مند فرمانا۔

یہاں خواجہ عثمان ہارونیؒ نے فرمایا۔ اے درویش تجھے یاد رہے جب آدمی اپنے دوست (اللہ) کا بن جاتا ہے تو سب چیزیں اس کی بن جاتی ہیں لیکن مرد کو چاہئے کہ تمام موجودات سے فارغ ہو کر دوست کی طرف مشغول رہے۔ تاکہ جو کوئی دوست کے حکم کی فرمانبرداری کرتا ہے دنیا کی ہر چیز اس کے تابع حکم ہو جاتی ہے۔

ایک ملاقات

جناب عثمان ہارونیؒ اپنا ایک واقعہ اس طرح بیان فرماتے ہیں اے درویش سن! میں ایک دفعہ سیوستان سے گزر رہا تھا وہاں غار میں ایک بزرگ رہتے تھے جنہیں شیخ احمد سیوستانی کہتے ہیں۔ ان سے ملاقات ہوئی وہ عجیب باعظمت صاحب ہیبت بزرگ تھے اس سے قبل میں نے کسی کو ایسا نہیں دیکھا۔ وہ عالم حیرت میں تھے جب میں ان کے

Marfat.com

قریب گیا تو پاس ادب سے گردن جھکا لی۔ انہوں نے فرمایا سر اٹھا۔ میں نے سر اٹھایا اس پر ان کا ارشاد ہوا کہ اے درویش آج قریباً" ستر برس ہوئے کہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے مشغول نہیں ہوا لیکن آج تجھ سے میں اس لئے مشغول ہوا ہوں کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ تجھے کچھ تعلیم دوں۔ اے درویش تو یہ بات سن لے! اگر تو محبت کا دم بھرتا ہے تو دوست کے بغیر کسی سے بالکل مشغول نہ ہو اور نہ ہی کسی سے محبت رکھ ورنہ کہیں تو جل کر راکھ نہ ہو جائے کیونکہ محبوب کی غیرت کی آگ عاشقوں کے اردگرد رہتی ہے جب عاشق غیر معشوق سے ملتا ہے تو اسے آتش غیرت حق فوراً" جلا کر خاکستر کر دیتی ہے۔

یاد رکھ! محبت کی راہ میں جو درخت ہے اس کی دو شاخیں ہیں۔ ایک نرگس وصل دوسری نرگس فراق۔ جو شخص سب سے الگ تھلگ ہو کر دوست میں مشغول ہو جاتا ہے وہ دوست کے وصال کی دولت سے مشرف ہوتا ہے جو اس کے سوا کسی اور سے رغبت رکھتا ہے وہ فراق میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ یہ کہہ کر اس بزرگ نے اپنی بات کو ختم کرتے ہوئے کہا کہ جا! تو نے ہمیں اپنے کام سے باز رکھا یہ کہہ کر وہ یاد الٰہی میں مشغول ہو گئے اور یہ دعاگو واپس چلا آیا۔

غلام آزاد کرنا

اس مقام پر خواجہ عثمان ہارونیؒ نے فرمایا اے درویش ہم اس سے پہلے غلام آزاد کرنے کے فضائل بیان کر رہے تھے بات کہاں سے کہاں تک پہنچی۔

حدیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح ہے کہ آپ نے فرمایا ــــ "جو شخص غلام آزاد کرتا ہے وہ اس وقت تک دنیا سے نہ جائے گا جب تک جنت میں اپنا ٹھکانہ (گھر) نہ دیکھ لے جان کنی کے وقت اسے ملک الموت جنت کی خوشخبری سنا دیتا ہے"۔

جناب خواجہؒ نے پھر فرمایا۔ میں نے خواجہ محمد چشتیؒ کی زبانی سنا فرماتے تھے۔ جو شخص غلام آزاد کرتا ہے وہ شخص اس وقت تک نہیں مرتا جب تک جنت کا شربت نہ

Marfat.com

پی لے جان کنی کا عذاب اس پر سہل ہو جاتا ہے روز حشر عرش کے سایہ تلے ہو گا بغیر حساب جنت میں داخل ہو گا۔ جونہی خواجہ عثمان ہارونیؒ نے یہ فوائد ختم کیے اس پر آپ یاد الٰہی میں مشغول ہو گئے اور یہ دعاگو واپس چلا آیا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

مجلس --- ۵ ---

حضرت عثمان ہارونیؒ سے صدقہ دینے کے متعلق گفتگو ہوئی آپ نے فرمایا میں نے یوسف چشتیؒ کے فتاوی میں لکھا دیکھا آپ نے ابو ہریرہؓ کا بیان نقل کیا ہے کہ انہوں نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی سب اعمال میں اچھا عمل کون سا ہے؟ آپؐ نے فرمایا صدقہ دینا دوزخ کی آگ کے لئے پردہ ہوتا ہے دوبارہ آپ سے عرض کیا گیا صدقہ کے بعد کونسا عمل اچھا ہے آپؐ نے فرمایا قرآن کا پڑھنا۔ پھر حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ عبداللہ بن مبارکؒ نے اپنے نفس سے ستر سال مجاہدہ کیا کس قدر مصیبتیں اٹھائیں۔ لیکن رب العزت کی درگاہ کا دروازہ نہ کھلا جونہی اپنے آپ پر نظر پڑی تو اپنا تمام مال اللہ کی راہ میں خرچ کیا تو اللہ سے دوستی ہو گئی اور اس کا تمام مال میری ملک ہو گیا۔

پھر فرمایا کہ میں نے ابراہیم بن ادہمؒ کی کتاب آثار الاولیاء میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک دام صدقہ دینا ایک سال کی اس عبادت سے بہتر ہے جس میں دن کو روزہ رکھا اور رات بیداری میں گزاری ہو۔

جس دن سیدنا امیرالمومنین ابوبکر صدیقؓ اسی ہزار دینار اللہ کی راہ میں خرچ کر کے حضورؐ کی خدمت میں گودڑی پہن کر حاضر ہوئے تو آپؐ نے پوچھا صدیق! کچھ گھر میں بھی چھوڑ آئے؟ آپ نے عرض کی گھر میں اللہ اور اس کا رسول کافی ہیں جونہی ابوبکرؓ نے یہ کہا فوراً" جبرائیلؑ مع ستر ہزار مقرب فرشتوں کے گودڑی پہنے نازل ہوئے اور سلام کے بعد عرض کی یارسول اللہ! حکم الٰہی اس طرح سے ہے کہ آج ابوبکرؓ نے ہماری راہ میں اپنا مال خرچ کیا ہے اس کو ہمارا سلام دو اور کہو! کہ تو نے وہ کام کیا جس میں ہماری رضا تھی اور ہم وہ کام کرتے ہیں جس میں تیری رضا ہے یانبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) اور تمام فرشتوں کو حکم ہوا کہ ابوبکرؓ کی طرح سب گودڑی پہنیں کیونکہ

Marfat.com

قیامت کے دن گودڑی پہننے والوں کو ابوبکرؓ کی گودڑی کے صدقے میں ہم بخش دیں گے"۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث نبویؐ ہے کہ انہوں نے پوچھا یارسول اللہ قرآن شریف پڑھنا بہتر ہے کہ صدقہ دینا تو آپؐ نے فرمایا کہ صدقہ دینا بہتر ہے کیونکہ صدقہ نار جہنم سے بچاتا ہے۔

آپ نے پھر فرمایا ایک دفعہ ایک یہودی کتے کو روٹی کا ٹکڑا کھلا رہا تھا خواجہ حسن بصریؒ کا اس وقت گزر ہوا آپ نے یہودی سے پوچھا تم یگانہ ہو یا بیگانہ یعنی مسلم یا غیر مسلم ہو؟ اس نے کہا غیر مسلم آپ نے کہا تمہاری خدمت خلق قبول نہ ہو گی یہودی نے کہا نہ ہو وہ تو دیکھتا ہے۔ ایک عرصہ بعد خواجہ حسن بصریؒ نے دیکھا کہ خانہ کعبہ کے پرنالے کے نیچے ایک شخص کہہ رہا ہے یارب! اور پرنالے کے قریب سے آواز آئی ہے اے میرے بندے میں حاضر ہوں۔ خواجہ صاحب کو خیال آیا دیکھوں یہ کون بلند مرتبہ ہے؟ اس شخص نے کہا آپ نے پہچانا میں نے نفی میں جواب دیا تو اس شخص نے کہا میں وہی ہوں۔ ان کی خیرات اللہ نے قبول کر لی اور اپنے پاس بلا لیا۔

خواجہ صاحب حضرت حسن بصریؒ کی کتاب آثار الاولیاء کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس میں لکھا دیکھا ہے۔ صدقہ ایک نور ہے۔ صدقہ جنت کی حوروں کا نہایت قیمتی زیور ہے اور صدقہ اسی ہزار رکعت نماز سے بہتر ہے جو پڑھی جائے۔

صدقہ دینے والے روز حشر سایہ عرش کے نیچے ہوں گے جنہوں نے موت سے قبل صدقہ دیا ہو گا۔ وہ اللہ کی رحمت سے دور نہ ہو گا۔ پھر فرمایا صدقہ جنت کی راہ ہے جو صدقہ دیتا ہے وہ اللہ کی رحمت کے قریب ہوتا ہے۔

حضرت خواجہ شریف زندنی رحمتہ اللہ علیہ کا لنگر صبح سے رات گئے تک جاری رہتا جو کوئی آتا کھانا کھا کر جاتا۔ آپ فرمایا کرتے تھے اگر لنگر میں کچھ نہ ہو تو پانی سے تواضع کرو خالی کوئی نہ جائے۔

پھر فرمایا زمین بھی سخی آدمی پر فخر کرتی ہے جب وہ چلتا ہے تو نیکیاں اس کے اعمال نامہ میں لکھی جاتی ہیں۔

Marfat.com

پھر فرمایا سخی آدمی ہزار سال پہلے دوسروں سے جنت کی خوشبو سونگھ لیں گے۔
سخاوت کی بدولت پیغمبری کا ثواب ملتا ہے
جب آپ نے یہ فوائد بیان کرنے ختم کئے تو خلق اور یہ دعاگو واپس آئے۔ ا
لحمدللہ علیٰ ذالک

مجلس ---٦---

منقی اور انگور کے بطور شربت پینے کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی آپ نے " مشارق الانوار" کا حوالہ دیا کہ اس میں لکھا ہوا ہے سیدنا عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شراب حرام اور خراب ہے۔ اگر منقی یا انگور بطور شربت پی لیا جائے تو حلال ہے اگر انہیں شراب کشید کرنے کے لئے گرمائی دی جائے تو اس کا پینا حرام ہے پھر آپؑ نے اس شخص پر لعنت فرمائی جو شراب پیئے یا بیچے یا اس کی قیمت سے کچھ کھائے پھر خواجہ صاحب کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے یہ شریعت اسے حرام قرار دیتی ہے ورنہ طریقت میں ندی کے پانی سے اگر اللہ کی عبادت میں سستی اور کاہلی پیدا ہو تو وہ بمنزلہ شراب کے ہے۔

حضرت بایزید بسطامی سے سوال کیا کہ اپنے مجاہدہ کے متعلق فرمائیں آپ نے جواباً" کہا آپ میں سننے کی تاب کہاں ایک واقعہ سن لیجئے رات کو نفس کو نماز کے لئے کہا اس نے ساتھ نہ دیا وہ نماز اس لئے قضا ہو گئی میں نے مقررہ مقدار سے زیادہ کھا لیا اس کے بعد میں نے ٹھان لی کہ سال بھر نفس کو پانی نہ دوں گا۔

ایک دفعہ ابو تراب بخشی" کو سفید روٹی اور مرغی کے انڈے کے کھانے سے روزہ افطار کرنے کی خواہش پوری ہوئی۔ نماز عصر کے وضو کے لئے اتفاقاً" وہ باہر نکلے ایک لڑکے نے پکڑ کر شور مچا دیا یہ چور ہے باپ بیٹے نے چھ کے رسید کر دیے اتنے میں ایک شخص نے پہچان کر کہا ارے یہ تو خواجہ ابو تراب بخشی ہیں کیا کر رہے ہو سب نے معافی مانگی وہ لڑکا اور اس کا باپ گھر گئے افطاری کے لئے سفید روٹی اور انڈے لائے آپ نے دیکھ کر کہا ان کی خواہش نے یہ حالت بنائی ہے اگر کھا لوں تو اللہ ہی کو

Marfat.com

خبر کیا کیا مصیبتیں نازل ہوں بغیر کچھ کھائے واپسی کی راہ لی۔ خواجہ صاحب نے ان فوائد کو ختم کیا اور یہ دعا گو واپس چلا آیا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

مجلس --- ۷ ---

مومن کو تکلیف دینے کے متعلق حدیث ہے۔ ابو ہریرہؓ نے حدیث اس طرح بیان کی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا --- "جس کسی نے مسلمان کو ستایا اس نے مجھے ناراض کیا جس نے مجھے ناراض کیا اس نے اللہ تعالیٰ کو ناراض کیا --- ہر مومن کے سینے میں اسی پردے ہوتے ہیں اور ہر پردہ پر فرشتہ کھڑا ہوتا ہے جو شخص کسی مومن کو تکلیف پہنچاتا اور دکھ دیتا ہے وہ ان اسی فرشتوں کو تکلیف دیتا ہے۔

پھر نماز نفل کا ذکر ہوا۔ آپ نے فرمایا ہر فرض نماز کے بعد نماز نفل ادا کی جاتی ہے ہمارے مشائخ نے اس نماز کو ادا کیا۔ جو شخص نماز ظہر سے قبل چار رکعت دو مرتبہ نیت کے ساتھ ادا کرے اور تلاوت قرآن بھی کرے اللہ نے اس کے لئے جنت کی خوشخبری دی ہے۔ اس کے لئے فرشتے تحائف لے کر آتے ہیں جب وہ قبر سے اٹھے گا تو اس کے لئے جنت سے پوشاکیں لاکر پہنائی جائیں گی جو فرض نماز ظہر کے بعد نوفل ادا کرے ہر رکعت کے عوض اللہ تعالیٰ اس کی حاجتیں پوری کرتا ہے۔ اور ہزار نیکی کے علاوہ سال بھر کی عبادت کا ثواب اسے ملتا ہے۔

مشائخ کرام کتاب عجیب مشائخ طبقات میں لکھتے ہیں مرد دانا اس وقت تک نماز شروع نہیں کرتا جب تک اسے پوری حضوری حاصل نہیں ہوتی۔ میں نے اپنے پیرو مرشد خواجہ شریف زندنیؒ کے رسالہ میں لکھا دیکھا ہے حضرت خواجہ یوسف چشتیؒ کئی بار تکبیر کہہ کر بیٹھ جاتے جب مکمل حضوری ہوتی تو نماز شروع کرتے۔ جب ایاک نعبد و ایاک نستعین پر پہنچتے تو بہت تامل اور فکر کرتے آپ سے وجہ پوچھی گئی تو فرمایا جب تک مجھے پوری حضوری نہیں ہوتی اس وقت تک میں نماز شروع نہیں کرتا کہ کہیں ایسا نہ ہو نعمت مشاہدہ جاتی رہے۔

پھر فرمایا ایک دن بغداد کے باہر خواجہ جنیدؒ اور شبلیؒ دونوں وضو فرما رہے تھے اتنے

Marfat.com

میں ایک شخص لکڑیوں کا گٹھا اٹھائے آیا اس نے گٹھا نیچے رکھا وضو میں مشغول ہو گیا ہم نے اسے نماز میں امامت کے لئے آگے کھڑا کر دیا وہ رکوع اور سجود میں دیر کرتا رہا ہم نے بعد میں اس سے وجہ پوچھی اس نے کہا میں اس وقت تک تسبیح پڑھتا ہوں جب تک جواب "میرے بندے میں حاضر ہوں" سن نہیں لیتا۔

پھر فرمایا میں خانہ کعبہ کے مجاوروں میں کچھ عرصہ گوشہ نشین رہا۔ ایک دن خواجہ عمر سنی امامت کرا رہے تھے بعد میں ان کی حالت غیر ہو گئی آسمان کی طرف دیکھنے لگے اور ہمیں بھی دیکھنے کو کہا میں نے دیکھا پہلے آسمان پر فرشتے رحمت کے تھال لئے ہوئے ہونٹ ہلا رہے ہیں پوچھا کیا کہہ رہے ہیں وہ کہہ رہے ہیں جناب شیخ کی عبادت ہماری عبادت سے بہتر ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں یااللہ حضرت خواجہ کے علم اور عزت کے صدقے ہمیں بخش دے۔

ایک شخص بغداد میں تھا وہ نماز نہ پڑھتا تھا وہ جب تک دوست کا چہرہ نہ دیکھ لیتا تھا نماز نہ ادا کرتا تھا۔ علم وہ ہے جسے عالم جانتے ہیں اور زہد کو زاہد جانتے ہیں یہ عقدہ ہے جسے اہل معنی جانتے ہیں۔

آپ نے پھر فرمایا جو شخص نماز عصر سے قبل چار رکعت ادا کرتا ہے اور مغرب اور عشاء کے درمیان چار رکعت نفل ادا کرتا ہے بقول ابو درداؓ کے وہ جنت میں جائے گا نوافل ادا کرنے والے کا یہ انداز پیغمبرانہ ہے کثرت سے نوافل اللہ کے دوست پڑھتے ہیں۔

آپ نے اس مجلس کے آخر میں فرمایا مومن کو منافق اور لعنتی کے سوا اور کوئی نہیں ستاتا آپ نے اپنی بات ختم کی خلقت اور یہ دعا گو واپس چلے گئے۔ الحمد للہ علی ذالک۔

Marfat.com

مجلس ۔۔ ۸ ۔۔

جناب خواجہ عثمان ہارونیؒ نے گالی کے متعلق فرمایا جو شخص کسی مسلمان کو گالی دیتا ہے وہ گویا اپنی ماں بہن کے ساتھ زنا کرتا ہے اور حضرت موسیٰؑ کی لڑائی میں فرعون کا ساتھ دیتا ہے۔

جو شخص گالی دیتا ہے اس کی چند یوم کے لئے دعا قبول نہیں ہوتی اگر وہ بغیر توبہ کے مرجائے تو گنہگار ہو گا۔

کھانے کے موقع پر آپ نے فرمایا دسترخواں بچھاؤ تاکہ اس کے اوپر رکھ کر کھائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دسترخواں پر کھانا رکھ کر نہیں کھایا لیکن منع بھی نہیں کیا اگر کھالیں تو جائز ہے آپؒ نے فرمایا آؤ سب مل کر کھائیں اور اس طرح سے جس طرح میرے بھائی عیسیٰؑ نے کیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جو کھانے کا تھال اترتا تھا اس پر سرخ رنگ کا دسترخواں ہوتا تھا اور سات روٹیوں کے ساتھ تھوڑا سا نمک۔ جو نمک سے روٹی کھائے اسے ہر لقمہ کے ساتھ سونیکیاں عطا ہوتی ہیں وہ جنت میں حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ ہو گا یعنی اس کے گناہ کی بخشش ہو جائے گی۔ میں نے حضرت خواجہ مودود چشتی رحمتہ اللہ علیہ سے سنا جو شخص سرخ دسترخواں پر کھانا کھائے اللہ تعالیٰ اس پر نظر رحمت فرماتا ہے۔

ان کو شمس العارفین کا نام روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عطا ہوا جب آپ روضہ مبارک پر پہنچے اور سلام کیا تو آواز آئی وعلیکم السلام یا شمس العارفین پس جب وہ روضہ اقدس سے باہر آئے تو جو شخص بھی ملتا اور سلام کا جواب دیتا وہ وعلیکم یا شمس العارفین کہتا۔

پھر فرمایا یہ معاملہ امام اعظمؒ کے ساتھ بھی پیش آیا تھا جب آپ نے کہا۔
السلام و علیکم یا سیدالمرسلین تو روضہ اقدس سے جواب ملا یا امام المسلمین اے مسلمانو کے پیشوا تم پر سلام ہو۔

پھر فرمایا بایزید بسطامیؒ کو سلطان العارفین کا لقب آسمان سے ملا تھا۔ ایک رات آپ مکان کی چھت پر چڑھے دیکھا کہ سب آرام کی نیند سو رہے ہیں اور بارگاہ رب

Marfat.com

العزت میں مشغول کیوں نہیں ہیں چاہا کہ ساری خلقت کے مشغول ہونے کی دعا کریں پھر خیال آیا یہ کام سرور کائنات کا ہے میری کیا مجال ایسی درخواست کروں۔ جونہی یہ خیال دل میں پیدا ہوا غیب سے آواز آئی "اے بایزید میں نے تیرا نام خلقت میں سلطان العارفین رکھا"۔

پھر فرمایا شیخ احمد معشوق نے دل میں ٹھان لی جب تک مجھے معلوم نہ ہو جائے میں کون ہوں؟ تو جاڑے میں ٹھنڈے پانی سے باہر نہ آؤں گا۔ ان کے اس پختہ ارادہ پر غیب سے ندا آئی تمام درویش اور عارف میرے عاشق ہیں تو میرا معشوق ہے۔ جب آپ سے کوئی شخص ملتا تو السلام علیکم احمد معشوق کہتا۔

پھر فرمایا یہ بزرگ نماز نہ ادا کرتے تھے جب لوگوں نے آپ سے اس کا سبب پوچھا ان کے اصرار پر کہا اچھا نماز پڑھوں گا مگر ایاک نعبد و ایاک نستعین نہیں پڑھوں گا۔ لوگوں نے کہا سورہ فاتحہ اور اس کے بغیر نماز کیسی آپ آج ضرور نماز پڑھیں جب آپ نماز میں ایاک نعبد و ایاک نستعین پر پہنچے تو آپ کے وجود کے ہر رونگٹے سے خوں جاری ہو گیا نماز توڑ کر باہر چلے آئے کہ میرے لئے نماز درست نہیں لوگ تو کہتے ہیں کہ میں نماز ادا نہیں کرتا۔

خواجہ صاحب نے ان احوال کا قصہ ختم کیا اور وہ یاد الٰہی میں مشغول ہو گئے اور یہ دعاگو واپس چلا آیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

Marfat.com

مجلس ۔۔ ۹ ۔۔

درزی

آپ نے روزی کمانے اور کام کرنے کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے ارشادات نبی اکرمؐ پیش کیے۔ بارگاہ رسالت میں ایک شخص نے اٹھ کر سوال کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں درزی کا کام کرتا ہوں آپؐ کا میرے پیشے کے متعلق کیا خیال ہے۔ آپؐ نے فرمایا اگر تم ایمانداری سے کام کرو تو قیامت کے دن ادریس علیہ السلام کے ساتھ جنت میں جاؤ گے۔

معمار

پھر ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا پیشہ معماری ہے اس کے متعلق فرمایئے آپؐ نے کہا اگر تم ایمانداری سے کام کرو گے تو روز حشر تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ جنت میں جاؤ گے۔

معلم

اس پر تیسرے شخص نے اٹھ کر کہا یاختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم میرا شعبہ تعلیم دینا ہے اس کے متعلق فرمایئے۔ آپؐ نے فرمایا تیرے پیشہ کو اللہ بہت ہی اچھا جانتا ہے قیامت کے دن تمہارا حشر حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ ہو گا اور انہی کے ساتھ جنت میں لو گے۔ آسمان کے فرشتے تیرے لئے معافی کے خواستگار ہوں گے۔

Marfat.com

تاجر

پھر ایک اور آدمی نے اٹھ کر بارگاہ نبویؐ میں درخواست کی یا نبیؐ اللہ میرا پیشہ تجارت ہے۔اس کے متعلق فرمایئے آپؐ نے فرمایا "اگر تم نے راستبازی اور سچائی سے کام رکھا تو جنت میں میرے ہمراہ میں ہو گے"۔

الکاسب

پھر فرمایا کسب سے روزی کمانے والا بروقت نماز ادا کرنے والا اور شریعت کی حد سے قدم باہر نہ رکھنے والا الکاسب حبیب اللہ الکاسب صدیق اللہ ہوتا ہے۔

پھر فرمایا ابو وردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ دکانداری کیا کرتے تھے جب انہیں اسلام کی حقیقت معلوم ہوئی تو آپؓ نے دکانداری ختم کر دی۔ جب لوگوں نے پوچھا آپؓ نے ایسا کیوں کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں اس پیشہ کے ساتھ اور ایمان کے ساتھ انصاف نہ کر سکتا تھا مجھ پر حقیقت اسلام واضح ہوئی لہٰذا میں نے دکانداری چھوڑ دی۔ پھر فرمایا حدیث شریف الکاسب حبیب اللہ الکاسب صدیق اللہ اس شخص کے لئے ہے جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتا ہو جس وقت نماز کا وقت ہو سب کام کاج چھوڑ کر نماز ادا کرے تو روزی کمانے والا صدیق اللہ ہے۔

جب آپؐ نے یہ سلسلہ کلام ختم کیا خلقت اور یہ دعاگو واپس چلے آئے۔

الحمدللہ علیٰ ذالک۔

Marfat.com

مجلس ـــ ۱۰ ـــ

مصیبت میں واویلہ کرنے کی مذمت کے سلسلہ میں حضرت عبداللہ انصاری سے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پیش کی کہ "جو شخص مصیبت میں آہ و زاری کرتا ہے اللہ اس پر لعنت کرتا ہے ـــ پھر فرمایا کہ ہمارے مشائخ کے نزدیک مصیبت میں آہ و زاری کرنا کفر ہے جو شخص ایسا کرتا ہے اس کا نام منافقین میں لکھا جاتا ہے ایسے شخص پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے جو مصیبت میں شور کرے ـــ پھر فرمایا مشائخ نے کہا ہے جو مصیبت پر گریہ وزاری کرتا ہے اور واویلا کرتا ہے اس کے ذمہ چالیس روز کے گناہ اور نیکیاں ختم لکھی جاتی ہیں اگر وہ توبہ کے بغیر مرجائے تو وہ ابلیس کے ساتھ جہنم میں ہو گا۔

ایک دفعہ ابراہیم بن ادھم گزر رہے تھے کہ انہوں نے واویلا کی آواز سنی تو کانوں میں کچھ ایسی چیز ڈال کر قوت سماعت بند کر لی ـــ جو شخص مصیبت میں گریباں چاک کرے اللہ کی رحمت کی نظر اس پر نہیں پڑتی قیامت کو سخت عذاب میں مبتلا ہو گا۔ جو شخص مصیبت میں کپڑے پھاڑ ڈالے قیامت کو اس کی دونوں بھوؤں کے درمیان لکھا ہو گا یہ اللہ کی رحمت سے ناامید ہے۔ اگر توبہ کرے تو بچ جائے گا جو مصیبت میں سیاہ لباس پہنتا ہے اس کے لئے دوزخ میں ستر ٹھکانے لکھ دیے جاتے ہیں وہ ایسا ہے جس نے ستر مسلمان جان سے مار ڈالے ہوں ہزار بدی اس کے اعمال نامہ میں لکھ دی جاتی ہے فرشتے اس وقت تک اس پر لعنت ڈالتے رہتے ہیں جب تک وہ سیاہ لباس پہنے رکھتا ہے۔

پانی پلانا

جب کوئی پیاسے کو پانی پلاتا ہے اس وقت اس کے تمام گناہ بخش دیے جاتے ہیں وہ ایسا ہوتا ہے جیسا ابھی شکم مادر سے پیدا ہوا ہو اگر وہ مرجائے تو اس کا شمار شہدا میں ہو گا۔

Marfat.com

پھر فرمایا جو شخص بھوکے کو کھانا کھلائے اللہ اس کی ہزار حاجتوں کو پورا کرتا ہے اور نار جہنم سے اسے آزاد کرتا ہے۔ اور جنت میں اس کے لئے ایک محل مخصوص کرتا ہے۔

بیٹی اللہ کا ہدیہ

بیٹیاں اللہ کا ہدیہ ہیں وہ شخص جسے اللہ نے بیٹی دی ہے وہ اسے پیار کرتا ہے اور خوش ہوتا ہے تو اللہ اس پر راضی اور خوش ہوتا ہے۔ جس نے لڑکی کی پیدائش پر خوشی کا اظہار کیا اللہ اسے ستر حج کا ثواب دیتا ہے گویا اس نے ستر غلام آزاد کئے جو ماں باپ لڑکیوں سے محبت کرتے اور ان پر مہربان ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر مہربان ہوتا اور رحمت فرماتا ہے — پھر فرمایا میں نے آثار الاولیا میں لکھا دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے ہاں ایک لڑکی ہو گی اس کے اور دوزخ کے درمیان پانچ سو سال کی راہ کا فرق ہو گا — پھر فرمایا انبیاءؑ اور اولیاء کرامؒ لڑکوں کی نسبت لڑکیوں کو زیادہ پیار کیا کرتے تھے —

پھر حضرت خواجہ سری سقطیؒ کے متعلق فرمایا ان کی ایک لڑکی تھی جو انہیں از حد پیاری تھی۔ اس نے خواجہ صاحب کو یہ کہتے سنا کہ سرد پانی اور نیا کوزہ ہو اس سے روزہ افطار کروں بیٹی نے سنا تو نیا کوزہ اور ٹھنڈا پانی قریب رکھ دیا عصر کے بعد کا وقت تھا آپ کو مصلے پر نیند آگئی دیکھا کہ جنت میں ان کے گھر میں اللہ تعالیٰ اس لڑکی سے پوچھتے ہیں تو کس کی بیٹی ہے؟ بیٹی نے جواب دیا جس نے نئے کوزے میں سرد پانی پیا۔ جونہی کوزہ پر ہاتھ مارا کوزہ ٹوٹ گیا۔ سری نے نعرہ مار کر کہا۔ سری نئے کوزہ میں پانی تجھے نہیں پینا چاہیے جو اس قدر طلب دنیا رکھتے ہیں وہ اس مقام پر نہیں پہنچ سکتے — خواجہ صاحب نے اپنی بات تمام کی اور ذکر الٰہی میں مشغول ہو گئے یہ دعاگو اور لوگ چلے گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

Marfat.com

مجلس ۔۔ ۱۱ ۔۔

جانوروں کو مار ڈالنے کے متعلق آپ نے عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کردہ حدیث نبویؐ پیش کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص چالیس گائیں ذبح کر ڈالے اس کے ذمہ ایک خون کبیرہ لکھا جاتا ہے ــــ جو شخص خواہش نفس کے لئے جانور تلف کرے گویا اس نے خانہ کعبہ ویراں کرنے کی سعی کی۔ مگر جہاں جانور ذبح کرنا ہے اگر وہاں ذبح کیا جائے تو کوئی ہرج نہیں۔ حاجی شریف زندنیؒ کا ارشاد ہے مجھے ستر سالہ بزرگ ملے ان کا کہنا تھا کہ انہوں نے کبھی کوئی جانور ذبح نہیں کیا۔

پھر فرمایا فرماں مصطفویؐ ہے کہ جس شخص نے کسی جانور کو آگ میں پھینکا یا بے رحمی سے مار ڈالا اس کا کفارہ یہ ہے کہ غلام آزاد کرے۔ یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا متواتر دو ماہ کے روزے رکھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانوروں کو آگ میں جلانے اور انہیں بے رحمی سے مارنے سے ہمیشہ سختی سے منع فرمایا کرتے تھے۔

ان الفاظ کے ساتھ حضرت خواجہ نے اپنا کلام ختم کیا لوگ اور یہ دعاگو واپس چلے آئے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

مجلس ۔۔ ۱۲ ۔۔

سلام کہنے کے متعلق گفتگو میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ جب کوئی محفل سے اٹھے تو سلام کہے۔ سلام کہنا گناہوں کا کفارہ ہے۔ فرشتے اس کی بخشش کی خواہش کرتے ہیں۔ جو مجلس سے اٹھتے وقت سلام کہتا ہے اس پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ اس کی نیکیاں اور زندگی زیادہ ہوتی ہے۔

حضرت خواجہ یوسف چشتیؒ کی زبانی سنا جو کوئی مجلس سے اٹھتے وقت سلام کہتا ہے اسے ہزار نیکیاں ملتی ہیں۔ اس کی ہزار حاجتیں روا ہوتی ہیں وہ گناہوں سے ایسا پاک ہوتا ہے جیسے ماں کے شکم سے نکلا ہو۔ ایک سال کے گناہ معاف اور ایک سال کی

Marfat.com

نیکیاں نامہ اعمال میں درج کی جاتی ہیں نیز سوجج اور عمرہ اس کے نام درج ہوتے ہیں سو تھال رحمت کے اس پر قربان ہوتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ نے ہمیشہ یہ خواہش کی کہ رسول اللہ علیہ وسلم کی محفل میں آتے جاتے وقت سلام کرنے میں پہل کروں مگر حضورؐ پہلے سلام کہہ دیتے سلام کرنا سنت انبیاءؑ ہے مگر تمام پیغمبر سلام کرنے میں پہل کیا کرتے تھے۔

اس پر آپ نے سلسلہ کلام منقطع کیا اور یاد الٰہی میں مشغول ہو گئے خلقت اور دعا گو واپس چلے آئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

مجلس -- ۱۳ --

نماز کے کفارہ کے متعلق ایک حدیث کے راوی جناب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے — "جس شخص کی نماز قضا ہو گئی اسے معلوم نہ ہو کہ کتنی ہیں پس وہ پیر کی رات کو پچاس رکعت نماز ادا کرے ہر ایک رکعت میں ایک دفعہ سورہ فاتحہ اور ایک دفعہ سورہ اخلاص پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی قضا نمازوں کا کفارہ کرتا ہے خواہ اس نے سو سال بھی نمازیں نہ پڑھی ہوں"۔

رات کے قیام کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ "جو شخص رات کو اس وقت قیام کرتا ہے جب خلقت سو رہی ہو تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے دوسری رات تک اس پر نگاہ رکھیں اور اس اثنا میں اس کے لئے بخشش طلب کرتے رہیں۔

دوسری روایت میں ہے جو شخص جمعہ کے روز بیس رکعت نماز ادا کرے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص ایک مرتبہ پڑھے تو روز حشر شہیدوں اور صدیقوں کے ساتھ اٹھے گا۔ اسے رات دن کا اجر ملے گا ہر حرف کے بدلے نور پائے گا وہ پل صراط سے آسانی سے گزر جائے گا۔ رات کو نوافل کے لئے کھڑا ہونا چاہئے خواہ وہ مختصر سے مختصر وقت اونٹ کی گردن ہلانے کے برابر کیوں نہ ہو۔ اس کے لئے رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

Marfat.com

پھر فرمایا میں سمرقند میں مسافر تھا میری ملاقات شیخ عبدالواحد سمرقندی سے ہوئی ان کا فرمان تھا ایمان میں مزہ ہی تب آتا ہے جب رات اور دن کو قیام کیا جائے جو یہ دونوں کام کرتا ہے وہ ایمان کا مزہ چکھتا ہے۔

پھر فرمایا امام ابو حنیفہؒ تیس سال تک رات کو نہیں سوئے آپ نے جب آخری حج کیا تو خانہ کعبہ کے مجاوروں سے دروازہ کھلوا کر دوگانہ پڑھنے لگے اور پندرہ پارے پڑھ کر دوگانہ تمام کیا۔ امام صاحبؒ کی خواہش تھی خوب جی بھر کر عبادت کی جائے شاید دوبارہ حج نصیب نہ ہو۔ کہا! الٰہی مجھ سے تیری بندگی کا حق ادا نہیں ہوا جیسا کرنے کا حق تھا اور میں نے نہیں پہچانا جیسا پہچاننے کا حق تھا — غیب سے ندا آئی۔ اے ابو حنیفہؒ تو نے پہچانا جیسا پہچاننے کا حق تھا ہم نے تجھے اور تیری اتباع کرنے والوں کو بخش دیا۔

پھر فرمایا یوسف چشتیؒ نے چالیس سال تک شب خیزی کی اور خواجہ احمد ابدال چشتیؒ نے تیس سال تک رات کے وقت قیام کیا وہ ہر رکعت میں دو دفعہ قرآن مجید ختم کرتے تھے۔ آپ نے خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا پھر نہیں سوئے جب آپ کا وقت رخصت قریب آیا تو ایک بزرگ نے سوال کیا آپ کس حال میں جا رہے ہیں آپ نے فرمایا مردانگی سے۔

اے عزیز! آج سے ستر برس پہلے میں نے خواب دیکھا تھا جسے کسی سے آج تک بیان نہ کیا۔ اب اسی خواب میں لطف اندوز جا رہا ہوں۔

پھر فرمایا! اے درویش یاد رکھ یہ دنیا میں بھی نور ہے اور پل صراط میں بھی اور جنت میں بھی نور ہے — جو شخص رات کو قیام کرتا ہے جس چیز کی خواہش کر کے دعا کرتا ہے وہ قبول ہو جاتی ہے اللہ بھی اس سے خوش ہوتا ہے۔

بخارا میں ایک بزرگ ہستی کو دیکھا کچھ دن ان کی صحبت اختیار کی وہ چالیس سال سے رات قیام میں بسر کرتے تھے۔ اس کے بعد حضرت خواجہ اپنا کلام ختم کر کے یاد الٰہی میں مصروف ہو گئے سب لوگ رخصت ہو گئے یہ دعاگو واپس چلا آیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

Marfat.com

مجلس -- ۱۴ --

اس مجلس میں آپ نے سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص کے متعلق فرمایا۔ خواجہ یوسف حسن چشتیؒ اپنے رسالہ میں حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم لکھتے ہیں۔ "جو شخص سوتے وقت سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص پڑھتا ہے وہ روز حشر امینوں سے ہو گا اور انبیاءؑ کے بعد سب سے پہلے جنت میں جائے گا' اور جنت جاتے وقت حضرت عیسیٰؑ کے بہت قریب ہو گا۔

پھر فرمایا حضرت خواجہ محمد مرعشیؒ کا فرمان ہے کہ جو شخص سوتے وقت تین بار سورہ فاتحہ اور تین بار سورہ اخلاص پڑھا کرے وہ ایسا پاک ہو گا جیسا ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔ مزید فرمایا۔ میں نے حدیقتہ المحدثین میں لکھا دیکھا ہے ابو ہریرہؓ نے عبداللہ بن عمرؓ کے حوالہ سے حدیث بیان کی ہے جو شخص سوتے وقت قل یا ایھا الکافرون پڑھے گا ہزار آدمی اس کے جنتی ہونے کی گواہی دیں گے۔

میں ایک مرتبہ اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ شریف زندنی رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ بدخشان گیا وہاں کی مسجد میں خواجہ بدخشانی سے ملاقات ہوئی انہوں نے نماز اشراق کی فضیلت کے متعلق فرمایا جو شخص یہ نماز دو رکعت یا چار رکعت ادا کرتا ہے وہ اس سے بہت افضل ہوتا ہے جو دنیا کا تمام مال خیرات کر دے۔ اس بات پر خواجہ صاحب نے کلام ختم کیا وہ یاد الٰہی میں مشغول ہو گئے یہ دعا گو واپس چلا آیا۔

الحمد للہ علیٰ ذالک۔

Marfat.com

مجلس -- ۱۵ --

بہشت اور اہل بہشت کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی آپ نے فرمایا میں نے امام بغوی کی تفسیر میں لکھا دیکھا۔ (امام بغوی ۔ نام حسین بن مسعود کنیت ابو محمد ان کو فراء اور ابن الفراء بھی کہتے ہیں آپ بے بدل محدث' بے عدیل مفسر اور بہت بڑے فقیہہ تھے آپ شافعی مسلک رکھتے تھے ۵۱۶ھ میں انتقال ہوا) ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی آپؐ اہل بہشت کی خوراک کے متعلق بتائیں آپؐ نے فرمایا مجھے رب العزت کی قسم جس نے مجھے پیغمبر بنا کر بھیجا۔ مرد جنت میں سو مردوں کے ہمراہ کھانا کھا کر اپنے اہل و عیال کے ہمراہ مل کر رہے گا۔ آپؐ سے پھر سوال کیا گیا کیا اس کھانے سے رفع حاجت ہو گی فرمایا۔ ہاں! مگر بدبودار نہ ہو گی۔ پسینہ مشک سے زیادہ خوشبودار ہو گا پیٹ میں بھی کچھ نہ رہے گا۔ جنت میں داخلہ کے بعد موت وارد نہ ہو گی جوانی ہو گی وہ بڑھاپے میں تبدیل نہ ہو گی۔ تازہ نعمتوں میں رہیں گے ہر روز نعمتوں میں اضافہ ہو گا۔

ان نعمتوں کے حصول کے لئے نماز فجر کے بعد سو مرتبہ سورۃ اخلاص روزانہ پڑھے اس کی نعمتوں میں روزانہ اضافہ ہوتا رہے گا۔ آپؐ سے سوال کیا گیا کہ جنت میں ماں باپ اور اولاد سے ملاقات ہو گی؟ آپؐ نے فرمایا ہاں ملاقات ہو گی قرآن مجید میں ہے۔

جنت عدن یدخلونہا و من صلح من ابائہم و ازواجہیم و ذریاتہم و الملا ئکۃ یدخلون علیہم من کل باب ○

جب ماں باپ اور اولاد ایک دوسرے کو ملنا چاہیں گے تو جنت کے گھوڑوں پر سوار ہو کر ان کے محلوں تک جائیں گے۔ اس کے بعد آپؒ ذکر الٰہی میں مشغول ہو گئے اور یہ دعا گو واپس چلا آیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

Marfat.com

مجلس --- ۱۶ ---

مسجد کے متعلق گفتگو میں آپ نے حدیث پیش کی "جو شخص مسجد میں داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں اندر رکھے اور کہے توکلت علی اللہ لا حول و لا قوۃ الا باللہ من شیطن الرجیم۔ میں نے اللہ پر بھروسہ کیا اللہ کے سوا کوئی طاقت نہیں اور شیطان لعنتی ہے۔ پھر نماز پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش دیتا ہے ہر قدم کے بدلے اسے جنت میں ایک درجہ بلند ملتا ہے اور ایک محل اس کو عطا ہوتا ہے۔

پھر فرمایا۔ جو شخص مسجد میں جاتے ہوئے کہتا ہے من الشیطن الرجیم تو شیطان کہتا ہے تو نے یہ کلمہ پڑھ کر میری کمر توڑ ڈالی۔ اس پر اسی کے اعمال نامہ میں ایک سال کی عبادت لکھ دی جاتی ہے جب باہر نکلتے وقت یہ کلمہ پڑھے تو اس کے جسم کے ہر بال کے بدلے اللہ تعالیٰ سو نیکی عنایت فرماتا ہے۔ جنت میں سو درجے بلند فرماتا ہے۔

پھر فرمایا امام زندونسی زندہ راستی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں جو مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے اپنا دایاں پاؤں اندر رکھے اس کے گناہ اول تا آخر جھڑ جاتے ہیں جب مسجد سے نکلے اور اپنا بایاں پاؤں باہر رکھے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتے ہیں اس کی حفاظت کرتے رہو اور اس کی کل حاجتیں پوری کرو اور جنت میں اس کے لئے رہنے کی اعلیٰ جگہ بناؤ۔

پھر فرمایا خواجہ محمد مرعشی رحمتہ اللہ علیہ کے رسالہ میں لکھا دیکھا ہے کہ سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ نے ایک دفعہ خانہ کعبہ میں داخل ہوتے وقت پہلے اپنا بایاں پاؤں اندر رکھا تو آواز آئی "اے بیل" کیا کعبہ میں اس طرح داخل ہوا کرتے ہیں لہذا ان کا لقب ثوری مشہور ہو گیا حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ نے اپنا بیان تمام کیا ذکر الٰہی میں مصروف ہو گئے ہم سب لوگ واپس چلے آئے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

Marfat.com

مجلس --- ۱۷ ---

مال دنیا کے متعلق گفتگو شروع ہوئی آپ نے فرمایا مرد وہ ہے جو دنیا کی طرف نگاہ نہ کرے نہ قریب پھٹکے جو کچھ ملے اسے اللہ کی راہ میں خرچ کر دے اور کچھ ذخیرہ نہ کرے۔

پھر فرمایا میں نے خواجہ یوسف چشتیؒ سے سنا مال کا شکر ادا کرنا صدقہ دینا ہے۔ اسلام کا شکریہ الحمدللہ رب العلمین کہنا ہے۔ جو یہ کہتا ہے اسلام کا شکریہ بجا لاتا ہے۔ جو شخص زکوٰۃ اور صدقہ دیتا ہے وہ مال کا حق ادا کرتا ہے۔

پھر بچوں کے رونے کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے' آپؐ نے فرمایا بچہ تب روتا ہے جب شیطان اس کے کان مروڑتا ہے اس وقت جو والدین بچوں کو مارتے ہیں ان کے نام گناہ لکھا جاتا ہے' بچہ روتا ہی اس وقت ہے جب شیطان ستاتا ہے جب بچہ روئے تو لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کہنا چاہئے تاکہ شیطان بھاگ جائے۔ بچہ ماں باپ کو جنت کی خوشخبری سنائے۔

آپ کا مکرر ارشاد ہے علماء کا حسد اچھا نہیں خصوصاً" مسلمانوں کے لئے بعض علماء کا قول ہے کہ حسد کو دل سے نکال دینا چاہئے جب حسد دل سے نکال دیں گے تو جنت میں جائیں گے۔

پھر فرمایا علماء سے حسد نہایت بدتر ہے کیونکہ اہل دنیا کا حسد تو صرف دنیا کے مال تک محدود رہتا ہے اور دنیا کا مال ناپائیدار ہے اور فانی ہے اس کے حسد کا بھی یہی حال ہے اس کے برعکس علماء میں حسد اکثر قائم رہتا ہے۔

اے اللہ تو ہمیں کل دنیا کی بلاؤں سے محفوظ فرما اور آخرت میں عذاب سے بچا۔ حضرت خواجہ مشغول عبادت ہو گئے اور ہم چلے آئے۔ الحمدللہ علی ذالک۔

Marfat.com

مجلس ــ ۱۸ ــ

چھینک لینے کے متعلق آپ نے اپنی زبان مبارک سے قول حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیان کیا کہ آپؐ نے فرمایا۔ جب مومن چھینک لیتا ہے اور الحمدللہ رب العلمین کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ بخش دیتا ہے اور اس کا جنت میں درجہ بلند فرماتے ہوئے اسے غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا کرتا ہے۔ جب دوسری مرتبہ چھینک لے اور الحمدللہ رب العالمین کہے تو اس کے ماں باپ کو بخش دیتا ہے۔ جب تیسری بار چھینک لینے والے کے الحمدللہ کہنے کے بعد یرحمک اللہ کہنا گناہوں کا کفارہ اور ترقی درجات کا موجب ہے اس لئے کہ چھینک دوزخ کے آگے ایک پردہ ہو جاتی ہے اس شخص کے نامہ اعمال میں ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں قیامت میں اس کے ترازو کا پلہ بھاری رہے گا اگر عرش بھی مقابل آجائے تو تب بھی اس کا پلہ بھاری ہو گا جو شخص چھینک لینے والے کے جواب پر ایک دفعہ الحمدللہ رب العالمین کہتا ہے وہ جنت میں پیغمبروں کی ہمسائیگی اختیار کرے گا۔

آپ نے پھر فرمایا جس نے پہلی چھینک لی وہ آدم علیہ السلام تھے اور جرائیل علیہ السلام پاس تھے انہوں نے یرحمک اللہ کہا۔

اس کے بعد جناب خواجہ عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے خلقت اور دعاگو واپس چلے آئے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

Marfat.com

مجلس -- ۱۹ --

ازان اور موذن کے متعلق حضرت خواجہؒ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ ان کے سوال پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "اے علیؓ جو شخص اذان دیتا ہے اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے وہی اس اجر کو جانتا ہے۔ اذان میری امت کے لئے حجت ہے۔ اذان کی حقیقت یہ ہے جب موذن اللہ اکبر۔ اللہ اکبر کہتا ہے وہ ایسا کہتا ہے اللہ کو میں نے تیرا گواہ بنایا اے محمدؐ کی امت نماز میں حاضر ہو اور دنیاوی کاروبار چھوڑ دے۔ جب اشھد ان لا الہ الا اللہ کہتا ہے گویا وہ کہتا ہے کہ اے امت محمدؐ میں نے اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو گواہ بنایا کہ میں نے تمہیں نماز کی خبر دی اور اس سے بڑھ کر کوئی خبر نہیں اور موذن کہہ کر اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں جب حی علی الصلوۃ کہتا ہے تو کہتا ہے اے محمدؐ کی امت میں نے دین تم پر ظاہر کیا اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو تاکہ اللہ تعالے تمہارے سارے گناہ بخش دے کیونکہ نماز دین کا ستون ہے جب حی علی الفلاح کہتا ہے تو کہتا ہے اے امت محمدؐ تیرے لئے رحمت کے دروازے کھول دیے گئے ہیں اٹھو! اور اپنا حصہ لو۔ کیونکہ تمہارے لئے آخرت میں جنت ہے۔ اور جب اللہ اکبر' اللہ اکبر کہتا ہے تو کہتا ہے کہ میں نے اللہ کو اور اس کی رحمت کو تمہارا گواہ بنایا۔ اے امت محمدؐ! نماز میں حاضر ہو۔ دنیاوی کاموں کو چھوڑ دے۔ میں نے تم پر اللہ اور اس کے رسول کا حکم ماننا ظاہر کر دیا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب گناہ معاف کر دے تمہیں یاد رہے کوئی عمل نماز سے بڑھ کر نہیں جو شخص نماز ادا نہیں کرتا وہ شرمندہ ہوتا ہے اور جب لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو کہتا ہے تمہیں معلوم رہے ساتوں زمینوں اور آسمانوں کی امانت تمہاری گردن پر ہے اگر اسے قبول کرو گے تو عذاب الٰہی سے بچ جاؤ گے ورنہ پچھتاوا تمہارا حصہ ہو گا۔

پھر فرمایا بغداد میں ایک بزرگ تھے ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ موذن کی اذان کا جواب دینا گناہوں کا کفارہ ہے جو مسجد میں اللہ کی اطاعت بجا لاتا ہے وہ صدیقوں اور شہیدوں کے ہمراہ جنت میں جائے گا اس کی قربت حضرت داؤد علیہ السلام

Marfat.com

سے ہو گی۔

جناب خواجہؒ نے فرمایا جناب جنید بغدادیؒ کی کتاب "عمدۃ السلوک" میں لکھا ہے۔ موذن کی اذان کا جواب خاموش رہ کر اذان سن کر دے اور امام کے پیچھے نماز ادا کرنے وہ قیامت کو خلقت کی شفاعت کرے گا۔ اسے ہر رکعت پر تین سو رکعت کا ثواب ملے گا ہر رکعت کے عوض جنت میں اس کے بہترین ٹھکانے ہونگے۔

پھر فرمایا پانچ قسم کے لوگ ہیں جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن ناراض ہونگے۔ وہ لوگ جو جمعہ کی نماز قضا کرتے ہیں دوم وہ جو آزاد کئے ہوئے غلاموں کو بیچتے ہیں سوم جو ہمسائے کو ستاتے ہیں چہارم جو کسی سے ناحق کوئی چیز چھین لیتے ہیں پنجم جو اپنے اہل و عیال پر ظلم کرتے ہیں۔

پھر فرمایا جو شخص موذن کی اجابت کرتا ہے فرشتے اس کے لئے معافی مانگتے ہیں اور سلام بھیجتے ہیں وہ بغیر حساب نجات پا کر جنت کی راہ لیتا ہے۔

نماز صوفیہ

آپ نے فرمایا کہ اے درویش تکبیر اس طرح کہہ جس طرح میں نے کہی ہے کیونکہ تکبیر کا مقام دونوں بھوؤں اور سینہ کے درمیان ہے اور تجھے یقین ہو کہ اللہ تعالے تجھے دیکھ رہا ہے اور میرے دونوں پاؤں پل صراط پر ہیں میرے دائیں جنت اور بائیں جہنم ہے پھر اللہ اکبر کہہ اور غور و فکر سے تلاوت قرآن حکیم کرو نہایت تضرع اور خشوع سے رکوع سجود کر نہایت استغراق میں بیٹھ کر التحیات پڑھ جب تک تو سلام نہ کہے فرشتے تیرے لئے استغفار کرتے ہیں۔

پھر فرمایا کھانا حلال کھاؤ۔ اور حلال کی کمائی کا کپڑا پہنو۔ توبہ کو اپنا شعار بناؤ جب تم ایسا کرو گے تو تمہارے لئے ساتوں بہشتوں کے دروازے کھل جائیں گے۔ تمہاری نماز قبول ہو گی۔

پھر فرمایا قرآن متواتر پڑھنا گناہوں کا کفارہ ہے تلاوت قرآن پڑھنے والے اور دوزخ کے درمیان ایک پردہ ہے' متواتر قرآن پڑھنے والے کے لئے جنت کا دروازہ

Marfat.com

کھول دیتا ہے ہر حرف کے بدلہ سے ایک فرشتہ پیدا کرتا جو وہ تلاوت کرے گا اس کا ثواب پڑھنے والے کو ملے گا۔ اللہ کا قرب قرآن پڑھنے پڑھانے سے ملتا ہے۔

پھر فرمایا تم پر لازم ہے کہ قرآن پڑھو، سیکھو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص قرآن کی ایک آیت پڑھتا ہے اس کے اعمال نامہ میں کل نیکیوں سے زیادہ ثواب لکھا جاتا ہے جو قرآن پڑھنے اور پڑھانے کے شوق میں فوت ہو جائے گا تو قبر میں فرشتہ اس کے رب کی طرف سے بھیجی ہوئی نارنگی حاصل کرے گا جو شروع سے آخر تک قرآن پڑھتا ہے اسے نہ عذاب قبر نہ عذاب قیامت ہو گا وہ جنت میں پیغمبروں کا ہمسایہ ہو گا۔

اس پر آپ نے کلام ختم کیا سب لوگ رخصت ہو گئے الحمدللہ علیٰ ذالک۔

مجلس --- ۲۰ ---

مومن کے متعلق آپ نے فرمایا۔ مومن وہ شخص ہے جو تین چیزوں کو دوست رکھے۔ اول موت دوم درویشی سوم سورۃ فاتحہ۔ جو ان کو دوست رکھتا ہے فرشتے اس سے دوستی رکھتے ہوئے جنت لے جاتے ہیں۔

پھر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ درویشوں کو دوست رکھتا ہے کیونکہ مومن اللہ کے دوست ہوتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو شخص آٹھ ہزار درہم رکھے وہ دولتمند ہوتا ہے جس کے پاس کم مال ہو وہ درویش جس کے پاس کچھ نہ ہو وہ اللہ کا شکر بجا لائے وہ ایوب علیہ السلام کا ہمسایہ ہو گا۔

پھر فرمایا میں نے خواجہ مودود چشتیؒ کی زبانی سنا کہ اللہ تعالیٰ تین گروہوں کی طرف نظر رحمت سے دیکھتا ہے پہلے وہ باہمت لوگ جو محنت کر کے اپنے کنبہ کو پالتے ہیں۔ دوسرے جو ہمسایوں سے اچھا سلوک کرتے اور وہ عورتیں جو اپنے خاوندوں کا حکم مانتی ہیں۔ تیسرے وہ جو درویشوں اور عاجزوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔

آپ نے حضورؐ کا فرمان سنایا کہ سب سے افضل نماز ہے۔ دوسرے پر صدقہ اور تیسرے پر قرآن کا پڑھنا پس جو تینوں کو بجا لانے کی کوشش کرتا ہے وہ میری امت میں

Marfat.com

سے جنتی ہے۔

پھر فرمایا امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضورؐ نے ہمسایے کے متعلق اس قدر ذکر فرمایا کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ کہیں ہمسایے کو موت کے بعد وارث نہ قرار دے دیا جائے میں نے سوال کیا اگر لاوارث ہمسایہ مرجائے جس کا دور و نزدیک میں کوئی وارث نہ ہو تو کیا ہمسایہ اس کی وراثت کا نگراں وارث ہو سکتا ہے۔

پھر فرمایا کہ حضورؐ کا ارشاد ہے؟ جو شخص ہمسایہ سے مہربانی سے پیش آئے انشاء اللہ وہ قیامت کو میرے ہمراہ جنت میں جائے گا۔

اس کے بعد آپ نے اپنا کلام ختم کیا اور یاد الٰہی میں مشغول ہو گئے خلقت اور یہ دعاگو واپس چلا آیا الحمدللہ علیٰ ذالک۔

مجلس --۲۱--

حاجت روائی کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے فرمایا اس مسلمان سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے جو دوسرے مسلمان کی حاجت پوری کرتا ہے انؐ کی جگہ جنت ہے۔ پھر فرمایا وہ شخص جو دوسرے کی عزت کرتا ہے اللہ اس کے گناہ بخش کر جنت میں اس کا ٹھکانہ بناتا ہے اگر کوئی کسی کی جوتی ہی سیدھی کر دے یا اس کے پاؤں سے کانٹا نکال دے تو اس کا شمار اللہ تعالیٰ شہیدوں اور صدیقوں میں کرتا ہے۔

مختلف مشائخ عظام کے نزدیک اگر کوئی اوراد اور وظائف میں مشغول ہے اس وقت کوئی حاجت مند آجائے تو سب کام چھوڑ کر اس کی حاجت مندی میں مصروف ہونا لازمی ہے جس قدر مقدور ہو اس کے لئے کوشش کرے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت پوری کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دنیا اور آخرت کی حاجتوں کو پورا کرتا ہے وہ قیامت میں جنت میں جائے گا اور آدم علیہ السلام کا ہمسایہ ہو گا۔

اس پر آپ بات ختم کر کے یاد الٰہی میں مصروف ہو گئے خلقت اور یہ دعاگو واپس چلے آئے الحمدللہ علیٰ ذالک۔

Marfat.com

مجلس ـ ۲۲ ـ

آخری زمانہ کے متعلق گفتگو میں حدیث نبیؐ پیش کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ـــ جب آخری زمانہ آئے گا تو عالموں کو چوروں کی طرح ماریں گے اور علماء کو منافق اور منافقوں کو عالم کہیں گے۔

پھر فرمایا جو شخص علم سیکھتا ہے اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے آسمان میں اس کا نام اولیاء اللہ میں لکھا جائے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت فرمائی ہے۔ کفر۔ ایمان۔ اسلام نفاق اور علم میں ہر ایک کی دو قسمیں ہیں۔ کفر کی دو قسمیں ہیں پہلی اللہ کی نعمتوں کا انکار' نماز جماعت کے ساتھ ادا نہ کرنا' بیماریوں کا نہ دیکھنا اور مسلمانوں کو فائدہ نہ پہچانا ان سب کے باوجود ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔ دوسری قسم کفر کی اسلام سے پھر جانا اور تمام فرائض کا انکار ہے جن کی بدولت انسان ایمان سے خارج ہو جاتا ہے ایمان کی دو قسمیں ہیں۔ ایک منافقوں کا ایمان جو زبان سے اقرار کرتے ہیں مگر دل سے نہیں بلکہ شک کرتے ہیں۔ دوسرا ایمان مومنین کا جو دل اور زبان سے تصدیق کرتے ہیں ایمان سوائے نیکوں کے کسی کی قسمت میں نہیں ہوتا ـــ اسلام کی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ جب عبادت الٰہی میں مشغول ہو تو شک نہ کرے جب سجدہ ریز ہو تو دل اور زبان سے اسے ایک جانے یہ پاکیزہ اسلام ہے۔ دوسرا اسلام زبان سے کہے میں مسلمان ہوں اور دل میں کفر رکھے اسے یہ بھی خیال نہ ہو کہ دین کا حال کیا ہو گا۔ کسی کو خواہ کیسی ہی ندامت اٹھانا پڑے جو دل میں ہو وہی زبان پر لائے۔ اور لوگوں کے درمیان لا الہ الا للہ کی شہادت سے زندگی بسر کرے ایسا شخص نار جہنم سے بچ جائے گا۔

نفاق کی دو قسمیں ہیں۔ اول کوئی حلال و حرام' امرونہی کا اقرار کرے اس کے باوجود گناہ میں مشغول ہو جائے اور برائی کرے اور اللہ سے ڈرے اور توبہ کی امید رکھتے ہوئے اقرار کرے اللہ اس بدکار کو جانتا ہے دوسرا نفاق یہ ہے کہ زبان سے حلال و حرام' امرونہی کا اقرار کرے اور دل میں خیال لائے کہ نماز روزہ اور زکوٰۃ یہ عمل ہیں اگر کروں گا تو ثواب ملے گا یہ نفاق ہے اس کا بدلہ نار جہنم ہے۔

علم کی دو قسمیں ہیں ایک اللہ کے لئے علم حاصل کرنا دوسرا عام علم۔ جو شخص علم

Marfat.com

کا ایک کلمہ سنے اس سے بہتر ہے کہ ایک سال عبادت کرے جو ایسی جگہ بیٹھتا ہے جہاں علم کا تذکرہ ہوتا ہے اس کا ثواب غلام آزاد کرنے کے برابر ہے علم اندھے کے لئے جنت کا رہنما ہے۔ اللہ تعالیٰ علم کو دنیا اور آخرت میں ضائع نہیں کرتا

عمل کی دو قسمیں ہیں پہلی قسم کا عمل جو اللہ کے لئے کیا جائے یہ خاص ہے دوسرا وہ جو لوگوں کو دکھلاوے کے لئے کیا جائے اس کا کوئی اجر نہیں اور ایسا کرنا درست نہیں۔

اس پر آپ نے اپنا کلام ختم کیا آپ مصروف عبادت ہوئے خلقت اور دعاگو نے گھر کی راہ لی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

مجلس --- ۲۳ ---

موت کی یاد کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے خواجہ عثمان ہارونیؒ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے موت کو یاد کرنا رات دن کی عبادت اور فرائض کے علاوہ دیگر عبادت سے بہتر ہے۔

پھر فرمایا زاہدوں میں سب سے بہتر وہ زاہد ہے جو موت کو ہر لحہ یاد رکھتا ہے اور ہمیشہ موت کے شغل میں رہتا ہے ایسا زاہد اپنی قبر میں جنت کا سبزہ زار دیکھ لیتا ہے۔

پھر انبیاء علیہم اسلام کے متعلق گفتگو میں فرمایا جو شخص آدم علیہ السلام کے نام پر صلواۃ اللہ علیہ تین بار کہے اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ بخش دیتا ہے اگرچہ وہ دریا سے بھی زیادہ کیوں نہ ہوں وہ جنت میں ان کا ہمسایہ ہو گا۔ جو داؤد علیہ السلام کو یاد کرے اور تین مرتبہ صلواۃ اللہ علیہ کہے وہ جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو گا۔

پھر فرمایا انبیاء علیہم اسلام کو یاد کر کے ان کے نام کے ساتھ علیہ السلام کہنے سے سات اعضا پر دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے۔ یہ فرمانے کے بعد آپ عبادت الٰہی میں مصروف ہو گئے ہم سب واپس چلے آئے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

Marfat.com

مجلس --- ۲۴ ---

مسجد میں چراغ بھیجے جانے کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے آپ نے کہا امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جو شخص مسجد میں روشنی کے لئے ایک رات کے لئے چراغ بھیجتا ہے اس کے ایک سال کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں ایک سال کی نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں درج کی جاتی ہیں جنت میں اس کا خاص مسکن بنایا جاتا ہے۔

جو شخص ایک مہینہ متواتر مسجد میں روشنی کئے رکھے ایسے شخص کے لئے جنت کے تمام دروازے کھل جاتے ہیں جس دروازے سے چاہے اس میں داخل ہو۔ دنیا سے رخصت ہونے سے قبل وہ جنت میں اپنی جگہ دیکھ لیتا ہے۔ وہ جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمسایہ ہو گا۔

پھر فرمایا میں نے خواجہ یوسف چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے سنا جو شخص روشنی کے لئے مسجد میں چراغ بھیجتا ہے جب یہ چراغ مسجد میں روشن ہوتا ہے اس کی روشنی تک سب فرشتے اس کے لئے بخشش طلب کرتے ہیں۔

حضرت خواجہ یہ کہہ کر عبادت الٰہی میں مصروف ہو گئے اور ہم واپس چلے آئے۔

الحمد للہ علیٰ ذالک۔

مجلس --- ۲۵ ---

درویشوں کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے آپ نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں ہے — "جو کوئی درویشوں کو کھانا کھلاتا ہے وہ تمام گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے"۔

پھر فرمایا تین قسم کے لوگ جنت میں نہ جائیں گے۔ ایک جھوٹ بولنے والا فقیر دوسرا مال دار بخیل۔ تیسرا خیانت کرنے والا سوداگر — ان تینوں قسم کے لوگوں پر سخت قسم کا عذاب ہو گا جب درویش جھوٹ بولنا اختیار کر لے اور دولت مند بخیل ہو جائے اور سوداگر خیانت کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ دنیا سے برکت اٹھا لیتا ہے۔

Marfat.com

پھر ارشاد ہوا۔ جو شخص رات دن میں ایک مرتبہ سورہ یاسین اور ہر فرض نماز کے بعد آیتہ الکرسی ایک مرتبہ اور تین بار سورہ اخلاص پڑھے اللہ تعالیٰ اس کا مال اور عمر زیادہ کرتا ہے' اسے قیامت میں پل صراط سے گزرنے اور میزان کے حساب میں آسانی ہو گی۔

اس پر جناب خواجہ نے اپنا بیان مختصر کیا خلقت اور دعاگو نے واپسی اختیار کی۔

الحمدللہ علیٰ ذالک۔

مجلس --- ۲۶ ---

ٹخنوں کے نیچے لباس کرنے کے متعلق آپ نے ایک حدیث حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کی روایت کردہ سنائی ختم الرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا --- "تہمد' شلوار اور پاجامہ کے پائنچہ کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا منافقوں کی علامت ہے جو شخص ازار کا پائنچہ لمبا کرتا ہے اور پاؤں سے نیچے لٹکاتا ہے وہ شخص اللہ اور اس کے رسول کا گنہگار ہے۔

پھر فرمایا شلوار پاجامہ تہمد کے پائنچے کو اس قدر دراز کرے کہ وہ پاؤں کے نیچے تک لٹکے تو ہر قدم پر زمین و آسمان کے فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں اس کے بدن پر جتنے بال ہیں اس قدر دوزخ میں اس کے گھر بنائے جائیں گے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو لمبا تہ بند باندھتا ہے وہ منافق ہوتا ہے جو آستین دراز کرتا ہے وہ لعنتی ہوتا ہے۔

پھر فرمایا کہ بدن پر کپڑا پہننے میں فضول خرچی نہ کریں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑے میں اسراف یعنی ضرورت سے زیادہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ یہاں تک کہ مردے کو بھی زیادہ کفن دینے سے منع فرمایا ہے کیونکہ دونوں چیزوں سے عذاب ہوتا ہے ایک کفن میں فضول خرچی سے اور دوسری چیز لباس کا ٹخنوں سے نیچے کرنا ہے۔ نعوذ باللہ یہ کہہ کر جناب خواجہ عبادت الٰہی میں مصروف ہو گئے اور ہم سب واپس چلے آئے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

Marfat.com

مجلس --- ۲۷ ---

علماء کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا حدیث میں ہے کہ جب آخری زمانہ آئے گا تو امیر لوگ جبر و ظلم کریں گے علماء کسب کریں گے اور جہاں میں فساد برپا ہو گا زمین اور پہاڑ تک محفوظ نہ رہ سکیں گے لوگوں کی گزران تنگ ہو گی۔

پھر فرمایا امیر لوگ جابر ظالم اور بخیل ہو جائیں گے اور علماء عاجز اور بے بس ہوں گے اس وقت جہان سے برکت اٹھ جائے گی شہر ویران ہو جائیں گے اور دین میں خلل آجائے گا تمہیں یاد رہے وہ لوگ دوزخی ہوں گے نعوذ باللہ منھا

پھر صدقہ کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ ایسے شخص کو صدقہ دو جو درویشوں کو مہمان رکھتا ہو کیونکہ اسے دینے سے دس گنا ثواب ہوتا اور اپنے عزیزوں کو صدقہ دینے سے ایک کا ہزار گنا ثواب ہوتا ہے پس آدمی کو چاہئے کہ صدقہ اس طریقہ سے دے کہ اللہ تعالیٰ خوش ہو۔

اس پر خواجہؒ نے بیان ختم کیا ہم سب واپس چلے آئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

مجلس --- ۲۸ ---

توبہ کا ذکر کرتے ہوئے خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا قرآن مجید میں حکم الٰہی یوں ہے۔

یا یھا الذین امنوا توبوا الی للہ توبۃ نصوحا

اے ایمان والو اللہ کی طرف (آنے کے لئے) پختہ توبہ کرو وہ توبہ قبول کرنے والا ہے' پھر فرمایا میں نے حدیقتہ المسلمین میں لکھا ہوا دیکھا ہے کہ --- "مسلمانوں کے لئے توبہ کرنی فرض ہے ---"

پھر فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام دنیا میں آئے تو بارگاہ رب العزت میں عرض کی اے خالق دو جہاں! تو نے شیطان کو مجھ پر مقرر کیا' مجھ میں یہ طاقت نہیں کہ اس کو منع کر سکوں مگر تیری توفیق سے۔ اس پر حکم آیا کہ "جب میں تجھے اور تیری اولاد کو

Marfat.com

محفوظ رکھوں گا تو وہ ہر گز قابو نہیں پا سکے گا"

پھر آدم علیہ السلام نے عرض کی اے مالک کائنات کچھ اور رحمت سے ذہن نشین فرما۔ ارشاد ہوا! اے آدم میں نے توبہ فرض کر دی جب تک خلقت اس جہاں میں رہے تو اور تیری اولاد توبہ کرتی رہے میں ان کی توبہ قبول کرتا رہوں گا۔

پھر حضرت خواجہؒ نے فرمایا مرنے سے پہلے تم توبہ کر لو پھر بعد میں افسوس کرنے کا کچھ فائدہ نہ ہو گا۔

پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں آیا ہے کہ مغرب کی طرف آسمان میں اللہ تعالیٰ نے راتوں کی توبہ داخل کرنے کے لئے ایک دروازہ بنایا ہے اس دروازے کی وسعت ستر سال کی مسافت ہے جو ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔

پھر فرمایا توبہ دو قسم کی ہے ایک توبتہ النصوح یعنی پختہ اور مضبوط اس کے بعد گناہ کے قریب نہ گیا اور دوسری وہ توبہ ہے کہ ہر روز توبہ کرے اور توڑ ڈالے اور یہ توبہ اچھی نہیں۔

پھر فرمایا۔ "اے معین الدین"! میں نے تیری کمالیت کے لئے ان باتوں کی ترغیب دی ہے۔ پس تجھے چاہئے کہ جو کچھ میں نے کہا تو دل و جان سے بھی اسے عزیز رکھے تاکہ قیامت کو میں تم شرمندہ نہ ہوں۔"

پھر فرمایا لائق فرزند وہ ہے جو وہ اپنے پیر کی زبان سے سنے تو ہوش کے کانوں سے سنے اس پر پہرہ دے اور اسے بجا لائے۔

پھر فرمایا کہ لائق فرزند وہ ہے کہ جو کچھ اپنے پیر کی زبان سے سنے اپنے شجرہ میں لکھ لے خود استفادہ کرے اور خلقت کو بھی اس سے محروم نہ رکھے تاکہ قیامت کو شرمسار نہ ہو۔

جب حضرت خواجہ (نور اللہ مرقدہ) یہ فرما چکے تھے تو آپ کے آگے جو عصائے مبارک رکھا تھا' خرقہ' نعلین مبارک اور مصلیٰ یہ سب اس دعاگو کو عنایت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ تمام تبرکات ہمارے مشائخ اور پیران عظام کی یادگار ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے صحابہ کرامؓ کے ذریعہ سے سلسلہ بہ سلسلہ

Marfat.com

ہم تک پہنچے جنہیں ہم تیرے سپرد کر رہے ہیں ہم ان تبرکات کو تعظیم و تکریم سے محفوظ رکھتے چلے آئے ہیں تجھے بھی اسی طرح تعظیم و تکریم سے رکھنا ہو گا اور اپنے بعد انہیں ایسے شخص کے سپرد کرنا جو ان تبرکات کے لائق ہو جب یہ فرما چکے تو بندہ سے بغلگیر ہو کر فرمایا تجھے اللہ کے سپرد کیا جونہی یہ فرمایا وہ عالم تحیر میں غوطہ زن ہو گئے۔

الحمدللہ علیٰ ذالک۔

Marfat.com

ملفوظات

غریب نواز خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی

رحمۃ اللہ علیہ

دلیل العارفین

مرتبہ

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی

مترجم

عنصر صابری

ناشر

پروگریسو بکس

یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ

اردو بازار لاہور ☎ 7352795

Marfat.com

Marfat.com

اگر گیتی سراسر باد گیرد
چراغ چشتیاں ہرگز نہ میرد

Marfat.com

بگرداب بلا افتادہ کشتی
ضعیفان شکستہ را تو پشتی
بحق خواجہ عثمان ہارونؒ
مدد کن یا معین الدین چشتیؒ

Marfat.com

سفیر حرم

☆..... خواجہ غریب نوازؒ

حاکموں کا محکوموں سے جبراً خدمت لینا' ان کی خوبصورت کنیاؤں کو جبراً عقد میں لینا' غیر ہندوؤں کا دیویوں کے آگے بطور بھینٹ بلیدان۔ بہن اور بیٹی سے شادی بیاہ کا رچایا جانا۔ زندگی کی حقیقی نعمتوں سے محروم کر کے مندروں میں لاکھوں لڑکیوں کو دیو داسیاں بنانا۔ سمندر کے ہر مدو جزر کی قربانگاہ پر ہزاروں لڑکیوں کو بھینٹ چڑھایا جانا۔ یہ سب کے سب مظالم وحشی ہندوستان کی تصویریں تھیں جن کی عکاسی صدیوں سے ہو رہی تھی۔

پرتھوی راج اور جے چند آپس میں رشتہ کے بھائی تھے۔ چچا نے سوئمبر کی رسم میں بھتیجی کو اغوا کر کے راہ فرار اختیار کی۔ یہ امر پرتھوی راج اور جے چند میں باعث دشمنی بنا —— پرتھوی راج کی ماں آجا اپنے بیٹے کو عدل سے حکومت کرنے کا درس دیتی تھی۔ مگر ستی جیسی ظالم رسم جس میں اگر مرد مر جائے تو اس کی بیاہتا کو مرد کی ارتھی کے ساتھ زندہ جلنا ہوتا ہے یہ رسم ہندو دھرم کے ایک اہم ستون کا درجہ رکھتی تھی۔ ایک کٹر ہندو ایسی رسم کا قلع قمع کیسے کر سکتا تھا جو اس کے دھرم کا حصہ تھی۔ الغرض اس طرح کی پنڈتوں کی پیدا کردہ سینکڑوں رسمیں تھیں جن کے خلاف دم مارنے کی کسی بھی ہندو حکمراں کو جرأت نہ تھی۔ ماں کی آواز پرتھوی راج کے کانوں پر صدا بہ صحرا ثابت ہوئی۔

ہمارے آقائے نامدار مدنی تاجدار فخر رسل صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے وطن کی طرف سے ٹھنڈی ہوا آئی تھی۔ ہندوستان کے مظلوموں کی آہیں سرکار دو عالم کے دربار میں انسانوں کی نجات کی بھیک مانگنے کے لئے پہنچیں۔ موجودہ دور میں دعوت اسلامی کی تحریک کے داعی جناب سید ابو الاعلیٰ مودودی کے خاندان کے جد امجد اور مورث اعلیٰ یعنی مودود چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے پڑپوتے مرید حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کو دربار رسالتؐ سے ہندوستان کے کفرستان میں جا کر شمع توحید فروزاں کرنے کا

Marfat.com

حکم ملا۔ اس پر آپ نے ہندوستان کی راہ لی۔

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری غریب نوازؒ کی ولادت باسعادت ۵۳۶ء کو سیستان میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی خواجہ سید غیاث الدینؒ ہے۔ ۵۵۱ء میں آپ کے والد صاحب کا انتقال ہو گیا۔ وراثت میں آپ کے حصہ میں ایک باغ اور ایک چکی آئی۔ تقسیم ورثہ سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے دیگر بھائی اور بہن ضرور ہونگے مگر اس ضمن میں تذکرے خاموش ہیں۔ ایک دن آپ کے ہاں حضرت ابراہیم تندوزیؒ کا آنا ہوا جو اس وقت کے کامل ولی تھے۔ آپ ان کی تواضع انگور کے خوشہ سے کرتے ہوئے پاس ہی دوزانو تعظیماً بیٹھ گئے۔ اس پر ابراہیم تندوزیؒ نے آپ کے مرد کامل بننے اور تصوف میں معراج کو پہنچنے کی دعا فرمائی۔ خواجہ صاحب نے خراسانؒ میں علوم مروجہ میں دسترس حاصل کی۔ تحصیل علم کا شوق آپ کو سمرقند اور بخارا لے آیا یہاں آپ نے قرآن حکیم حفظ کیا۔ تفسیر، حدیث اور فقہ اور دیگر علوم میں کمال حاصل کیا۔ اس کے بعد آپ نیشاپور کے قصبہ ہارونؒ میں تشریف لے گئے یہاں سیدنا علیؓ اور فاروق اعظمؓ کی وساطت سے حسن بصریؒ، خواجہ عبدالواحد بن زید شاہؒ، فضیل ابن عیاضؒ، شاہ ابراہیم ادھمؒ، شاہ حذیفہ مرعشیؒ، بو ہبیرہ بصریؒ، عشا د علویؒ، بو اسحاق شامیؒ، احمد ابدال چشتیؒ، شاہ محمد زاہدؒ، شاہ ناصر دین یوسفؒ، خواجہ مودود چشتیؒ (مورث اعلیٰ سید ابوالاعلیٰ مودودی) شریف زندنیؒ جیسی مسعود ہستیوں کی معرفت بتدریج چشمہ فیض جاری تھا اب یہ چشمہ فیض جناب عثمان ہارونیؒ کی تحویل میں تھا جس سے خلق خدا مستفید ہو رہی تھی۔ یہاں عثمان ہارونیؒ کے دست حق پر خواجہ معین الدین چشتیؒ نے بیعت فرمائی۔ شیخ عثمان ہارونیؒ ویسے تو تصوف میں صوفیا کے خاندان چشت کے نہایت ہی بلند پایہ مرد حق آگاہ درویش تھے لیکن ایک شاعر ہونے کی حیثیت سے شاعری میں آپ کو منفرد مقام حاصل ہے آپ کا کلام شستہ اور پاکیزہ ہے۔ جس میں تصوف اور عرفان کی چاشنی ہے ملاحظہ فرمایئے آپ کی مشہور غزل۔

نمی دانم کہ آخر چوں دم دیدار می رقصم
مگر نازم بایں ذوقے کہ پیش یار می رقصم

Marfat.com

تو ہر دم می سرائی نغمہ و ہربار می رقصم
بہر طرزے کہ رقصانی منم اے یار می رقصم

سراپا بر سراپائے خودم از بیخودی قربان
بگرد مرکز خود صورت پرکار می رقصم

خوشا رندی کہ پامالش کنم صد پارسائی را
زہے تقویٰ کہ من باجبہّ و دستار می رقصم

مراطعنہ مزن اے مدعی طرز ادائیم بیں
منم رندے خراباتی سر بازار می رقصم

تو آں قاتل کہ از بہر تماشا خون من ریزی
من آں بسمل کہ زیر خنجر خونخوار می رقصم

بیا جاناں تماشا کن کہ در انبوہ جانبازاں
بصد سامان رسوائی سر بازار می رقصم

اگرچہ قطرہ شبنم نپوئید برسر خارے
منم آں قطرہ شبنم بنوک خار می رقصم

منم عثمان ھارونی کہ یار شیخ منصورم
ملامت می کند خلقے و من بردار می رقصم

راقم نے عرصہ ہوا اس غزل کے نو شعر پڑھے تھے ایک شعر حافظہ سے اتر گیا۔ بعض نے اس غزل کے گیارہ شعر ہونے بیاں کیے ہیں۔ قارئین صحت فرما کر ممنون فرمائیں۔

خواجہ غریب نوازؒ نے اپنے مرشد سے خرقہ درویشی و سند ولایت حاصل کرنے کے بعد روضہ حضور نبی اکرمؐ پر حاضری دی وہاں خواب میں سرکار دو عالمؐ نے ہندوستان میں اشاعت اسلام کا فریضہ آپ کے سپرد کیا واپسی میں آپ پیران پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے بغداد میں ملاقاتی ہوئے۔ بغداد میں جن بزرگوں نے خواجہ معین الدین چشتیؒ سے اکتساب کیا اور ان سے فیض اٹھایا ان میں شیخ داوّد کرمانیؒ اور شیخ الشیوخ شہاب

Marfat.com

الدین سہروردیؒ کی ہستیاں خاص طور پر مشہور ہیں۔ بغداد سے خواجہ صاحب نے ہمدان کی راہ لی یہاں کچھ دیر قیام کیا اور اہل دل سے خوب ملاقات رہی اس کے بعد آپ تبریز میں تشریف فرما ہوئے۔ تبریز میں شیخ ابو سعید جو حق رسیدہ اور عارف کامل بزرگ تھے ان سے خواجہ صاحب کی صحبت رہی شیخ ابو سعید تبریزی کی پارسائی کے معترف جناب محبوب الٰہی نظام الدین اولیاؒ بھی ہیں۔ تبریز کے بعد اصفہان کو خواجہ صاحب کے قدم چومنے کا شرف حاصل ہوا یہاں بختیار کاکیؒ آپ کے مرید ہوئے اصفہان سے خرقان اور استر آباد میں کچھ عرصہ کے لئے قیام کیا۔ استر آباد میں جناب شیخ ناصر الدین استر آبادی کے فیوضات باطنی سے آپ نے استفادہ کیا۔ استر آباد کے بعد آپ ہرات سبزوار اور بلخ سے ہوتے ہوئے غزنیں پہنچے۔ غزنیں اس زمانہ میں علم و فضل کا مرکز تھا۔

بعض مصنفین خواجہ صاحب کے دیگر بزرگان دین سے فیض حاصل کرنے کے بارے میں معترض ہیں مولانا عبدالحلیم شررؒ کے نزدیک ۵۶۳ھ میں بغداد سے مختلف شہروں کی سیاحت کرتے ہوئے غزنیں آپ کا پہنچنا محال ہے۔ اس زمانے کے ذرائع آمدو رفت بذریعہ اونٹ یا گھوڑا یہ ناممکن نہیں ہے! دیگر اعتراض مرشد کے علاوہ دوسرے بزرگان دین سے اکتساب فیض کے بارے میں ہے۔ یہ اعتراض اس لحاظ سے کوئی حیثیت نہیں رکھتا کہ تصوف میں اپنے مرشد کے علاوہ کسی دوسرے مرد کامل سے فیض حاصل کر لینا کوئی عیب گردانا جا سکتا ہے۔ علاوہ ازیں خواجہ صاحب نے آستانہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے مرشد عثمان ھارونیؒ کے ہمراہ حاضری دی تھی اور جب آپ کو ہندوستان کا حکم ملا تھا تو عثمان ھارونیؒ کے ہمراہ آپ مکہ معظمہ میں تشریف لائے وہاں چھ شوال کو آپ کا وصال ہو گیا۔ اصفہان میں آپ کے مستقل ہمراہی جناب بختیار کاکیؒ مریدی اختیار کرنے کے بعد بنے۔ خواجہ عثمان ہارونیؒ کی جو تعظیم غلامان خاندان چشت کے دلوں میں ہے اس کا اندازہ اس رباعی سے بخوبی ہو سکتا ہے۔

بگرداب بلا افتادہ کشتی
ضعیفان شکستہ را تو پشتی

Marfat.com

تجلی خواجہ عثمان ہارونؒ
مدد کن یا معین الدین چشتیؒ

غزنوی کے بعد آپ ؒ نے سرزمین پاک و ہند کا رخ کیا۔

یہ امر کسی بھی طرح حیرانی سے کم نہیں ہے کہ ہندو اہل علم اپنے علم سے آنے والے واقعات کی کئی سال بلکہ بعض اوقات صدیوں پہلے نشاندہی کر دیتے تھے۔ کشمیر میں ایک ہندو راجہ وزیہ ایشری نے ایک مندر تعمیر کروانا شروع کیا اس نے نجومیوں سے پوچھا کہ یہ مندر کیسے اور کتنے عرصہ تک قائم رہے گا۔ چنانچہ ہندو پنڈت نجومیوں نے تانبہ کی پلیٹ پر "بسم اللہ منتر تشت مندر و ز یہ ا یشر ی" کے الفاظ کندہ کروا کر لوہے کے صندوق میں مقفل کر کے مندر کی بنیادوں میں چن دیا گیا۔ سلطان سکندر بت شکن کے زمانہ جب یہ مندر منہدم ہوا تو پتہ چلا کہ اس امر کی نشاندہی صدیوں پہلے کی جا چکی ہے۔ اسی طرح غریب نواز خواجہ معین الدین چشتیؒ کی ہند میں آمد اور ہندو حکومت کے دن گنے جانے کے بارے میں مہاراجہ پرتھوی راج کی والدہ "آجا" نے پیشین گوئی فرمائی تھی۔ اس پیش گوئی کے ساتھ "آجا" نے پرتھوی کو نصیحت کی اگر تم نے خواجہ معین الدینؒ کا دین اختیار کر لیا تو تمہاری سلطنت اور حکومت قائم رہے گی اگر ایسا نہ کیا تو تباہی تمہارا مقدر ہو گی۔ چنانچہ پرتھوی راج کی فرمائش پر اس کی والدہ "آجا" نے جو اپنے زمانے کی ایک بہترین مصور خاتون بھی تھی خواجہ غریب نواز کی چھ قلمی تصویریں اپنے علم کے زور سے بنا کر پرتھوی راج کو دیں۔ یہ قلمی تصاویر خواجہ معین الدین چشتیؒ کے چہرہ سے بالکل مشابہ تھیں۔ حالانکہ خواجہ صاحب کا نہ ہندوستان میں ورود ہوا تھا اور نہ ہی کسی ہندو نے اس سے قبل آپ کو دیکھا تھا یہ تصاویر "آجا" نے اپنے زور ساحری کی بنا پر آپ کو دیکھ کر تیار کی تھیں۔ ان تصویروں کو پرتھوی راج نے ہندوستان کی سرحدی چوکیوں پر بھیج دیا اور فوج کو تاکید کی کہ یہ شخصیت کسی بھی طرح ہندوستان میں داخل نہ ہونے پائے اس سلسلہ میں ضروری انتظام بھی کر دیے گئے۔ غزنوی کے بعد ہندوستان میں جب خواجہ غریب نوازؒ وارد ہوئے تو سرحدی محافظوں نے آپ کی تصویر کی مدد سے آپ کو پہچان لیا روکنے کی کوشش کی بجائے ان

Marfat.com

پر آپ کا اتنا رعب طاری ہوا کہ محافظ خوفزدہ ہو کر بھاگ نکلے اور خواجہ صاحب بلا روک ٹوک ہندوستان میں داخل ہو گئے۔

برصغیر پاک و ہند کے جس اہم شہر میں آپ نے پہلے قیام کیا وہ لاہور ہے۔ لاہور میں آپ نے علی ہجویریؒ کے مزار پر ماہ رمضان میں اعتکاف فرمایا۔ اور داتا صاحب کی شان اس طرح بیان کی۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کے مزار پر خواجہ غریب نوازؒ کا حجرہ دیکھ کر میراں زنجانیؒ کے مزار واقع چاہ میراں پر بھی خواجہ معین الدین چشتیؒ کی ایک چلہ گاہ بنا دی گئی ہے اس سے یہ باور کرانے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ خواجہ صاحب نے یہاں بھی آکر چلہ کیا تھا حالانکہ یہ بات حقیقت کے منافی ہے ابھی تک وہ لوگ زندہ ہیں جنہوں نے اس چلہ گاہ کی جگہ بیری کا درخت اور قبریں دیکھی تھیں۔ ایسا کیوں کیا گیا؟ ایک تو میراں حسین زنجانیؒ کا مرتبہ علی ہجویریؒ کے ہم مرتبہ قرار دینے کے لئے دوسرے اس روایت کو تقویت دینے کے لئے کہ جس کی رو سے میراں حسین زنجانیؒ کی لاہور میں آمد داتا گنج بخش سے پہلے ظاہر کی جا رہی ہے اور یہ بھی کہا جاتا کہ آپ کی نماز جنازہ علی ہجویریؒ نے پڑھائی تھی وغیرہ یہ روایت تاریخی لحاظ سے قطعی غلط ہے۔ اگر میراں حسین زنجانیؒ کی آمد لاہور میں داتا گنج بخش علی ہجویریؒ سے پہلے ہوئی ہوتی۔تو داتا صاحب جنہوں نے اپنی مشہور زمانہ تصنیف کشف المحجوب میں معاصرین صوفیا کا ذکر ہے۔ کیسے ممکن تھا کہ اپنے پیر بھائی جن کی نماز جنازہ خود پڑھائی ہو کا ذکر نظر انداز کر دیتے؟ یہ ممکن ہی نہیں۔ بلکہ درحقیقت جیسا کہ آئین اکبری میں درج ہے۔ اور یہ ثبوت بہم پہنچ جاتا ہے کہ میراں حسین زنجانیؒ اور علی ہجویری داتا گنج بخش دونوں ہم عصر نہیں تھے — آئین اکبری میں شیخ حسین زنجانیؒ اور خواجہ معین الدین چشتیؒ کی لاہور میں ملاقات کا ذکر کیا گیا ہے آئین اکبری جلد سوئم ص ۱۶۸ خزینتہ الاصفیا جلد دوئم ص ۲۵۰ سے ثابت ہو جاتا ہے کہ میراں حسینؒ کی آمد داتا گنج بخش علی ہجویریؒ

Marfat.com

کے وصال کے بعد ہے۔ آئین اکبری کی تائید دارا شکوہ نے بھی کی ہے۔

"جب حضرت خواجہ اجمیر لاہور میں تشریف لائے تو شیخ حسین زنجانیؒ سے ملاقاتیں کیں ۔۔۔" سفینتہ الاولیا ص ۱۲۸ مقالات علمی حصہ اول ص ۲۱۵ مصنف کتاب خزینہ الاصفیاء کے نزدیک حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کی لاہور میں سید یعقوب زنجانیؒ المعروف بہ صدر دیوان میں بڑی الفت اور محبت ہو گئی تھی۔ حضرت یعقوب زنجانیؒ نے ۶۰۴ھ بمطابق ۱۲۳۵ء میں وفات پائی اور آپ کے معاصر تھے خواجہ اجمیر جن کا سن ولادت ۵۳۶ھ یا ۵۳۷ھ ہے اور آپ ۵۶۱ھ میں دھلی سے اجمیر تشریف لے گئے تھے۔ اس وقت غزنوی خاندان کا آخری تاجدار خسرو ملک حاکم تھا ان کی حکومت ۵۵۵ھ تا ۵۸۲ھ قائم رہی۔ حضرت خواجہ غریب نواز اجمیریؒ کا سن وفات خزینتہ الاصفیا نے ۶۳۳ھ بیان کیا ہے بعض تذکروں میں ۶۲۷ھ اور ۶۳۲ھ بھی لکھا ہے مگر ۶۲۷ھ کو ترجیح دی جاتی ہے۔

وقائع سیالکوٹ مولفہ محمد مقیم متوفی ۱۰۷۱ھ ص ۵۰۴ پر یہ بیان درج ہے۔

"سید علی الحق بن سید حسن مکی برادر جدی سید خضر خاں کہ در مقربان عالی شان وایران بلند مکان فیروز شاہی بود نواسہ سید حسین برادر سلطان المشائخ و اولیا۔ سید السادات سید یعقوب صدر شاہ زنجانیؒ کہ مرقد مقدس ایشاں لاہور گزر بخارا زیارت گاہ خاص و عام است در قصبہ رد دل کہ جد بزرگوار آن سید از مکہ معظمہ آمدہ بہ اکرام و احترام تمام در دارالملک دہلی رسیدہ بود"

درج بالا اقتباس سے ظاہر ہوتا ہے ۷۵۷ھ میں شیخ حسین زنجانیؒ کے نواسے بقید حیات تھے اس سے شیخ حسین زنجانیؒ کا مذکورہ سال وفات قرین صحت ہے۔

اب ملاحظہ فرمایئے جناب مفتی غلام سرور کا فرمان جو ان کی مشہور زمانہ کتاب خزینتہ الاصفیا کے صفحہ نمبر ۲۵۲، ۲۵۳ پر درج ہے۔

خوارق و خرقہ خلافت از خاندان عالیہ جنیدیہ داشت و ہمراہی سید یعقوب زنجانی صدر دیواں از زنجان در لاہور آمد و خلق کثیر بحلقہ ارادت در آمد وفات وے باقوال صحیح در سال شش صد ہجری است۔

Marfat.com

اس سے یہ بھی امر ثبوت کو پہنچ جاتا ہے کہ حضرت سید میراں حسین زنجانیؒ سید یعقوب زنجانیؒ المعروف بہ صدر دیوان کے ہمراہ لاہور تشریف لائے اور ۶۰۰ھ میں وفات پائی سید یعقوب زنجانیؒ ۵۳۰ھ میں لاہور میں تشریف لائے سن ۵۱۲ھ تا ۵۴۷ھ میں بہرام شاہ یمین الدولہ بن مسعود سوئم بن ابراہیم شاہ حکمراں تھا۔ سید یعقوب زنجانیؒ کی حضرت خواجہ اجمیریؒ سے ملاقات کا ہونا کسی شک اور شبہ سے بالا ہے۔ لہذا ثابت ہوتا ہے کہ خواجہ اجمیری نہ میراں حسین زنجانیؒ کے مزار پر فروکش ہوئے اور نہ ہی انہوں نے چلہ کیا۔

دربار میراں حسین زنجانیؒ کے باہر ایک ملتانی اینٹ ٹائیل نیلے رنگ کی آج بھی دیوار میں چپتی ہوئی ہے۔ لیکن اس پر جو آپ کا سن وفات تھا وہ قصداً" کھرچ دیا گیا ہے جن لوگوں نے وہ سن وفات پڑھا تھا ان کا کہنا ہے کہ یہاں ۶۳۱ھ درج تھا یہ بھی قرین قیاس ہے۔ یہ امر ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ حضرت میراں حسین زنجانی ۶۰۰ھ تک زندہ تھے سن ۶۰۰ھ یا اس کے بعد آپ کی وفات ہوئی۔

لاہور سے خواجہ معین الدین چشتیؒ براستہ دہلی اجمیر پہنچے۔ ان دنوں شہاب الدین محمد غوری اپنی شکست کا بدلہ لینے کے لئے پر تول رہا تھا۔ ہندو مسلمانوں کو نہایت حقارت سے دیکھتے تھے۔ اجمیر میں پرتھوی راج کی حکومت تھی خواجہ صاحب کے وعظ کی بدولت ہندو جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہو رہے تھے۔ پرتھوی راج نے کہا کہ اس شخص (خواجہ) کے پاس کیا جادو ہے کہ جو شخص اس کے پاس جاتا ہے مسلمان بن جاتا ہے۔ اسے ہمارے ملک میں آنے کا کیا حق ہے؟ ہم انہیں یہاں سے نکال دیں۔

پرتھوی راج کے الفاظ کسی نے جناب خواجہؒ کو جا سنائے آپ جوش میں آگئے اور فرمایا۔ "وہ ہمیں یہاں سے نکالے یا نہ نکالے مگر ہم نے اسے نکال کر شہاب الدین محمد شاہ غوری کی قید میں دے دیا۔"

فرشتہ لکھتا ہے شہاب الدین محمد غوری کے مقابلہ میں پہلی جنگ میں پرتھوی راج دو لاکھ سوار لے کر پہنچا تھا دوسری مرتبہ لڑائی ہوئی تو اس کے پاس تین لاکھ سوار تھے

Marfat.com

ہندوستان کے تمام راجے اس کے جھنڈے تلے جمع تھے جو تعداد میں ڈیڑھ سو تھے۔ تین ہزار اس کے ہاتھی تراوڑی کے میداں میں سامنے آئے گھمسان کا رن پڑا بڑے بڑے راجاؤں نے شکست کھائی۔ پرتھوی راج نے بھاگ کر جان بچانے کی کوشش کی گنگا کے کنارے پہنچا تو اس کی جبیں شکن آلود تھی اس کی لہروں کے چہرہ پر قدم رکھنے نہ پایا تھا کہ ایک دلیر پٹھان نے پیچھے سے جالیا اور اسے گرفتار کر کے شہاب الدین کے حضور پیش کر دیا جس نے اسے ملک فناہ کو روانہ کر دیا۔

اس کے بعد اجمیر اسلام کا گہوارہ بن گیا۔ خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ نے نوے لاکھ ہندو دائرہ اسلام میں داخل کئے۔ آپ ۶ رجب ۶۳۳ھ بمطابق ۱۲۳۵ء کو اجمیر میں ابدی زندگی لے کر آرام فرما ہوئے۔ آپ کا آستانہ قیامت تک مرجع خلائق رہے گا۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

فہرست

مجلس ۱
مجلس ۲
مجلس ۳
مجلس ۴
مجلس ۵
مجلس ۶
مجلس ۷
مجلس ۸
مجلس ۹
مجلس ۱۰
مجلس ۱۱
مجلس ۱۲

Marfat.com

دلیل العارفین

یہ صحیفہ ربانی اور نسخہ فقر مبانی ملک المشائخ سلمہ' ان سالکین منہاج المتقین قطب الاولیاء شمس الفقراء ختم المتہدین معین الملۃ والدین خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیریؒ رحمتہ اللہ علیہ نوراللہ مرقدہ' کے کلمات جان پرور پر مشتمل ہے جو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ نے سن کر جمع کئے ہیں اس مجموعہ کا نام **دلیل العارفین** بھی انہوں نے رکھا۔

قسم اول	فقرو صواب
قسم دوم	مکتوبات و تسبیح
قسم سوم	اوراد
قسم چہارم	سلوک اور اس کے فوائد

Marfat.com

Marfat.com

مجلس ---ا---

قسم اول

پانچ ماہ رجب ۵۱۴ھ کو یہ ناچیز قطب الدین بختیار کاکی اوشی امام ابواللیث سمرقندی کی بغداد میں مسجد میں حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا آپ نے اسی وقت شرف بیعت سے مشرف فرمایا اور چہار پارچہ ترکی کلاہ میرے سر پر رکھی۔ الحمدللہ علیٰ ذالکہ۔

اس روز شیخ شہاب الدین محمد سہروردی، شیخ داؤد کرمانی، شیخ برہان الدین محمد چشتی اور شیخ تاج الدین محمد صفاہانی اس جگہ اکٹھے تھے اور نماز کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی حضرت خواجہ نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا صرف نماز ہی وہ فریضہ ہے جس سے لوگ نزدیک ہو سکتے ہیں اس لئے کہ نماز مومن کی معراج ہے حدیث میں آیا ہے الصلواۃ معراج المومن۔ تمام مقام سے بڑھ کر نماز ہے اللہ تعالیٰ سے ملاپ نماز کی بدولت ہوتا ہے۔

پھر فرمایا نماز ایک راز ہے جو بندہ اپنے خالق سے بیان کرتا ہے وہی قرب پا سکتا ہے جو راز کے قابل ہو نماز کے بغیر یہ راز حاصل نہیں ہوتا نیز حدیث ہے المصلیٰ نیاجی نماز ادا کرنے والا اپنے رب سے راز بیان کرتا ہے۔ بعد ازاں مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا جب میں حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کا مرید ہوا تو آٹھ سال تک آپ کی خدمت میں پل بھر بھی آرام نہ کیا نہ دن دیکھا نہ رات جہاں آپ جاتے میں سامان اٹھا کر ہمراہ ہوتا جب آپ نے میری خدمت دیکھی تو ایسی نعمت عطا فرمائی جس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

پھر اس کے بعد فرمایا جس نے کچھ پایا وہ خدمت پیر سے پایا۔ مرید پر لازم آتا ہے کہ وہ فرمان پیر سے سرمو بھی انحراف نہ کرے۔ پیر جو فرمائے اسے گوش ہوش سے سنے نماز تسبیح اور اوراد کی جو تلقین کرے اس پر عمل کرے پیر مرید کو سنوارنے کے لئے اور اسے کمال تک پہنچانے کے لئے عمل کی راہ پر گامزن کرتا ہے۔ پھر امام

Marfat.com

ابواللیث سمرقندی کی تفسیر کا اقتباس سنایا کہ ہر روز دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں ایک کعبہ کی چھت پر کھڑا ہو کر آواز دیتا ہے اے آدم اور پری زاد سنو! اور سمجھو۔ جو شخص اللہ کا فرض پورا نہیں کرتا وہ اس کے حقوق سے عہدہ برا نہیں ہو سکتا دوسرا فرشتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطیرہ پر کھڑا ہو کر پکارتا ہے۔ اے آدم اور پری زاد سنو! اور سمجھو! جو سنت نبوی ادا نہیں کرتا وہ حد سے بڑھتا ہے وہ شفاعت سے بے بہرہ رہے گا۔

مسجد کگری بغداد میں اولیاء کی محفل میں موجود تھا وہاں وضو میں پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرنے کے متعلق گفتگو میں فرمایا گیا خلال کرنا سنت ہے اس کے متعلق حدیث میں فرمان حضورؐ ہے — "میں نے صحابہؓ کو انگلیوں کا خلال کرنے کو کہا جو وضو میں انگلیوں کا خلال کرتا ہے اللہ تعالیٰ شفاعت میں اس کی انگلیوں کو محروم نہ رکھے گا۔

پھر ایک واقعہ بیان کرتے ہیں میں شیخ شیرازی کے ہمراہ تھا وہ نماز کے لئے نیا وضو کرتے وقت انگلیوں میں خلال کرنا بھول گئے غیب سے آواز آئی اے شیخ تو ہمارے محبوب کی محبت کا دم بھرتا ہے لیکن اس کی سنت کو ترک کرتا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے قسم کھائی اور آخری دم تک کوئی سنت ترک نہ کی — ایک دن وہ متردد تھے کہ یہ سنت سہواً ترک ہو گئی میں قیامت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھاؤں گا۔

پھر فرمایا کہ صلواۃ مسعودی میں نہ مطابق روایت فقہ اہل سنت ابو ہریرہؓ درج ہے ہر عضو کا تین مرتبہ دھونا سنت ہے آپؐ کا فرمان ہے "ہر عضو کو تین مرتبہ دھونا میری سنت ہے اور مجھ سے پہلے پیغمبروں کی بھی اس پر زیادہ کرنا ستم ہے"۔

ایک مرتبہ خواجہ فضیل ابن عیاض رحمتہ اللہ علیہ نے وضو کرتے وقت ہاتھ صرف دو مرتبہ دھوئے تھے اور نماز ادا کی رات کو خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا فرماتے ہیں مجھے تعجب ہے کہ تمہارے وضو میں کمی رہ جائے خواجہ صاحب اس ہیبت سے جاگ اٹھے پھر تازہ وضو کر کے نماز ادا کی اور کفارہ کے لئے پانچ سو رکعت سال بھر روزانہ ادا کیں۔

Marfat.com

آپ نے فرمایا عارف اہل فضل ہیں وہ اللہ کی محبت میں مستغرق رہتے ہیں حضرت خواجہ فضیل ابن عیاض اپنی شرح میں لکھتے ہیں اگر کوئی باطہارت سوئے تو فرشتے گواہ رہتے ہیں اور علی الصبح اللہ سے عرض کرتے ہیں باری تعالیٰ اسے بخش دے یہ باطہارت سویا ہے ــــ عارفوں کی شرح میں ہے کہ جب آدمی باطہارت سوتا ہے اس کی جان عرش الٰہی کے نیچے لے جائی جاتی ہے حکم ہوتا ہے اسے نوری جامہ پہنا دو جب وہ سجدہ کر چکتا ہے تو حکم ہوتا ہے کہ اسے واپس لے جاؤ کیونکہ یہ نیک بندہ باطہارت سوتا ہے۔ وہ شخص جو طہارت کے بغیر سوتا ہے اسے پہلے آسمان ہی سے واپس لوٹا دیا جاتا کیونکہ وہ اوپر جانے کے لائق نہیں ہوتا اور نہ سجدہ کرنے والا ہوتا ہے۔

خواجہ معینؒ فرمان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بزبان فقیہہ بیان کرتے ہیں ا لیمین الوجہ والیسار المقعد دایاں ہاتھ کھانا اور منہ دھونے کے لئے ہے اور بایاں ہاتھ استنجا کرنے کے لئے ہے۔

پھر فرمایا مسجد میں آئے تو سنت یہ ہے کہ پہلے دایاں پاؤں اندر رکھے جب باہر نکلے تو بایاں پاؤں باہر رکھے ــــ ایک دفعہ خواجہ سفیان ثوریؒ مسجد میں آئے اور بھول کر بایاں پاؤں اندر رکھا تو آواز آئی اے بیل اللہ کے گھر میں ایسے بے ادبی سے داخل ہوتے ہیں اس روز سے خواجہ سفیان ثوری کہلائے۔

آپ نے پھر فرمایا کہ عارف اس شخص کو کہتے ہیں کہ تمام جہان کو جانتا ہو اور عقل سے لاکھوں معنی پیدا کر کے بیان کر سکتا ہو۔ محبت کے تمام دقائق کا جواب دینے کی قدرت رکھتا ہو ہر لحہ بحرالٰہی میں شناوری کر کے اسرار الٰہی اور انوار الٰہی کے موتی نکالتا رہے۔ ان موتیوں کو دیدہ ور جوہریوں کو پیش کرتا رہے جب وہ دیکھیں تو انہیں پسند کریں ایسا شخص بلاشبہ عارف ہے۔

اسی موقعہ پر فرمایا عارف ہر وقت عشق الٰہی میں مبتلا رہتا ہے قدرت الٰہی سے آفرینش میں متحیر رہتا ہے اٹھتے بیٹھتے دوست کا ذکر کرتا رہے سوتے وقت خیال میں متحیر رہتا ہے اگر جاگتا ہے تو اللہ کے حجاب عظمت کے گرد طواف کرتا ہے۔

پھر فرمایا۔ اہل عشق نماز فجر ادا کرنے کے بعد طلوع سورج تک آرام کرتے ہیں تا

Marfat.com

کہ دوست کی نظر میں مقبول ہوں اور انوار کی تجلی ان پر پڑے۔ ایسا کرنے والوں کے لئے فرشتوں کو حکم ملتا ہے کہ ان کے اٹھنے تک ان کی بخشش کی دعا کریں۔

پھر فرمایا خواجہ جنید بغدادیؒ اپنی کتاب عمدۃ السالکین میں لکھتے ہیں اسرار الٰہی کا اشارہ ہے کہ ایک روز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطان کو غمگین دیکھ کر وجہ دریافت کی تو اس نے کہا آپ کی امت کے ان چار گروہوں کی بدولت پریشان ہوں۔ اول موذن جو اذان دیتے ہیں سننے والے جواب دیتے ہیں کہنے اور سننے والے سب بخش دیے جاتے ہیں۔ دوسرے مجاہد جو جہاد کے لئے نکلتے ہیں نعرہ تکبیر بلند کرتے ہیں تو حکم ہوتا ہے ان کو اور ان کے متعلقین کو بخش دیا جائے تیسرے وہ جو کسب حلال سے روزی کماتے ہیں اور دوسروں کو کھلاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو بخشتا ہے چوتھے وہ جو نماز فجر ادا کر کے نماز اشراق انتظار کر کے ادا کرتے ہیں انہیں اور ان کے متعلقین ستر ہزار کو اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے۔

بعد ازاں فرمایا میں نے فقہ الاکبر میں لکھا دیکھا ہے امام المستقین ابو حنیفہ کوفیؒ ایک روایت فرماتے ہیں ایک کفن چور چالیس سال تک کفن چراتا رہا جب وہ مرا تو اسے جنت میں ٹہلتے دیکھ کر سبب پوچھا اس نے کہا میں نماز فجر کے بعد انتظار کر کے اشراق پڑھا کرتا اس کی بدولت میرے گناہ معاف کئے گئے۔

پھر اسی موقعہ پر فرمایا عارف پر جب حالت طاری ہوتی ہے تو اسے کئی ہزار ملک پیش کئے جاتے ہیں جن میں گوناگوں چیزیں ہوتی ہیں لیکن وہ جاذب نظر رعنائیوں میں کھو نہیں جاتا وہی چیز دیکھتا ہے جو اس کے لئے نازل کی گئی ہو وہ ہر وقت مسکراتا رہتا ہے۔ عارف کو عالم ملکوت میں مسکرانے کا سبب دکھلایا جاتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا۔ عرفان میں ایک حالت ہوتی ہے جب اس پر یہ حالت طاری ہوتی ہے تو وہ ایک ہی قدم میں عرش سے حجاب عظمت تک کا فاصلہ طے کر لیتا ہے۔ وہاں سے حجاب کبریا تک پہنچ جاتے ہیں پھر دوسرے قدم پر اپنے مقام پر آجاتے ہیں۔

پھر خواجہ صاحب آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا عارف کا سب سے کم درجہ یہی ہے لیکن کامل کا درجہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ کہاں سے کہاں تک ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

Marfat.com

مجلس ۔۔ ۲ ۔۔

بروز جمعرات قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی اس وقت جنابت کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی مولانا بہاء الدین بخاری اور مولانا شہاب الدین محمد بغدادی اس محفل میں موجود تھے۔ آپ نے فرمایا جنابت سے جسم کا ہر بال ملوث ہوتا ہے لہٰذا غسل جنابت کے وقت ہر بال کی جڑوں تک پانی جانا چاہئے کوئی بال خشک نہ رہ جائے تاکہ قیامت کو وہ بال معترض نہ ہو۔

پھر فرمایا فتاویٰ ظہیریہ میں میں نے لکھا دیکھا ہے کہ اگرچہ آدمی حالت جنابت میں رہے لیکن منہ پاک رہتا ہے جو کچھ پانی وغیرہ پئے وہ ناپاک نہیں ہوتا۔ اگر جنبی بے طہارت ہے خواہ وہ مومن ہے یا کافر منہ پاک ہے۔

بعد ازاں اسی کے متعلق فرمایا ایک مرتبہ ایک صحابیؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اگر کوئی جنبی ہو اور گرم ہوا سے پسینہ سے کپڑے تر ہو جائیں تو وہ کپڑے ناپاک ہو جائیں گے یا نہیں؟ فرمایا آب دہن پاک ہے اگر کپڑے کو لگ جائے تو ناپاک نہیں ہوتا۔

فرمایا! میں نے خواجہ عثمانی ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کی زبانی سنا۔

جنت کے بعد آدم علیہ السلام نے حوا کے ساتھ صحبت کی تو جبرائیل علیہ السلام نے آکر کہا اٹھ کر غسل کر تو بہت خوش ہوئے پوچھا اے بھائی جبرائیلؑ اس غسل کا اجر بھی ہے۔ فرمایا ہر بال کے بدلے سال بھر کی عبادت اور ہر قطرہ پانی کے بدلہ ایک فرشتہ قیامت تک عبادت کرتا رہے گا اس کا ثواب آپ کو ملے گا۔ کیا یہ ثواب میری اولاد کو بھی؟ فرمایا ہاں۔ جو حلال غسل کریں گے اور جو حرام غسل کریں گے ان کے ہر بال کے بدلے ایک سال کے گناہ ان کے نامہ اعمال میں لکھے جاتے ہیں اور ہر قطرہ سے ایک شیطان پیدا ہوتا اس کی برائی اس شخص کے ذمہ لکھی جاتی ہے۔"

پھر فرمایا شریعت پر چلنے والے ثابت قدم ہو جاتے ہیں اور تمام فرمان بجا لاتے ہیں۔ جب طریقت میں کامل ہو جاتے ہیں تو معرفت کو پہنچتے ہیں تو شناخت و شناسائی کا مقام آجاتا ہے جب اس مقام میں ثابت قدم ہو جاتے ہیں تو درجہ حقیقت کو پہنچ جاتے

Marfat.com

ہیں اس مرتبہ پر پہنچ کر جو کچھ طلب کرتے ہیں وہ پا لیتے ہیں۔

پھر فرمایا میں نے ایک بزرگ سے عارف کی تعریف سنی کہ عارف وہ ہے جو دونوں جہانوں سے قطع تعلق کر کے مقام فردانیت پر پہنچے یہ راہ وہی اختیار کر سکتا ہے جو سب سے بیگانہ بن جائے۔

پھر اس موقعہ پر فرمایا۔ نماز ایک امانت ہے اللہ تعالیٰ نے یہ بندوں کے سپرد کی ہے پس بندوں پر واجب ہے کہ امانت میں کسی قسم کی خیانت نہ کریں — مزید فرمایا کہ انسان نماز ادا کرے تو رکوع و سجود کماحقہ' بجالائے اور ارکان نماز اچھی طرح ملحوظ خاطر رکھے۔

پھر فرمایا میں نے صلوٰۃ مسعودی میں لکھا دیکھا ہے کہ جب لوگ نماز اچھی طرح ادا کرتے ہیں اور اس کے تمام حقوق بجالاتے ہیں رکوع اور سجود و قرأت و تسبیح کا پورا خیال کر کے بجالاتے ہیں فرشتے اس نماز کو آسمان پر لے جاتے ہیں پھر اس نماز کے نور سے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں پھر عرش سے نماز نیچے لائی جاتی ہے جو بخشش مانگتی ہے پھر خواجہ صاحب ارکان نماز گرانے والوں کی حالت زار پہ روئے کہ ان کی نماز نہ عرش پر جاتی ہے نہ بخشش مانگتی ہے بلکہ الٹی ان کے منہ پر ماری جاتی ہے وہ کہتی ہے تو نے مجھے ضائع کیا اللہ تجھے ضائع کرے۔

ایک موقع پر میں بخارا میں دستار بندوں میں بیٹھا تھا تو میں نے یہ روایت سنی رسولؐ اللہ نے ایک شخص کو نماز ادا کرتے دیکھا جو رکوع سجود اچھی طرح ادا نہ کر رہا تھا جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو پوچھا تو کتنے عرصہ سے اس طرح نماز ادا کر رہا ہے۔ عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال سے اسی طرح نماز ادا کر رہا ہوں آپؐ نے فرمایا اتنے عرصہ میں تو نے کوئی نماز ادا نہیں کی اگر تو مر گیا تو میری سنت پر نہیں مرے گا۔

پھر فرمایا میں نے خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کی زبانی سنا قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب انبیاء اولیاء اور ہر مسلمان سے پوچھا جائے گا جو اسی حساب میں عہدہ برآ نہیں ہو گا اس کا ٹھکانہ دوزخ ہو گا۔

Marfat.com

ایک دفعہ میں ایک شہر کے قریب تھا جس کا نام ذہن سے اتر گیا اس شہر سے باہر ایک غار تھی جس میں شیخ اوحد محمد الواحد غزنوی رہتا تھا۔ اس کے جسم کا چمڑا ہی چمڑا تھا دو شیر اس کے قریب کھڑے تھے۔ انہیں دیکھ کر میں متذبذب ہوا ان کے بلاوے پر ان کے قریب جا کر تعظیم بجالا کر بیٹھ گیا۔

پہلی بات جو اس بزرگ نے مجھ سے کی وہ یہ ہے اگر تو کسی کا ارادہ نہ کرے تو وہ بھی تیرا ارادہ نہ کرے گا تیرے دل میں اللہ کا خوف ہے لہٰذا تجھ سے سب ڈریں گے۔ پھر بہت سی مفید باتیں بتلائیں۔ پھر پوچھا کہاں سے آنا ہوا عرض کی بغداد سے پھر کہا تجھ پر لازم ہے بزرگوں کی خدمت کرتا رہ تاکہ بزرگ بن جائے۔ لیکن سنو! مجھے اس غار میں رہتے ہوئے کئی سال ہو گئے تمام خلقت سے تنہائی اختیار کر رکھی ہے۔ ایک عرصہ سے دن رات اس ڈر سے روتا ہوں وہ یہ ہے کہ۔ جب میں نماز ادا کرتا ہوں تو اپنے آپ کو دیکھ کر روتا ہوں اگر ذرہ بھر شرط نماز ادا نہ ہوئی تو سب کچھ ضائع ہو جائے گا۔ اس وقت یہ نماز منہ پر دے ماری جائے گی۔ اے درویش اگر تو اپنی نماز سے کماحقہ' عہدہ برا ہوا تو تو نے بڑا کام کیا نہیں تو تو اپنی عمر ضائع کرے گا۔ پھر حدیث بیان فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی گناہ دنیا میں اور کوئی دشمن قیامت میں اس سے بڑھ کر نہیں کہ نماز کو با شرائط ادا نہ کیا جائے۔

پھر فرمایا میرے جسم کی یہ حالت جو دیکھ رہے ہو وہ اسی بدولت ہے کہ مجھ سے نماز کا حق بھی ادا ہوا ہے یا نہیں اس ساری گفتگو کا ماحصل یہ تھا کہ نماز کا مرتبہ بلند ہے اگر سلامتی کے ساتھ اس سے عہدہ برآ ہو سکے تو خلاصی پاجائے گا نہیں تو شرمندگی کی بدولت کسی کو چہرہ دکھانے کے قابل نہ رہے گا۔

پھر خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا اے درویش! نماز دین کا رکن ہے۔ رکن ستون ہوتا ہے جب ستون قائم ہو گا تو گھر بھی قائم رہے گا اگر ستون گر جائے تو چھت بھی گر جائے گی۔ اگرچہ اسلام اور دین کے لئے نماز بمنزلہ ستون ہے جب نماز کے اندر فرض سنت رکوع اور سجدہ میں خلل آئے گا تو حقیقت میں اسلام اور دین وغیرہ

Marfat.com

میں خرابی ہو گی۔

بعد ازاں فرمایا کہ "صلواۃ مسعودی" کی شرح میں امام زاہد رحمتہ اللہ اپنی کتاب "و اصمعہ" میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی عبادت میں ایسی تاکید و تشدید نہیں فرمائی جیسی نماز کے بارے میں۔

پھر اسی موقعہ پر فرمایا امام جعفر صادقؒ روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جابجا نصیحت فرمائی ہے ان میں بعض لفظ بطور خطاب ہے اور بعض بطور ترغیب اور بعض بطور ترہیب یعنی خوف دلانے کے سات سو مقام پر نماز قائم کرنے کے بارے میں نصیحت کی گئی ہے۔ کیونکہ یہ دین کا ستون ہے تفسیر میں لکھا ہے روز قیامت پچاس مختلف مقامات پر مختلف سوال ہر آدمی سے پوچھے جائیں گے پہلے مقام پر ایمان اور اس کی شرائط و صفات اور شناخت باری تعالیٰ سے بال بھر بھی بیان نہ کر سکے گا تو وہیں سے سیدھا جہنم رسید ہو گا۔ بعد ازاں دوسرے مقام پر نماز کی فرضیت کے متعلق سوال ہو گا۔ اگر عہدہ برآ ہو گا تو بہتر ورنہ وہیں سے دوزخ کی راہ لے گا۔ تیسرے مقام پر سنت نبوی کے متعلق سوال ہوں گے اگر ان سے عہدہ برا ہوا تو ٹھیک ورنہ پکڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھیج دیا جائے گا یہ شخص آپ کا امتی ہے جس نے آپ کی سنت ادا کرنے میں کوتاہی کی یہ فرما کر جناب خواجہ زار زار رونے لگے اور فرمایا افسوس اس شخص پر جو یوم قیامت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے شرمندہ ہو گا تو پھر وہ کس کے پاس جائے گا آپ کی اس بات ختم کرنے پر ہر شخص واپس چلا آیا الحمدللہ علیٰ ذالک۔

Marfat.com

مجلس ــ ۳ ــ

بروز بدھ قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ سمرقند کے چھ درویش حاضر خدمت تھے۔ مولانا بخاری جو حاضر خدمت رہتے تھے وہ بھی موجود تھے پھر اوحد الدین کرمانی بھی آکر بیٹھ گئے گفتگو میں کہا گیا اگر فرض نماز وقت گزر جانے کے بعد تاخیر سے قضا کر کے ادا کریں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا وہ کیسے مسلمان ہیں جو وقت پر نماز ادا نہیں کرتے اور اس قدر دیر کرتے ہیں کہ وقت گزر جائے ان کی مسلمانی پر بیس ہزار مرتبہ افسوس جو اللہ کی عبادت میں کوتاہی کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا میرا گزر ایک ایسے شہر سے ہوا وہاں کے لوگ نماز سے پہلے تیار ہو جاتے اور وقت پر فوراً" نماز ادا کرتے ان کا کہنا تھا اگر تیاری نہ کی جائے اور وقت گزر جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے کیونکہ حدیث میں آیا ہے۔ عجلوا با التوبۃ قبل الموت و عجلوا با الصلوۃ قبل الفوت مرنے سے قبل توبہ کے لئے جلدی کرو۔ اور فوت ہو جانے سے پیشتر نماز کے لئے جلدی کرو۔

اس کے بعد فرمایا امام یحییٰ زندوی رحمتہ اللہ علیہ کے روضہ واستہ میں میں نے لکھا دیکھا ہے کہ اپنے استاد مولانا حسام الدین محمد بخاری سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من اکبر الکبائر جمع بین الصلوۃ۔ بڑے گناہوں میں بڑا گناہ نماز میں تاخیر کر کے اکٹھی کر کے پڑھنا ہے۔

پھر ارشاد ہوا میں خواجہ عثمان ہارونیؒ کی خدمت میں حاضر تھا آپ نے ایک حدیث بروایت ابو ہریرہؓ سنی فرمایا گیا ــــ "میں تمہیں منافقوں کی نماز بتاؤں۔ عرض کی بتایئے۔ جو شخص نماز عصر میں اس قدر تاخیر کرے کہ سورج کی روشنی میں فرق آجائے اس کا رنگ زردی مائل ہو جائے پھر فرمایا اس نماز کا ٹھیک وقت یہ ہے کہ آفتاب نے اپنا رنگ نہ بدلا ہو یعنی زرد نہ پڑ گیا ہو سردی اور گرمی میں یہی حکم ہے۔

اس کے بعد فرمایا میں نے فقہ ہدایہ شیخ الاسلام خواجہ عثمان ہارونیؒ کے ہاتھ سے لکھی حدیث دیکھی۔ اسفروا با لفجر لا نہ اعظم للا جر۔ زیادہ ثواب کے لئے صبح کی نماز روشنی میں ادا کرو۔ ظہر کی نماز میں سنت طریقہ یہ ہے کہ اس قدر تاخیر کی جائے

Marfat.com

کہ ہوا سرد ہو جائے اور سردی میں جب سایہ ڈھلے تو ادا کی جائے حدیث میں آیا ہے کہ ابردوابالظہر فسان شھدۃ الصر من فیہ جھنم۔ گرمی میں ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت ادا کرو۔

اس کے بعد فرمایا ایک دفعہ خواجہ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ سے نماز فجر قضا ہو گئی اس قدر آہ و زاری کی اور روئے کہ بیان سے باہر آواز آئی اے بایزید تیرے اس پچھتاوے پر ہم نے تیرے اعمال نامہ میں ایک ہزار نماز کا ثواب لکھ دیا۔

پھر فرمایا تفسیر محبوب قریش میں لکھا دیکھا جو شخص پانچوں نمازیں مقررہ وقت پر ادا کرتا ہے وہ قیامت کے دن اس کی رہنمائی کریں گی — اس کے بعد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

لا ایمان لمن لا صلوۃ لہ جس کی نماز نہیں اس کا ایمان نہیں۔ میں نے خواجہ عثمان ہارونیؒ رحمتہ اللہ علیہ سے سنا کہ امام زاہد کی تفسیر میں لکھا ہے۔ فویل للمصلین ھم من صلوتھم ساھون۔ ویل دوزخ کا ایک (کنواں یا) کھائی ہے جس میں نماز کے متعلق غفلت کرنے والوں کو سخت ترین عذاب ہو گا۔

اللہ تعالیٰ سے ویل نے ستر ہزار مرتبہ رو کر پوچھا ایسا سخت عذاب کن لوگوں کو ہو گا حکم ہوا جو نماز ادا نہیں کرتے اور نماز کی پرواہ نہیں کرتے اور قضا کرتے ہیں۔

پھر فرمایا امیرالمومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام کی نماز ادا کی جب آسمان کو دیکھا تو ستارہ نظر آیا آپ غمناک ہو کر اندر چلے گئے اور کفارہ میں ایک غلام آزاد کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ حکم ہے جب سورج غروب ہو فوراً نماز پڑھو کیونکہ ایسا کرنا سنت ہے۔

بعد ازاں صدقے کے متعلق گفتگو میں فرمایا جو بھوکے کو کھانا کھلاتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے اور دوزخ کے درمیان سات پردے حائل کر دے گا جن میں سے ایک پردہ پانچ سو سال مسافت کے برابر ہو گا۔

جھوٹ کے متعلق گفتگو میں فرمایا جس نے جھوٹی قسم کھائی گویا اس نے اپنے خاندان کو ویران کیا اس کے گھر سے برکت اٹھ جاتی ہے۔

Marfat.com

ایک مرتبہ میں نے بغداد کی جامع مسجد سے ایک ذاکر مولانا عماد الدین بخاری سے یہ حکایت سنی اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ سے گفتگو کرتے وقت فرمایا میں نے دوزخ میں ساتواں دوزخ ہاویہ پیدا کیا ہے اس کی آگ سیاہ ہے جسے گندھک کے پتھروں سے ہر روز تپایا جاتا ہے اس میں سانپ بچھو کثرت سے ہیں اگر اس گندھک کا ایک قطرہ دنیا میں آپڑے تو تمام پانی خشک اور تمام پہاڑ پگھل جائیں اس کی گرمی سے زمین پھٹ جائے۔ اے موسیٰ یہ عذاب ان دو شخصوں کے لئے ہے بتایا ہے ایک وہ جو نماز ادا نہیں کرتا دوسرا وہ جو میرے کام کی جھوٹی قسم کھاتا ہے۔

ایک بزرگ خواجہ اسلم طوسی نے ایک مرتبہ سچی قسم کھائی اس وقت وہ حالت سکر میں تھے جب حالت صحو ہوئی تو پوچھا آج میں نے قسم کھائی ہے کہا ہاں! فرمایا میرے نفس نے آج سچی قسم پر مجبور کیا کل جھوٹی قسم کی جرأت کرے گا لہٰذا اس کے بعد چالیس سال زندہ رہے کسی سے کلام نہ کیا یہ سچی قسم کا کفارہ تھا۔

پھر اس دعا گو نے سوال کیا کہ ضرورت پڑنے پر کیا کرتے فرمایا اشاروں سے کام لیتے تھے۔ اس پر گفتگو ختم ہوئی آپ یادِ الٰہی میں مشغول ہو گئے ہم نے واپسی کی راہ لی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

Marfat.com

مجلس ـــ ۴ ـــ

بروز پیر قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا اس دن شیخ شہاب الدین سہروردی خواجہ اجل شیرازی اور شیخ سیف الدین باخرزی رحمتہ اللہ علیہ زیارت کے لئے آئے ہوئے تھے محبت میں صادق کون ہوتا ہے اس کے متعلق گفتگو ہوئی آپ نے فرمایا جب دوست کی طرف سے مصیبت آئے اسے قبول کرے۔ بعد ازاں شیخ شہاب الدین سہروردی نے فرمایا محبت میں صادق وہ ہوتا ہے جو شوق اشتیاق میں اس قدر مستغرق ہو کہ اگر تلوار بھی اس کے سر پر ماری جائے اسے خبر نہ ہو اس کے بعد خواجہ اجل شیرازی نے فرمایا اللہ کی دوستی میں وہ صادق ہے اگر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے آگ میں انہیں جلا دیا جائے تو دم نہ مارے۔

اس کے بعد شیخ سیف الدین باخرزی نے فرمایا اللہ سے دوستی میں وہ شخص صادق ہوتا ہے جسے ہمیشہ چوٹ لگے مشاہدہ دوست میں اس کو بھول جائے اس پر کوئی اثر نہ ہو اس پر شیخ الاسلام حضرت خواجہ معین الدین رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا یہ بات شیخ شہاب الدینؒ میں پائی جاتی ہے میں نے اسرار الاولیاء میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک مرتبہ رابعہ بصری، خواجہ حسن بصریؒ، مالک دینارؒ، خواجہ شقیق بلخی رحمتہ اللہ علیہ سب بصرے میں ایک جگہ بیٹھے تھے گفتگو محبت کے متعلق ہو رہی تھی خواجہ حسن بصریؒ نے فرمایا کہ مولا کی دوستی میں جب اسے رنج ہو صبر کرے اس پر رابعہؒ نے فرمایا اس سے غرور کی بو آتی ہے۔ پھر مالک دینار نے کہا جو بلا نازل ہو اس پر رضا طلبی کرے وہ سچا دوست ہے۔ رابعہ نے کہا اس سے بہتر ہونا چاہیے۔ پھر شقیق بلخیؒ نے کہا اگر اس کا ذرہ ذرہ بھی کر دیا جائے تو دم نہ مارے۔ رابعہ نے فرمایا جب اسے رنج و غم پہنچے تو دوست کے مشاہدہ میں بھول جائے۔ پھر خواجہ حسن بصریؒ صاحب نے فرمایا ہم بھی اس کا اقرار کرتے ہیں شیخ سعید الدین خزریؒ نے فرمایا سچی محبت اسی کا نام ہے۔

پھر ہنسی کے متعلق گفتگو میں فرمایا جو خندہ اور قہقہہ ایک کبیرہ گناہ ہے وہی اہل سلوک کے نزدیک جائز ہے مگر قبرستان میں نہیں کیونکہ وہ مقام عبرت ہے۔ حدیث میں آیا ہے جب کوئی قبرستان سے گزرتا ہے تو مردے کہتے ہیں کہ اے غافل! اگر تجھے

Marfat.com

معلوم ہو جائے کہ ہم پر کیا گزر رہی ہے تو تمہارا گوشت پوست گر پڑے۔

بعد ازاں آپ نے فرمایا ایک مرتبہ میں اور شیخ اوحد کرمانی کرمان میں مسافر تھے۔ وہاں میں نے ایک بوڑھے کو دیکھا جو ہڈیوں کا ڈھانچہ تھا وہ یاد الٰہی میں اس قدر محو تھا کہ اس سے پہلے کسی کو نہیں دیکھا وہ بات چیت کم کرتا تھا میں نے اس سے اس کی لاغری کے متعلق سوال کرنا چاہا اس روشن ضمیر نے خود جواب دیا میں دوست کے ہمراہ قبرستان میں بیٹھا تھا کسی بات پر قہقہہ لگایا تو قبر سے آواز آئی اے غافل موت تیرا پیچھا کر رہی ہے تہہ زمیں بچھو اور سانپ گھات میں ہیں تجھے ہنسی سے کیا کام؟ دوست کو الوداع کہہ کر حالت نماز میں چالیس سال سے آبیٹھا ہوں نہ ہی مسکراتا ہوں شرمندگی کے مارے آسمان کو نہیں دیکھا کہ قیامت کو کیا منہ دکھاؤں گا۔

بعد ازاں خواجہ عطائی سلمٰی کی حکایت سنائی ان سے پوچھا چالیس سال سے آسمان کی طرف کیوں نہیں دیکھا اور رونے کا سبب کیا ہے کہا کہ قبر اور قیامت کے عذاب کے خوف سے۔ آسمان کی طرف اس لئے نہیں دیکھتا کہ کثرت سے گناہ کئے ہیں شرم آتی ہے۔

خواجہ موصلی جو بندہ طریقت تھے آٹھ سال تک روتے رہے وفات کے بعد خواب میں ملاقات ہوئی اللہ نے بخش دیا۔ جب عرش کے نیچے لے گئے تو پوچھا کیا تجھے میرا غفار ہونا معلوم نہیں؟ میں نے سر بہ سجود ہو کر کہا اے پروردگار مجھے معلوم تھا مجھے عذاب قبر اور جانکنی کے عذاب کا خوف تھا اس پر بخشش کا حکم ملا۔

پھر فرمایا میں خواجہ عثمان ہارونیؒ کے ہمراہ سیوستان میں سفر کر رہا تھا وہاں جھونپڑی میں شیخ صدر الدین سیوستانی سے ملاقات ہوئی وہ موت اور قبر کا سن کر بید کی طرح کانپنے لگ جاتے اور خون کے آنسو روتے ہر آنے والے سے اپنے ایمان کی سلامتی کے لئے دعا کرنے کو کہتے رونے سے فارغ ہو کر ہم سے مخاطب ہوئے۔ اے عزیزو! موت اٹل ہے قیامت حقیقت ہے لہٰذا اس کا دنیا میں اسباب کرو اگر تمہیں معلوم ہو جائے قبر میں کیا گذر رہی ہے تو تم نمک کی طرح پانی بن جاؤ۔

پھر فرمایا میں ایک دفعہ بصرہ میں صاحب کشف بزرگ کے ساتھ قبرستان گیا وہاں

Marfat.com

بیٹھے تھے کہ انہوں نے عذاب قبر ہوتے دیکھ کر ایک نعرہ مارا اور معلوم ہوا دنیا سے رخصت ہو گئے ایسا خوف کسی پر طاری نہیں دیکھا۔ پھر ہوش میں آکر کہا۔ اے عزیزو! جس قدر لوگ دنیا میں مشغول ہوتے ہیں اسی قدر خالق سے دور چلے جاتے ہیں پس جا کر اس کی تیاری کرو جو پیش آنے والا ہے اور ایمان کو سلامت لے جانے کی دعا کرو۔ اس کے پاس دو کھجوریں تھیں جو اس نے مجھے دیں پھر روتے ہوئے عالم تحیر میں محو ہو گیا خواجہ عثمان ھارونیؒ زار زار رونے لگے پھر فرمایا اے درویش میں ہیبت الٰہی موت اور قبر کے خوف سے پگھلا جاتا ہوں۔ آپ نے پھر فرمایا قبرستان میں کھانا پینا گناہ کبیرہ ہے جو عمداً کھائے وہ ملعون اور منافق ہے کیونکہ قبرستان مقام عبرت ہے یہ بھی فرمایا میں نے امام یحیٰی ابو الخیر زندوسی کے مقبرہ میں لکھا دیکھا کہ حدیث میں ہے من اکل فی المقابر طعاما او شرابا فھو ملعون و منافق جس نے قبرستان میں کچھ کھایا پیا وہ ملعون اور منافق ہے۔

پھر حکایت سنائی خواجہ حسن بصری کا گور قبرستان سے ہوا وہاں کچھ لوگ کھا پی رہے تھے آپ نے ان سے سوال کیا تم ملعون ہو یا منافق وہ خواجہ صاحب سے برا سلوک کرنے کے درپے ہوئے تو آپ نے متذکرہ بالا حدیث سنائی اور کہا یہ جو قبرستان میں سو رہے ہیں قید میں ہیں اور چیونٹی کے بس میں ہیں ان کا گوشت سڑ گیا ہے اور جمال خاک میں مل گیا ہے اس پر سب نے توبہ کی۔

آپ نے ایک اور واقعہ بیان کیا ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ آدمیوں کو ٹھٹھہ اور مذاق کرتے دیکھا تو پوچھا تم موت سے بے کھٹکے ہو گئے ہو، اور پل صراط سے گزر چکے ہو۔ جونہی میں مشغول ہوا جواب ملا نہیں۔ اس کے بعد کسی کو ایسی حرکت میں نہ دیکھا گیا۔ پھر فرمایا مشائخ طبقات اولیائے طریقت اس لئے دنیا سے بیزار ہیں کہ ہیبت اور حیرت کا عذاب دکھائی دیتا ہے۔

پھر فرمایا اس سے بڑھ کر کوئی کبیرہ گناہ نہیں کہ مسلمان دوسرے مسلمان کو بغیر سبب تکلیف دے۔ ارشاد ربانی ہے۔ الذین یوذون المومنین بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بھتانا و اثما مبینا مسلمان بھائی کو ستانا گناہ ہے اس میں اللہ اور رسول

Marfat.com

دونوں ناراض ہوتے ہیں۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے ایک حکایت سنائی ایک بادشاہ کو دیکھا جس نے رعایا پر تعدی اور ظلم کا بازار گرم کر کے ملک برباد کر رکھا تھا۔ مدت بعد اسی بادشاہ کو بغداد میں کگری مسجد کے قریب کھڑے دیکھا سر اور داڑھی کے بال بکھرے ہوئے ہیں جسم خاک آلود ہے اس سے پوچھا تو وہی ہے جو لوگوں پر ظلم کے پہاڑ توڑتا تھا اس نے کہا تو نے مجھے کیسے پہچانا۔ میں نے تجھے ظلم کرنے کی حالت میں بھی دیکھا آج اس حالت میں بھی دیکھا یہ تو نے اپنا کیا پایا ہے۔

بعد ازاں جناب خواجہ نے ایک واقعہ بیان کیا میں نے بغداد میں دریا کے کنارے ایک جھونپڑی دیکھی اس میں ایک درویش تھا اس کے اشارے پر میں بیٹھ گیا۔ اس نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا میں ایک شہر سے گزرا وہاں ایک بزرگ خلقت کو ستاتا تھا میں نے اسے باز رہنے کا نہ کہا اور چلا آیا اس پر غیب سے ندا آئی اے درویش اگر تو اسے خوف الٰہی دلا کر خلقت پر ظلم نہ کرنے کا کہہ دیتا۔ تو اس لئے ڈر گیا کہ وہ تجھ پر مہربانی کرتا تھا۔ اسے پچاس سال ہو گئے ہیں میں نے قسم کھا لی ہے کہ میں کسی طرف نہیں جاؤں گا۔ شام کے وقت افطاری کے لئے دو جو کی روٹیاں پیالہ اور کوزہ پانی کا آیا میں نے اور اس نے اکٹھے افطار کیا اس نے مصلے کے نیچے سے دو سیب مجھے دیے میں رخصت ہو کر چلا آیا۔

آپ نے فرمایا کہ سلوک میں چوتھا مرتبہ یہ ہے کہ یہ کبیرہ گناہ ہے کہ اللہ کا نام یا کلام الٰہی سنے اور اس کا دل نرم نہ ہو اگر ذکر الٰہی یا قرآن حکیم سنتے وقت دل میں گداز پیدا نہ ہو یا سننے کی بجائے ہنسی کھیل کود میں مشغول ہوں تو گناہ کبیرہ ہے فرمان الٰہی ہے۔

انما المومنین الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا ملیت علیھم ایاتہ زادتھم ایمانا وعلی ربھم تیوکلون

امام زاہد تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس آیت کے معنی یوں ہیں کہ حقیقت میں مومن لوگ وہ ہیں کہ جب اللہ کا نام سنتے ہیں تو ان کا اعتقاد ایمان میں زیادہ ہو جاتا ہے جس

Marfat.com

وقت ذکر الٰہی سنتے ہیں یا کلام الٰہی تو یہ اس وقت ہنستے ہیں وہ بالضرور منافق ہیں۔
ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کچھ لوگ ذکر الٰہی کرتے ہوئے بھی ہنسی اور کھیل میں مصروف ہیں ذکر الٰہی سے ان کے دل نرم نہیں ہوتے اس پر آپ نے فرمایا یہ منافقوں کا تیسرا گروہ ہے جس کا دل کلام الٰہی سنتے وقت نرم نہیں ہوتا۔
پھر آپ نے ایک واقعہ بیان کیا کہ ابراہیم خواص نے چند آدمیوں کو ذکر کرتے دیکھا اسی پر ان پر وجد طاری ہو گیا وہ رقص کرنے لگے سات دن رات رقص کرتے کرتے بیہوش ہو جاتے جس وقت ہوش آتا تو تازہ وضو کرتے جونہی اللہ کا نام زبان پر آتا بے ہوش ہو جاتے سر سجدہ میں رکھ کر یا اللہ کہا اور جاں بحق ہو گئے۔
پھر خواجہ صاحب نے یہ رباعی پڑھی۔

عاشق بہوائے دوست بے ہوش بود
وز یاد محب خویش مدہوش بود
فرط کہ بحشر خلق حیراں باشد
نام تو درون سینہ و گوش بود

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ خواجہ چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی خانقاہ میں چند درویش صاحب مجال و نعمت دائرہ میں حاضر تھے میں بھی موجود تھا یہی شعر پڑھ رہے تھے میں اور وہ درویش یہ اشعار سننے کے بعد رقص کرتے سات دن بیہوش رہے جب قوال کوئی اور شعر پڑھتا تو ہم ان کو پڑھنے کے لئے کہتے ان درویشوں میں سے دو درویش بے ہوش ہو کر اس میں گر پڑے پھر وہ غائب ہو گئے۔ اس کے بعد جناب خواجہ تلاوت میں مشغول ہو گئے اور ہم چلے آئے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

Marfat.com

مجلس ۔۔ ۵ ۔۔

بروز پیر جب میں قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا تو شیخ جلال الدین، شیخ محمد اوحد چشتی اور دیگر بزرگ حاضر خدمت تھے۔ آپ نے فرمایا پانچ چیزوں کو دیکھنا عبادت ہے پہلی یہ کہ والدین کے چہرے کو دیکھا جائے حدیث میں ہے جو اولاد والدین کے چہرے بہ مطابق حکم الٰہی دیکھے ان کے نامہ اعمال میں حج کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ اس کے بعد فرمایا ایک فاسق جوان فوت ہوا خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں حاجیوں کے ساتھ ٹہل رہا ہے تعجب ہوا اس سے دریافت کیا اس نے کہا میری بوڑھی ماں تھی جب میں گھر سے نکلتا سر اس کے قدموں پر رکھ دیتا وہ دعا دیتی اللہ تجھے حج کا ثواب نصیب کرے اور بخشش کرے۔ یہ ماں کی دعا ہے جو جنت میں حاجیوں کے ساتھ ٹہل رہا ہوں۔

خواجہ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا آپ کو یہ مرتبہ کیسے ملا؟ آپ نے کہا بس سات سال کا تھا قرآن مجید پڑھنے جایا کرتا تھا جب اس آیت پر پہنچا۔

بالوالدین احسانا تو استاد سے اس کا مطلب پوچھا فرمایا جس طرح میری خدمت بجا لاتے ہو حکم الٰہی ہے والدین کی خدمت بجا لاؤ۔ یہ سنتے ہی بستر باندھ کر والدہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور سر قدموں پر رکھ کر کہا یہ فرمان الٰہی ہے لہٰذا اللہ سے میرے لئے کچھ مانگ دوگانہ ادا کرنے کے بعد میرا ہاتھ پکڑ کر قبلہ کی طرف رخ کروا کر اللہ کے سپرد کیا یہ سب والدہ کی دعا کا نتیجہ ہے۔ ایک دفعہ سردی کے موسم میں میری ماں نے رات کے وقت پانی مانگا میں کوزہ لئے حاضر ہوا وہ سو گئی تھیں میں ہاتھ پر کوزہ رکھے کھڑا رہا رات کے آخری حصہ میں بیدار ہوئیں تو مجھے کوزہ لئے کھڑا دیکھا یہ کوزہ میرے ہاتھ سے چپک گیا تھا اسے مشکل سے علیحدہ کیا مجھے چھاتی سے لگا کر دعا دی۔ یہ اسی دعا کا نتیجہ ہے۔

پھر فرمایا قرآن شریف کے متعلق شرح اولیاء میں ہے جو شخص کلام اللہ کو دیکھتا ہے پڑھتا ہے اسے دو ثواب ملتے ہیں ایک کلام دیکھنے کا دوسرا پڑھنے کا ہر حرف کے بدلے میں دس نیکیاں ملتی ہیں اور دس برائیاں مٹائی جاتی ہیں شروع میں کفار کی کثرت تھی جہاد پر ساتھ نہ لے جاتے تھے جب غلبۂ اسلام ہوا تو قرآن ہمراہ لے جایا کرتے

Marfat.com

تھے۔

پھر سلطان محمود غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کا واقعہ سنایا ان کی وفات کے بعد انہیں خواب میں دیکھ کر پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا انہوں نے کہا میں کسی کے ہاں مہماں تھا وہاں کمرہ میں قرآن تھا سوچا اسے باہر بھجوا دیا جائے پھر خیال آیا اپنے آرام کی خاطر کیوں اسے باہر بھیجوں موت کے بعد اسی کی طفیل میری بخشش ہوئی۔

پھر فرمایا جو شخص قرآن مجید کو دیکھتا ہے اللہ کے فضل سے اس کی بینائی تیز ہو جاتی ہے اس کی آنکھ نہ دکھتی ہے نہ خشک ہوتی ہے۔ ایک بزرگ سجادے پر بیٹھا تھا ایک نابینا نے آکر التماس کی کہ میں نے بہت علاج کئے مگر آرام نہیں ہوا آپ کے پاس آیا ہوں تاکہ آنکھیں ٹھیک ہو جائیں اس بزرگ نے قبلہ رو ہو کر سورۂ فاتحہ پڑھی اور قرآن اس کی دونوں آنکھوں پر ملا اس کی بینائی لوٹ آئی آنکھیں روشن ہو گئیں۔

پھر فرمایا میں نے جامع الحکایات میں لکھا دیکھا ایک نوجوان بہت بدکار تھا منع کرنے پر باز نہ آتا موت کے بعد اسے خواب میں دیکھا کہ وہ فرشتوں کا ہمراہی ہے پوچھا تجھے یہ مقام کیسے ملا بولا میں دنیا میں قرآن کی تعظیم کیا کرتا تھا میری بخشش اس کی بدولت ہوئی۔

پھر فرمایا تیسرا مرتبہ یہ ہے اگر کوئی علماء کی طرف محبت سے دیکھے تو اس کی بخشش کے لئے اللہ ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو اس کی بخشش کی قیامت تک دعا کرتا ہے۔ جس شخص کے دل میں علماء اور مشائخ کی محبت ہو ہزار سال کی عبادت اس کے نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہے اس اثنا میں مرجائے تو اس کا مقام علماء کے ساتھ ہو گا۔ فتاویٰ ظہیریہ میں لکھا دیکھا ہے کہ حدیث میں آیا ہے جو شخص علماء سے میل ملاپ رکھے ان کی خدمت کرے اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں اور نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھ دی جاتی ہیں جن میں روزہ رکھنا اور شب بیداری بھی شامل ہے۔

ایک آدمی زندگی میں علماء اور مشائخ سے متنفر رہتا تھا انہیں دیکھ کر منہ پھیر لیتا تھا جب وہ مرگیا اس کا منہ قبلہ رخ کرنے کی کوشش کرتے مگر وہ پھر جاتا غیب سے آواز آئی اسے کیوں تکلیف دیتے ہو اس کے عمل کی بدولت ہم نے رحمت کا ہاتھ کھینچ لیا

Marfat.com

ہے اس کا حشر کے دن ریچھ کی صورت میں حشر کریں گے۔

پھر فرمایا چوتھا مرتبہ خانہ کعبہ کی زیارت ہے جو زیارت کر گیا اس کو ہزار سال عبادت اور حج کا ثواب ملے گا اسے اولیاء کا درجہ نصیب ہو گا۔

پانچواں مرتبہ اپنے پیر کو دیکھنا ہے میں نے "معرفتہ المریدین" میں لکھا دیکھا ہے کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص اپنے پیر کی ایک روز خدمت کرے جو خدمت کرنے کا حق ہے اللہ تعالیٰ اس پر اسے جنت میں مروارید کا محل عطا کرے گا ہزار سال عبادت کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔

پھر فرمایا مرید کے لئے ضروری ہے کہ جو کچھ اپنے پیر کی زبان سے سنے اس پر پوری کوشش سے عمل کرے حاضر خدمت رہ کر خدمت بجالائے اگر متواتر خدمت بجا نہ لا سکے تو کم از کم کوشاں ضرور رہے۔

پھر اس موقع کے مناسب حکایت فرمائی۔ کسی زاہد نے دن کو روزہ اور رات شب بیداری کر کے سو سال عبادت کی کوئی قریب آتا تو قرآن کی یہ آیت۔ و ما خلقت ا لجن و الا نس الا لیعبد و ن ○ سنا دیتا۔

اے بندو تمہیں عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور نہ کھانے پینے اور غافل رہنے کے لئے۔ اے مسلمانو! ہمیں واجب ہے کہ عبادت اور اطاعت الٰہی کریں زاہد فوت ہوا تو خواب میں اسے دیکھا اور پوچھا اس نے کہا میری عبادت میرے کام نہ آئی چنانچہ میں پیر کی خدمت بجالانے میں کوتاہی نہ کرتا تھا اس کی بدولت میری بخشش ہو گئی۔

پھر آپ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا روز حشر صدیق' اولیاء اور مشائخ کندھوں پر گودڑیاں لئے آئیں گے ان گودڑیوں میں لاکھوں دھاگے ہوں گے جن سے ان کے مرید لٹک جائیں گے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہ لٹکے ہوئے پل صراط عبور کر لیں گے اور قیامت کے عذاب سے بچ کر جنت کی راہ لیں گے۔ اس پر آپ نے کلام تمام کیا پھر دعا کی اور لوگ واپس چلے آئے الحمدللہ علیٰ ذالک۔

Marfat.com

مجلس — ۶ —

جمعرات کو قدم بوسی کی سعادت حاصل کی۔ شیخ برہان الدین چشتیؒ اور شیخ محمد اصفہانی اور یہ درویش بغداد کی جامع مسجد میں حاضر خدمت تھے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ایسی چیزیں پیدا کی ہیں اگر انسان غور کرے تو پل میں دیوانہ ہو جائے۔

پھر فرمایا ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کہف کو دیکھنے کی خواہش کی حکم ہوا آخرت میں دکھاؤں گا اگر انہیں اپنے دین میں لانا چاہتا ہے تو میں لا سکتا ہوں اپنے یاروں کو اس گودڑی پر بٹھاؤ گودڑی یاروں کو لے کر اصحاب کہف کے غار کے دروازے پر پہنچی یاروں نے اصحاب کہف کو سلام کیا اللہ نے انہیں زندہ کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا یاروں نے دین نبوی پیش کیا انہوں نے قبول کیا۔

پھر خواجہ صاحب نے فرمایا کونسی چیز اللہ کی قدرت میں نہیں مرد کو چاہئے اس کے احکام بجالانے میں کمی نہ کرے پھر جو چاہے گا مل جائے گا۔ اس پر آپ پر رقت طاری ہوئی اور آپ نے خواجہ عثمان ہارونیؒ کا واقعہ سنایا کہ آپ تشریف فرما تھے ایک بوڑھا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی عرصہ تیس سال ہوا مرا لڑکا لاپتہ ہے اس کے غم میں میری یہ حالت ہو گئی ہے آپ نے مراقبہ کے بعد فرمایا لڑکا آجائے تو اسے میرے پاس لے آنا وہ ابھی راہ میں ہی تھا کہ اسے لڑکا واپس آنے کی مبارک باد ملنی شروع ہو گئی وہ گھر جا کر بیٹے کو ساتھ لے کر خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا لڑکے سے جناب خواجہ نے پوچھا کہ تم کہاں تھے اس نے جواب دیا سمندر میں جنات کی قید میں تھا آپ کا ہم شکل درویش آیا اس نے زنجیریں توڑ کر کہا میرے پاؤں پہ پاؤں رکھو اور آنکھیں بند کرو جب آنکھ کھولنے کے لئے کہا تو خود کو گھر کے نزدیک پایا۔ مردان حق باوجود اس قدرت کے خود کو پوشیدہ رکھتے ہیں۔

پھر فرمایا کعب الاخبار میں درج ہے اللہ نے ایک فرشتہ پیدا کیا جس کا نام ہاتیل ہے اس کی ہیبت کو وہ خود جانتا ہے اس کا ایک ہاتھ روشنی کا مشرق میں اور تاریکی کا مغرب میں ہے اس کا ورد ہمیشہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ روشنی اور تاریکی

Marfat.com

اس کے قبضہ میں ہے یہ معاملات عجائبات قدرت سے وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ اس طرح ہوا اور پانی کو قابو میں رکھنے کے لئے ایک ہیبت ناک فرشتہ بنایا گیا ہے اسی طرح پہاڑوں کا فرشتہ فرنائیل پیدا کیا گیا ہے دنیا کے تمام پہاڑ اس کے زیر تسلط ہیں اس کا ورد اور وظیفہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے خواجہ عثمان ہارونیؒ نے سیف الدین باخزریؒ کی زبانی سنا ہے کہ ایک پہاڑ کے چوالیس جہاں اور ہیں ہر جہاں کے چار سو حصے ہیں ہر حصہ اس دنیا سے چار گنا بڑا ہے۔ اس کے پیچھے نہ دن ہے نہ رات وہاں سونے کی زمیں اور وہاں کے رہائشی فرشتے ہیں ان کا ورد بھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔

خواجہ معین الدینؒ نے فرمایا درویش میں ایسی قوت باطنی ہونی چاہئے اگر سننے والا حکایت اولیاء میں شک کرے تو اسے وہ دکھادیں اور کرامت سے قائل کریں۔

آپ نے اس کے مناسب حال واقعہ سنایا کہ میں سمرقند میں سفر کر رہا تھا امام ابواللیث کی رہائش گاہ کے قریب ایک بزرگ مسجد بنوا رہا تھا وہاں ایک دانش مند کھڑا کہہ رہا تھا محراب اس طرف رکھو کعبہ اس طرف ہے میں نے کہا اس طرف نہیں بلکہ اس طرف ہے جدھر میں کہتا ہوں میں نے بہتیرا سمجھایا مگر وہ نہ مانا۔ میں نے اس کی گردن پکڑ کر کہا دیکھو جدھر میں کہتا ہوں کعبہ ادھر ہی ہے اس نے نظر اٹھائی تو کعبہ سامنے تھا۔

اللہ نے ایک ایسا سانپ پیدا کیا ہے جس کے منہ میں دوزخ بطور امانت رکھا ہے جب قیامت ہو گی تو دوزخ کو فرشتے اس کے منہ سے نکال باہر کریں گے۔ پھر پھونک لگائی جائے گی تو قیامت برپا ہو گی۔

پھر خواجہ صاحب نے فرمایا جو عذاب قیامت سے بچنا چاہتا ہے وہ اللہ کی اطاعت کرے کیونکہ اللہ کے نزدیک فرمانبرداری سے بڑھ کر کوئی اور اطاعت نہیں۔

میں نے عرض کی کس قسم کی اطاعت فرمایا عاجزوں کی فریاد رسی' حاجت مندوں کی حاجت روائی بھوکوں کو کھانا کھلانا اس سے بڑھ کر کوئی نیک کام نہیں اس پر خواجہ صاحب نے بیان ختم کیا خلقت اور میں واپس چلے آئے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

Marfat.com

مجلس ــ ۷ ــ

بروز بدھ حاضر خدمت ہوا چند حاجی بھی آئے ہوئے تھے بات سورۃ فاتحہ کے متعلق ہو رہی تھی جناب خواجہ معین الدینؒ نے فرمایا کہ مشائخ طبقات کے آثار میں لکھا دیکھا ہے کسی حاجت کو پورا کرنے کے لئے کثرت سے سورہ فاتحہ کو پڑھنا چاہیئے۔ حدیث میں ہے جسے کوئی مشکل پیش آئے وہ اس طریقہ سے سورہ فاتحہ پڑھے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ یعنی رحیم کو لام سے ملائے۔ اور آمین کے وقت تین مرتبہ آمین کہے اللہ تعالیٰ اس کی مشکل حل کر دے گا۔

اس کے بعد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صحابہ کرام بیٹھے تھے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت سے معجزات عطا کئے ہیں۔ جبرائیلؑ نے تشریف فرما کر کہا حکم ربانی ہے میں نے جو کتاب تجھ پر نازل کی ہے اس میں ایک ایسی سورۃ ہے اگر وہ توریت میں ہوتی تو موسیٰؑ کی امت میں کوئی شخص اسی طرح کے یہود کی طرح نہ ہوتا اگر یہ انجیل میں ہوتی تو عیسیٰؑ کی امت میں کوئی بت پرست نہ ہوتا اگر زبور میں ہوتی تو داؤد علیہ السلام کی امت میں کوئی مغنی نہ ہوتا یہ اس لئے نازل کی گئی ہے کہ اس کی برکت سے آپؐ کی امت مدد حاصل کرے اور قیامت میں دوزخ سے نجات پائے۔ آپؐ نے دریافت کیا وہ کونسی صورت ہے فرمایا سورہ فاتحہ ہے اگر دنیا کے تمام درخت قلم اور سمندر سیاہی اور ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں کاغذ بن جائیں تو پھر تعریف مکمل نہ ہو گی۔

پھر خواجہ صاحب نے فرمایا سورہ فاتحہ تمام دردوں اور بیماریوں کے لئے شفا ہے۔ جس بیماری کا علاج نہ ہو۔ صبح کی نماز کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان اکتالیس مرتبہ بسم اللہ اور سورہ فاتحہ پڑھنے سے اور اس کے دم کرنے سے دور ہو جاتی ہے۔ حدیث میں آیا ہے الفاتحۃ الشفاء من کل داء سورہ فاتحہ ہر درد کی دوا ہے۔

پھر فرمایا ایک موقعہ پر ہارون رشید کو سخت بیماری لاحق ہوئی جب علاج سے عاجز آگیا تو اس نے وزیر کو خواجہ فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ کے پاس بھیجا آپ نے آکر اکتالیس مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا اور اپنا ہاتھ اس کے جسم پر پھیرا اسے صحت ہو

Marfat.com

گئی۔

ایک مرتبہ امیرالمومنین علی رضی اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ کسی بیمار کے اوپر سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا وہ صحت یاب ہو گیا کسی نے پوچھا کیسے صحت یاب ہوئے اس نے ماجرا طنزاً" بیان کیا ابھی وہ بات ختم کرنے نہ پایا تھا کہ پھر وہی بیماری لاحق ہوئی اور وہ مر گیا۔ یہ اس کی بداعتقادی کا نتیجہ تھا آدمی کو صدق دل سے نیک عقیدہ رکھنا چاہئے۔

پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر سورۃ کا ایک نام رکھا ہے اور سورۃ فاتحہ کے سات نام ہیں۔ فاتحہ الکتاب' سبع الثانی' ام الکتاب' ام القرآن' سورہ مغفرت' سورہ رحمت اور سورۃ الکنز۔ اس سورت میں سات حرف بالکل نہیں آئے۔ پہلا ث کیونکہ یہ ثبور کا پہلا حرف ہے اور فاتحہ پڑھنے والے کو ثبور سے کیا کام۔ دوسرا جیم (ج) جہنم کا پہلا حرف ہے لہٰذا سورۃ فاتحہ پڑھنے والوں کو جہنم سے کیا سروکار۔ تیسرا ز جو زقوم کا پہلا حرف ہے الحمد پڑھنے والوں کا زقوم سے کچھ واسطہ نہیں۔ چوتھا ش جو شقاوت کا پہلا حرف ہے لہٰذا سورہ فاتحہ پڑھنے والوں کا شقاوت سے کوئی تعلق نہ ہے۔ پانچواں ظ ہے جو ظلمت کا پہلا حرف ہے لہٰذا سورہ فاتحہ پڑھنے والوں کا اس سے کوئی سروکار نہیں چھٹا ف فراق کا پہلا حرف ہے الحمد پڑھنے والے اس سے لاتعلق ہیں ساتواں خ خواری کا پہلا حرف ہے سورہ فاتحہ پڑھنے والے اس سے کچھ تعلق نہیں رکھتے۔ امام ناصر بستی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں اس سورۃ کی سات آیات ہیں اللہ نے انسان کے جسم میں سات اندام پیدا کئے جو شخص اس سورہ کو پڑھتا ہے وہ سات دوزخوں سے محفوظ رہتا ہے۔

پھر فرمایا مشائخ طبقات اور اہل سلوک لکھتے ہیں کہ اس سورۃ میں ایک سو چوبیس حرف ہیں اور ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی ہو گزرے ہیں سورہ فاتحہ کے ہر حرف کے بدلے ایک ہزار پیغمبر کا ثواب ملتا ہے۔

آپ نے پھر فرمایا کہ الحمد کے پانچ حرف ہیں اللہ تعالیٰ نے پانچ وقت کی نماز فرض فرمائی جو شخص اسے پڑھتا ہے اس کے جو نقائص نماز میں رہ جائیں وہ اس کی بدولت قبول کر لیتا ہے۔

پھر فرمایا اللہ میں تین حرف ہیں اگر الحمد کے پانچ شامل کئے جائیں تو آٹھ ہو گئے۔ اس کے پڑھنے والوں کے لئے اللہ جنت کے آٹھ دروازے کھول دیتا ہے وہ اپنی مرضی

Marfat.com

سے جس دروازے سے چاہے داخل ہو "رب العالمین" میں دس حرف ہوتے ہیں۔ دس اور آٹھ مل کر اٹھارہ ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ ہزار عالم پیدا کئے ہیں جو یہ حرف پڑھتا ہے اسے اٹھارہ ہزار عالم کا ثواب ملتا ہے الرحمٰن میں چھ حرف ہیں۔ چھ اور اٹھارہ مل کر چوبیس ہوتے ہیں دن اور رات کے چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں۔ جو ان الفاظ کو پڑھتا ہے وہ ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے شکم مادر سے ابھی پیدا ہوا ہو الرحیم کے چھ حرف ہیں چھ اور چوبیس مل کر تیس ہوتے ہیں پل صراط کی تیس ہزار سالہ راہ ان تیس حرفوں کے پڑھنے سے بجلی کی طرح گزرنے سے طے ہو جاتی ہے۔

مالک یوم الدین کے بارہ حرف ہیں اور سال کے بارہ مہینے ان کے گناہ ان کی بدولت بخش دیے جاتے ہیں۔ ایاک نعبد میں آٹھ حروف ہیں آٹھ اور بیالیس پچاس ہوئے قیامت کا پچاس ہزار سال کا دن ان کی بدولت صدیقوں میں شمار ہو جائے گا۔ وایاک نستعین گیارہ حروف ہیں اس میں پچاس شامل ہو کر اکسٹھ ہوئے زمین و آسمان میں اکسٹھ دریا ہیں ان کے قطروں کے برابر اس کے پڑھنے والے کو ثواب ملے گا اھدنا الصراط المستقیم کے انیس حروف ہیں اکسٹھ ملنے سے اسی ہو گئے شرابی کو اسی کوڑے لگتے ہیں اس کا پڑھنے والا شراب سے دور رہتا ہے۔

انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ○ امین۔ میں چوالیس ہزار نبی اس دنیا میں بھیجے ہیں ان حروف پڑھنے والے کو ان نبیوں کی دعوت کا ثواب ملتا ہے۔

آپ نے اس موقعہ پر فرمایا میں ایک مرتبہ حضرت عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ سفر کر رہا تھا دجلہ کے کنارے پہنچے تو کشتی نہ تھی ہمیں جلدی تھی خواجہ صاحب نے میری آنکھیں بند کرائیں اس کے بعد خود کو دریا کے دوسرے کنارے پایا میں نے عرض کی ہم نے کیسے دریا عبور کیا آپ نے فرمایا میں نے پانچ مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھ کر پانی پر قدم رکھا اور پار ہو گئے اگر کوئی شخص سورہ فاتحہ پڑھے اور حاجت پوری نہ ہو تو میرا دامن پکڑ لے۔ اس پر کلام ختم ہوا اور ہم واپس چلے آئے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

Marfat.com

مجلس --۸--

بروز جمعرات کے قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ ورد اور تسبیح کے بارہ میں گفتگو ہو رہی تھی۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ جو شخص ورد مقرر کرے۔ اسے روزانہ پڑھنا چاہئے۔ اور دن کو اگر نہ پڑھ سکے۔ تو رات کو ضرور پڑھے۔ لیکن پڑھے ضرور۔ پھر کسی اور کام میں مشغول ہو۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ ورد کا تارک لعنتی ہے۔ بعد ازاں اسی موقعہ کے مناسب فرمایا کہ ایک دفعہ مولانا رضی الدین رحمتہ اللہ علیہ گھوڑے پر سے گر پڑے جس سے پاؤں میں چوٹ آگئی۔ جب گھر آئے۔ تو سوچا۔ کہ یہ مصیبت مجھ پر کہاں سے آئی۔ یاد آگیا کہ صبح کی نماز کے بعد سورۃ یاسین پڑھنا بھول گیا تھا۔

پھر اسی موقع کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک بزرگ دین خواجہ عبداللہ مبارک نام سے ایک مرتبہ وظیفہ نہ ہو سکا۔ اسی وقت غیب سے آواز آئی کہ اے عبداللہ! جو عہد تونے ہم سے کیا تھا۔ شاید تو بھول گیا ہے۔ یعنی وظیفہ تونے آج نہیں پڑھا۔

پھر فرمایا کہ انبیاء اولیاء مشائخ اور مردان خدا کا وظیفہ جو ہوتا ہے۔ وہ برابر پڑھتے ہیں۔ اور جو کچھ اپنے پیروں سے سنتے ہیں۔ بجا لاتے ہیں۔ بعد ازاں فرمایا کہ جو ورد ہمارے خواجگان سے منقول ہیں۔ وہ ہم پڑھتے ہیں۔ تم بھی پڑھا کرو۔ تاکہ وظیفے میں ناغہ نہ ہو۔ اور جب اٹھو! تو دائیں پہلو اٹھو۔ اور بسم اللہ پڑھ کر باشرائط وضو کرو۔ پھر دوگانہ ادا کر کے مصلے پر بیٹھو۔ اور سورۂ بقر کی چند ایک آیتیں اور سورۂ انعام کی ستر آیتیں پڑھ کر یہ ذکر سو مرتبہ کرے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ پھر صبح کی نماز کی سنتیں اس طرح ادا کرے۔ پہلی رکعت میں فاتحہ اور الم نشرح۔ دوسری میں سورۃ فاتحہ اور الم ترکیف۔

پھر فرمایا سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ من کل ذنب واتوب الیہ پڑھے۔ جب صبح کی نماز ادا کر چکے تو قبلہ رخ بیٹھ کر دس مرتبہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحی ویمیت وھو

Marfat.com

حی لا یموت ابدا ابدا ذو الجلال والاکرام بیدہ الخیر و ھو علی کل شی قدیر۔ پڑھے۔ پھر تین مرتبہ اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ کہے۔ پھر تین مرتبہ الھم صلی علی محمد ما اختلف الملوان وتعاقب العصران وتکرار الحدیدان واستمحب الفرقدان والقمران بلغ علی روح محمد منی التحیۃ والسلام پڑھے۔ پھر تین مرتبہ یا عزیز یا غفور پڑھے۔ پھر تین مرتبہ سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھے۔ پھر تین مرتبہ استغفر اللہ من کل ذنب واتوب الیہ پڑھے۔

اس کے بعد یہ پڑھے۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم غفار الذنوب ستار العیوب علام الغیوب کشاف الکروب مقلب القلوب اتوب۔

پھر تین مرتبہ یا حی یا قیوم یا حنان یا منان یا دیان یا سبحان یا سلطان یا بدیع السموات والارض یا ذا الجلال والاکرام برحمتک یا ارحم الراحمین۔

بعد ازاں تین مرتبہ کے لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یا قدیم یا دائم یا حی یا قیوم یا احد یا صمد یا حلیم یا عظیم یا علی یا نور یا فرد یا وتر یا باقی یا حی یا قیوم یا جی رفض حاجتی بحق محمد والہ اجمعین۔

بعد ازاں اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام پڑھے بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ننانوے نام پڑھے۔ جو یہ ہیں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محمد۔ احمد۔ بشیر۔ محمود۔ قاسم۔ عاقب۔ خاتم۔ حاشر۔ ماحی۔ داعی۔ السراج المیر۔ بشیر۔ نظیر۔ ہادی۔ المہدی۔ نبی الراحتہ طہ۔ یاسین۔ مزمل۔ مدثر۔ صفی۔ خلیل۔ کریم۔ حبیب۔ مجید۔ احد۔ وحید۔ قیم۔ جامع۔ مقفی۔ مقتفی۔ رسول الملاحم۔ رسول الرحمتہ۔ کامل۔ اکمل۔ مصطفےٰ۔ مرتضی۔ مختار ناصرو القاسم۔ حافظ۔ شہید۔ عادل۔ حکیم۔ نور۔ حجتہ۔ بیان۔ برھان مومن۔ مطیع۔ مذکر۔ واعظ۔ واحد۔ امین۔ صادق۔ ناطق۔ صاحب۔ مکی۔ مدنی۔ ابطحی۔ عربی۔ ہاشمی۔ مضری۔ امن۔ عزیز۔ حریص۔ روف۔ یتیم۔ طیب۔ طاہر۔ فصیح۔ سید۔ متقی۔ امام۔ حق۔ مبین۔ اول۔ آخر۔ ظاہر۔ باطن۔ شفیع۔ محرم۔ آمر۔ ناھی۔

Marfat.com

حلیم۔ شہید۔ قریب۔ منیب۔ ولی۔ عبداللہ۔ محمد کرامت اللہ و محمد آیت اللہ وسلم تسلیماً۔ کثیراً کثیراً۔ برحمتک یا ارحم الراحمین۔

اس کے بعد تین مرتبہ درود پڑھے۔ اللھم صل علی محمد حتی لا یبقی من الصلوۃ شی وارحمہ علی محمد حتی لا یبقی من الرحمۃ شی و بارک علی محمد حتی لا یبقی من البرکات شی

پھر ایک مرتبہ آیۃ الکرسی پڑھے۔ اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم لہ ما فی السموت و ما فی الارض من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ یعلم ما بین ایدیھم و ما خلفھم و لا یحیطون بشی من علمہ الا بما شاء وسع کرسیہ السموت والارض و لا یودہ حفظھما و ھو العلی العظیم

اس کے بعد تین مرتبہ کہے۔ اللھم مالک الملک توتی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء و تعز من تشاء و تذل من تشا نبیدک الخیر انک علی کل شی قدیر

بعد ازاں تین مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھے۔ بعد ازاں سات مرتبہ پڑھے۔ حسبی اللہ لا الہ الا ھو الیہ توکلت و ھو رب العرش العظیم

پھر تین مرتبہ پڑھے۔ ربنا لا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ ط واعفا عنا واغفر لنا و رحمتا انت مولنا فانصرنا علی القوم الکفرین۔ برحمتک یا ارحم الرحمین

بعد میں تین مرتبہ پڑھے اللھم اغفرلی و لوالدی والجمیع المومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات الاحیاء منھم والامرات برحمتک یا ارحم الرحمین

بعد ازاں تین مرتبہ کہے۔ سبحانا الاول المبدی سبحان الباقی المعید اللہ الصمد لم یلد و لم یولد و لم یکن لہ کفوا احد

پھر تین مرتبہ کہے۔ وانا اللہ علی کل شی قدیر۔ وان اللہ قد احاطہ بکل شی علما

پھر تین مرتبہ کہے۔ اتوب توبۃ عبد ظالم لا علمک لنفسہ نفعا و لا ضرا و لا موتا و لا حیوۃ و لا نشورا

Marfat.com

بعد ازاں تین مرتبہ کہے۔ اللهم یا حی یا قیوم یا الله یا اله الا انت اسلک ان تحی قلبی بنور معرفتک ابدا یا الله یا الله

پھر تین مرتبہ یہ کہے۔ یا مسبب الاسباب یا مفتح الابواب یا مقلب القلوب و الابصار یا دلیل المتحیرین یا غیاث المستغیثین اغثنی توکلت علیک یا رب و فوضت امری الیک یا رب لا حول و لا قوة الا بالله العلی العظیم ما شاء الله کان و ما لم یشاء لم یکن بحق ایاک نعبد و ایاک نستعین

بعد میں ایک مرتبہ کہے۔ اللهم انی اسئلک یا من علیک حوائج السائلین و یعلم ضمیر الصامتین فان لک من کل مسئلة منک سمعاً حاضراً جواباً عقیداً و ان لک من کل صامت علماً ناطقاً فاعطنا مواعیدک الصادقة وایادیک الشاملة و رحمتک الواسعة و نعمتک السابقة انظر الی نظرة برحمتک یا ارحم الراحمین

بعد اس کے ایک مرتبہ یہ کہے یا حنان یا منان یا دیان یا برهان یا سبحان یا غفران یا ذالجلال والاکرام۔

پھر تین مرتبہ کہے۔ اللهم اصلح امة محمد اللهم ارحم امة محمد اللهم فوج من امة محمد۔

پھر تین مرتبہ کہے۔ اللهم انی اسئلک باسمائک و اسمک الاعظم ان تعطین ما سالتک بفضلک و کرمک یا ارحم الراحمین الحمد لله الذی فی السموت عرشه و الحمد لله الذی فی القبر زقضاده و امره و الحمد لله الذی فی البر و البحر سبیله و الحمد لله الذی لا ملاذ و الا ملجا الا الیه رب لا تذرنی فرداً و انت خیر الوارثین

بعد ازاں تین مرتبہ یہ کہے۔ سبحان الله ملاء المیزان و منتهی العلم و زینة العرش و مبلغ الرضاء برحمتک یا ارحم الراحمین

پھر ایک مرتبہ یہ پڑھے۔ رضیت بالله یا کریماً و لحمد جیناً و با لاسلام علینا و بالقران اماماً و بالکعبة و قبلة و بالمومنین اخواناً

پھر تین مرتبہ یہ کہے۔ بسم الله خیر الاسماء بسم الله الارض و السماء

Marfat.com

بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شی فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع ا لعلیم ط

بعد میں چند مرتبہ یہ کہے۔ اللھم اجرنا من النار یا مجیر

پھر دس مرتبہ یہ کہے۔ لا الہ الا اللہ دسویں مرتبہ محمد رسول اللہ کہے۔

پھر ایک مرتبہ یہ کہے۔ واشھد ان الجنۃ حق والنار حق والمیزان حق وا لموت حق والسوال حق والصراط حق والشفاعت حق وکرامۃ الاولیاء حق و معجزۃ الانبیاء حق فی الدار الدنیا وان الساعۃ ایتۃ لا ریب فیھا۔ وان اللہ یبعث من فی القبور

پھر ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھے۔ اللھم زد نورنا وزد حضورنا وزد مغفرتنا وزد طاعتنا وزد نعمتنا وزد محبتنا وزد عشقنا وزد قبولنا برحمتک یا ارحم الر حمین

بعد ازاں مسبعات عشرہ اور سورۃ یٰسٓ پڑھے۔ پھر سورۃ الملک پھر سورۃ الجمعہ پھر جب سورج بلند ہو تو اشراق کی نماز دس رکعت پانچ سلام سے اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں فاتحہ ایک مرتبہ اذا زلزلت الارض زلزالھا ایک مرتبہ دوسری رکعت میں فاتحہ ایک مرتبہ اور انا اعطینک الکوثر ایک مرتبہ نماز کے بعد دس مرتبہ درود شریف پڑھ کر تلاوت قرآنی میں مشغول ہو۔ پھر چاشت کی نماز بارہ رکعت چھ سلاموں سے اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں بارہ مرتبہ سورۃ فاتحہ ایک بار اور سورۃ والضحےٰ ایک بار سلام کے بعد سو مرتبہ کلمہ سبحان اللہ اخیر تک پڑھے۔ اور سو مرتبہ درود پڑھے۔ پھر دیر تک تلاوت قرآنی میں مشغول ہووے۔ البتہ خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوگی۔ پھر دس سورتیں پڑھے یعنی الم ترکیف سے لے کر قل اعوذ برب ا لناس تک سلام کے بعد دس مرتبہ درود پڑھے۔ پھر سورۃ نوح پڑھے اور یاد الٰہی میں عصر کی نماز تک مشغول رہے۔ پھر سو مرتبہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھے۔ پھر سورۃ فتح پھر الملک پانچ مرتبہ پڑھے۔ پھر سورۃ عم یتساءلون اور سورۃ والنازعات پڑھے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے قبر میں نہ چھوڑے گا۔ پھر یاد الٰہی میں مشغول ہووے۔

Marfat.com

شرح مشائخ میں لکھا ہے کہ جو شخص سورہ والنازعات پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے قبر میں نہ چھوڑے گا۔ اس کے بعد شام کی نماز ادا کرے۔ سنتوں کے بعد دو رکعت نماز حفظ ایمان ادا کرے۔ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص تین مرتبہ اور قل اعوذ برب الفلق ایک مرتبہ اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک مرتبہ۔ سورۃ اخلاص تین مرتبہ قل اعوذ برب الناس ایک مرتبہ پڑھے۔ نماز سے فارغ ہو کر سر سجدے میں رکھ کر کہے۔ یا حی یا قیوم ثبتنی علی الا یمان پھر نماز اوبین ادا کرے۔ لیکن ہمارے نزدیک چھ رکعت تین سلام سے ادا کرے۔ پہلی رکعت میں فاتح کے بعد اذا زلزلت الارض دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد الھکم التکاثر تیسری میں فاتحہ کے بعد سورۃ واقعہ پڑھے۔ پھر نماز عشاء تک یاد الٰہی میں مشغول رہے۔ پھر عشاء کی نماز سے پہلے یہ دعا پڑھے۔ اللھم اعنی علی ذکرک و شکرک و حسن عبادتک پھر عشاء کی نماز چار رکعت ادا کرے۔ اس طرح کی پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد تین مرتبہ آیتہ الکرسی اور باقی تینوں رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد تینوں قل۔ انشاء اللہ حاجت روا ہو گی۔ پھر چار رکعت نماز صلوٰۃ السعادۃ ادا کرے۔ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد تین مرتبہ انا انزلنا ہ اور پندرہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر سر سجدے میں رکھ کر تین مرتبہ یہ کہے۔ یا حی یا قیوم ثبتنی علی الایمان

پھر بعد میں رات کے تین حصے کرے۔ پہلا حصہ نماز میں گزارے۔ دوسرا تہجد میں جس کے بارے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ یہ نماز ہمارے لئے فرض ہے۔ یہ چار سلام سے ادا کرے۔ اور جس قدر قرآن شریف یاد ہو۔ پڑھے۔ پھر تھوڑی دیر سو جائے۔ پھر اٹھ کر تازہ وضو کرے۔ اور صبح کاذب تک یاد الٰہی میں مشغول رہے۔ کہتے ہیں کہ ایک بزرگ سے تہجد کی نماز فوت ہو گئی۔ تو گھوڑے سے گر کر اس کا پاؤں ٹوٹ گیا۔ سوچنے لگا کہ یہ مصیبت کیوں نازل ہوئی۔ اسے غیب سے آواز آئی کہ تہجد کی نماز تجھ سے فوت ہو گئی۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ صبح کاذب تک مشغول رہے۔ اسی طرح ہر روز کیا کرے۔ لیکن اس میں کمی بیشی نہ کرے۔ تاکہ مشائخ کی سنت ادا ہو۔ الحمد للہ علی ذالک۔

Marfat.com

مجلس ۔۔ ۹ ۔۔

جب پابوسی کی دولت نصیب ہوئی تو اس وقت شیخ اوحد کرمانی شیخ واحد برہان غزنوی خواجہ سلیمان عبدالرحمٰن اور دس اور درویش حاضر خدمت تھے۔ بات سلوک کے بارے میں شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ مشائخ نے سلوک کے سو درجے مقرر کئے ہیں۔ ان میں سے سترھواں مرتبہ کشف و کرامت کا ہے۔ پس جو شخص اس سترھویں درجے میں اپنے تئیں ظاہر کردے۔ وہ باقی کے تراسی کس طرح حاصل کرے گا۔ سالک کو چاہئے کہ جب تک سویں مرتبہ پر نہ پہنچ جائے۔ اپنے تئیں ظاہر نہ کرے۔

پھر فرمایا کہ خواجگان چشت کے خاندان میں بعض نے پندرہ درجے مقرر کئے ہیں۔ جن میں پانچواں کشف و کرامات کا ہے۔ ہمارے خواجگان فرماتے ہیں۔ کہ جب تک پندرھویں درجے تک نہ پہنچ جائے اپنے تئیں ظاہر نہ کرے۔ پھر کامل ہو گا۔

مزید فرمایا کہ سلوک کی بابت لکھا ہے کہ ایک مرتبہ خواجہ جنیدؒ بغدادی علیہ الرحمتہ سے پوچھا گیا کہ آپ دیدار کیوں نہیں چاہتے؟ اگر چاہو تو ضرور مل جائے۔ فرمایا میں ایک چیز نہیں چاہتا۔ وہ یہ ہے کہ جو موسیٰ علیہ السلام نے مانگی۔ اور انہیں نصیب نہ ہوئی۔ لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بے مانگے ملی پس بندے کو خواہش سے کیا واسطہ۔ اگر وہ اس کے لائق ہو گا۔ تو خود ہی حجاب اٹھا دیں گے۔ اور تجلی ہو جائے گی پس کیا ضرورت ہے کہ ہم خواہش کریں۔

بعد ازاں عشق کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا کہ عاشق کا دل محبت کا آتش کدہ ہوتا ہے۔ جو اس میں جائے۔ اسے جلا دیتا ہے۔ اور ناچیز کر دیتا ہے۔ کیونکہ عشق کی آگ سے بڑھ کر کوئی آگ تیز نہیں ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ ایک مرتبہ خواجہ بایزید بسطامی علیہ الرحمتہ مقام قرب میں پہنچے۔ تو غیب سے آواز آئی کہ اے بایزید آج تیری درخواست اور ہماری بخشش کا وقت ہے جو چاہتا ہے۔ مانگ ہم دیں گے۔ خواجہ صاحب نے سر بہ سجود ہر کر عرض کیا کہ بندے کو خواہش سے کیا واسطہ

Marfat.com

جو کچھ بادشاہ سے عطا ہو گا اسی پر راضی ہے۔ ندا آئی بایزید! ہم نے تجھے آخرت عطا کی عرض کی یا الٰہی وہ قید خانہ ہے۔ پھر آواز آئی اے بایزید! جنت' دوزخ' عرش' کرسی' جو ہماری ملکیت ہے سب کچھ دیا تجھے عرض کی نہیں۔ باری تعالیٰ مجھے تیری طلب ہے تیرا دوزخ ایک آہ سے نابود کر دوں گا۔ اس لئے کہ محبت کی آگ کے مقابلہ میں دوزخ کی آگ کی کچھ حقیقت نہیں ہے آواز آئی اے بایزید! جو کچھ تو چاہتا ہے وہ تجھے مل گیا۔

پھر فرمایا رابعہ بصریؒ ایک رات عشق کے شوق کی وجہ سے الحریق الحریق پکارتی تھیں اہل بصرہ یہ سن کر باہر نکلے کہ آگ بجھائیں۔ اسی وقت ایک واصل حق تھا اس نے کہا کیسے بے وقوف ہیں جو رابعہ کی آگ بجھانے آئے ہیں اس کے سینے میں وصال حق کی آگ کے سوا کچھ نہیں۔

پھر فرمایا منصور حلاجؒ سے پوچھا گیا اس ذات کے عشق میں کمالیت کس بات کا نام ہے؟ فرمایا جب معشوق سیاست کرنا چاہے پھر عاشق کا سر کاٹنا چاہے تو چون و چرا نہ کرے اور رضائے الٰہی میں کمر بستہ رہے۔ اس کے مشاہدہ میں مستغرق رہے کہ اسے کسی قسم کی خبر نہ ہو۔ پھر خواجہ معین الدین نے آب دیدہ ہو کر یہ شعر پڑھا۔

خوب رویاں چوں بندۂ گیرند
عاشقاں پیش شاں چنیں میرند

پھر فرمایا۔ بغداد میں ایک عاشق کو ہزار کوڑے لگائے گئے نہ تو اس نے ہاتھ اٹھایا نہ اس کے پاؤں میں لغزش آئی ایک شخص نے پوچھا کیا حالت ہے؟ کہا میرا معشوق میرے سامنے تھا اس کے مشاہدہ کی قوت سے مجھے کچھ تکلیف کیا خبر تک نہ ہوئی۔

امام محمد غزالیؒ فرماتے ہیں ایک مرتبہ بغداد میں کسی عیار کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے وہ ہنستا تھا کسی نے ہنسی کا سبب پوچھا؟ کہا مجھے مشاہدہ محبوب میں مستغرق ہونے کے سبب تکلیف کا پتہ نہ چلا۔ پھر آپ نے یہ شعر پڑھا۔

او برسر قتل و من درو حیرانم
کل راندن بہ نعش چہ نکوے آید

Marfat.com

پھر اہل سلوک اور عارفوں کے احوال کے متعلق گفتگو ہوئی تو فرمایا۔ ایک دفعہ خواجہ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے بوقت مناجات یہ الفاظ کہے۔ کیف السلوک علیاء آواز آئی اے بایزید! طلق نفسک ثلث و قل ھو اللہ پہلے اپنے آپ کو تین طلاق دے پھر ہماری بات کر۔

پھر خواجہ صاحب نے فرمایا جب راہ سلوک میں آدمی دنیا و مافیہا اور اپنے آپ سے بیگانہ نہ ہو جائے وہ اہل سلوک میں داخل ہی نہیں ہوتا اگر اس کی یہ حالت نہ ہو تو سمجھو جھوٹا ہے۔

پھر فرمایا ایک صاحب طریقت نے ایک مرتبہ کہا تو تو مجھ سے ستر سال کا حسب پوچھے گا میں تجھ سے ان لاتعداد سالوں کا حساب پوچھوں گا جب تو نے الست بربکم کہہ کر سارے جہاں میں شور برپا کر دیا۔ یہ شور جو زمیں و آسمان میں برپا ہے سب الست کے شوق کی بدولت ہے۔ جواب آیا تیری خواہش پوری ہو گی میں تیرے وجود کو ذرہ ذرہ کر کے ہر ذرے کو دیدار دکھاؤں گا اور باقی سال الگ کر کے کہوں گا اب دیکھ!

پھر فرمایا عارف ہر روز کہتا ہے میں کسی چیز کی طرف مائل نہیں ہوتا میں فدا نہ ہوں گا خواہ ساتوں زمینیں اور آسمان برہم ہو جائیں میں اپنے لئے کچھ طلب نہ کروں گا پھر غلبات شوق میں کہا اس نے مجھے دیکھنا چاہا! ہم نے اسے دیکھنا نہ چاہا۔ یعنی بندے کو چاہت اور خواہش سے کیا کام؟

ایک بزرگ نے فرمایا ہم نے سہل سے منہ پھیر لیا جب بارگاہ میں گئے تو پہلے ہی موجود پایا اللہ تعالیٰ نے جو کچھ ہم چاہتے تھے ہمیں پہنچا دیا۔

پھر فرمایا۔ ایک بزرگ نے کہا جب سانپ کی طرح کینچلی سے نکلا اور نگاہ کی تو عاشق اور معشوق دونوں کو ایک ہی پایا یعنی عالم توحید میں ایک ہی ہے اس لئے تو نے ایک ہی دیکھا۔

فرمایا۔ جب عارف کا حال کامل ہو جاتا ہے تو لاکھوں مقام سے باہر نکلتا ہے اور اپنا کام ترقی پر دیکھتا ہے اگر اس مقام سے نہ نکلے تو اسی مقام میں حیران رہ جاتا ہے یعنی ابھی کنارے پر ہے اسے راہ ہی معلوم نہیں لہذا زیادہ تر ضائع ہی رہتا ہے۔

Marfat.com

اپ کا فرمان ہے کہ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں تیس سال سے حق میں تھا اس وقت اپنا آئینہ دیکھا تھا اب دیکھا تو وہ نہ رہا یعنی شرک' تکبر اور خودی بالکل غائب ہو گئی چونکہ میں نہیں رہا لہٰذا حق تعالیٰ ہی اپنا آئینہ ہے نیز جو کچھ میں کہتا ہوں وہ اپنا آئینہ ہے یعنی حق تعالیٰ میری زبان سے کہتا ہے اور میرا بیچ میں دخل نہیں۔

اس کے بعد فرمایا بایزیدؒ مزید کہتے ہیں کئی سال میں اس درگاہ کا مجاور رہا۔ آخر سوائے حسرت کے کچھ نصیب نہ ہوا جب میں بارگاہ میں آیا تو کوئی تکلیف نہ تھی اہل دنیا' دنیا میں اور اہل آخرت' آخرت میں مشغول تھے۔ مدعی دعویٰ میں اہل تقویٰ تقویٰ میں بعض کھانے پینے میں بعض سماع میں رقص میں مشغول تھے بعض اس کے ہاں عجز میں غرق تھے ایک مدت میں کعبہ کے گرد پھرتا رہا اب کعبہ میرے گرد پھرتا ہے۔ جب میں ذات حق میں فناہ ہوا ایک رات عشق میں اپنے دل کو طلب کر رہا تھا صبح کے وقت آواز آئی اے بایزید! کیا تو ہمارے سوا کچھ اور طلب کرتا ہے تجھے دل سے کیا سروکار۔

آپ نے اس موقعہ پر فرمایا عارفؒ وہ شخص ہے طلب کے لئے اسی کے پاس آئے جس سے بات کرے اسی سے سنے وہ عارف نہیں جو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی چیز کے درپے ہو۔

پھر فرمایا عارف جب اس درجہ پر پہنچتے ہیں تو دنیا و مافیہا اپنی انگلیوں میں دیکھتے ہیں بایزیدؒ سے پوچھا گیا آپ نے طریقت میں کہاں تک ترقی کی ہے؟ فرمایا یہاں تک کہ جب میں اپنی دو انگلیوں کے درمیان نگاہ کرتا ہوں تو اس میں تمام دنیا و مافیہا دکھائی دیتی ہے۔

پھر فرمایا کہ مرید کو اطاعت میں مزہ آتا ہے اسے اطاعت میں مزہ اس وقت آتا ہے جب اسے اطاعت میں خوشی و خورمی حاصل ہوتی ہے۔ اس خوشی سے اسے حجاب بھی قریب ہو جاتا ہے۔

عارف کا ابتدائی درجہ یہ ہے کہ اس میں صفات حق پائی جاتی ہیں۔

آپ کا ارشاد ہے ایک مرتبہ رابعہ بصریؒ نے شوق غلبہ میں کہا۔ اے درویش! اگر خلقت کے بدلے مجھے آگ میں جلایا جائے اور میں صبر کروں۔ چونکہ مجھے محبت کا

Marfat.com

دعویٰ ہے لہٰذا میں نے کچھ نہیں کیا اگر میرے گناہ ساری مخلوق کے عوض بخش دے تو اس کی رحمت مہربانی اور عنایت نے ابھی بہت کام نہیں کیا۔

پھر فرمایا اہل سلوک کے مذہب میں کسی پر تعجب کرنا بھی ایک گناہ ہے بلکہ گناہ سے بھی بدتر۔ گناہ سے ایک مرتبہ توبہ کی جاتی ہے اور اطاعت سے ہزار مرتبہ۔ خود پسندی بڑا سخت گناہ ہے۔

محبت حق میں عارف کا کمال درجہ ہے پہلے خود دلی نور دکھائے پھر کوئی اس کے پاس دعویٰ کر کے آئے تو اسے بزور کرامت قائل کرے۔

پھر فرمایا ایک دفعہ شیخ اوحد کرمانیؒ" شیخ عثمان ہارونیؒ" کے ہمراہ میں مدینے کی طرف سفر کر رہا تھا جب ہم دمشق پہنچے تو وہاں مسجد کے سامنے بارہ ہزار انبیاء کے روضے دیکھے جہاں پر لوگوں کی حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔ ہم نے انبیاء کی زیارت کی۔ ایک روز محمد عارف نامی درویش کو دمشق کی جامع مسجد میں دیکھا اس کے پاس چند درویش بیٹھے تھے وہاں یہ بات ہو رہی تھی جو شخص کسی چیز کا دعویٰ کرے جب لوگوں سے اس کا اظہار نہ کرے وہ کب معلوم کر سکتے ہیں ایک شخص بحث کر رہا تھا۔ عارف کہتا تھا قیامت کے دن درویشوں سے معافی مانگی جائے گی' دولت مند سے حساب لیا جائے گا اس شخص کو ناگوار گزرا پوچھا کس کتاب میں لکھا ہے جب تک نہ دکھاؤ گے میں نہیں مانوں گا۔ پھر مراقبہ کیا تو کتاب سامنے تھی اس میں لکھا دیکھا تو اس نے سر قدموں پر رکھ دیا۔

اس کے بعد اس مجلس میں گفتگو ہوئی جو شخص مجلس میں ہے وہ کرامت دکھائے۔ خواجہ عثمان ہارونیؒ" مصلّے کے نیچے ہاتھ ڈال کر مٹھی بھر اشرفیاں نکال لائے ایک درویش کو دے کر کہا درویشوں کے لئے حلوہ لا۔ اس پر شیخ اوحد نے پاس پڑی لکڑی پر ہاتھ مارا وہ سونے کی ہو گئی۔ میں پیچھے رہ گیا میں اپنے پیر کی وجہ سے کوئی بات ظاہر نہیں کر سکتا تھا جناب عثمان ہارونیؒ" نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا تم کیوں کچھ نہیں کرتے وہاں پر ایک درویش بھوکا تھا وہ شرم کے مارے سوال نہیں کرتا تھا۔ میں نے گودڑی میں ہاتھ ڈال کر جو کی چار روٹیاں نکال کر اسے دیں۔ اسے درویش اور خواجہ عارف نے فرمایا کہ درویش میں جب تک اتنی قوت نہ ہو اسے درویش نہیں کہتے۔

Marfat.com

پھر فرمایا ایک درویش کہا کرتا تھا کہ جب سے میں نے دنیا کو دشمنی قرار دیا میں خلقت کے نزدیک نہیں گیا اللہ کی محبت کو خلقت پر ترجیح دی محبت کا مجھ پر اتنا غلبہ ہوا کہ میں اپنے وجود کو بھی دشمن سمجھنے لگا زندگی اور موت کو درمیان سے اٹھا دیا' صرف اللہ تعالیٰ سے محبت کو چاہتا ہوں۔

پھر فرمایا کہ سلوک کے بارے میں لکھا ہے کہ روز حشر جب عاشقوں کو جنت لے جانے کا حکم ہو گا وہ کہیں گے کہ ہم جنت کو کیا کریں جنت انہیں دے جنہوں نے اس کے لالچ کے لئے تیری پوجا کی۔

پھر خواجہ صاحب نے فرمایا جب اپنا دیدار کسی کو دیا جائے وہ جنت کو کیا کرے۔ پھر یہ اشارہ فرمایا اگر تم سے ہو سکے تو پہلے بقا حاصل کرو اگر نہیں کر سکتے تو صلاحیت اور زہد تو ایک ہوا کا جھونکا ہے اس راہ میں بہت سے مردوں کو عاجز اور عاجزوں کو مرد بنا دیا ہے ـــــ گناہ تمہیں اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتا جتنا مسلمان بھائی کو خوار کرنا اور اس کی بے عزتی کرنا۔

اس کے بعد کہا۔ ایک واصل درویش عمر رسیدہ تھا اس کا کہنا ہے کہ اہل دنیا دنیا کی راہ میں معذور ہیں اور اہل آخرت حق کی دوستی کے سرور میں خوش ہیں' اور اہل معرفت نورٌ علیٰ نور ہیں۔ یہ ایک بھید ہے جسے اہل سلوک ہی جانتے ہیں اہل معرفت کی عبادت پاس انفاس ہے۔

پھر ارشاد ہوا جب عارف خاموشی اختیار کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے باتیں کرتا ہے جب آنکھیں بند کرتا ہے یعنی سوتا ہے تو اس لئے سر نہیں اٹھاتا کہ اسرافیل "کرنا' نہ پھونک دے۔

اس کے بعد فرمایا کہ خواجہ ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے حق تعالیٰ کی شناخت کی علامت یہ ہے کہ خاموش رہے اور خلقت سے دور بھاگے۔ ایک مرتبہ شجاع کرمانی سے پوچھا کتنے سال سے شناخت ہوئی جب شناخت ہوئی خلقت سے دور بھاگنے لگا۔

پھر فرمایا جس نے اللہ کو پہچان لیا اگر خلقت سے دوری نہ اختیار کرے تو سمجھ لو

Marfat.com

اس کے پاس کوئی نعمت نہیں —— عارف وہ ہوتا ہے جس کے دل کے اندر جو کچھ ہو اسے نکال دے اور دوست کی طرح یگانہ ہو جائے پھر اللہ تعالیٰ اس سے کوئی چیز علیحدہ نہیں رکھے گا نہ دونوں جہانوں کی پرواہ کرے گا —— عارف کا کمال اسی میں یہ ہے کہ اپنے آپ کو راہ حق پر گامزن رکھے —— اگر قیامت کے دن کوئی چیز جنت میں لے جائے گی تو وہ زہد ہے نہ کہ علم —— عارف معرفت کی بابت جو چاہے بیان کرے دوست کی گلی میں پھرے جب تک معارف یاد نہ کرے اس وقت تک عارف ہو ہی نہیں سکتا۔

اس کے بعد فرمایا اہل محبت کی فریاد بوجہ شوق و اشتیاق اس وقت تک رہتی ہے جب تک وہ دوست سے نہ مل جائے لہٰذا عاشق آہ و فریاد کرتا ہے جب وصال نصیب ہو جاتا ہے تو زبان گنگ ہو جاتی ہے —— ندیوں میں بہتا پانی شور کرتا ہے جب سمندر میں جاگرتا ہے تو آواز بند ہو جاتی ہے اسی طرح جب عاشق کو وصال نصیب ہو جاتا ہے تو وہ فریاد نہیں کرتا۔

اس کے بعد فرمایا میں نے شیخ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کی زبانی سنا کہ اللہ تعالیٰ کے ایسے دوست بھی دنیا میں ہیں اگر وہ ان سے ایک لمحہ حجاب میں رہے تو وہ نابود ہو جائیں اور عبادت نہ کر سکیں۔

پھر فرمایا ایک مرتبہ عبداللہ حنیف بھول کر دنیا کے کام میں مشغول ہوئے یاد آیا کہ یہ تو دوست کے خلاف ہے قسم کھائی دنیا میں جب تک رہوں گا کار دنیا میں مشغول نہ ہوں گا اس عہد کو پچاس سال تک پورا کیا —— بایزید رحمتہ اللہ علیہ کے ولولہ عشق کے متعلق فرمایا آپ ہر صبح نماز سے فارغ ہو کر ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر فریاد کیا کرتے تھے ایک روز آواز الٰہی "یوم تبدیل الارض" اس وقت وصال ہو گا جب یہ زمین لپیٹ لی جائے گی اور زمینیں پیدا کی جائیں گی —— آپ ایک دن جنگل میں نکلے عالم اشتیاق میں پڑ کر یہ فریاد کرتے تھے کہ جنگل میں میں دیکھتا ہوں اس قدر مجھے دکھائی دیتا ہے یہاں عشق برسا ہوا ہے یہاں سے پاؤں لٹکانا چاہتا ہوں لیکن نکال نہیں سکتا۔

پھر فرمایا محبت کی راہ ایسی ہے جو شخص عشق کی راہ میں پڑتا ہے اس کا نام و

Marfat.com

نشان نہیں ملتا۔

پھر فرمایا اہل عرفان یاد الٰہی کے سوا اور کوئی بات زبان سے نہیں نکالتے —— عارف سے ادنیٰ سے ادنیٰ بات یہ ظاہر ہوتی ہے کہ وہ ملک و مال سے بیزار ہوتا ہے —— حق تو یہ ہے کہ وہ اس کی دوستی میں دونوں جہاں بھی خرچ کر دیں تو بھی تھوڑا ہے —— اہل محبت اگرچہ محبت میں مجبور ہیں لیکن کام ایسے لوگوں کا سا کرتے ہیں جو سوئے ہوئے ہیں اگر بیدار ہوتے تو مطلوب کے طالب ہیں اپنے دوست کی طلب گاری سے فارغ ہیں مشاہدہ معشوق میں مشغول جو خود عاشق کو دیکھنے کے لئے بیٹھتا ہے محبت کی راہ میں مطیع کام سے نکلتے ہیں۔

پھر فرمایا خواجہ سمنون محب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دل خود اس بات میں مطیع ہیں کہ اس کی معرفت اور محبت کا بوجھ نہیں اٹھا سکیں گے لہٰذا عبادت میں مشغول ہیں پس خاص بوجھ نہیں اٹھا سکتے کیونکہ مجاہدہ دریافت سے ملال ہوتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا عارف وہ شخص ہوتا ہے جو اس بات کی کوشش کرے دم ہاتھ میں لائے۔ دم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے۔ اپنی ساری عمر اس دم میں خرچ کرے ایسے دم کو آسمانوں اور زمینوں میں سالہا سال بھی ڈھونڈے تو بھی نہ پاسکے۔

پھر فرمایا میں نے اپنے پیر مرشد عثمان ہارونیؒ کی زبان سے سنا اگر کسی شخص مین تین خصلتیں پائی جائیں تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ سے دوستی رکھتا ہے سخاوت اور شفقت اور تواضع، سخاوت، دریا کی سی شفقت، سورج کی سی اور تواضع، زمیں کی سی۔

اس کے بعد فرمایا کہ حاجی لوگ تو قالب کو لے کر خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں۔ مشاہدہ پھر بھی حاصل نہیں ہوتا مگر محب اور عاشق لوگ دل سے حجاب عظمت کے عرش کا طواف کرتے ہیں اگر اس کے سوا کسی اور چیز کو دیکھ پاتے ہیں تو فریاد کرتے ہیں وہ صرف اس کے مشاہدہ کو پسند کرتے ہیں —— اہل سلوک میں محبت ایک ایسا عالم ہے کہ لاکھوں علماء اس کے سمجھنے کے لئے کوشاں ہیں لیکن ذرہ بھر بھی سمجھ نہیں پاتے۔ زہد میں ایسی اطاعت ہے جس کی زاہدوں کو خبر نہیں۔ وہ اس سے غافل ہیں وہ ایک بھید ہے جو دونوں جہانوں سے باہر ہے جسے اہل محبت اور اہل عشق کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

Marfat.com

اس کے بعد فرمایا اسے وہی شخص جانتا ہے جو ان دونوں جہانوں میں ثابت ہوتا ہے جو اسے جانتا ہے وہ ہرگز اسے نہیں دیکھتا۔ اس کے بعد دعویٰ کرنا چھوڑ دیتا ہے تاکہ اسے رنج میں رکھے۔

پھر اس کے بعد فرمایا عشق و محبت میں گفتگو' حرکت و مشغلہ ہے یہ اس وقت ہے جب تک باہر ہیں جب اندر آجاتے ہیں تو پھر آرام خاموشی اور تسکین حاصل ہوتی ہے گویا وہ فریاد اور شور نہیں ہوتا۔

پھر فرمایا کہ یہ دلبری اتنی نہیں کہ خواجہ دوست کی درگاہ سے عاری ہے اور اپنے آپ پر عاشق ہے جب حضوری حاصل ہوتی ہے تو پھر فریاد اور گفتگو نہیں رہتی۔ خواجہ معین الدین چشتیؒ یہ کلام ختم کر چکے تو یہ خلوم اور خلقت واپس چلے آئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

Marfat.com

مجلس ۔۔ ۱۰ ۔۔

بروز جمعرات قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا نیک صحبت کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی آپ نے اس کے متعلق حدیث پیش کی الصحبۃ توثر صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے اگر کوئی برا آدمی نیکوں کی صحبت اختیار کرے گا تو نیک ہو جائے گا اگر نیک بدوں کی صحبت اختیار کرے گا تو بدکار ہو جائے گا جس کسی نے کچھ حاصل کیا وہ صحبت سے حاصل کیا جو نعمت حاصل ہوئی وہ نیکوں کے طفیل حاصل ہوئی۔

پھر اس کے متعلق فرمایا سلوک میں آیا ہے نیکوں کی صحبت نیک کام سے بہتر ہے اور بروں کی صحبت برے کام سے بری ہے۔

آپ نے فرمایا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو جب خلافت ملی تو ان کے عہد میں عراق فتح ہوا ایرانیوں کی طرف سے وہاں کا عامل ہرمزان تھا وہ قید ہو کر آیا اس نے مٹی کے پیالہ میں پینے کے لئے پانی منگوایا، تو کہا کہ مجھ سے عہد کرو کہ میں جب تک یہ پانی نہ پیوں مجھے قتل نہ کیا جائے آپ نے فرمایا میں اقرار کرتا ہوں اس پر اس نے کوزہ زمین پر دے مارا اور پانی بہہ گیا اور وہ اس ترکیب سے بچ گیا پھر اس نے کہا مجھے عراق کا کوئی ویران گاؤں دے دو تلاش پر پتہ چلا کوئی گاؤں ویران نہ ہے اس نے کہا اس کی یہی حالت رہنی چاہئے ورنہ قیامت کو جوابدہ ہو گے۔

پھر فرمایا شیخ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کی زبانی سنا ہے کہ لوگ اس وقت فقر کے مستحق ہوتے ہیں جب تک ان کے بائیں طرف کا فرشتہ سال تک کچھ نہ لکھے۔

پھر فرمایا اللہ تعالیٰ کے عارف ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے کچھ نہیں لیتے اس کے بعد فرمایا جس عارف میں تقویٰ ہے وہ گداگری کر کے محض حرام کھاتا ہے — ایک دن میں نے خواجہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی زبانی سنا کہ طریقت و محبت کے پیر سے پوچھا گیا محبت کا ثمر کیا ہے؟ فرمایا محبت کا ثمر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے سرور اور اشتیاق اس قدر ظاہر ہو جتنا اسے روا رکھے۔ لیکن جسے اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے وہ جنت میں اس کے نقاب کا خواہش مند ہوتا ہے۔

پھر خواجہ معین الدینؒ نے فرمایا کہ اہل محبت اور اہل سلوک اس بات میں ملتے

Marfat.com

جلتے ہیں کہ دونوں مطیع ہوتے ہیں اس لئے کہ کہیں دور نہ کر دیے جائیں۔

اس کے بعد فرمایا میں نے اپنے استاد مولانا شرف الدین جو صاحب شرع اسلام تھے ان کا ہاتھ کا لکھا دیکھا کہ ایک مرتبہ خواجہ شبلیؒ سے پوچھا کہ باوجود اس قدر اطاعت اور ریاضت کے جو تو کرتا ہے اور آگے بھیج چکا ہے اس قدر کیوں خائف ہے فرمایا دو چیزوں کے ڈر سے پہلا یہ کہیں یہ نہ کہہ دے کہ تو میرے لائق نہیں لہٰذا مجھے اپنی درگاہ سے دور نہ کر دے دوسرے کہ موت کے وقت ایمان سلامت لے جاؤں گا تو سمجھوں گا کہ میں نے کچھ کام کیا ہے ورنہ سمجھوں گا کہ سارے اعمال اور اطاعت کو ضائع کیا۔

پھر کہا ایک مرتبہ خواجہ شبلی رحمتہ اللہ علیہ سے ایک شخص نے محبت کے متعلق سوال کیا کہ بدبختی کی علامت کیا ہے؟ فرمایا نافرمانی کرنا اور قبولیت کی امید رکھنا۔ پھر پوچھا صارفوں میں اصل بات کون سی ہوتی ہے۔ فرمایا ہمیشہ خاموش رہنا اور غم و اندوہ میں رہنا کیونکہ اس سے عارفوں کی فضیلت ہوتی ہے۔

مزید فرمایا دنیا میں تین شخص سب سے عزیز ہیں پہلا عالم جو اپنے علم سے بات کے دوسرا طمع نہ رکھنے والا شخص تیسرا وہ عارف جو ہمیشہ دوست کی صفت کرے۔

اس کے بعد فرمایا ایک دفعہ خواجہ ذوالنونؒ مصری رحمتہ اللہ علیہ مکری مسجد میں مع اصحاب کے تشریف فرما تھے محبت کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ ایک صوفی نے سوال کیا کہ صوفی اور عارف کسے کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا صوفی اور عارف وہ ہیں۔ جن کے دل کدورت بشریت سے آزاد ہوں۔ دنیا اور حب دنیا سے صاف ہوں جب ان میں یہ اوصاف پائے جائیں گے تو وہ اعلیٰ درجہ پائیں گے تمام مخلوقات سے برگزیدہ کہلائیں گے وہ غیر دوست سے دور بھاگیں گے پھر وہ مالک ہو جائیں گے نہ کہ مملوک۔

پھر فرمایا تصوف رسم ہے نہ کہ علم اور یہ اہل محبت کے انفاس میں ہوتی ہے۔ مشائخ طبقات کا اخلاق یہی ہے مخلقوا باخلاق اللہ اس لئے کہ خلق سے باہر نکلنا نہ رسوم سے حاصل ہوتا ہے نہ علوم سے۔

بعد ازاں فرمایا عارف دنیا کا دشمن ہوتا ہے اور مولیٰ کا دوست۔ لہٰذا وہ دنیا سے

Marfat.com

بیزار ہوتا ہے اور اسے غل و غش اور حسد وغیرہ کی خبر نہیں ہوتی۔

اس کے بعد پوچھا کہ عارف کیوں زیادہ روتا رہتا ہے فرمایا ہاں! اس وقت تک روتا رہتا ہے جب تک راہ میں ہوتا ہے لیکن جب وہ حقائق قرب کو پہنچ جاتا ہے اور اسے وصال حاصل ہوتا ہے تو رونا بس ہو جاتا ہے — پھر فرمایا اللہ تعالیٰ کے ایسے عاشق بھی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کی دوستی نے خاموش کر رکھا ہے۔ اس وقت انہیں عالم موجودات کی کسی چیز کی خبر نہیں ہوتی۔

پھر فرمایا۔ جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی دوستی قائم ہو جائے اسے واجب ہے کہ دونوں جہاں کی خبر رکھے اگر ایسا نہ کرے تو عاشق صادق نہیں۔

ایک واقعہ بیان کیا کہ داؤد طائی رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھا کہ آنکھیں بند کئے جھونپڑے سے باہر آئے ایک درویش حاضر خدمت تھا اس نے سبب پوچھا فرمایا میں نے پنتالیس سال سے آنکھیں بند کی ہوئی ہیں تاکہ اللہ کے سوا کسی اور کو نہ دیکھوں اس لئے کہ یہ محبت نہیں کہ دوستی تو اللہ تعالیٰ سے کروں اور دیکھوں غیر کی طرف۔

پھر فرمایا کہ ایک بزرگ سے میں نے سنا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اولیاء کے اعمال کا مطالعہ کرو۔ ان کے آزاد ہونے کا سبب یہ ہو گا کہ اس نے اختیار کے پیچھے غیر کے دخل کو روا رکھا۔ اولیاء وہ ہیں جنہیں کسی کام میں اس کے سوا چین نہیں آتا۔

اس کے بعد کہا کہ خواجہ ابو سعید ابوالخیرؒ فرمایا کرتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنا دوست بنانا چاہتا ہے تو اپنی محبت اس پر غالب کرتا ہے۔ دوسری مرتبہ جب آدمی کی یہ حالت ہوتی ہے تو دوست اسے فردانیت کی سرائے میں لاتا ہے تاکہ باقی رہے۔

پھر فرمایا جب عارف حق تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس سے تعلق ہو جاتا ہے تو منزل قرب میں ساکن ہو جاتا ہے پھر اس سے پوچھا جاتا ہے تو کہاں ہے؟ اور کیا چاہتا ہے تو وہ اس کے سوا اور کوئی جواب نہیں دیتا کہ اللہ کے ساتھ۔

اس کے متعلق فرمایا کہ اگر افمن شرح اللہ صدرہ کی بابت پوچھیں کہ کیا

Marfat.com

ہے؟ تو کہنا چاہیے کہ جب عارف کی نگاہ عالم و حدانیت اور جلال ربوبیت پر پڑتی ہے تو نابینا ہو جاتا ہے تاکہ غیر کی طرف نہ دیکھ سکے۔

پھر ارشاد فرمایا ایک دفعہ میں کفارا کی طرف سفر کر رہا تھا وہاں ایک شخص کو دیکھا جو از حد یاد الٰہی میں مشغول تھا لیکن نابینا تھا۔ میں نے پوچھا نابینا کب سے ہوئے؟ جب میرا کام کمالیت کو پہنچ گیا' وحدانیت' جلال اور عظمت پر نگاہ پڑنی شروع ہوئی تو ایک روز بیٹھے بیٹھے میری نگاہ ایک غیر پر جا پڑی غیب سے آواز آئی۔ اے مدعی! دعویٰ تو تو ہماری محبت کا کرے اور دیکھے غیر کی طرف! جب یہ آواز آئی۔ ایسا شرمندہ ہوا کہ بات منہ سے نہیں نکل سکی اللہ رب العزت کی درگاہ میں دعا کی جو آنکھ غیر کے سوا کسی کو دیکھے اندھی ہو جائے ابھی یہ بات اچھی طرح کہہ نہ پایا تھا کہ دونوں آنکھوں سے اندھا ہو گیا۔

اس کے بعد فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور فرمایا کہ نماز ادا کر یعنی قیام کر' دل صحبت میں لگا اور جان نے منزل قرب میں آرام کیا اور سر وصل کو پہنچا آدم کو پیدا کرنے میں یہی مصلحت تھی۔

پھر فرمایا کہ ایک بزرگ صاحب طریقت جب سر سجدے میں رکھتا تو یہ دعا کرتا کہ قیامت کے دن مجھے نابینا اٹھا۔ سبب پوچھا تو کہا کہ جو شخص دوست کو دیکھتا ہے۔ مناسب نہیں کہ قیامت کے دن غیر کو دیکھے۔

پھر درویشی کے متعلق فرمایا کہ درویشی اس بات کا نام ہے کہ جو آئے اسے محروم نہ کیا جائے اگر بھوکا ہے تو کھانا کھلایا جائے۔ اگر ننگا ہے تو نفیس کپڑا پہنایا جائے۔ بہرحال اسے خالی نہیں جانے دینا چاہیے اس کا حال پوچھ کر دل جوئی ضرور کرنی چاہیے۔

اس کے بعد فرمایا شیخ عثمان ہارونیؒ اور ایک درویش سفر کر رہے تھے ہم نے شیخ بہاؤ الدین بختیار اوشیؒ کو از حد بزرگ پایا۔ آپ کی خانقاہ میں جو آتا خالی نہ جاتا۔ اگر ننگا ہوتا تو نفیس کپڑے اسے دیے جاتے ابھی دے کر فارغ نہ ہوتے تھے کہ اتنے اور آجاتے۔ آپ کی صحبت میں چند دن گذارے آپ کی پہلی نصیحت یہ تھی جو کچھ ملے اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہیے ایک پیسہ بھی پاس رکھنا نہیں چاہیے کہ اللہ سے

Marfat.com

دوستی ہو۔

پھر فرمایا۔ اے درویش جسے نعمت حاصل ہوئی اسی سے ہوئی۔ پھر ایک حکایت سنائی ایک درویش از حد مفلس تھا لیکن ان کی عادت تھی اگر کوئی چیز بطور فتوح آجاتی تو وہ اسے درویشوں میں بانٹ دیتا اور خود اللہ کے سہارے گھر میں گزارہ کرتا۔ ایک دن ایک مرد درویش صاحب ولایت ان کے پاس آیا اس نے پانی مانگا درویش گھر سے دو جو کی روٹیاں اور کوزہ پانی لے کر آیا کیونکہ ان کی بھوک غالب تھی روٹی کھا کر پانی پیا۔ ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر کہنے لگے درویش تو نے اپنا کام کیا ہمیں بھی اپنا کام کرنا چاہئے ایک نے کہا اسے دنیا دینی چاہئے دوسرے نے کہا یہ دنیا کے سبب گمراہی میں پڑ جائے گا جواب دیا درویش بخشنے والے ہوتے ہیں انہی کے بدلے آخرت دی۔ پھر وہ درویش ایسا کامل ہوا کہ اس کے باورچی خانہ میں کثیر طعام ہوتا جو مخلوق کو کھلایا جاتا۔

اس کے بعد فرمایا راہ محبت میں عاشق وہ ہوتا ہے جو دونوں جہاں سے دل کو قطع کرے ــــ محبت کے چار معنی ہیں پہلے ذکر الٰہی' دل و جان سے خوش رہنا دوسرے ذکر حق کو بلند کرنا تیسری علائق دنیاوی سے قطع تعلق کرنا۔ چوتھے اپنی اور اس کے سوا سب کی حالت پہ رونا۔ قرآن مجید میں ہے۔

قل ان کان اباؤکم و ابناؤکم واخوانکم وازواجکم ... الخ محبوب کی صفت یہ ہے کہ ان کی محبت پر بہ معنی ایثار ہوں بعد ازاں چار منزلیں محبت علم' حیا اور تعظیم کی طے کریں۔

پھر فرمایا کہ محبت میں صادق وہ ہے کہ والد اور خویش و اقربا سے قطع تعلق کر کے اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق پیدا کرے۔ محب وہ شخص کہ کلام الٰہی کے حکم پر چلے اور دوستی حق میں صادق ہو۔

پھر فرمایا عاشقوں کا ایثار عاشق' بے نیازی اور محبوں کا ایثار آرزو نہ کرنا ہے ــــ ایک دفعہ رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا؟ عارف کون ہے؟ فرمایا جو دنیا سے روگردانی کرے اور جو کچھ اس کے پاس ہو اسے اللہ کی راہ میں خرچ کردے۔

بعد ازاں فرمایا۔ عارفوں کی خصلت محبت میں اخلاص کرنا ہے ــــ دنیا میں سب

Marfat.com

سے عمدہ بات یہ ہے کہ درویش درویش کے ساتھ مل بیٹھے اور جو کچھ دل میں ہو ایک دوسرے سے بیان کرے اور صاف صاف کہہ دے۔ سب سے بری چیز یہ ہے کہ درویش درویش سے جدا رہے اگر ایسی صورت ہے تو معرفت سے خالی ہے۔

اس کے بعد پھر فرمایا اللہ سے دوستی اس سے پیدا ہوتی ہے کہ جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ دشمن جانتا ہے ان سے دشمنی کی جائے مثلاً" دنیا اور نفس — اس کے بعد فرمایا۔ عارف محبت میں کب کامل ہوتا ہے؟ اس وقت جب گفتگو بیچ سے اٹھ جائے ایسا ہو جائے کہ یاد دوست رہے یا وہ۔

آپ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا عارفوں میں صادق وہ ہے جس کی ملکیت میں کوئی چیز نہ ہو اور نہ ہی وہ کسی کی ملکیت ہو۔

پھر یہ واقعہ بیان فرمایا کہ ایک دفعہ خواجہ سمنون محب رحمتہ اللہ علیہ محبت کے بارے میں گفتگو فرما رہے تھے ایک پرندہ آپ کے سر پر بیٹھا چند مرتبہ چونچ مار کر ہاتھ پر بیٹھا پھر بغل میں پھر زمین پر چند مرتبہ چونچ ماری چونچ سے خون جاری ہوا پھر گر کر جان دے دی۔

اس پر خواجہ صاحب نے اپنا کلام ختم کیا میں اور لوگ واپس چلے آئے الحمدللہ علیٰ ذالک۔

Marfat.com

مجلس ــ ۱۱ ــ

بروز بدھ قدم بوسی کی سعادت نصیب ہوئی مولانا بہاؤ الدین صاحب تفسیر، شیخ اوحد کرمانی اور چند درویش حاضر خدمت تھے۔ عارفوں کے توکل کے متعلق بات شروع ہوئی حضرت خواجہ معین الدینؒ میرے مرشد پاک نے فرمایا کہ عارفوں کا توکل یہ ہے کہ ان کا توکل ماسوا اللہ کے کسی پر نہ ہو اور نہ ہی کسی چیز کی طرف توجہ کریں۔

اس کے بعد فرمایا متوکل حقیقت میں وہ ہے جو خلقت کی مدد اور تکلیف کی حکایت اور شکایت نہ کرے۔

پھر فرمایا جرائیل علیہ السلام نے ابراہیمؑ خلیل اللہ سے کہا کیا تجھے کچھ ضرورت ہے؟ فرمایا تجھ سے نہیں۔ اس لئے کہ آپ اپنے نفس سے غائب تھے لیکن اللہ تعالیٰ سے باطنی حضور حاصل تھا۔

پھر اس کے بعد فرمایا کہ اہل توکل پر تجلیات شوق میں ایک ایسا وقت آتا ہے کہ اگر اس وقت انہیں ذرہ ذرہ کر دیا جائے یا تلوار سے زخمی کیا جائے یا کسی طرح رنج و الم پہنچایا جائے تو انہیں مطلق خبر نہیں ہوتی۔

پھر فرمایا کہ عارف کا توکل حق پر اس قسم کا ہوتا ہے کہ وہ عالم سکر میں متحیر رہتا ہے — خواجہ جنید رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ عارف کون ہے؟ فرمایا! جو تین چیزوں علم، عمل اور خلوت سے قطع تعلق رکھے جب عصیٰ آدم کی آواز آئی تو سونے چاندی کے سوا باقی سب چیزیں آدم علیہ السلام کی حالت پر روئیں۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا تم کیوں نہیں روئے۔ عرض کی جو تیرا نافرمانبردار ہے اس کی حالت پر ہم نہیں روئیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے عزت و جلال کی قسم! تمہاری قیمت اور جو کچھ تم میں ہے ان پر ظاہر کروں گا اور اس کی اولاد کو تمہارا خادم بناؤں گا۔

پھر فرمایا کہ جب محب مملکت کا دعویٰ کرے تو محبت کے درجے سے گر جاتا ہے اس کے بعد اس موقعہ کے مناسب حال فرمایا کہ محبت وفا کا دعویٰ ہے مع وصال اور حرمت باطل یعنی فقر کا مشاہدہ ایسا محب ہے جو فریضہ نمازوں میں اپنے نفس کلن اور سر کا خیال رکھے۔

Marfat.com

اس کے بعد فرمایا کہ ایک دفعہ خواجہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ محبت کی رضا کیا ہے؟ فرمایا اگر ساتوں دوزخ مع عظمت وہیبت ان کے دائیں ہاتھ پر رکھ دیے جائیں تو یہ نہ کہے کہ بائیں ہاتھ پر رکھ دو۔

اس کے بعد فرمایا کہ سب سے پہلے جو چیز انسانوں پر فرض ٹھہرائی گئی وہ معرفت تھی۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ جنوں اور انسانوں کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے — اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے بعض چیزوں کو بعض چیزوں میں پوشیدہ کیا ہے۔

بعد میں فرمایا کہ اسرار اولیاء کی محبت میں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ جب محبوں کو اپنے انوار سے زندہ کرے گا تو انہیں وہ رویئت نصیحت ہو گی جو ختم رسل صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی۔ چونکہ اللہ تعالیٰ بے زبان' بے جان' بے مکان اور بے جہت ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے اوصاف سے متصف ہوئے۔

اس کے بعد فرمایا اور حشر آمنا و صدقنا عاشقوں کو صادق محب بنا دے گا۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ ان عاشقوں میں سے کوئی عاشق محبت کا دعویٰ تو کرے۔ لیکن صادق و ثابت نہ ہو تو وہ شرمندہ ہو گا لہٰذا وہ اپنا منہ محبوں میں نہیں دکھا سکے گا پھر آواز آئے گی کہ عاشق صادق نہ تھا اسے عاشقوں سے نکال دو۔

بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ اہل محبت وہ لوگ ہیں جو صرف دوست کی بات سنتے ہیں الحدیث عن قلبی ربی یعنی عاشقوں کا دل صرف حق تعالیٰ کی بات سنتا ہے۔

پھر فرمایا جب صاحب محبت مرجاتا ہے تو اسے جلدی بخش دیا جاتا ہے — ایک درویش کو جنگل میں دیکھا کہ مرگیا ہے اور ہنس رہا ہے کہا تو تو مرگیا ہے کیوں ہنستا ہے کہا کہ اللہ کی محبت کی مرضی ہی ایسی تھی — اسی موقعہ کے مناسب فرمایا دل وہ ہے جو اپنے حال سے فانی ہو اور مشاہدہ دوست میں باقی ہو' اللہ تعالیٰ اس کے اعمال پر غالب ہو اور اس کا اپنے آپ پر کچھ اعتبار نہ ہو اور عرش تک اسے قرار نہ ہو۔

بعد ازاں فرمایا ایک روز مالک دینار رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی ملازمت کرنا کیسا ہے؟ فرمایا جو اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی ملازمت کرتا ہے وہ

Marfat.com

ضرور واصل بن جاتا ہے۔

پھر فرمایا رابعہ بصری رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کہ سب سے اعلیٰ عمل کونسا ہے؟ فرمایا اپنے اوقات کو یاد الٰہی میں بسر کرنا جو شخص بزرگی کا دعویٰ کرے اور اس میں مراد پائی جائے تو سمجھو وہ جھوٹا ہے دعویٰ محبت میں مردود وہ شخص ہے جو اپنی مراد سے درگزر کرے اور مراد حق اختیار کرے۔ وہ اس وقت اللہ کا دوست کہلانے کا مستحق ہوتا ہے اگر اس وقت اللہ تعالیٰ اسے دوست کہے تو بندگی کا جواب کہے اس لئے کہ اہل محبت کا نہ نام ہوتا ہے نہ جواب نہ رسم۔

اس کے بعد فرمایا میں نے شیخ الاسلام خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کی زبانی سنا کہ اہل عشق دوست کے سوا غیر کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اس لئے کہ جو بغیر دوست خوش ہوتا ہے تو اسے ہر قسم کا اندوہ لاحق ہوتا ہے۔ دوست کی خدمت سے اسے انس نہیں بلکہ اسے سب سے وحشت آتی ہے جو دوست دل نہیں لگاتا وہ پریشان در پریشان ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ عارف وہ شخص ہوتا ہے جو صبح اٹھے تو رات کی بابت اسے یاد نہ ہو۔

پھر آب دیدہ ہو کر فرمانے لگے۔ اے غافل اس سفر کے لئے توشہ تو تیار کر جو تجھے درپیش ہے یعنی موت۔ اس کے بعد فرمایا کہ اہل محبت کا وہ گروہ ہے کہ ان کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا۔

پھر فرمایا محبت میں عارف وہ شخص ہے جسے کوئی شے عجیب معلوم نہ ہو کیونکہ تسلیم دعویٰ صرف ایک چیز میں نہیں ہوتا جب کہ ہاتھ سے دیا جا چکے۔

بعد ازاں فرمایا سب سے عمدہ وقت وہ ہے جب دل میں کوئی وسوسہ اور خیال نہ ہو اور لوگوں سے رہائی حاصل ہو — جسے محبت دی گئی ہے اسے فقیری وحشت دی گئی ہے تاکہ دنیا پر فریفتہ نہ ہو۔

پھر فرمایا۔ عارف کہتے ہیں کہ یقین بمنزلہ نور ہے جس سے انسان منور ہو جاتا ہے پھر وہ محبوں اور متقیوں کا مقام حاصل کر لیتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ آدمی کی اصل پانی اور خاک ہے جس پر پانی غالب ہے اگر وہ

Marfat.com

لطیف اور ریاضت سے جمال کے دیکھنے کو خود پسندی سے کام لے اس کے لئے مقصود حاصل کرنا محال ہے۔ جس پر خاک غالب ہو وہ سختی کے وقت، وہ تیک پایا جاتا ہے تاکہ کسی کے لائق ہو جائے۔

پھر فرمایا جب اللہ نے بادل پیدا کرنا چاہا کہ ہر قسم کا رنگ ہو اور ہر قسم کا مزا' جب رنگوں کو ملایا گیا تو اس سے پانی کا رنگ بنا۔ جب سب مزوں کو ملایا تو پانی کا ذائقہ ہو گیا۔ اس کے پینے سے زندگی کی نمود پاتے ہیں لیکن اس کی لذت کی خبر نہیں ہر ایک چیز پانی کی بدولت زندہ ہے۔

اس کے بعد ایک درویش سے پوچھا مجنوں کون؟ فرمایا جو آغاز عشق میں ناچیز ہو جائے اور دوسرے اور تیسرے درجے میں گم ہو جائے۔ پوچھا فنا اور بقا کیا ہے؟ فرمایا بقا بقائے حق ہے اور فنا فنائے نفس۔ پوچھا تجرید کیا ہے؟ فرمایا صفات محبوب کا ذہن نشین کرنا جو مجھ سے محبت کرتا ہے میں اس کے لئے کان اور آنکھ بن جاتا ہوں۔

پھر فرمایا میں نے ملتان میں ایک بزرگ سے سنا کہ اہل محبت کی توبہ تین قسم کی ہوتی ہے اول ندامت دوسرے گناہوں کا چھوڑ دینا تیسرے اپنے تئیں ظلم اور جھگڑے سے پاک رکھنا۔

اس کے بعد فرمایا کہ علم ایک ایسی چیز ہے جو محیط ہے معرفت اس کی ایک چیز ہے پس اللہ کہاں اور بندہ کہاں۔ علم اللہ کو ہی ہے معرفت دونوں کی۔

پھر فرمایا جب تک عارف کے سر خالص نہیں ہوتے اس کا کوئی فعل صاف نہیں ہوتا۔ پھر فرمایا۔ جس کو تو درست رکھے گا اس کے سر پر بلا برسائے گا۔

مزید فرمایا۔ توبتہ النصوح تین باتیں ہیں — اول کم کھانا روزے کے لئے۔ دوسرے کم سونا اطاعت کے لئے — تیسرے کم بولنا دعا کے لئے — پہلے سے خوف دوسرے اور تیسرے سے محبت پیدا ہوتی ہے پس خوف کے ضمن میں گناہ کا ترک ہے تاکہ آگ سے نجات حاصل ہو اور اطاعت اس لئے کہ جنت میں جگہ ملے اور ابدی زندگی حاصل کر سکے اور محبت کے ضمن میں فکروں کا اجتہاد کرنا ہے اس لئے کہ رضائے الٰہی حاصل ہو فرمایا محبت میں عارف وہ ہے جو ذکر کے سوا کسی کو دوست نہ

Marfat.com

رکھے۔

اس کے بعد آپ نے آب دیدہ ہو کر فرمایا کہ اب میں وہاں کا سفر کرتا ہوں جہاں میرا مدفن ہو گا یعنی اجمیر جاتا ہوں۔ ان دنوں اجمیر ہندوؤں سے بھرپور تھا اور وہاں اسلام نہ تھا جب خواجہ صاحب کا قدم مبارک وہاں پہنچا تو اس قدر اسلام کا بول بالا ہوا جس کی کوئی حد نہیں الحمدللہ علیٰ ذالک۔

Marfat.com

مجلس ــــ ۱۲ ــــ

حضور خواجہ جمعرات کو حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ یہ آخری مجلس تھی اجمیر کی جامع مسجد میں درویش عزیز اہل صفا اور مرید حاضر خدمت تھے۔ بات عزرائیلؑ کے متعلق شروع ہوئی آپ نے اپنی زبان سے ارشاد فرمایا کہ ملک الموت کے بغیر دنیا کی قیمت جو بھر کی نہیں۔ پوچھا کیوں؟ اس لئے کہ حدیث ہی ہے الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب۔ موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے ملاقات کراتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا دوست وہ ہے جو دل سے یاد کرے اس لئے کہ دل یار کے لئے پیدا کئے گئے ہیں خاص کر عرش کے گرد طواف کریں۔ جیسا کہ اللہ رب العزت فرماتا ہے۔

"اے میرے بندے! جب میرا ذکر تجھ پر غالب آجائے گا تو میں تیرا عاشق ہو جاؤں گا یعنی تیرا محب"۔

پھر فرمایا۔ عارف مانند آفتاب ہوتا ہے جو سارے جہاں کو روشن کرتا ہے۔ جس کی روشنی سے کوئی چیز خالی نہیں رہتی۔

اس کے بعد آپ آب دیدہ ہو کر فرمانے لگے۔ ہمیں اس جگہ لایا گیا ہے جہاں ہمارا مدفن ہے۔ ہم چند روز بعد اس دنیا سے سفر کر جائیں گے۔ شیخ علی نجزیؒ حاضر تھے۔ انہیں حکم ملا مثال لکھو اور شیخ قطب الدین بختیار کاکی کو دینا تاکہ دہلی آجائیں کیونکہ خلافت ہم نے انہیں عطا فرمائی ہے اور وہی ان کا مقام ہے۔

اس کے بعد جب مثالی ختم ہوئی تو مجھے دی میں آداب بجا لایا حکم ہوا نزدیک آؤ! جب میں نزدیک ہوا تو دستار اور کلاہ میرے سر پر رکھی اور شیخ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کا عصا دیا اور زرہ پہنائی' قرآن مجید اور مصلیٰ بھی عنایت فرمایا اور فرمایا یہ تبرکات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارے خواجگان چشت کو بطور امانت ملے ہیں ہم نے تجھے عطا کئے ہیں جس طرح انہوں نے ہم تک یہ امانت پہنچائی ہے تم بھی آگے پہنچا دینا اور اس کا حق ادا کرنا تاکہ قیامت کے دن ہم خواجگان کے روبرو شرمندہ نہ ہوں میں آداب بجالایا اور خواجہ صاحب نے دوگانہ ادا کر کے فرمایا۔ جا تجھے اللہ کے سپرد کیا اور

Marfat.com

تجھے منزل گاہ تک عزت سے پہنچایا۔

اس کے بعد فرمایا کہ چار چیزیں نہایت نفیس گوہر ہیں۔ ایک وہ درویش جو اپنے تئیں دولتمند ظاہر کرے دوسرے بھوکا جو اپنے آپ کو پیٹ بھرا ظاہر کرے تیسرا غمناک جو اپنے آپ کو خوش ظاہر کرے چوتھا جس سے دشمنی ہو اسے دوست دکھائی دے۔

پھر فرمایا اہل محبت کا مرتبہ ایسا ہے کہ اگر اس سے پوچھیں کہ تو نے رات کی نماز ادا کی تھی کہہ دے مجھے فرصت نہیں۔ ہم ملک الموت کے ارد گرد گھومتے ہیں جہاں وہ جاتا ہے اسے وہیں پکڑتے ہیں۔

خواجہ صاحب یہی فوائد بیان کر رہے تھے میں نے چاہا قدم بوسی کر کے اجازت چاہوں۔ آپ روشن ضمیر تھے فوراً" معلوم کر لیا فرمایا۔ نزدیک آ۔ میں نے اٹھ کر سر قدموں میں رکھ دیا فاتحہ پڑھ کر فرمایا غم نہ کرو! مردہ نہ بنو! میں آداب بجا لا کر واپس آیا جب دہلی پہنچا تو تمام امام اور اہل اصفیا میرے پاس دہلی آئے ابھی چالیس دن ہی ہوئے تھے کہ خبر پہنچی میری روانگی کے بیس روز بعد حضرت خواجہ اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔ اس رات دل خراب مصلی پر بیٹھ کر سو گیا دیکھا کہ خواجہ صاحب سر زمین عرش میں کھڑے ہیں میں نے سر قدموں میں رکھ دیا احوال پوچھا فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔ فرشتوں اور ساکنان عرش کے پاس جگہ دی میں یہیں رہوں گا۔

الحمد للہ علی ذلک۔

Marfat.com

ملفوظات

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی

رحمۃ اللہ علیہ

فوائد السالکین

مرتبہ

فریدالدین مسعود گنج شکر

مترجم

عنصر صابری

پروگریسو بکس

یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ

اردو بازار لاہور ☎ 7352795

Marfat.com

Marfat.com

من باؔ دامن معین الدینؒ حسن دست زدم

Marfat.com

خواجہ من مرشد من؛ دین من ایمان
من بہ قربانت شوم اے یوسف کنعان

Marfat.com

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشیؒ

محبوب حق خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کے والد ماجد کا اسم گرامی کمال الدین احمد بن موسیٰؒ ہے آپ قصبہ اوش کے رہنے والے ہیں جو ماورالنہر میں ہے بعض کے نزدیک اوش دیار فرغانہ میں ہے۔ آپ حضرت خواجہ معین چشتی اجمیریؒ کے خلیفہ اعظم ہیں۔ آپ مقام ترک و تجرید میں راسخ القدم' ریاضات و مجاہدات میں بے نظیر' حقائق و معارف بیان کرنے میں باہمت' استغراق' فنائے احدیت میں آپ تمام مشائخ میں ممتاز تھے۔

آپ کی پیدائش قصبہ اوش میں ہوئی۔ ڈیڑھ سال کی عمر میں آپ کے والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ آپ کی والدہ ماجدہ جو نہایت صالح تھیں انہوں نے پرورش فرمائی آپ پانچ سال کے ہوئے تو آپ کا ہمسایہ بغرض تعلیم شیخ ابا حفصؒ لے کے پاس گیا جو ایک مرد کامل تھے۔ جب ہمسایہ آپ کو چھوڑ کر چلا گیا تو استاد نے قرآن حکیم پڑھانے کے لئے ابتدا کی تو آپ نے قرآن حکیم کے چھ پارے زبانی سنا دیے پوچھا بیٹے یہ کیسے یاد ہوئے فرمایا میں جب شکم مادر میں تھا تو میری والدہ روزانہ چکی پیستے چھ پارے تلاوت کیا کرتی تھیں لہٰذا یاد ہو گئے' یعنی آپ مادر زاد پیدائش ولی تھے۔

مولانا ابو حفص سے تعلیم حاصل کر کے خواجہ قطب الدین بختیارؒ تہذیب الاخلاق ظاہری باطنی آداب شریعت و طریقت سے آراستہ ہو گئے آپ کا ظاہر و باطن اس قدر صاف ہوا کہ آپ ایک ساعت بھی ریاضت اور مجاہدہ کے بغیر نہ رہ سکتے تھے۔ آپ ہر روز ڈھائی سو رکعت نماز خضوع اور خشوع سے ادا کرتے تھے۔

بغداد شہر میں مسجد امام ابوالیثؒ کے اندر شیخ شہاب الدین سہروردی' اوحد بن کرمانی "شیخ برہان الدین چشتیؒ اور شیخ محمود اصفہانیؒ کی موجودگی میں خواجہ معین الدین چشتیؒ کے دست حق پر بیعت ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر اٹھارہ سال تھی بیس سال کی عمر میں سلوک تمام کر لیا اور خرقہ خلافت حاصل کر کے مسند ارشاد پر فائز ہوئے۔

آپ کا معمول تھا کہ تین ہزار مرتبہ درود رات کو سونے سے قبل پڑھا کرتے

Marfat.com

تھے۔ جب اوش میں آپ کی شادی ہوئی تو تین رات درود قضا ہو گیا۔ آپ کے مرید احمد رئیس نامی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی آپؐ نے اسے فرمایا کہ بختیار کاکی کو کہنا کہ تم جو ہر رات مجھے تحفہ بھیجتے تھے مل جاتا تھا لیکن تین رات سے نہیں ملا۔ نیند سے بیدار ہونے کے بعد انہوں نے حضورؐ کا پیغام جناب بختیار کاکی اولیاؒ کو پہنچایا آپ بیوی سے علیحدگی اختیار کر کے ملتان چلے آئے۔

شیخ بہاؤ الدین زکریاؒ ملتانی سے آپ کا گہرا تعلق تھا ان دنوں شیخ جلال الدین تبریزیؒ بھی ملتان میں تھے۔ ان دنوں کفار نے ملتان پر چڑھائی کی والئے ملتان قباچہ بیگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا صورت حال بیان کی آپ نے ایک تیر قباچہ بیگ کے ہاتھ میں تھما کر کہا کہ کفار کی طرف پھینکو۔ اس کے بعد جب صبح ہوئی تو کفار کے لشکر کا کہیں نام و نشان نہ تھا۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی آپ سے ملاقات ملتان میں ہی ہوئی تھی۔

اس کے بعد آپ دہلی چلے آئے فرید الدین مسعود گنج شکرؒ بھی ہمراہ تھے حضرت خواجہ معین الدینؒ دہلی میں جلوہ افروز ہوئے انہوں نے فریدؒ کو دیکھ کر فرمایا۔ قطب الدین تم نے ایسا شہباز عظیم قید کر رکھا ہے جو سدرۃ المنتہا کے سوا کسی اور جگہ آشیانہ نہیں بناتا یہ فرید کی شمع درویشوں کے خاندان کو منور کرے گی۔ جناب قطب الدین بختیار کاکی اولیاؒ نے عرض کی آپ اسے عطا فرمائیں جناب خواجہ نے فرمایا بختیار یہ تمہارا مرید ہے اس پر جناب خواجہؒ اور قطب الدین بختیارؒ نے فرید الدین مسعودؒ کو درمیان میں لے کر سلوک کی منازل طے کروا کر کمال کو پہنچایا۔

حضرت خواجہ معین الدینؒ نے دہلی سے روانگی کے وقت قطب الدین بختیار کاکیؒ کو ہمراہ اجمیر لے جانے کا ارادہ فرمایا تو اہل دہلی تڑپ اٹھے حتیٰ کہ سلطان التمش بھی آپ کے پیچھے جا رہا تھا خلقت آپ کے پاؤں کی مٹی اٹھا کر پیشانی پر ملتی خلقت کا حال دیکھ کر جناب خواجہؒ نے ان کی درخواست کو شرف قبولیت بخش کر جناب قطب الدین بختیارؒ کو دہلی میں مستقل قیام فرمانے کا حکم دے دیا۔

جناب قطب الدین بختیار کاکیؒ کے دہلی میں قیام کی خوشی میں خلقت کے فائدے

Marfat.com

کے لئے سلطان التمش نے ایک حوض تعمیر کرنے کا ارادہ کیا۔ رات کو خواب میں دیکھا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایک مقام پر گھوڑے پر سوار کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اے شمس الدین اگر تو چاہتا ہے کہ حوض بنائے اور خلقت فیض یاب ہو تو اس جگہ بنا جہاں ہم کھڑے ہیں جب التمش بیدار ہوا تو وہ جگہ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے معلوم نہ کر سکا۔ حیران ہوا کہ کیا کیا جائے بالآخر اپنا ایک آدمی جناب قطب الدین بختیارؒ کی خدمت میں بھیجا آپ تشریف لائے تو سلطان نے حقیقت بیان کی آپ نے فرمایا ہم اس جگہ جا رہے ہیں جہاں آپؐ کھڑے تھے وہاں پہنچ کر جناب قطب الدین بختیارؒ دوگانہ ادا کرنے لگے جب سلطان پہنچا تو وہاں حضورؐ کے گھوڑے کے سم کے نشان موجود تھے سلطان نے وہاں چھوٹا سا گنبد اور تالاب تعمیر کروا دیا۔

جناب بختیار کاکی اولیاء رحمتہ اللہ علیہ ضرورت کے لئے ہمسایہ سے قرض لے لیا کرتے تھے ایک دن ہمسایہ کی عورت نے کہا کہ اگر ہم نہ ہوں تو تمہارا کام کیسے چلے آپ کی زوجہ نے آپ پر ہمسائی کے الفاظ ظاہر کر دیے۔ اس پر آپ نے فرمایا بسم اللہ پڑھ کر طاق میں ہاتھ ڈال لیا کرو اور حسب ضرورت کاک گرم روٹی نکال کر لیا کرو آپ کی زوجہ کا یہ معمول بن گیا تو ظاہر ہونے پر آپ کا نام کاکی مشہور ہو گیا۔

بابا فریدؒ نے آپ کی قدم بوسی کر کے ہانسی جانے کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا جاؤ تقدیر میں یہی لکھا ہے تم میرے آخری سفر کے وقت حاضر نہ ہو سکو گے اس وقت آپ نے تمام دوستوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ فرید کے لئے مزید نعمتوں کے لئے سورہ فاتحہ اور اخلاص پڑھو سب نے تعمیل کی اس کے بعد آپ نے مصلےٰ اور عصا فرما کر کہا دوگانہ پڑھو میں نے تعمیل کی آپ نے فرمایا میں تیری امانت یعنی سجادہ اور دستار خرقہ اور نعلین قاضی حمید الدین ناگوری کے سپرد کروں گا میرے انتقال کے بعد ان سے لے لینا اور حق ادا کرنا۔ اے فرید تو میرا دنیا اور آخرت میں دوست ہے حق ادا کرنا۔ آپ دنیا سے سفر کر گئے اور ایسا ہی ہوا۔ جو آپ نے فرمایا تھا= دعاگو۔ عنصر صابری

Marfat.com

مجلس ۔۔ ا ۔۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ علیٰ رسولہ محمد و آلہ اجمعین۔

یہ امر واضح رہے کہ یہ ابرار الٰہی کا سلوک اور لا انتہا انوار کے فوائد سلطان المشائخ حقیقت کی دلیل شیخ بزرگ، امام الاتقیا و امام الجان چراغ اولیا، سرتاج صوفیا، قطب الحق والدین۔ حضرت قطب الدین بختیار اوشی اللہ تعالیٰ ان کے تقویٰ اور ذات مبارک کو ہمیشہ رکھے آپ کی زبان گوہر بار سے جو الفاظ سنے ہیں لکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس مجموعہ میں سالکین کے فوائد لکھے جائیں گے۔ بعد اس کے یہ فقیر مسعود اجودھنی جو درویشوں کا غلام اور ان کی خاک پا ہے یوں عرض کرتا ہے۔ جب دو رمضان ۵۸۴ھ کو پابوسی کا شرف حاصل ہوا تو اسی وقت ترکی کلاہ چار پارچہ جو آپ پہنے ہوتے تھے اس دعاگو کے سر پر رکھی اور نہایت شفقت سے پیش آئے۔

اس وقت قاضی حمید الدین ناگوری اور مولانا شمس الدین ترک، خواجہ محمود مولانا علاء الدین کرمانی، سید نور الدین غزنوی، شیخ نظام الدین ابوالمعید اور کئی بزرگ حاضر خدمت تھے ۔۔۔ اولیاء کی کشف و کرامت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی خواجہ قطب الاسلام نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ شیخ اس قدر دل کی قوت کا مالک اور روشن ضمیر ہو کہ جب کوئی بیعت کے لئے آئے تو اس پر واجب ہے کہ اپنی قوت باطنی سے اس شخص کے سینے کو جو زنگار دنیاوی آلائشوں سے آلودہ ہو کر لگ گیا ہے اسے دور کر کے صیقل کرے۔ اس لئے کہ کھوٹ، دغا فریب، حسد، برائی اور دنیا کی آلائشوں سے کدورت اس کے سینہ میں نہ رہے بعد ازاں اس کا ہاتھ پکڑ کر معرفت کے اسرار سے واقف کر دے۔ اگر پیر کو اس قدر قوت حاصل نہ ہو تو جان لو! کہ پیر اور مرید دونوں گمراہی کے جنگل میں سرگرداں رہیں گے۔

اس موقعہ پر آپ نے فرمایا کہ کتاب اسرار العارفین میں خواجہ شبلی رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

لکھتے ہیں ایک مرتبہ میں بدخشاں کی طرف سفر کر رہا تھا۔ میں نے ایک کمال صفت بزرگ کو دیکھا۔ میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے کہا بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا۔ افطار کے وقت از غیب اس کے پاس جو کی دو روٹیاں آئیں ایک وہ مجھے دے دیتے۔ ایک دن اس نے والئی بدخشاں کو کہا اس کے لئے چند خانقاہیں تعمیر کرائے اسس کے حکم کی تعمیل کی گئی تب اس نے فرمایا ہر روز اس کے پاس ایک غلام خرید کر لایا جائے۔ جب غلام خرید کر لایا جاتا تو وہ اسے اپنے سجادہ پر بٹھا دیتے اور کہتے میں نے اسے اللہ سے ملا دیا۔ وہ پانی پر چل سکتے تھے اور جس شخص کو دعا دیتے وہ پوری ہو جاتی۔ خواجہ شبلیؒ فرماتے ہیں مجھے ان کی کرامات دیکھ کر حیرانی ہوتی!

سجادے پر بیٹھنا اور بیعت کرنا اس کے لئے مناسب ہے جو دوسرے کو صاحب سجادہ کر سکے۔ جس میں ولایت کی قوت نہ ہو وہ شیخ نہیں ہوتا بلکہ اہل سلوک کے نزدیک وہ محض دروغ گو ہے۔

اس کے مناسب حال جناب بختیار کاکی اولیاؒ نے فرمایا کہ اہل سلوک اپنی خصلتوں کے بارے میں لکھتے ہیں کہ آدمی کی کمالیت ان چار چیزوں میں ہے کم کھانا، کم سونا، کم بولنا اور خلقت سے کم ملاپ رکھنا۔

پھر فرمایا۔ غزنوی میں ایک درویش جو ہر روز تجرید میں صبر کرتا۔ اگر دن کے وقت کوئی چیز زائد اسے مل جاتی تو رات تک ایک پیسہ بھی پاس نہ رکھتا تھا جو کوئی اس کے پاس آتا محروم نہ رہتا بھوکے کو کھانا کھلاتا ننگا آتا تو اسے کپڑے پہناتا خواہ تن سے اتارنے پڑیں وہ درویش اور دعا گو ایک ہی جگہ اکٹھے رہتے۔ اس کو میں نے کہتے سنا چالیس سال اطاعت اور مجاہدے میں صرف کئے لیکن کوئی روشنی اپنے آپ میں نہ پائی جب میں نے چار مذکورہ بالا چیزیں اختیار کیں تب سے اس قدر روشنی ہوئی کہ اگر کسی وقت آسمان کی طرف دیکھتا ہوں تو عرش عظیم تک کوئی پردہ نہیں رہتا اگر زمیں کی طرف دیکھتا ہوں تو تحت الثریٰ تک سب دکھائی دیتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ تیس سال سے زبان بند کئے ہوئے ہوں پھر مجھے مخاطب کر کے فرمایا اے درویش! جب تک کم نہ بولے گا اور لوگوں سے میل ملاپ کم نہ کرے گا

Marfat.com

درویشی کا جوہر تجھ میں پیدا نہ ہو گا۔ درویش کا گروہ وہ ہے جس نے نیند اپنے لئے حرام کی' زبان گونگی بنا لی عمدہ کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا۔ لوگوں کے ملاپ کو زہریلے سانپ کا زہر قرار دیا تب قرب الٰہی حاصل ہوا۔

بعد ازاں فرمایا کہ اگر درویش عمدہ لباس خلقت کے دکھاوے کو پہنے تو سمجھ لو کہ وہ درویش نہیں ہے بلکہ راہ کا رہزن ہے۔ جو درویش نفس کی خواہش کے مطابق عمدہ کھانا پیٹ بھر کر کھائے تو یقین جانو وہ بھی راہ سلوک میں دروغ گو' جھوٹا اور خود پرستی کا مدعی ہے۔ نیز وہ درویش جو دولت مندوں کی ہم نشینی اختیار کرتا ہے اسے درویش نہ خیال کرو بلکہ وہ طریقت کا مرتد ہے۔ جو درویش نفسانی خواہش کے مطابق خوب دل کھول کر سوتا ہے تو یقین کر لو اس میں درویشی کی کوئی نعمت نہ ہے۔

فرمایا ایک روز سیر دریا کر رہا تھا میں نے مالدار درویش کو دیکھا ساتھ ہی اسے مجاہدے میں اس قدر دیکھا کہ اس کا وجود ہڈیوں کا ڈھانچہ تھا اس درویش کی عادت تھی نماز ظہر کے بعد سجادہ پر بیٹھتا اس کا لنگر اڑھائی من روزانہ تیار ہوتا عصر تک جو کوئی آتا کھاتا جب طعام ختم ہو جاتا تو مسکین آتا تو اسے مصلے کے نیچے ہاتھ ڈال کر اس کے نصیب کے مطابق عطا کرتا۔ میں اس کی خدمت میں رہا افطار کے وقت از غیب چار کھجوریں آجاتیں دو وہ مجھے عطا کرتا اس کے بعد کہتا جب تک درویش کم نہ کھائے' کم نہ سوئے' کم نہ بولے اور لوگوں سے ملاقات ترک نہ کرے کسی مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔

پھر فرمایا حضرت عیسیٰؑ جو درویشی کے اعلیٰ مقام پر تھے انہیں اس وقت تک قرب حاصل نہ ہوا جب تک کلہاڑی پیالہ اور سوئی ان کے پاس تھی انہیں خود سے جدا نہ کیا تھا۔ اس کے بعد آپ اعلیٰ مقام پر پہنچے۔

درویش کا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادا کرنے کے بعد مجرد ہونا بھی ضروری ہے تاکہ ایک ملک سے دوسرے ملک میں سیر کی جائے۔

فرمایا ایک درویش متفکر تھا وہ عالم حیرت میں گم رہتا اس کی وجہ پوچھی گئی اس نے کہا جب میں ایک ملک سے گزرتا ہوں تو اس سے سوگنا اور ملک سامنے آتے ہیں جو

Marfat.com

ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں میں ان خیالات میں مستغرق رہتا ہوں۔ اس پر خواجہ بختیار کاکیؒ اس پر آنکھوں میں آنسو بھر لائے فرمایا ایک درویش سے یہ مثنوی سنی تھی۔

ہر آں ملکے کہ واپس مے گزارم
دو صد ملکے دگر در پیش دارم

ترجمہ وہ ملک جو میں پیچھے چھوڑ آتا ہوں ویسے ہی دو سو اور ملک میرے آگے آتے ہیں۔

پھر آپ نے ارشاد کیا کہ اہل سلوک اور متحیروں کا گروہ یہ فرماتا ہے کہ سلوک کی راہ میں درویش کو ایک لاکھ ملک سے گزرنا چاہئے اور پھر بھی قدم آگے بڑھانا چاہئے جسے عالم غیب سے کچھ حاصل نہیں ہے اس کی نگاہ خود درویش ہے۔ جو اولیاء اسرار کو ظاہر کرتے ہیں وہ شوق غلبہ میں ہوتے ہیں اور اسی غلبہ کی وجہ سے کہہ دیتے ہیں اور بعض کامل ایسے حال میں کسی قسم کا بھید ظاہر نہیں کرتے۔ اس راہ میں اہل سلوک کا حوصلہ وسیع ہونا چاہئے تاکہ اسرار الٰہی کو چھپا سکیں اس لئے کہ یہ بھید دوست کے بھید ہیں جو کامل حال ہے وہ کسی بھی بھید کو ظاہر نہیں کرتے۔

اس موقع کے مطابق آپ نے فرمایا میں کئی سال تک جناب شیخ معین الدین چشتی سنجریؒ کی خدمت میں رہا لیکن کبھی نہ دیکھا کہ آپ نے دوست کا بھید ظاہر کیا ہو یا اس کا تذکرہ کیا ہو اور نہ ہی ان انوار کو ذرہ بھر ظاہر کیا جو ان پر نازل ہوتے۔ ایک دن اس فقیر کو مخاطب کر کے فرمایا حضرت بختیارؒ نے فرمایا۔ اے فرید! کامل حال وہ شخص ہیں جو دوست کی ہدایت میں مکاشفہ نہیں کرتے تاکہ دوسرے اس سے واقف نہ ہو جائیں۔

پھر فرمایا۔ اے فرید! تو نے دیکھا کہ اگر منصور حلاج کامل ہوتا تو ہرگز دوست کا بھید ظاہر نہ کرتا لیکن چونکہ کامل نہ تھا لہٰذا دوست کے اسرار کے شربت کا ذرہ بھر اس نے ظاہر کر دیا اور جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔

اس کے بعد فرمایا جب خواجہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ عالم سکر میں ہوتے تو سوائے ایک بات کے کچھ نہ فرماتے ـــــ اس عاشق پر ہزار افسوس جو اللہ تعالیٰ کی دوستی

Marfat.com

کا دم بھرے اور جو اسرار الٰہی اس پر نازل ہوں فوراً" ان کو دوسروں پر ظاہر کر دے۔

بعد ازاں فرمایا میں نے شیخ معین الدین حسن سنجری رحمتہ اللہ علیہ کی زبانی سنا۔ ایک بزرگ نے تقریباً" سو سال عبادت کی پھر اس پر ایک بھید ظاہر ہوا وہ تنگ حوصلہ تھا تاب نہ لا کر ظاہر کر دیا اس طرح سے عطا کردہ نعمت سے محروم ہو گیا اور دیوانہ بن گیا اگر یہ بھید ظاہر کرتا تو دوسرے کے لائق بنتا لہٰذا اس سے نعمت چھین کر دوسرے کو دے دی۔

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اے فرید! اس راہ میں اہل سلوک کے درمیان ایسے لوگ بھی ہیں جو کہ اسرار کے لاکھوں دریا پی جاتے ہیں اور انہیں خبر نہیں ہوتی کہ کیا پیا ہے ھل من مزید کی فریاد کرتے ہیں۔

پھر فرمایا ایک بزرگ نے دوسرے کو خط لکھا وہ کیسا شخص ہے جو محبت کے ایک ہی پیالے سے مست ہو جائے اور اسرار الٰہی ظاہر کر دے۔ اس نے جواباً" لکھا وہ بہت ہی کم ہمت اور تنگ حوصلہ ہے لیکن یہاں؟ ایسے مرد ہیں کہ ازل اور ابد کے دریا اور دوست کے اسرار اور محبت کے پیالے پیئے ہیں آج پچاس سال کا عرصہ ہونے کو ہے کہ ھل من یزید فریاد کناں ہیں میں تجھے منع کرتا ہوں کہ ایسی بات نہ کرنا کہ اہل سلوک کے پیر جو اسرار ظاہر کر دیتے ہیں کچھ حاصل نہیں کرتے کیونکہ ہمیں اس سے شرم آتی ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ جب تک درویش سب سے یگانہ نہ بن جائے اور ہر وقت مجرد نہ رہے اور نہ کوئی دنیا کی آلائش باقی رہے تو وہ ہرگز قرب کے مقام کو نہیں پہنچتا۔

پھر اس موقع محل پر فرمایا کہ خواجہ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ ستر سال کے بعد مقام قرب کو پہنچے تو حکم ہوا اسے واپس کر دو کیونکہ دنیاوی آلائشیں ابھی اس میں باقی ہیں۔ آپ نے اپنی تلاشی لی تو پوستین سے ٹوٹا ہوا کوزہ اپنے ہمراہ پایا۔ اس وجہ سے باریاب نہ ہوئے ان کی یہ حالت تھی تو ہم جو دنیاوی آلائشیں لئے ہوئے ہیں کیسے باریاب ہو سکتے ہیں۔ بس اے بھائی! درویش کی راہ پر چلنا اور بات ہے اور ذخیرہ جمع کرنا

Marfat.com

اور بات ہے یا تو درویشی اختیار کر یا دنیاوی مال کا ذخیرہ جمع کرے۔

پھر مناسب حال فرمایا جب درویش کامل ہو جاتا ہے تو جو کچھ کہتا ہے وہی ہوتا ہے اور ذرہ بھر بھی اس کی بات میں فرق نہیں آتا۔

پھر فرمایا ایک مرتبہ میں اور قاضی حمید الدین ناگوری جو اس دعاگو کے گہرے دوست ہیں دریا کی سیر کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عجائبات کا نظارہ کر رہے تھے۔ جن کی صفت بیان سے باہر ہے دریا کے نزدیک ہم بیٹھ گئے بھوک نے ہمیں لاچار کر دیا تھوڑی دیر کے بعد ایک بکری منہ میں دو روٹیاں لئے حاضر ہوئی اور روٹیاں ہمارے سامنے رکھ کر چلی گئی ہم نے از دست غیب عطا سمجھ کر کھالیں ہم اس کے متعلق گفتگو کر رہے تھے کہ ایک بہت بڑا بچھو آیا اور دریا کو عبور کرنے لگا ہم نے خواہش کی کہ اس بچھو کو دیکھیں کہ کدھر کا رخ ہے جو اتنی جلدی میں ہے اس نے دریا عبور کیا ہم نے دعا کر کے دریا سے راستہ لیا جب پار گئے تو دیکھا کہ ایک وزنی سانپ درخت سے نیچے اتر رہا ہے اور نیچے ایک آدمی سویا ہوا ہے سانپ اسے ڈسنے کے لئے نیچے اتر رہا تھا کہ بچھو نے اسے کاٹ کر اس کا کام تمام کر دیا جب آدمی کے قریب گئے تو دیکھا یہ شخص نافرمان ہے کیونکہ سونے سے قبل اس نے شراب کی قے کر رکھی ہے۔ ہمارے دل میں خیال گزرا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نافرمان کو بچا لیا ہے اس پر غیب سے آواز آئی کہ اگر ہم صالح افراد کی نگہداشت کریں تو ایسے لوگوں کا محافظ پھر کون ہو گا؟ چند لمحے بعد وہ شخص نیند سے بیدار ہوا قریب سانپ کو مرا ہوا دیکھا اپنے فعل سے تائب ہوا توبہ کی اور مرد حق بن گیا سترحج پاپیادہ کئے۔

پھر فرمایا جب لطف الٰہی کی ٹھنڈی ہوا چلتی ہے تو لاکھوں شرابیوں کو صاحب سجادہ بنا دیتی ہے اور بخش دیتی ہے اللہ نہ کرے کہ قہر کی ہوا چلے تو لاکھوں سجادہ نشینوں کو راندہ درگاہ بنا دیتی ہے اور سب کو شرابی بنا دیتی ہے —— اے بھائی اس راہ میں بے غم نہیں ہونا چاہئے اس لئے کہ اس راہ میں کامل رہتے ہیں کیونکہ کسی کو معلوم نہیں انجام کیا ہو گا۔

اس موقعہ پر فرمایا اگر لعنتی شیطان اپنے انجام کو جانتا تو آدم علیہ السلام کو سجدہ

Marfat.com

کرنے سے انکار نہ کرتا بے شبہ سجدہ کرتا۔ لیکن اسے انجام معلوم نہ تھا اور اپنی اطاعت پر غرور تھا اس لئے کہہ دیا خاکی کو سجدہ نہ کروں گا لہٰذا وہ لعنتی ہو گیا اس کی سب اطاعتیں بے فائدہ ہو گئیں اور اس کے منہ پر ماری گئیں۔

ایک مرتبہ میں ایک شہر میں گیا اس میں اہل اصلاح کو دیکھا بیس بیس کی ٹولیوں میں کھڑے محو حیرت ہیں آسمان کی طرف دیکھتے ہیں نماز کے وقت نماز ادا کر کے پھر عالم تحیر میں مشغول ہو جاتے ہیں میں بھی کچھ مدت ان کے پاس رہا ایک دن ان میں سے چند آدمی عالم صحو میں آئے تو اس دعا گو نے ان کی خدمت میں عرض کی کہ آپ کب سے اس عالم میں مشغول ہیں انہوں نے کہا تقریباً" ستر سال کا عرصہ گزر چکا ہے ہم لعنتی شیطان کے قصہ میں غلطان ہیں کہ اس نے چھ لاکھ چھتیس ہزار سال عبادت کی جب آدم علیہ السلام کو سجدہ سے انکار کیا تو مردود ہو گیا اس خوف سے ہم کانپ رہے ہیں کہ ہمارا انجام کیا ہو گا؟ اس پر خواجہ قطب الدین بختیار رحمتہ اللہ علیہ کانپ اٹھے اور رو دیے کہ کامل مردوں کا حال یوں ہے کہ خوف الٰہی کے مارے حیران ہیں مجھے معلوم نہیں ہم کس گروہ میں ہیں۔

ان فوائد کو ختم کرنے پر آپ عالم تحیر میں مشغول ہو گئے الحمدللہ علیٰ ذالک۔

Marfat.com

مجلس --- ۲ ---

بروز ہفتہ ماہ شوال ۵۸۴ھ کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اس وقت قاضی حمید الدین ناگوری' مولانا علاء الدین کرمانی اور مولانا شمس الدین کے علاوہ دیگر احباب بھی حاضر خدمت تھے۔ سلوک اور اہل سلوک کے متعلق گفتگو میں آپ نے فرمایا راہ سلوک کے سالک وہ ہیں جو سرتاپا دریائے محبت میں غرق ہیں۔ کوئی لحظہ اور آن ایسی نہیں گزرتی کہ ان پر عشق کا مینہ نہ برسے۔

پھر فرمایا کہ عارف وہ شخص ہے کہ ہر لحظہ اس میں عالم اسرار سے ہزارہا اسرار پیدا ہوں اور وہ عالم سکر میں رہے اگر اس حالت میں اٹھارہ ہزار عالم اس کے سینہ میں ڈالے جائیں تو بھی اسے خبر نہ ہو۔

پھر ایک واقعہ اس طرح بیان کیا میں نے سمرقند میں ایک درویش کو دیکھا جو عالم تحیر میں تھا میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کب سے عالم تحیر میں ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا عرصہ بیس سال سے میں ان کی خدمت میں تھا کہ عالم صحو میں آئے تو پوچھا جب آپ عالم تحیر میں ہوتے ہیں تو کیا آپ کو آمدو رفت کی خبر بھی ہوتی یا نہیں۔ انہوں نے کہا اے یار! جس وقت درویش دریائے الفت میں غرق ہوتا ہے تو کچھ تجلیات کے اسرار اس پر نازل ہوتے ہیں اسے اٹھارہ ہزار عالم کی بھی خبر نہیں ہوتی یہ راہ عشق ہے جس نے اس میں قدم رکھا وہ جان سلامت نہ لے گیا۔

اس کے مناسب حال فرمایا جب حضرت یحییٰ علیہ السلام کے گلے پر چھری پھیری گئی تو انہوں نے فریاد کرنا چاہی تو حکم ہوا اگر تو نے دم مارا تو محبتوں سے نام کاٹ دیا جائے گا۔ پھر ذکریا علیہ السلام کے متعلق فرمایا جب ان کے سر پر آرا چلنے لگا تو انہوں نے فریاد کا ارادہ کیا تو جبرائیل علیہ السلام نے آکر کہا اگر تم نے دم مارا تو پیغمبروں کی فہرست سے نام خارج کر دیا جائے گا۔

اس وقت خواجہ بختیار" آبدیدہ ہو گئے فرمایا جو محبت کا دعویٰ کرے اور مصیبت کے وقت فریاد کرے وہ سچا نہیں بلکہ جھوٹا دوست ہوتا ہے۔ دوستی اس بات کا نام ہے جو کچھ دوست کی طرف سے آئے اس پر راضی رہے اور لاکھوں شکر بجا لائے نیز یہ شاید

Marfat.com

اس بہانے یاد کرے۔

اس کے بعد رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق فرمایا جب ان پر کوئی بلا نازل ہوتی تو آپ خوشی سے کہتیں آج اس بڑھیا کو دوست نے یاد کیا جس روز تکلیف نہ آتی تو رو کر کہتیں آج کیا ہو گیا اور مجھ سے کونسی خطا سرزد ہو گئی جو مجھے یاد نہیں کیا گیا۔

پھر فرمایا کہ میں حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہ کی زبانی سنا کہ راہ سلوک میں یہ بات ہے کہ جو شخص محب ہو اور محبت کا دعویٰ کرے وہ دوست کی مصیبت کو خواہش سے چاہتا ہے اس لئے کہ اہل معرفت کے نزدیک دوست کی طرف سے مصیبت دوست کی رضا ہے۔

بعد ازاں فرمایا جس روز ہم پر دوست کی مصیبت نازل نہیں ہوتی ہمیں معلوم ہو جاتا ہے کہ آج نعمت ہم سے چھن گئی لہٰذا راہ سلوک میں دوست کی رحمت دوست کی مصیبت ہوتی ہے۔

مردان غیب کے متعلق آپ نے فرمایا جس آدمی سے مردان غیب کی ملاقات ہوتی ہے پہلے وہ اسے آواز دیتے ہیں وہ جب پختہ ہو جاتا ہے تو پھر اپنے تئیں اس پر ظاہر کرتے ہیں اور اسے مجلس میں بلا لیتے ہیں۔

اس دعاگو کا ایک یار عثمان سنجری ہم خرقہ تھا وہ از حد مشغول حق تھا اسے مردان حق آواز دیا کرتے تھے چونکہ اس نے دنیا کا کام اور بھی بڑھا لیا تھا اس لئے اس سے ملاقات بھی کرتے تھے ایک دن وہ یاروں کے ہمراہ مجلس میں بیٹھا تھا میں بھی پاس بیٹھا تھا اس نے ایک شیخ کے آنے پر لبیک کہا انہوں نے کہا آتے ہو یا ہم چلے جائیں۔ جونہی اس نے آواز سنی وہ اس آواز کی طرف چلا گیا اور نظروں سے اوجھل ہو گیا معلوم نہیں کہاں گیا اور کہاں لے گئے — اگر چلنے والا ایک خاص سمت چلتا ہے اور اس کا یقین کامل ہے اور کمالیت کی امید رکھتا ہے تو یقیناً" وہ کمالیت کو پہنچ جاتا ہے۔

ایک واقعہ بیان اس طرح سے کیا کہ ایک مرتبہ قاضی حمید الدین ناگوری خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے وہاں پر شیخ برہان الدین" نامی بزرگ جو خواجہ ابو بکر شبلی" کے غلام

Marfat.com

تھے بھی طواف کر رہے تھے ہم نے ان کے پیچھے اس طرح طواف کرنا شروع کر دیا جہاں وہ قدم رکھتے ہم بھی وہیں قدم رکھتے چونکہ وہ روشن ضمیر تھے سمجھ گئے فرمایا میری ظاہری متابعت کیوں کرتے ہو اگر کرنی ہے تو باطنی کرو اور جو ہمارا عمل ہے اس پر کاربند رہو ہم دونوں نے پوچھا وہ کونسا عمل ہے جو آپ کرتے ہیں انہوں نے کہا ہم ایک دن میں بیس ہزار مرتبہ قرآن شریف ختم کرتے ہیں۔ ہم اس پر متعجب ہوئے اور خیال کیا شاید کسی سورۃ کا کوئی حصہ حفظ کر رکھا ہے اتنے میں سر اٹھا کر مجھے کہا۔ "خبردار! بلکہ ہم حرف بحرف پڑھتے ہیں"۔ مولانا علاؤ الدین کرمانی بھی حاضر مجلس تھے انہوں نے فرمایا کہ یہ کرامت ہے۔

اس پر خواجہ بختیارؒ نے فرمایا کہ ہاں! جو بات عقل میں نہ آسکے وہی کرامت ہوتی ہے۔ اس کے بعد آپ آنکھوں میں آنسو بھر لائے فرمانے لگے جو شخص حقیقت کے مرتبہ پر پہنچا وہ اپنی نیک اعمالی کی بدولت پہنچا اگرچہ فیض سب پر ہوتا ہے لیکن کوشش نہایت لازم ہے۔

اس کے بعد مجلس میں آنے اور پیر کی خدمت میں باادب بیٹھنے کے متعلق فرمایا کہ جب کوئی مجلس میں آئے جہاں خالی جگہ دیکھے بیٹھ جائے کیونکہ آئندہ جگہ بھی اس کی وہی ہے۔ اس کے بعد فرمایا ایک دفعہ یہ دعاگو اجمیر میں شیخ معین الدین حسن سنجریؒ کی خدمت میں مولانا صدر الدین کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ مولانا صدر الدین نے فرمایا ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے اور صحابہ کرامؓ بھی آپؐ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ تین آدمی باہر سے آئے ایک نے اس حلقہ میں جگہ پائی وہ وہیں بیٹھ گیا دوسرا اس حلقہ سے باہر جگہ پا کر وہیں بیٹھ گیا اور تیسرا جگہ نہ پا کر واپس چلا آیا۔ اس پر جبرائیل علیہ السلام تشریف فرما ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد ربانی ہے جس شخص نے حلقہ میں جگہ پائی اس کو ہم نے اپنی پناہ میں لے لیا جو حلقہ سے پیچھے بیٹھا ہے ہم اس سے بہت شرمندہ ہیں اور قیامت کے دن ہم اس کو رسوا نہیں کریں گے اور تیسرا وہ جو چلا گیا وہ ہماری رحمت سے دور ہو گیا اور محروم رہا۔

Marfat.com

قاضی حمید الدین ناگوری نے عرض کی جو شخص چلا گیا اگر وہ نہ چلا جاتا تو کیا کرتا۔

خواجہ بختیار صاحب نے فرمایا کہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انسان مجلس میں جہاں جگہ پائے بیٹھ جائے اس جگہ بیٹھا رہے کہ آئندہ بھی وہی جگہ ہوتی ہے یا حلقہ کے پیچھے بیٹھ جائے لیکن دوسروں کے آگے بڑھ کر دائرہ کے درمیان نہ بیٹھے حدیث ہے کہ ابواللیثؒ کی تنبیہ میں لکھی گئی ہے' جو شخص مجلس کے آداب کے منافی درمیان میں بیٹھتا ہے وہ لعنتی ہے۔

پھر دعا اور بدعا کے متعلق فرمایا دعا دو قسم کی ہوتی ہے ایک نیک اور دوسری بد۔ کسی کے حق میں بددعا نہیں کرنی چاہیے۔

• فرمایا ایک دفعہ معین الدین حسن سنجریؒ کی خدمت عالی میں حاضر تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ ایک دن میں اپنے پیر شیخ عثمان ہارونی قدس سرہ' کے سامنے کھڑا تھا کہ شیخ جو میرے پیر کے ہم خرقہ تھے اپنے ہمسایہ سے تنگ آکر اس کا گلہ کرتے ہوئے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شیخ نے بیٹھ جانے کا کہا وہ بیٹھ گئے عرض کی میں ہمسایہ سے تنگ ہوں اس نے بلند مکان بنوایا ہے وہ چھت پر چڑھتا ہے میری بے حرمتی ہوتی ہے۔ شیخ عثمان نے فرمایا کیا اسے معلوم ہے کہ تم ہم سے تعلق رکھتے ہو اس نے عرض کی ہاں۔ خواجہ صاحب نے دعا کی کیا وہ چھت سے نہیں گرتا۔ اس کی گردن نہیں ٹوٹتی۔ وہ فقیر گھر کی طرف گیا ابھی آدھا راستہ طے کیا ہو گا کہ پتہ چلا کہ اس کا ہمسایہ چھت سے گر پڑا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی۔

پھر فرمایا میں ایک مرتبہ شیخ معین الدینؒ کی خدمت میں حاضر تھا ان دنوں پرتھوی راج زندہ تھا اور کہا کرتا تھا کیا ہی اچھا ہو یہ فقیر یہاں سے چلا جائے اور یہ بات ہر شخص کو کہا کرتا تھا یہ خبر شیخ معین الدین نے بھی سن لی۔ اس وقت آپ حالت سکر میں تھے۔ آپ نے مراقبہ فرمایا اور یہ کلمات آپ کی زبان مبارک سے نکلے کہ ہم نے رائے پتھورا کو زندہ ہی مسلمان کے حوالے کر دیا۔ تھوڑے عرصہ بعد شہاب الدین محمد غوری کا لشکر چڑھ آیا اور اس نے پرتھوی راج کو زندہ گرفتار کر لیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ درویش ایک پیالہ میں آگ رکھتے ہیں جس سے نقصان پہنچا سکتے ہیں اور

Marfat.com

دوسرے پانی سے نفع پہنچا سکتے ہیں۔ خواجہ قطب الدین بختیار ابھی یہ فرما رہے تھے کہ ملک اختیار الدین قصبہ کا مالک آیا اور آداب بجا لا کر بیٹھ گیا اور کچھ نقدی آپ کی نذر کی۔ آپ نے فرمایا کہ خواجگان کی رسم ہے ہم کسی کی نذر قبول تو کر لیتے مگر حاجت مندوں کے لئے۔ آپ جس بوریہ پر بیٹھے ہوئے تھے ملک اختیار الدین اور حاضرین کو دکھایا کہ نیچے سونے کی تھیلیوں کی نہر جاری ہے اور فرمایا کہ شمس الدین یہ رقم اسے واپس لوٹا دے اور درویشوں سے گستاخی سے پیش نہ آئے نہیں تو نقصان اٹھائے گا۔

پھر فرمایا کہ ایک دفعہ شیخ معین الدینؒ، اوحدؒ کرمانی، شیخ شہاب الدینؒ سہروردی اور دعاگو اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے کہ انبیاء کا تذکرہ شروع ہوا۔ اس وقت آپ نے زبان مبارک سے فرمایا اللہ اس کی دلیل روشن کرے ابھی بارہ سال کا تھا اور ہاتھ میں پیالہ لئے جا رہا تھا بزرگوں کی نگاہ اس پر پڑی تو فوراً معین الدین کی زبان مبارک سے نکلا جب تک یہ لڑکا دہلی کا بادشاہ نہ بنے گا اللہ اسے دنیا سے نہ اٹھائے گا۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا نیک دعا بہت اچھی ہوتی ہے خاص کر وہ دعا جو بزرگوں کی زبان سے نکلے۔ پھر بیعت کے متعلق گفتگو شروع ہوئی آپ نے فرمایا بیعت دو بار ہو سکتی ہے اس لئے کہ کوئی بیعت سے پھر جائے یا اس میں شک پڑ جائے تو دوبارہ بیعت کر لینی جائز ہے۔

پھر فرمایا شیخ الاسلام برہان الملتہ والدین کے روضہ مبارک میں میں نے لکھا دیکھا خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ کی روایت کے مطابق جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ سے قبل مکہ جانے کا ارادہ کیا اور حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ کو اپنا سفیر بنا کر بھیجا تو افواہ پھیل گئی سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ شہید کر دیے گئے اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ کے خون کا بدلہ لینے کے لئے صحابہ کرامؓ سے درخت کے نیچے بیعت لی اس بیعت کو بیعت رضوان کہتے ہیں۔ ایک صحابی ابن رکوعؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے تجدید بیعت کی اور آپؐ نے بیعت لی۔ اس پر خواجہ بختیار نے فرمایا۔ یہی سبب ہے کہ جو از سر نو بیعت لے سکتے ہیں۔ اس دعاگو نے عرض کی اگر پیر اس وقت نہ ہو تو آپ نے فرمایا پیر کا جامہ سامنے رکھ لے اور بیعت کر لے تعجب نہیں خواجہ معین

Marfat.com

الدین بھی ایسا کرتے ہوں یہ دعاگو اس سبب ایسا کرتا ہے۔

اس کے بعد حسن اعتقاد مریدین کے متعلق فرمایا بغداد میں ایک درویش کو کسی جرم میں پکڑا اور قتل گاہ کی طرف لے چلے مقتل میں اس کا خیال اپنے پیر کی قبر کی طرف گیا اس نے رخ اس طرف کر لیا جلاد نے آکر کہا اپنا چہرہ اب قبلہ کی طرف کر لے اس نے کہا تم اپنا کام کرو ابھی جملہ مکمل نہ کیا تھا کہ رہائی کا حکم آگیا اس پر جناب خواجہ نے آب دیدہ ہو کر فرمایا سچا عقیدہ وہ چیز ہے جس سے قتل ہونے سے مرید کی جان بچ گئی۔

آپ نے فرمایا ایک مرتبہ خواجہ معین الدین رحمتہ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ بیٹھے سلوک کی باتیں کر رہے تھے جب آپ دائیں طرف دیکھتے اٹھ کھڑے ہوتے کئی مرتبہ آپ نے ایسا کیا ہمراہی حیراں ہوئے کہ آپ کس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوتے ہیں جب سب لوگ چلے گئے تو ایک واقف حال بیٹھا رہا اس کے پوچھنے پر آپ نے فرمایا میں اس طرف اپنے پیر کی قبر تصور میں دیکھ کر تعظیم کے لئے ایسا کرتا تھا۔

اس کے بعد فرمایا مرید کو اپنے پیر کی موجودگی اور غیر موجودگی میں یکساں خدمت کرنی چاہئے پیر کے مرنے کے بعد بھی مرید پر لازم آتا ہے کہ خدمت بجا لائے۔

پھر سماع کے متعلق فرمایا دعاگو کے نزدیک سماع میں کچھ ایسا ذوق ہے کہ مجھے کسی چیز میں لطف نہیں آتا جتنا سماع میں آتا ہے — صاحب طریقت اور مشتاق حقیقت لوگوں کو سماع میں اس قسم کا ذوق حاصل ہوتا ہے جیسا کہ بدن میں آگ لگ اٹھتی ہے اگر یہ نہ ہوتا تو لقا کہاں ہوتا اور لقا کا لطف ہی کیا ہوتا۔

اس کے بعد یہ واقعہ بیان کیا کہ میں اور قاضی حمید الدین ناگوری ایک دفعہ شیخ علی سنجری کی خانقاہ میں تھے وہاں سماع ہو رہا تھا اور قوال یہ گا رہے تھے۔

کشتگان خنجر تسلیم را — ہر زماں از غیب جانے دیگر است

ترجمہ :۔ تسلیم کے خنجر کے مقتولوں کو ہر وقت غیب سے ایک اور ہی جان ملتی ہے۔

ہم دونوں پر اس شعر نے کچھ ایسا اثر کیا کہ ہم تین دن رات اسی شعر میں مدہوش رہے پھر جب گھر لوٹے تو قوالوں سے یہی سن رہے تھے ہمیں کوئی ہوش نہ تھا اس

Marfat.com

طرح ہم نے اس شعر کے کیف میں سات دن اور سات راتیں گزار دیں۔ ہر مرتبہ گانے والے جب یہ گاتے تو ہم پر خاص قسم کی حالت طاری ہوتی جس کو بیان نہیں کر سکتے۔

آپ نے اس کے بعد ایک واقعہ بیان کیا ایک مرتبہ میں اور حمید الدین ناگوری ایک شہر میں گئے وہاں ایک جماعت عالم حیرانی میں کھڑی تھی وہ دن رات متحیر ہو کر آسمان کی طرف دیکھتے تھے جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز ادا کر کے پھر عالم حیرانی میں محو ہو جاتے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ اولیا اللہ کا خاصہ ہے اگرچہ حیرانی کے عالم میں ہیں لیکن نماز کا وقت فوت ہونے نہیں دیتے۔

ایک مرتبہ میں اور خواجہ معین الدین حسن سنجریؒ زیارت کعبہ کے لئے سفر کر رہے تھے ایک بزرگ کو دیکھا جو اپنی کٹیا میں معتکف تھا لیکن نماز میں آنکھیں آسمان کی طرف کئے ہوئے ہڈیوں کا ڈھانچہ دکھلائی دیتا تھا۔ حضرت خواجہ صاحب نے اسے دیکھ کر مجھے فرمایا تو کہے تو چند دن یہاں ٹھہر جائیں۔ میں نے عرض کی جو حکم حضور ہم نے ایک ماہ قیام کیا ایک دن وہ عالم تحیر سے ہوش میں آیا ہم نے اٹھ کر سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا اے عزیزو! تم نے تکلیف اٹھائی اللہ تمہیں اجر دے گا۔ بزرگوں کا قول ہے جو شخص درویشوں کی خدمت کرتا ہے وہ کسی مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے۔ پھر فرمایا بیٹھ جاؤ ہم بیٹھ گئے تو بیان کیا کہ میں شیخ محمد اسلم طوسیؒ کے فرزندان میں سے ہوں اور تیس سال سے عالم متحیر میں غرق ہوں اللہ تعالیٰ تمہاری وجہ سے عالم صحو یعنی ہوش میں لایا۔ اے عزیزو! تم چلے جاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں اس تکلیف کا اجر دے گا لیکن ایک بات فقیر کی یاد رکھنا کہ جب تم نے راہ طریقت میں قدم رکھا ہے تو دنیا اور نفسانی خواہشات کی طرف مائل نہ ہونا اور خلقت سے کنارہ کش رہنا جو تمہیں نذر نیاز ملے اسے اپنے پاس جمع نہیں کرنا اگر ایسا کرو گے تو خطا کھاؤ گے اس نے نصیحت ختم کی اور پھر عالم تحیر میں گم ہو گیا اور ہم وہاں سے چلے آئے جب خواجہ صاحب نے ان فوائد کو ختم کیا اور عالم سکر میں محو ہو گئے یہ دعا گو اپنے ویرانہ میں بنائے ہوئے گھر میں آکر یاد الٰہی میں مشغول ہو گیا الحمدللہ علیٰ ذالک۔

Marfat.com

مجلس — ۳ —

بروز پیر ماہ شوال ۵۸۴ھ کو قدم بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ چند درویش اہل صفا حاضر خدمت تھے سلوک کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی کہ طریقت کے اولیاؤں اور بزرگ مشائخ اور بحرو بہر کے چلنے والوں نے سلوک کے مندرجہ ذیل درجے مقرر کئے ہیں۔

بعض کے نزدیک سلوک کے ایک سو اسی درجے ہیں طبقہ جنیدیہ کے نزدیک سو مرتبہ ہے۔ بصریہ نے اسی' ذوالنون مصری نے ستر' ابراہیم بشر حافی والوں نے پچپن' خواجہ بایزید' عبداللہ مبارک' سفیان ثوری والوں نے پنتالیس' شجاع کرمانی خواجہ سمنون محب' خواجہ محمد عرشی نے بیس سلوک کے درجے مقرر کئے ہیں۔ پھر خواجہ قطب الدین بختیارؒ نے فرمایا مندرجہ بالا طبقات نے سلوک کے درجہ مقرر کر کے مندرجہ ذیل ان کی تمثیل بیان کی ہے۔

جنہوں نے ایک سو اسی حصہ کشف و کرامت کا رکھا ہے اگر اسی درجہ پر پہنچ جائے تو باقی سو بھی طے کر لے گا اس کے بعد جو چاہے کشف کرے اگر اسی ہی میں کشف کرے تو باقی سو طے نہیں کر سکتا لیکن مرد کامل وہ ہے جو اس وقت تک کشف نہ کرے جب تک تمام درجے طے نہ کر لے۔

حلقہ جنیدیہ میں سو مرتبے مقرر ہیں ان کے نزدیک سترھواں درجہ مرتبہ کشف و کرامات کا ہے جو اس درجہ تک پہنچ کر کشف و کرامت میں مشغول ہو جائے وہ آگے ترقی نہیں کر سکتا لیکن کامل مرد وہ ہے جو سارے مرتبے طے کر لینے سے قبل کشف نہ کرے۔

پھر قطب الاسلام نے اس دعاگو کو مخاطب کر کے فرمایا یہ بات اہل طریقت نے اس لئے کہی کہ جب سالک ایک سو اسی درجہ پر پہنچ کر بھی کشف نہ کرے تو وہ اور ترقی کر سکتا ہے لیکن عموماً" سالک اس درجہ پر ہی کشف کرتے ہیں وہ آگے کیسے ترقی کر سکتے ہیں بہتر یہی ہے کہ درجہ سو پر بھی پہنچ کر کشف و کرامت میں مشغول نہ ہو تاکہ اگلے مراتب میں ترقی کرتا رہے۔

Marfat.com

جب خواجہ ذوالنون مصری نے ستر درجے مقرر کر کے پچیسواں درجہ کشف و کرامت کے لئے تسلیم کیا ہے پس سالک کو چاہئے اس درجہ پر پہنچ کر خود کو محفوظ رکھے اگر ایسا نہ کرے گا تو اسی درجہ میں رہ جائے گا آگے ترقی نہ کر سکے گا لیکن خواجہ بایزید والوں نے پنتالیس درجے مقرر کر کے تیرھواں کشف و کرامت کا قرار دیا ہے اگر سالک اس درجہ میں کشف و کرامت کا اظہار کرے گا تو آگے ترقی رک جائے گی۔

جن اولیاء اور مشائخ نے اپنے آپ کو جس درجہ میں پاکر کشف و کرامت کا اظہار کر دیا وہ اسی مرتبہ میں رہ گئے ان کو کامل نہیں کیا جاتا کیونکہ انہوں نے خود کو اس مرتبہ میں ظاہر کر دیا لیکن کامل وہ ہوتے ہیں جو تمام درجات طے کر کے کشف و کرامت کی بات ظاہر کرتے ہیں جب کامل ہو جائیں تو وہ جو بات کہتے ہیں وہ پوری ہو جاتی ہے اولیاء اللہ کی بات میں جو فرق آتا ہے اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ ابتدا ہی میں کشف سے خود کو ظاہر کر دیتے ہیں اور باقی درجات سے محروم رہتے ہیں لیکن کامل تمام درجات کو پورا کرنے پر بھی کشف نہیں کرتے ان کی دعا رائیگاں نہیں جاتی۔

جن کے نزدیک سلوک کے تیس درجے ہیں انہوں نے آٹھواں کشف و کرامات کا مقرر کیا ہے لیکن تیس پر پہنچ کر ہی وہ کشف و کرامت کا اظہار کرتے ہیں۔ طبقہ شاہ شجاع کرمانی، سمنون محب اور خواجہ محمد عرشی نے بیس درجے مقرر کئے ان میں دسواں درجہ کشف و کرامت کا ہے جو اس میں کشف و کرامت کا اظہار کرے گا وہ اسی میں رہے گا آگے ترقی رک جائے گی۔ خواجگان چشت نے پندرہ درجے مقرر کئے ہیں پانچواں کشف و کرامت کا ہے اگر کوئی خود کو اس درجہ میں ظاہر کر دے گا تو آگے ترقی رک جائے گی لیکن خواجگان چشت کے نزدیک پندرہ درجے طے کر کے بھی خود کو ظاہر نہ کرے۔ اس تمثیل کو بیان فرما کر خواجہ بختیار آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور دعاگو کو مخاطب کر کے فرمایا دائرہ محمدیہؐ میں ایسے بھی مرد ہیں جو لاکھوں درجات طے کر کے ذرہ بھر بھی بھید آشکار نہیں کرتے انہیں یہ بھی خبر نہیں ہوتی کہ ہم کون ہیں اور کیا ہیں؟ جب یہ حالت ہوتی ہے تو بلحاظ مقام کے ترقی کرتے جاتے ہیں اور عالم متحیر میں چلے جاتے ہیں جب اس مقام پر پہنچ جاتے ہیں تو ان کا فراق وصل سے بدل جاتا ہے اس پر

Marfat.com

جناب خواجہ نے کلام کو مختصر کیا عالم تحیر میں مشغول ہو گئے یہ دعا گو ویرانہ میں ایک کٹیا میں جا کر مشغول ہو گیا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

مجلس — ۴ —

بروز پیر ماہ ذیقعد ۵۸۴ھ ہجری کو آپ کے قدم چومنے کا شرف حاصل ہوا اہل صفا اور درویشوں کے علاوہ مولانا علاء الدین کرمانی اور شیخ محمود موزہ دوز حاضر خدمت تھے۔ درویشوں کی تکبیر کے متعلق سلسلہ کلام شروع ہوا یہ جو درویش گلی کوچوں میں تکبیر کی رٹ لگاتے ہیں ان کی اصلیت کیا ہے جناب خواجہ بختیار نے فرمایا اسی طرح تکبیر کہنی کہیں نہیں آئی جیسا کہ یہ تکبیر کہتے ہیں کیونکہ تکبیر اصل میں شکر کے موقعہ پر کہی جاتی ہے جب کوئی انسان دینی یا دنیاوی نعمت حاصل کر لیتا ہے تو نعمت کی زیادتی کے لئے شکر بجا لاتا ہے لہٰذا اس موقع پر تکبیر جائز ہے۔

ایک وقعہ یوں فرمایا ایک دن میں بغداد میں شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی مجلس میں حاضر تھا جو تشاغل میں نے ان میں دیکھی وہ کبھی زندگی میں نہ دیکھی تھی۔ ایک خرقہ پوش درویش حاضر خدمت ہوا اور سلام کیا آپ کو تکبیر کا انداز بھلا معلوم نہ ہوا۔ آپ نے یہ روایت بیان فرمائی ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ کرامؓ تشریف فرما تھے آپؐ نے اصحابؓ سے فرمایا قیامت کے دن جنت کا چوتھائی حصہ تمہیں ملے گا باقی تین چوتھائی دوسری امتوں کو فوراً" امیرالمومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر اصحابؓ نے اللہ اکبر کہا اس لئے کہ نعمت زیادہ ہو دوسری مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ تیسرا حصہ جنت کا تمہیں ملے گا باقی دو تہائی دیگر امتوں کو جونہی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امیرالمومنین عمرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر اصحاب نے اٹھ کر تکبیر کہی اس لئے کہ شکر کرنے سے نعمت میں اضافہ ہو تیسری مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کا نصف حصہ تمہیں ملے گا۔ امیرالمومنین عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور باقی سب یار کھڑے ہو گئے تاکہ اس نعمت کا شکر بجا لایا جائے اور نعمت میں اضافہ ہو چوتھی مرتبہ

Marfat.com

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے میری امت جنت میں جائے گی پھر دوسری امتیں اس پر سب اصحابؓ نے اٹھ کر شکر ادا کیا پھر شیخ شہاب الدینؒ نے فرمایا کہ اسی لئے فقیر لوگ چار تکبیریں کہتے ہیں لہٰذا ہر موقع پر تکبیر نہیں کہنی چاہئے۔

اس کے بعد اس کے متعلق گفتگو ہوئی کہ مرید اگر نفل نماز ادا کر رہا ہو اور پیر اس کا آواز دے۔ اگر وہ پیر کی بات کا جواب دینے کے لئے نفل نماز کو ترک کر دے تو اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بہتر یہ ہے کہ وہ نماز ترک کر کے اپنے پیر کی بات کا جواب دے کیونکہ یہ نفلوں کی نماز سے افضل ہے اور اس میں بڑا ثواب ہے۔

آپ نے اپنا واقعہ اس طرح بیان فرمایا کہ ایک دفعہ میں نماز نفل میں مصروف تھا کہ شیخ معین الدین دام اللہ برکاتہ' نے مجھے آواز دی میں نے فوراً" نماز ترک کی اور لبیک کہا۔ آپ نے ادھر آنے کے لئے فرمایا۔ جب میں حاضر ہوا تو پوچھا کیا کر رہا ہے میں نے عرض کی نوافل ادا کر رہا تھا آپ کی آواز سن کر ترک کر کے چلا آیا آپ نے فرمایا بہت اچھا کیا کیونکہ یہ نوافل سے افضل ہے اپنے پیر کے دینی کام میں مستعد ہونا بہت اچھا کام ہے۔

آپ نے پھر ایک اور واقعہ بیان کیا کہ میں اور بہت سے اہل صفا جناب معین الدین رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے اولیاء اللہ کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی اس موقع پر ایک شخص آیا بغرض بیعت آپ کے قدموں میں سر رکھ دیا۔ آپ نے بیٹھنے کے لئے کہا وہ بیٹھ گیا آپ اپنی خاص حالت میں تھے آپ نے فرمایا میں جو کچھ کہوں گا وہ کہو گے تو مرید کروں گا اس نے عرض کی حکم بجا لاؤں گا فرمایا تو کلمہ کس طرح سے پڑھتا ہے اس نے کہا۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ آپ نے فرمایا کہو لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ اس نے اس طرح کہا تو خواجہ صاحب نے اسے اپنے حلقہ بیعت میں داخل کر لیا خلعت اور نعمت عطا کی۔ پھر اس شخص سے کہا! میں نے تجھے کلمہ اس طرح پڑھنے کے لئے کہا وہ محض تجھے آزمانے کے لئے کہا تھا۔ ورنہ میں کون ہوں؟ میں تو محمد

Marfat.com

الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادنیٰ غلام ہوں کلمہ اصل وہی ہے لیکن میں نے صرف حال کی کمالیت کی وجہ سے یہ کلمہ تیری زبان سے کہلوایا تھا۔ چونکہ تم مرید ہونے کے لئے آئے ہو اور تجھے مجھ پر کامل یقین تھا لہٰذا تو نے فوراً" ایسا کہہ دیا اس لئے سچا مرید ہو گیا' درحقیقت مرید کا صدق بھی ایسا ہی ہونا چاہئے کہ اپنے پیر کی خدمت میں صادق اور راسخ رہے۔

پھر اس کے متعلق گفتگو شروع ہوئی کہ جب انسان توبہ کرے تو پھر اسے گناہوں سے میل جول نہیں رکھنا چاہئے جن سے وہ پہلے رکھتا تھا کہیں پھر انہی گناہوں میں مشغول نہ ہو جائے کیونکہ انسان کے لئے بری صحبت سے بڑھ کر اور کوئی بری چیز نہیں کیونکہ صحبت کی تاثیر ضرور ہو جایا کرتی ہے نیز اسے چاہئے کہ خود بھی جس کام سے توبہ کی ہے اس سے کنارہ کشی کرتا رہے اور اسے اپنا دشمن خیال کرتا رہے۔

اس کے بعد آپ نے خواجہ حمید الدین بیلوانی کا واقعہ اس طرح بیان کیا کہ وہ خواجہ معین الدینؒ کے مریدوں میں سے تھے اس دعا گو کے ہم خرقہ تھے۔ جب انہوں نے توبہ کی تو ان کے دیرینہ دوست آئے اور انہیں داد عیش دینے کی دعوت دی۔ خواجہ حمید الدین بیلوانی نے ان کے ہمراہ جانے سے انکار کرتے ہوئے کہا جاؤ مجھ مسکین سے کنارہ کش ہو جاؤ میں نے اپنا ازار بند ایسا مضبوط باندھ لیا ہے کہ جنت میں حوروں پر بھی نہیں کھلے گا۔ خواجہ بختیار ابھی یہ فوائد بیان کر رہے تھے کہ طعام لایا گیا جناب قطب الاسلام اور باقی سب درویش کھانا کھانے میں مشغول ہو گئے اس اثنا میں ابوالموید اندر آئے اور سلام کیا جناب خواجہ نے ان کی کچھ پرواہ نہ کی اور نہ سلام کا جواب دیا شیخ نظام الدین ابوالموید کو یہ بات ناگوار گزری جب کھانا کھانے سے فارغ ہوئے تو ابوالموید نے سوال کیا کہ جس وقت ہم آئے اس وقت آپ کھانا کھا رہے تھے میں نے سلام کیا تو آپ نے جواب تک نہ دیا اس کی کیا وجہ ہے؟ خواجہ بختیار نے فرمایا ہم اس وقت اطاعت میں تھے ہم کس طرح سلام کا جواب دیتے اس لئے کہ درویش لوگ جو کھانا کھاتے ہیں تو صرف اسی غرض سے کھاتے ہیں کہ ان میں عبادت کرنے کی طاقت پیدا ہو ان کی نیت بھی یہی ہوتی ہے لہٰذا درحقیقت وہ عبادت میں مشغول ہوتے ہیں جو

Marfat.com

شخص عبادت الٰہی میں مشغول ہو اس پر سلام کا جواب دینا واجب نہیں آنے والے شخص پر جائز ہے کہ سلام نہ کہے اور بیٹھ کر کھانا کھانے میں مشغول ہو جائے جب کھانے سے فارغ ہو جائے تو پھر سلام کہے۔

خواجہ صاحب نے پھر اس کے مناسب حال یہ واقعہ بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ شیخ ابوالقاسم نصیر آبادی جو شیخ ابو سعید ابو اظہر قدس سرہ کے پیر تھے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کھانا کھانے میں مصروف تھے امام الحرمین جو امام غزالی کے استاد تھے اندر آئے اور سلام کیا لیکن سب نے ان کی طرف توجہ نہ کی جب کھانا کھانے سے فارغ ہوئے تو امام الحرمین نے کہا میں نے آکر سلام کیا لیکن تم نے اس کا جواب نہ دیا کیا یہ ڈھنگ اچھا ہے؟ شیخ ابوالقاسم نے جواب دیا کہ رسم یہی ہے کہ جو شخص کسی جماعت میں آئے وہ کھانا کھانے میں مصروف ہوں تو نو وارد کو چاہئے کہ سلام نہ کہے اور بیٹھ جائے جب کھانا کھانے والے فارغ ہو جائیں ہاتھ دھولیں تو اٹھ کر سلام کہے اس پر امام الحرمین نے کہا کیا یہ از روئے عقل کہتے ہو یا ازروئے نقل شیخ ابوالقاسم نے کہا از روئے عقل اس لئے کہ جو کھانا کھایا جاتا ہے وہ عبادت کی قوت کے لئے کھایا جاتا ہے جب کوئی شخص کھانا اس نیت سے کھاتا ہے تو وہ اس وقت عین اطاعت میں ہے پس جو شخص عین اطاعت میں ہو وہ سلام کا جواب کس طرح دے سکتا ہے۔ بعد ازاں خواجہ قطب الاسلام بختیار دام اللہ برکاتہ عالم سکر میں مشغول ہو گئے اور یہ دعاگو واپس آکر اپنی کٹیا میں یاد الٰہی میں مشغول ہو گیا —— الحمدللہ علیٰ ذالک۔

Marfat.com

مجلس ـــ ۵ ـــ

بروز ہفتہ ماہ ذوالحجہ ۵۸۴ھ ہجری کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ حج کے متعلق گفتگو شروع ہوئی اس وقت قاضی حمید الدین ناگوری' مولانا علاء الدین کرمانی' سید نور الدین مبارک غزنوی' سید شرف الدین' شیخ محمود موزہ دوز اور مولانا فقیہ خدائداد کے علاوہ دیگر افراد موجود تھے۔ ان میں سے ہر ایک ایسا باکمال تھا کہ عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک ان کی نگاہ میں کوئی حجاب نہ تھا سب کے سب صاحب کشف و کرامت تھے اس وقت خانہ کعبہ کے مسافروں کی بات شروع ہوئی۔ خواجہ قطب الاسلام بختیار نے زبان مبارک سے فرمایا اللہ کے ایسے بندے بھی ہیں کہ جب وہ اپنی کٹیا میں ہوتے ہیں تو خانہ کعبہ کو علم ہوتا ہے کہ جا کر ان کا طواف کرے۔ آپ ابھی یہ فرماہی رہے تھے کہ آپ اور سب حاضرین اٹھ کر عالم تحیر میں محو ہو گئے اور شوق میں مستغرق ہو گئے سب نے طواف کعبہ کے وقت کے الفاظ زبان سے نکالے ان کی کیفیت یہ تھی کہ ہر ایک کے بدن سے خون جاری ہو گیا جو قطرہ خون زمیں پر گرتا اس سے تکبیروں کے نقش بنتے جاتے تھے جب ہوش میں آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ خانہ کعبہ سامنے کھڑا ہے ہم سارے مقررہ آداب بجا لائے اور سات مرتبہ اس کا طواف کیا غیب سے آواز آئی کہ اے عزیزو! ہم نے تمہارا حج' تمہارا طواف اور تمہاری نمازیں قبول فرمائیں نیز ان لوگوں کی جو تمہارے تابع پیرو ہیں۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ شیخ الاسلام معین الدین حسن سنجریؒ ہر سال اجمیر سے خانہ کعبہ جایا کرتے تھے جب آپ کمالیت کو پہنچ گئے حاجی حج کرنے والے آپ کو وہاں پاتے حالانکہ آپ گھر میں گوشہ نشینی اختیار کئے ہوتے۔ پھر معلوم ہوا کہ خواجہ معین الدینؒ ہر رات خانہ کعبہ جا کر وہاں بسر کرتے اور نماز فجر اپنے گھر میں ادا کرتے تھے۔

پھر اس کے مناسب فرمایا کہ میں نے خواجہ معین الدینؒ کی زبان مبارک سے سنا جنہوں نے اپنے شیخ عثمان ہارونیؒ کی زبان مبارک سے سنا کہ سمرقند میں خواجہ مودود چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی یہ حالت تھی کہ جب کبھی آپ کو دیدار کعبہ کا اشتیاق ہوتا تو

Marfat.com

فرشتوں کو حکم ہوتا کہ خانہ کعبہ کو طشت میں رکھ کر خواجہ رحمتہ اللہ علیہ کو دکھاؤ جب آپ تمام رسومات ادا کر لیتے پھر فرشتے خانہ کعبہ کو اس کے اصلی مقام پر پہنچا دیتے۔

آپ نے اس کے بعد فرمایا خواجہ حذیفہ مرعشیؒ نے ستر سال سجادہ سے قدم مبارک نہ اٹھایا اور کہیں تشریف نہ لے گئے لیکن مسافر اور حاجی جو ہر سال خواجہ صاحب کی زیارت کے لئے آتے تو کہا کرتے ہم نے خواجہ صاحب کو بیت اللہ میں دیکھا ہے۔

اس کے بعد قرآن حکیم پڑھنے کے متعلق گفتگو شروع ہوئی خواجہ قطب الاسلام بختیار دام اللہ برکاتہ' نے زبان مبارک سے فرمایا کہ دعاگو نے حالت حال میں ابتدا میں صاحبؐ قرآن کو خواب میں دیکھا اور اپنی آنکھوں کو آپؐ کے قدم مبارک پر ملا اور زار زار رو دیا اور عرض کی یارسولؐ اللہ! میری ایک درخواست ہے آپؐ نے فرمایا مجھے یاد ہے! آپؐ کو میری حالت پر رحم آیا اور فرمایا سر اٹھا۔ میں نے سر اٹھایا۔ آپؐ نے فرمایا سورہ یوسف پڑھا کر تجھے قرآن حفظ ہو جائے گا پھر میں ہمیشہ سورہ یوسف تلاوت کرتا رہا اور مجھے قرآن شریف جلد ہی حفظ ہو گیا۔

پھر مناسب حال ایک واقعہ سنایا کہ میں نے اپنے شیخ معین الدین حسن سنجریؒ کی زبانی سنا جنھوں نے اپنے پیر خواجہ عثمان ہارونیؒ کو یہ فرماتے سنا کہ ابو یوسف چشتی نے اپنے پیر کو دیکھا انہوں نے فرمایا تو اتنا فکر مند کیوں ہے؟ عرض کی قرآن یاد کرنے کے لئے آپ نے فرمایا کہ ہر روز ایک ہزار بار سورہ اخلاص اس نیت سے پڑھا کر اللہ تعالیٰ یہ نعمت تیرے نصیب کرے گا اگر کوئی اور بھی پڑھے گا تو اسے بھی نصیب ہو گا۔ جب بیدار ہوا حسب ہدایت ہر روز سورہ اخلاص پڑھنی شروع کی تھوڑے دنوں میں اللہ کے فضل سے مجھے قرآن حفظ ہو گیا آخری عمر میں میں روزانہ پانچ مرتبہ کلام اللہ ختم کیا کرتا پھر کسی دوسرے کام میں مصروف ہوتا قطب الاسلام خواجہ بختیارؒ نے جب اس کلام کو ختم کیا وہ عالم تحیر میں چلے گئے اور یہ دعاگو بھی اپنی کٹیا میں آکر یاد الٰہی میں مشغول ہو گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔

Marfat.com

مجلس ـــ ٦ ـــ

بروز جمعہ ماہ شوال ۵۸۴ھ ہجری میں جب قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا اس وقت اہل صفا حاضر تھے حوض شمس کے پانی کا تذکرہ ہو رہا تھا آپ نے فرمایا جب شمسؒ نے چاہا کہ دہلی میں حوض بنائے تو اپنے وزیروں کے ہمراہ حوض کے لئے جگہ کی تلاش میں نکلا کہا یہ زمیں حوض کے لئے بہتر ہے چونکہ وہ حق رسیدہ مرد تھا اسی نیت سے رات مصلے پر سو گیا اس نے خواب میں دیکھا کہ اس چبوترے کے نزدیک جو حوض میں واقع ہے ایک مرد نہایت خوبصورت وجیہہ جس کی صفت بیان سے باہر ہے گھوڑے پر سوار ہے چند آدمی اس کے ہمراہ ہیں جونہی ان کی نظر مجھ پر پڑی مجھے بلایا اور فرمایا تیرا کیا ارادہ ہے میں نے عرض کی میرا حوض بنانے کا ارادہ ہے اس گفتگو میں ایک آدمی جو قریب کھڑا تھا اس نے میرے کان میں کہہ دیا اے شمس! یہ رسول اللہ ہیں تو درخواست کر میں نے عرض کی اور قدموں پر گر پڑا۔ آپ نے فرمایا یہاں حوض تعمیر کر اس کا پانی ایسا لذیذ ہو گا کہ کسی اور جگہ کا پانی اس کا مقابلہ نہ کر سکے گا۔ اس پر میری نیند کھل گئی صبح اٹھ کر وہ جگہ تلاش کر کے پہنچا جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے نے سم مارا تھا وہاں پانی جاری ہے اس جگہ ٹھہر گیا وہاں حوض بنوایا جو کوئی وہاں آکر پانی پیتا ہے یہی کہتا ہے لاکھوں شیرینیاں بھی اس پانی کی لذت کو نہیں پہنچ سکتیں۔

خواجہ بختیارؒ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ اس پانی کی شیرینی صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کی برکت سے ہے دوسرے اس حوض کے باعث برکت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے گرد کتنے بزرگ آرام فرما ہیں نہ معلوم اور کتنے لیٹیں گے۔ اس پر خواجہ صاحب نے فرمایا ہم بھی اپنا مسکن اس حوض کے نزدیک بنائیں گے ــــ پھر خواجہ صاحب نے شمس الدین التمشؒ کے متعلق فرمایا وہ از حد صاحب اعتقاد تھا کسی نے اس کو سوتے نہیں دیکھا وہ راتوں کو جاگتا اور عالم تحیر میں کھڑا رہتا وہ وضو خود کرتا وہ کہتا کہ آرام کرنے والوں کو کیوں تکلیف دوں مصلے پر جا بیٹھتا کئی رات خرقہ زیب تن کرتا مگر کسی کو خبر نہ ہوتی ایک شخص اس کا ہمراز تھا وہ سونے کی تھیلیاں لے

Marfat.com

کر حاجت مندوں کے گھر خود جا کر بانٹ آتا جب وہاں سے فارغ ہوتا تو مساجد خانقاہوں اور عبادت گاہوں' بازاروں میں جا کر حاجت مندوں کی حاجت پوری کرتا اور کہتا خبردار کسی کو خبر نہ کرنا دن کے وقت اس کے حکم پر حاجت مند فاقہ کرنے والے مسلمانوں کو بلاوا آجاتا وہ ان کی ضروریات پوری کرتا۔ اس کا یہ اعلان تھا جو کوئی ظلم کرے اس کی اطلاع اسے دی جائے میں انصاف کروں گا تاکہ قیامت کو تم میرا دامن نہ پکڑ سکو۔ خواجہ صاحب نے فرمایا وہ قیامت کے دن سبکدوشی اور خلاصی کے لئے ایسا کرتا تھا۔

پھر آپ نے فرمایا ایک دن اس نے اس دعاگو کے پاؤں پکڑے میں نے پوچھا تیری کیا حاجت ہے اس نے کہا اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے مجھے سلطنت اور ہر چیز حاصل ہے میری ایک درخواست ہے کہ قیامت کو میرا حشر کس گروہ کے ساتھ ہو گا۔ پھر واپس چلا گیا۔ پھر فرمایا کہ وہ از حد نیک تھا اور درویشوں کا غلام تھا اس کا دل ذرہ بھر بھی ان کی محبت سے خالی نہ تھا۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ میں بدایوں کی طرف سفر کر رہا تھا شمس الدین التمش بھی بدایوں میں تھا ایک روز باہر گیند کھیلنے گیا ایک بوڑھے نے اپنا دست سوال دراز کیا۔ لیکن اس نے اسے کچھ نہ دیا آگے بڑھا تو ایک تندرست نوجوان کو بن مانگے تھیلی سے روپے نکال کر دے دیے اس پر اپنے امیروں اور وزیروں سے مخاطب ہو کر فرمایا دیکھو اس بوڑھے نے مجھ سے مانگا لیکن میں نے کچھ نہ دیا اس نوجوان کو بے طلب دے دیا۔ اگر میری مرضی ہوتی تو اسے بوڑھے کو دیتا جو لینے کا مستحق تھا لیکن جس کو دیتا ہے اللہ ہی دیتا ہے میں درمیاں میں کون ہوں؟ یہ سب اللہ تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہے۔

اس موقع پر فرمایا شیخ الاسلام دہلی نے میرے بھائی شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ علیہ پر تہمت لگائی کہ دعویٰ تو درویشی کا کرتا ہے لیکن خیال اس کا امیری کی طرف ہے یہ خبر شمس الدین التمش نے بھی سن لی اس نے شیخ جلال الدین کے روبرو کچھ نہ کیا شیخ الاسلام دہلی کا اس میں کچھ خاص کام تھا معاملہ یہاں تک پہنچا کہ ان کو بلایا گیا

Marfat.com

جلال الدین کو کہلا بھیجا کہ اس دعویٰ کے لئے کوئی منصف ہونا چاہئے۔

شیخ الاسلام نے دہلی کہلا بھیجا کہ آپ جس کو چاہیں منصف مقرر کریں مگر جلال الدین نے کہلا بھیجا کہ شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی منصف رہے شیخ الاسلام نے کہا ان کو بلایا جائے چنانچہ دوسرے روز سب بزرگ اکٹھے ہوئے اور جلال الدین بھی آئے اور معمولی صف میں بیٹھ گئے۔ شمس الدین التمش نے چاہا کہ آپ آگے آکر تشریف فرما ہوں مگر آپ نے کہا اس وقت دعویٰ دائر ہے لہٰذا میں اسی جگہ بیٹھوں گا۔ شیخ الاسلام نے اور بہت سی باتیں بھی کہیں اس اثنا میں شیخ بہاؤ الدین زکریا بھی تشریف لے آئے۔ سب حیراں ہوئے کیسے تشریف لے آئے اور اس جگہ کھڑے ہو گئے جہاں سب نے جوتیاں اتار رکھی تھیں۔ شیخ جلال الدین کی نعلین مبارک کو پہچان کر زمین سے اٹھا لیا اور چوم کر سر آنکھوں پر رکھ لیا پھر آستین میں رکھ کر آئے اور سلام کیا جب بہاؤ الدین جیسے منصف نے شیخ جلال الدین کی علین مبارک کو بوسہ دے کر آستین میں رکھ لیا پس معلوم ہوا کہ دعویٰ باطل ہے۔ شمس الدین التمش نے بہت معذرت کی بہاؤ الدین کو ملتان کی طرف وداع کیا اور جلال الدین لکھنوتی کی طرف ہندوستان روانہ ہوئے ایک مدت تک زندہ رہے مگر شیخ الاسلام نے دہلی میں پیٹ کے درد کے عارضہ میں مبتلا ہو کر انتقال فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پھر دنیا کے متعلق گفتگو ہوئی آپ نے فرمایا کہ سالک کے لئے دنیا سے بڑھ کر کوئی حجاب نہیں اس لئے کہ کوئی شخص اس وقت تک فناہ فی اللہ نہیں ہوتا جب تک وہ دنیا میں مشغول رہتا ہے۔ اہل سلوک کے نزدیک بندے اور خالق کے درمیان دنیا سے بڑھ کر کوئی حجاب نہیں جو طالب دنیا رہتا ہے اس کا اللہ سے تعلق نہیں قائم ہو سکتا لوگ جس قدر دنیا میں مشغول ہوتے ہیں۔ اسی قدر اللہ سے دور ہو جاتے ہیں اور جدا رہتے ہیں۔

جب دنیا میں دنیا کی محبت رکھی گئی تو فرشتوں نے کہا آدم کے بیٹوں میں فساد کی بنیاد رکھ دی گئی شیطان بہت خوش ہوا کہ اس مردار کی خاطر بھائی بھائی کو ہلاک کرے گا اور رشتہ داریاں منقطع ہوں گی' شہر ویرانوں میں تبدیل ہوں گے آدمی ایک دوسرے

Marfat.com

سے جدا ہوں گے اور عداوت رکھیں گے ہلاکتیں ہوں گی مگر دنیا وہاں کی وہاں رہے کی دنیا کو شیطان مردود نے سر آنکھوں پر رکھا ہوا ہے خالق نے اس سے اس پر سوال کیا اس نے جواب دیا۔ اے پروردگار! میں نے دنیا کو اس لئے سر آنکھوں پر بٹھا رکھا ہے جو اس کا ہو جائے گا وہ میرا ہو گا اور میں اسے اور بھی مشغول رکھوں گا تاکہ وہ تمام اطاعتوں اور عبادتوں سے باز رہے میں اسے گنہگار بنا کر ہلاک کر دوں گا تاکہ اس کا مال دوسرے لوگ کھائیں۔

پھر آپ نے فرمایا دنیا کیسی بے وفا اور مکار ہے —— دنیا سب کی دوست ہے لیکن درویشوں کی نہیں کیونکہ انہوں نے اسے رد کر دیا ہے اور اپنے آپ سے دور کر دیا ہے۔

پھر فرمایا خواجہ یوسف چشتی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ دین محمدیؐ میں ایسے بھی مردان حق ہوں گے کہ دنیا ہزاروں مرتبہ درویشوں کے دروازے پر آئے گی اور کہے گی اے خواجگان اگر آپ مجھے قبول نہیں کرتے تو اس بڑھیا کی طرف گاہے گاہے نظر ہی ڈال لیا کرو لیکن وہ فرمائیں گے چلی جا اگر دوبارہ آئی تو ہلاک کر دی جائے گی۔

اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ سنایا کہ آپ نے بدصورت سیاہ رنگ بڑھیا کو دیکھا اور اس سے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں بوڑھی دنیا ہوں حضرت عیسیٰؑ نے پوچھا تو نے کتنے شوہر کئے ہیں اس نے کہا بے حد اور بے شمار اگر گنتی میں آسکتے ہوں تو شمار کروں۔ حضرت عیسیٰؑ نے پوچھا تجھے کسی شوہر نے طلاق بھی دی؟ اس نے کہا میں نے سب کو قتل کیا۔

پھر خواجہ بختیار رحمتہ اللہ علیہ زار زار رونے لگے اور فرمایا درویشی میں بڑا آرام ہے اور دنیاوی آفتوں سے انسان محفوظ رہتا ہے۔ لیکن درویشی کے کام بھی تو بڑے سخت ہیں جس رات درویش کو فاقہ ہوتا ہے وہ اس کی معراج ہوتی ہے۔ اس کے متعلق اہل صفا اور اہل تصوف کا قول ہے کہ معراج الفقر فی لیلتہ الفاقیتہ یعنی فقر کی معراج فاقہ کی رات کو ہوتی ہے پس ہر کسی نعمت درویشی کا فاقہ درویش کے اختیار میں رکھا گیا ہے کیونکہ دنیا اس کو دی گئی ہے جس طرح چاہے اسے خرچ کرے لیکن وہ

Marfat.com

اسے اپنے لئے خرچ نہیں کرتا دوسروں کو دیتا ہے اور خود فاقہ کشی کرتا ہے اس سے اس کی ترقی ہوتی ہے۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے یہ سلسلہ کلام ختم کیا آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے عالم تحیر میں مشغول ہو گئے یہ دعاگو واپس اپنی کٹیا میں چلا آیا اور یاد الٰہی میں مشغول ہو گیا۔

الحمدللہ علیٰ ذالک

مجلس ۔۔۔ ۷ ۔۔۔

بروز بدھ ۵۸۴ھ کو جب یہ دعاگو قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا تو وہاں قاضی حمید الدین، مولانا شہاب الدین اوشی، محمود موزہ دوز، خواجہ تاج الدین غزنوی، مولانا فقیہ خداداد، سید نور دین مبارک غزنوی، سید شرف الدین، شمس الدین ترک، مولانا علاؤ الدین کرمانی، قاضی عماد الدین اور مولانا فخر الدین زاہد یہ تمام صاحب کشف و کرامت حاضر خدمت تھے۔ گفتگو کا موضوع سلوک تھا۔ اس وقت خواجہ قطب الدین بختیارؒ نے فرمایا ایک دفعہ امام الحرمین رحمتہ اللہ علیہ اپنے احباب کے ہمراہ بیٹھے تھے کہ آپ پر حالت طاری ہو گئی امام الحرمینؒ نے ذکر الٰہی شروع کیا سب اس میں شامل ہو گئے انہیں اپنے آپ کی خبر نہ تھی ہر ایک کے رونگٹے کھڑے ہو گئے ان سے خوں جاری ہو گیا جو قطرہ زمیں پر گرتا اس سے نقش اللہ ابھرتا اور وہ قطرہ بھی ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتا جب آپ نے یہ واقعہ سنایا تو سب پر وجد طاری ہو گیا اور ذکر الٰہی میں مشغول ہو گئے اس قدر ذکر جاری رہا کہ سب بے ہوش ہو گئے تو خواجہ رحمتہ اللہ علیہ نے یہ رباعی پڑھی۔

رباعی

ذکر خوش تو ز ہر دہن مے شنوم
شرح غم تو ز خویشتن مے شنوم
گرہیچ نہ باشد کہ یکے فشانم
تا نام توے گوید ومن مے شنوم

Marfat.com

ترجمہ :۔ تیرا خوش ذکر میں ہر منہ سے سنتا ہوں اور تیرے غم کی شرح اپنے آپ سے سنتا ہوں تاوقت کہ کوئی تیرا نام نہ لے اور میں سن نہ لوں۔ میں اسے اپنے پاس ہی بیٹھنے نہیں دیتا۔

اہل مجلس پھر ذکر میں مشغول ہو گئے کہ رونگٹوں سے خون جاری ہو گیا اور خون کا قطرہ جو زمیں پر گرتا اس سے سبحان اللہ کا نقش بن جاتا اور ہر قطرہ سے ذکر الٰہی کی آواز سنائی دیتی۔ جب اس ذکر سے فارغ ہوئے تو دعاگو نے سر اٹھا کر زمیں پر رکھ دیا میرا ارادہ ہانسی کی طرف جانے کا تھا خواجہ بختیارؒ دام اللہ برکاتہ' کی نظر مجھ پر پڑی تو آنکھوں میں آنسو بھر لائے پھر مجھے فرمایا۔

مولانا فرید! مجھے علم ہے تو جائے گا پھر میں نے سر زمین پر رکھ دیا اور عرض کی اگر حکم حضور ہو۔ فرمایا جا! تقدیر الٰہی اس طرح ہے کہ آخری سفر کے وقت تو ہمارے ہمراہ نہ ہو گا پھر حاضرین کو مخاطب کر کے کہا اس فقیر کی دینی اور دنیاوی نعمتوں کی زیادتی کے لئے فاتحہ اوز اخلاص پڑھو! اور دعائے خیر کہو پھر مجھے مصلے اور عصاء عطا فرمایا اور دوگانہ ادا کیا فرمایا بیٹھ جا! کل جانا۔ خواجہ صاحب کے حکم کے مطابق میں نے دوگانہ ادا کیا اور بیٹھ گیا۔ خواجہ قطب الاسلام بختیار دام اللہ برکاتہ' نعلین' دستار اور خرقہ قاضی حمید الدین ناگوری کو دے دوں گا میرے انتقال کے بعد پانچویں روز آنا اور لے لینا کیونکہ یہ تیرے ہی متعلق ہیں۔ جونہی خواجہ صاحب نے یہ کہا ساری مجلس غم زدہ ہو گئی سب نے خواجہ صاحب کے لئے دعا کی اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ میں خود بھی اپنے خواجہ شیخ الاسلام خواجہ معین الدین حسن سنجریؒ کے وقت رخصت حاضر نہ تھا انہوں نے خود سجادہ عنایت نہیں کیا بلکہ مجھے بھی اسی طرح ملا تھا جیسا کہ میں نے تمہارے ساتھ کیا ہے۔

پھر فرمایا کہ مرید پر لازم ہے کہ اپنے پیر کے طریقہ پر ثابت قدم رہے اور اس سے ذرہ بھر بھی تجاوز نہ کرے تاکہ قیامت کو شرمندہ نہ ہو۔ پھر خوف کے متعلق گفتگو شروع ہوئی آپ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ خوف الٰہی ایک تازیانہ ہے جو بے ادبوں کے لئے مقرر ہے۔ جو بے ادب ہو اسے لگایا جائے تاکہ درست ہو جائے۔

Marfat.com

پھر فرمایا جس کے دل میں خوف الٰہی ہوتا ہے وہ اسے پاش پاش کر دیتا ہے پھر فرمایا ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ خواجہ سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ کو ایک تکلیف تھی ہارون الرشید نے ان کے آتش پرست طبیب کو بلایا جو سب سے بڑھ کر لائق تھا جب نزدیک آیا اور خواجہ صاحب کے سینے پر ہاتھ رکھا تو نعرہ مار کر بے ہوش ہو گیا اور گر پڑا اور کہا سبحان اللہ دین اسلام میں ایسے بھی مرد ہیں جن کا دل خوف الٰہی سے پاش پاش ہو گیا ہے اس طبیب نے فوراً" کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کیا جب ہارون الرشید کو یہ خبر ملی تو اس نے کہا مجھے علم نہ تھا کہ میں نے تو طبیب کو بیمار کے پاس بھیجا تھا لیکن کیا خبر طبیب بیمار تھا خود اس کی بیماری اس کے مریض نے ختم کر دی۔

پھر فرمایا کہ اہل سلوک کا قول ہے کہ اگر درویش دولت چاہتا ہے تو دولت مند سے محبت کرے اگر محبت الٰہی کا فخر حاصل کرنا چاہتا ہے تو اپنی خواہشوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ تب کہیں جا کر اس کو مقام حاصل ہو گا اگر ایسا نہ کر سکا تو اس کا کام بگڑ جائے گا۔

اس کے بعد میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے فرید! تو دنیا اور آخرت میں ہمارا یار ہے لیکن غافل ہرگز نہ ہونا اس لئے کہ اہل سلوک کا قول ہے کہ طریقت کی راہ نہایت پر خوف ہے جو شخص اس راہ میں قدم رکھتا ہے اگر وہ اہل سلوک کے فرمان کے مطابق عمل نہیں کرتا تو اللہ تک اس کی رسائی ناممکن ہے جو عاجزی اور غم سے اندر آنے کی اجازت نہ طلب کرے وہ ہرگز باریاب نہیں ہو سکتا اور جب تک سر کے بل نہ چلے وہ بارگاہ رب العزت میں رسائی نہیں حاصل کر سکتا۔

پھر فرمایا اسی سال تک جب تک میں نے سب زبانوں سے دخل کی اجازت نہ مانگی انہوں نے نہ دی اور سارے ہاتھوں سے دروازہ کھٹکھٹایا انہوں نے نہ کھولا' جب تک سارے قدموں سے اس کی راہ میں نہ چلا ہرگز عزت کے مقام پر نہ پہنچا قصہ مختصر یہ ہے کہ بڑی عاجزی' انکساری اور تکلیفات برداشت کر کے منزل مقصود کو پایا۔ جونہی خواجہ صاحب قطب الاسلام بختیار دام اللہ برکاتہٗ نے ان فوائد کو ختم کیا سارے حاضرین نے سرزمین پر رکھ دیے آپ نے سب کو اٹھایا میری باری آئی تو مجھے بغل میں

Marfat.com

لے کر روئے اور یہ الفاظ اپنی زبان مبارک سے فرمائے۔

هذا فراق بینی و بینک۔ جدائی میرے اور تیرے درمیان ہے اس کے بعد فرمایا کہ ارادت کا حق پورا کر اور چونکہ آب و دانہ کی کشش سخت ہے جا۔! میں نے تجھے اللہ کے حوالے کیا اور قرب و عظمت کے مقام پر پہنچایا۔

جونہی یہ فرمایا عالم تحیر میں مشغول ہو گئے اور دعاگو واپس چلا آیا۔ یہ سلوک کے وہ فوائد ہیں جو اہل جہاں کے لئے مخدوم کی زبان مبارک سے سن کر اس مختصر سی کتاب میں قلم بند کئے ہیں۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

Marfat.com

Marfat.com

ملفوظات

فریدالدین مسعود گنج شکر

رحمۃ اللہ علیہ

راحت القلوب

مرتبہ

خواجہ نظام الدین اولیاء

رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

عنصر صابری

پروگریسو بکس

یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ

اردو بازار لاہور ☎ 7352795

Marfat.com

Marfat.com

گنج شکر کی ذات ہے گنجینہ صفات
فرد فرید، فرد زماں، کائنات

○

البدر یطلع من فریدٌ جبینہ
والشمس تغرب فی شقائق خدہ
ملک الجمال باسرہ فکا نما
حسن البریتہ کلہ من عندہ

فرید کی پیشانی سے چودھویں کا چاند ظاہر تھا اور آپ کے رخ انور میں آفتاب گم ہو جاتا تھا وہ حسن کا بادشاہ ہے اور ایسا حسین ہے کہ سارے جہاں کی خوبصورتی اس سے ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

شہباز عظیم

یہ امر مسلمہ ہے کہ منگولیا سے کابل تک کا علاقہ سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں فتح ہوا۔ طبرستان کی فتح میں سیدنا عبداللہ بن عثمانؓ' سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سیدنا عبداللہ بن عباسؓ اور سیدنا حسن بن علیؓ کا ہاتھ تھا۔ خراسان' کرمان' سجستان اور غزنی و کابل کی فتح سیدنا عبداللہ بن عثمانؓ اور سیدنا عبداللہ بن عمرؓ اور دیگر صحابہ کرام کی مرہون منت ہے۔ عبدالرحمٰن بن سمرہؓ نے اس سے آگے فتوحات کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے سرزمین پاک و ہند تک اسلامی سلطنت کو وسعت دی۔

متذکرہ بالا مفتوحہ علاقوں کا اکثر بیشتر حصہ سیدنا عبداللہ عمرؓ کی زیر نگرانی رہا وہ اور ان کی اولاد نسل در نسل ان علاقوں پر حکومت کرتی رہی۔

سیدنا عبداللہ بن عثمان غنی ذوالنورینؓ کی اولاد نے فتوحات کے قدم آگے بڑھاتے ہوئے کشمیر اور ہمالیہ کے دامن کی ریاستوں کو اسلامی قلمرو میں شامل کیا۔ جب عثمان غنیؓ شہید کر دیے گئے تو ان مجاہدوں کو آپ کی شہادت کا ایک عرصہ بعد پتہ چلا مگر مجاہدین اسلام نے واپس جانا پسند نہ کیا بلکہ اس سرزمیں پر پرچم توحید کو بلند کرنا زیادہ پسند کیا اور وہ سب یہاں کے ہو رہے کشمیر اور اس سے ملحقہ علاقہ جات پر' اولاد عثمان غنیؓ نے حکومت قائم کر لی اور نسل در نسل' حکومت کرتے رہے حتیٰ کہ موجودہ آزاد کشمیر کا صدر مقام مظفر آباد بھی اولاد عثمان غنیؓ کا آباد کردہ ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ کی اولاد افغانستان ترکستان اور دیگر علاقوں پر نسل در نسل حکمراں رہی۔ اس نسل کے آخری بادشاہ شہاب الدین فرخ شاہؒ کے بعد حکومت غزنوی خاندان میں منتقل ہو گئی۔ ۳۶۶ھ بمطابق ۹۷۶ء کو غزنوی خاندان کا پہلا حکمراں سبکتگین تخت نشین ہوا اس نے اور غزنوی حکمرانوں نے اولاد فاروق اعظمؓ کو مفتوحہ علاقوں میں نسل در نسل کسی نہ کسی جگہ قاضی مقرر کئے رکھا ملاحظہ فرمایئے شجرہ۔

Marfat.com

Marfat.com

شجرہ نسب

مراد رسولؐ سیدنا عمر فاروقؓ تا شہباز عظیم فرید الدین مسعودؒ گنج شکر

سیدنا عبداللہؓ

○

حضرت شیخ ناصرؒ

○

حضرت شیخ منصورؒ

○

حضرت شیخ سلیمانؒ

○

حضرت شیخ ادھمؒ

○

حضرت شیخ ابراہیمؒ

○

حضرت شیخ اسحاقؒ

○

حضرت شیخ ابوالفتح واعظ اکبرؒ

○

حضرت شیخ عبداللہ واعظ اصغرؒ

○

Marfat.com

حضرت خواجہ محمد مسعودؒ

○

حضرت شیخ عبداللہ سلیمانؒ

○

حضرت شیخ محمد محمودؒ

○

حضرت نصیر الدینؒ

○

حضرت شیخ شہاب الدین ملقب بہ فرخ شاہؒ بادشاہ کابل

○

حضرت بندگی احمد یوسف شاہؒ

شیخ محمد اکبر شاہؒ

حضرت شیخ محمد یوسفؒ

حضرت شیخ محمد احمد تاتاریوں کے حملہ میں کابل میں شہید ہوئے

حضرت قاضی شعیبؒ

حضرت جمال الدین سلیمانؒ

حضرت فرید الدین مسعودؒ گنج شکر

Marfat.com

غزنوی دور

۹۶۲ء تا ۱۱۸۶ء

سامانی حکومت ختم ہونے کے بعد غزنوی دور حکومت کا آغاز سبکتگین کے کاشغر' ماورا النہر' بلخ بخارا سمرقند' خراسان کے علاوہ بلاد ہند پر حکومت کرنے کے لئے ۳۶۶ھ بمطابق ۹۷۶ء سے اس کی تخت نشینی سے ہوا۔ غزنوی خاندان کا دوسرا بادشاہ اسماعیل تھا جو ۳۸۷ھ میں متذکرہ سلطنت کا حکمران بنا ایک سال بعد اس کی اچانک وفات سے حکومت سلطان محمود غزنوی کے ہاتھ آئی جو ۳۸۸ھ بمطابق ۹۹۸ء کو تخت نشین ہوا اس کے بعد اس کے جانشینوں نے ۵۵۵ء بمطابق ۱۱۶۰ء خسرو ملک کی آخری فرمانروائی تک حکومت کی اس کے بعد سلطان محمد غوری کی حکومت کا آغاز ہوا اس کے بعد قطب الدین ایبک سے خاندان غلامان محمدؒ کی حکومت کی ابتداء ہوئی۔

سلطان محمود غزنوی نے جب عنان حکومت کم سنی میں سنبھالی تو اس وقت ہندو راجہ جے پال کی حکومت افغانستان کی سرحدوں کو چھوتی تھی۔ اس نے محمود غزنوی کی حکومت کو ختم کرنے کے لئے افغانستان کے اندر یورش برپا کر کے مسلمانوں کے کئی گاؤں مع افراد کے جلا ڈالے۔ محمود نے کمر ہمت باندھ کر اس کے علاوہ مشہور مندر پشاور پر حملہ کر دیا۔ اس وقت پشاور میں پتھروں سے لنٹل کی صورت بنا کر بالائی منزل پر ہندوؤں کا ایک بہت بڑا بت خانہ تھا۔ اگر نقشہ پر نگاہ ڈالیں تو غزنیں شہر کے بالکل سامنے پشاور آتا ہے۔ محمود غزنویؒ نے اسے "پیش آور" کہا جو بعد میں پشاور بن گیا۔ محمود نے پہلے حملہ میں اس معروف بت کدہ کو مسمار کر دیا۔ جے پال اور اس کی فوج کے پاؤں ایسے اکھڑے کہ لاہور آکر دم لیا۔ جے پال نے سہ بار مکر کی چالوں سے محمود کے علاقہ میں حملے کئے اس کے بعد محمود نے ہندوؤں کی کمر توڑنے کے لئے سترہ حملے کئے۔

ہندوؤں کے منادر چونکہ قلعہ کی حیثیت رکھتے وہ عبادت خانہ تھے۔ محمود غزنویؒ نے جب ان کا غرور خاک میں ملایا تو ہندوؤں نے محمود غزنوی کو کہلا بھیجا ہمارے تمام

Marfat.com

مندر جو تو نے توڑے ہیں ان سب کا بدلہ ہمارا سومنات کا بت تم سے لے گا مزا تو تب ہے کہ تم سومنات کی طرف رخ کرو۔ سومنات کا مندر بھارت کی موجودہ ریاست جونا گڑھ میں سمندر کے کنارے پر تھا جو غزنیں سے بہت دور دراز تھا وہاں حملہ کرنا آسان نہ تھا محمود نے ان کے چیلنج کو قبول کر لیا۔

محمود غزنویؒ نے سومنات پر حملہ کرنے کے لئے اسلامی افواج کو سومنات کی طرف روانہ کرنے کے لئے دریائی سفر اختیار کیا۔ جب اسلامی فوج ملتان کے قریب دریا کے راستے سے گذر رہی تھی تو یہاں کے شش امامیوں قرمطیون نے اس کی فوج پر حملے کر کے بہت سے مسلمان غازی شہید اور زخمی کر دیے۔

ملتان کی تاریخ بہت قدیم ہے پندرہ ہزار سال سے بیس ہزار سال کی تاریخ کا آسانی سے کھوج لگایا جا سکتا ہے تاریخ سے ثابت ہے کہ موہنجوداڑو' ہڑپہ اور یونانی تہذیب ایک ہے اور ایک دوسری سے ملتی جلتی ہے۔ مختلف ادوار میں ملتان کا نام اس سے ملتا جلتا رہا ہے۔ ملتان میں ہنود کا ایک بہت بڑا مندر تھا۔ محمد بن قاسم کے ہاتھوں یہاں کے بت مسمار ہو گئے۔ سامانیوں کے دور حکومت کے بعد یہاں قرامطیوں اور حشیشین جو مختلف ناموں سے مشہور ہیں انہوں نے خود کو فاطمی سادات ظاہر کر کے اپنے جھنڈے گاڑ دیے۔ محمود غزنویؒ نے سومنات کی مہم سے فارغ ہو کر ملتان آکر یہاں کے اسماعیلیوں' قرامطیوں حشیشین وغیرہ ناموں سے مشہور تھے ان کی گردن ناپی یہ لوگ روپوش ہو گئے اور کچھ اسکردو' گلگت وغیرہ کے علاقوں میں چلے گئے۔ اس طرح سے ملتان میں ان کی قوت کا شیرازہ بکھر گیا۔

ملتان میں محمود غزنوی نے یہاں بابا فریدؒ گنج شکر کے اجداد میں سے کوتوال جو موجودہ دور میں گورنر کہلاتا ہے مقرر کیا ملتان کے کوتوال کے تحت مکران تا ساحل گجرات کاٹھیا واڑ کا علاقہ آتا تھا کیونکہ موجودہ ریاست جونا گڑھ کا علاقہ بھی سومنات کی فتح کے بعد اسلامی سلطنت کا حصہ بن گیا تھا۔ غوریوں کے عہد حکومت میں تاتاریوں نے افغانستان پر بھی یلغار کی جب بابا فریدؒ کے پڑداوا کو افغانستان میں تباہی کا پتہ چلا تو یہ افغانستان واپس چلے گئے جناب شیخ محمد احمدؒ بن شیخ محمد یوسف کو غزنوی حکمرانوں نے

Marfat.com

ملتان کا قاضی مقرر کیا تھا یہ افغانستان میں تاتاریوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔

" جناب شیخ محمد احمدؒ کی شہادت کے بعد ان کے بیٹے جن کے نام کا حصہ قاضی مشہور ہے قاضی شعیب کو ملتان کا قاضی مقرر کیا گیا۔ قاضی شعیبؒ غزنیں سے لاہور جلوہ افروز ہوئے پھر براستہ قصور ملتان تشریف لے گئے۔ قاضی شعیبؒ نے ملتان سے تقریباً" پندرہ میل کے فاصلہ پر لفظ کوتوال سے ملتانی لہجہ میں کھوتوال شریف کا قصبہ ہے جو چاولی مشائخ ہے۔ مسلمان کوتوالوں نے انتظام اور انصرام کی خاطر جہاں چند ایک راستے ملتے تھے اپنا مسکن بنایا۔ حضرت قاضی شعیبؒ کے کوتوال ہونے کی بدولت یہ قصبہ کوتوال شریف مشہور ہو گیا یاد رہے انہیں سلطان محمد غوری کے حکم سے کوتوال اور قاضی مقرر کیا گیا تھا۔

حضرت قاضی شعیبؒ کے دو بیٹے تھے بڑے قاضی جمال الدین سلیمانؒ اور چھوٹے قاضی عبداللہؒ قاضی جمال الدین سلیمانؒ بہت بڑے عالم، قلم اور تلوار کے دھنی تھے اور صاحب تقویٰ ہونے کی بدولت یکتائے زمانہ تھے۔ اس لئے انہیں والد کی وفات کے بعد ملتان کا کوتوال و قاضی مقرر کیا گیا۔ ان کی شادی مولانا وجیہہ الدین خجندیؒ کی صاحبزادی بی بی قرسم خاتونؒ سے ہوئی وہ رابعہ عصر تھیں وہ بڑی عابدہ زاہدہ تھیں آپ جو دعا مانگتیں وہ قبول ہو جاتی۔

قاضی جمال الدین سلیمانؒ کے تین بیٹے تھے بڑا بیٹا شیخ اعزالدین محمودؒ، دوسرا فرید الدین مسعودؒ اور تیسرا نجیب الدین متوکلؒ جو بابا صاحب کا مرید اور خلیفہ بنا۔

بابا فرید الدین مسعودؒ کی ولادت ۵۶۹ھ ماہ رمضان کے آغاز کی شب کو کوتوال شریف چاولی مشائخ کے قصبہ میں ہوئی۔ رمضان کے چاند میں شک تھا ایک بزرگ وہاں مقیم تھے لوگوں نے ان سے پوچھا کہ روزہ رکھا جائے یا نہیں؟ انہوں نے فرمایا قاضی جمال الدین سلیمانؒ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہو گا اگر اس نے دودھ پیا تو روزہ نہیں رکھنا چاہیے اسی رات آپ کی ولادت ہوئی اور آپ نے دودھ نہ پیا لوگوں نے روزہ رکھا۔

Marfat.com

فرید الدینؒ

حضرت فرید الدین عطار نے آپ کو فرید الدین کا نام عطا فرمایا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے فرید الدین لقب ہے جو بارگاہ الٰہی سے عطا ہوا۔ جناب بابا صاحب کا اصل لقب گنج شکر ہے۔

گنج شکرؒ

بچپن سے آپ کو شکر بہت پسند تھی۔ آپ کی والدہ آپ کو نمازی بنانے کی خاطر نماز فجر کے وقت جانماز کے نیچے شکر کی پڑیا رکھ دیتی تھیں نماز سے فراغت کے بعد آپ جانماز اٹھاتے تو شکر مل جاتی۔ اتفاقاً" آپ کی والدہ کا کہیں جانا ہوا وہاں چند دن قیام کرنا پڑا والدہ نے دعا کی باری تعالیٰ میرے بچے کے ایمان کا اب تو محافظ ہے میں تیری راہ پر لگانے کے لئے شکر رکھا کرتی لیکن اب۔ ..؟ آپ کی والدہ ماجدہ نے واپس آکر پوچھا فرید! کیا تجھے شکر ملتی رہی فرمایا ہاں میں اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوتا رہا شکر ملتی رہی معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے مراد رسول عمر فارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کا اس قدر احترام کیا کہ پیشتر اس کے کہ فرید کا ہاتھ جانماز کی طرف بڑھے اللہ تعالیٰ جبرائیل آمین کے ذریعے شکر رکھوا دیتے۔ یہ اس لئے کہ دنیا والے دیکھ لیں کہ اللہ تعالیٰ کو مراد رسول کی اولاد سے کتنا پیار اور ان کا کیا مقام ہے۔

تعلیم!

آپ کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی آپ نے قرآن مجید بارہ سال کی عمر میں حفظ کیا۔ ملتان میں محلہ سرائے حلوائی میں مولانا منہاج الدین ترمذی کی مسجد تھی یہاں آپ دینی تعلیم حاصل کرتے ہوئے کتاب نافع پڑھ رہے تھے۔ اس مسجد میں قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ تشریف فرما ہوئے آپ کی نظر جناب فریدؒ پر پڑی آپ نے

Marfat.com

پوچھا۔
"مسعود! تو چہ می خوانی" (مسعود! تم کیا پڑھتے ہو؟) آپ نے جواب دیا "کتاب نافع" یہ سن کر جناب قطبؒ نے فرمایا۔ "می دانی کہ نفع تو ازیں نافع خواہد بود" (تم جانتے ہو کہ نافع سے تمہیں نفع ہو گا) آپ نے عرض کی!
"نفع تو مجھے آپ کی قدم بوسی سے اور نظر کیمیا کی سعادت کے اثر سے ہو گا" یہ کہہ کر قدموں پر گر گئے۔ آپ خوش ہوئے اور فرمایا ظاہری تعلیم کی تکمیل بھی ضروری ہے۔ اس وقت آپ جناب بختیار کاکیؒ سے بیعت کر کے ان کے حلقہ میں شامل ہو گئے۔ آپ کا سلسلہ طریقت یہ ہے۔

سلسلہ طریقت

حضرت فرید الدین مسعود گنج شکرؒ تاریخ وصال ۵ محرم ۶۶۸ھ مدفن پاکپتن شریف

- حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکیؒ وصال ۱۴ یا ۲۴ ربیع الاول ۶۳۵ھ مدفن دہلی
- حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری وصال ۶ رجب ۶۳۴ھ مدفن اجمیر شریف
- حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ وصال ۶ شوال مدفن مکہ معظمہ اندر باب اول قدیم محل شریف حسین احاطہ چوبی
- حضرت خواجہ حاجی سید شریف زندنیؒ وصال ۱۰ رجب ۶۱۲ھ مدفن زندنہ
- حضرت خواجہ مودود چشتیؒ وصال ا رجب ۵۲۷ھ مدفن چشت نزد ہرات افغانستان
- حضرت خواجہ ابو یوسف ناصر الدینؒ وصال ۳ رجب ۴۵۸ھ مدفن چشت
- حضرت خواجہ محمد زاہد چشتیؒ وصال ۱۴ ربیع الاول ۴۱۱ھ مدفن چشت
- حضرت خواجہ احمد ابدال چشتیؒ وصال ۳ جمادی الثانی ۳۵۵ھ مدفن چشت
- حضرت خواجہ ابو اسحاق شامیؒ وصال ۱۴ ربیع الثانی ۳۲۹ھ مدفن شام
- حضرت خواجہ ممشاد دینوریؒ وصال ۴ محرم مدفن دینور

Marfat.com

- حضرت خواجہ ابو ہبیرہ امین الدین بصریؒ وصال ۷ شوال ۲۸۲ھ مدفن بصرہ
- حضرت خواجہ حذیفہ مرعشیؒ وصال ۱۴ شوال ۲۰۷ھ مدفن بصرہ مرعش
- حضرت خواجہ ابراہیم بن ادھمؒ وصال یکم شوال ۱۶۲ھ مدفن شام
- حضرت خواجہ جمل الدین فضیل ابن عیاضؒ وصال ۳ ربیع الاول ۱۸۷ھ مکہ معظمہ محلہ حارۃ الباب
- حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید شاہؒ وصال ۲۷ صفر ۱۷۶ھ مدفن بصرہ
- حضرت خواجہ حسن بصریؒ وصال ۴ محرم ۱۱۰ھ مدفن بصرہ

الٰہی تا بود خورشید و ماہی
چراغ چشتیاں را روشنائی

حصول تعلیم

حضرت خواجہ قطب الاقطاب کے حکم سے تعلیم ظاہری حاصل کرنے کے لئے حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ نے بدخشاں' غزنوی' بغداد' قندھار اور سیوستان تک کا سفر کیا۔ آپ نے بغداد میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ سے فیض حاصل کیا بغداد کے نواح میں ایک بزرگ خواجہ اجل سنجریؒ سے ملاقات ہوتی رہی' بخارا میں حضرت شیخ سیف الدین بافرزیؒ کے فیض سے اکتساب کیا۔ غزنوی میں امام حدادیؒ کی خدمت میں رہے سیوستان میں شیخ اوحد الدین کرمانیؒ سے روحانی فیض حاصل کیا ملتان آکر حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریاؒ ملتانی کے ساتھ ایک عرصہ رہے۔ اس کے بعد آپ نے قصد دہلی فرمایا۔

دہلی روانہ ہونے سے قبل تذکرہ نویسوں نے لکھا ہے کہ آپ نے ظاہری تعلیم حاصل کرنے کے لئے ۱۱۹۷ء تا ۱۲۱۵ء بغداد' سیوستان' چشت' دمشق' غزنیں' بدخشان نیشاپور' شام' مکہ معظمہ' مدینہ منورہ' بیت المقدس' بخارا' قندھار' لاہور ملتان پھر دہلی تک کی سیاحت کی۔ آپ نے خاندان غلاماں کے علاوہ ان بادشاہوں کا زمانہ پایا۔

Marfat.com

۱ سلطان شہاب الدین محمد غوریؒ	۲ سلطان قطب الدین ایبکؒ
۳ آرام شاہ	۴ سلطان شمس الدین التمشؒ
۵ رکن الدین فیروز شاہ	۶ رضیہ سلطانہ
۷ معزالدین بہرام شاہ	۸ مسعود شاہ علاء الدین
۹ ناصرالدین محمود	۱۰ سلطان غیاث الدین بلبن

خلافت

جب آپ تمام دنیا کی سیرو سیاحت کر چکے تو حسب ارشاد اپنے پیر و مرشد حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کی خدمت میں دہلی پہنچے۔ مرشد کے حضور رہ کر باطنی ترقی کا دور شروع ہوا۔ حضرت فرید الدین گنج شکرؒ چلہ کشی، نماز معکوس، چلہ معکوس، مجاہدہ، ریاضت، نفس کشی میں ہمہ تن مصروف ہو گئے زندگی کا ہر لمحہ یاد الٰہی میں گزارتے۔ رات کی شب خیزی میں خوف الٰہی سے اس قدر روتے کہ داڑھی تر ہو جاتی آپ نے چالیس سال نفس کشی کی ایسی مثال قائم کی جو دوسروں کے حصہ میں نہ آئی۔

حب رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی آپ یکتا تھے جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا تو آپ زارو قطار رونا شروع کر دیتے یہ آپؐ کی ذات سے بے پناہ عشق کا نتیجہ تھا۔ آپ سختی سے شرعی احکامات کی پابندی کرتے آپ روحانی ترقی کے لئے احکام شرع کو ضروری فرماتے۔ نماز جماعت کے سخت پابند تھے آپ اکثر مریدوں کو فرمایا کرتے اگر دو آدمی بھی ہوں تو نماز باجماعت ادا کرنی چاہئے۔

آپ کا فرمان ہے کہ "اللہ نے ۱۸ ہزار عالم میں جو دینی اور دنیوی نعمت پیدا کی ہے وہ دراصل نماز ہے" آپ نے تمام عمر روزے رکھے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ "رمضان کے روزے رکھنے سے ہزار سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے اور روزے دار کے اعمال سے بے شمار برائیاں نکال دی جاتی ہیں —— "

۵۹۵ھ میں حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ دہلی میں جلوہ افروز ہوئے حضرت بابا گنج شکرؒ پر آپ کی نظر کرم پڑی۔ آپ نے حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کو حکم دیا کہ

Marfat.com

انہیں اپنی دستار اور پروانہ خلافت عطا فرمائیں۔ اس وقت نور الدین مبارک غزنویؒ قاضی حمید الدین ناگوریؒ' شیخ نظام الدین ابوالموائیدؒ' مولانا علاؤالدین کرمانیؒ مولانا شمس الدین ترکؒ' اور خواجہ محمد تو ینہؒ دوز موجود تھے۔ حضرت بابا گنج شکرؒ نے اپنے مرشد کے علاوہ اپنے دادا پیر جناب خواجہ اجمیریؒ سے بھی اکتساب فیض کیا۔

محبوب الٰہی نظام الدین اولیاءؒ اس کے متعلق فرماتے ہیں۔ ایک بار حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ' حضرت بختیار کاکیؒ اور حضرت بابا فریدؒ ایک ہی حجرے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ خواجہ اجمیریؒ نے فرمایا۔

"بختیار! اس نوجوان کو کب تک مجاہدے سے جلاتے رہو گے اسے کچھ عنایت کرو"۔ شیخ بختیار کاکیؒ نے اپنے مرشد کے حضور میں التجا کی۔ "حضور! میری یہ مجال نہیں کہ آپ کے ہوتے ہوئے کچھ عنایت کر سکوں" ــــ خواجہ اجمیری نے فرمایا ــــ "یہ مرید تو تمہارا ہے پھر آپ کھڑے ہو گئے اور فرمایا اچھا آؤ دونوں مل کر اسے کچھ عطا کریں"۔

دائیں طرف خواجہ معین الدینؒ اور بائیں طرف حضرت بختیار کاکیؒ کھڑے ہو گئے درمیان میں بابا فریدؒ تھے آپ کو دونوں صاحبوں نے جو عطا کیا سو عطا کیا۔

سیرالعارفین میں تحریر ہے ــــ خواجہ اجمیریؒ بابا فریدؒ کے زہد و تقویٰ علم و فضل کی استعداد اور روحانی گہرائیوں سے اس قدر متاثر ہوئے کہ انہوں نے ایک دن اپنے مرید حضرت بختیار کاکیؒ سے فرمایا۔

"بابا بختیار! شہباز عظیم بقید آوردہ کہ جز بہ سدرۃ المنتہیٰ آشیاں نگیرد" این فرید شمع ایست کہ خانوادہ درویشاں منور سازد"۔

سبحان اللہ۔ اس مرد کامل کی عظمت کا اندازہ حضرت خواجہ معین الدینؒ کے درج بالا الفاظ سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے آپ حضرت بابا گنج شکر کو "شہباز عظیم" قرار دے رہے ہیں۔

البدر یطلع من فریدؒ جبینہ
والشمس تغرب فی شقائق خدہ

Marfat.com

ملک ا لجمال باسرہ فکا نماّ

حسن البریتہ کلہٖ من عندہ

ترجمہ :۔ آپ کی پیشانی سے چودھویں کا چاند ظاہر تھا اور آپ کے رخ انور میں آفتاب گم ہو جاتا تھا۔ وہ حسن کا بادشاہ ہے اور ایسا حسین ہے کہ سارے جہاں کی خوبصورتی اس سے ہے۔

انشراح

حضرت جلال الدین تبریزیؒ آپ سے کوتوال میں ملے آپ جو انار لائے تھے اس کا ایک دانہ زمین پر پڑا رہ گیا آپ نے اس دانہ کو اٹھا کر اپنی دستار میں رکھ لیا اس دانہ سے روزہ افطار کیا اس سے آپ نے اپنی طبیعت میں انشراح محسوس کیا اس کا ذکر اپنے پیرو مرشد سے کیا تو انہوں نے فرمایا ابتدا میں یہ سب کچھ اس دانے کا تھا۔ جب خواجہ معین الدین چشتیؒ اور آپ کے مرشد حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ اولیاء نے درمیان میں لے کر جس مقام پر آپ کو پہنچا دیا وہ کسی کے حصہ میں نہ آیا۔ جب ان کو مرتبہ حاصل ہوا تو اس وقت موجود ایک شاعر نے کیا خوب کہا۔

بخشش کونین از شیخین شد درباب تو

بادشاہی یافتی از بادشاہان جہاں

مملکت دنیاؤ دیں گشتہ مسلم برترا

عالم کن گشتہ اقطاع تو اے شاہ جہاں

ترجمہ :۔ آپ نے دو جہاں کی نعمت دو بزرگوں سے حاصل کی اور بادشاہوں سے بادشاہی پائی۔ دین و دنیا کی تم کو شاہی ملی اور کائنات آپ کی جاگیر بن گئی۔

اس لطف و کرم کے بعد ایک مرتبہ پھر غریب نوازؒ دوبارہ دہلی میں جلوہ افروز ہوئے اس دن حضرت قطب صاحب کی خانقاہ میں قیام فرمایا خواجہ غریب نوازؒ نے حضرت خواجہ قطبؒ کے تمام مریدوں کو نعمت سے مالا مال فرمایا۔

جب سب نعمت سے سرفراز ہو چکے تو حضرت خواجہ غریب نوازؒ نے حضرت قطبؒ

Marfat.com

سے دریافت فرمایا :۔

"تمہارے مریدوں میں سے کیا کوئی نعمت پانے سے رہ گیا ہے؟"

حضرت قطب نے عرض کیا۔

"جی ہاں مسعود رہ گیا ہے وہ چلہ میں بیٹھا ہے"۔

حضرت خواجہ غریب نوازؒ اور حضرت خواجہ قطبؒ آپ کے حجرہ میں تشریف فرما ہوئے حضرت غریب نوازؒ نے آسمان کی طرف منہ کر کے آپ کے لئے دعا فرمائی اور بارگاہ رب العزت میں عرض کیا :۔

"باری تعالیٰ! ہمارے فرید کو قبول فرما اور اکمل درویش کے مرتبہ پر پہنچا"

غیب سے آواز آئی :۔

"ہم نے فرید کو قبول کیا وہ وحید عصر ہو گا"

خواجہ غریب نوازؒ نے حضرت قطبؒ کو ہدایت فرمائی :۔

"اسم اعظم جو خواجگان چشت میں سینہ بہ سینہ چلا آتا ہے! اسے تلقین کرو"۔ آپ پر علم لدنی کا انکشاف ہوا اور حجابات کے پردے اٹھ گئے۔ خواجہ قطبؒ نے آپ کو دستار، مثال اور خلافت کے دیگر لوازمات عطا فرمائے۔

گنج شکرؒ

گنج شکر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ کی والدہ آپ میں نماز کا شوق پیدا کرنے کے لئے مصلے کے کونے کے نیچے شکر کی پڑیا رکھ دیا کرتی تھیں جسے حضرت بابا فریدؒ نماز پڑھنے کے بعد اٹھا کر کھا لیا کرتے تھے بابا صاحب سمجھتے کہ اللہ شکر رکھ دیتا ہے۔ جب والدہ کا گھر سے کہیں جانا ہو گیا وہاں والدہ صاحبہ پریشان ہوئیں آپ حسب معمول نماز پڑھ کر مصلے اٹھاتے شکر مل جاتی۔

ایک سوداگر اونٹوں پر شکر لاد کر لے جا رہا تھا راستے میں اجودھن میں حضرت بابا فریدؒ کھڑے تھے انہوں نے پوچھا "اونٹوں پر کیا لدا ہوا ہے" سوداگر نے مذاق سے یا کسی اور خیال سے کہا "ان میں نمک ہے" حضرت بابا فریدؒ نے نہایت سادگی سے کہا "

Marfat.com

نمک ہے تو نمک ہی سہی"

سوداگر جب اپنی منزل پر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ شکر کی بجائے اونٹوں پر نمک کے بورے ہیں۔ وہ بہت پچھتایا! بھاگا ہوا واپس اجودھن میں آکر بابا فریدؒ کے قدموں پر گر پڑا اور معافی کا طلب گار ہوا حضرت گنج شکر نے مسکرا کر کہا "جاؤ تمہارے بوروں میں نمک نہیں تو پھر شکر ہی ہو گی" تاجر نے واپس آکر دیکھا تو نمک شکر میں بدل چکا تھا"۔

سیر الاولیاء میں تحریر ہے کہ "ایک دفعہ خواجہ گنج شکر نے حضرت خواجہ قطب الاقطاب قدس سرہ کی خدمت میں عرض کیا میں کوئی مجاہدہ کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت اقدس نے فرمایا طے کا روزہ رکھو (طے کا روزہ وہ ہوتا ہے جس میں کئی روز نہ سحری نہ افطاری ہوتی ہے) چنانچہ میں نے تین دن طے کا روزہ رکھا۔ تیسرے دن ایک آدمی چند روٹیاں لایا میں نے سمجھا غیب سے آئی ہیں میں نے لے کر کھالیں اس کے بعد میں نے دیکھا کہ ایک کوا مردار آنتیں چونچ میں لے کر سامنے درخت پر بیٹھ گیا۔ یہ دیکھ کر مجھے کراہت آئی جو کچھ کھایا تھا قے کر دیا اور معدہ بالکل خالی ہو گیا۔ جب میں نے یہ واقعہ حضرت شیخ کی خدمت میں پیش کیا تو فرمایا کہ مسعود وہ جو تم نے تین دن کے بعد روٹی کھائی وہ ایک شراب فروش کے گھر سے آئی تھی اس لئے تمہارے پیٹ میں نہ رہ سکی۔ اب جاؤ اور مزید تین دن کا روزہ رکھو لہٰذا میں نے تین دن مزید طے کا روزہ رکھا اور چھ دن کچھ نہ کھایا۔ اس سے جسم بے حد کمزور ہو گیا اور بے حد بھوک محسوس ہوئی میں نے زمین پر ہاتھ مار کر چند سنگریزے اٹھائے اور منہ میں ڈالے تو وہ شکر ہو گئے۔ حکیم سنائی نے کیا خوب کہا ہے۔

سنگ در دست تو گہر گردد   زہر در دہن تو شکر گردد

ترجمہ :۔ پتھر تیرے ہاتھ کی برکت سے گوہر بن جاتا ہے اور زہر تیرے منہ میں شکر بن جاتی ہے۔

حضرت فریدؒ فرماتے ہیں میں نے یہ حال دیکھا تو دل میں خیال آیا کہ شاید یہ شیطان کا مکر ہے اس لئے منہ سے نکال کر پھینک دیا۔ پھر یاد حق میں مشغول ہو گیا حتیٰ کہ آدھی رات گزر گئی اور کمزوری غالب آگئی اس کے بعد پھر سنگریزے اٹھا کر منہ

Marfat.com

میں ڈالے وہ بھی شکر بن گئے اور میں نے مکر شیطان کے خوف سے نکال کر پھینک دیئے پھر یاد الٰہی میں مشغول ہو گیا لیکن ضعف کا ایسا غلبہ ہوا کہ عبادت میں فرق آگیا میں نے پھر پتھر منہ میں ڈالے تو شکر ہو گئے۔ اس مرتبہ خیال آیا یہ حق تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اسی وجہ سے تیسری بار یہی ہوا حضرت شیخ نے بھی یہی فرمایا تھا جو غیب سے آئے اس سے افطار کر لینا۔ آپ نے وہ پتھر کے ٹکڑے جو شکر ہو گئے تھے تناول فرمائے۔ صبح ہوتے ہی سارا ماجرا حضرت بختیارؒ کی خدمت میں عرض کیا آپ نے فرمایا کہ تم نے اچھا کیا ان سے افطار کر لیا۔

ہر چہ از غیب است نیکو است

جو کچھ غیب سے آتا ہے اچھا ہے۔

دہلی میں غزنوی دروازہ کے قریب آپ حجرہ میں مشغول عبادت رہتے یہی جگہ آپ کے آرام کی تھی یہاں طے کا روزہ رکھا تھا۔ جب آپ حضرت خواجہ قطبؒ کی خدمت میں اپنا متذکرہ بالا احوال کہہ چکے تو آپ نے انہیں بازار سے سامان خورد و نوش خرید لانے کے لئے بھیجا۔ جب آپ سامان خرید رہے تھے تو ایک جلوس آتا دکھائی دیا اس جلوس میں اس شیخ کا مرید بلند آواز سے کہہ رہا تھا جس نے جنت میں جانا ہے وہ میرے شیخ کا چہرہ دیکھ لے۔ اس پر آپ دکان کے اندر چلے گئے اور دیوار کی طرف منہ کر کے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں جب وہ جلوس چلا گیا تو آپ نے ضرورت کا سامان لیا اور واپسی اختیار کی چھ روز سے کچھ کھایا پیا نہ تھا واپسی پر خواجہ بختیارؒ نے پوچھا فرید اس قدر دیر کر دی۔ عرض کر کے سارا ماجرا کہہ سنایا تو آپ نے کہا فرید! تم بھی جنت لے لیتے آپ نے جواباً" عرض کیا۔ میں نے آپ کا چہرہ دیکھ رکھا ہے وہی میرے لئے کافی ہے مجھے کسی اور کی ضرورت نہیں ہے۔ اس پر جناب قطب الاقطاب نے فرمایا جاؤ شکر کی طرح میٹھے رہو گے جب آپؒ وہاں سے باہر نکلے تو ہر شخص آپ کو گنج شکر کہہ کر پکارتا۔

دہلی میں بابا فرید گنج شکرؒ کو عبادت اور ریاضت کے لئے یکسوئی اور عزلت میسر نہ تھی اس لئے کہ قطب الاقطاب بختیار کاکیؒ کے دربار میں نیاز مندوں کا ہر وقت ڈیرہ لگا

Marfat.com

رہتا تھا۔ آپ اپنے مرشد کی اجازت سے ہانسی چلے جاتے جہاں جمال الدین ہانسویؒ جو آپ کے خلیفہ اول بنے خدمت کے لئے موجود تھے آپؒ کو عبادت اور ریاضت میں سرور آتا۔ اکثر آپ مرشد کی قدم بوسی کے لئے دہلی تشریف فرما ہوتے۔

ان سے آخری مرتبہ جب میں نے ہانسی جانے کا قصد کیا تو حضرت خواجہ قطب الاقطاب مجھے دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا۔

"مولانا فرید الدین مجھے معلوم ہے تم چلے جاؤ گے میں نے عرض کیا کہ حضور جو حکم ہو۔ فرمایا' تقدیر الٰہی اسی طرح ہے کہ ہمارے آخری سفر کے وقت تم موجود نہیں ہو گے اس کے بعد حاضرین مجلس کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اس درویش (بابا فریدؒ) کے لئے مزید نعمت دنیا و دین و فقر کے لئے ہم سب مل کر سورۃ فاتحہ اور سورہ اخلاص پڑھیں اور دعا کریں۔ اس پر سب نے مل کر دعا کی اور بعد دعا حضرت شیخ نے اس دعاگو کو عصاء عطا فرمایا اور نیز فرمایا کہ میں تمہاری امانت یعنی سجادہ (مصلیٰ) خرقہ' دستار اور نعلین قاضی حمید الدین ناگوریؒ کے حوالہ کر دوں گا پانچ دن کے بعد تم کو مل جائے گی وہ ان سے لے لینا اور یہ فرمایا کہ:۔

مقام ما مقام شماست

ہمارا مقام تمہارا مقام ہے

جونہی حضرت قطب الاقطاب نے یہ الفاظ منہ سے نکالے مجلس میں نعرہ بلند ہوا اور ہر شخص نے دعا کی۔

اس کے بعد آپ ہانسی چلے آئے ہانسی کے قیام کے دوران خواجہ قطبؒ کا وصال ہو گیا آپ کو بھی اسی روز پتہ چل گیا کہ مرشد چل بسے چنانچہ اگلے روز ہانسی سے دہلی پہنچ گئے۔ پانچویں روز قاضی حمید الدین ناگوریؒ نے خواجہ بختیار کاکیؒ کے تبرکات آپ کے حوالے کر دیے۔ آپ نے اپنے پیر و مرشد کا خرقہ پہنا اس مصلے پر دوگانہ ادا کیا اور اپنے پیر و مرشد کے مکان میں قیام کیا۔

گنج شکر کی ذات ہے گنجینہ صفات

فرد فریدؒ فرد زماں کائنات

Marfat.com

حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرا جنازہ وہ پڑھائے جس کی نماز میں بالغ ہونے سے لے کر اب تک تکبیر اولیٰ فوت نہ ہوئی ہو۔ سلطان شمس الدین التمشؒ رو رہے تھے اور فرمایا میرے پیر و مرشد کو مجھے ظاہر نہ کرنا چاہیے تھا۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ حضرت بختیار کاکیؒ کے وصال کے وقت سلطان شمس الدین التمشؒ کی حکومت تھی۔ آپ کی بیٹی حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے عقد میں آئی تھی۔ "سیر اقطاب" کے مصنف نے غلطی سے شمس الدین التمشؒ" کے نام کی جگہ غیاث الدین بلبن لکھ دیا۔ اس غلطی کو صاحب "اقتباس الانوار" نے آگے بڑھا دیا پھر کیا تھا؟ نقل در نقل ہوتی چلی گئی کسی نے تاریخ کے اوراق پر نگاہ ڈالنے کی زحمت نہ فرمائی سلطان شمس الدین التمش کے بعد ان کے جانشین رکن الدین فیروز شاہ بنے اس کے بعد سلطانہ رضیہ حکمران بنی پھر معزز الدین بہرام شاہ حکمران ہوئے ان کے بعد مسعود شاہ علاء الدین کے ہاتھ حکومت آئی ان کے بعد ناصر الدین محمود کو حکومت ملی پھر ان کے بعد غیاث الدین بلبن کو اگرچہ بابا صاحب کی دعا سے تخت سلطانی اس وقت ملا جب زہد الانبیاءؒ دنیا سے سفر کر چکے تھے غیاث الدین بلبن کو حکومت ملنے کا ذکر آئندہ اوراق میں آئے گا۔ لہٰذا یہ کہنا کہ وصال حضرت بختیار کاکیؒ کے بعد بابا صاحب نے غیاث الدین بلبن کی بیٹی سے شادی کی قطعی غلط ہے۔ اب روایت ملاحظہ فرمایئے۔

جب حضرت گنج شکرؒ قدس سرہ مسند نشین ہوئے تو سلطان شمس الدینؒ حضرت اقدس سے بے حد عقیدت رکھتا تھا اور اکثر خدمت اقدس میں حاضر رہتا ایک دن حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ یہ بندہ خود تو حاضر ہو کر آستانہ بوسی کی سعادت حاصل کرتا ہے لیکن بندہ کے حرم کے لوگ پردہ کی وجہ سے زیارت سے محروم ہیں وہ اس نعمت عظمیٰ کے بے حد خواہش مند ہیں اگر مہربانی فرمائیں تو تشریف لے چلیں تاکہ وہ سب زیارت سے مشرف ہوں۔ حضرت اقدس نے بادشاہ کی درخواست قبول فرمائی اور محل کے اندر تشریف لے گئے تمام مستورات نے زیارت کی بادشاہ کی بیٹی ہزیرہ بانو دور کھڑی رہی۔ حضور نے شہزادی کو ایک طرف کھڑے دیکھا اور گردن جھکا لی پھر دیکھا اور گردن جھکا لی آپ محل سے چلے گئے بادشاہ نے اپنی بیٹی شادی کے لئے پیش کی آپ

Marfat.com

نے نکاح کر لیا۔ آپ نے ساز و سامان دیکھ کر اپنی زوجہ کو حکم دیا کہ یہ سب کا سب غریبوں میں تقسیم کر دو اور ایک موٹا جوڑا پہنو۔ اس کے بعد آپ مع اپنی زوجہ کے ہانسی تشریف لے گئے وہاں سے ملتان میں کوتوال شریف میں اپنی والدہ کے پاس جلوہ افروز ہوئے۔

صوم داؤدی

پیشتر اس کے کہ اجودھن کا ذکر کیا جائے ہانسی کا آپ کا یہ واقعہ بیان کرنا ضروری ہے حضرت زہد الانبیا فرید الدین مسعودؒ ہانسی میں قیام پذیر تھے تو شیخ علی گرد میرٹھ سے آپ کو ملنے آئے ان ایام میں آپ صوم داؤدی رکھتے تھے یعنی ایک دن روزہ رکھتے اور ایک روزہ نہیں رکھتے تھے۔ جس دن آپ کا روزہ نہ تھا آپ نے شیخ علیؒ کو کھانے پر بلایا کھانے پر شیخ علیؒ کے دل میں آیا حضرت گنج شکر اگر صائم الدہر ہوتے کیا ہی اچھا ہوتا۔ آپ کو اپنی روشنی ضمیری سے علم ہو گیا اور آپ نے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا فرمایا جو کچھ خاصان الٰہی کے دل میں آتا ہے اسی پر عمل کرنا بہتر ہوتا ہے اس روز سے آپ نے صائم الدہر شروع کر دیا۔

صلوٰۃ معکوس

سیر الاولیا میں تحریر ہے آپ نے اپنے مرشد سے چلہ کی اجازت چاہی تو انہوں نے برا منایا کہ چلہ سے شہرت ہوتی ہے اور صلوۃ معکوس یا عبادت معکوس کی اجازت دے دی — حضرت ابو سعید ابو الخیرؒ فرماتے ہیں کہ جو کچھ مجھے حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا میں نے اس پر عمل کیا ہے جب مجھے علم ہوا کہ حضرت رسالت مآبؐ نے صلوٰۃ معکوس ادا کی تو میں ٹانگوں میں رسی باندھ کر ایک کنویں میں الٹا لٹک گیا۔ حضرت خواجہ ابو محمد چشتیؒ کی بھی صلوٰۃ معکوس پڑھنا ثابت ہے۔ اس سنت پر حضرت گنج شکرؒ نے بھی عمل کیا۔

Marfat.com

اوچ شریف

آپ نماز معکوس کے لئے کئی جگہ پھرتے رہے۔ مگر اوچ شریف کو یہ مقام حاصل ہوا کہ آپ نے وہاں مسجد کا کنواں دیکھا جس کے اوپر درخت تھا اور مسجد کا امام آپ کو جانتا تھا وہ ہانسی کا رہنے والا اور آپ کا معتقد تھا آپ اس نے اس کے ہاں مسجد میں چند روز قیام فرمایا اس کا نام رشید الدین میتائی تھا اس کو اعتماد میں لے کر آپ نے نماز معکوس شروع کر دی۔ وہ عشاء کے بعد آپ کو رسی باندھ کر لٹکا دیتا اور صبح صادق کے وقت آپ کو نکال لیتا آپ مسجد میں آکر مراقب ہو جاتے آپ نے چالیس روز یہ عمل کیا وہ مسجد اور کنواں اب تک اوچ شریف میں زیارت گاہ اور حاجت روائے خلق ہے۔

اوچ شریف سے آپ کوتوال شریف میں والدہ کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوئے وہاں آپ کی زوجہ محترمہ بھی تھی۔ جب آپ پہنچے تو سلطان دہلی نے آپ کو اجودھن کا کوتوال مقرر ہونے کا پروانہ ارسال کیا آپ سپاہ اسلامی کے ساتھ اجودھن میں تشریف لائے اس فوج میں اولیاء اللہ کی کثیر تعداد موجود تھی اجودھن آپ کی آمد سے قبل حوادث زمانہ کی بدولت کئی مرتبہ تباہ ہو چکا تھا اس کے قریب دیپالپور ایک کفر گڑھ تھا اس کا ہر حکمراں اسلامی حکومت کے لئے درد سر بنا رہتا تھا۔ ان کی لوٹ مار قتل و غارت حد کو پہنچی ہوئی تھی۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود نے دیپالپور کو فتح کرنے کی بجائے اجودھن کو اپنا مرکز بنایا جب آپ اجودھن میں جلوہ افروز ہوئے تو دریا قصبہ کے ساتھ بہتا تھا آپ نے دریا کے کنارے کھڑے ہو کر فرمایا سبحان اللہ کیسا پاک پتن ہے۔ اس دن سے اجودھن پاک پتن کے نام سے مشہور ہو گیا۔ جب شہنشاہ جلال الدین اکبر آپ کی درگاہ پر حاضری دینے کے لئے آیا تو اس نے بھی دریا کی روانی دیکھ کر کہا کیسا "پاک پتن" ہے اس کے عہد میں زمین کا بندوبست ہوا لہٰذا اس نے اجودھن کا نام پاک پتن رکھ دیا۔

پاک پتن پر آئے دن حملوں کی بدولت یہ کھنڈرات میں تبدیل ہو جاتا کئی دفعہ اس

Marfat.com

کی تباہی میں دریا کے سیلاب نے حصہ لیا۔ آج پاک پتن کی ڈھکیاں جو نظر آرہی ہیں وہ افواج کے حملوں کی بدولت ہیں۔ ہندوؤں کا ملتان کے بعد مرکزی مقام دیپالپور تھا۔ پاک پتن کے گرد گھنے جنگلات تھے جو درندوں کی آماجگاہ تھے ایک دو انسانوں کا ان جنگلات کو عبور کرنا ناممکن تھا فوجی لحاظ سے کفار کی آئے دن کی یورش کے خاتمہ کے لئے بابا صاحب کی قیادت میں یہ سپاہ اسلامی کا فوجی مرکز بنا۔ ان جنگلات میں ملتان کے ان شش امامیوں قرامطیوں نے اپنے خفیہ اڈے قائم کر لئے جن کی سرکوبی بابا صاحب کے والد ماجد نے ملتان میں کی تھی۔ بابا صاحب نے جب پاک پتن کو اپنا مسکن بنایا تو آپ نے اپنی عبادت ریاضت اور علمی تدبیر سے اسے اسلامی تہذیب کا گہوارہ بنا کر صحیح معنوں میں پاک پتن بنا دیا۔ یہاں کے لوگ جو سخت قسم کے کافر تھے وہ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے پنجاب کی پینتیس ذاتوں اور گوتوں کو آپ نے مسلمان بنایا جن میں راجپوت۔ جاٹ انکی تمام گوتیں۔ کھرل' کھوکھر موکھر' وٹو' ٹوانے' سیال' رانجھے' جویہ' کاٹھیا' دہنی وال مشہور ہیں۔

جب بابا صاحب نے پاک پتن میں ڈیرہ ڈالا تو جنگلات میں ہر قسم کے موذی جانور رہتے تھے دوسری طرف انسان انتہائی بے رخی کا مظاہرہ کرتے آپ کو یہ جگہ اس لئے پسند آئی کہ انہیں عبادت اور ریاضت کے لئے طمانیت حاصل ہوئی۔ اسلام کی اشاعت میں آپ نے جس قدر خدمت سرانجام دی یہ سعادت بہت کم بزرگوں کے حصہ میں آئی۔ انگریز مصنف اپنی کتاب پریچنگ آف اسلام میں لکھتا ہے "دو بزرگوں نے پنجاب میں اسلام پھیلایا ایک بابا فرید شکر گنجؒ اور دوسرے حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی ہیں۔" حضرت بابا فرید الدین اور بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ کے درمیان گہرے مراسم تھے بعض تذکرہ نگاروں کے نزدیک حضرت زکریا کے خالہ زاد بھائی ہیں۔

ایک بار حضرت بہاؤ الدین زکریاؒ نے حضرت فرید الدین گنج شکرؒ کو خط لکھا جس میں یہ فقرہ درج تھا۔

"میان ماو شما عشق بازی است"

جناب بابا صاحب نے جواب میں لکھا

Marfat.com

"میان ما و شما عشق است بازی نیست"

اس سے بابا صاحب کے علمی ذوق کا پتہ چلتا ہے۔ جب جناب زکریاؒ کا وصال ہوا تو آپ نے پاک پتن میں حاضرین سے فرمایا آج میرے بھائی بہاؤ الدین زکریاؒ کا وصال ہو گیا پھر آپ کو غش آ گیا۔

یہ درست ہے جب بابا صاحب پاک پتن میں وارد ہوئے نفس کشی کے لئے درختوں کے پتے ڈیلے کریر کا پھل سالن کے بطور استعمال کرتے جب خلق آپ کی طرف راغب ہوئی تو آپ کا لنگر اس قدر وسیع ہو گیا کہ جو کوئی آتا کھانا کھاتا۔ بعض اوقات اس قدر لنگر پکایا جاتا کہ پیاز سے لدے کئی اونٹ لائے جاتے مخدوم جہاں علاؤ الدین علی احمد صابرؒ کا لنگر تقسیم کرنا مسلمہ ہے۔ تغلق خاندان کی حکومت کا خمیر بھی پاک پتن کی سرزمیں سے اٹھا۔ مختلف تذکروں میں تحریر ہے جو حقیقت ہے — "فخر الدین جونا نامی لڑکا ہر روز اپنے بوڑھے ماں باپ کے لئے جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتا اور انھیں بیچ کر گھر کا گزارہ کرتا۔ ایک بار اسے معلوم ہوا کہ اجودھن میں کوئی حاکم آیا ہے اس نے اس خوف سے لکڑیاں جنگل میں چھپا دیں کہیں حاکم کے سپاہی مفت میں نہ لے لیں۔ جب رات ہونے کو ہوئی تو وہ لکڑیاں لے کر پاک پتن میں آیا اسے اس وقت کوئی گاہک نہ ملا پہلے تو پریشان ہوا پھر خیال آیا چلو چل کر بابا جی کے لنگر کے لئے لکڑیاں بیچوں۔ بابا صاحبؒ کا یہ معمول تھا جو چیز بھی لنگر کے لئے لیتے اس کی قیمت ادا کرتے۔ چنانچہ اس لڑکے نے لکڑیاں سامنے رکھیں تو بابا صاحبؒ نے پوچھا؟

بچے! کیا لو گے؟

لڑکے نے کہا — "جو کچھ بھی آپ کے دربار سے مل جائے غنیمت ہے —" بابا فریدؒ نے قیمت کے بارے میں بہت ہی اصرار کیا تو اس بچے نے بڑی بے تکلفی سے کہہ دیا "یا حضرت! میں جو کہہ رہا ہوں کہ آپ جو چاہیں دے دیں۔ آپ اس گٹھے کے بدلے بھلا مجھے دہلی کی سلطنت دے دیں گے۔"

حضرت بابا صاحب نے ایک لمحہ کے لئے خاموش ہو کر آنکھیں بند کیں اور پھر کہا "جاؤ بیٹا ایک دن تمہیں دہلی کی سلطنت ملے گی —"

Marfat.com

یہ وہی لڑکا تھا جس کا نام فخر الدین جونا تھا' جسے تھوڑے دنوں بعد صوبہ ملتان کے حاکم نے داروغہ اصطبل مقرر کیا۔ وہ بعد ازاں ترقی کر کے دیپالپور کا حاکم بن گیا جب شاہ دہلی قطب الدین ایبک کے بد طینت اور بد کردار غلام خسرو خاں نامی نے اپنے آقا کو قتل کر دیا تو یہی فخر الدین جونا ایک بھاری جمعیت لے کر دہلی پر چڑھ آیا اس نے بد کردار خسرو خاں کو قتل کر دیا۔ پھر غیاث الدین بلبن کا لقب اختیار کر کے بادشاہ دہلی بن گیا۔۔۔ اس طرح سے باباجیؒ کا کہنا پورا ہو گیا۔

اس وقت حضرت فرید الدین گنج شکرؒ کا وصال ہو چکا تھا لیکن اسے یاد تھا کہ وہ بابا فریدؒ کی دعا سے ہی اس مقام پر پہنچا ہے وہ کئی بار پاک پتن میں بابا صاحب کے مزار پا حاضر ہوا آخری وقت تک وہ بابا صاحب کا عقیدت مند رہا اس نے عوام کی سہولت کے لئے ایک نہر بھی کھدوائی۔

ازواج و اولاد

حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ نے چار شادیاں کیں ازواج کے لئے جامع مسجد کے قریب مکان بنوایا۔ آپ کی پہلی شادی بی بی نہریزہ بنت سلطان شمس الدین التمشؒ سے ہوئی۔ آپ کی دوسری شادی بی بی کلثوم سے ہوئی جو شیخ نصر اللہ کی والدہ ہیں۔ آپ کی تیسری شادی بی بی شارد سے ہوئی اور چوتھی بی بی سکر سے۔

آپ کے پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔

ا۔ حضرت خواجہ نصیر الدینؒ:۔ آپ کے سب سے بڑے بیٹے تھے کھیتی باڑی ان کا ذریعہ معاش تھا وہ ہمیشہ رزق حلال کے حصول کے لئے کوشاں رہتے آپ کے چھ بیٹے تھے شیخ عبدالرشیدؒ' شیخ بایزیدؒ' شیخ نعمت اللہؒ' شیخ کریم الدینؒ' شیخ ابراہیمؒ اور شیخ عبداللہؒ

۲۔ حضرت شیخ شہاب الدین گنج علمؒ:۔ آپ علم و فضل سے آراستہ تھے اکثر اپنے والد کی صحبت میں رہتے۔ آپ کے چھ صاحبزادے تھے جن کی اولاد اب ہندوستان کے مختلف صوبوں میں موجود ہے۔

Marfat.com

۳۔ حضرت شیخ بدر الدین سلیمانؒ :۔ آپ گنج شکرؒ کے تیسرے صاحبزادے ہیں۔ آپ حضرت بابا کے وصال کے بعد مسند نشین ہوئے آپ دیوان کہلائے اس کے بعد بابا صاحب کا ہر مسند نشین دیوان کہلانے لگا۔ آپ نہایت متقی اور پرہیز گار تھے آپ اپنے والد کے پہلو میں دفن ہیں۔ ان کے وصال کے بعد ان کے فرزند مولانا علاؤ الدین موج دریاؒ مسند نشین ہوئے۔ ساری عمر گوشہ نشینی میں بسر کی کبھی پاک پتن سے باہر قدم نہ رکھا۔ آپ اس قدر متقی اور پرہیز گار تھے کہ ابن بطوطہ سے مصافحہ کرنے کے بعد آپ نے اپنے ہاتھ دھو ڈالے جب شیخ رکن الدین سہروردیؒ نے آپ سے مصافحہ کیا تو آپ نے اپنے کپڑے غسل کرنے کے بعد بدل ڈالے جب شکوہ کے طور پر یہ بات رکن الدینؒ کو بتائی گئی تو انہوں نے فرمایا تو لوگوں کو شیخ علاؤ الدینؒ کے مقام کا کیا علم ہے انہوں نے جو کچھ کیا بہت اچھا کیا کیونکہ ہم سے دنیا کی بو آتی ہے اور وہ اس سے مبرا ہیں۔ محمد تغلق آپ کا مرید تھا وہ اس قدر ڈرتا تھا کہ سامنے بیٹھ کر اسے بات کرنے کا یارانہ نہ تھا۔ حضرت شیخ کے مزار پر جو بہت بڑا گنبد ہے وہ اسی کا تعمیر کردہ ہے۔ حضرت شیخ علاؤالدینؒ کے دو صاحبزادے تھے بڑے معزالدینؒ جو وصال کے بعد مسند نشین ہوئے اور چھوٹے شیخ علم الدینؒ۔

۴۔ حضرت شیخ نظام الدینؒ :۔ یہ گنج شکرؒ کے چوتھے صاحبزادے تھے جو آپ کو بہت محبوب تھے افواج اسلامی کے دہلی میں افسر تھے۔ وصال کے وقت دہلی سے پاکپتن آئے قلعہ کا دروازہ بند ہونے کی وجہ سے گھر نہ پہنچ سکے اس لئے وصال سے پہلے حضرت گنج شکرؒ نے فرمایا کہ نظام الدین پہنچ تو گیا ہے لیکن اس کے آنے کا کیا فائدہ کہ ملاقات نہ ہو سکی۔

۵۔ حضرت شیخ یعقوبؒ :۔ آپ حضرت زہد الانبیاؒ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے تھے اکثر سفر میں رہتے۔

Marfat.com

گنج شکرؒ کے خلفاء :-

۱۔ حضرت علاؤ الدین علی احمد صابر کلیریؒ
۲۔ حضرت نظام الدین اولیاء دہلویؒ
۳۔ حضرت شیخ جمال الدین ہانسویؒ
۴۔ حضرت شیخ بدر الدین اسحاقؒ داماد
۵۔ حضرت شیخ نجیب اللہ متوکلؒ برادر حقیقی
۶۔ حضرت خواجہ نصیر الدینؒ نصر اللہ فرزند
۷۔ حضرت شیخ شہاب الدین گنج علم فرزند
۸۔ حضرت شیخ بدر الدین سلیمانؒ فرزند دیوان
۹۔ حضرت شیخ نظام الدینؒ فرزند
۱۰۔ حضرت شیخ یعقوبؒ فرزند
۱۱۔ حضرت مولانا محمد عارفؒ
۱۲۔ حضرت مولانا حمیدؒ
۱۳۔ حضرت مولانا فخر الدین صفاہانیؒ
۱۴۔ حضرت مولانا برہان الدین صوفیؒ
۱۵۔ حضرت مولانا منتخب الدینؒ
۱۶۔ حضرت امام علی الحقؒ (سیالکوٹی)
۱۷۔ حضرت شیخ محمد سراج علی شکر ریز دھنیؒ
۱۸۔ حضرت شیخ علی شکر بارؒ
۱۹۔ حضرت شیخ زکریاؒ
۲۰۔ حضرت شیخ زین الدین دمشقیؒ
۲۱۔ حضرت شیخ بابا دہارؒ
۲۲۔ حضرت جمال کابلیؒ

Marfat.com

۲۳۔ حضرت شیخ جلال الدینؒ
۲۴۔ حضرت شیخ صدر دیوانہؒ
۲۵۔ حضرت شیخ رکن الدینؒ

یہ چند ایک خلفاء کا نام گنوانے پر اکتفاء کیا جاتی ہے آپ کے خلفاء کی تعداد تو بہت زیادہ ہے قیامت کو جو آپ کے جھنڈے تلے خلفاء ہوں گے ان کی تعداد لاکھوں ہو گی آپ سے نسبت رکھنے والوں کی تعداد شمار سے پرے ہو گی۔

الٰہی تابود خورشید و ماہی
چراغ چشتیاں را روشنائی

سماع

وہ حمد، نعت یا منقبت جو ساز کے ساتھ خوش الحانی سے پڑھی جائے اسے سماع کہتے ہیں اس میں شرط یہ ہے کہ عورت اس محفل میں شامل نہ ہو۔

غنا

وہ گانا جو ساز کے ساتھ یا بغیر ساز کے گائے خواہ وہ بیٹھ کر گائے یا ناچتے ہوئے گائے وہ قطعی حرام ہے۔ خواہ اکیلی عورتیں سنیں یا مرد شامل ہوں اس کو سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے۔

جہاں تک سماع کا تعلق ہے سماع کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا اور خوش ہوئے مشہور واقعہ ہے کہ آپؐ اور صدیق اکبرؓ اونٹنی پر سوار مدینہ میں داخل ہو رہے تھے سرزمین مدینہ کو ابھی آپ کے پاؤں چومنے کا شرف حاصل نہیں ہوا تھا آپؐ کی راہ میں محفل سماع بچوں اور مردوں نے دف بجا کر منعقد کر کے آپؐ کا استقبال کیا۔

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
واجب شکر علینا ما دعا للہ داع

Marfat.com

یا ای ھل مبعوث فینا جھت الا مر ے متاع

اولیاء کرام کا کوئی فعل سنت حضور کے منافی نہیں ہوتا ہے اولیائے چشت" نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت کو اشاعت اسلام کے لئے زندہ کیا۔ حضرت خواجہ معین الدین" اجمیری آپ کے مرید حضرت قطب الدین بختیار کاکی اولیاء" محفل سماع منعقد فرماتے رہے حضرت فرید الدین مسعود گنج شکر" کو ذوق سماع اپنے مرشد پاک سے حصہ میں آیا۔ سماع سن کر جہاں آپ کا مرید پہنچ جاتا ہے وہاں تک زاہد خشک سو سال عبادت کر کے بھی نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت زہدالانبیاء فرید الدین مسعود گنج شکر" کو سماع کا بہت شوق تھا۔ غلبہ عشق میں آکر یہ رباعی بہت پڑھتے تھے۔

خواہم کہ ہمیشہ در رضائے تو زیم
خاکے شوم و بزیر پائے تو زیم
مقصود من خستہ زکونین توئی
از بہر تو میرم و برائے توزیم

بعض نسخوں میں اس رباعی کو معمولی اختلاف سے اس طرح درج کیا گیا ہے۔

خواہم کہ ہمیشہ در ہوائے تو زیم
خاکی شوم و زیر پائے تو زیم
مقصود من بندہ زکونین توئی
بہر تو میرم و زبرائے تو زیم

کشف و کرامات

ایک درویش آپ کے پاس آیا آپ نے اسے کچھ دے کر رخصت کرنا چاہا۔ مگر وہ نہ گیا اس نے آپ سے کنگھی جو مصلے پر پڑی تھی مانگی آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے پھر کہا آپ خاموش رہے تیسری مرتبہ پھر اس نے کہا آپ خاموش رہے۔

"آخری بار اس نے باآواز بلند کہا کہ :۔
کنگھی مجھ کو دو۔ تمہارے واسطے برکت ہو گی"۔

Marfat.com

خیرالمجالس کے صفحہ ۱۵۵ پر درج ہے۔ آپ نے فرمایا۔

"جاؤ۔ میرے حال میں دخل نہ دو۔ تجھ کو اور تیری برکت کو میں نے آب رواں میں ڈال دیا۔ آخر کار وہ درویش رخصت ہوا جب پاک پتن کے باہر پہنچا تو دریا میں نہانے لگا وہ دریا سے پھر باہر نہ آسکا ڈوب کر مر گیا۔"

ایک دفعہ چھ درویش آپ کے پاس آئے اور عرض کی کہ ہم مسافر ہیں زاد راہ چاہتے ہیں۔ اس وقت آپ کے سامنے چند خرمے رکھے ہوئے تھے۔ آپ نے وہ خرمے اٹھا کر دے دیے۔ ان درویشوں کو ناگواری ہوئی کہ بجائے زاد راہ کے خرمے دیے۔ انہوں نے ان خرموں کو پھینکنا چاہا۔ پھینکتے وقت ان کی نظر خرموں پر پڑی تو دیکھ کر حیران ہوئے کہ وہ خرمے زر خالص ہو گئے ہیں ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ راحت القلوب میں یہ آپ کی کرامت درج ہے۔

ایک دفعہ چند درویش خدمت حاضر ہوئے وہ سخت باتونی تھے آپ نے انہیں سمجھایا کہ جاتے ہوئے غیر آباد راستہ سے نہ جانا مگر انہوں نے آپ کی بات کی پرواہ نہ کی قصداً جنگل کی راہ لی وہ باد سموم سے مر گئے۔

محبوب الٰہی فرماتے ہیں ایک نوجوان آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے پاک پتن روانہ ہوا راستہ میں اسی گاڑی میں ایک طوائف بیٹھی ہوئی اس نے نوجوان کو مائل کرنے کے لئے جتن کئے مگر وہ مائل نہ ہوا بالآخر وہ متوجہ ہوا بیل گاڑی میں ابھی اس نوجوان نے اس کی طرف ہاتھ ہی بڑھایا تھا کہ ایک زور دار طمانچہ اس کے منہ پر پڑا جب وہ پاک پتن پہنچا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالٰی نے اپنے فضل سے تم کو بچا لیا۔

سلطان المشائخ نظام الدین اولیاءؒ فرماتے ہیں ایک دفعہ حضرت گنج شکرؒ کی داڑھی کا بال گر گیا میں نے عرض کیا کہ اجازت ہو تو اس بال کو تعویذ بنا کر اپنے پاس رکھوں آپ نے فرمایا۔

"اسی طرح ہو گا" جب میں دہلی آیا تو جو شخص حصول مراد کے لئے میرے پاس تعویذ لینے کے لئے آتا میں نے اس بال کو کپڑے میں محفوظ کر رکھا تھا اسے اس شرط پر دیتا کہ کام ہو جانے کے بعد واپس دے گا۔ جب کسی کا کام نہ ہوتا ہوتا تو کوشش کے

Marfat.com

باوجود بھی وہ تعویذ نہ ملتا۔

پاک پتن کے قاضی کی آپ سے اس لئے دشمنی تھی آپ کوتوال تھے اور بادشاہ وقت آپ کی از حد تعظیم کرتے قاضی کی دشمنی حد سے بڑھ گئی بابا صاحبؒ ہمیشہ بردباری سے کام لیتے لیکن اس نے اس کی پرواہ نہ کی بالاخر وہ گرفت میں آیا اس پر فالج گرا اور وہ اپنے انجام کو پہنچ گیا۔

تیمور نے پنجاب کو تہ و بالا کر کے رکھ دیا وہ بستیوں کو شعلوں کے سپرد کرتا ہوا دیپالپور پر چڑھ آیا لوگ اس کے حملہ کی خبر سن کر جنگلوں میں بھاگنے لگے جو ہاتھ آئے تہ تیغ کر دیے گئے لوگ پاک پتن میں پناہ ڈھونڈنے کے لئے چلے آئے تیمور نے پاک پتن کا رخ کیا تو لوگ ہراساں ہو گئے جب تیمور پاک پتن کی دیواروں کے قریب پہنچا تو اسے بتایا گیا کہ اس شہر میں بابا فریدؒ کا مزار ہے تو وہ رک گیا اور اس نے واپسی کی راہ لی۔ حضرت گنج شکرؒ کی اولیائے امت میں شان نرالی ہے۔

عصا پر تکیہ ناگوار

حضرت نظام الدین اولیاءؒ سیر الاولیاء میں لکھتے ہیں۔

"ایک مرتبہ فرید الدین گنج شکرؒ کی طبیعت علیل تھی کمزوری کی وجہ سے آپ نے عصا ہاتھ میں لیا اور کہیں جانے لگے تھوڑی دیر کے بعد آپ نے عصا پھینک دیا اور پریشانی کے آثار چہرہ مبارک پر ظاہر ہوئے جب آپ سے وجہ پوچھی گئی تو فرمایا حق تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر عتاب ہوا کہ میرے غیر پر تکیہ کرتے ہو۔

"سیر الاولیاء" میں لکھا ہے ایک دن خادم نے بازار سے نمک ادھار لے کر آٹے میں ڈالا جب کھانا لایا گیا تو زہد الانبیاءؒ نے اپنی روشن ضمیری سے فرمایا کہ کھانے سے اسراف کی بو آ رہی ہے چنانچہ آپ نے اس روز کھانا نہ کھایا۔

Marfat.com

زہد الانبیاءؒ کے عطا کردہ وظائف

"فوائد الفواد" میں نظام الدین اولیاء کے حوالہ سے درج ہے ہر رات سورۃ جمعہ پڑھنے سے تنگی معیشت سے نجات مل جاتی حضرت فرید الدین مسعودؒ ہر جمعہ کی رات کو سورۃ جمعہ پڑھنے پر زور دیتے تھے تاکہ تنگ دستی اور مفلسی نہ رہے۔

غم دور کرنے اور خوش رہنے کے لئے یہ دعا ہر روز ایک سو مرتبہ پڑھنے کا آپ نے حکم دیا۔

لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد و ھو علی کل شئی قدیر

"اسرار الاولیاء" میں درج ہے فرید الدین مسعود گنج شکرؒ نے فرمایا اگر کوئی شخص صبح کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان تین روز تک سورہ البقر پڑھے اس کا مقصد پورا ہو گا۔

"اسرارالاولیاء" میں یہ بھی درج ہے۔ آپ فرماتے ہیں جو شخص ستر بار سورۃ انعام پڑھے گا اس کی حاجت پوری ہو گی۔

"راحت القلوب" میں آپ کا فرمان درج ہے۔ جو شخص یہ پڑھے۔

لا الہ الا انت سبحنک انی کنت من الظالمین ط

غم اور فکر سے نجات پائے۔

تنگی معاش دور کرنے کے لئے آپ نے یہ دعا پڑھنے کے لئے فرمایا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا دائم العز والملک والبقاء یا ذوالجلال والجود والفضل والعطاء یا ودود ذوالعرش المجید یا فعال لما یرید۔

حضرت گنج شکرؒ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے حیاء کرتا ہے اس بارے میں کہ بندہ دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول نہ کرے"۔

سیرت فریدؒ

آپ ریاضت، عبادت، مجاہدہ، فقر، ترک مال و دولت میں یکتا لاثانی اور بے نظیر

Marfat.com

تھے۔ آپ شہرت کو پسند نہ فرماتے تھے۔ آپ کو استغراق بہت تھا۔ تحمل' بردباری' قناعت' توکل' تقویٰ' ورع' عشق و ذوق و شوق میں سرتاپا ڈوبے ہوئے مجسمہ نور تھے۔ آپ کے متعلق صاحب "سیرالاولیاء" لکھتے ہیں۔

وہ سلطان العارفین' وہ برہان العاشقین' وہ پیشوائے اصحاب دین' وہ مقتدائے ارباب یقین' وہ گنج عالم عزلت' وہ گنجینہ سرائے دولت' وہ سرور اقلیم اعظم' وہ قطب الاقطاب عالم یعنی شیخ الشیوخ العالم فریدؒ الحق والدین لمجائے فقراء والمساکین مسعود بن سلیمان۔

میرا قلم اپنے فریدؒ کی تعریف سے عاجز ہے۔ اگر عنصر صابری لکھنا بھی چاہے تو کیا لکھ سکتا ہے؟۔ وہ تو سعادت ابدی اور دولت سرمدی کو پہنچ چکے تھے علم و تقویٰ ورع ترک تجرید' عشق و محبت اور ذوق و شوق' رموز اشارات میں بے نظیر و یکتا زمانہ اور اپنے عہد میں یگانہ تھے۔ حرف آخر یہ ہے کہ میدان کرامت میں آپ سب پر سبقت لے گئے تھے۔ آپ کے رفعت درجات کا یہ کمال ہے کہ نعمائے دنیاوی اور اخروی سے آپ لاتعلق تھے اور عشق ذات باری تعالیٰ کے سوا کسی چیز کی رغبت نہ تھی۔ اس لئے آپ کے صابرؒ کے دامن سے چسپاں ایک حقیر سا ذرہ بھی نعرہ زن ہے۔

"حق فریدؒ"

جب بابا فرید گنج شکرؒ نے پاک پتن میں سکونت اختیار کی تو اس علاقہ کے لوگوں نے پہلے انتہائی بے رخی سے کام لیا۔ پھر ایک وقت آیا اس قدر خلقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی کہ آدھی رات تک مجمع لگا رہتا آنے والوں کے سامنے طرح طرح کے کھانے رکھے جاتے تھے۔ آپ ہر شخص کے ساتھ نہایت مہربانی اور خندہ پیشانی سے پیش آتے اور کسی شخص کو محروم نہیں رکھتے تھے اپنا یہ حال تھا کہ جنگل کے پھل ڈیلے اور پیلو اور کریر کا پھل کھا کر بسر اوقات کرتے۔

آپ ہمیشہ روزہ رکھتے شربت کے ایک پیالہ سے جس میں منقی کے چند دانے ہوتے افطار کرتے تھوڑا سا خود پیتے باقی حاضرین میں تقسیم فرما دیتے دو روغنی روٹیوں میں سے ایک خود کھاتے اور دوسری کے ٹکڑے حاضرین میں تقسیم کر دیتے۔ آپ کی

Marfat.com

پوشاک شکستہ ہوتی آپ کے پاس ایک کمبل تھا جو اتنا چھوٹا تھا کہ جب پیروں پر ڈالتے تو سر ننگا ہو جاتا جب سر پر ڈالتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے توکل کا یہ حال تھا کہ جو کچھ آتا وہ خرچ کر دیتے۔

محبوب الٰہی فرماتے ہیں ایک دفعہ ایک صاحب دل درویش آپ کی مسجد میں آیا وہ بھوکا تھا۔ آپ نے اپنی باطنی فراست سے پہچان لیا آپ گھر گئے گھر میں تھوڑی سی جوار کے سوا کچھ نہ تھا آپ نے اپنے ہاتھ سے چکی پیس کر اس جوار کا آٹا بنا کر روٹی پکا کر درویش کو پیش کی۔ اس درویش کا یہ عالم تھا جس کی بدولت آپ کو نماز میں معراج ہوئی۔

آپ کے علمی ذوق کی بدولت آپ کے پیرو مرشد حضرت قطب الدینؒ بختیار کاکیؒ کے ملفوظات "فوائد السالکین" کی صورت میں سامنے آرہے ہیں آپ کی تصانیف رسالہ "موجودہ وجود" رسالہ "گفتار" اور "الٰہی نامہ" ہیں آپ کی شعر گوئی کا آگے ذکر آرہا ہے۔

بابا فریدؒ ہر لحہ اسلام کے ارکان کی پابندی کے بارے میں نصیحت فرمایا کرتے تھے شرع کے خلاف معمولی سی لغزش پر مواخذہ کیا کرتے تھے آپ یہ خصوصی طور پر فرمایا کرتے تھے "ارکان اسلام کی پابندی کے بغیر روحانی منزلیں طے نہیں ہو سکتیں"۔ جب کوئی شخص آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا تو سب سے پہلے شریعت پر کاربند رہنے کا عہد لیتے تھے۔

فرید الدین گنج شکرؒ کی تعلیمات تصوف کا بیش بہا خزانہ ہیں آپ فرماتے ہیں۔

- توبہ کی چھ قسمیں ہیں۔ پہلی دل اور زبان سے توبہ کرنا دوسری آنکھ کی۔ تیسری کان کی چوتھی ہاتھ کی پانچویں پاؤں کی چھٹی نفس کی۔
- درویش جو دنیا کی رفعت و جاہ کا خواستگار ہو اور اپنی ذات کو لطف مرداں کا اسیر کرنے کی کوشش کرے اس کے متعلق جاننا چاہئے کہ وہ درویش نہیں ہے بلکہ درویشوں کا نام بدنام کرنے والا ہے اور مرتد طریقت ہے کیونکہ فقراء کو دنیا سے لگاؤ اور مطلب نہیں ہے۔

Marfat.com

○ محبت کے سات سو مقام ہیں پہلا مقام یہ ہے کہ جو بلا یا مصیبت دوست کی طرف سے اس پر نازل ہو اس پر صبر کرے۔

○ جب تک ان چار عالم سے اپنے تئیں نگاہ نہیں رکھ سکتا تیرے لئے کلاہ پہننا واجب نہیں۔

(ا) عالم چشم۔ یعنی آنکھ کو ناقابل دید چیزوں کو دیکھنے سے روکنا۔

(۲) عالم گوش۔ کانوں کو ناقابل شنید باتوں کو سننے سے روکنا۔

(۳) عالم زبان۔ جب تک تو زبان کو گونگا نہ بنائے گا کلاہ کا مستحق نہیں۔

(۴) عالم دست وپا۔ جب تک ہاتھ پاؤں کو ممنوعہ اعمال سے نہ روکے گا کلاہ کے لائق نہیں۔

چار چیزوں کے متعلق سات سو پیران طریقت سے پوچھا گیا سب نے ایک جواب دیا۔

س۔ آدمیوں میں سب سے زیادہ عقل مند کون ہے؟

ج۔ گناہوں کو چھوڑنے والا۔

س۔ آدمیوں میں سب سے زیادہ ہوشیار کون ہے؟

ج۔ جو کسی چیز سے پریشان نہ ہو۔

س۔ آدمیوں میں سب سے زیادہ غنی کون ہے؟

ج۔ قناعت کرنے والا۔

س۔ آدمیوں میں سب سے زیادہ محتاج کون ہے؟

ج۔ قناعت کو ترک کرنے والا۔

سیرالاولیاء میں آپ کے پانچ سو اقوال درج کئے گئے ہیں چند ایک یہ ہیں۔

○ ہر شخص کا کھانا مت کھا بلکہ ہر شخص کو کھانا دے۔

○ نیکی کے لئے ہمیشہ بہانہ تلاش کرتا رہ۔

○ اپنی توانائی پر تکیہ نہ کر۔

○ جب اہل دولت کے پاس بیٹھے تو دین کو مت بھول۔

Marfat.com

- عزت و حشمت عدل و انصاف میں سمجھو۔
- گناہ پر فخر مت کر۔
- تصوف مولیٰ کی صفاء دوستی کا نام ہے۔
- زندہ دل وہ ہے جس میں محبت الٰہی ہو۔
- سماع راحت دل ہے اور اہل محبت کو جنبش دینے والا ہے۔ جو بحر محبت میں شناوری کرتا ہے۔
- اگر زندگی ہے تو علم میں ہے اگر راحت ہے تو معرفت میں ہے اگر شوق ہے تو محبت میں ہے اگر ذوق ہے تو ذکر میں ہے۔
- دل کو شیطان کا کھلونا نہ بنا۔
- ملک کو اللہ کا خوف رکھنے والے وزیر کی حفاظت میں دو۔

Marfat.com

لاہور میں ٹیلہ فریدؒ

بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے دل میں داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کے دربار کی زیارت کی خواہش نے انگڑائی لی تو آپ لاہور میں جلوہ افروز ہوئے۔ آپ کے دادا مرشد حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے آپ کی مسجد میں ماہ رمضان میں اعتکاف فرمایا تھا۔ بابا صاحب کی طبیعت نے گوارا نہ کیا ان کے پاؤں پر پاؤں دھرا جائے لہٰذا داتا صاحب کے قدموں کے عین سامنے کچھ فاصلے پر ایک ٹیلہ نزد ایس ایس پی آفس لاہور آج بھی موجود ہے یہاں حضرت بابا گنج شکرؒ معتکف ہوئے یہاں چند قبریں اور ایک حجرہ ہے اس کو "آستانہ فرید" کہتے ہیں۔ انگریزوں کے عہد میں اس ٹیلہ کو گرایا گیا مگر اب بھی ٹیلہ کی اونچائی کافی ہے نیچے ایک مسجد اور چند درخت ہیں ہر سال اس ٹیلہ پر پانچ محرم کو بابا صاحب کی نیاز دلوائی جاتی ہے۔

شاعری

خاندان محمود غزنویؒ کی حکومت کے بعد ہندوستان میں اسلامی سلطنت کا قیام اولیائے چشت کا مرہون منت ہے۔ مصنف "پنجاب میں اردو" حافظ محمود شیرانی نے یہ ثابت کیا ہے اردو زبان بھی اس خاندان کے اولیاء کی بدولت وجود میں آئی حضرت زہدالانبیاء بابا فرید گنج شکرؒ کے جو اردو اشعار ملتے ہیں ان کی بدولت اردو کے اولیں شاعر ہونے کا سہرا ان کے سر ہے۔ حضرت باباؒ کے متعلق مقبول انور داؤدی لکھتے ہیں۔

"بابا صاحب جب تک دہلی میں رہے فارسی اشعار کہتے رہے۔ ہانسی کے قیام کے دوران آپ اردو اور ہندی میں شعر کہتے رہے۔ مقصد صرف یہ تھا کہ اپنے دین کا پیغام اس علاقہ کے لوگوں میں اس انداز سے پیش کرنا کہ وہ اسے سمجھ سکیں۔ اسی طرح جب آپ اجودھن میں تشریف لائے تو آپ نے پنجابی زبان میں اشعار کہنے شروع کر دیئے لیکن بدقسمتی سے بابا صاحب کا کلام محفوظ نہ ہو سکا — آپ کا مکمل کلام تو جمع نہ ہو سکا البتہ گورد ارجن دیو نے آپ کے ایک سو تیس (پنجابی) اشعار گورو گرنتھ میں

Marfat.com

دے کر ایک محدود کلام کو محفوظ کر لیا۔ لیکن اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے بہت سے فارسی' اردو اور پنجابی اشعار کہے ہوں گے ۔۔۔"

جناب گنج شکرؒ کے چند اردو اشعار یہ ہیں۔

وقت سحر' وقت مناجات ہے
خیز در آں وقت کہ برکت ہے
نفس مبادا کہ بگوید ترا
خسپ چہ خیزی کہ ابھی رات ہے
یادم خود ہمدم وہشیار باش
صحبت اغیار بوری (بری) بات ہے
باتن تنہا چہ روی زیں زمین
نیک عمل کن کہ وہی بات ہے

اب گورو گرنتھ میں درج حضرت بابا فریدؒ کا پنجابی کلام پیش خدمت ہے حضرت بابا نانکؒ آپ کے عاشق صادق ہو گزرے ہیں انہوں نے آپ کا کلام اپنے مریدین تک پہنچایا پھر وہ گورو گرنتھ کا حصہ بنا۔

دیکھ فریدا جو تھیا' داڑھی ہوئی بھور
اگا نیڑے آیا' پچھا رہیا دور

○

فریدا خاک نہ نندیے' خاکو جیڈ نہ کوء
جیوندیاں پیراں تلے' مویاں اپر ہوء

○

روٹی میری کاٹھ کی' لاون میری بھکھ
جنھاں کھادی چوپڑی' گھنے سہن گے دکھ

○

Marfat.com

رکھی سکی کھاء کے ٹھنڈا پانی پی
دیکھ پرائی چوپڑی نہ ترسائیں جی

○

کالے مینڈے کپڑے' کالا مینڈا ویس
گنہیں بھریا میں پھراں لوک کہن درویش

○

بے نمازا کتیا' ایہہ نہ بھلی ریت
کبھی چل نہ آیا' پنجے وقت مسیت

○

اٹھ فریدا وضو ساز' صبح نماز گزار
جو سر سائیں نہ نیوے سو سر کپ اتار

○

کاگا کرنگ ڈھنڈولیا سگلا کھایا ماس
ایہہ دو نیناں مت چھو ہیو پر دیکھن کی آس

اب بابا صاحبؒ کا وہ پنجابی کلام کا نمونہ پیش کیا جا رہا ہے جو گورو گرنتھ کے علاوہ دیگر کتابوں میں موجود ہے ان میں سے چار اشعار درج کئے جا رہے ہیں۔

اٹھ فریدا ستیا جھاڑو دے مسیت
تو ستا رب جاگدا' تیری ڈاڈھے نال پریت

○

پریتم! تم مت جانیا' تم بچھرت ہم چین
دادھے بن کی لاکڑی' سلگت ہوں دن رین

○

کوک فریدا کوک توں' جیوں راکھا جوار
جب لگ ٹانڈا نہ گرے' تب لگ کوک پکار

Marfat.com

○

موئی نتّھا موت تے، ڈھونڈے کائے گلی
چارے کنڈاں ڈھونڈیاں، اگے موت کھلی

وصال

وصال سے پہلے آپ نے بدرالدین اسحاق سے فرمایا جو تبرکات مجھے اپنے پیر و مرشد سے عطا ہوئے تھے وہ نظام الدین کو بھجوا دینا۔ پانچ محرم ۶۶۸ھ دوسری روایت کے مطابق ۶۶۹ھ کو آپ پر بیماری کا غلبہ ہوا۔ آپ نے پوچھا نظام دہلیؒ سے نہیں آیا جواب ملا وہ نہیں آئے آپ نے فرمایا میں انتقال کے وقت اپنے مرشد کے پاس نہیں تھا۔ آپ نے عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی تھوڑی دیر بعد ہوش آیا تو دریافت کیا میں نے عشاء کی نماز پڑھی حاضرینؒ نے کہا جی ہاں آپ نے فرمایا ایک دفعہ اور پڑھ لوں تو کیا ہوا۔ اس طرح آپ نے تین مرتبہ عشاء کی نماز ادا کی پھر سجدہ میں یاحیی یاقیوم کہتے ہوئے واصل حق ہو گئے۔ اس وقت آپ کی عمر پچانوے سال تھی۔

آپ کے مزار کی ہر اینٹ پر ایک قرآن حکیم پڑھا گیا آپ کے قدموں میں بہشتی دروازہ ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اہل دل کو ہوئی۔ آپؒ کے ارشاد کے مطابق " قبری مومن من ریاض الجنة" ہے تو ایک ولی کی قبر کا کیا مقام ہے؟ سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں جو میری قبر کے احاطہ یعنی خانقاہ اور میری مسجد میں داخل ہوا اس کے لئے امان ہے اس پر عذاب قیامت نہ ہو گا وہ جنت میں جائے گا حضورؐ نے فرمایا کوئی بھی اپنے اعمال سے جنت میں نہیں جائے گا۔ بلکہ اللہ کی رحمت کی دستگیری سے جنت حاصل ہو گی۔ بابا فریدؒ کے مزار کے جنتی دروازہ کے متعلق نظام الدین اولیاءؒ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے مجھ سے فرمایا کہ حق تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ جو شخص اس دروازہ سے گزرے گا جنتی ہے۔

Marfat.com

الفاظ حدیث یہ ہیں۔ من دخل ھذہ الباب امن۔ جو حضرت بابا کے مسلک یعنی طریقت اور سلوک الی اللہ کو طے کرے وہ بہشتی ہے۔ اولیاء اللہ کے مسلک کے دشمن باب جنت سے گزرنے والوں پر کبھی غالب نہیں آسکتے۔

اگر گیتی سراسر باد گیرد　　چراغ چشتیاں ہرگز نہ میرد

یا معین الدینؒ قطب الدینؒ فرید الدینؒ پیر
دست من بہر علاؤ الدینؒ شمس الدینؒ تکبیر

واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العلمین و صلی اللہ تعالیٰ خیر خلقہ محمد والہ اصحابہ وسلم

دعاگو

عنصر صابری

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○

الحمد للہ رب العلمین والعاقبة للمتقین والسلام علیٰ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین ط

مجلس ۔۔ ا ۔۔

یہ امر واضح رہے کہ یہ الہامِ ربانی کے خزانے کے جواہر اور علوم سبحانی کی فصل کے غنچے سلطان المشائخ' شیخ الشیوخ العالم قطب علامتہ الدنیا۔ بدرالطریقتہ برہان الحقیقت' سید العابدین' بدرالعابدین۔ عمدۃ الابرار قدوۃ الاخیار۔ تاج الاصفیا' سراج الاولیاء۔ ملک المساکین' برہان العاشقین فرید الحق و الشرح والدین کی زبان گوہر افشاں سے سن کر جمع کئے اور اس مجموعہ کا نام راحت القلوب رکھا بہ توفیق اللہ تعالیٰ۔

پندرہ ماہ رجب ۶۵۵ھ کو پائے بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ مسلمانوں کا دعاگو نظام الدین احمد بدایونی جو سلطان الطریقت کا ایک غلام ہے یہ ان معانی کا جمع کرنے والا ہے۔ عرض گذار ہے کہ جب قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا تو آپ نے چار ترکی کلاہ جو زیب سر فرمائی ہوئی تھی اتار کر اس دعاگو کے سر پر رکھی اور خاص خرقہ اور نعلین عطا فرمائی۔

آپ نے مزید فرمایا میرا ارادہ تو ولایت دہلی کسی اور کو دینے کا تھا کہ الہام ہوا کہ یہ ولایت نظام الدین احمد بدایونی کی ہے اسے دو۔ میں نے پا بوسی کے لئے اٹھنا چاہا مگر مارے رعب کے اٹھ نہ سکا۔ آپ نے روشن ضمیری سے واقف ہو کر فرمایا تمہارا اشتیاق ہم پر روشن ہے۔

مزید فرمایا لکل داخل و ھشة جب میں نے سنا تو دل میں خیال آیا جو کچھ آپ کی زبان مبارک سے نکلے گا قلمبند کروں گا ابھی یہ خیال دل میں پرورش پا رہا تھا کہ ارشاد ہوا۔ "اس مرید کی کیا ہی سعادت ہے جو اپنے پیر کے فرمودات کو تحریر کرے اور گوش ہوش اس طرف لگائے اس کے متعلق ابرار اولیاء میں لکھا ہے کہ مرید کی اس لکھائی پر ہزار سال کی اطاعت کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا ہوتا ہے مرنے کے بعد ان کا

Marfat.com

مقام علیین میں ہوتا ہے اس وقت آپ کی زبان مبارک پر یہ شعر تھا۔

اے آتش فراقت دل ہا کباب کردہ
سیلاب اشتیاقت جہاں ہا خراب کردہ

پھر مناسب حال فرمایا لوگوں کو ہر وقت ایسے ہی ہونا چاہئے اس لئے کہ کوئی لمحہ ایسا نہیں ہوتا کہ ایسے شخص کے دل میں یہ صدا نہیں آتی کہ زندہ دل وہی ہے جس میں محبت اور اشتیاق ہے۔

درویشی کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے فرمایا۔ درویشی پردہ پوشی ہے۔ خرقہ پہننا اس کا کام ہے جو مسلمانوں کے عیب بطور غیبت ظاہر نہ کرے۔ دنیاوی مال اللہ کی راہ میں خرچ کرے اور ذخیرہ نہ کرے۔

پھر فرمایا اصحاب طریقت اور مشائخ کے نزدیک زکواۃ تین قسم کی ہوتی ہے زکواۃ شریعت یہ ہے کہ اگر چالیس درہم ہوں تو ایک اللہ کی راہ میں خرچ کرے' زکواۃ طریقت یہ ہے کہ ایک اپنے پاس رکھے اور باقی اللہ کی راہ میں صرف کرے اور زکواۃ حقیقت یہ ہے کہ کچھ بھی پاس نہ رکھے سب راہ للہ خرچ کرے اس لئے کہ درویشی خود فروشی ہے۔

پھر اس موقع کی مناسبت سے فرمایا کہ اس دعا گو نے شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی زیارت کی اور چند دن صحبت میں گزارنے پر روز چھ ہزار دینار بطور نذر آپ کے پاس آتے آپ سب خرچ کر دیتے ایک پیسہ بھی نہ بچاتے اور یہ بھی فرماتے اگر بچالوں تو درویشی پر حرف آئے گا لوگ مجھے مالدار کہیں گے۔

اس سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا جو کچھ ملے ایسا نہ کہے کہ اتنا ایسے ملنا چاہئے تھا۔ میں نے "سلوک اولیاء" میں لکھا دیکھا ہے ایک دفعہ مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ کسی درویش کو ملنے گئے ان سے سلوک کے متعلق بات کی اس وقت جو کی دو روٹیاں اس کے پاس تھیں مالک بن دینارؒ نے فرمایا اگر نمک ہوتا تو بہتر تھا درویش کی لڑکی نے سن کر کوزہ دکاندار کے پاس گروی رکھ کر نمک حاضر کر دیا۔ دونوں نے مل کر کھایا ملک بن دینارؒ نے کہا قناعت اسی کا نام ہے۔ لڑکی نے آداب بجالا کر عرض کی اگر

Marfat.com

آپ میں قناعت ہوتی تو ہمارا کوزہ بنیے کی دکان پر گروی نہ رکھا جاتا؟ اے مالک بن دینار سنو! ہماری حالت یہ ہے کہ سترہ سال سے ہم نے نمک کو ترک کیا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا درویشی آپ سے بعید ہے اور یہ رباعی پڑھی۔

رباعی

چوں عمر در گزشت درویشی بہ، چوں کار بقسمت است کم کوشی بہ
چوں ترس حیات است نمد پوشی بہ، چوں گفتہ نوشت است خاموشی بہ

ابھی تجھے معلوم نہیں کہ درویش کے سر پر کیا کیا مصیبتیں گزرتی ہیں۔ درویشی پردہ پوشی کا نام ہے پس درویش کو لازم ہے ان چار چیزوں سے پرہیز کرے اول یہ کہ آنکھیں اندھی بنا لے تاکہ لوگوں کے عیب نظر نہ آئیں دوسرے کانوں کو بہرا بنا لے تاکہ نہ سننے کے لائق باتیں نہ سنے۔ زبان گنگی بنا لے تاکہ نہ کہنے والی بات نہ کہے۔ پاؤں کو لنگڑا بنا لے، تاکہ نامناسب جگہ نہ جا سکے۔ اگر درویش میں یہ خوبیاں ہوں تو درویش ہے ورنہ جھوٹا ہے اور اس میں درویشی کی کوئی بات نہیں۔

پھر شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کے متعلق فرمایا کہ انہوں نے چالیس سال تک آنکھیں بند رکھیں سبب پوچھا تو فرمایا کہ لوگوں کے عیب نہ دیکھوں اگر اتفاقاً دیکھ لوں تو پردہ پوشی کروں پھر حضرت فرید الدینؒ نے دیر تک مراقبہ فرمایا۔ سر اٹھا کر فرمایا نظام الدینؒ! جب درویش کی یہ حالت ہو تو درویش کہلانے کا مستحق ہوتا۔ اس وقت جو کچھ کہتا ہے یا چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔ آپ پر رقت طاری ہوئی۔ عین اس موقع پر محمد شاہ نامی ایک دوست حاضر خدمت ہوا اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار تھے آپ نے بیٹھنے کے لئے کہا اس نے عرض کی بھائی علالت کے سبب عالم نزع میں ہے فرمایا جاؤ تمہارا بھائی تندرست ہو گیا ہے گھر جا کر دیکھا تو وہ تندرست کھانا کھا رہا تھا۔

پھر فرمایا اصل درویشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھی صبح سے شام تک جو آیا اسے اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا امیرالمومنین حضرت علیؓ فرماتے ہیں میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کو کوئی چیز بچا کر رکھی ہو۔

Marfat.com

اس موقع پر مولانا بدرالدین اسحاقؒ نے پوچھا کہ اسراف کسے کہتے ہیں؟ اور اس کی حد کہاں تک ہے؟ فرمایا جو کچھ بے نیت دے اور اللہ تعالیٰ کے نام پر نہ دے وہ اسراف ہے اگر رضائے الٰہی کے لئے دے تو اسراف نہیں۔ آپ نماز ظہر کی اذان سن کر مراقبہ میں مشغول ہو گئے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

مجلس -- ۲ --

۱۶ ماہ شعبان بروز جمعرات ۶۵۵ھ کو قدم بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ شیخ بدرالدین غزنوی، شیخ جمال الدین ہانسوی، مولانا شرف الدین۔ قاضی حمید الدین ناگوری اور دیگر اصحاب حاضر خدمت تھے زبان مبارک سے فرمایا جو شخص میرے پاس دولت مند یا غریب آئے اسے محروم نہ رکھا جائے جو کچھ حاضر خدمت ہو اسے دو۔

پھر فرمایا جو شخص میرے پاس آئے اور کوئی چیز لائے تو مجھ پر واجب ہے اسے کچھ دوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام زبان پر آیا آبدیدہ ہو کر فرمایا آپؐ کی خدمت میں صحابہ کرامؓ حصول علم اور احکامِ شرعی کی طلب کے لئے آتے تھے جب آپؐ کی بارگاہ سے لوٹتے ایک دوسرے کی راہنمائی کرتے اور فائدے حاصل کرتے۔

اس کے بعد فرمایا عدۃ الابرار تاج الاتقیا خواجہ قطب الدین بختیارؒ کی یہ رسم تھی کہ اگر خانقاہ میں کوئی چیز موجود نہ ہوتی تو اپنے خادم شیخ بدر الدین غزنوی کو فرماتے جو شخص آئے اسے پانی دو تاکہ بخشش اور عطا سے خالی نہ لوٹے۔

پھر فرمایا میں بغداد کی طرف عازم سفر تھا شیخ سنجری رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھا جو صاحب وجاہت بزرگ تھے میں ان کی خانقاہ میں داخل ہوا مصافحہ کر کے فرمایا آ! شکر عالم بیٹھ جا! ان کے لطف و کرم میں چند دن گزارے میں نے کبھی نہ دیکھا کہ کوئی شخص خانقاہ سے محروم گیا ہو۔ اگر کچھ نہ ہوتا تو خستہ خرما اس کے ہاتھ میں دے کر دعا دیتے اللہ تعالیٰ تیرے رزق میں برکت دے وہاں کے لوگوں سے میں نے سنا جس کو آپ یہ دعا دیتے وہ زندگی بھر محتاج نہ ہوتا۔

جب میں وہاں سے فارغ ہوا تو بغداد کے باہر غار میں ایک درویش کو دیکھا جو سوکھ

Marfat.com

ہڈیوں کا ڈھانچہ تھا میں نے سلام کیا اس نے جواب دیا۔ کہا اے فرید اس غار میں چالیس سال سے پتوں پر گزران کر رہا ہوں پھر میں وہاں سے روانہ ہو کر بخارا میں سیف الدین باخرزیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا جو وجیہہ بزرگ تھے انہوں نے میرے سلام کے جواب میں فرمایا یہ مشائخ روزگار سے ہو گا اور تمام جہاں میں اس کے مرید اور فرزند ہوں گے پھر سیاہ گدڑی مجھے عطا کرتے ہوئے پہننے کے لئے فرمایا میں نے چند روز قیام کیا دیکھا کہ تقریباً ہزار آدمی ان کے دسترخوان پر کھانا کھاتے۔ جو کوئی آتا کچھ لے کر جاتا لیکن خالی ہاتھ نہ جاتا وہاں سے رخصت ہو کر قریب ہی ایک کٹیا میں ایک بزرگ کو عالم تفکر میں کھڑے دیکھا تین دن رات کے بعد عالم صحو میں آیا مجھے بیٹھنے کے لئے کہا اور فرمایا میں شمس العارفین کے مریدوں سے ہوں تیس سال سے یہاں معتکف ہوں حیرت اور مستی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوا جو راستی سے قدم اٹھاتا ہے وہ نجات پاتا ہے اگر دوست کی رضا کے بغیر قدم اٹھائے تو جل جائے۔ اس بزرگ نے اپنے متعلق یوں فرمایا۔

"اے فرید۔ جب میں نے اس کے دروازے پر قدم رکھا تو ستر حجاب درمیان تھے حکم ہوا اندر آجا وہاں پہلے حجاب میں میں نے مقربان کو آنکھیں آسمان کی طرف کئے کھڑے دیکھا اللہ کا راز اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ سب دیدار کے مشتاق تھے۔ ہر حجاب میں محبوں کو اور ہی حالت میں دیکھا جو ایک دوسرے سے مختلف تھے جب حجاب خاص میں پہنچا تو آواز آئی اس حجاب میں وہ آتا ہے جو دنیا وما فیہا سے تو کیا خود سے بھی بیگانہ ہو۔ چونکہ تو بیگانہ ہے اس لئے یگانہ ہے جب میں نے آنکھ کھولی تو خود کو اس کٹیا میں پایا۔

بس اے فرید! اس راہ میں سب سے بے گانہ ہونا چاہئے تاکہ حق سے یگانہ ہو سکے"۔

بعد ازاں زہد الانبیاء نے فرمایا جب رات ہوئی تو نماز عشاء ادا کر کے فارغ ہوا تو دیکھا کہ ماش کے دو پیالے اور چار چپاتیاں عالم غیب سے اس بزرگ کے سامنے موجود ہو گئیں مجھے اس کھانے سے جو لذت حاصل ہوئی وہ کبھی کسی اور کھانے سے نہ ہوئی

Marfat.com

رات وہاں بسر کی صبح اٹھ کر دیکھا وہ بزرگ غائب تھے۔ پھر میں ملتان چلا آیا وہاں اپنے بھائی بہاء الدین زکریاؒ کی زیارت کی مصافحہ کے بعد پوچھا کہاں تک ترقی کی میں نے کہا جس کرسی پر آپ بیٹھے ہیں اگر کہوں ہوا میں معلق ہو جائے ابھی یہ کہہ نہ پایا تھا کہ کرسی معلق ہو گئی بہاء الدین زکریا نے کرسی پر ہاتھ مارا تو نیچے آگئی اس کے بعد میں دہلی میں اپنے پیر قطب الدین بختیار کاکی اوشیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا ان کے اوصاف بیان سے باہر ہیں انہوں نے تمام نعمتیں عطا فرمائیں یہ بھی فرمایا مولانا فرید تمام کام ختم کر کے میرے پاس آیا ہے پھر نعرہ مار کر بے ہوش ہو گئے تین دن کے بعد ہوش میں آنے پر فرمایا مقربان الٰہی ایسا ہی کرتے ہیں معلومات تمام اشخاص میں ہوتی ہیں پھر کسی مرتبہ پر پہنچتے ہیں اور فیض نازل ہوتا ہے مرید کو کسی مقام پر پہنچنے کے لئے کوشش کرنی چاہئے پھر فرمایا۔

اے بھائی! اس راہ میں جب تک سفر نہ کرے گا اور دل سے طے نہ کرے گا اور قدم صدق نہ رکھے گا ہرگز ہرگز مقام قرب میں نہیں پہنچ سکے گا پھر آپ نے اپنی زبان مبارک سے یہ شعر کہے۔

تو راہ خرقہ ازاں نہ نمودند ورنہ کر زو این نہ کر بردو نکشودند
جان در راہ ولہاست اگر میخواہی تو نیز چناں شو کہ ایشاں بودند

جب شیخ الاسلام فریدؒ نے زبان مبارک سے فرمایا تو سر سجدہ میں رکھ دیا نماز کا وقت ہو رہا تھا عالم تحیر میں مشغول ہو گئے خلقت اور دعاگو واپس چلے آئے۔

الحمدللہ علیٰ ذالک

Marfat.com

مجلس ـــ ۳ ـــ

بروز پیر بیس تاریخ ۶۵۵ھ کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ قاضی حمید الدین ناگوری کے فرزند مولانا ناصح الدین ناگور سے آئے ہوئے تھے مولانا شمس الدین برہان بھی حاضر خدمت تھے دنیا کے بارے میں گفتگو میں آپ نے حدیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیش کی۔ حب الدنیا راس کل خطیة دنیا کی محبت تمام خطاؤں کی جڑ ہے۔ پھر فرمایا قال اھل معرفة من ترک الدنیا ملک ومن اخذھا ھلک اہل معرفت کا قول ہے جس نے دنیا کو چھوڑا وہ بادشاہ بن گیا جس نے دنیا کو اپنایا وہ ہلاک ہو گیا۔ شیخ عبداللہ تستری فرماتے ہیں ـــ دنیا بندے اور مولیٰ کے درمیان سب سے بڑا حجاب ہے۔ اس لئے جس قدر بندہ اس میں مشغول ہوتا ہے اس قدر حق تعالیٰ سے دور رہتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا اگر مرید اپنی پیٹھ دیکھنا چاہے تو اتنے ہی حجاب دل کے سامنے آجاتے ہیں پس لوگوں کو چاہئے کہ کسی حالت میں صرف دنیا بنانے میں مشغول نہ ہوں کیونکہ جس قدر دنیا بنانے میں مشغول ہوں گے اسی قدر حق سے دور رہیں گے۔

پھر فرمایا میں نے اپنے شیخ قطب الدین بختیار قدس سرہ' کی زبانی سنا انہوں نے اپنے پیرو مرشد کے حوالے سے یہ بات کہی کہ جب تک انسان دنیاوی زنگار محبت کی صیقل کو اپنے دل سے دور نہیں کرتا اور فکر حق سے انس نہیں کرتا اور غیر کی ہستی کو درمیان سے نہیں اٹھا دیتا وہ ہرگز اللہ کا نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد کہا تحفۃ العارفین میں شبلی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں صلاحیت کی بنیاد آدمی میں ہوتی ہے وہ دل کی صلاحیت سے تعلق رکھتی ہے جب دل صلاحیت اختیار کر لیتا ہے تو آدمی کی اصلاح ہو جاتی ہے۔

پھر فرمایا دل مردہ بھی ہوتا ہے اور زندہ بھی۔ کلام اللہ میں ہے۔ اذ من کان میتاً یعنی دنیاوی شغلوں کی کثرت سے دل مرجاتا ہے۔ فاحیاہ بذکر المولی پس اسے ذکر الٰہی سے زندہ کرو۔ اس کے بعد فرمایا جب دل دنیاوی لذتوں اور شہوتوں سے ماکولات اور مشروبات میں مشغول ہو جاتا ہے تو غفلت کا اس پر اثر ہوتا ہے اور خواہش

Marfat.com

اس پر غالب آتی ہے ہر طرف سے دل میں خطرات آنے شروع ہوتے ہیں جو دل کو سیاہ کرتے ہیں صرف حق تعالیٰ کا اندیشہ دل کو سیاہ نہیں ہونے دیتا جب دل سیاہ ہو جاتا ہے گویا وہ مردہ ہو جاتا ہے جس زمین میں شور زیادہ ہو وہ بیج قبول نہیں کرتی کہا جاتا ہے یہ زمین مردہ ہے اسی طرح جس دل میں ذکر نہ ہو اس پر دیو پری اور مصائب او آلائش دنیاوی غالب آجاتے ہیں وہ دل جو دیو پری کی رہائش گاہ ہو وہ مردہ ہے۔ لہٰذا ذکر حق' حق ہے اور جو کچھ اس کے سوا ہے وہ خذلان اور بطلان ہے ضروری ہے کہ حق کے سوا کچھ نہ سنے کیونکہ سننا زندوں کا کام ہے نہ کہ مردوں کا جس وقت انسان کے دل سے دنیاوی تعلق دور ہو جاتا ہے اور ہوائے نفسانی اس سے دور ہو جاتی ہے اس وقت وہ ذاکر بنتا ہے ایسا دل نور ذکر سے زندہ ہوتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا جنید بغدادی رحمت اللہ علیہ کی کتاب "عمدہ" میں لکھا ہے اس راہ کا اصول دل کی صلاحیت ہے اور یہ صلاحیت اس وقت حاصل ہوتی ہے جب باطن تمام مذمات دنیاوی یعنی غل و عشق' حسد و تکبر اور حرص و بخل سے پاک کرے اور دل کو ان سے صاف کرے جو کام کی بات ہے اور درویشی کا جوہر بھی اس مقام پر ظاہر ہوتا ہے۔

بعد ازاں حضرت بابا فریدؒ نے آب دیدہ ہو کر فرمایا جس قدر درویش نے دنیا کا دھندہ شروع کیا مال و مرتبہ میں ترقی چاہی وہ درویش نہیں بلکہ مردود طریقت ہے یعنی طریقت کا مرتد ہے لہٰذا دنیا سے روگردانی کا نام فقر ہے۔

پھر اسی موقع پر فرمایا ایک مرتبہ میں خواجہ اجل سنجری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں بغداد میں تھا۔ درویشوں کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی خواجہ سنجریؒ نے خواجہ جنید علیہ رحمت کی کتاب "عمدہ" کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا۔ "تمام مذاہب میں فقیر کو اہل دنیا سے رابطہ رکھنا' بادشاہوں اور امراء کے پاس جانا حرام ہے۔"

مزید فرمایا "حرائق" میں لکھا ہے عراق کا بادشاہ تین سال سے بیمار تھا خواجہ شہاب الدین تستریؒ کو بلایا آپ نے جا کر اس کے چہرہ پر ہاتھ پھیرا وہ صحت یاب ہو گیا۔ ایک گھڑی جو اس کے پاس صرف ہوئی تھی اس پر سات سال آپ نے اہل دنیا سے قطع

Marfat.com

تعلق رکھا۔ مشائخ طریقت کہتے ہیں فقراء کے لئے دنیا کی محبت زہر قاتل ہے۔ جس قدر دولت اور اس کے پرستاروں سے پرہیز کیا جائے گا اسی قدر اللہ کا قرب حاصل ہو گا جس قدر دنیا بنانے کی محبت ہو گی اسی قدر نقصان ہو گا لہٰذا درویش کے دل میں دنیا بنانے کی ذرہ بھر محبت نہ ہو۔

اس کے بعد ذکر کے متعلق فرمایا ذکر میں درویش کو ایسا فرد ہونا چاہیے کہ اس کے بدن کا ہر ایک بال زمین بن جائے۔ "اسرار العارفین" میں لکھا ہوا ہے ایک دفعہ حضور باطنی سے خواجہ سعیدؒ ابو الخیرؒ ذکر میں مشغول تھے کہ آپ کے ہر مسام سے خون جاری ہوا۔

شیخ الاسلام نے اس کے بعد میری طرف دیکھ کر فرمایا اس راہ میں بڑا اصول حضوریٔ دل ہے جو لقمہ حلال کھائے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ مشائخ کا فرمان ہے جو شخص لقمہ حرام کھائے اہل دنیا اور بادشاہوں کی مجلس سے دور نہ رہے اس کے لئے گدڑی پہننا جائز نہیں۔ صوف کی گدڑی پہننا انبیاء اور اوتاد کا کام ہے۔ گدڑی کی قدر و منزلت حضرت موسیٰ کلیم اللہؑ" حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ" اور حضرت محمد مصطفیٰ حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی جانتے ہیں۔

پھر فرمایا میں نے شیخ الاسلام قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کی زبانی سنا کہ میں چشت میں خواجہ مودود چشتیؒ کی خدمت میں دس سال رہا آپ کو کبھی نہ دیکھا کہ آپ کسی بادشاہ یا امیر کے ہاں گئے ماسوائے جمعہ کی نماز کے۔

پھر انہوں نے فرمایا جو درویش بادشاہوں کے پاس جائے اس سے گدڑی لے لینی چاہیے اور اسباب درویشی بھی چھین لینا چاہیے اسے درویشی سے خود کو خارج کر دینا چاہیے اگر خارج نہ کرے تو اس کے جامہ اور گدڑی کو آگ میں جلا دینا چاہیے۔ لہٰذا جو درویش دنیا کی چاہت کرے تو سمجھو وہ درویش نہیں وہ جھوٹا درویشی کا مدعی ہے۔ میں نے مشائخ کو دیکھا کہ جب ضرورت پیش آئے وہ مناجات کو شفیع بناتے ہیں جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کی حاجت پوری کرتا ہے۔

اس کے بعد گنج شکرؒ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا جو صوف پہنے سے نہ ہی لذیذ

Marfat.com

کھانا کھانا چاہیے اور نہ ہی اہل دنیا سے رغبت رکھنی چاہیے جو ایسا نہیں کرتا وہ اولیاء سے سلوک کے لباس میں خیانت کرتا ہے۔

"اسرار العارفین" میں لکھا دیکھا ہے کہ خواجہ ذولنون مصریؒ کا ایک مرید بادشاہ کے ہاں اکثر جاتا رہتا تھا وہاں سے اسے گذر اوقات کے لئے ملتا تھا۔ خواجہ نے اسے بلا کر گدڑی چھین لی اور جلا دی سخت ناراض ہو کر فرمایا تو انبیاء اور اولیاء کے لباس کو خبیث آدمیوں میں پھراتا ہے۔ کیا یہ لباس پہن کر اللہ کے حضور پیش ہو گا؟

پھر فرمایا کہتے ہیں امام مالک رحمتہ اللہ علیہ تین کرتے پہنا کرتے تھے جب نماز پڑھنے لگتے تو اوپر اور نیچے کا اتار دیتے درمیانی کرتہ سے نماز ادا کرتے وجہ پوچھنے پر فرمایا ظاہری پیراہن ریاء و رسم کی وجہ سے اتارا گیا باطنی پیراہن میں حرص' حسد' بخل اور فسق کی بو آتی ہے درمیانی پیراہن ان دونوں سے خالی ہے لہٰذا اس سے نماز ادا کرنا بہتر ہے۔

پھر زبد الانبیاء نے آب دیدہ ہو کر فرمایا متقی ایسا ہی کرتے آئے ہیں جس کی بدولت انہوں نے مراتب حاصل کئے پھر نماز کا وقت ہوا تو نماز میں مشغول ہو گئے اس پر خلقت اور یہ دعاگو واپس چلے آئے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

Marfat.com

مجلس ــ ۴ ــ

اسی ماہ کی ستائیسویں ۶۵۵ھ کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ شیخ جمال الدین متوکل، شمس دبیر، نجم الدین اور دوسرے عزیز بھی حاضر خدمت تھے۔ شب معراج کی فضیلت کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ جناب فرید ؒ نے فرمایا۔ ستائیسویں ماہ رجب کی رات بڑی بلند مرتبہ رات ہے۔ اس رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم صاحب معراج ہوئے۔ جو اس رات جاگتا ہے وہ اس کی معراج کی رات ہوتی ہے معراج کی سعادت کی بدولت اس کے نامہ اعمال میں ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔

فرمایا ایک دفعہ بغداد کی طرف سفر میں تھا ایک درویش کا پتہ چلا جو دجلہ کے کنارے غار میں رہتا تھا وہاں پہنچے تو اسے نماز میں مشغول پایا نماز کے بعد اس نے بیٹھنے کا اشارہ کیا اس کی عظیم وجاہت تھی اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی مانند چمکتا تھا۔ پوچھا کہاں سے آنا ہوا میں نے کہا اجودھن سے جو شخص ارادت سے بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے وہ بزرگ ہو جاتا ہے میں آداب بجا لایا۔ اس نے کہا مولانا فرید! میں پچاس سال سے اسی حاگ پات میری خوراک ہے میں جنید بغدادی ؒ کے مریدوں میں سے ہوں۔ اگر تو چاہے تو میں ستائیسویں رات کی عظمت بیان کروں۔ فرمایا عرصہ بیس سال سے مجھے اس رات کے متعلق معلوم نہ تھا گزشتہ رات میں مصلے پر سو گیا ستر ہزار فرشتے زمین پر آئے وہ میری روح آسمان پر لے گئے فرشتے یہ تسبیح پڑھ رہے ہیں سبحان ذی الملک والملکوت جب سے یہ پیدا ہوئے ہیں یہی پڑھ رہے ہیں دوسرے آسمان پر عجائبات قدرت کو دیکھا عرش کے نیچے تمام اولیاء اور انبیاء کو دیکھا ان میں میرے جد بزرگوار جنید ؒ بھی سر جھکائے کھڑے تھے میں نے اوپر جانے کی خواہش کا اظہار کیا حکم ہوا تیری عبادت کا صلہ یہاں تک ہے میں نے سر جناب جنید ؒ کے قدموں پر رکھ دیا۔ جب آنکھ کھلی تو اپنے آپ کو یہاں پایا۔ بس اے فرید! جو شخص اللہ تعالیٰ کے کام میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے کام میں ہوتا ہے اس صورت میں مرید کو چاہیے کہ اپنے کام کو ترقی دے جو شخص رات کو جاگتا ہے اسے ضرور سعادت نصیب ہوتی ہے۔ میں اس بزرگ کی خدمت میں رہا وہ بعد نماز عشاء تا فجر

Marfat.com

پاؤں باندھ کر الٹا لٹک کر نماز معکوس ادا کرتا۔

اس کے بعد جناب فریدؒ نے فرمایا ستائیسویں کی رات کو سو رکعت نماز ادا کی جائے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد پانچ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھی جائے نماز کے بعد سو مرتبہ درود پڑھنے کے بعد سر سجدے میں رکھ کر جو دعا کرے انشاء اللہ وہ پوری ہو گی — اس کے بعد آپ نے حضرت معین الدینؒ کا ارشاد سنایا انہوں نے فرمایا معراج کی رات رحمت کی رات ہے جو اس رات کو جاگتا ہے وہ اللہ کی رحمت سے جھولی بھرتا ہے۔

بعد میں آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سنایا حضورؐ فرماتے ہیں معراج کی رات آسمان سے ستر ہزار فرشتے نور کے تھال لئے ہر گھر میں جاتے ہیں جو لوگ گناہ نہیں کرتے عبادت کرتے ہیں ان کے سر پر یہ تھال نثار کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ غافل لوگوں کو ہدایت فرمائے۔

آپ یہ فوائد بیان کر رہے تھے شیخ بدر الدین غزنوی اپنے چھ ہمراہیوں کے ساتھ تشریف لا کر بیٹھ گئے سماع کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی ہر ایک نے کچھ نہ کچھ کہا جمال الدین ہانسوی نے فرمایا سماع سے دل کو راحت ہوتی ہے اور اہل محبت آشنائی کے سمندر میں آشنائی کرتے ہیں جنبش حاصل ہوتی ہے۔ اس پر جناب باباؒ نے فرمایا ہاں آشناؤں کی یہی رسم ہے۔ جب آشنا کا نام سنتے ہیں تو آشنائی کرتے ہیں۔

اس کے بعد شیخ بدر الدین غزنوی نے عرض کی اہل سماع کی بے ہوشی کی کیا وجہ ہے۔ اس پر جناب فریدؒ نے فرمایا جس روز انہوں نے الست بربکم کی آواز سنی تھی اسی روز سے بے ہوش ہیں وہ بے ہوشی ان میں پائی جاتی ہے۔ پھر دبیر نے پوچھا جس روز الست بربکم کی آواز آئی تو کیا تمام ارواح ایک ہی جگہ تھیں فرمایا ہاں! کیونکہ بلیٰ سب نے کہا۔ پوچھا پھر ہندو اور یہودی کیسے ہو گئے۔ شیخ الاسلام حضرت باباؒ نے فرمایا امام محمد غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے الست بربکم کی آواز دی اس سے پہلے تمام روحیں اکٹھی تھیں یہ آواز سنتے ہی ان کی چار صفیں ہو گئیں پہلی صف والے دل و جان سے اور زبان سے بلیٰ کہہ کر' اللہ کو اپنا رب تسلیم کر کے سجدہ میں گر گئے

Marfat.com

وہ صف انبیاء اولیاء صدیقوں اور نیکوں کی تھی دوسری صف والوں نے دل سے بلیٰ کہا مگر زبان سے اقرار نہ کیا اور سجدہ کیا وہ آخر مسلمان ہوئے یہ لوگ پہلے غیر مسلم تھے پھر دولت ایمانی انہیں نصیب ہوئی تیسری صف والوں نے زبان سے تو کہا لیکن دل سے نہ کہا اور سجدہ کیا پھر دل میں کراہت محسوس کی ایسے لوگ شروع میں تو مسلمان ہوتے ہیں آخر میں کافر ہو کر مرتے ہیں چوتھی صف والوں نے نہ دل سے اور نہ ہی زبان سے بلیٰ کہا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اول و آخر ہی کافر رہتے ہیں۔

اس کے بعد زبد الانبیاءؒ نے فرمایا اہل سماع میں جو بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ وہ اسی الست بربکم کی ندا کی بدولت بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ یہ وہی بے ہوشی ہے جو اس روز سے پائی جاتی ہے۔ جونہی دوست کا نام سنتے ہیں حرکت' حیرت' ذوق اور بے ہوشی ان پر طاری ہو جاتی ہے یہ سب کچھ معرفت کی بدولت ہے۔ جب تک دوست کی شناخت حاصل نہ ہو۔ خواہ ہزار سال عبادت کرے اسے اطاعت میں ذوق حاصل ہی نہیں ہوتا کیونکہ اسے معلوم ہی نہیں وہ اطاعت کس لئے کرتا ہے یہ اطاعت ہی مقصود ہے جس کے لئے اہل سلوک' اہل عشق اور طبقات مشائخ نے فرمایا ہے۔ قرآن مجید میں حکم ہے۔

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون

ہم نے جنوں اور انسانوں کو عبادت کے لئے پیدا کیا۔

لیکن اہل سلوک اس کے معنی یہ کرتے ہیں لیعبدون! سے لیعرفون اس سے مراد دوست کی شناخت ہے جب تک اس کی شناخت نہ ہو گی ہرگز اطاعت کا ذوق حاصل نہ ہو گا۔ عشق مجازی میں جب تک آدمی کسی کو دیکھ نہیں لیتا وہ اس کا عاشق نہیں ہوتا جب تک اس کے دوستوں سے دوستی نہیں کرتا اسے آشنائی حاصل نہیں ہوتی۔ پس طریقت اور حقیقت میں یہ حکمت ہے کہ جب تک اللہ کی شناخت حاصل نہیں ہوتی یا جب تک اس کے اولیاء سے تعلق پیدا نہیں کیا جاتا ہرگز ہرگز اسے اطاعت اور عبادت میں ذوق حاصل نہیں ہوتا۔

اس کے بعد جناب گنج شکرؒ نے فرمایا الست بربکم کی ندا سے بھی شناخت ہی مقصود

Marfat.com

تھی یعنی جب تک اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانے گا اسے اطاعت میں ذوق حاصل نہیں ہو گا۔

اس کے بعد محمد شاہ گویا جس نے اوحد کرمانی کے روبرو سرود گلیا وہ مع اپنے احباب کے حاضر خدمت ہوا انہیں بیٹھنے کا حکم ملا اس وقت شیخ جمال الدین ہانسوی اور شیخ بدر الدین غزنوی حاضر خدمت تھے حکم ہوا سماع شروع کرو! جب سماع شروع ہوا تو حضرت بابا فریدؒ اپنی جگہ سے اٹھے اور رقص کرنے لگے چنانچہ سات دن اور رات رقص کرتے رہے جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز ادا کر کے پھر سماع میں مشغول ہو جاتے ساتویں روز ہوش میں آئے اس روز قوال یہ غزل گا رہے تھے۔

ملامت کردن اندر عاشقی راست
ملامت کے کند آں کس کہ بینا ست
نہ ہر تر دامنے را عشق زیبد
نشان عاشقی از دور پیدا ست
نظامی تا توانی پارسا باش
کہ نور پارسائی شمع دلہا ست

اس کے بعد سلوک کے متعلق گفتگو ہوئی فرمایا اہل سماع وہ گروہ ہے کہ جب وہ سماع اور تحیر میں مستغرق ہوتے ہیں اس وقت اگر لاکھ تلواریں بھی ان کے سر پر ماری جائیں تو انہیں خبر نہیں ہوتی۔

پھر فرمایا یہ لوگ جس وقت عالم تحیر میں اور دوست کی خواہش میں متحیر ہوتے ہیں یہ ہر آنے جانے والے سے بے خبر ہوتے ہیں۔ پھر درویشوں نے حضرت بابا کی خدمت میں عرض کی ہم مسافر ہیں ہمارے پاس زاد راہ نہیں آپ نے پاس پڑی کھجوروں میں سے عنایت فرمائیں وہ باہر نکل کر سوچنے لگے ان کا کیا کریں پھینکنے کا ارادہ کیا تو دیکھا کہ وہ کھجوریں سونا میں تبدیل ہو چکی تھیں۔ اس کے بعد آپ نے اذان سنی وہ نماز میں مصروف ہو گئے خلقت اور یہ دعاگو واپس چلے آئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

Marfat.com

مجلس ــ ۵ ــ

بروز جمعرات انتیسویں شعبان ۶۵۵ھ کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا شیخ جمال الدین ہانسوی بھی حاضر خدمت تھے مقراض کے متعلق گفتگو ہوئی تو فرمایا سیرالعارفین میں لکھا دیکھا ہے جو مرید کرنا چاہے جمعرات یا سوموار کو چاشت کے وقت احباب کو اکٹھا کرے غسل کر کے دو رکعت نماز استخارہ کر کے اپنے مرید کو سجادہ پر قبلہ رو بٹھائے پہلے تلاوت کرے قینچی چلاتے وقت لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کہے بعض نے اس کے پڑھنے سے اختلاف کیا ہے ۲۱ بار درود شریف اور ۲۱ بار استغفار پڑھتے ہوئے قینچی چلائے باب العلم حضرت علی رضی اللہ کا بھی یہی طریقہ تھا اور دعا کرے باری تعالیٰ اس کو تیری راہ پر لگا دیا اسے راہ راست دکھا۔ ایک سوال کے جواب میں فرمایا قینچی چلانے کی ابتدا جرائیل علیہ السلام کی تلقین پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے کی۔

ایک روز حبیب عجمیؒ اور حسن بصریؒ اکٹھے بیٹھے تھے ایک شخص نے کہا میں فلاں کا مرید ہوں مرید ہوتے وقت میرے پیر نے میرے پیچھے سے بال کاٹے تھے انہوں نے فرمایا وہ خود گمراہ ہے اور گمراہ کرنے والا۔

اس کے بعد جناب شکر گنجؒ نے فرمایا جب کوئی مرید ہونے کو آئے تو پیر میں اس قدر قوت باطنی ہونی چاہئے کہ اپنے مرید کے دل کا زنگ اپنے نور معرفت سے صاف کر دے اگر یہ قوت نہیں ہے تو مرید نہ بنائے جو خود گمراہ ہے دوسروں کی رہبری کیا کرے گا؟

حضرت باباؒ کا فرمان ہے اگر خود مرید کرنا چاہے تو پہلے اس کے تین نفوس دیکھے حرکات سکنات کو دیکھ کر یہ فیصلہ کرے کہ یہ نفس امارہ میں مبتلا تو نہیں فرمان الٰہی ہے۔

وما ابری نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء پھر اس کے نفس لوامہ کو دیکھے کہیں اس کا گرفتار تو نہیں — اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے نفس لوامہ کی قسم مت کھاؤ — پھر اس کے نفس مطمئنہ کا مشاہدہ کرے۔ حکم الٰہی ہے۔

یا یھا النفس لا طنمنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ

Marfat.com

پھر اس کے قلب سلیم کے اوصاف کی طرف نگاہ دوڑائے کہ وہ سلیم ہے یا نہیں۔ ان کو روشن ضمیری سے صیقل کرے پھر بیعت کرے۔ اگر کوئی اہل طریقت و سلوک کے طریقہ کے مطابق قینچی نہیں چلاتا تو وہ خود گمراہ ہے اور اس کا مرید بھی گمراہ ہو گا۔

پھر فرمایا۔ جس روز بشر حافیؒ نے خواجہ جنید بغدادیؒ کے ہاتھ پر توبہ کر کے واپسی اختیار کی تو اسے خرقہ اور مقراض کی رسم سکھائی زندگی بھر انہوں نے لکڑی کی کھڑاؤں پہنی اور جوتا بھی نہ پہنا ان کا کہنا تھا اللہ سے آشنائی پر ننگا تھا ننگا ہی رہوں گا۔

اس کے بعد فرمایا اہل سلوک کے نزدیک جو پیر اہل سنت و الجماعت کے طریق پر کاربند نہیں اور اس کے افعال و اقوال' حرکات و سکنات حدیث اور قرآن مجید کے مطابق نہیں وہ اس راہ میں راہزن ہے۔ دھوئیں سے آگ کا پتہ چلتا ہے اسی طرح مرید کو دیکھ کر اس کے پیر کا پتہ معلوم ہو جاتا ہے مرید کی گمراہی سے پیر کے کامل نہ ہونے کا پتہ چل جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سلوک کی راہ میں بغیر مجاہدہ اور مشقت قبولیت کا اثر نہیں پڑتا۔

آپ اس کے بعد فرماتے ہیں بارگاہ الٰہی میں مومن کے دل کی بڑی قدر و منزلت ہے لیکن لوگ دل کی اصلاح سے غافل ہیں اس وجہ سے گمراہ ہیں سلوک کا اصل دل ہی تو ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"مومن کا دل اللہ تعالیٰ کا عرش ہے"

وہ درویش جسے ستر پردوں میں ذرہ بھر روشنی نصیب نہیں وہ خرقہ کی رسم سے واقف نہیں ہے وہ کسی کو مرید کر کے اسے بھی گمراہ کرے گا کیونکہ وہ خود گمراہ ہے۔ درویش کو عالم اور صاحب قوت ہونا چاہئے تاکہ خرقہ کی رسم اہل سنت و الجماعت کے خلاف اس سے ادا نہ ہو۔

پھر فرمایا خواجہ شفیق بلخی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب "دلیل الشافعی" میں لکھتے ہیں جس شخص کو دنیاوی مال متاع سے فرصت نہیں وہ حق سے دور ہے لہٰذا درویش کا اس سے دوری اختیار کرنا بہتر ہے۔ "سلک سلوک" میں خواجہ بایزید بسطامیؒ اس پر چلنے والوں کو بغیر ضرورت گھر سے نہیں نکلنا چاہئے اور فاش آدمیوں سے مل کر نہیں بیٹھنا

Marfat.com

چاہئے البتہ علما کی مجلس میں بیٹھے لیکن بے ضرورت بات نہ کرے پھر دیکھے کہ کس قدر روشن ضمیری اس میں پیدا ہوئی ہے۔ مرید کرتے وقت پہلے غسل کرائے پھر اس کے منہ میں شیرینی دے کر یہ نیت کرے کہ "اے میرے خالق اس بندے کو راہ طلب کے ذوق سے شیریں بنا"۔ اگر خلوت کے لائق ہے تو خلوت اختیار کرے نہیں تو سکوت اختیار کرنے کی تلقین کرے۔

پھر فرمایا "سیرالعارفین" میں لکھا دیکھا ہے کہ خلوت چالیس روز کی ہوتی ہے بعض کے نزدیک ستر دن کی کسی نے نناویں دن کی قرار دی ہے۔ بہتر وہی ہے جو سیرالعارفین کے مصنف عبداللہ تستریؒ نے فرمایا طبقہ جنیدیہ" میں بارہ سال ہے بصریہ کے نزدیک بیس سال اہل سلوک کے نزدیک اس تعین سے مقصود یہ ہے کہ نفس امارہ کو ریاضت سے مغلوب کیا جائے نفس کے کتے کو قید کیا جائے۔ مختلف طبقات مشائخ میں مراقبہ ہے جو خلوت میں سوائے مراقبہ کے اور کچھ اختیار نہیں کرتے جب خلوت اختیار کرنا ہو تو اپنے پیر کا کپڑا پہنے تاکہ اس کی برکت سے روشنائی حاصل ہو خرقہ دینے کا مطلب بھی یہی ہے۔ خواجہ فضیل بن عیاضؒ اور خواجہ حسن بصریؒ لکھتے ہیں کہ پیر کو چاہئے کہ پہلے مرید کے سر پر ہاتھ رکھے پھر ذکر کی تلقین کرے پہلے لا الہ الا للہ دوسرے سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الہ الا للہ و اللہ اکبر تیسرے یا حیی یا قیوم اگر پہلا ذکر کرے تو نو مرتبہ لا الہ الا للہ کہے دسویں بار محمد رسول اللہ اکیس مرتبہ سبحان اللہ تیس مرتبہ یا حیی یا قیوم کہے۔ لیکن باآواز بلند تاکہ پاس بیٹھنے والے لطف اندوز ہوں لیکن اتنا بھی بلند آواز سے نہ کہے کہ ہمسائے سنیں۔ یہ طبقہ جنیدیہ بارہ مرتبہ پڑھتا آیا ہے۔

اس کے بعد جناب گنج شکرؒ نے فرمایا —— "ذکر اس قدر کرے کہ اس کے بدن کا ہر ایک بال زبان بن جائے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا کہ ذکر کرتے بے ہوش ہو جاتے اور جنگل کی راہ بے خودی میں لیتے اور کہتے اے منزہ اپنے مکان سے ارادہ کر تیرے ذکر کے اندیشے سے میرا دل پر ہو گیا اگر خود کہوں اور تیرا ذکر نہ کروں تو میں اسی وقت مر جاؤں۔

Marfat.com

آپ نے پھر فرمایا خواجہ یوسفؒ شرح الاسرار میں لکھتے ہیں۔ کہ ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں شیخ دایہ کی طرح ہوتا ہے مرید بچے کی طرح جس وقت بچہ بد خوئی کرے تو اسے کسی اور چیز میں مشغول کرے تاکہ خوش ہو کر خوگیر ہو۔ اسی طرح پیر مرید کو کبھی ذکر کا حکم کرے اور کبھی قرآن حکیم پڑھنے کا تاکہ کسی اور چیز سے اسے قرار حاصل نہ ہو۔

اس کے بعد فرمایا یہ بھی لکھا دیکھا ہے کہ اہل دنیا سے میل جول نہ کرے کیونکہ ان کی صحبت فقیر کے دل کو پریشان کرتی ہے۔

آپ نے اس کے متعلق فرمایا فقیر کے لئے دولت مندوں کی صحبت سے بڑھ کر کوئی چیز مضر نہیں جب فقیر گوشہ نشینی اختیار کرتا ہے تو اس کے دینی و دنیاوی کام خود بخود بنتے چلے آتے ہیں۔

حضرت بابا فریدؒ نے فرمایا۔ پیر اور مرید کو ہر حال میں ایسا ہی رہنا چاہیے جیسا اوپر بیان کیا گیا ہے اگر کسی کا شیخ کامل نہ ہو تو اہل سلوک کی کتاب کو پیش نظر رکھے اسی کی متابعت کرے تاکہ ارادت اور مقراض کے مشابہ ہو۔

مکرر ارشاد ہوا شیخ کو واجب ہے کہ مرید کو صحبت ملوک اور اہل دنیا سے دور رہنے کی وصیت کرے کہ شہرت اور ثروت کا طالب نہ بنے بات زیادہ نہ کہے بے ضرورت کسی جگہ نہ جائے کیونکہ ایسا کرنے سے اصلی مقصود سے رہ جاتا ہے اس لئے کہ دنیا کی محبت تمام خطاؤں کی جڑ ہوتی ہے۔

پھر فرمایا کہ سجادے سے دور نہ ہو مگر ضرورت کے وقت اس کے متعلق اصحاب طریقت نے فرمایا کہ جب کوئی دانش مند ہر روز دنیا کی طلب کے لئے پھرے اور حلال اور حرام کے علم کو بیان کرتا رہے اگر کوئی صوفی گلی کوچوں اور بازاروں میں پھرے تو سلوک اور مجاہدہ کون کرے گا۔

بعد ازاں فرمایا ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ راہ قبول پر چلنے والوں کی پہچان یہ ہے کہ خواہ کچھ ہی ہو جمعرات کھڑے ہو کر گزاریں خواہ ذکر میں خواہ تلاوت میں' خواہ نماز میں۔ افضل نماز میں ہی رات کھڑے ہو کر گزارنا ہے یہی صفت معراج

Marfat.com

ہے۔

الصلوٰۃ معراج المومنین

پھر فرمایا کہ اہل سلوک نے کہا ہے کہ سلوک کا اصل ریاضت ہے اور اس کا ثمر ارادت ہے اس سے غرض یہ ہے کہ بندہ اپنے آپ کو اہل دنیا' دولت مندوں اور بادشاہوں کی صحبت اور ہوائے نفسانی سے الگ تھلگ رکھے اور نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

صحبۃ الصالحین نور رحمۃ اللعالمین

نیکوں کی صحبت نور اور اہل عالم کے لئے رحمت ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

Marfat.com

مجلس ــ ۶ ــ

گیارہ ماہ رمضان ۶۵۵ھ مجھے جناب گنج شکرؒ کی قدم بوسی کی سعادت نصیب ہوئی آپ ان لوگوں کے متعلق فرما رہے تھے جو نماز میں استغراق کی وجہ سے اپنے آپ سے بے خبر ہوتے ہیں آپ نے فرمایا میں غزنیں کی طرف سفر میں تھا چند درویشوں کو یاد الٰہی میں مشغول دیکھا رات ان کے ہاں قیام کیا صبح وضو کرتے وقت ایک درویش کو دیکھا جو ہر روز ایک سو بیس رکعت نماز ادا کرتا تھا رفع حاجت کے بعد غسل کرتا آخری وقت غسل کے لئے گیا تو پانی میں جان بحق ہو گیا ــــ آپ نے فرمایا وہ بندگی میں کس قدر سخت تھا کہ آخری دم تک اس پر کاربند رہا ــــ جس شخص کو کوئی بیماری لاحق ہو تو سمجھو اسے گناہوں سے پاک کیا جا رہا ہے یہ اس کی خیریت کی دلیل ہے۔

پھر فرمایا میں بخارا میں ایک روز شیخ سیف الدین باخرزیؒ کی خدمت میں تھا آپ کے پاس ایک شخص نے عرض کی یا امام میرے پاس مال ہے اس میں نقصان ہو رہا ہے میرے اعضا کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا اگر ایسا ہو تو سمجھو اس نے زکوٰۃ دینے میں قصور کیا بیماری صحت کی علامت ہے۔

اس کے بعد فرمایا اصحاب تابعین اپنے آثار میں لکھتے ہیں قیامت کے دن فقراء کو وہ مقام عطا ہوں گے کہ لوگ کہیں گے کاش دنیا میں ہم فقراء میں ہوتے۔ مریضوں کو بھی وہ مقام عطا ہوں گے جس کی دوسرے خواہش کریں گے۔

پھر فرمایا تمام رنج و غم اور تکالیف منجانب اللہ ہیں اپنے نفس کا خود طبیب ہونا چاہیے پھر یہ شعر پڑھا۔

اے بسا درد کان ترا و از دست
اے بسا شیر کان ترا آہوست

پھر یہاں سے بات شروع کی کہ ہر حالت میں درویشوں کے متعلق نیک گمان چاہیے اپنا عقیدہ درست رکھنا چاہیے تاکہ ان کی برکت سے حمایت حاصل ہو۔

پھر فرمایا شیر خاں والئی اوچ و ملتان کچھ میرا معتقد نہ تھا بارہا یہ شعر اس کے حق میں

Marfat.com

کہا گیا۔

افسوس کہ از حال منت نیست خبر
آنگہ خبرت شود کہ افسوس خوری

چند روز بعد اس سال کافروں نے اس کی ولایت کو لوٹ لیا۔ ایک روز میں سیوستان کی راہ پر تھا جب شیخ اوحد کرمانیؒ کے پاس پہنچا تو وہ بغلگیر ہو کر خوش ہوئے۔ آپ کے پاس بیٹھا تھا کہ دس صاحب نعمت درویش آئے اظہار کرامت کے متعلق گفتگو ہونے لگی انہوں نے کہا کرمانی صاحب پہلے آپ کرامت دکھائیں آپ نے کہا اس شہر کا مالک میرا معتقد نہیں ہے وہ مجھے تکالیف پہنچاتا ہے۔ اگر میدان سے آج سلامت آگیا تو بڑے تعجب کی بات ہو گی آپ نے جونہی فرمایا ایک شخص نے آکر خبر دی وہ گھوڑے سے گرا گردن ٹوٹ گئی وہ مر گیا۔ پھر درویشوں نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا تم بھی کوئی کرامت دکھاؤ میں نے مراقبہ کے بعد کہا آنکھیں بند کرو کیا دیکھتے ہیں کہ ہم سب خانہ کعبہ میں کھڑے ہیں۔ پھر میں نے کہا تم بھی کوئی کرامت دکھاؤ انہوں نے سر خرقہ میں کیا اور گم ہو گئے اور خرقے خالی رہے۔

پھر حضرت بابا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا مولانا نظام الدین! جو اللہ کے کام میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے کام میں ہوتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی خدمت میں کمی نہیں کرتا اور جس میں دوست کی رضا ہے وہی کام کرتا ہے۔ جو اپنے نفس کے ساتھ غازیوں کی طرح جنگ کرتا ہے تو اللہ بھی اس کی طلب پر وہی چیز موجود کر دیتا ہے۔

پھر فرمایا ایک دفعہ میں بدخشاں کی طرف جا رہا تھا اس شہر میں دیگر اولیاء کے علاوہ ذوالنون مصریؒ کے مرید شیخ عبدالواحد رہتے تھے میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا نہایت ناتواں غار سے ایک پاؤں باہر رکھے عالم تحیر میں گم تھے میرے سلام کرنے پر حالت صحو میں آئے تو فرمایا۔

"اے فرید! میرے نزدیک نہ آنا نہیں تو جل جائے گا اور دور بھی نہ جانا ورنہ تجھ پر جادو کا اثر ہو جائے گا۔"

اب میری سرگذشت سن ستر سال سے اس غار میں کھڑا ہوں ایک عورت کو دیکھ

Marfat.com

کر میرا دل مائل ہوا۔ میں نے غار سے باہر آنا چاہا تو غیب سے آواز آئی تیرا وعدہ تھا ماسوائے میرے کسی اور کی طرف مائل نہ ہو گا۔ میں نے پاس پڑی چھری سے پاؤں کاٹ کر پھینک دیا کیونکہ نفسانی خواہش سے اسے باہر رکھا تھا۔ میں خوف زدہ ہوں کہ قیامت کو کیا منہ دکھاؤں گا۔ رات میں وہیں رہا افطار کے وقت دس کھجوریں ان کے پاس آئیں انہوں نے کہا میں پانچ کھایا کرتا ہوں یہ پانچ تیری ہیں آ دودھ لے اور افطار کر میں نے روزہ افطار کیا اور عالم تحیر میں مشغول ہوا ہی تھا کہ بدخشاں کا خلیفہ مع لشکر کے آیا اور کھڑا ہو گیا انہوں نے پوچھا تیری کیا خواہش ہے؟ اس نے کہا کہ سیوستان کا مالک مال نہیں دیتا اجازت لینے آیا ہوں کہ اس پر چڑھائی کروں آپ نے سیوستان کی طرف لکڑی پھینک کر مسکرا کر فرمایا کہ میں نے اسے ہلاک کر دیا۔ خلیفہ یہ سن کر واپس چلا گیا چند روز کے بعد سیوستان کے مالک کے لوگ بہت سا مال لے آئے انہوں نے بیان کیا کہ مالک دربار عام میں تخت پر بیٹھا تھا کہ دیوار میں سے ایک لاٹھی نمودار ہوئی اور اس کی گردن پر لگی جس سے اس کی گردن جدا ہو گئی پھر آواز آئی کہ یہ ہاتھ عبدالواحد بدخشانی کا ہے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ میں چند روز ان کی خدمت میں رہا پھر اجازت لے کر چلا آیا کلام ختم کر کے نماز میں مشغول ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

Marfat.com

مجلس --- ۷ ---

تیرھویں ماہ مذکور ۶۵۵ھ کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ شیخ ابو الغیث یمنیؒ از حد بزرگ تھے۔ آپ نے شیخ یوسف الحسنیؒ شہاب الدین سہروردیؒ شیخ فرید الدین عطارؒ اور شیخ عثمان ہارونیؒ کی زیارت کے علاوہ دیگر بزرگان کی بھی زیارت کی تھی۔

فرمایا ایک دفعہ مغلوں نے یمن کے گرد گھیرا تنگ کیا شیخ ابو الغیثؒ اپنی کٹیا میں تھے خلیفہ نے حاضر خدمت ہو کر آپ کو مغلوں کی آمد کی اطلاع کی آپ نے ایک لکڑی اس کے ہاتھ میں دے کر فرمایا رات کو ان کے لشکر کی طرف پھینک دینا انہوں نے ایسا ہی کیا مغل لشکری آپس میں لڑنا شروع ہو گئے سب کے سب ہلاک ہو گئے معلوم ہوا سبز پوشوں کا لشکر تھا جس نے ایک بھی زندہ نہ چھوڑا سب جہنم رسید ہو گئے۔

پھر فرمایا شیخ قطب الدین بختیار اوشیؒ فرماتے ہیں۔ میں شیخ جلال الدین تبریزیؒ اور شیخ بہاء الدین زکریاؒ ملتان میں تھے والئ ملتان قباچہ نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی مغل شہر کے قریب آ گئے ہیں آپ کیا فرماتے ہیں؟ شیخ قطب الدینؒ کے پاس ایک تیر تھا اسے دے کر فرمایا مغلوں کی طرف پھینک دینا اس نے ایسا کیا تو تمام مغل لشکری بھاگ نکلے۔

اس کے بعد فرمایا ایک دفعہ یمن میں ایک عرصہ تک بارش نہ ہوئی جس سے تباہی پھیلنا شروع ہو گئی تمام اہل یمن شیخ ابو الغیثؒ کی خدمت میں گئے بارش ہونے کے لئے دعا کی استدعا کی فرمایا کل میری نماز گاہ میں داخل ہوں۔ سب حاضر ہوئے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج کر التجا کی —— "اے پروردگار! اگر تیری بارگاہ میں میری اطاعت منظور ہے تو باران رحمت بھیج۔ ابھی یہ الفاظ زبان سے ادا نہ ہونے پائے تھے اس قدر بارش ہوئی کہ پانچ دن رات جاری رہی۔ وہاں کے لوگوں نے قسم کھا کر کہا کہ پہلے ایسی کبھی بارش نہ ہوئی۔

آپ کی وفات کا حال کچھ اس طرح ہے کہ آپ بعد نماز مصلے پر بیٹھے رہے اشراق کی نماز کے بعد اپنے قریبی ساتھیوں سے کہا کہ میرے کفن دفن کا انتظام کرو تمام تیاری

Marfat.com

ہو گئی تو آپ نے سورہ یٰسٓ پڑھنا شروع کی لوگوں سے کہا جگہ خالی کر دو اللہ کے شہسوار یہاں آ رہے ہیں جب فسبحان الذی بیدہ ملکوت کل شی و الیہ ترجعون پر پہنچے تو روح پرواز کر گئی دوست سے جا ملا۔ حضرت بابا اس پر بہت روئے اور یہ شعر پڑھا۔

در کوئے تو عاشقاں چناں جان بہ دہند
کانجا ملک الموت نہ گنجد ہرگز

ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام مستوں کی طرح ٹہل رہے تھے کہ ملک الموت نے اپنا تعارف کرایا آپ نے اس کے منہ پر تھپڑ رسید کیا اس نے اللہ کے حضور واقعہ پیش کیا آواز آئی وہ اس وقت ہمارے اشتیاق میں گم تھے ہمارے محبوبوں کے درمیان غیر کو دخل نہیں اس لئے ایسا ہوا پھر جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو سیب پیش کیا اس سے دوست کی خوشبو آئی اور عزرائیل نے آپ کی روح قبض کر لی اس پر شیخ الاسلام نعرہ زن ہوئے پھر زبان مبارک پر یہ شعر آیا۔

در کوئے تو عاشقاں چناں جان بہ دہند
کانجا ملک الموت نہ گنجد ہرگز

مشائخ کبار حضرت موسیٰ علیہ السلام کے روضہ پر پہنچے تو آواز آئی رب ارنی انظر الیک ایک بزرگ نے فرمایا یہ عشق ہے قیامت کے دن آپ عرش کے کنگرے پر ہاتھ مار کر فریاد کریں گے رب ارنی انظر الیک تو فرشتے انہیں تھامنے کے لئے بڑھیں گے تمام مخلوق اشتیاق سے بکھر جائے گی۔

اس کے بعد شیخ الاسلام فرید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا طالب کو ہر حالت میں مطلوب کے عشق و محبت اور اس کی یاد میں رہنا چاہیے ہر گھڑی ہر لحظہ ہر حالت میں اسی کے عشق میں رہے تاکہ ان لوگوں میں سے ہو جائے جو اس سے قبل ہو گزرے ہیں پھر کئی مرتبہ آپ کی زبان مبارک پر یہ شعر آیا۔

در کوئے تو عاشقاں چناں جاں بہ دہند

Marfat.com

کانجا ملک الموت نہ گنجد ہرگز

ایک موقع پر ایک جوان کا پیمانہ عمر لبریز ہونے پر عزرائیل نے اس کی تلاش کی مگر مشرق تا مغرب نہ ملا واپس جا کر عرض کی حکم ہوا اب فلاں جنگل میں ڈھونڈو۔ ملک الموت نے اسے اس جنگل میں بھی نہ پایا حکم ہوا تو ہمارے دوستوں کو نہیں دیکھ سکتا وہ ہماری یاد میں اس طرح جان دیتے ہیں کہ تجھے خبر بھی نہیں ہوتی۔ پھر حضرت باباؒ کی زبان پر یہ شعر تھا۔

در کوئے تو عاشقاں چناں جاں بہ دہند
کانجا ملک الموت نہ گنجد ہرگز

پھر حضرت بہاء الدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ کے انتقال کے متعلق فرمایا ان کے وقت رخصت عزرائیلؑ نے ایک خط ان کے صاحبزادے صدر الدین کو جو دروازے پر کھڑے تھے ان کے ہاتھ میں دیا اور کہا بغیر کھولے آپ تک پہنچا دے آپ بہت روئے جناب شیخ یاد الٰہی میں مشغول تھے جب فارغ ہوئے خط دیا تو پڑھ کر آپ نے سجدہ میں سر رکھ دیا اور شیخ بہاء الدین دوست سے جا ملے۔ آپ نعرہ زن ہوئے فرمایا ہم بھی دوست سے اسی طرح ملیں گے۔ پھر یہی شعر پڑھا۔

در کوئے تو عاشقاں چناں جاں بہ دہند
کانجا ملک الموت نہ گنجد ہرگز

پھر سعد الدین حمویؒ کی بات شروع ہوئی فرمایا ایک شہر میں ایک مسجد کے اندر ٹھہرے بیماری کا بہت زور تھا آپ نے مریضوں کو لانے کے متعلق فرمایا آپ نے اپنا دست شفا پھیرا اور سب صحت یاب ہو گئے وہاں سے آپ غزنیں آئے وہاں بھی آپ نے مریض پر ہاتھ پھیرا وہ بھی صحت یاب ہو گیا۔ آپ کا وقت آخر قریب آیا تو آپ نے جنگل میں جا کر سورہ بقر پڑھنا شروع کی اشراق تک پورا قرآن مجید ختم کیا پھر سجدہ میں سر رکھ کر جان دے دی آواز آئی جو سب حاضرین نے سنی نیک بخت بندہ تھا اس پر جناب باباؒ نے یہی شعر پڑھا۔

Marfat.com

در کوئے تو عاشقاں چناں جاں بہ دہند
کانجا ملک الموت نہ گنجد ہرگز

پھر فرمایا شیخ سیف الدین باخزری رحمتہ اللہ علیہ کی عادت تھی جہاں نماز ادا کرتے سو جاتے جب رات کا تیسرا حصہ گزر جاتا تو باجماعت عشاء کی نماز ادا کرتے ساری شب بیداری میں گزرتی عمر بھر آپ کی یہ عادت رہی۔

پھر ایک دفعہ بیان فرمایا بخارا کے شخص نے خواب میں دیکھا کہ بخارا کے دروازے سے ایک جلتی ہوئی شمع باہر لے جا رہے ہیں بیدار ہو کر اس نے اس خواب کی تعبیر پوچھی فرمایا کوئی صاحب نعمت یہاں سے انتقال کرے گا۔

پھر شیخ سیف الدین باخزریؒ کے متعلق فرمایا انہوں نے اپنے پیر کو خواب میں دیکھا جو فرماتے ہیں کہ اب اشتیاق زیادہ ہو گیا ہے اس ہفتہ متواتر ذکر کیا اس میں فراق اور وداع خلق کا ذکر تھا سب حیران تھے کہ کیا کہتے ہیں پھر حاضرین نے فرمایا میرے پیر نے مجھے بلایا ہے سو میں جاتا ہوں یہ کہہ کر نیچے اترے گھر آئے سب اصحاب بیٹھے تھے ایک بزرگ صوف پوش نے آپ کو سیب دیا جونہی سونگھا جان بحق ہو گئے پھر حضرت زبدۃ الانبیاء رحمتہ اللہ نے وہی شعر پڑھا۔

در کوئے تو عاشقاں چناں جاں بہ دہند
کانجا ملک الموت نہ گنجد ہرگز

پھر جناب فرید گنج شکرؒ نے شیخ بدرالدین غزنوی اور مولانا اسحاق کو حکم دیا تم بھی یہ شعر پڑھو تاکہ ہم رقص کریں تین دن رات حالت بے خودی میں رہے پھر عالم صحو میں آئے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

Marfat.com

مجلس --- ۸ ---

پچیسویں ماہ مذکورہ ۶۵۵ھ کو قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا چند درویش خواجہ بہاء الدین زکریاؒ کے پاس حاضر خدمت تھے اور سلوک کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ حضرت باباؒ نے فرمایا کہ طریقت کی راہ رضا و تسلیم ہے اگر کوئی شخص گردن پر تلوار مارے تو اسی پر راضی رہے اور دم نہ مارے۔ آپ نے فرمایا جس کی حالت یہ ہو وہ درویش ہے۔

اس اثناء میں ایک بڑھیا روتی ہوئی آئی آپ نے قریب آنے کو کہا اس نے کہا عرصہ بیس سال سے میرا بیٹا گم ہے آپ نے فرمایا جا آجائے گا ابھی گھر پہنچ کر آرام کرنے نہ پائی تھی کہ بیٹے نے آواز دی بڑھیا نے آگے بڑھ کر بیٹے کو سینے سے لگا کر کہا تو کہاں تھا اس نے کہا دریا کنارے رو رہا تھا ایک بزرگ آئے انہوں نے رونے کا سبب پوچھا انہوں نے کہا اپنا ہاتھ مجھے دو اور آنکھیں بند کرو میں نے ایسا کیا تو خود کو گھر کے دروازے پر پایا بڑھیا دوبارہ حضرت باباؒ کی خدمت میں حاضر ہوئی سر قدموں میں رکھ دیا۔

اس کے بعد جناب گنج شکرؒ نے فرمایا اگر عابد سے کوئی ورود اور وظیفہ فوت ہو جائے تو وہی اس کی موت ہے۔

پھر ایک واقعہ بیان فرمایا میں شیخ یوسف چشتیؒ کی خدمت میں حاضر تھا ایک صوفی بزرگ نے آکر کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے میری موت قریب ہے انہوں نے فرمایا تجھ سے صبح کی نماز فوت ہو گئی ہے جب اس نے سوچا بات ٹھیک نکلی اگر کسی صاحب ورد سے اگر کوئی ورد فوت ہو جائے تو اس کے لئے مرگ ہے۔

ایک روز قاضی رضی الدینؒ سے سورہ یٰسین پڑھنے کا ناغہ ہو گیا تو اس روز گھوڑے سے گرے پاؤں ٹوٹ گیا غور کرنے پر معلوم ہوا اس روز وظیفہ کا ناغہ کیا تھا۔

اس کے بعد فرید الدین مسعودؒ نے فرمایا صاحب ورد کو چاہئے جو وظیفہ دن کو پورا نہ کر سکے تو رات کو کرے بہرحال وظیفہ ترک نہ کرے کیونکہ اس کے ترک کی شامت تو تمام اہل شہر پر پڑتی ہے اور شہر میں خرابی پیدا کرتی ہے۔

Marfat.com

آپ نے پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک سیاح میرے پاس آیا اس نے دمشق کا حال اس طرح بیان کیا کہ بیس گھروں کے علاوہ پورے شہر کو اجڑا ہوا پایا اس شہر میں تمام اہل سنت آباد تھے جب خرابی کی وجہ معلوم کی گئی تو پتہ چلا پہلے سب صاحب ورد تھے رفتہ رفتہ لوگوں نے ورد و وظیفہ ترک کر دیا ایک سال بھی گزرنے نہ پایا تھا کہ مغلوں نے آکر شہر ویران کر دیا اور مسلمانوں کو قیدی بنا لیا یہ ان کے وظیفہ ترک کرنے کی سزا تھی۔

پھر حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیریؒ کے متعلق عرض کیا آپ کی یہ عادت تھی جب کوئی فوت ہو جاتا اس کے جنازے کے ہمراہ ہوتے جب لوگ چلے آتے اس کی قبر پر ورد و وظائف پڑھتے آپ کا ایک ہمسایہ اجمیر میں فوت ہوا آپ حسب معمول اس کی قبر پر ورد و وظائف پڑھنے لگے جناب قطب الدین بختیار کاکیؒ فرماتے ہیں میں اس وقت ہمراہ تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کے چہرے پر تغیر کے آثار نمایاں ہو رہے ہیں لیکن آپ نے وظیفہ جاری رکھا اٹھ کر کہا الحمد للہ بیعت بھی اچھی چیز ہے حضرت بختیارؒ نے وجہ پوچھی تو فرمایا جب اس شخص کو دفن کیا گیا تو فرشتوں نے آکر عذاب دینا چاہا حضرت عثمٰن ہارونیؒ نے آکر فرمایا اسے عذاب نہ دو یہ میرا مرید ہے فرشتوں نے کہا یہ بے شک آپ کا مرید ہے لیکن آپ کے خلاف تھا آپ نے فرمایا بے شک لیکن میرا مرید تو ہے اس پر غیب سے ندا آئی عذاب سے ہاتھ کھینچ لو ہم نے اسے شیخ کے بدلے بخش دیا۔

اس پر جناب باباؒ نے فرمایا اپنے تئیں کسی کا بنانا اچھا ہے۔ پھر یہ شعر پڑھا۔

گر نیک تو ام مرا ازیشاں گیرند
ور بد باشم مرا بدیشاں بخشند

آپ نے فرمایا ایک دفعہ مجھ پر حالت تحیر طاری تھی حاضرین نے کہا اگر قوال ہوں تو سماع سنیں اتفاقاً قوال موجود نہ تھے۔ مولانا بدر الدین اسحاق نے تمام مکتوبات سنوئے ایک [illegible] ہاتھ آیا آپ نے بدر الدین اسحاق کو فرمایا اسے ہی پڑھو اس سے [illegible] طاری ہو گیا اور یہ رباعی پڑھی۔

Marfat.com

رباعی

آں عقل کجا از کمال تو رسد
وآں دیدہ کجا کہ درجمال تو رسد
گیرم کہ تو پردہ بر گرفتی زجمال
آں روح کجا کہ در جلال تو رسد

جناب گنج شکرؒ ایک دن رات اس رباعی کو سن کر ذوق سماع حاصل کرتے رہے۔

پھر آپ نے حضرت بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق فرمایا کہ شیخ قطب الدین بختیارؒ اور شیخ جلال الدین تبریزیؒ جب آپس میں ملے تو سیاحت کے متعلق گفتگو ہوئی۔ جناب جلال الدین تبریزیؒ نے فرمایا میں قرش کی طرف جا رہا تھا ایک درویش کو غار میں دیکھا اس وقت وہ نماز میں مشغول تھا فراغت پر اس نے کہا وعلیکم السلام یا شیخ جلال الدین میں حیران رہ گیا اسے میرا نام کس طرح معلوم ہو گیا۔ اس نے کہا جو تجھے یہاں لایا ہے اسی نے تیرا نام بتایا ہے میں حکم ملنے پر بیٹھ گیا انہوں نے کہا میں نے ایک بزرگ بہ عمر ڈیڑھ سو سال کا دیکھا جو حضرت حسن بصریؒ کا مرید تھا جو کسی مہم کے لئے آپ کے پاس آنے کا ارادہ کرتے ابھی پہنچنے نہ پائے کہ وہ مقصود پا لیتے۔

اس کے بعد انہوں نے کہا کہ میں نے ایک ہزار سات سو پیروں کی خدمت کی ہر ایک نے مجھے کچھ نہ کچھ نصیحت کی آخری مرتبہ شمس الدین تک پہنچنا چاہتا ہے یا اس کے نزدیک ہونا چاہتا ہے تو دنیا اور اہل دنیا سے بیزار ہو اور ان سے دوری اختیار کر درویش دنیاوی تعلقات کی وجہ سے عاجز رہ جاتا ہے۔ کیونکہ دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے جو دنیا کے پجاریوں سے بیزار ہوں وہی اللہ تک پہنچ سکتے ہیں۔

پس اے جلال الدین تمام اللہ کے ہو کر رہنے والوں نے دنیا اور دولت کے پجاریوں سے قطع تعلق کیا ہے تبھی وہ اللہ کے قریب ہوئے ہیں پھر جلال الدین نے کہا میں نے رات وہیں قیام کیا افطار کے وقت جو کی دو روٹیاں عالم غیب سے نمودار ہوئیں اس بزرگ نے ایک میرے آگے رکھی کہ افطار کر! جب افطار کیا تو کہا گوشہ

Marfat.com

میں جا کر یاد الٰہی میں مشغول ہو۔ رات کا تیسرا حصہ گزرا تھا کہ میں نے ایک صوف پوش بزرگ کو دیکھا جس کے ہمراہ سات شیر تھے دیکھا اس نے آکر سلام کیا اور اس بزرگ کے سامنے آبیٹھے اور کبھی اس کے گرد پھرتے میں دیکھ کر کانپ اٹھا کہ الٰہی یہ کیسے آدمی ہیں کہ شیروں سے محبت لگا رکھی ہے الغرض کلام اللہ شروع کیا پہر کے اخیر تک دس مرتبہ ختم کیا۔

تلاوت کے بعد اٹھے اور تازہ وضو کیا پھر تلاوت میں مشغول رہا صبح نماز فجر ان کے ہمراہ ادا کی اس بزرگ نے فرمایا یہ میرا بھائی خضر ہے اسے دیکھنے کی مجھے آرزو تھی اس پر میں نے دوبارہ مصافحہ کیا مجھ پر کمال شفقت فرمائی وہ اور شیر واپس چلے گئے میں نے رخصت ہونے کی اجازت چاہی تو اس بزرگ نے فرمایا جلال الدین تو' جا تو رہا ہے لیکن اللہ کے بندوں کی خدمت کرنا اور خود کو ان کے حوالے کرنا اللہ تعالٰی کے کام میں سستی نہ کرنا پھر تو کسی مقام پر پہنچ جائے گا۔ جس راستے سے تو سفر کر رہا ہے ایک دریا راہ میں ہے اس کے کنارے دو شیر ہیں تجھے تکلیف دینے کی کوشش کریں گے تو میرا نام لینا سلامتی سے گزر جائے گا۔

اس کے بعد جلال الدین نے فرمایا اجازت لے کر چلا آیا تو راہ میں دیکھا دو شیر مجھے پھاڑنے کے لئے لپکے میں نے اس بزرگ کا نام لے کر کہا ان کے پاس سے آیا ہوں وہ میرے قدموں پر سر رکھ کر ملنے لگے پھر واپس چلے گئے اور میں صحیح سلامت منزل تک پہنچ گیا۔

جب جلال الدین اپنی حکایت ختم کر چکے تو جناب قطب الدین بختیار نے اپنی سرگزشت شروع کی میں ایک شہر میں پہنچا وہاں ایک اجڑی ہوئی مسجد میں ایک درویش رہتا تھا کہتے ہیں ابتدا میں اس مسجد کے سات مینار تھے اب وہاں پر ایک ہے اس درویش کی خدمت میں ایک دعا پہنچی جسے ہفت دعا کہتے ہیں دوگانہ نماز میں جو اس دعاء کو پڑھے اسے خضر علیہ السلام کی ملاقات نصیب ہوتی ہے جناب بختیار کاکیؒ نے فرمایا ماہ رمضان کی ایک رات جب میں اس مسجد میں گیا اور دوگانہ ادا کر کے اس مینار پر چڑھا اور یہ دعا پڑھی نیچے اتر کر تھوڑی دیر ٹھہرا وہاں کسی کو نہ پاکر واپسی اختیار کی جب

Marfat.com

دروازے سے باہر ہوا تو اچانک ایک آدمی نے للکارا اس مکان میں کیوں آیا تھا؟ کہا اس لئے کہ خضر علیہ السلام سے ملاقات ہو دوگانہ ادا کر کے دعا بھی پڑھی لیکن یہ دولت نصیب نہ ہوئی اب میں گھر جا رہا ہوں اس نے کہا خضر کو کیا کرے گا وہ بھی تمہاری طرح مارا مارا پھر رہا ہے۔ اس کے دیکھنے سے کیا ہو سکتا ہے شاید تو دنیا طلب کرتا ہے کہا نہیں۔ کہا اس شہر میں ایک آدمی رہتا ہے جس کے دروازے پر خضر آیا کرتا ہے بارہ مرتبہ گیا ہے مگر اندر آنے کی اجازت نہیں ملی میں اور وہ یہی باتیں کر رہے تھے۔ کہ ایک نورانی مرد سبز پوش ظاہر ہوا وہ بڑی تعظیم سے اس کے پاس گیا اور اس کے پاؤں پر گر پڑا جب وہ پھر میرے پاس آیا تو اس مرد کی طرف اشارہ کر کے کہا کیا تو اس درویش کو جانتا ہے؟

کہا وہ نہ دنیا نہ زر مانگتا ہے۔ لیکن میری اور تیری ملاقات کی آرزو رکھتا ہے یہ بات ہو رہی تھی کہ اذان کی آواز کان میں پڑی ہر طرف سے درویش اور صوفی آئے تکبیر کہہ کر ایک امام بنا اور نماز ادا کر کے تراویح میں بارہ پارے ختم کئے میرے دل میں آیا اگر زیادہ پڑھتے بہتر ہوتا الغرض نماز ادا کر کے ہر ایک کسی طرف کو چلا گیا لیکن صبح تک کسی انسان کو نہ دیکھا ـــ یہ کہہ جناب باباؒ نماز میں مشغول ہو گئے خلقت اور یہ دعاگو واپس چلے آئے۔ ا الحمد للہ علیٰ ذالک۔

Marfat.com

مجلس -- ۹ --

پانچویں ماہ رمضان المبارک ۶۵۵ھ کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا احباب حاضر خدمت تھے بات رمضان کے متعلق ہو رہی تھی جناب مسعود گنج شکرؒ نے فرمایا رمضان بڑا عظمت والا مہینہ ہے اس ماہ میں ابلیس لعین کو قید رکھا جاتا ہے تاکہ مسلمانوں کو اس کا کھٹکا نہ رہے۔ رحمت کے تمام دروازے کھول دیے جاتے ہیں اس ماہ میں ہر دن ہر رات آسمان سے فرشتے رحمت کے تھال لئے نیچے اترتے ہیں حکم ہوتا ہے جب بندے روزہ افطار کریں ان کے سروں پر قربان کر دیں۔

اس کے بعد فرمایا روزہ مولیٰ اور بندہ کے درمیان ایک بھید ہے جو اطاعت کرتا ہے اس کا عوض مقرر ہے لیکن روزے کا ثواب اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں فرمان الٰہی ہے۔

الصوم لی وانا اجزا بہ

روزہ میرے لئے ہے اور میں اس کی جزا دوں گا۔

اس مہینے کے تین حصے ہیں پہلے دس رحمت کے دوسرے مغفرت کے تیسرے دس ایام آزادی کے ہیں پہلے حصہ میں دوزخ کی آگ بند کی جاتی ہے دوسرا حصہ سراسر رحمت کا ہے آسمان سے رحمت کا نزول ہوتا ہے تیسرے حصہ میں سب کی مغفرت کی جاتی ہے کوئی گھڑی یا لمحہ ایسا نہیں گزرتا جس میں لاکھوں مسلمان بخشے نہ جائیں اور دوزخ کی آگ سے آزادی حاصل ہوتی ہے۔

پھر فرمایا جو مسلمان رمضان کی آمد سے خوش ہو اللہ تعالیٰ اسے کبھی ناخوش نہیں کرتا اس کی روزی میں نیکی اور برکت عطا فرماتا ہے جو اس کے جانے سے غمگین ہو اللہ تعالیٰ اسے دونوں جہان کی خوشیاں عطا کرتا ہے کبھی غم ناک نہیں کرتا۔

اس کے بعد فرمایا جو ماہ رمضان کے روزے رکھے اس کے نامہ اعمال میں ہزار سال کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے اسی قدر اس کی برائیاں دور کی جاتی ہیں مزید ارشاد ہوا شب قدر صرف آخری حصہ میں پائی جاتی ہے۔ شب قدر کو مرد کو اس سے غافل نہ ہونا چاہئے تاکہ اس رات کی سعادت سے محروم نہ رہے۔

Marfat.com

پھر فرمایا مردان مغنی کے لئے سارے سال کی راتیں ہی شب قدر ہیں شب قدر کی نعمت ان میں پائی جاتی ہے ایسے لوگ شب قدر کی دولت ضرور حاصل کر لیتے ہیں۔

اس کے بعد فرمایا بزرگ اور خواجگان اس مہینے کی ہر تراویح میں قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے لیکن عثمان ہارونیؒ ہر رات تراویح میں دو مرتبہ قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے اس طرح ساٹھ مرتبہ قرآن ختم کرتے۔

ایک مرتبہ میں سفر میں تھا امام حداوی کی مسجد میں ماہ رمضان میں اترا وہاں ایک پروقار بزرگ عبداللہ محمد باخرزی امامت کراتے تھے وہ ہر رات تین مرتبہ قرآن شریف اور چار سیپارے پڑھا کرتے تھے میں نے وہ ماہ ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں صرف کیا ــــ

پھر فرمایا اس کام میں جب تک ایسا مجاہدہ اور اس قسم کی ریاضت نہیں کرے گا کبھی کسی کام کو نہ پہنچے گا اس کے متعلق اصحاب صفہ کا کہنا ہے کہ اس راہ میں مجاہدہ بہت ہے۔

خواجہ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ کے متعلق فرمایا انہوں نے ستر سال عبادت کی دو سال نفس کو پانی نہیں دیا اور نہ نفس کی آرزو پوری کی تب باریاب ہوئے غیب سے آواز آئی تیرے پاس دنیاوی آلائش ہے۔ دیکھ بھال کی تو پوستین سے کوزہ نکلا اسے پھینک دیا تو اس مقام پر پہنچے۔

پھر فرمایا بایزیدؒ تو ایک کوزہ کی وجہ سے باریاب نہ ہو سکے لوگ تو دنیا میں اس قدر منہمک ہیں وہ کیسے باریاب ہوں گے۔

پھر حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا یہ بھی رمضان ہے کوئی ہے جو رمضان کے آداب کی بجا آوری کے ساتھ قرآن شریف ختم کرے۔ پھر ہر رات تراویح میں دو مرتبہ قرآن شریف ختم کرتے کبھی ہر رکعت میں دس سیپارے پڑھتے قرآن ختم کر لیتے۔ میں اس مہینے حاضر خدمت رہا۔

پھر کشف و کرامت کے بارے میں فرمایا میں اور شیخ جمال الدین ساکن اوچ ایک جگہ بیٹھے تھے اتنے میں چند درویش آہنی سلاخیں کمر میں لٹکائے ہوئے آئے ان سے

Marfat.com

چھاچھ طلب کی ان کے جماعت خانہ میں چھاچھ نہ تھی حضرت نے میرا منہ دیکھ کر کہا کیا کروں میں نے کہا آپ کے جماعت خانہ کے سامنے آب رواں ہے میں جا کر انہیں چھاچھ پلا لاتا ہوں۔ شیخ صاحب نے انہیں میرے ہمراہ چلنے کو کہا وہ مجبوراً" میرے ساتھ ہو لئے ندی کنارے جب میں لے کر گیا تو تمام پانی چھاچھ بنا ہوا تھا جس قدر ہو سکا انہوں نے پی لیا پھر درویشوں سے کہا اندر جا کر بیٹھو آرام کرو۔

پھر شیخ صاحب کی بزرگی کے متعلق فرمایا ایک مرد نے حج سے آکر آپ کو سلام کیا اور کہا حج میں طواف کے وقت آپ میرے ہمراہ تھے آپ نے للکارا ارے نادان کیوں راز فاش کرتا ہے یہ تو کوئی بڑی بات نہیں مرد چاہیں تو مشرق سے مغرب تک کی ساری چیزیں دکھا سکتے ہیں۔ پھر اس شخص کو آنکھیں بند کرنے کو کہا اس نے خود کو مع شیخ کے کوہ قاف پر اس پہاڑ کے موکل کے پاس پایا پھر اپنے مقام پر لے آئے فرمایا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور اپنے بندوں کو نہیں جانتا۔

شیخ الاسلام فریدؒ نے فرمایا نماز کے وقت کوئی شیخ جمال الدین کو نہ دیکھتا جب نماز کا وقت ہوتا نظر سے غائب ہو جاتے خانہ کعبہ میں نماز ادا کرتے۔ آپ یہ فرما رہے تھے ایک جوگی مجاہدہ کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا سر قدموں میں رکھ دیا۔ پھر سر نہ اٹھا سکا جب آپ کی نظر پڑی تو فرمایا سر اٹھا ہاتھ سے اٹھا کر کہا کس طرح اور کہاں سے آیا؟ جوگی مارے ڈر کے کچھ نہ کہہ سکا پھر آہستہ سے کہا مارے دہشت کے منہ سے بات نہیں نکلتی۔

اس کے بعد آپ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا جب اس نے ہماری سرزمین میں قدم رکھا تو ہم نے چاہا یہ سرزمین سے نہ اٹھا سکے چنانچہ ایسا ہی ہوا پھر جوگی سے فرمایا اگر تجھے بخشا نہ جاتا تو قیامت تک زمین سے سر نہ اٹھا سکتا —— پھر جناب فریدؒ نے جوگی سے پوچھا تو نے اپنے کام میں کہاں تک ترقی کی ہے۔ اس نے عرض کی جوگی جب کمالیت کو پہنچتا ہے تو ہوا میں اڑنے لگتا ہے۔ فرمایا جلدی کرو تاکہ ہم دیکھیں جوگی اڑا آپ نے اپنی نعلین اس کے پیچھے پھینکی وہ جوگی جدھر اڑتا علین اس کے سر پر پڑتیں فوراً" نیچے اتر آیا مان گیا جس کی علین میں یہ کمال ہے وہ خود کیسا ہو گا فوراً" مسلمان

Marfat.com

ہو گیا اور عارف باللہ بنا۔ اس وقت جوگی نے بیان کیا جو نیک اور بد فرزند پیدا ہوتے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ لوگ محبت کرنا نہیں جانتے جب اس نے اپنی دانست میں سب حقیقت بیان کی تو حضرت باباؒ مسکرا دیے نظام یہ باتیں تمہارے کس کام کی۔

اسی موقع پر ایک درویش مع چند صوف پوشوں کے بیت المقدس سے حاضر خدمت ہوا حکم ہوا بیٹھ جا جب وہ آپ کے چہرہ کو دیکھتا تو سر نیچا کر لیتا۔ پھر سر قدموں پر رکھ کر کہا اے فرید اجودھنی جو تو نے کہا سچ ہے آپ نے فرمایا جو تو نے وعدہ کیا بھول گیا؟ آپ نے فرمایا اے عزیز نور کے مرد جہاں بیٹھتے ہیں وہیں خانہ کعبہ ہوتا ہے۔ وہیں عرش اور کرسی کے علاوہ تمام مخلوقات اس کے سامنے ہوتی ہے اس درویش کو آنکھیں بند کرنے کا حکم ہوا جب آنکھ کھولی تو وہی ہوا جو آپ نے فرمایا تھا درویش نعرہ مار کر بے ہوش ہو گیا۔ آپ نے اسے ہوش میں لا کر سیوستان کی خلافت عطا فرمائی۔ پتہ چلا کہ جناب باباؒ دن میں ایک مرتبہ بیت المقدس جا کر وہاں جھاڑو دے کر واپس چلے آتے۔

پھر ایک واقعہ سنایا کہ میں بیس سال فکر میں رہا ان بیس سال کے عرصہ میں ہمیشہ کھڑا رہا چنانچہ سارا خون پاؤں کی راہ رواں ہو گیا اس عرصہ میں عہد کر رکھا تھا نہ ہی نفس کو سرد پانی پلاؤں گا اور نہ طعام کا لقمہ دوں گا --- ابھی آپ یہ کہہ رہے تھے کہ آپ کا ایک مرید شہاب الدین غزنوی آداب بجا لایا حکم ہوا بیٹھ جا! اس درویش کو والئی لاہور نے سو دینار دے کر حضرت فرید الدین گنج شکرؒ کی خدمت میں بھیجا۔ فرمایا! لا۔ اس نے پچاس دینار دیے اور باقی اپنے پاس رکھے۔ مسکرا کر فرمایا شہاب الدین تو نے اچھی تقسیم کی درویشوں کے لئے ایسا کرنا اچھا نہیں۔ سخت نادم ہوا باقی دینار پیش کر دیے فرمایا اگر تو ایسا نہ کرتا تو نادم نہ ہوتا۔ تو مردان حق کے مقصد کو نہ پہنچ سکتا جاؤ غسل کر کے از سر نو بیعت کرو پہلی بیعت میں خلل آگیا ہے جاؤ! جس کو کلاہ دینی ہے دو اب تیرا کام ختم ہو چکا ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

Marfat.com

مجلس --- ۱۰ ---

پچیسویں ماہ شوال بروز دو شنبہ ۶۵۵ھ قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا۔ شیخ جلال الدین ہانسویؒ شیخ بدر الدین غزنوی' مولانا بدر الدین اسحاق اور دوسرے احباب حاضر خدمت تھے۔ ایک جوگی حضور باباؒ صاحب پیش ہوا۔ اس دن میں نے اس سے پوچھا تم کس راہ جاتے ہو؟ تمہارے کام کا اصول کیا ہے؟ کہا مجھے اسی قدر علم ہے کہ آدمی کے نفس کے لئے دو عالم ہیں ایک عالم علوی اور دوسرا عالم سفلی چوٹی سے ناف تک عالم علوی ہے ناف سے قدموں تک عالم سفلی ہے۔

بعد میں جناب گنج شکرؒ نے فرمایا واقعی ایسا ہے جیسا وہ بیان کرتا ہے لیکن عالم علوی میں صدق و صفاء اخلاق حمیدہ اور نیک معاملہ ہے اور عالم سفلی میں تمام نگہداشت' پاکیزگی' پارسائی اور زہد ہے۔ اس کی یہ بات مجھے بہت پسند آئی ہے۔

پھر کہا جو اس راہ میں اللہ تعالٰی کی دوستی کا دعویٰ کرے اور دنیا کی محبت اس کے دل میں ہو وہ تو جھوٹا مدعی ہے۔

پھر فرمایا قاضی حمید الدین ناگوریؒ تواریخ میں لکھتے ہیں نزول رحمت تین وقت میں ہوتا ہے۔ پہلا سماع کے وقت دوسرا طاعت کی نیت سے کھانا کھاتے ہوئے تیسرے درویشوں کے حالات سنتے وقت۔ اس پر چھ سات عمر رسیدہ چشتی بزرگ حاضر ہوئے عرض کی ہم میں سے ہر ایک کی حقیقت سن لیں مجھے اور مولانا بدرالدین کو فرمایا ان کا ماجرا سن لو۔ انہوں نے بیان کرتے وقت تعظیم کے وہ الفاظ بیان کئے جو تعریف سے باہر ہیں ہم نے پرنم آنکھوں سے کہا شاید یہ فرشتے ہیں جو ہماری تعلیم کے لئے آئے ہیں بعد میں شیخ الاسلام باباؒ نے فرمایا مردے سے کچھ ظاہر نہیں ہوتا یعنی ناراضگی کا اثر نہیں ہوتا۔

پھر فرمایا جب لوگ کھانا کھائیں تو چاہئے کہ طاعت کو ثابت کریں کیونکہ طاعت کے لئے کھانا بھی طاعت ہے اور ہوائے نفسانی کے لئے کھانا نہیں کھانا چاہئے۔

اس کے بعد فرمایا راحۃ الارواح میں حمید الدین ناگوریؒ لکھتے ہیں۔ دجلہ کے کنارے ایک درویش کی کٹیا تھی۔ ایک درویش اس کے پاس آیا پہلے درویش نے کھانا

Marfat.com

تیار کر کے اپنے اہل و عیال سے کہا یہ کھانا اس درویش کو دو اس کی عورت نے کہا راہ میں کشتی تو ہے نہیں میں پار کیسے جاؤں گی درویش نے کہا کہ کنارے پر پہنچ کر یہ کہنا اس درویش کی حرمت سے جس نے ان تیس سالوں میں صحبت نہیں کی مجھے راہ دے دو وہ راستہ بنا دے گا۔ عورت سن کر متعجب ہوئی کہ اتنے فرزند تو نے پیدا کئے ایسی بات کیوں کہتا ہے عورت کھانا باندھ کر دریا پر گئی جو سمجھایا تھا وہ الفاظ دہرائے دریا پھٹ گیا راستہ پا کر درویش کے سامنے کھانا رکھا درویش نے کھانا کھا کر کہا جاؤ! عورت حیران ہوئی واپس کیسے جاؤں؟ درویش نے پوچھا آئی کس طرح تھی اس نے کہہ سنایا۔ درویش نے کہا اب دریا کے کنارے جا کر یہ کہنا کہ اس درویش کی حرمت سے جس نے تیس سالوں میں نہیں کھایا راہ دے۔ اس عورت نے ایسا ہی کیا دریا نے راستہ دے دیا پار جا کر اپنے خاوند سے کہا ان دونوں جھوٹ کی وجہ بیان کرو۔ اس نے کہا ہم دونوں نے سچ کہا اس لئے کہ میں نے خواہش نفسانی کے لئے صحبت نہیں کی بلکہ حق ادائی کے لئے اور درویش نے بھی ہوائے نفسانی کے لیے کھانا نہیں کھایا بلکہ طاعت کی قوت کے لئے۔

پھر بات اس بارے میں شروع ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن مسعودؓ کے متعلق فرمایا کنیفت العلم یعنی علم کا تھیلا اس سے معلوم ہوتا ہے پست قامت تھے۔

پھر فرمایا ایک دفعہ میں حضرت بختیار اوشیؒ کی خدمت میں حاضر تھا۔ میرا ہم خرقہ رئیس نام آیا آداب بجا لانے کے بعد اس نے کہا ہم نے آج خواب میں دیکھا ہے کہ ایک گنبد ہے جس کے گرد لوگ جمع ہیں میں نے پوچھا گنبد میں کون ہیں؟ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو اندر باہر جا رہا ہے وہ عبداللہ بن مسعودؓ ہے میں نے بڑھ کر کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرنا کہ میں پائے بوسی کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں عبداللہ بن مسعودؓ اندر جا کر باہر نکلے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "تو اس قابل نہیں کہ میری زیارت کر سکے لیکن ہاں بختیار کاکی کو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ ہر رات جو تحفہ تم بھیجا کرتے تھے وہ پہنچتا تھا لیکن آج رات

Marfat.com

نہیں پہنچا اللہ خیر کرے"۔ پھر حضرت فریدؒ نے فرمایا قطب الدین بختیارؒ ہر رات تین ہزار مرتبہ درود بھیجتے تھے تو پھر سوتے تھے۔ یعنی اس رات پڑھنے میں کوتاہی ہوئی نہ پڑھا۔

پھر جناب فرید مسعودؒ نے حضرت بختیارؒ کے مجاہدہ کے متعلق فرمایا عبادت الٰہی میں بیس سال تک نہ سوئے نہ ہی لیٹے پھر فرمایا کہ درویش کے لئے نیند حرام ہو جاتی ہے۔ ایک روز شمس دبیر نے مطفول لا کر پڑھنے کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا بیٹھ کر پڑھو۔ جوں جوں پڑھتا تھا آپ اس کے معنی بیان کرتے جاتے تھے بعض جگہ اصلاح بھی فرماتے آپ نے پوچھا تیرا مدعا کیا ہے عرض کی میری ماں بوڑھی ہے تنگی معاش ہے میں اس کی پرورش میں رہتا ہوں آپ نے فرمایا بازار سے شکر لے آ جب شکر لے آیا تو آپ نے فرمایا اسے بانٹ دو سب کو ایک ایک چھٹانک کے برابر اور مجھے چار کے قریب عنایت کی۔

حضرت زہد الانبیاءؒ نے دعا فرمائی اس کے رزق میں وسعت ہوئی چنانچہ چند ہی روز کے بعد دبیر سلطان دہلی کے ہاں ملازم ہونے گیا اس کا کام بن گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

Marfat.com

مجلس ـــ ۱۱ ـــ

پندرھویں تاریخ ماہ مذکور ۶۵۵ھ کو شرف قدم بوسی عطا ہوا۔ والئی اجودھن نے اپنے ملازموں کے ہاتھ۔ دو گاؤں کا حکمنامہ اور بائیس بوریاں نقدی حضرت فرید الدین مسعودؒ کی خدمت میں روانہ کیں ملازم آئے تو بیٹھنے کے لئے فرمایا انہوں نے مال وغیرہ خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے فرمایا میں نے شروع سے لے کر اب تک اس قسم کا مال قبول نہیں کیا نہ ہی ہمارے خواجگان کی یہ رسم ہے اسے واپس لے جاؤ اس کے طالب بہت ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے فرمایا سلطان ناصر الدینؒ نے بھی چار گاؤں کی ملکیت کا حکمنامہ اور نقدی بھیجی تھی گاؤں میرے لئے اور نقدی درویشوں کے لئے میں نے مسکرا کر کہا تھا اسے لے جاؤ اس کے طالب بہت ہیں ہمارے خواجگان اور مشائخ نے اس قسم کی چیزیں کبھی قبول نہیں کیں۔ ہم قبول کر کے درویشی کی صفت سے نکل جائیں گے مالدار بن کر درویشوں کو کیا منہ دکھائیں گے۔

ایک واقعہ انہوں نے قطب الدین بختیار کاکیؒ کا بھی اسی طرح کا بیان فرمایا میں ان کی خدمت میں حاضر تھا وزیر شمس الدین مع سلطانی لشکر کے خدمت میں حاضر ہوا اس نے کہا بادشاہ نے چھ گاؤں کی ملکیت اور کچھ چیزیں بطور نذر بھیجی ہیں۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا اگر ہمارے خواجگان قبول کر لیتے تو ہم بھی قبول کر لیتے اگر آج ان کی متابعت نہ کریں تو قیامت کے دن انہیں کیا منہ دکھائیں گے بہرحال اسے لے جاؤ کیونکہ اس کے طالب بہت ہیں جو کلاہ پوش ہیں۔

پھر مشارق الانوار کی حدیثوں کے متعلق فرمایا یہ تعداد میں تین ہزار ہیں اور سب صحیح ہیں اس کتاب میں سب موافق لکھی ہیں قیامت کے دن ان کی تصحیح کی بابت میرے اور اللہ کے درمیان گفتگو ہو گی۔

مولانا رضی الدین اصفہانیؒ کی عظمت کے متعلق فرمایا کہ اگر مولانا کو دو حدیثوں میں مشکل پیش آتی اور خلقت کے ساتھ نزاع ہوتی تو اس نزاع میں خواب کے اندر وہ حدیثیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کرتے آپؐ اس کی تصحیح فرماتے۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کرنا چاہی اس وقت عبداللہ

Marfat.com

بن عباسؓ کے سوا اور کوئی موجود نہ تھا اس کا ہاتھ پکڑ کر آپؑ نے اپنے برابر کھڑا کیا جب آپؑ نے تکبیر کہی تو عبداللہ بن عباسؓ اپنے مقام سے پیچھے ہٹ گئے۔ آپؑ نے نماز توڑ کر پھر اسے اپنے برابر کھڑا کیا آپؑ نے نماز شروع کی تو عبداللہ بن عباسؓ پھر پیچھے ہٹ گئے آپ نے نماز توڑ کر کہا میں تمہیں برابر کھڑا کرتا ہوں اور تم پیچھے ہٹ جاتے ہو عرض کی میری کیا مجال سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کھڑا ہو جاؤں آپؑ کو اس کا حسن ادب بہت پسند آیا ان کے حق میں دعا فرمائی۔

اللھم وفقہ فی الدین

یا اللہ اسے دین کی توفیق دے

اس کے بعد کشف و کرامت کے متعلق گفتگو شروع ہوئی حضرت باباؒ نے فرمایا کرامت کو ظاہر نہیں کیا کرتے اور کہتے ہیں یہ کام حوصلے کے سبب سے ہے مشائخ نے اسے پسند کیا ہے اس صورت میں مرد کو چاہیے کہ اپنے تئیں کچھ نہ جانے۔

اس کے بعد فرمایا کہ ایک مرتبہ خواجہ حسن نوریؒ نے دجلہ پر ایک ماہی گیر کو دیکھا جس نے دریا میں جال ڈالا ہوا تھا آپ نے فرمایا اگر مجھ میں کرامت ہے تو جال میں ڈھائی سیر مچھلی آئے گی خواجہ جنید بغدادیؒ نے یہ بات سن کر کہا کاش مچھلی کی جگہ سانپ نکلتا اسے ڈستا اور یہ شہید ہوتا اب کسی کو کیا معلوم اس کا انجام کیا ہو گا۔

پھر فرمایا کہ میں اور سعد الدین حمویہؒ ایک دفعہ اکٹھے تھے انہوں نے فرمایا جس نے اپنی کرامت ظاہر کی اس نے گویا فرض ترک کیا۔

پھر فرمایا کہ سعد الدین حمویہؒ میرے بھائی نے ایک حکایت سنائی اس شہر کا حاکم میرا معتقد نہ تھا۔ مجھے بلانے کے لئے دربان کو بھیجا میں نماز میں مشغول تھا میں نے توجہ نہ کی خود چلا آیا میں نے اٹھ کر ہنسی خوشی ملاقات کی میں نے سیب منگوائے ایک سیب کاٹ کر آدھا دربان کو دیا اور آدھا خود کھا لیا بادشاہ کو خیال آیا اگر درویش کو باطنی صفائی ہے تو بڑا سیب مجھے دے گا۔ میں نے بادشاہ کے دل میں خیال آنے پر بڑا سیب پکڑ لیا اور کہا ایک دفعہ میں ایک شہر سے گزر رہا تھا وہاں تماشہ کرنے والے نے گدھے کی آنکھیں بند کر کے ایک شخص کو انگوٹھی دی گدھے کو کہا انگوٹھی والے

Marfat.com

شخص کو پہچانو وہ سونگھتا ہوا اس شخص کے پاس چلا گیا جس کے پاس انگوٹھی تھی اس کے بعد میں نے بادشاہ کو کہا اگر ہم اپنی کشف و کرامات کی بابت کہیں تو اس گدھے کی طرح ہیں اگر نہ کہیں تو تمہارے دل میں خیال آتا ہے کہ اس درویش میں صفائی نہیں یہ کہہ کر سیب اس کی طرف پھینک دیا۔

پھر زہد الانبیاءؒ زار زار روئے اور فرمایا اللہ کے بندے خود کو پوشیدہ رکھتے ہیں اور اپنی کرامت کسی کے پاس ظاہر نہیں کرتے۔ اس پر اذان ہوئی اور آپ نماز میں مشغول ہو گئے۔

الحمد للہ علی ذالک۔

مجلس ـــ ۱۲ ـــ

بیسویں ماہ مذکور ۶۵۵ھ کو جناب فریدؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا شیخ بدر الدین غزنوی اور دوسرے احباب حاضر خدمت تھے بات جناب براد رسولؐ امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عدل کے متعلق ہو رہی تھی۔ آپ نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا آن جنابؓ کے عدل کے متعلق مشہور ہے جب آپ نے اسلام قبول کیا تو بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ خانہ کعبہ کی چار دیواری کی دیوار کے اوپر چڑھ کر اذان دو اور خود تلوار سونت لی۔ اس روز کفار کو معلوم ہوا عمر بن الخطابؓ نے اسلام قبول کر لیا ہے جس سے کفر سرنگوں ہونا شروع ہو گیا۔

آپ نے فرمایا ایک مرتبہ امیر المومنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک راہ پر گزر رہے تھے چھاچھ بیچنے والی راہ میں کھڑی رو رہی تھی اس نے کہا کیا یہ جائز ہے کہ تیرے عہد میں زمین میری چھاچھ پی جائے؟ فرمایا۔ اے زمین! اس بڑھیا کی چھاچھ دے دے ورنہ اس درے سے تیری خبر لوں گا آپ یہ بات ابھی کہہ نہ پائے تھے کہ زمین پھٹ گئی ساری چھاچھ باہر آ گئی جسے چھاچھ بیچنے والی نے برتن میں ڈال لیا۔ ایک مرتبہ آپ اپنا خرقہ سی رہے تھے آپ کی پشت سورج کی طرف تھی جب دھوپ نے اثر کیا تو پھر غضب کی نگاہ سے سورج کو دیکھا۔ فرشتوں کو حکم ہوا سورج سے

Marfat.com

روشنی چھین لو اس نے عمرؓ کی پیٹھ کیوں گرم کی فرشتوں نے روشنی چھین لی تو سارا جہان تاریکی میں ڈوب گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے ازحد غم ناک ہو کر فرمایا شاید قیامت برپا ہونے کو ہے جو سورج سے روشنی چھن گئی ہے۔ اس وقت جبرائیل علیہ السلام نے آکر عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت قائم نہیں ہوئی بلکہ آفتاب نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کی پشت گرم کی۔ انہوں نے غضب ناک نگاہ سے سورج کو دیکھا سو اسی وقت سے ہم نے روشنی چھین رکھی ہے اگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دیں تو ہم روشنی واپس کر دیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر سفارش کی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔ ہاں! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! میں نے غضب کی نگاہ سے دیکھا تھا لیکن اب میں نے بخشا فوراً" آفتاب کی روشنی واپس عطا ہوئی اور پہلے کی طرح روشن ہو گیا۔

حضرت زہد الانبیاء بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ قیصر روم کی طرف پیغام بھیجا تو مال کیوں نہیں بھیجتا؟ اس نے عذر کیا کہ اگر قاصد جا کر لائق پائیں گے تو ہم بھیج دیں گے ورنہ نہیں۔ جب قیصر روم کے قاصد مدینہ منورہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کے گھر پہنچے تو پوچھا کہ آپ کہاں ہیں معلوم ہوا کہ مسجد میں ہیں۔ مسجد میں جا کر انہوں نے دیکھا کہ اپنی گدڑی کو آپ سے رہی ہیں انہوں نے سلام کیا آپ نے اپنی روشن ضمیری سے معلوم کر لیا۔ پوچھا مال لائے ہو۔ انہوں نے کہا کہ وہ تو نہیں دیتا۔ درہ پاس پڑا تھا اٹھا کر فرمایا سفیرو! میں نے قیصر روم کو پچھاڑا۔ وہ رعب کھا کر واپس چلے گئے۔

راستہ ہی میں انہوں نے سنا کہ قیصر روم تخت پر بیٹھا دربار عام کر رہا تھا کہ اتفاقاً" ایک ہاتھ مع درہ نمودار ہوا جس سے قیصر کا سر کٹ گیا قاصدوں نے جو کیفیت دیکھی تھی وہ بیان کر دی پھر اس قدر مال آیا کہ انتہا نہ رہی اور کئی ہزار کافر مسلمان ہوئے۔ ا

لحمد للہ علی ذالک۔

Marfat.com

مجلس ــ ۳۰ ــ

اکیسویں ماہ مذکور ۶۵۵ھ کو قدم بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ بات دنیا کے ترک کے بارے میں ہو رہی تھی آپ نے زبان مبارک سے فرمایا ایک بزرگ سطح آب پر مصلیٰ بچھا کر نماز ادا کر رہا تھا کہ پروردگار! خضر علیہ السلام سے گناہ کبیرہ ہو رہا ہے۔ اسے توبہ نصیب کر! اتنے میں خضر علیہ السلام بھی آموجود ہوئے پوچھا میرے بھائی بزرگ! جو قصور مجھ سے ہوا وہ فرما؟ تاکہ میں توبہ کروں! کہا! تو نے فلاں جنگل میں ایک درخت لگایا ہے اور اس کے سائے میں آرام کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے یہ درخت اللہ کی راہ میں لگایا ہے۔ خضر علیہ السلام کو اسی وقت اس بزرگ نے درحقیقت دنیا کے ترک کرنے کے معنی سمجھا دیئے۔ پھر خضرؑ نے پوچھا تیری کیا حالت ہے اور کس طرح گزارتا ہے؟ کہا میری تو یہ حالت ہے کہ اگر ساری دنیا بھی مجھے دیں اور کہیں کہ اس کا حساب تجھ سے نہیں لیا جائے گا اور یہ بھی کہیں کہ اگر تو دنیا قبول نہیں کرے گا تو تجھے جہنم رسید کیا جائے گا تو جہنم قبول کر لوں گا لیکن دنیا قبول نہیں کروں گا۔ خضر علیہ السلام نے پوچھا کیوں؟ کہا اس لئے کہ اس پر اللہ کا غضب ہے جسے اللہ دشمن قرار دیتا ہے۔ لہٰذا دنیا کے عوض دوزخ قبول کر لوں گا۔

پھر انسان کے ہر وقت یاد الٰہی میں مصروف ہونے کے متعلق گفتگو ہوئی جناب باباؒ نے فرمایا ایک درویش نے دوسرے درویش سے کہا جب تو اللہ کو یاد کرے میرے حق میں دعا کرنا اس نے کہا کہ وہ ساعت بڑی عجیب ہو گی کہ ایسے میں تو یاد آئے۔

پھر عقل اور علم کے متعلق گفتگو شروع ہوئی کتاب مفصل پاس تھی اس میں لکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ کو بندوں سے دو طرح کی محبت ہے ایک ظاہری اور دوسری باطنی۔ ظاہری تو پیغمبر میں اور باطنی عقل ہے۔ لہٰذا اگر عالم ہے اور عقل نہیں تو اسے علم کچھ فائدہ نہیں دے گا۔

پھر فرمایا آثار تابعین میں لکھا ہے کہ جو حضرت آدم علیہ السلام پر نازل ہوا وہ موجودات عالم کا علم ہے جو جبرائیل علیہ السلام نے پہنچایا۔

وعلم ادم الاسماء کلھا ثم عرضھم علی الملٰئکۃ

Marfat.com

جب عقل اور علم دونوں آدمؑ کے سامنے رکھے گئے تو وہ سوچ میں پڑ گئے کونسی چیز قبول کروں پس انہوں نے عقل کو قبول کیا سوچا اس سے علم بھی حاصل کر لوں گا۔

پھر فرمایا حضرت سلیمان علیہ السلام کو مصحف میں حکم ہوا کہ تمام عشاق اور صالحین پر لازم آتا ہے کہ چار گھڑیوں سے غافل نہ ہوں پہلی وہ گھڑی جب یاد الٰہی میں ہو۔ نماز میں اول تا آخر غافل نہ رہے دوسری وہ ساعت جب اپنی طرف خیال کرے میں نے کس قسم کے گناہ کئے اور کر رہا ہوں او رکیا کھا رہا ہوں اور کس کام میں مشغول ہوں تیسری وہ گھڑی جب اپنے بھائی کے پاس بیٹھے اس کا کوئی عیب دیکھے تو اسے دوسروں پر ظاہر نہ کرے۔ چوتھی گھڑی وہ ہے جس وقت کچھ نہ کھائے اور نہ سوئے اور نیک کام کرے اور برے لوگوں کی صحبت نہ اختیار کرے۔

اس کے بعد فرمایا حدیث میں آیا ہے کہ بلا شبہ عقل اور علم ایک دوسرے کے شریک ہیں۔ عقل کے لئے علم ضروری ہے اور علم کے لئے عقل پس آدمیوں میں سب سے اچھا وہی ہے جو اپنے آپ کو پہچانے۔ اس صورت میں عقل مختار ہے۔

پھر فرمایا کہ "تواریخ" میں قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ہر چیز کی انتہا ہے اور عبادت کی انتہا عقل ہے اس لئے کہ بغیر علم کے عبادت کرنا فضول اور تکلیف دہ ہے اور علم بغیر عقل کے مفت کی سر دردی ہے قیامت کے روز کی حجت یہی عقل ہے۔ امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ آیت اور حدیث سے ہزار مسئلہ استخراج کرتے ہیں۔ یہ کس چیز کی مدد سے کرتے ہیں؟ فرمایا کہ عقل کی مدد سے اگر عقل نہ ہوتی تو شرع کا ایک مسئلہ بھی نہ اخراج کر سکتا۔ جناب گنج شکرؒ نے فرمایا کہ عقل سب سے شریف چیز ہے لہٰذا اگر عقل نہ ہوتی تو معرفت کا علم بھی نہ ہوتا۔

اس وقت اذان ہوئی اور آپ نماز میں مشغول ہوئے میں اور خلقت اٹھ کھڑی ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

Marfat.com

مجلس --۱۴--

پچیسویں ماہ ذیقعد ۶۵۵ھ کو قدم بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس وقت علم اور عقل کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ آپ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک روزہ' نماز اور حج وغیرہ سب سے افضل عبادت علم ہے پھر آپ آبدیدہ ہو گئے فرمایا علم وہ علم ہے جس کو اہل جہاں نہیں جانتے۔ زہد وہ زہد ہے جس کی زاہدوں کو خبر نہیں کام ان دونوں سے باہر ہے مرد کو چاہئے کہ ان دونوں سے درگزر کرے اور دل ہٹائے۔

پھر فرمایا کہ اگر لوگوں کو علم کا درجہ معلوم ہو جائے تو تمام کام چھوڑ کر تحصیل علم میں مشغول ہو جائیں اس لئے کہ علم ایک ایسا بادل ہے جو باراں رحمت کے سوا نہیں برستا جو اس بادل کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ تمام گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔

آپ نے پھر فرمایا ایک دفعہ میں اور شیخ جلال الدین تبریزیؒ ایک ہی جگہ تھے فرمایا کہ علم ایک چراغ ہے جو پاک شیشے میں رکھا ہوا ہے اور جس سے عالم ناسوت اور عالم ملکوت روشن ہیں۔ جو شخص علم میں مشغول ہے اسے تاریکی کا کیا ڈر ہے؟ کیونکہ اس کے جسم میں تمام جہان روشن ہے۔

پھر فرمایا۔ علماء علم سے غافل ہیں لہٰذا انہوں نے دنیا کو اپنا قبلہ گاہ بنایا ہوا ہے اور شریعت کو کھیل سمجھ رکھا ہے پھر پرنم ہو کر فرمایا کہ اب وہ قوت و برکت کہاں رہی۔

اس کے بعد فرمایا کہ علماء کے متعلق لکھا ہے کہ روز حشر ان علماء کے لئے جو دنیا بنانے میں مشغول تھے اور علم کا کام نہیں کرتے تھے حکم ہو گا کہ ان کے گلوں میں آگ کے انگارے پہنا کر ان کو جہنم میں ڈالا جائے۔

پھر فرمایا یہ وہ علماء ہیں جو ظاہر میں پارسائی دکھاتے ہیں لیکن باطن میں ان کا عمل ٹھیک نہیں اور مکر و حیلے سے دنیا کو لوٹتے ہیں۔

اس کے بعد فرمایا کہ "راحۃ الارواح" میں قاضی حمید الدین ناگوریؒ لکھتے ہیں کہ جب کوئی علم کے کام میں سست نہ ہو جائے اور اس پر عمل کرے تو اللہ تعالیٰ اسے اس

Marfat.com

قسم کی توفیق عنایت کرتا ہے کہ حق اور باطل میں تمیز کر سکے' نیک اور بد کو پہچان سکے اور حلال و حرام میں فرق کر سکے۔

پھر فرمایا کہ علم کی کئی قسمیں ہیں درحقیقت عالم وہ شخص ہے جسے نبویؐ علم حاصل ہو۔ نبویؐ علم آسمانی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ وحی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا۔

اس کے بعد معرفت کے متعلق بات چیت شروع ہوئی تو فرمایا کہ جس کو اپنی شناخت حاصل نہیں وہ حرص و ہوا میں مبتلا ہو جاتا ہے اگر اپنے آپ کو پہچانتے تو دوسروں سے کوئی لگاؤ نہ رکھے وہ جس کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہے اگر اٹھارہ ہزار عالم بھی اسے پیش کئے جائیں تو آنکھ اٹھا کر نہ دیکھے۔ اس کے بعد مجھے مخاطب فرما کر فرمایا اہل معرفت وہ لوگ ہیں کہ اگر عرش سے تحت الثریٰ تک لاکھ مقرب فرشتے جبرائیلؑ اسرافیلؑ اور میکائیلؑ جیسے ان کی نگاہوں میں لائے جائیں تو معرفت الٰہی کے سوا کسی کو موجود خیال نہ کریں اور انہیں ان کے جانے کی خبر نہ ہو اگر ایسا نہیں ہے تو اس کا دعویٰ کرنے والا جھوٹا ہے وہ اہل معرفت میں سے نہیں ہے۔

اس کے بعد فرمایا میں ایک دفعہ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی خدمت میں حاضر تھا۔ انہوں نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنا دوست بناتا ہے تو اس پر اپنے ذکر کا دروازہ کھول دیتا ہے پھر اسے حیرت اور دہشت کے جنگل میں لاتا ہے جو اس کی بزرگی کا مقام ہوتا ہے وہ شخص اللہ تعالیٰ کی حمایت میں ہوتا ہے۔

اس کے بعد آپ نے سلسلہ کلام اس طرح شروع کیا کہ ایک روز میں جناب معین الدین حسن سنجری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں تھا۔ آپ نے فرمایا اہل معرفت کو توکل ہوتا ہے اور وہ توکل علوی علم اور شوق کی وجہ سے ہوتا ہے پس جس وقت یہ مقام میسر ہوتا ہے۔ اس وقت اگر آگ میں بھی جلا دیں تو اسے خبر نہیں ہوتی اس کے بعد کہا کہ اہل معرفت کا گفتگو کا دعویٰ اس وقت درست ہوتا ہے کہ پہلے اپنے تئیں خلقت کو معرفت کا ثمر دکھائیں اور جو لوگ محبت کا دعویٰ کریں انہیں کرامت کی قوت سے قائل کریں۔

Marfat.com

پھر شیخ جلال الدین تبریزیؒ کے متعلق حکایت بیان فرمائی کہ رحلت کے وقت آپ کی خدمت میں ایک مرید حاضر تھا اس مرید کا کہنا ہے جب آپ نے رحلت فرمائی تو مسکرا رہے تھے میں نے مسکرانے کا سبب پوچھا تو فرمایا عارفوں کا یہی حال ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ میں نے حضرت قطب الدین بختیارؒ کی زبانی سنا کہ عقل کے درخت کو سوچ و وچار کا پانی دینا چاہئے تاکہ خشک نہ ہو جائے اور پھلے پھولے غفلت کے درخت کو جہالت کا پانی دینا چاہئے تاکہ پرورش پائے توبہ کے درخت کو ندامت کا پانی دیں تاکہ پروان چڑھے اور محبت کے درخت کو موافقت کا پانی دیں تاکہ اس کی نشو نما ہو۔

اس کے بعد فرمایا کہ خواجہ معین الدین حسن سنجریؒ کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ جس رات آپ نے رحلت فرمائی آپ نے کئی سو مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ کا دوست معین الدین حسن سنجریؒ آئے گا اس کے استقبال کے لئے آیا ہوں۔ جب خواجہ صاحب دنیا سے رخصت ہو گئے تو آپ کی پیشانی پر یہ لکھا تھا۔ حبیب اللہ مات فی حسب اللہ اس پر اذان ہوئی اور آپ نماز کے لئے مصروف ہو گئے دعاگو اور خلقت بھی چلی آئی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

Marfat.com

مجلس --۱۵--

بارھویں ماہ ذیقعد ۶۵۵ھ کو میں قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا۔ مولانا بدر الدین غزنوی' شیخ بدر الدین ہانسوی اور عزیز حاضر خدمت تھے۔ دنیا کے ترک کرنے کی عظمت کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا جس روز اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا کیا اس دن اسے بہ نظر استحسان نہ دیکھا۔

پھر فرمایا امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دو چیزوں سے بہت ڈرنا ایک درازی اہل سے دوسرے ہوائے نفسانی کی متابعت سے اس لئے کہ نفس بندے کو باد حق سے باز رکھتا ہے جو آج یہاں بناؤ گے وہ کل وہاں نہیں بنا سکو گے۔

پھر فرمایا غزنوی نے ان سے پوچھا کہ دنیا ہماری طرف پیٹھ کرتی ہے اور آخرت چہرہ ہمیں کونسی پسند کرنا چاہئے فرمایا آخرت کو بہت یاد کرو تاکہ تمہارے کام آئے جو آج یہاں بناؤ گے وہ کل وہاں نہ بنا سکو گے۔

پھر فرمایا خواجہ عبداللہ سہیل تستریؒ نے اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں صرف کر دیا خاندان کے لوگ طعنہ زن ہوئے کہ تو نے ضروریات کے لئے بھی نہ رکھا فرمایا ذخیرہ کرنے کی ضرورت ہے۔

پھر فرمایا اسرار العارفین میں لکھا دیکھا ہے کہ خواجہ یحییٰ معاذ رازی رحمتہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب حکمت آسمان سے نیچے اترتی ہے تو اس دل میں قرار نہیں پکڑتی جس میں یہ چار خصلتیں پائی جاتی ہوں پہلے دنیا کی حرص دوسرے اس بات کی فکر کہ کل کیا کریں گے تیسرے مسلمانوں کے ساتھ بغض اور حسد چوتھے شرف و جاہ کی دوستی کہ اگر ان چاروں میں سے ایک بھی ہو تو وہاں قرار نہیں پکڑتی۔

پھر فرمایا میں اور بھائی بہاء الدین زکریاؒ ایک ہی جگہ تھے زہد کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی فرمایا زہد اور درویشی تین چیزوں کا نام ہے جس میں تین چیزیں ہیں اس میں زہد ہے وہ یہ ہیں پہلے دنیا کو پہچاننا اور اس سے ہاتھ کھینچ لینا دوسرے اللہ تعالیٰ کی خدمت کرنا اور ملحوظ خاطر رکھنا تیسرے آخرت کی آرزو کرنا اور اس کی طلب کی کوشش کرنا۔

Marfat.com

اس کے بعد فرمایا کہ ہمارے خواجگان سے خواجہ فضیل بن عیاضؒ کو یہ بات پہنچی کہ قیامت کے دن دنیا کو سنوارا جائے گا وہ میدان میں ٹہلے گی اور اپنی خوبصورتی دکھائے گی اور کہے گی الٰہی مجھے اپنے کسی بندے کے لائق بنا اور آواز آئے گی میں تجھے بھی پسند نہیں کرتا اور انہیں بھی جو تیری پیروی کرتے ہیں اس کے بعد دنیا کو مٹا دیا جائے گا پھر میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ دنیا کو ترک کردے تاکہ قیامت کو تو دوزخ میں نہ جائے۔

پھر فرمایا کہ میرے پاس اس قدر فتوح آتی ہیں کہ انہیں جمع کروں تو خزانے جمع ہو جائیں میں اللہ کی راہ میں صرف کر دیتا ہوں۔

اس کے بعد فرمایا کہ خواجہ مودود چشتیؒ شرح اولیاء میں لکھتے ہیں کہ تمام برائیوں کو ایک مکان میں جمع کر دیں تو اس کی چابی دنیا ہے جو دانا ہے وہ اس گھر اور چابی کی پرواہ نہیں کرتا کیونکہ تمام برائیاں دنیا سے پیدا ہوتی ہیں اس کے بعد امام زاہدؒ کی تفسیر پاس پڑی تھی اس میں سے روایت دیکھی نجی المخففون و ھلک المثقون کہ ہلکے بوجھ والے نجات پا جائیں گے اور بھاری بوجھ والے ہلاک ہو جائیں گے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی عظمت کے متعلق بات شروع ہوئی فرمایا اللہ سب سے بزرگ ہے بس جب یہ بات ہے تو لوگ پھر کیوں اپنے آپ کو اس نصیحت سے محروم رکھتے ہیں اپنی ساری عمر پھر کیوں ذکر اور فکر میں صرف نہیں کرتے۔

اس کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ایسے بھی بندے ہیں کہ دوست کا نام سنتے ہی جان و مال فدا کر دیتے ہیں۔ "اسرار تابعین" میں آیا ہے کہ ایک درویش جنگل میں ساٹھ سال عالم تفکر میں رہا۔

اچانک غیب سے آواز آئی یا اللہ درویش نے جب نام نامی سنا تو نعرہ مار کر گر پڑا جب دیکھا تو وہ دنیا سے سفر کر چکا تھا۔

پھر فرمایا کہ اہل سلوک دم بھر یاد الٰہی سے غافل ہو جائیں تو کہتے ہیں ہم مردے ہیں اگر ہم زندہ ہوتے تو یاد الٰہی ہم سے فوت نہ ہوتی۔

پھر اس موقع کے مطابق فرمایا ایک بزرگ بغداد میں رہتا تھا ایک دن ذکر الٰہی سے

Marfat.com

غافل ہو گیا تو ندا آئی فلاں بن فلاں فوت ہو گیا لوگ اس کے گھر گئے تو اسے زندہ دیکھا اس بزرگ نے مسکرا کر کہا تم سچے ہو واقعی ایسا سمجھو! جیسے آواز آئی تھی مجھ سے میرے وظیفہ کا ناغہ ہو گیا تھا اس لئے غیب سے آواز سنائی دی۔

اس کے بعد فرمایا کہ زبان پر اللہ کا ذکر رہنا ایمان کی نشانی' نفاق سے بیزاری' شیطان سے حفاظت اور دوزخ کی آگ سے بچاؤ کی صورت ہے۔

بعد میں فرمایا کہ "شرح المشائخ" میں تحریر ہے کہ جب ذکر الٰہی کے لئے مومن منہ کھولتے ہیں تو آسمان سے آواز آتی ہے کہ اٹھ کر خوشی کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تمارے سب گناہ معاف کر دیے۔

اس کے بعد فرمایا کہ سیوستان میں ایک بزرگ کو دیکھا جو عالم سکر میں ہونے کے باوجود سوائے ذکر الٰہی کے کوئی اور بات نہ کرتا تھا اس لئے کہ سعادت ابدی ذکر میں رکھی گئی ہے لہٰذا انسان کو دن رات بیٹھتے اٹھتے ہوئے جاگتے' پاکیزگی پلیدی غرض ہر حالت میں یاد الٰہی سے محروم نہ ہونا چاہیے ماسوائے قضائے حاجت کے وقت۔

اس کے بعد فرمایا ایک بزرگ ایسا تھا اگر کسی کو حدیث میں مشکل پیش آتی تو وہ حل کر دیتا تھا ایک روز داڑھی کے متعلق انہوں نے فرمایا کہ داڑھی میں کنگھی کرنا سنت ہے آپ کے علاوہ دیگر انبیاء کی بھی سنت ہے جو شخص رات کے وقت داڑھی کو کنگھا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے کبھی افلاس نہیں دیتا اس کی داڑھی میں جتنے بال ہوتے ہیں ہر بال کے عوض ہزار غلام کی آزادی کا ثواب ملتا ہے اس کے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اسی قدر برائیاں دور کی جاتی ہیں اگر اس ثواب کا پتہ چل جائے تو سب کریں پھر فرمایا ایک ہی کنگھی دو شخصوں کو استعمال نہیں کرنی چاہیے کیونکہ اس سے جدائی پیدا ہوتی ہے۔

پھر فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک عورت نے آپس میں جڑے ہوئے دو بچے جنے یہ معاملہ حضورؐ کی خدمت میں پیش ہوا آپ فکر مند ہوئے اتنے میں جبرائیل آئے انہوں نے پیغام دیا کہ بچوں کی ماں سے کہہ دیجئے ایک کنگھی دونوں کے سروں پر کرے عورت نے ایسا کیا دونوں بچے علیحدہ ہو گئے۔

Marfat.com

اس کے بعد نماز باجماعت کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا اگر دو شخص بھی ہوں تو نماز باجماعت پڑھنی چاہیے اس طرح سے باجماعت نماز پڑھنے کا ثواب مل جاتا ہے دونوں کو ایک صف میں کھڑا ہونا چاہیے۔

آپ نے اس کے بعد فرمایا کہ ایک مرتبہ میں لاہور جا رہا تھا ایک بزرگ صاحب نعمت کو دیکھا ملاقات پر انہوں نے فرمایا کہ لوگوں کو ذکر الٰہی چھ باتوں سے حاصل ہوتا ہے اول ایسی حالت کو پہنچ جائے کہ اللہ تعالیٰ اسے گناہوں سے باز رکھتا ہے جو شخص ذکر کرتے وقت گناہوں کی فکر میں رہا سمجھو اللہ تعالیٰ اسے دور پھینکتا ہے تیسرے ذکر الٰہی کثرت سے کرے اور اللہ کی دوستی کو دل میں مضبوط کرے چوتھے جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کو دل میں یاد کرتا ہے تو وہ اسے دوست بنا لیتا ہے پانچویں جو ذکر الٰہی کثرت سے کرتا ہے وہ جن اور پری کے شر سے محفوظ رہتا ہے چھٹے قبر میں اللہ تعالیٰ اس کا مونس ہوتا ہے۔

پھر فرمایا کہ کوئی کام ذکر الٰہی سے بڑھ کر نہیں اسے بڑھنا چاہیے کیونکہ اس کا پھل تمام اطاعتوں سے بڑھ کر ہے۔

اس کے بعد فرمایا میں نے حضرت قطب الدین بختیارؒ کی زبانی سنا ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ "تورات" میں سورۃ ملک کا نام ماثور ہے اور فارسی میں ماثورہ کہتے ہیں اس سے عذاب قبر ختم ہو جاتا ہی پھر فرمایا کہ خبر میں مسطور ہے کہ جو شخص رات کو سورہ یٰس پڑھتا ہے گویا اس نے شب قدر پالی ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ بغداد میں ایک بزرگ اللہ اللہ بہت کیا کرتا تھا ایک روز راستہ گزرتے ہوئے اس کے سر پر لکڑی لگی جس سے خون بہہ نکلا خون کے ہر قطرے سے زمین پر اللہ کا نقش بن گیا واقعی جو شخص جس طرح کا کام کرتا ہے اسی کام میں وہ مرتا ہے اسی میں اس کا حشر ہوتا ہے۔

پھر دعا کے متعلق گفتگو ہوئی تو فرمایا کہ فتاویٰ کبریٰ میں لکھا دیکھا ہے کہ ابو ہریرہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتے ہیں۔

یس شی اکبر عند اللہ من الدعاء

Marfat.com

اللہ کے نزدیک دعا سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔

اس کے بعد فرمایا کہ حضرت معین الدین حسن سنجریؒ خواجہ عثمان ہارونیؒ سے روایت کرتے ہیں کہ۔ آپ قوت القلوب میں لکھتے ہیں ان اللہ یحب المسلمین فی الدعاء یعنی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے۔ جو دعا بہت کرتے ہیں۔

بعد ازاں فرمایا۔ ایک مرتبہ میں اور بھائی بہاء الدین زکریاؒ ملتان میں اکٹھے تھے۔ ایک بزرگ صاحب نعمت بھی وہاں موجود تھا۔ دعا کے بارے میں جب گفتگو شروع ہوئی۔ تو اس بزرگ نے فرمایا۔ جو شخص چار چیزیں اٹھا لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے چار چیزیں اٹھا لیتا ہے۔ اول جو زکوۃ اٹھا لے۔ اللہ تعالیٰ اس سے مال اٹھا لیتا ہے۔ جو صدقہ اور قربانی نہ دے۔ اللہ تعالیٰ اس سے آرام اٹھا لیتا ہے۔ جو نماز کو ترک کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی موت کے وقت اس سے ایمان چھین لیتا ہے۔ جو دعا نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول نہیں کرتا۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ بغداد میں ایک شخص کو ہلاکت کے لئے شیر کے آگے ڈالا گیا۔ سات روز اسی شیر کے پاس رہا۔ لیکن حکم الٰہی سے بالکل صحیح سلامت نکل آیا۔ اس کی سلامتی کا باعث یہ تھا کہ اس کے پاس اسم باری تعالیٰ تھا۔ اسم اعظم یہ تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم یا دائم بلا فناء یا قائم بلا زوال و یا امیر بلا وزیر

پھر شیخ الاسلام نے آب دیدہ ہو کر فرمایا کہ تیرا دشمن تیرا نفس امارہ ہے اور شیطان بھی۔ اتنے میں نماز کی اذان سنائی دی۔ شیخ الاسلام نماز میں مشغول ہوئے۔ اور میں اور خلقت واپس چلے آئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

Marfat.com

مجلس — ۲۱ —

دوسری ذوالحجہ ۶۵۵ھ ہجری کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ ماہ ذوالحجہ کی فضیلت کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز کے ارادہ میں ابو ہریرہؓ کی روایت کے مطابق لکھا ہے کہ جو شخص ماہ ذوالحجہ کی پہلی رات دو رکعت نماز حسب ذیل طریقہ سے ادا کرے۔ یعنی پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ انعام کی تین آئتیں اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد قل یا یھا الکفرون ایک مرتبہ پڑھے۔ تو اللہ تعالیٰ حج کرنے والوں کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھواتا ہے۔

پھر فرمایا کہ ایک دفعہ کوئی فاسق و بدکار اور گنہگار جوان مرگیا۔ لوگوں کو اس کے حال پر افسوس تھا۔ کہ تنگ و تاریک قبر میں اس کی کیا حالت ہوگی۔ اسی موقعہ پر ایک بزرگ نے جو اس کو خواب میں دیکھا۔ اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے کیا سلوک کیا؟

جواب دیا کہ جب لوگ مجھے قبر میں چھوڑ کر چلے گئے۔ اور فرشتوں نے گرز لے کر مجھے عذاب کرنا چاہا۔ تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اس سے ہاتھ اٹھالو! میں نے اسے بخش دیا ہے۔ اور اسے بہشت میں جگہ دی ہے۔ فرشتوں نے عرض کی کہ یہ جوان بدکار اور گنہگار تھا۔ اس سے ایسی کونسی نیکی ہوئی ہے۔ جس کے سبب تو نے اسے بخشا۔ حکم ہوا کہ جو کچھ تم کہتے ہو۔ ٹھیک ہے! لیکن وہ ہر سال ماہ ذوالحجہ کی پہلی رات دو رکعت نماز ادا کیا کرتا تھا۔ اس لئے میں نے اسے بخش دیا ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ صلوۃ اللہ علیہ کو ہدیہ بھیجا جسے جرائیل علیہ السلام لے کر آئے۔ کہا اے موسیٰؑ جو شخص ذوالحجہ کے پہلے عشرے میں یہ کلمات کہے گا۔ گویا اس نے بارہ ہزار مرتبہ تورات پڑھی اور ان کلمات کے لکھنے والے کو دس ہزار نیکیاں ملیں گی اور اس کی دس ہزار بدیاں دور کی جائیں گی۔ اور ہزار فرشتے درود پڑھیں گے۔ اور اس کا عمل اہل زمین سے افضل ہو گا۔

Marfat.com

اس کے بعد فرمایا کہ شیخ الاسلام شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ العزیز کے معارف میں فقیہ ابو اللیث سمرقندی کی روایت کے مطابق لکھا ہے۔ کہ یہ کلمات انجیل میں نازل ہوئے۔ تو ان کی برکت سے نابینا بینا ہو گئے۔

بعد ازاں فرمایا کہ جو شخص ان کلمات کی حرمت و تعظیم کرے گا۔ انشاء اللہ اس کا اثر دیکھے گا۔ پہلے روزہ سو مرتبہ پڑھے۔ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک و لہ الحمد یحی و یمیت و ھو حی لا یموت بیدہ الخیر و ھو علی کل شی قدیر دوسرے روز سو مرتبہ یہ کلمات کہے۔

اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واحدا احدا صمدا فردا وترا لم یتخذ صاحبۃ و لا ولدا تیسرے روز یہ کلمات کہے۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شر یک لہ احد صمد لم یلد و لم یولد و لم یکن لہ کفوا احد چوتھے روز سو مرتبہ یہ کلمات کہے اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک و لہ الحمد یحی و یملت و ھو حی لا یموت بیدہ الخیر و ھو علی کل شی قدیر پانچویں روز یہ کلمات حسبی اللہ و کفیٰ و سمع اللہ لمن دعا لیس وراءہ المنتھی سبحان من لم یزل کریما و لا یزال رحیما پھر فرمایا کہ چھٹے روز بھی اسی وقت اور اسی ترتیب سے پڑھے۔

پھر فرمایا کہ ذی الحج کے عشرۂ متبرکہ میں وتروں کے بعد اور سونے سے پہلے دو رکعت نماز اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک بار اور سورہ انا اعطینک اور سورہ اخلاص ایک ایک مرتبہ پڑھے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو اس قدر ثواب دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اس کی تعداد کسی کو معلوم نہیں۔ اس نماز کا ادا کرنے والا مرنے سے پہلے اپنی جگہ جنت میں دیکھ لیتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ شیخ الاسلام شیخ سعد الدین حمویہ رحمتہ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ کیا حالت ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔ اور ہر ساعت کے بدلے اسی اندازے کے موافق ثواب دیا۔ لیکن جو دو رکعت نماز ذی الحج کے عشرے میں ادا کرتا تھا۔ اس کا ثواب اسے اتنا ملا۔ جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

پھر فرمایا کہ جمعرات جو اس عشرے میں داخل ہے اور جمعہ۔ دو دن چھ رکعت نماز

Marfat.com

اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک بار اور سورہ اخلاص پندرہ بار پھر سلام کہے۔ اور یہ کلمات پڑھے۔ لا الٰہ الا اللہ الملک الحق المبین تو حق تعالیٰ اسے اس قدر ثواب دیتا ہے جس کی کوئی انتہا نہیں چوبیس ہزار پیغمبروں کی عبادت کا اسے ثواب ملتا ہے۔ دوسرے سال تک اس کا گناہ نہیں لکھا جاتا۔

پھر فرمایا کہ میرا ایک دوست نہایت صالح مرد تھا۔ وہ نماز ادا کیا کرتا تھا۔ جب فوت ہو گیا تو خواب میں اسے پوچھا کہ حق تعالیٰ نے تجھ سے کیا سلوک کیا۔ کہا شیخ الاسلام معین الدین حسن سنجری قدس اللہ سرہ العزیز کے اوراد میں لکھا دیکھا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص ذی الحج کے ایام میں سورۂ فجر پڑھے اللہ تعالیٰ اسے دوزخ کی آگ سے بچا لیتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ وفات کے بعد شیخ الاسلام معین الدین حسن سنجری قدس اللہ سرہ العزیز کو خواب میں دیکھا اور موت، گور اور منکر نکیر کا حال پوچھا۔ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب کچھ آسان ہو گیا۔ لیکن جب مجھے عرش کے نیچے لے گئے۔ تو میں نے سر سجدے میں رکھا۔ آواز آئی معین الدین! سر اٹھاؤ۔ اٹھایا۔ حکم ہوا کہ تم اتنے کیوں ڈرے؟ عرض کی۔ تیری جباری اور قہاری کے ڈر سے۔ حکم ہوا۔ جو شخص ہمارے کام میں مشغول رہے۔ ہم اس کے کام میں مشغول ہیں۔ اور جس نے ذوالحجہ کے عشرے میں سورۂ فجر پڑھی۔ اسے ڈر سے کیا واسطہ؟ جا! ہم نے تجھے بخش دیا۔ نیز تجھے اپنا واصل بنایا۔

پھر فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص عرفہ کے روز چھ رکعت نماز اس طرح ادا کرے کہ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ والعصر ایک مرتبہ۔ دوسری میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ لایلٰف ایک مرتبہ۔ تیسری میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورہ الکٰفرون ایک مرتبہ۔ چوتھی میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اذا جاء نصر اللہ ایک مرتبہ۔ پھر سلام کہے۔ بعد ازاں دو رکعت اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص تین مرتبہ پڑھے۔ اگر تمام خلقت بھی جمع ہو تو بھی اس نماز کا ثواب بیان نہیں کر سکتی۔

Marfat.com

بعد ازاں فرمایا کہ جو شخص ذوالحجہ کی شب عرفہ کو دو رکعت نماز ادا کرے۔ اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیتہ الکرسی سو مرتبہ پڑھے۔ تو حق تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ ہزار حج کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جاوے۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ میں اجمیر میں کچھ مدت حضرت شیخ الاسلام خواجہ معین الدین سنجری قدس اللہ سرہ العزیز کے روضہ مبارک میں معتکف تھا۔ تو مجھے یہ سعادت حاصل ہوئی۔ چنانچہ عرفہ کی ایک رات روضہ متبرکہ کے نزدیک نماز ادا کی اور وہیں کلام اللہ میں مشغول ہو گیا۔ تھوڑی رات گزری تھی کہ میں نے پندرہ سیپارے ختم کر لئے۔ مجھے ٹھیک یاد نہیں شاید سورۂ کہف میں یا سورہ مریم میں مجھ سے ایک حرف ترک ہو گیا۔ حضرت مخدوم کے روضہ مبارک سے آواز آئی کہ یہ حرف چھوڑ گئے ہو۔ اسے پھر پڑھو! دوبارہ آواز آئی کہ تو عمدہ پڑھ رہا ہے۔ خلف الرشید ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔ جب میں قرآن شریف ختم کر چکا۔ تو خواجہ صاحب کی پائنتی پر سر رکھ دیا۔ اور رو کر مناجات کی۔ مجھے معلوم نہیں کہ میں کس گروہ سے ہوں۔ یہی فکر تھی کہ روضہ مبارک سے آواز آئی کہ مولانا جو شخص نماز ادا کرتا ہے۔ درحقیقت وہ بخشے ہوؤں میں سے ہے۔ پھر خواجہ صاحب کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ تو معلوم ہوا کہ ٹھیک میں اسی گروہ سے ہوں۔ جیسا کہ فرمایا تھا کچھ دیر بعد وہاں سے نکلا۔ اور بہت سی نعمتیں حاصل کر کے واپس چلا آیا۔

بعد ازاں فرمایا کہ جو شخص عرفہ کے روز چار رکعت نماز ظہر کے بعد اور عصر سے پہلے اس طرح ادا کرتا ہے کہ ہر رکعت میں پچاس بارہ سورۂ اخلاص اور فارغ ہو کر ہزار بار سورۂ اخلاص پڑھے۔ تو اللہ تعالیٰ سے جو کچھ مانگے۔ اسے مل جاتا ہے۔

پھر فرمایا کہ عرفہ کے روز یہ کلمات سو مرتبہ پڑھے۔ "بسم اللہ ما شاء اللہ لا موت الخیر الا اللہ۔ بسم اللہ ما شاء اللہ الخیر کلمہ بید اللہ۔ بسم اللہ ما شاء اللہ لا یصرف السوء الا اللہ۔ بسم اللہ ما هنا من نعمۃ فمن اللہ۔ بسم اللہ ما شاء اللہ لا حول و لا قوۃ الا باللہ" سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص عرفہ کے روز آفتاب غروب ہونے سے پیشتر ان کلمات کو سو مرتبہ پڑھے۔ تو اللہ

Marfat.com

تعالیٰ اس بات کی منادی کراتا ہے کہ اے بندے! تو نے مجھے خوش کیا۔ اب جو چاہتا ہے مجھ سے مانگ۔ جو بندہ ان کلمات کو سوتے وقت یا بیدار ہوتے وقت پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اسے بلاؤں سے محفوظ رکھتا ہے اور وہ شیطان کے شر سے حفاظت میں رہتا ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ عیدالاضحیٰ کی رات میں بارہ رکعت نماز ادا کرنے کا حکم آیا ہے۔ ہر ایک رکعت میں سورہ فاتحہ ایک بار سورۂ اخلاص پانچ بار پڑھے۔ اس کا ثواب بے حد بے امانت ہے۔

پھر فرمایا کہ عیدالاضحیٰ کے روز نماز سے فارغ ہووے۔ تو خطبہ سنے۔ اور خطبے کے بعد چار رکعت نماز اس طرح ادا کرے۔ کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ الم نشرح ایک مرتبہ دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ والمرسلات ایک مرتبہ تیسری میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ والضحیٰ ایک مرتبہ اور چوتھی میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص ایک مرتبہ پڑھے۔

اس کے بعد فرمایا کہ شیخ الاسلام شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ العزیز کے اوراد میں لکھا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص عیدالاضحیٰ کے بعد دو رکعت نماز اپنے گھر میں ادا کرے گا۔ اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورۂ والمرسلات پانچ مرتبہ پڑھے گا۔ وہ حج، عمرہ اور حاجیوں کی دعاء میں شامل ہو گا۔ اور سمجھا جائے گا کہ اس نے طواف میں کوشش کی ہے۔ اور حق تعالیٰ اس کے مال میں برکت دے گا۔

بعد ازاں فرمایا کہ شیخ الاسلام عثمان ہارونی قدس اللہ سرہ العزیز نے لکھا دیکھا ہے کہ سال کے اخیر اور ذوالحجہ کے آخری روز جو شخص یہ دعا پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے سال بھر اپنی حفظ و امان میں رکھے گا۔ دعا یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللھم ما عملت من عمل فی ھذہ السنة مما نھیتنی عنه و لم ترضه و لم نسیة و لم تنه و حملت علی بعد قدرتک علی عقوبتی دعوتنی الی التوبة بعد حرا الی علیک اللھم انی فاستغفر بک فیھا یا غفور فاغفر لی و ما عملت من عمل ترضاه عنی و عدتنی الثواب نتقلة منی و لا تقطع رجائی یا عظیم الرجاء اللھم ارزقنی خیر ھذہ

Marfat.com

النسہ و ما فیہا برحمتک یا ارحم الرحمین۔

اس کے بعد فرمایا میرے بھائی بہاء الدین زکریا ملتانیؒ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ذوالحج کے مہینے کے آخر میں دو رکعت نماز اس طرح ادا کرتا ہے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد کچھ تھوڑا سا قرآن شریف اور سلام کے بعد یہ دعا سات مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے اس سال کے گناہ بخش دیتے ہیں۔

حضرت باباؒ یہ فرما رہے تھے کہ اذان ہوئی میں اور دعاگو واپس چلے آئے۔

الحمدللہ علیٰ ذالک۔

مجلس ــــ ۱۷ ــــ

ساتویں ماہ ذی الحج ۶۵۵ ہجری کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ مسلک کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ پہلا مسلک امام ابو حنیفہؒ کا۔ دوسرا مسلک امام شافعیؒ کا۔ تیسرا مسلک امام مالکؒ کا اور چوتھا مسلک امام احمد بن حنبلؒ کا۔ پس لوگوں کو چاہئے کہ ان چاروں مسلکوں میں شک نہ کریں۔ تاکہ سنی مسلمان ہوں اور اس بات کا یقین کریں کہ امام اعظمؒ کا مسلک باقی تین سے افضل ہے۔ کیونکہ باقی تینوں سے پہلے یہی مسلک رائج تھا۔ والفضل المتقدم۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حق مذہب ایک ہی ہے۔ جس مذہب میں ہم ہیں۔ وہ ابو حنیفہ کا مسلک ہے۔ یہ مسلک بالکل درست ہے۔ اس میں خطاؤں کا احتمال تک نہیں۔ لیکن یہ جو بعض نے کہا ہے کہ چاروں مسلک سنت اور جماعت پر تھے۔ اور کوئی مجتہد ہوائے نفسانی اور بدعت کی طرف مائل نہ تھا۔ کیسے بندگان خدا گزرے ہیں کہ اللہ کی کتاب اور سنت نبوی کی متابعت کے برخلاف کام کیا ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ فتاویٰ ظہیری میں صاحب فتاوی لکھتے ہیں کہ جب مسلمان کے امام ابو حنیفہؒ نے آخری مرتبہ حج کیا تو دل میں سوچا کہ شاید پھر حج کرنے پر قادر نہ ہو سکوں۔ خانہ کعبہ کے دربان کو فرمایا کہ دروازہ کھول دو۔ اور اس بات کی اجازت دو کہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کر لوں۔ کہا آپ سے پہلے کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ اگر علم میں

Marfat.com

لوگ آپ کا اقتداء کریں۔ تو میں دروازہ کھول دوں گا۔ آخر تو دروازہ کھولا گیا۔ آپ اندر گئے۔ اور دونوں ستونوں کے مابین بائیں پاؤں کو دائیں پاؤں پر رکھ کر آدھا قرآن شریف ختم کیا۔ سلام کے بعد دعا کی کہ پروردگار! میں نے جیسا کہ حق ہے۔ عبادت نہیں کی اور نہ ہی جیسا پہچاننے کا حق ہے۔ تجھے پہچانا ہے۔ میری خدمت کی کمی سے اپنی کمال معرفت کے سبب درگزر کر۔ ہاتف نے آواز دی۔ اے ابو حنیفہ! واقعی تو نے میری عبادت کی۔ اور مجھے پہچانا۔ میں نے تجھے بخش دیا۔ اور تیز ان کو جو قیامت تک تیرے مسلک کے پیرو ہوں گے۔ جب شیخ الاسلام یہ فوائد بیان ختم کر چکے۔ تو فرمایا کہ الحمدللہ ہم آپ ہی کے مذہب میں ہیں۔

پھر فرمایا کہ صحیح روایت سے اسماعیل بخاری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے محمد حسین شیبانی رحمتہ اللہ علیہ کو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیسا سلوک فرمایا۔ کہا مجھے بخش دیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اگر میں چاہتا تو تجھے عذاب کرتا بشرطیکہ تو علم بیان نہ کرتا۔ اسماعیل کہتا ہے۔ میں نے پوچھا کہ امام اعظم کہاں تک ہیں۔ فرمایا علیین میں۔

بعد ازاں مسلک کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو آب دیدہ ہو کر فرمایا کہ افسوس میں امام اعظم کا نام نہیں لے سکتا۔ لیکن آپ کا ایک شاگرد محمد شیبانی تھا۔ جب وہ سوار ہوتا تو امام شافعی رکاب پکڑا کرتے۔ اور امام محمد کے شاگرد تھے۔ بس یہیں سے معلوم ہو جاتا ہے کہ عقائد میں کس قدر فرق ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ ایک دفعہ قاضی حمید الدین ناگوریؒ شیخ قطب الدین بختیار اوشیؒ شیخ جلال الدینؒ تبریزی اور شیخ بدرالدین غزنوی قدس اللہ سرہ العزیز دہلی کی جامع مسجد میں چند روز معتکف ہوئے۔ ہر ایک نے دو ختم ہر روز وظیفہ مقرر کیا۔ ایک رات ایک دوسرے کو کہا کہ اگر ہو سکے۔ تو ہم ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر عبادت کریں یعنی دو رکعت میں ہی دن چڑھا دیں۔ سب نے کہا۔ بہتر ہے۔ چنانچہ قاضی حمید الدین ناگوریؒ امام بنے۔ اور باقی مقتدی۔ جب سب ایک پاؤں پر کھڑے ہو گئے۔ قاضی صاحب نے برابر ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر قرآن ختم کیا۔ اور چار سپارے اور دوسری رکعت میں دوسری

Marfat.com

مرتبہ قرآن مجید کا ختم پورا کیا۔ پھر سلام کہہ کر التجاء کی کہ پروردگار! جیسا عبادت کا حق ہے۔ ویسے ہم سے ادا نہیں ہو سکا۔ پس ہمیں بخش۔ اور ہماری خدمت سے اپنی کمال معرفت کے سبب درگزر کر۔ کونے سے آواز آئی کہ اے ہمارے دوستو! تم نے مجھے اچھی طرح پہچانا۔ اور عمدہ طاعت کی۔ پس تمہیں بخشا۔ اور جو تمہارا مطلوب ہے۔ وہ تمہیں دیا۔ پھر وہاں سے جدا جدا ہو گئے۔ اور سفر اختیار کیا۔

پھر اس بارے میں گفتگو شروع ہوئی کہ مذہب کے شجرے سے ضرور واقف ہونا چاہئے۔ پھر فرمایا کہ جس طرح مرید کو اپنے پیر کا شجرہ جاننا ضروری ہے۔ اسی طرح مذہب کا شجرہ جاننا بھی ضروری ہے۔ کہ پروردگار سے کس طرح ملتا ہے۔

پھر فرمایا کہ اگر سوال کیا جائے کہ تو کس مسلک میں ہے۔ تو کہو کہ امام اعظم کوفی رحمتہ اللہ علیہ کے مسلک میں۔ امام اعظم ابراہیم علقمہ کے مسلک میں۔ علقمہ ابرہیم نجفی کے عقیدہ میں۔ امام نجفی امام عبداللہ بن مسعودؓ کے عقیدہ میں۔ امام مسعودؓ ابوہریرہؓ کے مذہب میں۔ ابوہریرہ رسوال للہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مذہب میں۔ رسول اللہ ابراہیم خلیل اللہ کے مذہب میں۔ ابراہیم خلیل اللہ حضرت نوح نجی اللہ کے مذہب میں۔ حضرت نوح حضرت شیث علیہ السلام کے مذہب میں۔ حضرت شیث حضرت آدم علیہ السلام کے مذہب میں۔ حضرت آدم علیہ السلام جبرائیل علیہ السلام کے مذہب میں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت میکائیل علیہ السلام کے مذہب میں۔ حضرت میکائیل اسرافیل علیہ السلام کے مذہب میں۔ اسرافیل حضرت عزرائیل علیہ السلام کے مذہب میں۔ اور حضرت عزرائیل حضرت احدیت صمدیت کے مذہب میں۔ آگے اللہ ہی کو معلوم ہے۔ اور کسی کو معلوم نہیں۔

پھر ادعیہ قرآنی اور دعائے ماثورہ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو زبان مبارک سے فرمایا کہ انسان کو دعا اور آیات قرآنی سے خالی نہیں ہونا چاہیے۔ ہمیشہ اسی کام میں لگا رہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی امان میں رہے۔

پھر فرمایا کہ تہجد کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فرض ہے۔ اور ہمارے حق میں سنت۔ اس میں آٹھ رکعت سحر کے قریب ادا کی جاتی ہیں۔ ان

Marfat.com

رکعتوں میں جس قدر قرآن شریف جانتا ہو۔ پڑھے۔ البتہ قرأت دراز ہونی چاہیے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرأت دراز کیا کرتے تھے۔

پھر فرمایا کہ ایک بزرگ ابن شیخ قطب الدین نام سے جواز حد بزرگ تھے۔ ان سے تہجد کی نماز ایک دفعہ فوت ہو گئی۔ آپ کو زانو میں درد شروع ہوا۔ چند روز اسی درد میں مبتلا رہے۔ آخر معلوم کرنا چاہا کہ درد کیوں ہے؟ آواز آئی۔ اے بزرگ! تو نے تہجد کی نماز فوت کر دی۔ اسی وجہ سے تو درد میں مبتلا ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ شیخ الاسلام معین الدین حسن سنجری قدس اللہ سرہ العزیز کے اوراد میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق لکھا دیکھا ہے کہ جو شخص سورہ بقرہ کی دس آیتیں اس ترتیب سے پڑھے کہ چار آیتیں آیتہ الکرسی سے پہلے کی اور چار بعد کی۔ اور دو سورہ بقر کے آخر کی۔ تو اس گھر میں شام تک شیطان نہیں آتا۔

پھر فرمایا کہ جس کو مفلسی لاحق ہو۔ وہ لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم بہ کثرت پڑھے۔

اس کے بعد فرمایا کہ ایک مرتبہ شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک شخص نے آکر سلام کیا۔ حکم ہوا بیٹھ جا۔ بیٹھ گیا عرض کی معاش کی تنگی ہے۔ آپ نے فوراً" حکم فرمایا کہ کیا تو لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم نہیں پڑھتا؟ عرض کی نہیں! فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ جو شخص یہ کلمہ بہ کثرت پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے مفلسی کی تکلیف سے بچائے رکھتا ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ ختم المجتہدین ابو اللیث سمرقندی قدس اللہ سرہ العزیز کی کتاب بقیہ میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ مجھے اس بات کا بڑا تعجب ہے۔ کہ چار چیزوں سے چار گروہ غافل ہیں۔ اول وہ گروہ جو غم میں گرفتار ہو۔ اور لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین نہ کہے۔ اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ فاستجبنا لہ ونجیناہ من الغم کذلک نجی المومنین

Marfat.com

اس کے بعد فرمایا کہ جب حضرت ایوب صلوۃ اللہ علیہ کیڑوں کی بلا میں مبتلا ہوئے۔ تو چالیس سال تک تکلیف اٹھائی۔ جب وفات کا وقت قریب آیا۔ تو مناجات کی حکم ہوا کہ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین بہت پڑھا کر چند روز یہ کلمہ پڑھا۔ تو حق تعالیٰ نے آپ کو اس مصیبت سے نجات عنایت فرمائی۔

بعد ازاں فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک جوان کو ہارون الرشید نے کسی قصور کے سبب قید کر دیا۔ پھر اس کو ہلاک کرنا چاہا۔ ایک بزرگ نے اسے نہایت غمگین دیکھ کر حال پوچھا۔ اس نے سارا واقعہ عرض کیا۔ فرمایا کہ یہ آیت پڑھا کرو۔ چند روز پڑھی۔ رہا ہو گیا۔ اور خلعت خاص سے مشرف ہوا۔

بعد ازاں فرمایا۔ وہ گروہ جو کسی سے ڈرتا ہے۔ لیکن حسبی اللہ و نعم الوکیل نہیں کہتا۔ اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے فانقلبوا بنعمۃ من اللہ و فضل لم یمسسہم سوء

بعد ازاں فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک عالم بادشاہ نے جو مجنوں ہو گیا تھا۔ خدائی کا دعویٰ کیا۔ اس نے سوچا کہ میں حیلہ کروں۔ جو یہ فن مجھ میں مضبوط ہو جائے۔ ایک وزیر اس کا مکار تھا۔ اس کی طرف رخ کیا۔ وہ آداب بجا لایا۔ کہا میں کچھ عرض کیا چاہتا ہوں! فرمایا۔ کہو۔ عرض کی۔ بشرطیکہ تو کر سکے۔ فرمایا۔ بیان کر۔ عرض کی کہ شہر میں بہت سے دانشمند ہیں۔ پہلے انہیں بیچ سے اٹھا جب وہ نہیں ہوں گے تو کوئی اسلام کو نہیں جائے گا۔ پھر جو مرضی ہے۔ آپ دعویٰ کریں۔ بادشاہ نے ایسا ہی کیا۔ تو شہر کے مسلمان گمراہی میں مبتلا ہوئے۔ اور اس نے دعویٰ خدائی کا کیا اسی اثناء میں اہل کتاب میں سے خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے ایک بزرگ گرفتار ہو کر آیا۔ تو یہ کلمہ بہ کثرت کہا کرتا تھا۔ بادشاہ اسے دیکھتے ہی اتر آیا۔ اور معافی مانگی اور فرمایا۔ اسے چھوڑ دو! اور خلعت خاص سے مشرف کیا۔ اس بادشاہ نے کہا۔ کہ جب اس بزرگ کو لایا گیا۔ تو اس کے دائیں اور بائیں دو اژدہا مجھے دکھائی دیئے۔ جن کا ایک ہونٹ زمین پر اور دوسرا آسمان پر۔ اور منہ سے آگ کے پھنکارے مار رہے تھے۔ انہوں نے مجھے نگلنا چاہا۔ میں نے عاجزی کی کہا۔ اس بزرگ سے

Marfat.com

دستبردار ہو جائیں۔ نہیں تو ہم تمہیں ہلاک کر دیں گے۔ جب اس بزرگ سے پوچھا گیا کہ آپ کس طرح رہا ہوئے؟ تو فرمایا کہ میں حسبی اللہ و نعم الوکیل نعم المولی و نعم النصیر بہت دفعہ پڑھا کرتا تھا۔ جو شخص یہ کلمات بہ کثرت پڑھتا ہے۔ اسے کوئی چیز ضرر نہیں دیتی۔

پھر شیخ الاسلام نے فرمایا کہ تیسرا گروہ وہ ہے۔ جو لوگوں کے مکر سے ڈرے اور افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر م بالعباد نہ پڑھے۔ اس واسطے کہ حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ فوقہ اللہ سمیات ما مکروا

اس کے بعد شیخ الاسلام نے فرمایا کہ خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ جب حجاج بن یوسف کے پاس جاتے۔ تو یہ آیت پڑھتے۔ حجاج بن یوسف سوگند کھا کر کہتا تھا کہ مجھے کسی سے اتنا ڈر نہیں لگتا۔ جتنا کہ خواجہ حسن بصریؒ سے۔ جب وہ رخ ہی دکھاتے ہیں۔ تو میں کانپ جاتا ہوں۔ ان کے ہمراہ دو شیر آتے ہیں۔ جو گویا مجھے ابھی پھاڑ کھائیں گے۔

بعد ازاں فرمایا کہ چوتھا گروہ جو بہشت کی طرف مائل ہے۔ لیکن ما شاء اللہ لا حول و لا قوۃ الا باللہ نہیں کہتا۔ قولہ تعالیٰ معنی الی یو مین خیر ا من جنتک

بعد ازاں فرمایا کہ تابعین کے آثار میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ ایک مرتبہ ایک جوان نہایت فاسق ہمیشہ بدکاری میں مشغول رہتا۔ لیکن سوتے وقت یہ کلمات بہت دفعہ پڑھا کرتا تھا۔ الغرض۔ جب فوت ہو گیا۔ تو اس نے خواب میں دیکھا کہ بہشت میں ٹہل رہا ہے متعجب ہو کر پوچھا۔ تو کہا۔ اگرچہ میں یہ کام کیا کرتا تھا۔ لیکن صبح شام یہ کلمات ما شاء اللہ لا حول و لا قوۃ الا باللہ بہ کثرت کہا کرتا تھا۔ جو سعادت مجھے نصیب ہوئی ہے۔ اسی کے سبب سے ہوئی ہے۔

بعد ازاں قبر کے ڈر کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی تو فرمایا ایک شخص نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ فرمایا کہ میں ایک ایسی چیز بتاتا ہوں۔ اگر تو کرے گا تو نہیں ڈرے گا۔ فرمایا جو شخص بجمعرات کو دو رکعت نماز ادا کرے۔ اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک بار اور سورہ اخلاص پچاس بار پڑھے۔ تو منکر اور نکیر سے

Marfat.com

امن میں رہے گا۔

اس کے بعد فرمایا کہ اس شخص نے دو رکعت نماز ادا کرنے کی عادت مقرر کی۔ شرح اولیاء میں لکھا دیکھا ہے کہ جب وہ شخص مرگیا۔ تو خواب میں اس سے پوچھا گیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے کیسا سلوک کیا۔ اور منکر نکیر سے کس طرح رہائی پائی۔ کہا جب منکر نکیر نے آکر مجھ سے پوچھا اور میں جواب نہ دے سکا۔ تو مجھے عذاب کرنا چاہا۔ حکم ہوا کہ اس بندے سے ہاتھ اٹھالو! کیونکہ میں نے اسے بخش دیا ہے۔ تو مجھ سے دست بردار ہوئے۔

پھر فرمایا کہ ایک شخص نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔

ھل عندک ضعطۃ القبر قال نعم یعنی تیرے پاس کوئی ایسی چیز ہے۔ جو قبر کے عذاب سے چھڑائے۔ فرمایا۔ ہاں! جو شخص دو رکعت نماز ادا کرے۔ اور ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور اذا زلزلت الارض پندرہ مرتبہ پڑھے۔ وہ عنایت الٰہی سے عذاب قبر سے رہا ہوگا۔

بعد ازاں فرمایا کہ ایک دفعہ میں شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ اور بہت سے بزرگ اور مشائخ حاضر خدمت تھے۔ اور بات قبر کے خوف کے بارے میں ہو رہی تھی۔ مولانا شہاب الدین قریشی بھی جو دہلی کے مفتی تھے' حاضر تھے۔ فرمایا۔ جو ان پانچ سورتوں کو لکھ کر ہر روز پڑھا کرے۔ وہ قبر کے عذاب سے امن میں رہے گا۔ وہ پانچ سورتیں یہ ہیں۔ المزمل والشمس۔ والضحیٰ واللیل۔ اور الم نشرح۔

اس کے بعد میں نے کہا کہ خاندان چشت کا ایک درویش فوت ہوگیا۔ جب اسے دفن کیا گیا تو اسی وقت فرشتوں نے آکر سوال کیا۔ اس درویش نے صحیح جواب دیا۔ اسی وقت اس کی قبر سے روشنی نمودار ہوئی۔ اسے خواب میں دیکھ کر حال پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے کیسا سلوک کیا۔ کہا بخش دیا۔ اور نہایت مہربانی کی۔ جس کی کوئی انتہا نہیں۔ حکم ہوا کہ تجھے اس دعا کے عوض ہم نے بخش دیا۔

بعد میں شیخ الاسلام نے فرمایا کہ حدیثوں میں لکھا ہے کہ جو شخص نماز فریضہ کے

Marfat.com

بعد تین مرتبہ سورۂ اخلاص اور تین مرتبہ درود شریف پڑھے۔ بعد ازاں ایک مرتبہ یہ آیت پڑھے و من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب و من یتوکل علی اللہ فھو حسبہ ان اللہ بالغ امرہ قد جعل اللہ لکل شی قدرا۔ اور آسمان کی طرف پھونکے تو حق تعالیٰ اس بندے کو تین نعمتیں عنایت کرتا ہے۔ ایک درازیٔ عمر۔ دوسرے زیادتی مال۔ تیسرے برخورداری۔ کہ بہشت میں بے حساب داخل ہوگا۔

شیخ الاسلام یہی حکایت بیان فرما رہے تھے کہ نماز کی اذان ہوئی۔ آپ نماز میں مشغول ہوئے۔ میں اور لوگ واپس چلے آئے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

مجلس --- ۱۸ ---

بیسویں ماہ مذکور ۶۵۵ھ کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ چاشت کے وقت جماعت خانہ میں بیٹھے تھے۔ اور بہت سے درویش حاضر خدمت تھے۔ میں آداب بجا لایا۔ تو فرمایا کہ اے اللہ کے دوست! بیٹھ جا۔ میں بیٹھ گیا۔ حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ التجاء کی ہے۔ کہ مولانا نظام الدین جو کچھ اللہ تعالیٰ سے طلب کریں۔ انہیں مل جائے۔

بعد ازاں درود کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا کہ آثار مشائخ میں آیا ہے۔ اور میں نے لکھا بھی دیکھا ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے۔ وہ گناہوں سے ایسا پاک ہوتا ہے۔ گویا ابھی ماں کے پیٹ سے نکلا ہے اور ایک لاکھ نیکی اس کے نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہے۔ اور اسے اولیاء اللہ سے پکارا جاتا ہے۔

پھر فرمایا کہ صحابہ تابعین اور مشائخ میں سے ہر ایک نے اسے اپنا وظیفہ مقرر کیا ہے۔ اگر کسی رات اس وظیفے میں ان سے ناغہ ہو جاتا ہے۔ تو اپنے تئیں مردہ تصور کرتے۔ اور اپنا ماتم کرتے ہیں کہ آج رات ہم مردے ہیں۔ اگر زندہ ہوتے تو خواجہ کائناتؐ کے درود میں ہم سے ناغہ نہ ہوتا۔

اس کے بعد فرمایا کہ ایک مرتبہ خواجہ یحییٰ معاذ رحمتہ اللہ علیہ سے درود کا وظیفہ

Marfat.com

فوت ہو گیا۔ ہر روز تین ہزار مرتبہ درود پڑھا کرتے تھے۔ الغرض۔ جب دن ہوا۔ تو اپنا ماتم کیا۔ اور جیسے کوئی مردے کے ماتم کے لئے بیٹھتا ہے۔ اس طرح بیٹھے۔ لوگوں نے آکر حالت پوچھی کہ کیا سبب ہے؟ فرمایا۔ آج رات وظیفے میں مجھ سے ناغہ ہو گیا۔ یہ ماتم اسی وجہ سے ہے۔ کیونکہ میں اس جہان کی سعادت سے محروم رہ گیا ہوں۔ خواجہ یحیٰی معاذ رازی یہی حکایت کر رہے تھے کہ فرشتہ غیبی نے آواز دی کہ اے یحیٰی! جس قدر ثواب تجھے ہر رات کو ملا کرتا تھا۔ اس سے کئی سو گنا گزشتہ رات کا ثواب دیا۔ اور تیرا نام درود بھیجنے والوں میں لکھا گیا۔ پھر شیخ الاسلام روئے اور فرمایا کہ خواجہ ثنائی رحمتہ اللہ علیہ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ خواجہ صاحب سے چہرہ مبارک چھپا لیا۔ خواجہ صاحب نے دوڑ کر پائے مبارک پر بوسہ دیا۔ اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میری جان آپ پر فدا ہو۔ کس واسطے چہرہ اقدس مجھ سے چھپایا بغل میں لے کر فرمایا کہ تونے درود بھیج کر میری اس قدر مدح کی ہے کہ اب میں شرمندہ ہوں کہ میں کس طرح عذر خواہی کروں؟

بعد ازاں شیخ الاسلام زار زار روئے۔ اور فرمایا۔ سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں کہ جن سے کثرت درود کے سبب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شرمندہ ہیں۔ ان کی جان پر ہزارہا رحمت ہو۔ جو اس ثواب کو حاصل کرتے ہیں۔ اور اسی حالت میں مرتے ہیں۔ اور اسی حالت میں ان کا حشر ہوتا ہے۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ یہودیوں کا ایک گروہ بیٹھا تھا۔ ایک مسلمان درویش نے آکر ان سے کچھ مانگا۔ انہوں نے بطور تمسخر کہا کہ اب شاہ جوانمرداں آرہے ہیں۔ وہ تجھے کچھ دیں گے۔ اس نے آپ کا دست مبارک پکڑ کر سلام کیا۔ اور اپنی تنگی ظاہر کی جب آپ نے دیکھا تو کچھ نہ پایا۔ لیکن بسبب دانائی تاڑ گئے۔ کہ یہودیوں نے اسے آزمائش کے لئے بھیجا ہے۔ الغرض۔ اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کی ہتھیلی پر دس مرتبہ درود شریف پڑھ کر پھونکا۔ اور فرمایا۔ مٹھی بند کرے۔ جب وہ ان کے پاس آیا۔ تو پوچھا کہ کیا ملا؟ کہا! دس مرتبہ درود شریف پڑھ کر مٹھی پر پھونکا۔ انہوں نے کہا۔ کھول! جب مٹھی کھولی۔ تو دیناروں سے پر تھی۔ اس روز کئی یہودی مسلمان ہوئے۔

Marfat.com

بعد ازاں فرمایا کہ ایک مرتبہ ہارون الرشید تقریباً" چھ مہینے تک بیمار رہ کر قریب المرگ ہوا۔ اتفاقاً" شیخ ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ اس کے پاس سے گزرے۔ جب اس نے سنا۔ تو کسی کے ہاتھ بلوا بھیجا۔ جب آپ نے دیکھا تو کہا۔ خاطر جمع رکھو! آج ہی بیماری رفع ہو جائے گی۔ ایک مرتبہ درود شریف پڑھ کر اس پر ہاتھ پھیرا۔ تو فوراً" تندرست ہو گیا معلوم ہوا کہ یہ صحت اسی درود شریف کی برکت سے وقوع میں آئی۔

اس کے بعد فرمایا کہ جو شخص یہ درود پڑھے۔ بہتر ہے۔ لیکن نماز میں اور بھی بہتر ہے۔ گو سارے درود یکساں ہیں۔ لیکن فضیلت میں ذرا ذرا فرق ہے۔ وہ پنج درود یہ ہے۔

بسم اللہ الرحیم اللھم صلی علی محمد بعدد من صلی علیہ و صلی علی محمد بعدد من لم یصلی علیہ و صلی علی محمد کما تحب و ترضیٰ ان تصلی علیہ و صلیٰ علیٰ محمد کما ینبغی الصلوٰۃ علیہ و صلی علی محمد کما امرتنا بالصلوۃ علیہ

پھر شیخ الاسلام نے فرمایا کہ یہ سبب ہے۔ کہ مولانا لقید الحسن زندوسی رحمتہ اللہ علیہ نے روضہ مبارک میں درود کی بابت لکھا ہے کہ اول امام شافعی کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیسا سلوک فرمایا۔ فرمایا۔ پنج درود کے باعث بخش دیا۔ دوسری فضیلت یہ ہے کہ ایک روز سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بیٹھے تھے اور گرداگرد صحابہ کرامؓ تھے۔ اتنے میں ایک شخص آیا۔ فرمایا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اوپر بیٹھو! ابوبکر سوچ میں پڑ گئے۔ یاروں نے خیال کیا کہ شاید حضرت جرائیل علیہ السلام ہیں۔ نہیں تو اور کسی کو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ اس شخص نے مجھ پر اس قدر درود بھیجا ہے کہ کسی نے نہیں بھیجا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم! شاید یہ کھانا پینا نہیں کھاتا۔ پیتا۔ اور نہ ہی کسی اور کام میں مشغول ہوتا ہے۔ فرمایا۔ کھاتا پیتا بھی ہے اور کام بھی کرتا ہے۔ صرف ایک مرتبہ دن کو اور ایک مرتبہ رات کو مذکورہ بالا درود بھیجتا ہے۔

Marfat.com

شیخ الاسلام ابھی یہی فوائد بیان کر رہے تھے کہ اتنے میں پانچ درویش آپہنچے آداب بجا لائے۔ حکم ہوا بیٹھ جاؤ! بیٹھ گئے تو عرض کی کہ ہم مسافر ہیں۔ خانہ کعبہ کی زیارت کا ارادہ ہے۔ لیکن خرچ نہیں۔ کچھ عنایت ہو۔ تاکہ فراخ دلی سے ہم سفر کر سکیں۔ شیخ الاسلام یہ سن کر سوچ میں پڑ گئے۔ مراقبہ کر کے کھجوروں کی چند گٹھلیاں لیں۔ اور کچھ پڑھ کر ان پر پھونکا۔ اور دے دیں۔ درویش حیران رہ گئے۔ شیخ الاسلام نے فرمایا کہ دیکھو! جب دیکھا۔ تو وہ دینار تھے۔ آخر شیخ بدر الدین اسحٰق سے معلوم ہوا کہ شیخ الاسلام نے درود پڑھ کر ان پر دم کیا تھا۔ اس درود کی برکت سے وہ دنیار ہو گئے تھے۔

پھر آیتہ الکرسی کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی جس روز آیتہ الکرسی نازل ہوئی۔ تو ستر ہزار مقرب فرشتے کرسی کے اردگرد مع حضرت جبرائیل علیہ السلام سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کہ اسے بڑی تعظیم و تکریم سے لو۔ اور سر آنکھوں پر رکھو۔ حضرت جبرائیل نے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! حکم الٰہی یوں ہے۔ کہ جو میرا بندہ مقررہ آیتہ الکرسی پڑھے گا۔ ہر حرف کے بدلے میں ہزار ہزار سال کا ثواب اس کے نام لکھا جائے گا۔ اور اس کرسی کے گرد کے ہزار فرشتے اپنے ہزار ثواب اسے دیں گے۔ اور اسے اپنا مقرب بنا لیں گے۔

بعد ازاں شیخ الاسلام نے فرمایا کہ فتاویٰ ظہیری میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص آیتہ الکرسی پڑھ کر گھر کے اندر سے نکلے۔ تو اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ واپس آنے تک اس کی بخشش کے لئے التجا کریں۔

بعد ازاں فرمایا کہ میں نے شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز کی زبانی سنا ہے کہ جو شخص آیتہ الکرسی پڑھ کر گھر میں داخل ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کے گھر سے مفلسی دور کرتا ہے۔

پھر فرمایا کہ جامع الحکایات میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک مرتبہ کوئی درویش گھر میں تھا۔ ایک رات اس کے گھر میں دس آدمی آئے۔ اور اندر گھس آئے۔ اس درویش

Marfat.com

نے آیتہ الکرسی پڑھ کر باہر دم کیا ہوا تھا۔ وہ چور اندھے ہو گئے۔ درویش نے اٹھ کر یہ حالت دیکھی۔ تو پوچھا کہ کون ہو؟ کہا ہم چور ہیں۔ چوری کرنے کی غرض سے آپ کے گھر آئے تھے۔ اندھے ہو گئے۔ اب دعا کرو کہ ہمیں آنکھیں مل جائیں۔ ہم نے اس کام سے توبہ کی۔ اور آپ کے ہاتھ مسلمان ہوئے۔ اس بزرگ نے مسکرا کے فرمایا۔ آنکھیں کھولو! اللہ تعالیٰ کے حکم سے بینا ہو گئے۔ اور سب توبہ کر کے مسلمان ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

مجلس ـــ ۱۹ ـــ

ستائیسویں ماہ مذکور کی ۶۵۵ ہجری کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ دعا کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا کہ محمد شیبانی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق دیکھا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جسے کوئی مہم یا غم پیش آئے۔ یا کوئی ایسا کام درپیش ہو۔ جو قابل اصلاح نہ ہو۔ تو صبح کی نماز کے بعد سو مرتبہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یا حی یا قیوم یا فرد یا وتر یا احد یا صمد فان لم یصلح قد لنا علی الھدی پڑھے۔

بعد ازاں شیخ الاسلام نے فرمایا۔ ایک دفعہ میں شیخ الاسلام قطب الدین اوشی قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ دعا کے بارے میں فرما رہے تھے کہ جسے تنگی معاش ہو۔ وہ کشائش کے لئے یہ دعا پڑھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم یا دائم العز و الملک و البقا یا ذا المجد و العطا یا ودود ذو العرش المجید الفعال لما یرید

پھر فرمایا کہ جو شخص عاجزی کے وقت ان اسماء کو ہزار مرتبہ کہے۔ تو اس کی وہ مہم ضرور بالضرور سرانجام ہو جاتی ہے اور وہ اسماء یہ ہیں۔ اقری معین و اھدی دلیل بحق ایاک نعبد و ایاک نستعین

پھر اس کے بعد فرمایا کہ امام زاہد رحمتہ اللہ علیہ کی تفسیر میں میں نے لکھا دیکھا ہے کہ جو شخص چاہے کہ اس کے اعمال قبول ہوں۔ وہ یہ دعا پڑھے۔ ربنا تقبل منا انک

Marfat.com

انت السمیع العلیم جب دنیا اور آخرت کی تنگی سے نجات چاہے۔ اور دوزخ سے خلاصی تو یہ آیت پڑھے۔ ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار اور جب ہر حالت میں صابر ہونا چاہے۔ اور ہر کام میں ثابت قدم ہونا چاہے اور دشمنوں پر فتح پانا چاہے۔ تو یہ آیت پڑھے۔ ربنا افرغ علینا صبرا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین جب چاہے کہ دل امن و امان میں اور باایمان رہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اس پر نثار ہو۔ تو یہ آیت پڑھے۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمة انک انت الوھاب

اس کے بعد فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے تھے اور گرداگرد صحابہ کرامؓ بیٹھے تھے اور گزشتہ پیغمبروں کی بابت گفتگو ہو رہی تھی۔ اسی اثنا میں ایک یار نے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرا دل ایمان سے کس طرح ایمن ہو؟ کہ میں باایمان ہو جاؤں۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوچ میں پڑ گئے۔ حضرت جبرائیلؑ نے آخر عرض کی کہ میں یہ آیت لایا ہوں۔ جو اسے ہمیشہ پڑھے گا۔ اس کا دل ایمان سے مطمئن رہے گا۔ اور امید ہے کہ دنیا سے باایمان ہو کر جائے گا۔

شیخ الاسلام نے فرمایا کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی۔ جب کہ صحابہؓ نے التجا کی تھی۔ اسی موقع پر فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے ملنا چاہے۔ تو یہ آیت بہ کثرت پڑھے۔ انک جامع الناس لیوم لا ریب فیہ ان اللہ لا یخلف المیعاد پھر فرمایا کہ جب کوئی شخص اس آیت پر مداومت کرے۔ وہ ضرور اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے ملتا ہے۔ ایسی سعادت سے اپنے تئیں محروم نہیں رکھنا چاہیے۔

اس کے بعد فرمایا کہ اگر کوئی نیک لڑکا لینا چاہے۔ یا اس کا غلام بھاگ گیا ہو۔ یا اسے کوئی مہم پیش آئی ہو۔ تو یہ آیت پڑھے۔ رب ھب لی من لدنک ذریة طیبة انک سمیع الدعاء بعد ازاں فرمایا کہ حضرت زکریا صلوۃ اللہ علیہ مناجات میں یہی آیت پڑھا کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرما کر فرزند یحییٰ کا سا عنایت فرمایا۔ جو جوانی اور لڑکپن میں خوف خدا سے اس قدر روئے کہ آپؑ کے رخساروں کا سارا گوشت و

Marfat.com

پوست گل گیا۔ آپ کے والدین بھی روئے کہ بیٹا! تو ابھی بچہ ہے۔ تو کیوں روتا ہے؟ عرض کی کہ والدہ صاحبہ! جب آپ چولہے میں آگ جلانا چاہتی ہیں۔ تو پہلے چھوٹی لکڑیاں رکھ کر پھر بڑی رکھتی ہیں۔ اس واسطے میں ڈرتا ہوں کہ شاید قیامت کے دن دوزخ میں پہلے چھوٹوں کو ڈالا جائے۔ اور بعد میں بڑوں کو۔

بعد ازاں فرمایا کہ ایک مرتبہ میں سیوستان کی طرف مسافر تھا۔ وہاں کے اولیاؤں اور بزرگواروں سے ملاقات کی۔ ایک روز شیخ محمد سیوستانی کی خدمت میں حاضر تھا۔ جو صاحب ولایت بزرگ تھے۔ سلوک کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ درویش آپس میں بحث کر رہے تھے۔ اتنے میں ایک شخص آکر آداب بجالایا اور بیٹھ گیا۔ خواجہ محمد سیوستانی نے اس کی طرف دیکھتے ہی درویشوں کو فرمایا کہ حاجت مند آیا ہے۔ اس شخص نے سجدہ کیا کہ واقعی فرمایا۔ جاؤ! یہ آیت پڑھا کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں فرزند عنایت کرے گا۔ ر ب هب لی من لد نک ذ ریته طیبته انک سمیع الد عا مدت کے بعد اس کے ہاں فرزند پیدا ہوا۔ جس نے پابرہنہ سٹرج کئے۔ اور صاحب سجادہ ہوا۔ شیخ الاسلام کو جو مکاشفہ ہوا۔ اسی نیت میں وہ مر گیا۔

بعد میں فرمایا کہ کشاف میں میں نے لکھا دیکھا ہے۔ کہ جب کوئی شخص نیک مردوں کے عہد میں پہنچنا چاہے۔ اور عرصات قیامت کو دیکھنا چاہیے۔ تو یہ آیت بہ کثرت پڑھے ر بنا آ تنا ما و عد تنا علی ر سلک و لا تخز نا یو م القیمة ا نک لا تخلف المیعا د

پھر ایک حکایت بیان فرمائی کہ ایک شخص بخارا میں نہایت مشہور بدکار تھا۔ جب مر گیا۔ تو خواب میں اسے لوگوں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں اور اولیاؤں میں کھڑا ہے۔ حیران ہو کر وجہ پوچھی۔ کہا تفسیر کشاف میں لکھا دیکھا تھا۔ کہ جو شخص یہ آیت پڑھے۔ ر بنا آ تنا ما و عد تنا علی ر سلک و لا تخز نا یو م القیمة ...الخ اللہ تعالیٰ نیک مردوں سے ملاتا ہے۔ میں نے صدق نیت سے یہ آیت پڑھی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے چونکہ اندک پذیر اور بسیار بخش ہے۔ اس نے میری یہ طاعت قبول فرمائی۔ اور مجھے بخش دیا۔ اور حکم ہوا کہ ان میں جا ملو!

Marfat.com

پھر شیخ الاسلام نے فرمایا کہ جب کوئی ظالموں کی صحبت سے نجات حاصل کرنا چاہے۔ تو اسے یہ آیت بہ کثرت پڑھنی چاہیے۔ ربنا اخرجنا من ھٰذہ القریۃ الظالم اھلھا واجعل لنا من لدنک نصیرا اس آیت کے پڑھنے والے کو اپنے دوستوں کی صحبت کی نعمت عنایت فرماتا ہے۔ اور ہمیشہ فتح و نصرت اس کے نصیب کرتا ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ ایک مرتبہ امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ غول بیابانی کی جنگ میں عاجز آگئے۔ تو پیغمبر رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لکھا کہ جو جنگ کی شرائط تھیں۔ میں سب بجا لا چکا ہوں۔ جب یہ خط پہنچا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دلگیر ہوئے۔ فوراً جرائیل علیہ السلام یہ آیت لے کر آئے۔ ربنا اخرجنا من ھٰذہ القریۃ الظالم اھلھا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو لکھ کر بھیجی کہ اسے ہمیشہ پڑھا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کی برکت سے فتح و نصرت نصیب کی۔ چنانچہ اس غول بیابانی کو دوسرے روز زندہ مدینے میں پکڑ لائے۔

پھر فرمایا کہ مولانا برہان الدین کی تفسیر میں صاحب ہدایہ لکھتے ہیں کہ جب کوئی شخص چاہے کہ اس پر برکت و رحمت نازل ہو۔ روزی فراخ ہو۔ اور کسی کا محتاج نہ ہو۔ تو یہ آیت پڑھے۔ ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء تکون لنا عیدا لاولنا وآخرنا وایۃ منک وارزقنا خیر الرازقین۔

بعد ازاں فرمایا کہ یہ آیت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے حق میں تھی۔ سب بوجہ گمراہی ناشکر گزار ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں سور اور ریچھ کی صورت میں تبدیل کر دیا۔

بعد ازاں فرمایا کہ جب کوئی شخص دنیا و آخرت میں اہل ظلم سے نہ ملنا چاہے۔ تو یہ آیت بہ کثرت پڑھے۔ ربنا لا تجعلنا فتنۃ للقوم الظالمین۔

پھر فرمایا جو شخص چاہے کہ اس کی زندگی خیر و سلامتی اور ایمان کے ساتھ گزرے تو یہ آیت پڑھے۔ ربنا افرغ علینا صبرا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین۔

Marfat.com

بعد ازاں فرمایا کہ ایک مرد کسی ظالم کے ہاتھ گرفتار ہوا۔ اور اس نے یہ آیت پڑھی ربنا لا تجعلنا فتنة للقوم الظالمين ونجنا برحمتك من القوم الكافرين۔ جب چاہے کہ مسلمان ہو کر مرے۔ اور اپنے تئیں نیک مردوں میں ملائے تو یہ آیت پڑھے۔ فاطر السموٰت والارض انت مربی فی الدنیا والآخرة توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔

بعد ازاں فرمایا کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام اور یعقوب علیہما السلام اکٹھے ہوئے تو کچھ دیر بعد حضرت یوسف علیہ نے سجدے میں پڑ کر یہ پڑھا۔ فاطر السموت والارض انت مربی فی الدنیا والآخرة توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔ اور زار زار روئے۔ اور عرض کی کہ مجھے بادشاہی تو عنایت فرمائی ہے۔ لیکن یہ میری خواہش نہ تھی یہ تیری مرضی پوری ہوئی ہے۔ پروردگار! قیامت کے دن مجھے بادشاہوں میں نہ اٹھانا۔ مجھ بیچارے میں یہ طاقت نہیں کہ تو میرا حشر بادشاہوں میں کرے۔

اگر کوئی شخص دیو پری اور دشمنوں کے شر سے امن میں رہنا چاہے۔ اور بت پرستی میں مبتلا نہ رہنا چاہے۔ تو یہ آیت بکثرت پڑھے۔ رب اجعل هذا البلد اٰمنا واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام۔

بعد ازاں فرمایا کہ یہ آیت اس طرح نازل ہوئی۔ کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے یاروں کو نصیحت فرما رہے تھے۔ اسی اثناء میں ایک اعرابی آیا۔ اور آداب بجا لایا۔ اور عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے کوئی ایسی بات بتائیں۔ جس کے سبب میں اور میری اولاد بت پرستی سے بچ جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوچ میں پڑ گئے۔ اتنے میں حضرت جرائیل علیہ السلام یہ آیت لائے اور عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! حکم ہوا ہے کہ یہ آیت اس اعرابی کو دو! تاکہ یاد کر کے بہ کثرت پڑھا کرے۔ اللہ تعالیٰ اسے بت پرستی سے بچا لے گا۔

اس کے بعد فرمایا کہ جو شخص کافروں کا مغلوب نہ ہونا چاہے۔ وہ یہ آیت پڑھے " ربنا لا تجعلنا فتنة للذين كفروا واغفر لنا ربنا انك انت العزيز الحكيم "۔ اور

Marfat.com

جب چاہے کہ ایمانی نور اس کے دل میں کامل ہو جائے۔ تو یہ آیت بہ کثرت پڑھے "ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا انک علی کل شئی قدیر"۔

پھر میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ سب کچھ تمہاری ترغیب کے لئے ہے۔ اس واسطے کہ پیر مرید کو سنوارنے والا ہوتا ہے۔ جب تک مرید کو کماحقہ' ساری آلائشوں سے صاف نہ کرے۔ اور طریقت کی راہ طے کرنے کے لئے اسے پاک نہ کرے۔ سمجھ لے کہ وہ بیچارہ گمراہی میں رہے گا۔ کبھی بھی اس سے نہ نکل سکے گا۔

بعد ازاں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اس دعا کو دن میں ایک مرتبہ پڑھے۔ اگر کسی دن مر جائے۔ تو بہشتی ہو گا۔ اگر اس رات بھی مرے تو بہشتی ہو گا۔ دعا یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ لا الٰہ الا انت خلقتنی و انا عبدک و انا علٰی عھدک و وعدک ما استطعت اعوذبک من شر ما صنعت ابولک بذنبی فاغفر لی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت برحمتک یا ارحم الراحمین۔

پھر فرمایا کہ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے اس دعا کی بابت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ ہر فریضہ نماز کے بعد بلاناغہ پڑھتا ہوں۔ اس کے بعد فرمایا کہ وفات کے بعد لوگوں نے خواب میں دیکھ کر آپ سے پوچھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیسا سلوک کیا۔ فرمایا۔ بخشش دیا۔ اور اس دعا کی برکت سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی تھی۔ بہشت عطا فرمایا۔

بعد ازاں فرمایا کہ جو شخص ہر روز رات تک یہ دعا پڑھے۔ تو اس کی برکت سے اس روز کی بلائیں اس سے دور رہیں گی۔ جب مصیبت آسمان سے نازل ہوتی ہے۔ تو اس دعا کے پڑھنے والے سے دور ہی رہتی ہے۔ اگر اس شخص میں صدق اور اخلاص نہ ہو۔ تو دعا کو رد کر کے اس شخص پر نازل ہوتی ہے۔ میں نے یہ خواص شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز کی زبانی سنے ہیں۔ کہ انسان کو کسی حالت میں دعا کرنے اور شفیع بنانے سے خالی نہ رہنا چاہئے۔

پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اس دعا کو

Marfat.com

پڑھے۔ رات تک اسے کوئی مصیبت نہیں پہنچتی۔ دعا یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ انت ربی لا الٰہ الا انت علیک توکلت وانت رب العرش العظیم ماشاء اللہ کان ولم یشاء لم یکن اشھدان لا الٰہ الا اللہ واعلم ان اللہ علیٰ کل شئ قدیر وان اللہ قد احاط بکل شئ علما واحصیٰ کل شی عدو انی اعوذ بک من شر نفسی ومن شر غیری ومن شر کل دابۃ انت اخذ بنا ھلیتھا ان ربی علیٰ صراط مستقیم۔

بعد ازاں فرمایا کہ قاضی امام شجی رحمتہ اللہ علیہ اپنے کفایہ میں لکھتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے ایک بزرگ کے ہاں ایک جوان لونڈی تھی۔ اور وہ خود بڈھا تھا۔ لیکن اس لونڈی نے اس سے عاجز آکر بارہا لوگوں سے شکایت کی کہ میں کیا تدبیر کروں۔ جس کے سبب بڈھے سے خلاصی ہو۔ اس کے پڑوس میں ایک بڑھیا رہتی تھی۔ اس نے کہا۔ میں اس مطلب کے لئے تجھے زہر ہلاہل دوں گی۔ کوزے میں ڈال کر افطار کے وقت اسے دے دینا۔ اس لونڈی نے زہر دے دیا۔ لیکن ذرہ بھر اثر نہ ہوا۔ لونڈی منتظر تھی کہ اب بڈھا زاہد مرتا ہے۔ جب دن ہوا تو لونڈی نے بے تاب ہو کر ساری کیفیت زاہد کو سنائی کہ خواہ رکھ خواہ مار۔ میں نے تو تجھے زہر دیا تھا۔ لیکن اس نے کچھ اثر نہ کیا۔ زاہد نے مسکرا کر فرمایا۔ میں ایک دعا پڑھتا ہوں۔ جو اسے پڑھتا ہے۔ وہ تمام بلاؤں سے بچا رہتا ہے۔ وہ دعا یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بسم اللہ خیر الاسما بسم اللہ رب الارض ورب السماء بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہٖ شئ فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم۔

اس کے بعد شیخ الاسلام نے فرمایا۔ کہ دعا کی شرائط بہت ہیں۔ اگر میں بیان کروں تو طول ہو جائے گا۔ لیکن پہلی شرط یہ ہے کہ شروع اللہ کے نام سے کرے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "کل امر ذی بال لم یبدا فیہ بہ بسم اللہ فھو ابتر"۔ پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہیے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اپنے اہل کو خلخال کی بلند آوازی سے منع کرے۔ کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

Marfat.com

ان اللہ لا یستجیب دعاء قوم یرضون من نسآءھم یلبسون خالخال مع الصوت۔ تیسری شرط یہ ہے کہ اس کے شروع اور انجام میں صدقہ دے۔ چنانچہ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کی نسبت روایت ہے کہ آپ کو کچھ ضرورت تھی۔ جس کے واسطے آپ بادشاہ کے پاس گئے۔ ایک درویش کو صدقہ دے کر فرمایا کہ دعاء کرو۔ میری حاجت پوری ہو اس واسطے شرط یہ ہے کہ جو شخص بادشاہ کے پاس جائے۔ دربان کو کچھ دے۔ چونکہ درویش اللہ تعالیٰ کے دربان ہوتے ہیں جب وہ خوش ہوں گے تو حاجت پوری ہو جائے گی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

مجلس ــ ۲۰ ــ

عزہ محرم ۶۵۵ ہجری کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اجودھن کے تمام باشندے چھوٹے بڑے مشائخ درویش اور مسکین آکر آپ کے دست مبارک کو بوسہ دیتے تھے۔ شیخ صاحب مصلے کے نیچے ہاتھ ڈال کر جو کچھ کسی کی قسمت ہوتی دیتے۔ لوگ جو شیرینی لائے اس کا ڈھیر لگ گیا۔ اس میں سے تھوڑی درویشوں کو دیتے۔ اس روز شہر کا کوئی غریب و مسکین خالی نہ گیا۔ آپ کی یہ عادت تھی کہ ہر ماہ کے عزہ کو اسی طرح کرتے۔

بعد ازاں محمد احمد بلخی نے جو واصل حق تھے۔ آکر سلام کیا اور بیٹھ گئے شیخ الاسلام مراقبہ میں تھے۔ اسی وقت ذکر کرنے لگے اس قدر ذکر کیا کہ بیہوش ہو کر گر پڑے۔ شیخ قطب الدین بختیار اوشیؒ کا خرقہ لا کر آپ پر ڈالا گیا۔ دیر بعد ہوش میں آئے حاضرین سربسجود ہوئے۔ لیکن مجھے معلوم نہ ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ اس نے بھی کہا کہ اسی وقت مر کر آؤ۔ تاکہ نماز جنازہ ادا کریں۔ پھر شیخ الاسلام اور حاضرین نے نماز جنازہ ادا کی۔

بعد ازاں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خبر میں ہے۔ کہ غائب کی نماز جنازہ ادا کرنی روا ہے۔ اس واسطے کہ جب امیر المومنین حمزہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے یار شہید ہوئے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر ایک کے لئے

Marfat.com

علیحدہ علیحدہ نماز جنازہ ادا کی۔

پھر عاشورہ کے عزہ متبرکہ کی فضیلت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا کہ اس عشرہ میں کسی اور کام میں مشغول نہیں ہونا چاہیے۔ صرف طاعت' تلاوت' دعا اور نماز میں۔ اس واسطے کہ اس عشرہ میں قہر ہوا ہے۔ اور بہت رحمت نازل ہوتی ہے۔

پھر فرمایا کہ اس عشرہ میں بہت سے مشائخ نے تفریح دنیا کا عذاب اپنے سر لیا ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اس عشرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیا گزری؟ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند کس بے رحمی سے شہید کئے گئے۔ جب شیخ الاسلام یہ فرما چکے۔ تو نعرہ مار کر بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جب ہوش میں آئے تو فرمایا۔ کیسے سنگ دل کافر بے عاقبت۔ بے سعادت اور نامہربان تھے۔ حالانکہ انہیں معلوم تھا کہ یہ دین و دنیا اور آخرت کے بادشاہ کے فرزند ہیں۔ پھر بھی انہیں بڑی بے رحمی سے شہید کیا گیا۔ انہیں یہ خیال نہ آیا کہ قیامت کے دن یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کس طرح منہ دکھائیں گے۔

پھر فرمایا کہ ماہ محرم کے عزہ میں اس دعا کے لئے حکم ہوا ہے۔

بسم اللہ الرحیم۔ اَللّٰھم انت اللہ العبدی القدیم و ھذہ سنتہ جدیدۃ سئلک فیہ العصمتہ من الشیطن الرجیم والامان من الشیطٰن و من کل شی ین و من البلایا والاٰفات فذٰلک و نسئلک العون والعدل علی ھٰذہ النفس الامارۃ با لسوء والاشتغال بما بقربنی الیک یا بر یا رؤف یا رحیم یا ذوالجلال والاکرام برحمتک یا ارحم الراحمین

بعد ازاں فرمایا کہ شیخ الاسلام معین الدین حسن سنجری قدس اللہ سرہ العزیز کے اوراد میں لکھا دیکھا ہے کہ جو شخص ماہ محرم کی پہلی رات کو چھ رکعت نماز اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک بار اور سورہ اخلاص دس بار۔ روایت صاحبیہ صحیحہ کے مطابق دو رکعت نماز اس طرح ادا کرے۔ کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک بار اور سورہ یٰسین ایک بار پڑھے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے بہشت میں دو ہزار ایسے محل

Marfat.com

عنایت کرے گا۔ جن میں ہر ایک میں یاقوت کے دو ہزار دروازے ہوں گے اور ہر دروازے پر منبر برجد کے تخت پر حور بیٹھی ہو گی۔ اور اس نماز کے پڑھنے والے کی چھ ہزار بلائیں دور ہوتی ہیں۔ اور چھ ہزار نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہیں۔

بعد ازاں شیخ الاسلام نے فرمایا کہ امام شعبی علیہ الرحمتہ کے کفایہ میں لکھا دیکھا ہے کہ جو شخص عاشورہ کے روز سو مرتبہ یہ کلمہ کہے۔ اللہ تعالیٰ اسے دوزخ کی آگ سے آزاد کر دیتا ہے۔ وہ کلمہ یہ ہے۔ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک و لہ الحمد یحی و یمیت و ھو حی لا یموت بیدہ الخیر و ھو علی کل شی قدیر لا مانع بما اعطیت و لا معطی لما منعت و لا راد لما قضیت و لا ینفع ذا الجد منک الجلہ اور پھر ہاتھ چہرہ پر ملے تو حق تعالیٰ اسے گناہوں سے اس طرح پاک کر دیتا ہے کہ گویا ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ شیخ الاسلام انہی فوائد میں تھے کہ نماز کی اذان ہوئی۔ آپ نماز میں مشغول ہوئے۔ اور میں اور خلقت واپس چلے آئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

Marfat.com

مجلس ــ ۲۱ ــ

چوتھی ماہ صفر ۶۵۵ ہجری کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ میں چند روز شیخ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز کے اعلیٰ یار شیخ محمد ہانسوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر حاضر خدمت ہوا میں آداب بجالایا۔ حکم ہوا بیٹھ جا! بیٹھ گیا۔ جو خط شیخ برہان الدین نے دیا تھا۔ اسے آپ نے مطالعہ فرمایا۔

اس کے بعد فرمایا کہ تو نے دیر کیوں کی؟ حکم ہوا کہ بندے کا جسم خاکی تو وہاں تھا۔ اور دل یہاں مخدوم بندہ نواز نے فرمایا۔ واقعی ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ تم کہتے ہو! ہمارا اشتیاق بارہا تم پر غالب آیا ہے۔ تم کہتے تھے کہ اگر پر ہوں تو اڑ کر چلا جاؤں۔ اور خواجہ صاحب کی قدم بوسی حاصل کروں۔

بعد ازاں خلقت کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ مرید اور شیخ کا فرزند ایسا ہی ہونا چاہیے۔ جیسا کہ مولانا نظام الدینؒ نے فرمایا کہ ایک مکتوب بھی لکھا۔ جس میں پائبوسی کا اشتیاق ظاہر کیا۔ اور ایک شعر بھی لکھا تھا۔ جسے میں نے یاد کر لیا تھا۔ جب تمہیں یاد کرتا۔ تو اس شعر کو پڑھ لیا کرتا تھا۔ وہ شعر واقعی بے نظیر تھا۔ اگر پڑھے۔ تو سنوں! میں نے آداب بجالا کر وہ شعر پڑھا۔

ز آنگاہ کز بندہ نو دانند مرا برمرد مک دیدہ نشانند مرا
لطف عامت عنایتے فرمودہ است ورنہ کیم ز کجا چہ دانند مرا

جب میں نے یہ شعر پڑھا۔ تو شیخ الاسلام میں رقت پیدا ہوئی۔ اٹھ کر رقص کرنے لگے۔ اس قدر رقص کیا کہ جس کی کوئی انتہا نہیں۔ چاشت سے لے کر دوپہر تک رقص کرتے رہے۔ جب فارغ ہوئے۔ تو خاص کلاہ دعاء گو کو عنایت فرمایا۔ اور عصا بھی اسی روز مرحمت کیا اور مصلیٰ اور نعلین بھی بخشیں۔ اور مجھے بغل میں لے کر فرمایا کہ مولانا نظام الدین اب وقت آگیا ہے کہ میں تجھے رخصت کروں اور پھر تیرا دیدار نصیب نہ ہو۔ جاؤ! آج ہی تمہاری رخصت کا دن ہے۔ ہاں! کچھ دن اور ٹھہر کیونکہ تیرا دیدار غنیمت ہے۔ بعد ازاں زار زار روئے۔ اور یہ شعر پڑھا۔

Marfat.com

دیدار دوستاں موافق غنیمت است   چوں یافتیم حیف دو گر رہا لیسم

بعد ازاں ملتان کی طرف سے مسافر آئے اور آداب بجا لائے حکم ہوا۔ بیٹھ جاؤ! بیٹھ گئے۔ کھانہ موجود نہ تھا۔

پھر صفر (اللہ تعالیٰ اسے خیر و ظفر سے ختم کرے) کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ یہ بڑا بھاری اور سخت مہینہ ہے۔ کیونکہ جب یہ مہینہ آتا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تنگ دل ہوتے۔ اور جب گزر جاتا تو خوش ہوتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تغیر اس مہینے کی گرانی کے سبب ہوتا۔

بعد ازاں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص مجھے ماہ صفر کے گزرنے کے خوشخبری دے گا۔ میں اسے بہشت میں جانے کی خوشخبری دوں گا۔ من بشر فی بخروج الصفر انا بشر نہ بدخول الجنتہ

اس کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر سال دس لاکھ اسی ہزار بلائیں نازل فرماتا ہے۔ جن میں سے صرف اس مہینے میں نو لاکھ بیس ہزار بلائیں نازل ہوتی ہیں۔ اس مہینے کو دعا اور طاعت سے بسر کرنا چاہیے۔ پھر کوئی بلا پیش نہیں آتی۔

بعد ازاں اسی موقعہ پر فرمایا۔ میں نے ایک بزرگ کی زبانی سنا ہے۔ کہ جو شخص ماہ صفر کی مصیبتوں سے بچنا چاہے۔ وہ ہر نماز کے بعد یہ دعا بکثرت پڑھے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم اعوذ باللہ من شر ھذہ الزمان و استعیذہ من شرور الازمان بجمال وجھک و کمال قدرتک ان تجیر فی من فتنۃ ھذا السنت وقنا شر ما قضیت فیھا و اکرمنی بالفقر باکرام النظر و اختمدہ بالسلامۃ و السعادۃ لاھلی و ولیائی واقربائی وجمیع امتہ محمدہ المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

بعد ازاں فرمایا کہ ایک ماہ صفر میں پہلی رات کو تمام مسلمانوں کے بچاؤ کے چار رکعت نماز عشاء کے فریضہ کے بعد اس طرح ادا کرے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ ایک بار اور سورہ قل یا یھا الکافرون پندرہ بار اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص گیارہ مرتبہ اور تیسری میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ قل اعوذ برب الفلق پندرہ بار اور چوتھی میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ قل اعوذ برب الناس پندرہ

Marfat.com

بار پڑھے اور سلام کہے۔ بعد ازاں چند مرتبہ ایاک نعبد و ایاک نستعین کہے۔ پھر ستر مرتبہ درود شریف پڑھے۔ جب یہ نماز قبل از وقت ادا کی جائے۔ تو اللہ تعالیٰ جو بلائیں اس روز تقدیر میں لکھتا ہے۔ ان سے اپنے فضل سے محفوظ رکھتا ہے۔

بعد میں اسی موقع پر فرمایا کہ شیخ الاسلام معین الدین حسن سنجری قدس اللہ سرہ العزیز کی شرح میں لکھا دیکھا ہے کہ سارے ماہ صفر میں تین لاکھ بتیس ہزار بلائیں نازل ہوتی ہیں۔ آخری چہار شنبہ نہایت بھاری ہے۔ اس روز چار رکعت نماز ادا کرے۔ تاکہ حق تعالیٰ اسے بلاؤں سے محفوظ رکھے۔ دوسرے سال تک کوئی بلا اس پر نازل نہیں ہوتی۔ دعا یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم یا شدید القوی دیا شدیدا لمحال یا مغذل یا مکرہ یا لا الہ الا انت برحمتک یا ارحم الراحمین

اس کے بعد اسی موقع پر فرمایا کہ جو شخص بلا میں گرفتار ہوتا ہے۔ اسی ماہ صفر میں ہوتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ آدم علیہ السلام اسی ماہ صفر میں بہشت سے نکل کر تین سو سال تک روتے رہے۔ جب آپ کے وجود پر گوشت و پوست نہ رہا۔ تو حکم ہوا کہ توبہ کرو۔ ہم نے تمہاری توبہ قبول کی۔ یہ بھی ماہ صفر میں ہوا۔

بعد ازاں اسی موقع کے مناسب فرمایا کہ وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جب ہابیل اور قابیل دونوں بھائی ماہ صفر میں شکار کے لئے نکلے تو حضرت آدم علیہ السلام نے انہیں منع فرمایا کہ ماہ صفر میں باہر نہ نکلو! انہوں نے کچھ خیال نہ کیا۔ اور پشیمان ہوا کہ یہ میں نے کیا کیا۔ جب حضرت آدمؑ نے یہ بات سنی۔ تو سخت گھبرائے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر کہا۔ حکم الٰہی یوں ہے کہ ہابیل کی اولاد سے سارے سنی ہوں گے۔ اور جو قابیل کی اولاد سے ہوں گے۔ وہ یہودی اور کافر وغیرہ ہوں گے۔ اس واسطے کہ اس نے ماہ صفر میں بھائی کو مارا ہے۔

بعد ازاں اسی موقع پر فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر ماہ صفر میں طوفان کی بلا آئی اور ہلاک ہوئی۔ اور ماہ صفر کی پہلی تاریخ کو ابراہیم خلیل اللہ کو آگ میں ڈالا گیا۔ اور ماہ صفر میں ہی حضرت ایوب علیہ السلام کیڑوں کی مصیبت میں مبتلا ہوئے۔ ماہ صفر کے آخر میں حضرت زکریا علیہ السلام کے سر پر آرہ رکھا گیا۔ ماہ صفر کے آخری

Marfat.com

چہار شنبہ کو حضرت یحیٰ علیہ السلام کے حلق میں چھری گھونپی گئی۔ ماہ صفر ہی میں جرجیس علیہ السلام کے سات ٹکڑے کئے گئے۔ ماہ صفر ہی میں حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں بند ہوئے۔

بعد ازاں شیخ الاسلام نعرہ مار کر بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ ماہ صفر ہی میں سلطان الانبیاء کو مرض موت لاحق ہوا۔ اور اسی مہینے کے بعد وصال ہوا۔

پھر فرمایا کہ تمام انبیاء پر جو مصیبتیں نازل ہوئیں۔ سب ماہ صفر میں ہوئی ہیں۔ یہ مہینہ بہت ہی بھاری ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہمیں تمہیں اور تمام مسلمانوں کو ماہ صفر کی گرانی سے بچائے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

مجلس — ۲۲ —

ستائیسویں ماہ مذکور ۶۵۵ ہجری کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ مجاہدہ کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ عزیزان اہل سلوک حاضر خدمت تھے۔ چنانچہ شیخ برہان الدین تونسوی۔ طہو لاہوری۔ شیخ جمال الدین ہانسوی علیہم الرحمتہ اور خاندان چشت کے چند صوفی آئے ہوئے تھے۔ اور مجاہدہ کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ فرمایا کہ جب خواجہ بایزید سے مجاہدہ کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا کہ میں بیس سال تک عالم تفکر میں آسمان کی طرف آنکھیں لگائے کھڑا رہا۔ اور اس بیس سال میں مجھے یاد نہیں کہ میں بیٹھا۔ اٹھا یا سویا ہوں۔ چنانچہ پاؤں میں سے خون بہہ نکلا۔ اور پشت پا پھٹ گئی۔ بعد ازاں دو سال اور عالم محو میں رہا۔ اس دو سال میں نفس کو پیٹ بھر پانی نہ دیا۔ ہاں ہفتے یا مہینے بعد دو درم پانی دیتا۔ بعد ازاں جب اپنا کام کمال کو پہنچا۔ تو دس سال تک پھر پانی پیٹ بھر نہ دیا۔ بعد ازاں نفس کو میٹھے انار کی خواہش ہوئی تو میں وعدے میں ٹالتا رہا چنانچہ دس سال تک نفس یہی خواہش کرتا رہا۔ اور فریاد کرتا رہا کہ تو مجھے اور کب تک مارے گا۔ میں نے کہا۔ اپنے آخری دم تک۔ اگر میں اپنا مجاہدہ بیان کروں تو تم میں سننے کی طاقت نہیں۔ جو معاملات میں نے اپنے نفس سے کئے ہیں۔ وہ صرف کہنے سے

Marfat.com

نماز ادا کی۔ اور مصلے پر سو گئے۔ اور حضرت ذوالجلال کا دوبارہ دیدار ہوا کہ شاہ شجاع! ابھی آنا چاہتے ہو۔ یا کچھ دن ٹھہرنا چاہتے ہو؟ عرض کی۔ یا الٰہی! اب رہنے کی جگہ نہیں۔ میں آنا چاہتا ہوں۔ اسی اثناء میں آنکھ کھلی۔ تو وضو کر کے دوگانہ ادا کیا عشاء کا وقت تھا۔ سر سجدے میں رکھ کر جان بحق تسلیم ہوئے۔ شیخ الاسلام نعرہ مار کر بیہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے۔ تو یہ شعر پڑھا۔

درکوئے تو عاشقاں چناں جان بدہند   کانجا ملک الموت نہ گنجد ہرگز

بعد ازاں فرمایا کہ ایک دفعہ بایزید بسطامی علیہ الرحمتہ سے پوچھا گیا کہ اپنے مجاہدہ کی بابت کوئی بات سناؤ! فرمایا۔ اگر میں اپنے مجاہدہ کے بارے میں سب کچھ سناؤں تو سن نہیں سکو گے۔ البتہ جو معاملہ میں نے نفس سے کیا ہے۔ اس میں سے تھوڑا سا سناتا ہوں۔ وہ یہ کہ ایک رات نفس کو میں نے عبادت کے لئے کہا۔ تو اس نے سستی کی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس روز عادت سے زیادہ کھجوریں کھا گیا تھا۔ مختصر یہ کہ نفس نے کہنا نہ مانا۔ جب دن ہوا۔ تو میں نے عہد کر لیا کہ میں کچھ مدت کھجوریں نہیں کھاؤں گا۔ چنانچہ پندرہ سال تک نفس کو کچھ نہ دیا۔ اور آرزو ہی میں رہا۔ بعد ازاں نفس نے کہا کہ جو کچھ تو فرمائے میں بجالاؤں گا! اس وقت میں نے کھجور اسے دی۔ تو فرمانبردار ہو گیا۔ جو کچھ اسے کہتا۔ بجالاتا۔ بلکہ اس سے زیادہ کرتا۔

بعد ازاں فرمایا کہ خواجہ ذوالنون مصری علیہ الرحمتہ سے لوگوں نے پوچھا کہ مجاہدہ میں آپ نے کہاں تک ترقی کی ہے؟ فرمایا۔ یہاں تک کہ دو دو تین تین سال تک نفس کو پانی نہ دیتا۔ دس سال گزر گئے ہیں۔ کبھی نفس کو پیٹ بھر پانی نہیں دیا۔ اور رات کو جب تک دو مرتبہ قرآن شریف ختم نہیں کر لیتا اور کسی کام میں مشغول نہیں ہوتا۔

پھر خواہ ذوالنون مصری علیہ الرحمتہ کی بابت فرمایا کہ خواجہ صاحب ایک روز مع اصحاب بیٹھے تھے۔ اور اولیاء کی موت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ اتنے میں ایک خوبصورت جوان سبز پوش سیب لے آیا۔ اور آداب بجا لا کر بیٹھ گیا۔ خواجہ صاحب ہربار فرماتے کہ خوش آمدی دنیکو آمدی و صفا آوردی۔ کچھ دیر بعد وہ سیب خواجہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسے لوگ بھی ہیں۔

درکوئے تو عاشقاں چناں جان بدہند کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز

پھر اسی موقع کے مناسب فرمایا کہ ایک مرتبہ شیخ علی رحمتہ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ میں عرش سر پر اٹھائے جا رہا ہوں۔ جب دن ہوا تو سوچنے لگے۔ کہ یہ خواب کس کے آگے بیان کروں؟ پھر خیال آیا کہ خواجہ بایزید کے سوا اور کون ہے۔ جو اس کی تعبیر کر سکے جب گیا تو دیکھا کہ اسلام میں کہرام ہوا ہے۔ حیران ہو کر پوچھا۔ کہ کہرام کی وجہ کیا ہے؟ معلوم ہوا کہ خواجہ بایزید علیہ الرحمتہ انتقال فرما گئے ہیں۔ شیخ علی نعرہ مارتے ہوئے روانہ ہوئے۔ جب جنازے کے قریب آئے۔ تو شہر سے باہر نکل چکا تھا۔ اور خلقت عام تھی۔ آپ بھیڑ کو چیرتے ہوئے جنازے کے پاس آپہنچے۔ اور جنازہ سر پر اٹھایا۔ عرض کی یا خواجہ بایزید"! میں تو خواب کی تعبیر میں پوچھنے آیا تھا۔ فرمایا۔ اے علی! جو خواب تو نے دیکھا تھا۔ اسی کی تعبیر یہی ہے۔ یہی بایزید کا جنازہ عرش خدا ہے۔ جو تو سر پر اٹھائے جا رہا ہے۔

بعد ازاں شیخ الاسلام نے فرمایا کہ میں تیس سال عالم مجاہدہ میں رہا۔ مجھے دن رات کی کوئی تمیز نہ تھی۔ البتہ نماز کے وقت نماز ادا کر لیا کرتا تھا۔ اور پھر اسی عالم میں مشغول ہو جاتا۔

پھر فرمایا کہ جس روز خواجہ قطب الدین مودود چشتی قدس اللہ سرہ العزیز نے انتقال فرمایا۔ اس روز آپ کا جسم مبارک لاغر ہو گیا تھا۔ مع اصحاب بیٹھے تھے کہ اتنے میں ایک شخص ریشمی کاغذ ہاتھ میں لئے حاضر خدمت ہوا۔ اور سلام کہہ کر کاغذ دکھایا۔ جونہی خواجہ صاحب نے اس پر بسم اللہ لکھا دیکھا۔ فی الفور انتقال فرما گئے۔ شور برپا ہوا کہ خواجہ صاحب قطب الدین رحمتہ اللہ علیہ رحلت فرما گئے۔ الغرض غسل دے کر جنازہ تیار کیا۔ کسی کی مجال نہ تھی۔ کہ اٹھائے۔ سب حیران تھے۔ دیر بعد آواز آئی تو خلقت نے نماز ادا کی۔ جب چاہا کہ جنازہ اٹھائیں۔ تو حکم الہیٰ سے خود بخود ہوا میں آگے آگے روانہ ہوا۔ اور خلقت پیچھے پیچھے جتنے بے دین تھے۔ سب آکر مسلمان ہوئے۔ ان سے پوچھا گیا کہ کس سبب سے تم مسلمان ہوئے۔ کہا ہم نے بچشم خود دیکھا ہے کہ

Marfat.com

خواجہ صاحب کا جنازہ فرشتے اٹھائے لئے جا رہے ہیں۔ جب شیخ الاسلام نے یہ حکایت ختم کی تو نعرہ مار کر گر پڑے۔ اور یہ شعر پڑھا۔

در کوئے تو عاشقاں چناں جان بدہند
کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز

اسی اثنا میں موذن نے اذان دی۔ آپ نماز میں مشغول ہوئے۔ اور میں اور خلقت واپس چلے آئے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

مجلس ــ ۲۳ ــ

دوسری ماہ ربیع الاول ۶۵۶ ہجری کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اس بندے کو خلعت خاص سے مشرف فرمایا۔ اور اہل صفہ عزیز خاضر خدمت تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ مولانا نظام الدین! تم کو ہم نے ہندوستان کی ولایت دی۔ اور صاحب سجادہ کیا۔ جونہی یہ فرمایا۔ میں نے دوبارہ سجدہ کیا۔ حکم ہوا اے جہانگیر عالم! سر اٹھا۔ آپ نے خرقہ اپنے ہاتھ سے پہنایا اور فرمایا۔ دوگانہ ادا کر۔ جب میں روبہ قبلہ ہوا۔ تو ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف کرکے فرمایا۔ کہ تجھے خدا کو سونپا۔

بعد ازاں فرمایا کہ یہ سب کچھ میں تجھے دیتا ہوں۔ اس واسطے کہ تو آخری وقت میرے پاس نہیں ہوگا۔ فرمایا کہ میں بھی اپنے شیخ قطب الدین بختیار اوشی رحمتہ اللہ علیہ کے انتقال کے وقت حاضر نہیں تھا۔ اس وقت میں ہانسی میں تھا۔ الغرض پھر شیخ بدر الدین اسحٰق کو حکم ہوا کہ مثال لے کر چلو! جب میں نے مثال کی تو میرا سر بغل میں لے کر فرمایا کہ تجھے اللہ سے ملا دیا۔ پھر فرمایا کہ شیخ جمال الدین کو نہ دیکھنا۔ پھر فرمایا کہ آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عرس ہے۔ آج ٹھہرو! کل چلے جانا۔

اس کے بعد فرمایا کہ امام شافعی نے اپنے کفایہ میں امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صحیح روایت سے لکھا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسری ماہ ربیع الاول کو انتقال فرمایا۔ دوسرا روز معجزے کے لئے رکھا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مبارک سے نہایت عمدہ خوشبو آتی تھی۔ گویا سارے جہان

Marfat.com

کے عطریات وجود مبارک میں سمائے ہوئے ہیں۔ شکل و صورت میں ذرہ بھر تفاوت نہ تھی۔ جیسی زندگی کی حالت تھی۔ ویسی ہی وفات کے بعد۔ اس روز کئی یہودی کافر مسلمان ہوئے۔ دس دن تک آپ کا وجود مبارک رکھا گیا۔ یہ صرف معجزے کے لئے تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نو حجرے تھے۔ جب نو حجرے ہو چکے۔ تو دسویں روز امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے طعام دیا۔ چنانچہ سارے اہل مدینہ نے کھایا۔ جب بارھواں دن ہوا تو شہرت ہوئی۔ اسی واسطے مسلمان بارھویں کو عرس کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عرس کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عرس مبارک بارھویں تاریخ کو ہوتا ہے لیکن صحیح روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال دوسری ربیع الاول کو ہوا۔

بعد میں فرمایا کہ جب ضعیف حد سے زیادہ ہو گئی۔ تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تین روز تک مسجد میں تشریف نہ لا سکے۔ تیسرے روز حضرت بلال رضی اللہ عنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے کے دروزے پر آئے۔ آواز دی۔ الصلوۃ یا رسول اللہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے۔ اور فرمایا۔ بلال کو کہو! کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ آئیں تاکہ مجھے مسجد میں لے جائیں۔ ابوبکر۔ عمرؓ عثمان اور علی رضی اللہ عنہم اجمعین آئے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان کے کندھوں پر دست مبارک رکھ کر مسجد تشریف لائے۔ امامت کرنی چاہی لیکن نہ کر سکے۔ ابوبکر کا ہاتھ پکڑ کر آگے کھڑا کیا۔ یہ حالت دیکھ کر اصحاب نعرہ مارنے لگے۔ قریب تھا کہ اصحاب کا زہرہ آب آب ہو جائے۔ الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس حجرے میں تشریف لائے۔ اور سیاہ گدڑی لے کر لیٹ گئے۔ اتنے میں ایک اعرابی نے دروازے پر دستک دی جس سے درو دیوار کانپ اٹھے۔ فاطمتہ الزہرا رضی اللہ عنہ باہر نکلیں اور فرمایا کہ اس وقت موقع نہیں۔ ہر چند معذرت کی۔ لیکن اس نے ایک نہ سنی۔ یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سنی۔

فاطمتہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو بلایا اور فرمایا۔ اے جان پدر! یہ اعرابی نہیں۔ بلکہ یہ وہ ہے کہ اگر دروازہ بھی بند کر دو گی تو یہ دیوار کی راہ اندر آجائے گا۔ اگر دیوار بند

Marfat.com

کردو تو یہ سوراخ کی راہ آجائے گا۔ یہ بچوں کو یتیم کرتا ہے۔ یہ تیرے والد ہی کی عزت ہے۔ کہ اجازت طلب کرتا ہے۔ اسے کہو کہ اندر آجائے۔ یہ "حکما" آیا ہے۔ حجرے سے نعرہ اٹھا۔ کہ ملک الموت آیا ہے۔ آداب بجا لایا ہے۔ بیٹھنے کا حکم ہوا بیٹھا۔ پوچھا۔ کہو ملک الموت! کیاں سے آنا ہوا۔ عرض کی آپ کی زیارت کا حکم ہوا ہے۔ اور نیز یہ فرمائیں کہ جان قبض کروں؟ یا واپس چلا جاؤں؟ فرمایا۔ ذرا صبر کرو! جرائیل کو آلینے دو۔ اسی وقت جرائیل علیہ السلام نے آکر پوچھا۔ بھائی صاحب! کیا حالت ہے؟ اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آسمانوں کے فرشتے نور کے تھال ہاتھوں میں لئے جناب کی جان پاک کے منتظر ہیں۔ اور بہشت اور آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں۔ اور انبیاء کی ارواح منتظر ہیں۔ بہشتی حوریں دیدار کی منتظر ہیں۔ رضوان نے بہشت آراستہ کیا ہوا ہے۔ تاکہ آپ تشریف لائیں۔ فرمایا۔ یہ نہیں پوچھا۔ یہ کہو کہ میرے انتقال کے بعد میری امت کا کیا حال ہو گا؟ عرض کی مجھے حکم ہوا ہے کہ آپ اپنی امت کو خدا تعالیٰ کے سپرد کریں۔ فرمایا میرا مقصد بھی یہی تھا۔

بعد ازاں ملک الموت کو فرمایا کہ اب اپنا کام شروع کرو! جونہی ملک الموت نے پائے مبارک کے تلوے پر ہاتھ رکھا۔ پاؤں پھٹ گیا۔ ہاتھ اندر ڈال کر جان قبض کر لی۔ پانی کا بھرا ہوا پیالہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پڑا تھا۔ اس وقت دست مبارک اس سے تر کر کے سینے پر پھیرتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ اللھم ھون سکرات الموت اے پروردگار! موت کی تلخی کو آسان کر جب وقت بالکل قریب آگیا۔ تو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم لب مبارک ہلاتے تھے۔ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کان لگا کر سنا۔ تو فرما رہے تھے کہ پروردگار! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جان دینے کی حرمت سے میری امت پر رحم فرما۔ آخری وقت تک یہی فرما رہے تھے۔

جب شیخ الاسلام یہ ختم کر چکے۔ تو حاضرین مجلس سے نعرہ اٹھا۔ اور شیخ الاسلام بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے۔ تو میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ جس کی خاطر تمام مخلوقات پیدا کی گئی۔ اور جس کی دوستی کی خاطر حق تعالیٰ نے اپنی سلطنت ظاہر کی۔ اسے جہان سے اٹھا لیا گیا۔ تو ہم تم کس گنتی میں ہیں۔ پس ہمیں بھی مردہ ہی خیال کرنا

Marfat.com

چاہیے۔ اور غفلت اور گفتگو میں مشغول نہیں ہونا چاہیے۔ تاکہ قیامت کے دن شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔

جب شیخ الاسلام یہ ختم کر چکے۔ تو شمس دبیر آداب بجا لایا۔ اور عرض کی کہ خواجہ نظامی کی نظم یاد ہے۔ اگر اجازت ہو۔ تو پڑھوں؟ فرمایا۔ پڑھ جب نظم پڑھی تو شیخ الاسلام میں جان سی آگئی۔ ایک پہر تک یہی حالت رہی۔ اس روز خاص باراتی شمس دبیر کو عنایت ہوئی۔

نظم کے بعد تلاوت میں مشغول ہوئے۔ میں نے لوگوں سے سنا ہے کہ پھر تازیست کسی سے مشغول نہ ہوئے۔ صرف یاد الٰہی میں مصروف رہے واللہ اعلم۔

نظم جو شمس دبیر نے پڑھی ہے۔ یہ ہے۔

Marfat.com

نظم

۱

جہاں چیست . بگزر زنیرنگ او — رہائی بچنگ آر از چنگ او
مقیمے نہ بینی دریں باغ کس — تماشا کند ہر یکے ہر نفس
دریں چار سو ہیچ بیگانہ نیست — کہ کیسہ بر مرد خود کلہ نیست
درو ہر دمے نو برے میرسد — یکے میرود دیگرے میرسد
جہاں گرچہ آرام گاہے خوش است — شتابندہ رالنعل در آتش است
دو در دارد ایں باغ آراستہ — درو بند ایں ہر دو برخاستہ
در آ ازدرے باغ دبنگر تمام — نہ دیگر درے باغ بیروں خرام
دگر زیرکی باگلی جو گمیر — کہ باشد بجا ماندنش ناگزیر
دریں دم کہ داری بشادی بسیج — کہ آئندہ و رفتہ ہیچ است و ہیچ
یکے را در آرد بہ ہنگامہ تیز — دگر راز ہنگامہ گوید کہ خیز

نظامی سبک باش یاراں شدند
تو ماندی بغم غمگساراں شدند

Marfat.com

ملفوظات حضرت فرید الدین مسعود گنج شکر

اسرار الاولیاء

مرتبہ

خواجہ بدر الدین اسحٰق

مترجم

عنصر صابری

ناشر

پروگریسو بکس

یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ

اردو بازار لاہور ☎ 7352795

Marfat.com

Marfat.com

حضرت فریدؒ گنج شکر شیخ بحر و بر
کو از شکر نمک کند و از نمک شکر

○

اسم اعظم ہے نام تیرا درد لے تسکین جان
خواجہ . زہد الانبیاء تو ہے شہباز لامکاں

○

گنج شکر تم علو سخی ہو کیا پرواہ تو ہے دولت دھن کی
دیا کرو موری جھولی بھردو جئے ہو تمہارے پاکپتن کی

○

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

الحمد للہ الذی نور قلوب العارفین بنور معرفتہٖ و فضل احوال المحبین علی لعاملین بکمال فضلہٖ و حکمتہٖ

بے عدد ثناء اس خالق کی' جس کے فضل کے فیض سے صاحب المکارم سلطان اللاولیاء قطب العالم وارث الانبیاء زاہد الاتقیاء سراج الاولیاء تاج الاصفیا شمس العارفین فرید الحق والشرع والدین شیخ الاسلام حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر دام اللہ و تقویٰ کے الفاظ دربار کے فوائد جو میں نے سنے لکھے اور ان کا نام اسرار الاولیاء رکھا۔

بعد ازاں بندہ درویشاں خادم الفقراء والمساکین یعنی بدرالدین اسحاق جوان معانی کا جمع کنندہ ہے عرض کرتا ہے کہ جب پاء بوسی کی دولت نصیب ہوئی اسی وقت آنجناب نے فرمایا۔ اے درویش! انوار و اسرار کے لئے حوصلہ وسیع چاہئے تاکہ دوست کے اسرار مستحکم ہوں اور مقام بنائیں اگر دوست کا ایک بھی بھید ظاہر کر دیا جائے تو سر برباد ہو جائے گا جیسا کہ منصور حلاج سے ہوا کیونکہ یہ دوست کے بھید ہیں جو ہر انسان کو عالم انوار تجلی سے حاصل ہو اسے ظاہر نہیں کرنا چاہئے یہ مشہور ہے جو بادشاہوں کے بھید ظاہر کر دے وہ دوسرے بھیدوں کے لائق نہیں ہوتا۔

اس کے بعد فرمایا اے درویش! تمام اسرار الٰہی تعداد میں ستر ہزار ہیں جو ہر روز اولیاء اللہ کے دلوں پر عالم نورانی سے نازل ہوتے ہیں ان کے علاوہ اس کے دل پر جو ان اسرار کا ڈھونڈنے والا ہو لیکن اے درویش! اسرار الٰہی کا پہلا مقام یہ ہے کہ جب عاشق پر اسرار متجلی ہوتے ہیں اگر ان کا ذرہ بھر بھی باہر نکلے تو تمام جہان منور ہو جائے بس اس راہ میں صادق ہونا چاہئے تاکہ دوست کے سارے اسرار سے واقف ہو لیکن ذرہ بھر ظاہر نہ کرے۔ اگر پہلے مقام ہی پر بھید ظاہر کر دے تو وہ بہت کم حوصلہ ہو گا

Marfat.com

اور ہیر کے لائق نہیں۔

پھر فرمایا۔ اے درویش! مشائخ کے طبقات یعنی سلوک میں لکھا ہے کہ جب کسی آدمی کو ہیر کی اطلاع دی جائے اور وہ شخص اس کی تاب نہ لا سکے اور ظاہر کر دے تو اس کی سزا ویسی ہوتی ہے جیساکہ کوئی ملکی یا حکومتی راز ظاہر کرتا ہے۔

اس کے بعد درویشوں، فقراء اور مساکین کا خادم بدرالدین اسحاق جو ان معانی کا جامع ہے عرض کرتا ہے کہ جس وقت قدم چومنے کا شرف حاصل ہوا اسی وقت مجھے شرف بیعت فرمایا۔ چہار ترکی کلاہ جو دین اور دنیا کی دولت ہے بندے کو عطا فرمائی الحمدللہ علی ذالک۔

Marfat.com

فہرست

فصل ۔ ۱ ۔	ذکر اسرار
فصل ۔ ۲ ۔	احوال درویشان
فصل ۔ ۳ ۔	رزق
فصل ۔ ۴ ۔	توبہ
فصل ۔ ۵ ۔	خدمت بزرگان
فصل ۔ ۶ ۔	تلاوت قرآن
فصل ۔ ۷ ۔	فضیلت سورہ اخلاص
فصل ۔ ۸ ۔	خرقہ فقر
فصل ۔ ۹ ۔	گلیم وصوف
فصل ۔ ۱۰ ۔	محبت
فصل ۔ ۱۱ ۔	خوف و توکل
فصل ۔ ۱۲ ۔	ذکر لاطیہ
فصل ۔ ۱۳ ۔	ذکر درویشی
فصل ۔ ۱۴ ۔	محبت و عداوتِ دنیا
فصل ۔ ۱۵ ۔	حسنِ عقیدہ مریداں
فصل ۔ ۱۶ ۔	بزرگوں کے ہاتھ چومنا
فصل ۔ ۱۷ ۔	ذکر طائفہ مستغرق
فصل ۔ ۱۸ ۔	ذکر علماء و مشائخ
فصل ۔ ۱۹ ۔	امساک باراں
فصل ۔ ۲۰ ۔	کشف و کرامت
فصل ۔ ۲۱ ۔	تعظیم پیر
فصل ۔ ۲۲ ۔	رنج و مشقت

Marfat.com

Marfat.com

فصل ــ ۱ ــ

اسرار الاولیاء

بروز پیر اٹھارہ ماہ شعبان ۶۳۱ ھجری کو قدم بوسی کی سعادت نصیب ہوئی آپ نے فرمایا کہ خواجہ منصورؒ کی ایک ہمشیرہ تھیں وہ بغداد کے جنگل میں یاد الٰہی میں مصروف رہتی تھیں۔ فرشتہ معرفت الٰہی کے شربت کا پیالہ پیش کرتا ایک دن منصورؒ نے پیتے دیکھ کر اس پیالہ سے باقی ماندہ پی لیا مگر وہ برداشت نہ کر سکا اور از خود رفتہ ہو کر "اناالحق" پکارنا شروع کر دیا۔ جب منصورؒ نے اناالحق یعنی دعویٰ ربی کیا تو سولی پر چڑھائے گئے۔ ان کو دیکھ کر بہن نے کہا یہ خام تھا اگر مرد کامل ہوتا تو محبت و معرفت کے شربت کے چند گھونٹ پی کر اناالحق کا دعویٰ نہ کرتا۔ میں بیس سال سے ہر روز پورا پیالہ پیتی ہوں اور "ھل من مزید" پکارتی ہوں اس پر جناب بابا فریدؒ نے فرمایا ایسے بھی ہیں جو دوست کے اسرار کے دریا پی جاتے ہیں لیکن ظاہر نہیں کرتے۔

پھر فرمایا اے درویش! جو شخص محبت میں ثابت قدم اور سچے وعدے والا نہیں وہ جان لے کہ روز حشر محبوں میں شرمندہ ہو گا۔

اس کے بعد فرمایا قاضی حمید الدین ناگوریؒ اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں محبت کے دعویداروں کو روز قیامت طلب کیا جائے گا اور مجنوں کو پیش کیا جائے گا جو آخری سانس تک لیلیٰ کو پکارتا رہا کیا تم بھی ایسے ہو؟

اس پر فرمایا۔ ایک دفعہ درویشوں کی محفل میں حاضر تھا قوال نظامی گنجوی کے یہ اشعار گاتے۔

آں عشق کہ بود کم نگردد
تا باشد ازاں قدم نگردد
عشقے کہ ز عشق جاوداں است
بازیچہ شہوت جواں است

ان دو اشعار سے درویشوں پر حالت طاری ہو جاتی اگر سو سال تک بھی ایسا وقت

Marfat.com

طلب کریں تو شاید میسر نہ آئے۔

پھر فرمایا اے درویش! فقیر اہل عشق ہیں اور علماء اہل عقل اس لئے ان کے درمیان تضاد رہتا ہے۔

بعد ازاں فرمایا درویش کی حالت سے وہی واقف ہیں جن میں عقل اور عشق ہو۔ راہ سلوک میں درویش کا عشق علماء کی عقل پر غالب ہے۔ ایک درویش جیسا نام کا میرا دوست تھا جو واصل اور صاحب درد تھا وہ رستہ چلتا تو جھوم جھوم کر چلتا۔

پھر ایک واصل کا قصہ اس طرح بیان کیا۔ ایک واصل کو عورت سے عشق تھا ایک رات اس نے اپنی معشوقہ سے باتیں کرتے ہوئے فجر کی اذان سنی اسے خیال یہ آیا کہ عشاء کی اذان ہے غیب سے آواز آئی اگر تو یاد حق میں رات بسر کرتا تو کیا ہی اچھا ہوتا وہ عشق مجازی چھوڑ کر حقیقی کی طرف مائل ہوا اور واصل بن گیا۔

ایک دفعہ مجنوں نے سنا کہ لیلیٰ خیرات کر رہی ہے وہ بھی لوگوں میں شامل ہو گیا جب مجنوں کی باری آئی تو اٹھ کر چلی گئی مجنوں رقص کرنے لگا لوگوں نے کہا اس نے تو تجھ سے بات تک نہ کی تو رقص کر رہا اس نے کہا اسے میرا پتہ تو چل گیا۔

پھر گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اے درویش! اس بات کی قدر اس کو معلوم ہوتی ہے جو دریائے محبت میں غرق ہو یا عالم غیب کے چشمہ رواں سے اسے روزی نصیب ہو۔

بعد ازاں فرمایا اے درویش! جو شخص محبت اور عشق کا دعویٰ کرتا ہے وہ معشوق کا دروازہ اس وقت تک کھٹکھٹاتا رہتا ہے جب تک اس میں جان ہوتی ہے اس لئے شاید کسی وقت کھل جائے اور کسی مرتبہ کو پہنچ جائے۔

پھر بنی اسرائیل کے زاہد کا واقعہ بیان فرمایا کہ ستر سال سے وہ عبادت میں مصروف تھا وقت کے پیغمبر نے جا کر پیغام دیا اللہ کو تمہاری عبادت منظور نہ ہے وہ رقص کرنے لگا کہ شکر ہے مجھے مالک نے یاد تو رکھا۔

پھر فرمایا عاشق صادق وہی ہے جسے تکلیف پہنچے وہ راضی بہ رضا رہے قرآن حکیم میں ہے۔

Marfat.com

ربنا افرغ علینا صبرا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکفرین۔ پھر حالت رقعت میں یہ شعر پڑھے۔

سریست مرا درون جان در عشقت
گر ہر روز اے دوست نگویم باکس

○

سریست عاشقاں را در طاقت نہانی
پوشیدہ دار از خود تاں آں جا تجلی زمانی

اس پر فرمایا اے درویش! صاحب سر میں ذاتی قوت اس قسم کی ہونی چاہیئے جو سر حق اس پر نازل ہو اسے محفوظ رکھے۔

اس کے بعد حضرت خواجہ معین الدینؒ کے یہ الفاظ بیان فرمائے۔

"دوست کے اسرار خوب صورت ہیں اور خوبصورت عاشق کے ہی دل میں قرار پکڑتے ہیں"۔

جب یحیٰی معاذ رازیؒ سے پوچھا گیا آپ کو کبھی ہنستے یا بات کرتے نہیں دیکھا گیا تو فرمایا کہ کوئی گھڑی ایسی نہیں گزرتی کہ اللہ تعالٰی کی تجلی کے انوار اور اسرار میرے دل میں نہ ہوں پس جس دل میں دوست کے اسرار اور انوار ہوں اسے ہنسی اور باتوں سے کیا واسطہ۔ پس! اے درویش! ہنسی اور بات چیت اسی روز ہوتی ہے جب یہ حکم ہوتا ہے کہ وصل الحبیب الی الحبیب یعنی دوست دوست سے جا ملا۔

پھر اس موقعہ کے مناسب فرمایا ایک بار سیدنا امیرالمومنین عمر بن الخطابؓ سے پوچھا گیا کہ آپ نے کیا بات دیکھی جو حق تعالٰی سے آشنائی فرمائی۔ فرمایا ایک روز میں بیٹھا تھا کہ محبت کا آئینہ میرے ہاتھ میں دیا گیا میں نے اس میں ایک صورت دیکھی اس پر فریفتہ ہو گیا فریاد کر اٹھا توبہ استغفار کی اور کہا یہ نعمت مجھے عطا ہو حکم ہوا یہ نعمت تجھے دیتے ہیں لیکن کسی پر ہمارا بھید ظاہر نہ کرنا تاکہ اور بھید کے لائق ہو سکے۔ پھر آپ نے قاضی حمید الدین ناگوریؒ سے سنی رباعی پڑھی۔

Marfat.com

عشق تو مرا اسیر و حیران کردہ است
در کوئے خرابات پریشان کردہ است
بایں ہمہ رنج و مصیبت اے دوست ببین
اسرار تو بردلم پنہاں کردہ است

پھر خواجہ حسن ابوالخیر خرقانیؒ کا واقعہ سنایا کہ آپ حالت سفر میں تھے آپ کی مونچھیں بڑھ گئیں حجام نے آپ کو دیکھ کر کہا آؤ میں آپ کا خط بنا دوں اور بال کاٹ دوں آپ نے فرمایا میرے پاس پیسے نہیں اس نے کہا پھر دے دینا جب وہ بال تراش چکا تو آپ نے درخت کے تلے بیٹھ کر کہا الٰہی میں کیا درخواست کروں اس پر درخت کی ٹہنیاں ہلنا شروع ہو گئیں اور زمین سرخ دیناروں سے پر ہو گئی آپ نے فرمایا جس قدر اٹھا سکتے ہو اٹھالو۔ یہ کہہ کر آپ روانہ ہو گئے۔

اس پر آپ نے فرمایا اللہ کے بندے ہر عاجز کو نعمت عطا کر کے روانہ ہو جاتے ہیں۔

ایک درویش! صاحب حال ہر صبح اٹھ کر فریاد کرتا کہ دوست کا عشق آجائے اور ہستی کا نام و نشان مٹ جائے ایک روز عشق کی آگ سے جل کر یگانہ ہو گیا —— اے درویش جہاں محبت آجاتی ہے دوئی کا نشان مٹ جاتا ہے محبت میں یگانہ ہونا چاہئے تاکہ محبت کے وصال خانہ میں دخل پا سکیں اگر ایسا نہ ہو گا تو ہرگز ہرگز دخل نہیں پایا جائے گا۔

اس کے بعد آپ حضرت گنج شکرؒ نے جناب بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ سے سنی یہ مثنوی پڑھی جس کا آغاز اسی شعر سے ہوتا ہے۔

تانفس من زعشق دوست زدم
خاست از ما بسے دوئی جز دوست

جب زلیخا نے حضرت یعقوبؑ کا دین قبول کیا تو یوسفؑ کا پیچھا کرنا چھوڑ دیا ایک دن آپ نے پوچھا اب تجھے کیا ہو گیا زلیخا نے کہا پہلے مجھے اللہ تعالیٰ سے آشنائی نہ تھی اب اگر غیر سے الفت کروں تو میں جھوٹی مدعی بنوں گی۔

Marfat.com

جب حضرت موسیٰؑ نے کہا رب ارنی انظر الیک تو حکم ہوا اے موسیٰؑ جب تک میں محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت جو میری محب ہے اسے دیدار نہ کرا لوں کسی کو اپنا دیدار نہیں کراؤں گا۔ جب آپ نے یہ سنا تو پھر بیتابی سے درخواست کی اس پر حکم ہوا اے موسیٰ میں تجلی کروں گا لیکن تو برداشت نہیں کر سکے گا اچھا طور پر دو زانو ہو کر بیٹھو۔ جب تجلی ہوئی تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور آپ تین دن بیہوش پڑے رہے پھر آواز آئی یا موسیٰؑ "صعقا" کیا ہم نہیں کہتے تھے کہ تم نور کی طاقت کو برداشت نہیں کر سکو گے۔ حضورؐ کی امت میں ایسے بھی ہوں گے جو ہزار مرتبہ تجلی دیکھیں گے اور تجاوز نہ کریں گے بلکہ انا مشتاق الی الحبیب کی فریاد کریں گے۔

اس کے بعد فرمایا عشق کی آگ ایسی ہے جو درویش کے دل کے سوا کہیں قرار نہیں پکڑتی اگر صاحب ذکر اپنے سینے سے ایک آہ نکالے تو شرق سے غرب تک سب کچھ جلا کر خاکستر کر دے۔ جب تجلی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ہوئی وہ عشق سے مشرف ہوئے۔

پھر فرمایا جب نور عشق سے آپ جلنے لگے تو کوئی اوٹ ایسی نہیں رہتی جو نہ جلے۔ پھر حکم ہوا اے موسیٰ اگر لاکھ بردے بھی کرے گا تو نہیں رہیں گے ہاں! اگر بچنا چاہتا ہے کسی گودڑی پوش کا خرقہ مانگ کر برقعہ بنا البتہ وہ نہیں جلے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اس کے بعد فرمایا۔ اے درویش! واضح رہے کہ درویش اور جو کچھ اس کے وجود میں ہے وہ تجلی کے نور سے پیدا کیا گیا ہے۔ جو حقیقت ہے وہ کس طرح جل سکتی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ درویشوں کو عشق کی آگ اور انوار تجلی سے پیدا کیا گیا ہے۔

پھر فرمایا "زادالمحبین" میں لکھا دیکھا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے علم و قدرت سے اہل عشق کو عالم موجودات میں پیدا کرنا چاہا تو ایک قطعہ زمین کو شوق و اشتیاق انوار تجلی اور اسرار عشق کی نگاہ سے دیکھا وہ جلنے لگا اور ابتدا ہی میں علم سکر میں پڑ کر فریادی ہوا انا المشتاق الی لقاء رب العالمین۔ دونوں جہاں کے پروردگار کا مشتاق

Marfat.com

ہوں پھر اس زمین سے اہل عشق پیدا کئے گئے درویشوں کو جو ولولہ ابتداء سے لے کر انتہا تک رہتا ہے اسی کی بدولت دریائے محبت میں غرق رہتے ہیں۔

پھر مناسب حال فرمایا کہ حق رسیدہ کہتا تھا اے پروردگار! اگر تو قیامت کے دن مجھے جلائے گا یا دوزخ میں بھیجے گا تو مجھے تیرے جلال اور عزت کی قسم۔ دوزخ کے دروازے پر سینے سے ایک ایسی آہ نکالوں گا جو تیرے دوزخ کی ساری آگ نگل جائے گی اور اسے فنا کر دے گی۔ لوگوں نے کہا تو کیسی بات کرتا ہے؟ دوزخ کی آگ کیسے نگلی جا سکتی ہے؟ فرمایا صاحب عشق کے سینے کی آگ کے آگے دوزخ کی آگ کی کیا حیثیت؟ محبت کی آگ سے بڑھ کر تیز آگ اور کوئی نہیں۔

پھر فرمایا اے درویش! درویش کے سینے میں اس قسم کی آگ رکھی گئی ہے کہ اگر اس کا ایک شعلہ نکل جائے تو عرش سے تحت الثریٰ تک سب کچھ جلا کر خاکستر کر دے۔ پھر جناب گنج شکرؒ نے یہ مصرعہ پڑھا۔

"در سینہ عاشقاں ہمہ درد نہند"

آپ بار بار یہ مصرعہ پڑھ کر بے ہوش ہو جاتے اس کے بعد آپ نے فرمایا تین وقت رحمت نازل ہوتی ہے اول سماع کے وقت اہل سماع پر دوسرے درویشوں کے ماجرائے کے وقت تیسرے جب عاشق انوار تجلی کے عالم میں مستغرق ہوتے ہیں۔

پھر واقعہ بیان کیا ایک دفعہ میں خواجہ قطب الدین بختیارؒ اور خواجہ حمید الدین ناگوریؒ سماع میں ایک مجلس میں تھے نماز کے وقت نماز ادا کر لیتے اور رات دن رقص کرتے رہے اور ہاتھ تھامے محو پرواز بھی ہوئے لیکن رقص جاری رہے۔ جس قصیدہ سے وجد ہوا اس کے اشعار یہ ہیں۔

من آن نیستم کہ زعشق تو پائے پس آرم
اگر بہ تیغ کشندم در تو نگزارم
مپرس از شب ہجراں چگونہ میگزرد
مبادا ہیچ کسے را قوی است و دشوارم
من از جمال تو اے سرد باغ نادیدم

Marfat.com

ہوش نشد کہ گہے دل رود بہ گلزارم
اگر دہند بفردا بہشت باہمہ چیز
بجہ نخرم من کہ مست دیدارم

اس کے بعد فرمایا کہ اے درویش! ایک دفعہ مجھے صاحب حالت درویش کے پاس جانے کا موقعہ ملا جو عالم شوق و اشتیاق میں تھا۔ درد اور حال کی وجہ سے ہر بار سر سجدے میں رکھتا تھا پھر اٹھ کر کھڑا ہو جاتا اور یہ شعر پڑھتا۔

جان دہم از برائے جانان من
گر بود صد ہزار جان در تن

میں گنتا گیا تقریباً" ہزار بار اس نے ایسا کیا ہر بار بے ہوش ہو جاتا اور سر سجدے میں رکھتا تھا۔ جب آپ نے یہ فوائد ختم کئے اور اندر چلے گئے میں اور لوگ واپس چلے آئے۔ الحمد للہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل ــ ۲ ــ

احوال درویشاں

قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا حاکم اجودھن (پاک پتن) کمال الدین سعد مع چند درویشوں کے حاضر خدمت تھے جو زیارت خانہ کعبہ کر کے آئے تھے۔ آپ نے فرمایا متعبداں وہ لوگ کہلاتے ہیں جن کا ظاہر باطن ایک ہو جو ریاکاری سے بالا ہو کر صرف اللہ کی عبادت کریں جس کا باطن خراب ہو اور خلقت کو دکھاوے کی خاطر عبادت کرے اس کی عبادت لپیٹ کر اس کے منہ پر ماری جائے گی۔ سلوک میں اس کا خدشہ ہے کہ اس کے ایمان میں خلل نہ آجائے۔ نعوذ باللہ

پھر فرمایا اے درویش بعض متعبد ایسے ہوتے ہیں جن کا ظاہر آراستہ ہوتا ہے اور وہ خلقت کو دکھاوے کی خاطر عبادت کرتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ یار کی طرف نہیں ہوتے۔

اس کے بعد فرمایا اے درویش! عبادت گزاروں کی چار قسمیں ہیں۔ پہلی قسم وہ جن کا ظاہر طاعت سے آراستہ ہوتا ہے لیکن باطن خراب ہوتا ہے دوسری قسم وہ لوگ جن کا ظاہر خراب اور باطن آراستہ ہوتا ہے تیسرے وہ جن کا ظاہر باطن دونوں خراب ہوتے ہیں۔ چوتھے وہ جن کا ظاہر باطن دونوں آراستہ ہوتے ہیں۔

پھر فرمایا اے درویش سنو! جن کا ظاہر طاعت سے آراستہ ہے لیکن باطن خراب ہے وہ ایسے لوگ ہیں جو دکھاوے کی خاطر عبادت کرتے ہیں لوگ ان کی عزت کرتے ہیں لیکن ان کا دل دنیا میں مشغول ہوتا ہے۔

پھر فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے پانچ سو سال عبادت کی جب وہ مرگیا تو اس کے گلے میں طوق اور پاؤں میں آگ کی بیڑیاں پہنائی گئیں اس سے پوچھا گیا ایسا کیوں ہے اس نے کہا میں محض دکھلاوے کی خاطر عبادت کرتا تھا۔ لہٰذا مجھے لائق عذاب ٹھہرایا گیا۔

حضرت زہد الانبیاءؒ نے فرمایا اے درویش! جن کا باطن آراستہ اور ظاہر خراب ہوتا

Marfat.com

ہے وہ دیوانے ہیں جو باطن میں اللہ کی عبادت میں مشغول ہوتے ہیں ظاہر میں وہ بے سرو سامان ـــ دیوانے لوگ اس طرح عبادت میں مشغول ہوتے ہیں کسی کو خبر تک نہیں ہوتی۔

اس کے بعد فرمایا۔ میں نے ایسے دیوانے کو ساٹھ سال سے عبادت میں لگے دیکھا اس کی پیشانی کا نور حجاب عظمت تک جاتا تھا۔ میں نے اس کے قریب جا کر چاہا کہ مجھے کچھ نعمت مل جائے جب اسے معلوم ہوا کہ اس کا بھید کھل گیا۔ اس نے اللہ سے التجا کی اب میرا بھید کھل گیا اب یہاں رہنے کی جا نہیں اس پر اس کی روح پرواز کر گئی۔

پھر فرمایا اے درویش! ظاہر باطن جن کا خراب ہے وہ عام لوگ ہیں۔ انہیں اطاعت کی خبر نہیں جن کا ظاہر باطن آراستہ ہے وہ مشائخ ہیں۔ اگر ان سے ریا کی بات ہو جائے تو وہ مجاہدہ سے اس داغ کو دھوتے ہیں۔ وہ مشائخ جن کی کبھی حالت ہوتی ہے اگر اس وقت انہیں ذرہ ذرہ بھی کر دیا جائے تو مطلق خبر نہ ہو گی۔

ایک شخص نے ایک درویش سے کہا جب تو حق تعالیٰ کی محبت میں ہو تو مجھے یاد رکھنا اس نے جواب دیا صد افسوس اس حالت پر کہ میں اللہ کو چھوڑ کر تجھے یاد کروں۔

اس کے بعد فرمایا۔ ارشاد ربانی ہے۔

الیوم نختم علیٰ افواھھم و تکلمنا ایدیھم و تشھد ارجلھم بما کانوا یکسبون۔

یعنی دنیا میں لوگ جو کچھ کر رہے ہیں قیامت کے دن یہی اعضاء گواہی دیں گے۔

پھر فرمایا اے درویش! درویشوں نے دنیا ہی میں بحالت زندگی خود کو مردہ بنایا اور اپنے آپ کو ان چیزوں سے دور رکھا۔ ہاتھوں کو چھوٹا کر لیا کہ نہ لینے کی چیز کو نہ لیں اور زبان کو اس لئے گونگا کیا کہ نہ کہنے کی بات نہ کہیں۔ پاؤں کو لنگڑا اس لئے کیا کہ جہاں نہ جانا ہو وہاں نہ جا سکیں۔ ایسے لوگ مقام قرب حاصل کرتے ہیں یہ لوگ مستحق نجات ہیں۔

اس کے بعد آپ نے بغداد کے درویش کا واقعہ سنایا کہ نماز جمعہ ادا کر کے مسجد سے باہر آیا اس کی نگاہ ایک عورت پر پڑ گئی اس نے دونوں ہاتھوں سے آنکھوں کو ڈھانپ لیا یاغفور یاغفور پکار کر کہا الٰہی جن آنکھوں نے تجھے دیکھا وہ غیر کو نہ دیکھیں

Marfat.com

ابھی یہ بات کہہ نہ پایا تھا کہ اندھا ہو گیا اس نے شکرانے کے نفل ادا کیے اس پر شیخ الاسلام نے آب دیدہ ہو کر فرمایا دوست کے سوا کسی اور کو دیکھنا درست نہیں اور یہ شعر پڑھا۔

چشمے کہ در رخ تو بینندہ و مدار
جز در جمال تو کہ دگر سو نظر کند

اس کے چند روز بعد اس درویش نے ایسی بات سنی جو سننے کے قابل نہ تھی اس نے التجا کی وہ کان جو تیرے نام کے سوا کچھ اور سنیں وہ بہرہ ہو جائیں وہ بہرہ ہو گیا۔ اس نے تازہ وضو کر کے دوگانہ پڑھ کر کہا اب یقین ہے دنیا سے ایمان سلامت لے جاؤں گا پھر یہ شعر پڑھا۔

گوشے کہ جز بنام تو اے دوست بشنود
کز باد چوں بہ سخنے گوش برکند

حضرت بابا فرید یہ حکایت سنا کر زار زار روئے اور یہ شعر زبان پر بارہا آیا۔

چہ نیکو بود وقت مردن اگر
سلامت برم رخت ایمان بگور

آپ نے آسمان کی طرف منہ کر کے کہا میری یہی خواہش ہے۔

پھر فرمایا اے درویش! اگر لوگ ایمان سلامت لے جائیں تو سمجھ کہ انہوں نے کچھ کام کیا ہے۔

پھر فرمایا امام احمد حنبل کو سوائے جان کنی کے وقت کے کبھی ہنستے نہ دیکھا تھا وہ اس طرح کہ ابلیس آپ کے پاس کھڑا افسوس کرتا تھا اور کہتا تھا اے امام احمد حنبل تو نے میرے ہاتھ سے بہت عمدہ طور پر اپنا ایمان بچایا امام صاحب اس بات پر ہنسے اور فرمایا الحمدللہ میں ایمان تو سلامت لے چلا ہوں۔

اس کے بعد فرمایا اے درویش! ایک مرتبہ میں اور میرے بھائی بہاؤالدین زکریا ایک ہی جگہ بیٹھے تھے اور سلوک کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی تھوڑی دیر بعد میرے بھائی مولانا بہاؤالدین زکریا اٹھ کر ہائے ہائے کر کے رونے لگے اور انا للہ وانا الیہ

Marfat.com

جعون کہا۔

میں نے پوچھا کیا بات ہے؟ فرمایا اٹھ کر تو دیکھو؟ جب میں نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ بغداد کے دروازے سے شیخ سعدالدین حمویہؒ کا جنازہ نکل کر جامع مسجد کے قریب نماز جنازہ ادا کر رہے ہیں۔ اس کے بعد جناب گنج شکرؒ نے ایک واقعہ سنایا کہ میں لاہور کی حدود میں مسافر تھا وہاں میں نے دیکھا ایک درویش صاحب کشف و اسرار تھا وہ زمین کاشت کر کے گزران کرتا ایک عرصہ تک وہ زمین کاشت کرتا رہا ایک بے بصر حاکم آیا اس نے کہا اتنے عرصہ سے تو زمین کاشت کر رہا ہے مگر لگان نہیں دے رہا یا محصول دے یا کوئی کرامت دکھا وہ سوچ میں پڑ گیا پوچھا کس طرح کی کرامت حاکم نے کہا پانی پر چل کر دکھا وہ پانی پر چل کر دریا کے پار ہو گیا جس طرح خشکی پر چلتے ہیں پار جا کر اس نے کشتی طلب کی لوگوں نے کہا اسی طرح واپس کیوں نہیں چلے جاتے فرمایا اس لئے کہ نفس میں غرور نہ آجائے۔

پھر فرمایا ایک دفعہ ابن ملجم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کے ساتھ تھا آپ پانی کے قریب گزر رہے تھے وہاں قبرستان میں ایک مردے کو اس کا اور اس کے والد کا نام لے کر پوچھا گھاٹ پایاب کس طرف ہے مردے نے جواب دیا آپ جس جگہ کھڑے ہیں آپ قدم رکھ کر پار ہو گئے۔ ابن ملجم نے کہا آپ مردے کا نام اور اس کے باپ کا نام جانتے ہیں اور پانی کا پتہ نہیں؟ فرمایا جانتا ہوں پوچھا اس لئے کہ نفس بے باک اور شوخ نہ ہو جائے۔

پھر جناب باباؒ نے فرمایا اے درویش! جب کوئی دوست دوست کے اسرار سے مالا مال ہو جائے اس وقت اگر اس کی زبان سے کوئی بات نکل بھی جائے تو کوئی عیب کی بات نہیں کیونکہ جب جگہ ہی نہ رہے تو پھر وہ اسے کہاں رکھے۔ یہ تو کاملوں کی حالت ہے لیکن وہ شخص جو ابتداء ہی میں اپنے اسرار غلبات شوق کی وجہ سے ظاہر کر دے وہ خام ہے جہاں تک نگہداشت کی حد ہے وہاں تک تو اسے محفوظ رکھنا چاہئے ہاں اگر کچھ زیادہ ہو جائیں کچھ ظاہر کر دے اس پر اہل سلوک اسے معاف کرتے ہیں۔ اگر کرے تو جائز ہے۔

Marfat.com

آپ نے اس کے بعد فرمایا مومنوں کے دل پاکیزہ زمین کی طرح ہوتے ہیں اگر محبت کا بیج اس میں بویا جائے تو طرح طرح کی نعمتیں پیدا ہوں گی۔ پس اس سے تو اوروں کو بھی حصہ دے سکتا ہے اور یہ تیرے لئے کافی ہوتا ہے۔

پھر فرمایا جب تک تو سانپ کی طرح کینچلی نہ اتارے گا کبھی محبت حق کا دعویٰ تجھ سے صادق نہیں آئے گا — کامل حال درویش وہ ہیں جنہیں کسی اور کی حاجت نہیں بلکہ اسرار نعمت سے آنے والوں کو بھی حصہ دیتے ہیں ان کا مدعا پورا کر کے انہیں لوٹاتے ہیں اگر درویشی کا دعویدار بنے اور بادشاہوں اور امرا کے پاس پیسے کے لئے آئے تاکہ ضروریات پوری کر سکے تو سمجھ لو اسے نعمت حاصل نہیں۔ اگر اسے کچھ حاصل ہوتا تو کبھی مخلوق کے دروازے پر نہ جاتا اور کسی سے توقع نہ رکھتا جہاں پر درویش کا قدم آتا ہے وہاں پر کسی کا گزر نہیں ہوتا۔ درویشوں پر خود نعمت کا دروازہ کھلا ہوتا ہے اور سلطنت کا خزانہ درویشوں کے سپرد ہوتا ہے تاکہ درویشوں کی معاش کی خاطر خرچ کریں پس انہیں دوسروں سے حاجت پوری کرنے کی غرض ہی نہیں۔

پھر فرمایا جب درویشوں کو حالت ہوتی ہے تو عرش سے لے کر فرش تک ساری چیزیں ان کے سامنے ہوتی ہیں ہر چیز منجانب حق نازل ہوتی ہے اس میں وہ پہنچے ہوئے ہیں پھر فرمایا جس طرح اولیاء میں احوال ہوتے ہیں اس طرح انبیاء میں بھی تھے۔

اس کے بعد فرمایا قاضی حمید الدین اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ درویش کے احوال محبت حق کی زیادتی کے سبب شوق میں ہیں جب درویشوں پر اللہ تعالیٰ کی محبت غالب ہوتی ہے تو تجلی دوست کے نور میں اس قدر محو ہوتے ہیں کہ کسی مخلوق کو یاد نہیں کرتے پھر یہ شعر پڑھ کر بے ہوش ہو گئے۔

ہر لحظہ کہ در شوق خیال تو شوم غرق
جز ائے تو درپیش نظر جلوہ گرے نیست

اس کے بعد آپ نے محمد ظاہر غزالیؒ کی تاریخ کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا وہ لکھتے ہیں ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت احوال متحیر میں مدینہ سے باہر ایک کنوئیں میں پاؤں لٹکائے بیٹھے تھے۔ حضرت موسیٰ اشعریؓ کو حکم دیا میری اجازت کے بغیر کسی کو

Marfat.com

قریب نہ آنے دینا سیدنا ابوبکر صدیقؓ اور سیدنا عمر فاروقؓ آئے تو ان کی آمد کی اطلاع کی گئی آپؐ نے فرمایا آنے دو وہ دائیں طرف بیٹھ گئے پھر سیدنا عثمانؓ اور سیدنا علیؓ آئے انہیں بھی اجازت دی گئی وہ آپؐ کی بائیں جانب بیٹھے آپؐ نے فرمایا جنت میں ہم اسی طرح ہوں گے۔ پھر فرمایا جنت میں مجھے اپنا یاقوتی محل اور دائیں اور بائیں چار محل آپ کے دکھائی دے رہے ہیں ہم ہر وقت اکٹھے ہی رہیں گے۔

اس کے بعد فرمایا کہ جب اسرار دوست کے کسی سر میں یعنی احوال میں مستغرق ہوتا اس وقت ضرور دوست کی کوئی نہ کوئی بات مجھ پر کشف ہوتی۔ جب یہ بات میرے بھائی بہاؤالدین زکریاؒ نے سنی تو ناپسند فرمائی۔ فوراً" میری طرف دیکھا کہ اے درویش! یہ کیا نادانی کر رہے ہو؟ کہ اسرار حق ظاہر کر رہے ہو اور یہ بات اہل اسرار کے لئے ٹھیک نہیں۔ میں نے لکھا کہ بھائی جان! کام گفتگو سے گزر گیا۔ میرا سینہ اسرار دوست سے پر ہو گیا تھا جس میں ذرہ بھر جگہ خالی نہیں رہی تھی کہ اس میں سما سکے اب چونکہ گنجائش نہیں رہی اس لئے عالم انوار سے جو اسرار متجلی ہوتے ہیں وہ ظاہر ہو جاتے ہیں بوجہ بھتات گر جاتے ہیں۔ اے بھائی میں تو بہتیرا چاہتا ہوں کہ محفوظ رکھوں اور ذرہ بھر بھی ظاہر نہ کروں لیکن مجھ سے ہو نہیں سکتا اب کہو کس طرح کروں؟ جب یہ خط آپ کی خدمت میں پیش کیا تو سر جھکا لیا اور فرمایا کہ ہمارے یار نے اپنا کام انجام تک پہنچا لیا ہے یہ بیان ختم کر کے نعرہ مار کر بے ہوش ہو گئے جب وارفتگی ختم ہوئی تو آسمان کی طرف رخ کیا اور یہ شعر پڑھے۔

آنانکہ در ہوائے تو شیدا نشستہ اند
از جملہ کس بریدہ و تنہا نشستہ اند
خود را خدائے نام بتوائے دوست گفتہ اند
اے عاشقاں کہ بر تو شیدا نشستہ اند
در عالم تفکر بر دل نہادہ اند
گاہے فتادہ دگہ برپا نشستہ اند

اس کے بعد فرمایا کہ اے درویش! ایک دفعہ ایک آدمی ملتان سے آیا اس نے کہا

Marfat.com

شیخ بہاؤالدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں تھا ایک مرتبہ جب آپ کو حالت ہوئی تو اپنی خانقاہ سے نکل سوار ہو کر ملتان میں پھرے اور ڈونڈی پٹوا دی کہ جو شخص آج بہاؤالدین کا چہرہ دیکھ لے گا میں ضامن ہوں کہ قیامت کے دن اسے دوزخ میں نہیں لے جایا جائے گا جوق در جوق مسلمان آکر آپ کا دیدار کرتے اور آپ قسم کھا کر فرماتے کہ قیامت کے دن تم دوزخ میں نہیں جاؤ گے کیونکہ مجھے کہا گیا ہے کہ اے بہاؤالدین جو آج تیرا دیدار کرے گا قیامت کے دن ہم اسے دوزخ میں نہیں بھیجیں گے۔ جونہی اس شخص نے یہ حکایت ختم کی مجھ پر حالت طاری ہوئی اور کہا اے درویش! اگر بہاؤالدین نے یہ بات کہی ہے کہ جو شخص آج میرا دیدار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے دوزخ میں نہیں بھیجے گا۔ اب میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ دنیا میں جس مسلمان نے میری بیعت کی ہو گی۔ یا مجھ سے مصافحہ کیا ہو گا یا میرے فرزندوں کا ہاتھ پکڑا ہو گا یا میرے مریدوں کی بیعت کی ہو گی یا میرے خانوادہ میں بیعت کی ہو گی وہ ہر گز ہرگز دوزخ میں نہ جائے گا۔

اس کے متعلق میرے پیر قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز نے ایک مرتبہ فرمایا اے فرید! حق تعالیٰ نے تجھے یہ درجہ عنایت فرمایا ہے کہ جو شخص تیرا یا تیرے فرزندوں یا تیرے مریدوں کا مرید ہو گا وہ دوزخ میں نہیں جائے گا وہ بالضرور بہشت میں جائے گا نیز مجھے بھی ہزار مرتبہ یہ آواز آچکی ہے کہ اے فرید! اجودھنی نیک بخت بندہ ہے۔ جب شیخ الاسلام نے یہ حکایت ختم کی تو عالم تحیر میں کھڑے ہو گئے میں پاس تھا سات دن رات اسی عالم تحیر میں مشغول رہے کھانے پینے کی حاجت نہ ہوئی جب عالم صحو میں آئے طاعت میں مشغول ہوئے الحمد للہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل ۔۔ ۳ ۔۔

رزق

جب قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا اس وقت رزق کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ آپ نے خود فرمایا اے درویش شریعت اور طریقت میں بندہ صادق وہ ہے جو مال بنانے سے دل نہ لگائے اور اپنے مولا کی اطاعت میں فراخ دلی سے مشغول رہے۔ حصول رزق کے لئے محنت کرتے وقت یہ جان لے کہ جو کچھ میرے مقدر میں ہے وہ مل کر رہے گا۔ نہ اس میں ذرہ بھر کم نہ زیادہ ہو گا اے درویش فقر کی راہ میں وہ ثابت قدم ہے جو مال دنیا بنانے سے دل نہ لگائے۔ جس شخص کے دل میں یہ ہو کہ آج تو میں نے کھا لیا کل کیا کھاؤں گا یہ شخص طریقت کی راہ میں بد دین ہے۔

اس کے بعد فرمایا اہل سلوک لکھتے ہیں جس طرح موت انسان کی حفاظت کرتی رہتی ہے اس نے اس کا مقررہ وقت کندھے پر لکھ رکھا ہے اسی طرح رزق بھی انسان کو ڈھونڈتا ہے جہاں وہ جاتا ہے اس کے ساتھ رہتا ہے جہاں وہ بیٹھتا ہے اس کے ہمراہ بیٹھتا ہے۔

پھر فرمایا اے درویش بے فکر رہ کیونکہ تیرا رزق تیرے کندھے پر لکھا ہے۔ تو کثرت سے یاد الٰہی میں مشغول ہو جو تیرا مقدر ہے وہ مل کر رہے گا۔

اس کے بعد فرمایا تو مولیٰ کا طالب بن تاکہ جو کچھ مولیٰ کے ملک میں ہے وہ تیری طلب کرے۔ "آثار اولیاء" میں لکھا دیکھا ہے جب کوئی مسلمان دنیا طلب کرتا ہے تو وہ اس کے پاس نہیں بھٹکتی وہ اس سے اس طرح بھاگتی ہے جیسے مسلماں مردار سے جو شخص اللہ کی طلب کرتا ہے اور دنیا کی طرف مائل نہیں ہوتا دنیا ہزار آرزو سے اس کے پیچھے پڑتی ہے وہ اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا مسلماں اسے مردار سمجھ کر اس سے بھاگتا ہے۔

اس کے بعد آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد الدنیا مزرعۃ الاخرۃ دنیا آخرت کی کھیتی ہے بیان فرمایا۔ دنیا میں صدقہ' خیرات زکوۃ اور سخاوت کرے

Marfat.com

تا کہ آخرت میں اس کا پھل کھا سکے جس نے بھی اپنا کام نکالا وہ صدقہ خیرات سے نکالا۔

پھر فرمایا جتنے متوکل ہیں انہیں رزق وغیرہ کا غم لاحق نہیں ہوتا جو مقسوم میں ہے وہ مل کر رہے گا لہٰذا اندیشہ کیوں کیا جائے۔

اس کے بعد فرمایا اہل سلوک میں جسے دیکھتے ہیں کہ رزق کے لئے اندوہ گیں ہے درویشوں کو حکم کرتے ہیں کہ اس کی گردن پکڑ کر خانقاہ سے نکال دو کیونکہ یہ بداعتقاد ہے اور اسے صدق نہیں۔

پھر فرمایا کہ میں نے ایک بزرگ کی زبانی سنا ہے کہ یہ بھی ایک گناہ کبیرہ ہے کہ انسان رزق کے لئے غمگین ہو کہ آج کھالیا کل شاید ملے گا یا نہیں۔ سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا اے درویش! اگر سو سال بھی مارا مارا پھرے تو مقدر سے زیادہ رزق طلب کرے تو ذرہ بھر بھی زیادہ نہ ملے گا۔

پھر فرمایا ایک شخص کئی سال مقدر سے زیادہ حصول رزق کے لئے مارا مارا پھرا وہ جب واپس آیا تو بری حالت تھی لوگوں نے وجہ دریافت کی کہا میں مقدر سے زیادہ ہرگز نہ کھا سکا پھر جناب باباؒ نے یہ اشعار پڑھے۔

گر بکشی صد ہزار باری جست
نخوری پیش از آنکہ روزی تست

شیخ الاسلام کے اس شعر پڑھنے پر اجازت سے ایک شخص نے یہ اشعار پڑھے۔

بہ شغل جہاں رنج بردن چہ سود
کہ روزی بکوشش بناید فزود
بدبناں روزی چہ باید و دید
تو بشیں کہ روزی خود آید پدید

پھر فرمایا اے درویش! اگر رزق کی زیادتی کے لئے سو سال بھی کوشش کرتا ہے تو ذرہ بھر بھی زیادہ تمہارے پیٹ میں نہ جائے گا جو نادان رزق کے زیادہ ہونے کے لئے شہر بہ شہر پھرتے ہیں یہ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں کیونکہ یہ بے صدقی ہے

Marfat.com

پروردگار نے جو تیرے پیٹ کے لئے مقدر کر دیا ہے وہ بالضرور ملے گا۔

پھر ایک حکایت سنائی کہ ایک شخص نے بھوک کے سبب شہر چھوڑنا چاہا ایک بزرگ ملے انہوں نے کہا جس شہر کا تو ارادہ کر رہا ہے اس شہر کے رب کو میرا سلام کہہ دینا۔ اس شخص نے جواب دیا وہاں کوئی دوسرا رب نہیں ہے تو انہوں نے فرمایا جا اطاعت باری تعالیٰ میں مشغول ہو اور فراخ دستی کے لئے دعاگو ہو پھر دیکھ کیا نعمتیں ملتی ہیں۔

اس کے بعد ایک واصل درویش کا واقعہ سنایا کہ اس کے ہاں بارہ روز سے فاقہ چلا آرہا تھا ایک دن بچوں نے کہا اے باپ محنت مزدوری کر کے ہمارے لئے کچھ کما کر لایئے یا ہمیں مار ڈالئے۔ وہ علی الصبح سے وضو کر کے جنگل میں مصروف عبادت ہو گیا بچوں نے عصر کے وقت جا دامن پکڑا۔ کچھ کما کر لائے ہو؟ اس نے پیچھا چھڑانے کے لئے کہہ دیا جس کے ہاں مزدوری کے لئے گیا اس نے کہا کل دو دن کی اکٹھی لے جانا بچوں نے بہت واویلا کیا اگلے دن پھر وہ عبادت الٰہی میں مشغول ہو گیا بوقت عصر فرشتوں کو حکم ہوا کہ دو سیر آٹا ایک برتن میں کچھ شہد اور دو ہزار اشرفیاں اس کے ہاں دے کر کہہ دو جس کے ہاں تمہارا باپ مزدوری کرتا ہے اس نے دو روز کی مزدوری بھیجی ہے اسے کہہ دینا ہماری خدمت میں کوتاہی نہ کرے۔ جب درویش گھر آیا تو گھر میں خوشی کا سماں تھا چولہا گرم تھا اولاد خوشی سے لپٹ گئی اور ماجرا کہہ سنایا وہ نعرہ زن ہوا اللہ تعالیٰ سو گنا مہرباں ہے بشرطیکہ ہم صادق قدم ہوں۔

پھر فرمایا۔ اے درویش جو فراخ دلی سے عبادت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس بزرگ کی طرح روزی رسانی کرتا ہے۔

پھر عشق الٰہی کے متعلق فرمایا عشق حقیقی ایسا موتی ہے جس کی قیمت کا اندازہ کوئی جوہری یا قدر شناس نہیں کر سکتا۔ یہ نعمت کسی مقرب فرشتے کو نہیں ملی یہ انسان کے حصہ میں آئی ہے۔ ولسنذکر منا بنی آدم جس وقت عشق پیدا کیا گیا تو اسے حکم ہوا اے عشق! تو جا کر اندوہناک آدمیوں کے دل میں قرار پکڑ کیونکہ وہی تیرے رہنے کے قابل ہیں۔ اس کے بعد زہد الانبیاؒ نے یہ رباعی پڑھی۔

Marfat.com

گفتم صنما مگر تو جانان منی
اکنوں کہ نگہ ہمی کنم تو جان منی
مرتد گردم اگر زمن بر گزری
اے جانجہاں تو کفر و ایمان منی

پھر فرمایا اے درویش! جس دن اللہ تعالیٰ نے عشق کو پیدا کیا تو شوق سے لاکھوں سلسلے پیدا ہو گئے پھر مومنوں کی روحوں کو بلایا گیا۔ فرشتوں کو حکم ہوا عشق کو ہزار ناز سے ان روحوں کے سامنے لایا جائے جو روحیں عشق کے قابل تھیں وہ آگے بڑھیں اور محنت کے دریا میں غرق ہوئیں وہ انبیاء اولیاء اور عاشقوں کی روحیں تھیں پھر تقلید میں عشق مجازی کی روحیں بھی آگے بڑھیں جب عشق مجازی سے حقیقی کی طرف آتا ہے تو اسے حقیقت معلوم ہو جاتی ہے۔ پھر جناب فریدؒ نے یہ رباعی پڑھی۔

چنداں ناز است ز عشق تو برسر من
یاور غلطم کہ عاشقے تو برمن
یادر سر ایں غلط شود این سر من
یاخیمہ زند وصل تو اندر من

اس کے بعد وہاں موجود شخص نے امام غزالیؒ کی تاریخ میں رقم یہ شعر سنایا۔

اے دوست ترا بجو شتن دوست بدام
از رشک تو بادیدہ خود دوست نہ ام

پھر گنج شکرؒ نے فرمایا کہ عاشقوں کا ولولہ اور زمزمہ جو ابتدا سے انتہا تک ہے وہ اسی روز سے ہے جو عشق کی اس صورت پر عاشق ہوئے تھے۔ پس اے درویش! تجھے قدر ہی معلوم نہیں کہ تیرے دل کے اندر ایسی خوبصورت نعمت مقام کئے ہوئے ہے اور روح کو جو تمام اعضا کی بادشاہ ہے پیدائش میں اس دل کو دی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں پر عشق ہے وہاں پر دل بھی ہے۔ اس بات کی قدر وہی جانتا ہے کہ جس کے دل میں اسرار دوست اور انوار عشق کا مقام ہو اور اس کے قرب میں عشق کی جگہ ہو۔
پھر اس موقعہ پر فرمایا کہ مشائخ طبقات نے رزق کی چار اقسام تحریر فرمائی ہیں (1)

Marfat.com

رزق مقسوم (۲) رزق مذموم وہ ہے جو کھانے کو ملے اس پر صبر نہ کرے اللہ تعالیٰ خود رزق کا ضامن ہے قرآن میں ہے۔ وما من دابة فی الارض الا علی للّٰه رزقها۔ تو پھر صبر نہ کرے کیا معنی؟ (۳) رزق مملوک وہ ہے جو نقدی اور اسباب وغیرہ جمع کیا جائے یا تجارت کی جائے البتہ اس میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نیکی حاصل ہوتی ہے جس سے قوت حاصل ہوتی ہے لیکن اے درویش! اس راہ کے سالکوں نے کہا ہے کہ تجارت وہ شخص کرتا ہے جسے حق تعالیٰ کے فضل و کرم کا انکار نہ ہو۔ مگر درویش کے لئے یہی مناسب ہے کہ جو نقدی یا اسباب اسے ملے سب اللہ کی راہ میں خرچ کر دے اور اپنے پاس کچھ نہ رکھے۔

پھر فرمایا اے درویش موعود رزق (۴) وہ ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے نیک لوگوں عابدوں سے کیا ہے اور خود کلام مجید میں فرمایا۔ ومن یتق اللّٰه یجعل له مخیر جا ویرزقه من حیث لا یحتسب یعنی نیک لوگوں کو رزق کے اندیشے سے فارغ کر دیا ہے کیونکہ ان سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ بے مانگے ان کو رزق پہنچایا جائے گا اور ان کی ضروریات پوری کی جائیں گی۔

بعد ازاں فرمایا ایک دفعہ میں سیوستان میں بطور مسافر تھا میرے ہمراہ چند درویش بھی تھے اس شہر کے باہر غار میں یاد الٰہی میں از حد مشغول شخص رہتا تھا اس نے تلاوت کے بعد ہم سے فرمایا اے عزیزو! میں عرصہ بیس سال سے اس جنگل میں سیر کرتا رہا ایک شخص کو ایک ایسے غار میں دیکھا جہاں کوئی پرندہ بھی پر نہ مارتا تھا میں نے حیرانی سے پوچھا آپ کو خوراک کہاں سے ملتی ہے اس نے کہا شاید تو رب کو نہیں مانتا فرمان الٰہی ہے ان اللّٰه هو لرزاق ذو القوة المتین۔ اے میرے بندہ خواہ تم جنگل میں ہو یا آبادی میں جو تمہارے مقدر میں ہے وہ تمہیں ضرور ملے گا۔ پھر کہا بیٹھ جا اور قدرت کا تماشہ دیکھ یہ پتھر جو تمہارے سامنے ہے اسے توڑ جب میں نے اسے توڑا اس میں ایک کیڑا تھا جس کے منہ میں سبز پتا تھا۔

پھر فرمایا اے درویش جو کیڑے کو پتھر کے اندر روزی پہنچاتا ہے کیا وہ میرا مقدر نہ دے گا اس کے بعد عرصہ بیس سال سے میں یہاں ہوں مجھے غیب سے روزی آتی ہے

Marfat.com

جو مہمان آتا ہے اسے بھی مل جاتی ہے ـــــ اس کے بعد شیخ الاسلام نے فرمایا رات کو ہمارے لئے ایک دسترخوان آیا اس سے ہم نے سیر شکم ہو کر کھانا کھایا پانی کی طلب پر اس نے زمین میں ایڑی ماری چشمہ جاری ہو گیا ہم نے پانی پیا جب رخصت ہونے کے لئے مصافحہ کرنا چاہا تو دیکھا کہ اس کا ہاتھ نہیں ماجرا پوچھا اس نے کہا ایک دینار گرا پڑا اٹھانا چاہا تو ندا آئی شاید تو ہمیں درمیان سے بھول گیا اس پر ہاتھ کٹ دیا عرصہ بیس سال سے آسمان کو بوجہ ندامت نہیں دیکھا۔

اس کے بعد جناب بابا نے فرمایا اللہ کا بندہ وہی ہے جو اللہ کی راہ سے رزق کے لئے ذرہ بھر بھی باہر نہ ہو۔

ایک دفعہ خانہ کعبہ سے چند روز باہر نکلے اور انہوں نے عہد باندھا کہ توکل کے طور پر اپنا راز کسی کو نہ بتلائیں گے جنگل میں وہ بھوک سے نڈھال ہونے کو تھے انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص بصورت خضر علیہ السلام روٹیاں لے کر آئے انہوں نے کہا الحمدللہ ہم بھوکے تھے روٹیاں مل گئیں اور خضر علیہ السلام کی زیارت بھی ہو گئی یہ بد عہد ابھی یہ کہہ نہ پائے تھے ایک غیبی تلوار نے ان کے سر تن سے جدا کر دیے۔

اس پر شیخ الاسلام جناب فریدؒ نے فرمایا اے درویش! جو شخص عہد توڑتا ہے اور توکل میں ثابت قدم نہیں ہوتا اس کی یہی سزا ہوتی ہے آپ نے حوض شمسی کے کنارے قاضی حمید الدین ناگوری سے سنا ہوا یہ شعر سنایا۔

ہر کہ بادوست عہد کرد و شکست
عاقبت کشتہ شد چوں بد عہد آں

پھر فرمایا اے درویش! عشق کا آغاز آدم صفی اللہ علیہ السلام سے ہوا۔ آپ کی پیدائش کے بعد آپ کو عشق کا جہاں کرایا گیا جس کی بدولت آپ نے جنت کے نگار خانہ کو لات مار کر دنیا کے ویرانے میں قرار لیا پھر اللہ تعالیٰ نے آدم کے لئے اس کی مونس و غم خوار بھی پیدا کی تھی جو آپ کے پہلو سے پیدا کی گئی تھی ـــ اے درویش حقیقی عاشق کا شور و غوغا اس وقت تک ہوتا ہے جب تک وہ اپنے مقصود کو نہیں پہنچتا جب معشوق کا وصال ہوتا ہے تو سب شور و غوغا ختم ہو جاتا ہے۔ میں اس ضمن میں

Marfat.com

شیخ بہاؤالدین کا ایک قطعہ سناتا ہوں۔

من اول روز چوں در تو بدیدم شیفتہ گشتم
ندانستم کہ تو بودی یا کہ بودست ایں کہ من دیدم
چناں در روئے آں جاناں شدم من شیفتہ واللہ
کہ من از خود شدم بیروں ترا در جان و تن دیدم

پھر آپ نے قاضی حمید الدین ناگوری سے سنے ہوئے یہ اشعار سنائے۔

بلا عشق منم کز بلا بہ پرہیزم
چوں عشق بود شورمن انگیزم
اگرچہ عشق خوش است و وفا خوش آمد ہوش
مرا خوش است ہر دوہم بر آمیزم
مرا رفیقاں گویند کز بلا پرہیز
بلا دل است من از دل چگونہ پرہیزم

پھر جناب گنج شکرؒ نے فرمایا اے درویش! توکل صرف رزق مقسوم میں ہو سکتا ہے اس کے متعلق تجھے معلوم ہے کہ جو تیرے مقدر میں ہے وہ تجھے مل کر ہی رہے گا لیکن دوسرے رزقوں میں توکل نہیں۔ جو رزق مملوک اور موعود ہے اس میں توکل نہیں۔ باقی اقسام کے رزق میں متقدسین کو بھی توکل میسر نہیں کسی نے دس سال اور کسی نے بیس سال توکل کیا۔

پھر فرمایا کہ اے درویش خواجہ ابراہیم ادھمؒ پچاس سال تک متوکل رہے اس عرصہ میں کسی کو قریب نہ آنے دیا خلقت سے تنہائی اختیار کی اگر کوئی کچھ لاتا تو اسے واپس کر دیتے کیونکہ یقین کامل تھا اللہ کا بندہ ہوں میری روزی مجھے مل جائے گی۔

اس کے بعد فرمایا شیخ قطب الدین بختیار اوشیؒ عرصہ بیس سال تک معین الدین سنجریؒ کی خدمت میں رہے کسی کو کوئی چیز پیش کرنے کا موقعہ نہ دیا جب آپ کے لنگر میں کچھ نہ ہوتا تو خادم آن کھڑا ہو جاتا خواجہ معین الدینؒ مصلے اٹھا کر فرماتے جتنا آج اور کل کے لئے کافی ہو اٹھا لو سارا سال یہی طریق رہتا۔ اگر کوئی مسافر آجاتا جو کچھ وہ

Marfat.com

مانگتا اسے دے دیتے دعا کرتے وقت مصلے کے نیچے ہاتھ ڈالتے جو کچھ ہاتھ میں آجاتا وہ اسے دیا جاتا۔

پھر فرمایا جو شخص حق تعالیٰ سے دوستی کا دم بھرے اور خود کو درویش کہلائے اور متوکل بھی کہلائے پھر اپنے عیبوں سے کسی چیز کی توقع کرے سمجھ لو وہ درویش نہیں پھر آپ نے دو شعر سنائے۔

ہر کہ دعوئے کند بہ درویشی
خط بیزاری از جہاں بدہد
بالتحقیق بدانکہ مرتد ہست
زفت بدنام کش نشاں ندہد

آپ اس پر کلام ختم کر کے اندر تشریف لے گئے خلقت واپس چلی آئی۔ الحمد للہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل ۔۔ ۴ ۔۔

توبہ

جب قدم بوسی کا شرف ہوا بہت سے لوگ موجود تھے شیخ بدرالدین غزنوی اور شیخ جمال الدین ہانسوی آئے مصافحہ کر کے بیٹھ گئے توبہ کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔

حضرت فرید الدین مسعودؒ نے فرمایا توبہ کی چھ قسمیں ہیں۔ پہلی دل اور زبان کی دوسری آنکھ کی تیسری کان کی چوتھی ہاتھ کی پانچویں پاؤں کی چھٹی نفس کی۔ پھر ہر ایک کی شرح بیان فرمائی اول جب توبہ کی دل سے تصدیق نہ کرے اور زبان سے اقرار نہ کرے توبہ درست ہی نہیں ہو سکتی لہذا جب تک دل دنیا کی دوستی کھوٹ' حسد' دکھ' فحش' ریا اور برائی وغیرہ سے پاک نہ ہو جائے اور ان معاملات سے سچے دل سے توبہ نہ کرے اس کی توبہ توبہ شمار نہیں ہوتی مثلاً" ایک شخص گناہ کر رہا ہے اور توبہ بھی کرتا ہے اس کی توبہ شمار نہ ہو گی اپنی نفسانی خواہش کے لئے گناہ کرتا ہے اور بات توبہ کی کرتا ہے۔ یہ بھلا کب درست ہو سکتی ہے۔ جب تک کہ پہلے اپنے دل کو اس معاملے سے بالکل صاف نہ کرے توبہ درست ہی نہیں ہوتی کلام الٰہی میں اس کے متعلق فرمان ہے کہ اے ایمان والو! ضرور توبہ کرو یعنی ایسی توبہ جو دل سے بھی ہو اور زبان سے بھی اس توبہ کو توبہ نصوحی کہتے ہیں اللہ کی طرف رجوع کرو جب دل دنیاوی آلائشوں سے پاک ہو جائے تو توبہ شمار ہو گی اور تائب ہونے والا متقی کے قریب ہو گا جیسا کہ کہا گیا ہے التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ جو شخص گناہ سے توبہ کرے وہ ایسا ہے جس نے کوئی گناہ نہ کیا ہو۔ پس اس صورت میں توبہ کرنے والا اور متقی دونوں برابر ہیں۔

اس کے بعد فرمایا توبہ دل کی ہوتی ہے زبان سے خواہ لاکھ مرتبہ توبہ کی جائے دل سے اگر تصدیق نہ ہو کبھی درست نہ ہو گی اگر زباں سے اقرار کیا جائے تو دل سے بھی تصدیق کرنی چاہئے۔

پھر فرمایا بعض تائب دل سے توبہ کرتے ہیں مگر دل اسی برائی کی طرف مائل رہتا

Marfat.com

ہے بیمار صبح سے شام تک توبہ توبہ پکارتا ہے جب بیماری سے نجات مل جاتی ہے تو غفلت میں پڑ کر بھولے سے بھی توبہ یاد نہیں آتی اس کے بعد آپ نے آب دیدہ ہو کر یہ رباعی پڑھی۔

بر دل اثر گناہ بر لب توبہ
در صحت خوش دلی و در تپ توبہ
ہر روز شکستن است و ہر شب توبہ
زیں توبہ نا درست یارب توبہ

پھر فرمایا بشر حافیؒ ایک دن شراب خانہ میں بیٹھا تھا۔ غیب سے آواز آئی مرنے سے پہلے توبہ کر لے پھر اس نے توبہ کر لی اور تمام گناہوں کو چھوڑ دیا جس کی بدولت انہیں یہ مقام عطا ہوا۔

آپ نے فرمایا انسان اگر تینوں دلوں کو خرابیوں سے پاک کر لے اس کے دل سے لوگوں کے دماغ کو خوشبو حاصل ہو تو سمجھ لو اس نے توبہ نصوحی کر لی ہے۔ حضرت علیؓ تین دلوں کی تعریف اس طرح کرتے ہیں۔

القلوب ثلاثة قلب سلیم و قلب منیب فهو الذی تاب من کل شئی الی الله تعالٰی و اما القلب الشهید فهو الذی شاهد الله فی کل شئی۔

دل تین ہیں ایک سلیم دوسرا منیب تیسرا شہید۔ سلیم وہ جس میں اللہ تعالیٰ کی معرفت کے سوا اور کچھ نہ ہو۔ منیب وہ جو ہر چیز سے توبہ کر کے اللہ کی طرف لوٹ آیا ہو اور شہید وہ جس نے ہر چیز میں اللہ کا مشاہدہ کیا ہو۔

پھر فرمایا جب انسان کے دل میں یہ تین چیزیں پیدا ہو جائیں اور وہ ان پر کاربند رہے تو جان لو وہ سلیم منیب اور شہید ہو گیا۔ اگر سچی توبہ کرنے کے باوجود دنیاوی اشغال، شہوات وغیرہ سے آلودہ ہے تو وہ دل مردہ ہے اگر ان سب سے صاف ہو گیا تو ازل سے ابد تک زندہ رہے گا۔

اس کے بعد فرمایا مولیٰ اور بندے کے درمیان جو حجاب ہوتا ہے وہ بھی اسی آلائش کی بدولت ہوتا ہے جب آلائش دور ہو جائے توبہ کے ذریعے خود کو پاک کر لے تو

Marfat.com

حجاب اٹھ جاتا ہے۔ حجاب کو ختم کرنے کے لئے دل کو آلائشوں سے پاک کرنا ضروری ہے پھر مکاشفہ کی لذت سے آشنائی ہوتی ہے۔

اس وضاحت کے بعد فرمایا اے درویش اب تو زبان کی توبہ کا حال سن۔ زبان کی توبہ یہ ہے کہ زبان کو ہر ناشائستہ کلام سے دور رکھے بیہودہ بات نہ کرے۔ اور نہ کہنے والی باتوں سے توبہ کرے دوسری شرط یہ ہے کہ تازہ وضو سے دوگانہ ادا کر کے قبلہ رو بیٹھ کر یہ دعا کرے پروردگار! میری اس زبان کو بڑا کہنے سے توبہ عنایت کر اور اپنے ذکر کے سوا کسی اور بات کے کہنے پر اسے جاری نہ کر اور جن باتوں میں تیری رضا نہیں ان کے بیان کرنے سے باز رکھ۔

پھر فرمایا جب صبح ہوتی ہے تو ساتوں اعضا زبان حال سے کہتے ہیں کہ اے زبان! اگر تو اپنے آپ کو محفوظ نہ رکھے گی تو ہم ہلاک ہو جائیں گے۔

اس کے بعد خواجہ حاتم آصمؒ کے متعلق فرمایا کہ ایک بیہودہ بات کہہ کر اپنی زبان کو دانتوں تلے اس طرح دبایا کہ خوں نکل آیا اس فضول بات کے عوض بیس سال تک کسی سے ہم کلام نہ ہوئے جب تک زندہ رہے کسی سے اس قسم کی بات نہ کی۔

ایک واصل نے ایک مرتبہ فضول بات کرنے کے عوض تیس سال خاموشی اختیار کی پھر جناب باباؒ نے یہ شعر پڑھا۔

گر کام زبان دشمن جان
گر جاں بکار آید ہوشدار زبان

پھر آپ نے قاضی حمید الدین ناگوریؒ کا واقعہ بیان فرمایا کہ وہ ایک واصل حق کے ساتھ عرصہ دس سال تک رہے انہوں نے کبھی بات نہ کی ایک عزیز کے آنے پر انہوں نے کہا اے درویش! اگر تو آخرت تک خود کو محفوظ لے جانا چاہتا ہے تو ناشائستہ گفتگو سے خود کو بچا یہ کہہ اپنی زبان کو دانتوں سے اس قدر دبایا کہ اس سے خون جاری ہو گیا پھر بیس سال کے لئے خاموشی اختیار کر لی۔

پھر زبدۃ الانبیاءؒ نے فرمایا اے درویش! جس روز اللہ تعالیٰ نے زبان آدمؑ کے منہ میں رکھی تو اسے فرمایا تیری پیدائش سے میرا خاص مدعا یہ ہے کہ تو میرے نام کے سوا اور

Marfat.com

کوئی نام نہ لے میرے کلام کے سوا اور کوئی کلام نہ پڑھے اگر ان کے علاوہ تو نے اور کچھ کہا تو تیرے علاوہ دوسرے اعضاء بھی مصیبت میں گرفتار ہوں گے ۔ اے درویش زبان خاص کر ذکر اور تلاوت قرآن کے لئے بنائی گئی ہے۔ مشائخ طبقات لکھتے ہیں انسان کے ہر عضو میں شہوت اور خواہش ہے۔ جو موجب حجاب اور مصائب ہیں جب تک اعضاء کو پاک نہ کیا جائے ہرگز کسی مرتبہ تک رسائی نہیں ہو سکتی۔

پھر فرمایا جن اعضاء کا ذکر کیا گیا ہے ان میں سے اول نفس ہے جس میں شہوت رکھی گئی ہے۔ دوسرے آنکھ اس میں دیکھنے کی خواہش رکھی گئی ہے۔ تیسرے کان جس میں سننے کی خواہش رکھی گئی ہے ناک سونگھنے اور چھینکنے' ہاتھ پکڑنے اور چھونے اور زبان تعریف کے لئے اور دل میں ورد ہی ورد ہے طالب کو چاہئے توبہ کرے تاکہ اللہ تعالیٰ سن لے جو تمام عیوب سے کنارہ کش ہو گا اللہ اس کی عزت افزائی دنیا اور آخرت میں کرے گا۔

اس کے بعد ہدایت فرمائی کہ اے درویش انسان کو اپنے نفس پر قابو رکھنا چاہئے تا کہ شہوت رانی نہ کر سکے محفوظ رہنے کے لئے اللہ سے مدد مانگنی چاہئے یہی درویشی کا جوہر ہے۔

پھر فرمایا جب عالم نورانی سے تجلی الٰہی کے اسرار اور انوار نازل ہوتے ہیں تو پہلے دل پر نازل ہوتے ہیں۔ جب دل اور زبان آپس میں موافق ہو جاتے ہیں تو پھر عشق کے انوار وہاں مقام کرتے ہیں اگر دل اور زبان ایک دوسرے کے موافق نہیں محبت کے انوار وہاں سے واپس چلے جاتے ہیں اور ایسے دل پر جاتے ہیں جو زبان سے موافق ہو۔

بعد ازاں فرمایا ایک مرتبہ کسی واصل سے پوچھا گیا عشق حقیقی میں ثابت قدم کون ہے؟ فرمایا جس کا دل اور زبان آپس میں موافق ہوں لہٰذا پہلے [illegible] دل پر ظاہر ہوتا ہے۔ پھر زبان پر جب دل اور زبان عشق سے آپس میں مل گئے تو وہ محبت حق ہو گئی۔ زبان تمام اعضاؤں کی بادشاہ ہے جب زبان سلامت ہے تو سمجھو سارے اعضاء سلامت ہیں۔ عموماً مشہور ہے کہ جب بادشاہ سلامت ہو تو ساری سلطنت کے تمام کام

Marfat.com

بخوبی سر انجام پاتے ہیں۔ پس اے درویش! کان، آنکھ، نفس وغیرہ ساتوں اعضاء زبان کے تابع ہیں اگر زبان سلامت ہو تو تمام اعضاء سلامت رہتے ہیں۔ دوسرے آنکھ کی توبہ ہے۔ اس کی توبہ کے لئے غسل کر کے دوگانہ نماز ادا کرے قبلہ رو بیٹھا رہے۔ دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کرے اے خالق دو جہاں! وہ چیزیں جو دیکھنے کے قابل نہیں نہ دیکھنے کے لئے توبہ کرتا ہوں اور عہد کرتا ہوں اس پر کاربند رہوں گا یا اللہ ان ممنوعات سے مجھے بچائے رکھ۔ یہ آنکھ کی توبہ ہے۔ یہ ایسی چیز ہے جس سے حضوری کی نعمت حاصل ہو سکتی ہے اور آنکھ ہی کی بدولت لوگ مصائب میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اے درویش! عشق کا پہلا مرتبہ آنکھ میں ہے لوگوں کو چاہئے جس کام میں مشاہدہ کی نعمت ہے اس کی کوشش کریں حق تعالیٰ کے سوا کسی کو نہ دیکھیں۔

فرمایا حضرت داؤدؑ نے ناقابل دید شے کو دیکھا تین سو سال روتے رہے حکم ہوا داؤد کیوں روتے ہو؟ عرض کی اس آنکھ نے مجھے پھنسایا ہے۔ اس نے ممنوعہ چیز کو دیکھا ہے۔

پھر شعیب علیہ السلام کے متعلق فرمایا وہ اس قدر روئے کہ نابینا ہو گئے وجہ پوچھنے پر بتایا کہ دو سبب ہیں ایک تو اس نے ممنوعہ چیز کو دیکھا دوسرے وہ آنکھ جس نے جمال دوست دیکھا ہو افسوس اس پر کہ وہ کسی اور کو دیکھے۔ اس کے بعد ساٹھ سال تک زندہ رہے مگر کسی کو نہ دیکھا۔

پھر آپ نے خواجہ قطب الدین بختیار اوشیؒ کی زبان سے سنا یہ شعر سنایا

دیدۂ کور جمال دوست بدید
نابود زندۂ مبتلاء شد

پھر فرمایا اللہ کی محبت میں صادق وہ ہے جب اس کی آنکھ میں مشاہدہ حق کا سرمہ لگ جائے تو آنکھ بند کر لے غیر کو نہ دیکھے قیامت کو صرف تجلی حق دیکھے آنکھ اس وقت کھولے جب دوست منت کرے

اس کے بعد فرمایا توبہ کی تین قسمیں ہیں پہلی ممنوعہ چیزیں دیکھنا دوسری مسلمان بھائی کی غیبت کرنا کچھ دیکھ لے تو توبہ کرے اور آگے بیان نہ کرے۔

Marfat.com

پھر فرمایا اے درویش کان کی توبہ یہ ہے کہ تمام ناقابل شنید باتوں سے توبہ کرے اور ممنوعہ نہ سنے۔ اس کے بعد فرمایا انسان کو صرف اللہ کا ذکر سننے کے لئے شنوائی دی گئی ہے کہ جہاں کلام اللہ پڑھا جا رہا ہو کان دھر کر سنے اگر ناپاک قسم کی آوازیں سنے گا تو قیامت کو سیسہ اس کے کانوں میں ڈالا جائے گا۔

پھر آپ نے عبداللہ خفیف ؒ کا واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ راستے میں انہوں نے آہ و بقا کی ناجائز آواز سنی فوراً" دونوں انگلیوں سے کان بند کر لئے گھر پہنچ کر حکم دیا سیسہ پگھلا کر لاؤ اسے کانوں میں ڈلوا لیا فرمایا قیامت کے دن عذاب سے خلاصی ہو گی آج ہی اس کا کفارہ کر لیتا ہوں۔ اے درویش! درویشوں نے ناقابل شنید باتوں سے بچنے کے لئے خود کو خلقت سے دور رکھا یعنی تنہائی اختیار کی۔ چوتھی توبہ ہاتھ کی ہے یعنی کوئی ایسی چیز نہ چھوئی جائے جس کا پکڑنا منع ہے ایسی تمام باتوں سے توبہ کرے۔

پھر آپ نے خواجہ قطب الدین بختیار اوشی رحمتہ اللہ علیہ کا واقعہ سنایا کہ انہوں نے بدخشاں میں ایک درویش برہان الدین کو دیکھا کہ ان کا ایک ہاتھ کٹا ہوا تھا وجہ پوچھنے پر انہوں نے بتلایا کہ میں ایک مجلس میں بیٹھا تھا کہ مالک کی اجازت کے بغیر اس کے ایک دانہ گندم کے دو ٹوٹے کر دیے۔ غیب سے آواز آئی مالک کی اجازت کے بغیر غیر کی چیز کو کیوں ہاتھ لگایا اور ایسا کیوں کیا۔ یہ سن کر ہاتھ کاٹ کر باہر پھینک دیا تاکہ ناقابل چیز کو نہ پکڑ سکوں۔ اس پر جناب فرید ؒ نے آب دیدہ ہو کر فرمایا کہ مردان الٰہی ایسا ہی کر کے کسی مرتبہ کو پہنچتے ہیں۔

اس کے بعد پاؤں کی توبہ کے متعلق فرمایا پاؤں کی توبہ یہ ہے کہ جن مقامات پر جانا مناسب نہیں وہاں نہ جائے اور خواہش نہ کرے تاکہ توبہ قبول ہو۔

پھر خواجہ ذوالنون مصری ؒ کا بیان کردہ واقعہ سنایا کہ انہوں نے جنگل میں ایک صاف نعت بزرگ دیکھا جس کا ایک پاؤں کٹا ہوا تھا پاؤں کے کٹنے کا سبب پوچھا تو انہوں نے کہا وضو کے لئے باہر نکلا عورت کو دیکھا اس کی طرف کے لئے قدم بڑھایا وہ غائب ہو گئی اپنا پاؤں کاٹ دیا عرصہ چالیس سال ایک پاؤں پر کھڑا ہوں شرمندگی سے حیراں ہوں قیامت کو کیا منہ دکھاؤں گا؟

Marfat.com

ایک دفعہ خواجہ بایزیدؒ سے کسی درویش نے پوچھا آیا عاشق کو ہر وقت حضوری رہتی ہے یا کبھی کبھی؟

فرمایا ہر وقت اس لئے کہ خواہ عاشق کھڑا ہو یا بیٹھا ہو یا سویا ہوا ہو وہ مشاہدہ حق میں مستغرق رہتا ہے لہٰذا اسے ہر وقت حضوری رہتی ہے۔ پھر فرمایا عاشق کے لئے حضور اور غیبت یکساں ہیں جس طرح حضور اسی طرح غیبت بھی پھر شیخ بہاؤالدین زکریاؒ کی زبانی یہ سنا شعر سنایا۔

حضور و غیبت عاشق چوہر دو یکسان ست

.غیب مست تجابش حضور و نیز ہمانست

اس کے بعد فرمایا کہ چھٹی توبہ نفس کی ہے نفس کو تمام خواہشات' ماکولات اور شہوات سے باز رکھا جائے اور ان سب سے توبہ کی جائے خواہش نفس کی پیروی نہ کی جائے قرآن حکیم میں ہے کہ و من خاف مقام' ربہ و نھی النفس عن الھوی فان ا لجنۃ ھی الماویٰ۔

جو شخص اپنے رب سے ڈرے اور خواہشات سے نفس کو روکے تو اس کا مقام بہشت میں ہو گا۔

ایک دفعہ ہارون الرشید اور اس کی بیوی زبیدہ میں جھگڑا ہوا اس نے کہا جا دوزخی! ہارون نے اس پر فوراً" قسم کھالی کہا جب تک مجھے کوئی جنتی نہ کہے گا اس وقت تک تیرے اور میرے درمیاں قسم ہے کہ تو بیٹھا سخت نادم ہوا علما کو بلایا کسی نے نہ کہا تو بہشتی ہے بالاخر امام شافعیؒ جو اس مجلس میں موجود تھے انہوں نے اٹھ کر پوچھا کیا تم کبھی اپنی نفسانی خواہش سے بھی ٹلے ہو؟ کہا ہاں! فلاں مجلس میں۔ امام نے فتویٰ دے دیا۔ تو اس آیت کے مطابق بہشتی ہے۔ آیتہ - اما من خاف مقام ربہ و نھی ا لنفس عن الھوٰی فان الجنۃ ھی الماوی یعنی جو شخص اللہ کے خوف کے سبب خواہش نفسانی سے باز رہتا ہے اس کی جگہ جنت میں ہو گی۔

اس کے بعد گنج شکرؒ نے فرمایا اے درویش توبہ تین قسم کی ہوتی ہے حال' ماضی اور مستقبل۔ حال کئے ہوئے گناہوں سے ندامت اور توبہ کرنا۔ ماضی یہ دشمنوں کو

Marfat.com

راضی کرے اگر کسی سے کوئی چیز چھینی ہے تو واپس کر کے توبہ کرے ورنہ قبول نہ ہو گی اگر کسی کو برا بھلا کہا ہے تو اس سے معافی مانگے جس شخص کو برا بھلا کہا جائے اگر وہ مر جائے تو غلام آزاد کرے۔ اگر شراب پینے سے توبہ کرے تو لوگوں کو شربت اور ٹھنڈا پانی پلائے۔ خلاصہ یہ ہے کہ توبہ کرتے وقت گناہ کی بابت معذرت کرے۔ مستقبل یہ ہے کہ آئندہ گناہ نہ کرنے کی ٹھان لے۔

حضرت زہد الانبیاء یہ فوائد بیان کر کے اٹھ کر اندر چلے گئے بندہ اور لوگ واپس چلے آئے۔ الحمدللہ علی ذالک۔

— ☆ —

Marfat.com

فصل --- ۵ ---

خدمت بزرگان

قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا حضرت بابا فریدؒ نے فرمایا اے درویش جس نے سعادت حاصل کی وہ خدمت سے حاصل کی کیونکہ دین و دنیا کی نعمت والدین مشائخ اور پیروں کی خدمت کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔

اس کے بعد فرمایا جو شخص سات دن والدین مشائخ اور پیروں کی خدمت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اعمال نامہ میں سات سو سال کی عبادت کا ثواب لکھتا ہے اور جو قدم اٹھاتا ہے اس کے بدلے حج اور عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔

پھر فرمایا کہ شیخ جلال الدین تبریزیؒ نے اپنے پیر کے وصال کے بعد شیخ بہاؤ الدینؒ کی ایسی خدمت کی کہ کوئی خادم بھی ایسی خدمت نہیں کر سکتا ایک دفعہ انہوں نے سر پر چولہا اٹھایا ہوا تھا اس کے اوپر دیگچی میں کچھ پک رہا تھا پوچھا کدھر کا ارادہ ہے فرمایا بیت اللہ کا حج کرنے جا رہے ہیں پوچھا کتنے سال سے آپ چولہا اٹھائے ہوئے ہیں جواب دیا عرصہ پچیس سال سے۔

اس کے بعد فرمایا ایک دفعہ خواجہ عبداللہ خفیف سے پوچھا گیا یہ دولت کہاں سے پائی؟ جواب دیا ایک درویش کی خدمت کرنے سے۔ ایک دن انہوں نے حکم دیا فلاں درویش کے پاس جا کر میرا سلام کہو انہیں کہنا کہ کل میرے پیر کا عرس ہے کھانا آپ ہی نے آکر تقسیم کرنا ہے۔ وہ حکم کی بجا آوری کے لئے ان کے قریب پہنچا تو راستہ میں شیر کو کھڑا دیکھا اس نے کہا اے شیر میں اپنے پیر کا پیغام دینے جا رہا ہوں مجھے راستہ دے دو چنانچہ وہ پیغام دے کر مرشد کے پاس واپس آئے اور ماجرا کہہ سنایا اس پر مرشد نے خواجہ خفیف کا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف منہ کیا اور فرمایا جاؤ! تجھے دین و دنیا کی دولت سے مالا مال کر دیا۔ یہ سب نعمتیں اس کی عطا کردہ ہیں۔

خواجہ بایزید بسطامیؒ کا خود بیان کردہ واقعہ انہوں نے سنایا کہ آپ سے سوال کیا گیا اے بایزیدؒ آپ نے یہ مقام کیسے حاصل کیا؟ فرمایا ایک تو اپنی ماں کی خدمت سے انہوں

Marfat.com

نے مجھے سردیوں میں پانی پینے کا لانے کو کہا میں پانی لایا وہ سو گئیں آدھی کے قریب رات گزر گئی میں پانی لئے کھڑا رہا اچانک آنکھ کھلی تو مجھے دیکھا میرے ہاتھ سے پانی لے کر پیا آسمان کی طرف منہ کر کے دعا کی۔ دوسرا واقعہ پیر کا ہے میں نے ان کی خدمت بیس سال رات دن کو ایک جان کر کی' ایک رات میں تلاوت میں مشغول تھا میرے سوا اور کوئی مرید موجود نہ تھا مرشد نے بلایا معہ قرآن مجید کے گیا مجھ سے لے کر دعا فرمائی۔

پھر جناب گنج شکرؒ نے فرمایا اے درویش ! جب تک تو درویشوں کی خدمت نہ کرے گا کبھی بھی کسی مقام پر نہ پہنچے گا۔

اس کے بعد فرمایا خواجہ معین الدین حسن سنجری رحمتہ اللہ علیہ اپنے پیر کے خواب کے کپڑے سر پر بیس سال اٹھائے رکھے حج میں ہمراہ لے گئے پھر جا کر انہیں یہ نعمت نصیب ہوئی۔

پھر فرمایا اے درویش ! میں نے ایک بزرگ سے سنا ایک دن صدق سے اپنے پیر کی خدمت کرنا بے صدق کی ہزار سالہ عبادت سے بہتر ہے۔

اس کے بعد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ساقی القوم اخر ھم یعنی جو لوگوں کو پانی پلائے اسے سب سے بعد میں پینا چاہئے اسی طرح کھانا کھلائیں۔ خادم پر واجب ہے کہ پہلے کھانا نہ کھائے۔ میزبان پر واجب ہے کہ خود مہمان کے ہاتھ دھلائے اس میں حکمت یہ ہے کہ پہلے اپنے ہاتھ دھو کر پاک کرے تا کہ دوسروں کے ہاتھ دھلانے کے قابل ہو جائے لیکن پانی پلاتے وقت پہلے خود نہ پیئے بلکہ پہلے اوروں کو پلائے اور بعد میں آپ پیئے۔

بعد ازاں فرمایا اے درویش ایک شخص جنید بغدادیؒ کے ہاتھ دھلانے کے لئے پانی لایا اور بیٹھ گیا جناب جنید اٹھ کھڑے ہوئے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ تم بیٹھ گئے لہٰذا مجھ پر واجب ہے کہ اٹھ کھڑا ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ ہاتھ دھلانے والے کو واجب نہیں کہ وہ بیٹھے یہ خلاف ادب ہے۔

ایک دفعہ امام شافعیؒ امام مالکؒ کے ہاں بطور مہماں تشریف فرما ہوئے تو امام مالکؒ

Marfat.com

نے خود امام شافعیؒ کے ہاتھ دھلائے۔

اپنا واقعہ سنایا کہ بغداد کے کنارے نماز میں بزرگ کو دیکھا جو نہایت باعظمت اور صاحب نعمت تھا نہایت کمزور کٹیا کے اندر نماز سے فارغ ہوا تو میں نے سلام کیا فوراً جواب دیا وعلیکم السلام اے فرید! میں حیران رہ گیا کہ اسے میرا نام کون بتا گیا؟ فوراً کہا جو تجھے یہاں لایا وہی نام بتا گیا پھر مجھے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ! میں بیٹھ گیا کچھ عرصہ میں خدمت میں رہا افطار کے وقت دو آدمی دسترخوان لاتے اور اس کے سامنے رکھ کر چلے جاتے ایک دفعہ چند صوفی بھی آگئے ہم سب نے مل کر کھانا کھایا۔ مگر اس درویش نے خود ہاتھ دھلائے میں نے عرض کی کہ اتنے آدمیوں کے ہوتے ہوئے بھی آپ نے ہاتھ دھلائے فرمایا یہ قاعدے کی بات ہے کہ مہمانوں کے ہاتھ میزبانوں کو خود دھلانے چاہیں۔

اس کے بعد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر آئے تو فرمان ہوا کہ نعلین اتار کر آؤ تاکہ پہاڑ کی گرد تمہارے پاؤں پر پڑے اور تم بخشے جاؤ لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات عرش کے نزدیک پہنچے تو حکم ہوا نعلین سمیت آیئے گا تاکہ نعلین مبارک کی گرد عرش پر پڑنے سے اسے جنبش سے قرار آجائے گا۔

اس کے بعد فرمایا اے درویش! جب حضرت موسیٰ علیہ السلام قبر سے اٹھیں گے توستون کی طرح چلیں گے اور عرش کے کنگرے پر ہاتھ مار کر فریاد کریں گے رب ارنی انظر الیک حکم ہو گا چپ رہ اے موسیٰ چپ رہ آج حساب کا دن ہے۔ محاسبہ کے بعد میرا دیدار ہو گا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت آئے گی تو اس میں ایسے بھی عاشق ہوں گے جن کے متعلق فرشتوں کو حکم ہو گا انہیں زنجیروں میں جکڑ کر جنت میں لے جاؤ یہ وہاں زنجیریں بار بار توڑ کر عرش تلے آجائیں گے حتیٰ کہ ستر ہزار مرتبہ زنجیریں توڑ دیں گے پھر حکم ہو گا دیدار تمہیں جنت ہی میں ہو گا وہاں چلو پھر انہیں قرار ہو گا۔

اس کے بعد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کر رہے تھے دست مبارک

Marfat.com

میں انگشتری تھی جسے بار بار پھرا رہے تھے فرمان ہوا کہ اے محمدؐ! ہم نے تجھے کھیل کے لئے نہیں پیدا کیا اس کے بعد حضورؒ زندگی بھر ایسی باتوں میں مشغول نہ ہوئے۔

پھر فرمایا اے درویش! جس روز حضرت یوسف علیہ السلام کو عزیز مصر نے جیل میں بھیجا آپ نے بادشاہ کے بننے والے ساقی کو تعبیر بتلائی کہ تو بادشاہ کا ساقی بنے گا اور دوسرے کو یہ بتلائی کہ تجھے کوے اور چیلیں کھائیں گی۔ اس روز آپ نے بننے والے ساقی کو کہا تھا کہ بادشاہ کو میری بابت یاد دلانا۔ اسی وقت حضرت جبرائیلؑ آئے اور فرمان لائے کہ اے یوسف تو نے ہمیں فراموش کر دیا ہماری خبر دوسرے کو کہتا ہے آپ مزید نو سال جیل میں رہیں۔

پھر فرمایا اے درویش! حضرت سلیمان علیہ السلام باوجود اس قدر سلطنت کے جب کبھی دعوت کرتے یا مجلس جمع کرتے تو کھانے سے پیشتر ان کی آنکھیں آب دیدہ ہو جاتیں۔ لوٹا خود ہاتھ میں لیتے اور طشتری غلام پھر مہمانوں کے ہاتھ خود دھلاتے اور خود پانی اس وقت پیتے جب سب مہمان پی چکتے۔ القصہ مختصر اس قدر سلطنت اور جاہ و حشم کے باوجود خود زنبیل بنا کر بیچتے اور اس کے داموں سے روٹی کھاتے ایک دن دل میں خیال آیا کہ اے ربِ العزت! اس قدر تو نے مجھے عنایت کی لیکن اس میں میرے لئے نصیب کچھ نہیں میں زنبیل بنا کر گزارہ کرتا ہوں جب یہ خیال دل میں آیا تو اس دن زنبیل بنا کر فروخت کرنے کے لئے بازار لے گئے کسی نے نہ خریدی اسی طرح سات روز ایسا ہی ہوا۔ آپ حیران ہوئے معاملہ کیا ہے؟ اس وقت حضرت جبرائیلؑ نے آکر کہا اے سلیمان! اب زنبیل کی قیمت سے کھانا کیوں نہیں کھاتے؟ ذرا اوپر کی طرف دیکھو! جب اوپر نگاہ کی تو تمام زنبیلوں کو آسماں میں لٹکے ہوئے دیکھا حکم ہوا اے حضرت سلیمان یہ سب ہم نے خریدی تھیں یہ صرف بہانہ تھا کہ خلقت خریدتی ہے آپ اپنے کہنے سے پشیمان ہوئے اور توبہ کی۔

اس کے بعد فرمایا کہ اے درویش! انسان کو ہرگز یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ میں کچھ کرتا ہوں جو کچھ ظاہر و باطن میں حرکات و سکنات اس سے ظہور میں آتی ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھنا چاہئے یہ سب اسی کی رضا سے ظہور میں آتا ہے۔

Marfat.com

بعد ازاں فرمایا ! اے درویش ! امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی یہ علامت تھی جو شخص آپ کے ہاں بطور مہمان کے وارد ہوتا خود اس کے ہاتھ دھلاتے اور فرماتے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے پیغمبروں کی سنت ہے۔ امام مالک رحمتہ اللہ علیہ خود مہمانوں کے ہاتھ دھلایا کرتے تھے اور اپنے ہاتھ سے پانی پلایا کرتے تھے۔ اے درویش ! جہاں تک تجھ سے ہو سکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اماموں کی پیروی کرتا کہ تو ان سے شرمندہ نہ ہو۔

اس کے بعد فرمایا۔ ایک دفعہ امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ نے اصحابہ کو بلایا اور کھانے کے وقت خود کھڑے ہو کر لوٹا لے کر سب کے ہاتھ دھلائے۔

جب شیخ الاسلام فرید الدین مسعود رحمتہ اللہ علیہ نے یہ فوائد ختم کئے تو دولت خانے میں تشریف لے گئے میں اور لوگ واپس چلے آئے الحمدللہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل ۔۔ ۶ ۔۔

تلاوت قرآن

آپ کی مجلس میں شیخ برہان الدین ہانسوی" شیخ بدر الدین غزنوی اور دیگر عزیز حاضر تھے۔ آپ نے فرمایا اے درویش! قرآن شریف کی تلاوت تمام عبادتوں سے افضل ہے' دنیا اور آخرت میں اس سے درجہ ملتا ہے۔ چونکہ قرآن حکیم کی تلاوت سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں لہذا آدمیوں کو چاہئے کہ ایسی نعمت سے غافل نہ ہوں اور خود کو محروم نہ رکھیں۔

اس کے بعد فرمایا قرآن شریف پڑھنے کے بہت سے فائدے ہیں پہلا آنکھ کی روشنی بڑھتی ہے دکھتی نہیں۔ دوسرے ہر حرف کے بدلے ہزار سالہ عبادت کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے اسی قدر برائیاں اس کے نامہ اعمال سے کاٹ دی جاتی ہیں۔

پھر فرمایا جو شخص اللہ سے کلام کرنا چاہے وہ کلام اللہ میں مشغول ہو۔ پھر فرمایا نیک بخت بندہ وہ ہے جو دوست (اللہ) سے ہمکلام ہو۔ دوست سے ہم کلامی کی سعادت صرف قرآن شریف کی تلاوت سے حاصل ہوتی ہے۔ ہر روز ستر مرتبہ ہر انسان کے دل میں یہ ندا ہوتی ہے کہ اگر تجھے ہماری آرزو ہے تو تمام کام چھوڑ کر قرآن مجید کی تلاوت کر۔

اس کے بعد فرمایا کہ لوگوں کو اکثر حضور اور مشاہدہ کی نعمت تلاوت قرآن کے وقت حاصل ہوتی ہے لہذا جو سر عالم میں ہے وہ قرآن حکیم پڑھتے وقت انسان پر منکشف ہوتا ہے اور ہر حرف اور معانی پر غور جب کرتا ہے تو اس پر قلم کا سر منکشف ہوتا ہے۔ اگر آیت مشاہدہ یا آیت رحمت پر پہنچتا ہے تو مشاہدہ کے دریا میں مستغرق ہوتا ہے اور لاکھوں نعمتیں حاصل کرتا ہے جب عذاب کی آیت پر پہنچ کر غور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ڈر سے اس طرح پگھلتا ہے جیسے کٹھالی میں سونا۔

بعد ازاں فرمایا حضرت قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید کی

Marfat.com

تلاوت کرتے وقت کسی وعید کی آیت پر پہنچتے تو سینے پر ہاتھ مار کر بے ہوش ہو جاتے جب ہوش میں آتے تو پھر تلاوت میں مشغول ہو جاتے اس طرح دن بھر میں تقریباً" چھ ہزار مرتبہ بے ہوش ہو جاتے۔ جب کسی آیت مشاہدہ پر پہنچتے تو مسکرا کر اٹھ بیٹھتے اور عالم مشاہدہ میں متحیر ہو جاتے کبھی ایک دن رات اسی عالم مشاہدہ میں اس طرح متحیر رہتے کہ اپنے آپ کی مطلق خبر نہ ہوتی۔

پھر فرمایا کہ کلام اللہ کا حافظ جب فوت ہو جاتا ہے تو اس کی جان نوری قندیلی میں ڈال کر عرش کے پاس لے جاتے ہیں اور ہر روز اس پر ہزار مرتبہ انوار تجلی کرتے ہیں۔

بعد میں فرمایا کہ قیامت کے دن قرآن مجید کے حافظ کو فرمان ہو گا جنت میں جاؤ اور اس پر الگ تجلی ہو گی۔ کہتے ہیں روز حشر جنت میں تمام انبیاء علیہ السلام اور تمام اولیاء رحمتہ اللہ علیہ اجمعین پر ایک مرتبہ تجلی ہو گی اور امیرالمومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ پر الگ ایک مرتبہ تجلی ہو گی یہ آپ کی فضیلت ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ قیامت کے روز جب عاشقوں کو مقام تجلی میں لایا جائے گا تو حکم ہو گا آنکھیں کھولو! ہر ایک عاشق کو سامنے لا کر الگ الگ ان پر تجلی ہو گی اور سات سات ہزار مرتبہ بے ہوش پڑے رہیں گے جب ہوش میں آئیں گے تو پھر ھل من مزید کی فریاد کریں گے۔ اسی طرح ہر سات ہزار مرتبہ تجلی ہو گی پھر اپنے مقام میں واپس آئیں گے جب شیخ الاسلام دام برکاتہ' اس بات پر پہنچے تو نعرہ مار کر بے ہوش ہو گئے حالت بے ہوشی میں یہ رباعی پڑھی۔

از بہر رخ مبتلائے باشم
اندر غم عشق در بلائے باشم
و از یاد جمال تو چناں مدہوشم
کز خود خبرے نیست کجائے باشم

اس کے بعد میں فرمایا اے درویش! ایک مرتبہ میں نے شیخ الاسلام اہل شیرازی" کی زبانی بغداد میں یہ حکایت سنی کہ جب شیخ الاسلام سیف الدین باخزری" بخارا میں تھے ایک مرتبہ سفر میں تھے تو انہوں نے ایک شہر میں دیکھا کہ تمام مرد عورت بچے بوڑھے

Marfat.com

سب کے سب تلاوت قرآن مجید میں مشغول تھے میں نے انہیں کبھی بھی تلاوت سے غافل نہ پایا اس شہر کے باہر شمس العارفین کے مریدوں سے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ تلاوت میں جب وعید کی آیت پر پہنچتے تو نعرہ مار کر بے ہوش ہو جاتے اور ماہی بے آب کی طرح تڑپتے جب رحمت یا خوش خبری کی آیت پر پہنچتے تو زار زار روتے فرماتے یہ خوش خبری با عمل لوگوں کے لئے ہے اور لوگوں سے کہتے اگر گرفت الٰہی کی تمہیں خبر ہو جائے تو تم خاکستر ہو جاؤ۔

پھر فرمایا اے درویش ! ایک دفعہ کوئی حافظ کلام اللہ واصل بہ حق ہو گیا تو اسے خواب میں پوچھا آپ سے اللہ تعالیٰ نے کیسا سلوک کیا؟ جواب دیا وہی جو اپنے خاصوں سے۔ پھر قبر سے لے جا کر قرآن شریف کے حافظوں کے پاس مقام دیا اس جگہ رہتا ہوں۔

پھر فرمایا اے درویش ! سلطان معزالدین محمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی وفات کے بعد دیکھ کر پوچھا کہ آپ کی کیا حالت ہے؟ فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے بخش دیا۔ پوچھا کس عمل کی بدولت؟ جواب دیا ایک رات میں تخت پر بیٹھا پڑا ہوا تھا ہمسائے کے گھر سے قرآن مجید پڑھنے کی آواز آ رہی تھی میں سن کر تخت سے اتر کر دو زانو بیٹھ کر تلاوت سنتا رہا مجھے بہت راحت محسوس ہوئی جب دنیا سے رخصت ہوا تو اس تلاوت سننے کی طفیل بخش دیا گیا۔

اس کے بعد فرمایا قرآن مجید پڑھتے وقت کئی آدمی بخش دیے جاتے ہیں پہلا وہ شخص جس نے قرآن مجید پڑھنے والے کو قرآن پڑھایا دوسرا پڑھنے والا تیسرا تلاوت سننے والا۔ آپ نے ایک واقعہ اس طرح بیان کیا کہ ایک دفعہ خواجہ اجل شیرازیؒ کی خدمت میں بیٹھا تھا چار درویش آئے ان میں سے ایک کا ارادہ خواجہ اجل کو قتل کرنے کا تھا۔ آپ نے قتل کے ارادہ والے درویش کو مخاطب کر کے فرمایا کیا درویش درویش کو قتل کرنے کا ارادہ کرتے ہیں اس پر وہ نادم ہوا اور سر قدموں میں رکھ دیا اور توبہ کی۔

پھر فرید الدینؒ نے فرمایا انسان کو قرآن کی تلاوت میں مشغول رہنا چاہیے تاکہ

Marfat.com

عاشق و معشوق میں باہمی الفت بڑھتی رہے۔ راہ سلوک میں اس سے بڑھ کر اور کوئی بات نہیں۔ نیز اہل سلوک میں اس سے بڑھ کر اور کوئی مشاہدہ نہیں۔ کیا تجھے وہ راحت معلوم ہے؟ جب دوست دوست سے گفتگو کرتا ہے۔ اے درویش اللہ تعالیٰ کی باتیں بھی کلام اللہ ہے جسے یہ ذوق معلوم ہو گیا پھر اس کے بعد وہ کسی اور بات میں مشغول ہو تو وہ جھوٹا مدعی ہے اور محبت میں صادق نہیں۔

اس کے بعد فرمایا جب انسان قرآن شریف پڑھے اور اس کے معنوں کا خیال کرے اس وقت کسی مخلوق کا خیال دل میں نہ لائے تو فرشتہ مع حوروں کے پڑھنے والے کے سامنے بیٹھ جاتا ہے وہ فرشتہ حوروں کو اسی طرح دیکھتا ہے کہ آنکھیں دیکھنے کی تاب نہیں لا سکتیں پھر وہ فرشتہ پڑھنے والے کے منہ پر فرط محبت سے منہ رکھتا ہے وہ فرشتہ اور حوریں جب وہ دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو جنت میں ہمراہ لے جاتے ہیں۔

اس کے بعد فرمایا اے درویش! امیرالمومنین علی رضی اللہ تعالیٰ جب قرآن حکیم پڑھتے تو بید کے پتوں کی طرح کانپتے جب کسی آیت کے آغاز میں پہنچتے تو منتظروں کی طرح اٹھ کھڑے ہوتے پھر بیٹھ کر سات دن رات عموماً" تلاوت میں مشغول رہتے۔

پھر فرمایا جس طرح انسان تنہائی میں کلام اللہ کا ذوق حاصل کرتا ہے اسی طرح قیامت کے دن تنہائی میں اس پر تجلی ہو گی۔

اس کے بعد ایک غزنوی کے صاحب نعمت محمد مغزی" کا واقعہ سنایا کہ انہیں قرآن کی ساتوں قرائتیں یاد تھیں۔ اس کی کرامت یہ تھی جو شخص اس سے ایک سورت پڑھ لیتا اسے پورا قرآن مجید حفظ کر لیتا۔ چنانچہ میں نے بھی اس سے ایک سورت پڑھی مجھے بھی پورا قرآن حفظ ہو گیا۔ اس کا ایک بھائی دمشق میں رہتا تھا دمشق کا ایک شخص ان کے پاس آیا اس نے بوجہ بارش اور دوسری بار بوجہ آگ لگنے دمشق کا حال بیان کیا جناب محمد مغزی نے فرمایا کہ میرا بھائی زندہ نہیں رہا آنے والے شخص نے کہا وہ ان آفات سے پہلے ہی فوت ہو گیا تھا۔

پھر فرمایا اے درویش! انسان کو حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی روح

Marfat.com

پاک اور بزرگان دین میں سے کسی کی زیارت کے لئے قرآن مجید کی تلاوت اور سورہ فاتحہ کے ختم میں مشغول ہونا چاہئے تاکہ تلاوت کی برکت سے دینی اور دنیاوی کام بطریق احسن سرانجام ہوں۔ اسے عزت اور مرتبہ حاصل ہو اور صاحب قرب اور اسرار تجلی ہو ـــ اے درویش!

جو شخص سورہ فاتحہ کو بیمار کی شفاء یا کسی مہم کے لئے اکتالیس مرتبہ اعوذ اور تسمیہ اور رحیم کے میم کو الحمد کے لام کے ساتھ ملا کر پڑھے فوراً صاحب درد کو شفاء ہو گی کیونکہ سورہ فاتحہ کا ختم ہی اکتالیس مرتبہ پڑھتا ہے ـــ اے درویش تجھے واضح ہو کہ حدیث مین آیا ہے کہ سورہ فاتحہ تمام بیماریوں کی شفا ہے پھر فرمایا سورہ بقر کا ختم جو ہر روز ایک بار پڑھتا ہے جو شخص صبح کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان تین روز تک سورہ بقر کسی نیت سے پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی نیت پوری کرے گا۔

ایک مرتبہ قطب الدین بختیار رحمتہ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ سے کچھ حاجت تھی اس سورۃ کا پڑھنا اختیار کیا ابھی ایک روز بھی نماز پورے طور پر پڑھنے نہ پائے تھے کہ حاجت پوری ہو گئی۔

پھر فرمایا دینی اور دنیاوی حاجتوں کے لئے ہر روز دو مرتبہ سورہ آل عمران پڑھنی چاہئے اس کے بعد فرمایا کہ اے بدرالدین درویش! جو کچھ میں بیان کر رہا ہوں۔ سب تیری ترغیب کے لئے ہے تاکہ تجھے تیرے حال کی کمالیت حاصل ہو۔ جو ہم سے علاقہ رکھتے ہیں اس لئے کہ پیر مرید کو سنوارنے والا ہوتا ہے پھر فرمایا جو شخص سورہ النساء ہر روز سات مرتبہ پڑھے وہ دینی اور دنیاوی عذابوں سے بے کھٹکے ہو جائے گا جو شخص سورہ مائدہ ہر روز سات مرتبہ پڑھے اس کے شہر میں بارش کی کبھی قلت نہ ہو گی۔ سورہ انعام کا ختم ستر مرتبہ پڑھنا چاہئے یا ایک روایت کے مطابق اکتالیس مرتبہ پس جو شخص برائے حاجت اس کا ختم کرے اس کی حاجت بر آئے گی۔

اس کے بعد فرمایا کہ سورہ اعراف توبہ قبول کرنے کی خاطر اس طرح پڑھنی چاہئے کہ پہلے ستر مرتبہ استغفار پھر دو رکعت نماز اس طرح کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ ایک مرتبہ اور قل یا ایھا الکافرون سو مرتبہ اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ ایک

Marfat.com

مرتبہ اور سورہ اخلاص سو مرتبہ پڑھے اور قیدی کی رہائی کے لئے سورہ انفل چار مرتبہ پڑھا کرے جو شخص اس سورۃ کو ہر روز پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسے دنیا کی قید اور قید خانے سے خلاصی عطا فرمائے گا نیز آخرت میں بھی اسے محفوظ رکھے گا۔

اس کے بعد فرمایا جہاں میں عاقبت بخیر ہونے اور کاموں کی فتح مندی حاصل کرنے کے لئے سورہ توبہ چالیس مرتبہ پڑھنی چاہئے پس جو شخص پڑھے گا وہ فتح مند ہو گا۔

پھر اس کے بعد فرمایا اے درویش سورہ ہود کا ختم دس مرتبہ پڑھنا چاہئے یہ ختم کافروں پر منصور و مظفر ہونے کے لئے پڑھا جاتا ہے۔ سورہ ابراہیم دس مرتبہ بخشے جانے عزیز ہونے قرآن شریف پڑھنے اور حفظ کرنے کے وقت پڑھی جاتی ہے جو پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسے حافظ قرآن بنائے گا۔

پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص سورہ یوسف پڑھے گا اسے بالضرور قرآن مجید حفظ ہو جائے گا دشمناں دیں کے خوف و ڈر سے بے کھٹکے ہونے کے لئے سات مرتبہ سورہ رعد پڑھنی چاہئے۔ مرگی والے اور جنون والے کی صحت کے لئے سورہ حج ستر مرتبہ پڑھ کر دم کرے تو فورا" صحت یاب ہو گا جو شخص سورہ نحل ہر روز دس مرتبہ پڑھے اللہ تعالیٰ سے جو کچھ مانگے گا پائے گا سورہ بنی اسرائیل کا ختم دس مرتبہ پڑھنا چاہئے ہر ایک مہم کے لئے سورہ کہف ہر جمعہ کو چالیس مرتبہ پڑھنی چاہئے سورہ مریم ہر روز بلاناغہ بیس مرتبہ فراخی نعمت اور فراخی کام کے لئے پڑھنی چاہئے سورہ طٰہٰ جمعرات کو تین مرتبہ پڑھنی چاہئے اللہ تعالیٰ بغیر زبان اور بغیر تالو کے اس سورۃ کو پڑھتا ہے جو یہ سورۃ جمعرات کو پڑھتا ہے گویا اللہ تعالیٰ سے باتیں کرتا ہے۔

فرمایا دشمنوں کی مقہوری کے لئے سورہ انبیاء پچھتر مرتبہ پڑھنی چاہئے دین و دنیا کی خلاصی کے لئے سورہ قد افلح المومنون سات مرتبہ پڑھنی چاہئے قسم قسم کی بلاؤں کے دفعہ کے لئے سورہ نور سات مرتبہ پڑھنی چاہئے۔

پھر فرمایا سورہ فرقان کا ختم سات مرتبہ ہے اور سورہ والشمس کا پچھتر مرتبہ یہ دشمنان دین کے دفعہ کے لئے پڑھنا چاہئے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے شکر کرنے کے لئے سورہ نمل کا ختم پڑھنا چاہئے سورہ قصص اگر دس مرتبہ پڑھی جائے تو اس قدر ثواب

Marfat.com

حاصل ہوتا ہے جتنا انبیاء کو ہوا۔ سورہ عنکبوت دس دفعہ وسوسہ شیطانی کے دفع کرنے کے لئے پڑھنی چاہیے۔ دشمن کو دفع کرنے کے لئے سورہ الروم اکیس مرتبہ پڑھنی چاہیے۔ دین و دنیا کی سعادت حاصل کرنے کے لئے سورہ لقمان ستر مرتبہ پڑھنی چاہیے شہادت کا مرتبہ پانے کے لئے سورہ السجدہ اکیس مرتبہ پڑھنی چاہیے مہمات کے سرانجام ہونے کے لئے پچھتر مرتبہ سوالم نشرح پڑھنی چاہیے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے اکتالیس مرتبہ سورہ السباء پڑھنی چاہیے۔ سورہ فاطرالسموات بلاؤں سے محفوظ رہنے کے لئے اور بزرگوں کو ثواب پہنچانے کے لئے ستر مرتبہ پڑھنی چاہیے سورہ یسین کا ختم ہر ایک مہم کے لئے کافی ہے اور بے کھٹکے ہونے کے لئے اکیس مرتبہ سورہ والصافات پڑھنی چاہیے۔

اس کے بعد فرمایا اے درویش! اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شیطان کے دفع کرنے کے لئے جمعرات کو پانچ مرتبہ سورہ تنزیل الکتاب پڑھنی چاہیے۔ طاعون کے دفع کرنے کے لئے دو مرتبہ سورہ سجدہ پڑھنی چاہیے مصیبتوں کے دور کرنے کے لئے اور سعادت حاصل کرنے کے لئے سات مرتبہ سورہ حٰم عسق پڑھنی چاہیے حفظ ایمان کے لئے اکیس بار سورہ زخرف پڑھنی چاہیے سعادت حاصل کرنے کے لئے پچھتر مرتبہ سورہ دخان پڑھنی چاہیے اسرار الٰہی کے اظہار کے لئے سورہ محمدؐ اکتالیس مرتبہ پڑھنی چاہیے۔ جب گنج شکرؒ اس مقام پر پہنچے تو فرمایا اے درویش! جو عقلمند ہے وہ قرآن حکیم کی تلاوت سے غافل نہیں ہے۔ اس لئے کہ کوئی فرمانِ ایسا نہیں جس میں تجلی کے اسرار و انوار نہ ہوں۔ پس اے درویش جس چیز میں نعمت ظاہر ہوتی ہے انسان کیوں اس سے اپنے آپ کو محروم رکھے۔

پھر فرمایا اے درویش! باقی سورتوں کے ختموں کے متعلق انشاء اللہ تعالیٰ پھر کبھی ذکر کیا جائے گا یہ بات ختم کی اور اٹھ کر اندر تشریف لے گئے میں اور لوگ واپس چلے آئے الحمدللہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل ـــ ۷ ـــ

فضیلت سورہ اخلاص

جب قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا تو سورہ اخلاص وغیرہ کی فضیلت کے متعلق گفتگو شروع ہوئی اس موقعہ پر قاضی حمید الدین ناگوریؒ کے فرزند مولانا ناصح الدین' جمال الدین العبادی' شمس دبیر اور چند صوفی حاضر خدمت تھے۔ جناب بابا گنج شکر شیخ الاسلامؒ نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے جو شخص قرآن مجید کا ثواب حاصل کرنا چاہتا ہے اسے ہر رات سورہ اخلاص پچیس مرتبہ پڑھنی چاہئے — اے درویش سورہ اخلاص میں اللہ تعالٰی کی وحدانیت بیان ہوئی ہے۔ قل ھو اللہ احد اس کی صفت ہے جو شخص درست اعتقاد سے پڑھتا ہے گویا اس نے اللہ تعالٰی کی تمام صفات بیان کر دیں۔ اگرچہ وہ بے صفت ہے اور اس کی کوئی صفت نہیں ہو سکتی۔

پھر فرمایا ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع اصحاب تشریف فرما تھے۔ آپ نے فرمایا جب تک تم پانچ کام نہ کر لیا کرو اس وقت تک نہ سوؤ پہلا قرآن شریف پورا پڑھنا دوسرا خیرات کرنا تیسرا رسول اللہ کو خوش کرنا چوتھا حج کرنا پانچواں اللہ تعالٰی کو خوش کرنا۔ اصحابہ کرام حیران ہوئے ایک رات میں یہ سارے کام کس طرح ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا پورا قرآن پڑھنے کی بجائے پچیس مرتبہ سورہ اخلاص پڑھنا خیرات کے عوض دس مرتبہ سبحان اللہ پڑھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنا چاہتا ہے وہ سو مرتبہ درود پڑھے جو حج کرنا چاہتا ہے وہ سو مرتبہ لا الہ الا اللہ الحکیم الکریم پڑھے جو اللہ تعالٰی کو خوش کرنا چاہتا ہے وہ لا الہ الا اللہ محمد رسو اللہ بکثرت پڑھے۔

اس کے بعد فرمایا اے درویش! ایک دن میں ایک بیمار کے پاس گیا اور اس پر سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تو فوراً صحت یاب ہو گیا۔

پھر فرمایا اے درویش! ایک دفعہ میں اور خواجہ قطب الدین بختیار مسافر تھے۔

Marfat.com

دریائے موتہ کے کنارے پہنچے تو کشتی نہ تھی دریا خوفناک تھا۔ جناب بختیار نے فرمایا اے فرید! اب تو آگئے ہیں یہاں سے عبور کرنا چاہئے میں نے عرض کی زہے سعادت۔ لیکن دل میں خیال. آیا کیسے پار ہوں گے؟ ابھی میرے دل میں یہ خیال پورے طور پر گزرنے نہ پایا تھا کہ خواجہ قطب راستہ میں کھڑے ہو گئے اور پار ہو گئے پار پہنچ کر میں نے احوال پوچھا آپ نے فرمایا میں نے تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر پانی پر دم کیا اللہ تعالٰی کے حکم سے پانی پھٹ گیا اور راستہ مل گیا اور ہم پار ہو گئے۔

پھر فرمایا اے درویش! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ اخلاص کو قرآن مجید کا تیسرا حصہ فرمایا ہے۔

اس کے بعد فرمایا اس سورہ کا ختم تین مرتبہ پڑھنا چاہئے قرآن مجید ختم کرنے کے بعد سورہ اخلاص جو تین مرتبہ پڑھی جاتی ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ اگر قرآن شریف ختم کرتے وقت کہیں کمی رہ گئی تو وہ پوری ہو جائے۔ پھر فرمایا قرآن حکیم ختم کرنے کے بعد چند آیات سورہ بقر تلاوت کی جاتی ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ سب سے اچھا آدمی کون ہے؟ تو فرمایا کہ الحال المرتحل حال اس شخص کو کہتے ہیں جو آیا ہو اور مرتحل اسے جو منزل سے روانہ ہو۔ یہ اس بات کی طرف سے ہے کہ جب قرآن شریف ختم کرتا ہے تو گویا وہ منزل پر پہنچ جاتا ہے اور جب ساتھ ہی چند آیات سورہ بقر کی پڑھتا ہے تو گویا پھر نئی منزل شروع کرتا ہے۔ پس سب سے اچھا آدمی وہ ہے جو قرآن حکیم ختم کرتے ہی شروع کر دے اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الحال المرتحل فرمایا ہے۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! میں نے ایک مرتبہ اپنے استاد مولانا بہاؤالدین بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی زبان سے سنا تھا کہ ایک دفعہ خواجہ تمیم انصاری رحمتہ اللہ علیہ کو حبشیوں نے گرفتار کر لیا جن کے سردار نے آپ کو ہلاک کرنا چاہا۔ اس غرض کے لئے آپ کو سات سال قید میں رکھا جس روز انہیں قتل کرنا تھا اس رات انہوں نے خواب میں اپنے پیر و مرشد خواجہ ابو سعید ابوالخیر کو خواب میں دیکھا انہوں نے فرمایا جب

Marfat.com

حبشیوں کے سردار کے سامنے جاؤ تو تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھنا آپ خواب سے بیدار ہوئے جب سردار کے سامنے لائے گئے تو انہوں نے تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر اس کی طرف پھونکی سردار آپ کو دیکھ کر قدموں پر گر پڑا کہ پہلے مجھے خلاصی عنایت فرمائیں پھر میں آپ کو رہا کروں گا وجہ پوچھی تو اس نے کہا میرے دائیں بائیں دو اژدھا کھڑے ہیں جو مجھے ہلاک کرنا چاہتے ہیں خواجہ صاحب نے فرمایا میں نے تیری جان بخشی کی پھر اژدھا غائب ہو گئے اور انہیں رہائی ملی۔

پھر فرمایا میں اور شیخ جلال الدین تبریزی ایک ہی جگہ تھے مولانا علاء الدین صوفی پاس سے گزرے انہوں نے پاس بلایا اور اپنے کپڑے پانچ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر عنایت فرمائے ان کی برکت سے مولانا علاء الدین کو بہت سی نعمت عطا فرمائی یہ سب کچھ جلال الدین تبریزی کی برکت تھی۔

اس کے بعد فرمایا ایک دفعہ خواجہ حسن بصریؒ کا پیچھا یوسف بن حجاج کے آدمی کر رہے تھے آپ حبیب عجمیؒ کے قریب پہنچے تو پوچھا کیا بات ہے آپ نے کہا یوسف بن حجاج کے آدمی میرا پیچھا کر رہے ہیں آپ اندر آئے اور یاد الٰہی میں مشغول ہو گئے حجاج کے آدمیوں نے پوچھا حسن کہاں ہے؟ کہا اندر نماز ادا کر رہا ہے وہ اندر گئے تو خواجہ حسنؒ کو دیکھ نہ سکے اور واپس لوٹ گئے۔

جب وہ چلے گئے تو خواجہ حبیب عجمیؒ نے فرمایا اگر میں سچ نہ کہتا تو آپ گرفتار ہو جاتے اور میں بھی۔ اس کے بعد خواجہ حسن بصریؒ نے پوچھا آپ نے کچھ پڑھا کہا ہاں۔ پوچھا کیا پڑھا عرض کی دس مرتبہ میں نے سورہ اخلاص پڑھی اور تیری طرف پھونکی وہی آپ کے اور ان کے درمیان حائل ہو گئی۔

اس کے بعد شیخ الاسلام حضرت بابا نے فرمایا ایک مرتبہ میں خلوت میں یاد الٰہی میں مشغول تھا جب سورہ اخلاص پر پہنچا تو مجھے عالم تجلی سے اسرار و انوار نازل ہوئے میں ان انوار سے عشق و محبت کے صحرا میں جا پڑا جب وہاں سے نکلا تو عشق و محبت کے دریا میں غوطہ زن ہو گیا اسی طرح سات دن رات یہی حالت رہی پھر عالم صحو میں آیا۔

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ خیبر کی لڑائی

Marfat.com

میں عاجز ہوئے تو عریضہ حضورؐ کی خدمت میں بھیجا آپ نے جواباً فرمایا آپ سورہ اخلاص پڑھنا بھول گئے اس روز آپ نے کثرت سے سورہ اخلاص پڑھی دوسرے روز اس کی برکت سے آپ نے در خیبر اکھاڑ پھینکا۔ اس بیان پر اذان ہوئی آپ اٹھا کر اندر چلے گئے میں اور لوگ واپس چلے گئے الحمدللہ علی ذالک۔

فصل ۔۔ ۸ ۔۔

خرقہ فقر

جب قدم بوسی کا شرف ہوا اس وقت صوفیہ کی ایک جماعت حاضر خدمت تھی آپ نے فرمایا گودڑی اور صوف انبیاء کا لباس ہے۔ اے درویش۔ یہ لباس اس شخص کے لئے جائز ہے۔ جس کا ظاہر باطن بری مصلحت سے خالی ہو لہٰذا صوفی وہ ہے جس میں دنیاوی یا بشری آلائش اور کسی قسم کی کدورت نہ ہو۔

پھر فرمایا اے درویش حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت ہے کہ گودڑی اور صوف کا پہننا انبیاء کی سنت ہے جس وقت انبیاء اور اولیاء میں کسی کو کوئی ضرورت یا حاجت پیش آئی تو فوراً گودڑی کو کندھوں پر ڈال کر صوف کو سامنے رکھ کر بارگاہ الٰہی میں مناجات کرتے اور گودڑی صوف کو شفیع بناتے تو اللہ تعالیٰ فوراً اس مہم کو سرانجام فرماتا۔

پھر فرمایا۔ اے درویش یہ مسلسل منقول چلا آتا ہے کہ خرقہ پہننا انبیاء اور ان کے تابعین کی سنت ہے۔

اس کے بعد فرمایا ایک دفعہ بغداد میں مسجد کیف کے اندر خواجہ ذوالنون مصریؒ اور صوفی جمع تھے خرقہ کے متعلق سوال کیا گیا اس کی اصل کہاں سے ہے کس نے پہلے شروع کیا سب سوچنے لگے جب کوئی جواب نہ دے سکا تو حضرت خواجہ عبداللہ سہل تشتری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بعض مشائخ کی روایت کے مطابق خرقہ کی ابتدا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے ہوئی۔

Marfat.com

پھر فرمایا اے درویش! جس روز حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں پھینکنے کے لئے ڈھینکلی میں رکھا گیا تو حضرت جبرائیلؑ نے بہشتی خرقہ لا کر آپ کو پہنایا بعد ازاں وہی خرقہ علی الترتیب حضرت اسحاقؑ حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ کو پہنایا گیا بعض کے نزدیک کنوئیں میں آپ کے گلے میں تعویذ ڈالا گیا مگر محقق کہتے ہیں کہ وہی خرقہ آپ کو عطا ہوا۔ جو شخص بے خرقہ بے مقراض' بے صحت اور بے ارادت کسی کو مرید بناتا ہے وہ گمراہ ہوتا ہے نہ کہ مرید۔

پھر فرمایا جو خرقہ اور مقراض کا منکر ہے وہ مشائخ طبقات کے نزدیک زندیق ہے۔ اے درویش ہمارے خواجگان کے نزدیک خرقہ کی اصل اللہ تعالیٰ سے ہے۔ وہ اس طرح سے ہے کہ جب معراج کی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خرقہ عطا ہوا تو آپ کے بعد آپ کے خلفاء کے حصہ میں آیا۔

اس کے بعد فرمایا میں بغداد میں تھا شیخ شہاب الدین سہروردی' شیخ جلال الدین تبریزی شیخ بہاؤ الدین سہروردی شیخ اوحد الدین کرمانی شیخ بہاؤ الدین میوستانی رحمتہ اللہ علیہ اجمعین ایک مجلس میں تشریف فرما تھے۔ خرقہ کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی اس موقعہ پر شیخ بہاؤ الدین کے فرزند نے آکر خرقہ کے لئے درخواست کی شیخ شہاب الدین نے فرمایا آج معاف رکھو کل آنا تاکہ تجھے خرقہ دیا جائے۔ اسی رات اس نے خواب میں دیکھا دو آدمیوں کے گلے میں زنجیریں ڈال کر جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہے ان فرشتوں سے بڑھ کر پوچھا یہ کون لوگ ہیں انہوں نے جواب دیا ایک پیر اور ایک مرید پیر نے مرید کو خرقہ دیا اس نے بہت شہرت کمائی گلی کوچوں میں اعلان کراتا رہا بادشاہوں اور امراء کی صحبت میں جا کر فائدہ اٹھاتا رہا ان کے لئے حکم تاریک ضمیر گمراہ پیر و مرید کو زنجیروں میں جکڑ کر جہنم میں ڈال دو یہ خواب دیکھ کر شیخ کے پاس آیا انہوں نے مسکرا کر فرمایا خرقہ پوشوں کا حال دیکھ لیا۔ پس اے فرزند خرقہ وہ پہنتا ہے جو دونوں جہانوں سے قطع تعلق کرے اپنے پیروں اور مشائخ کے طریقہ پر کاربند ہو۔ تو ابھی ستر پردوں میں ہے خرقہ پہننے کا وقت تیرے لئے ابھی نہیں آیا واپس جا ورنہ تیری بھی حالت خواب میں دیکھے پیر اور مرید کی ہوگی۔

Marfat.com

پھر فرمایا اے درویش! جب تک انسان خود کو دنیاوی آلائشوں سے صاف نہ کرے اسے خرقہ نہیں پہننا چاہئے اور نہ ہی پیر کو چاہئے کہ کسی کو صاف کئے بغیر خرقہ اسے دے۔ کیونکہ خرقہ انبیاء اور اولیاء کا لباس ہے لہٰذا جو شخص دنیاوی آلائشوں سے ملوث ہو گا وہ خرقہ کی حق ادائی نہیں کر سکے گا اور جب حق ادائیگی نہ کر سکے گا تو گمراہی میں ضرور پڑے گا پیر مع مرید کے گمراہ ہو گا۔

اس کے بعد فرمایا اے درویش! خرقہ پہن لینا تو آسان اور سہل ہے لیکن اس کی حق ادائیگی مشکل کام ہے۔ اگر صرف خرقہ پہن لینے ہی سے لوگوں کو نجات مل جاتی تو سارے خرقہ پہن لیتے لیکن خرقہ پہن کر کام کرنا پڑتا ہے۔ اگر تو خرقہ پہن کر متقدمین کی حق ادائیگی کرے گا تو بہتر ورنہ گمراہی میں پڑے گا جس سے تو پھر نکل نہیں سکے گا۔

اس کے بعد فرمایا اگر دنیا میں خرقہ پہنا تو خرقہ پوشوں کے لئے اعمال کئے تو بہتر ورنہ یہی خرقہ قیامت کے دن مدعی بن کر پوچھے گا کہ تو نے مجھے پہنا تو سہی لیکن میری حق ادائیگی کیوں نہ کی اس وقت فرشتوں کو حکم ہو گا کہ اس کے گلے میں آگ کا خرقہ پہنائیں اور دوزخ میں لے جائیں۔

پھر فرمایا کہ تو اگر خرقہ پہننا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی خاطر پہن نہ کہ خلقت کے دکھاوے کے لئے تاکہ اس کی وجہ سے تیری عزت ہو اگر تو ایسا کرے گا تو قیامت کے دن بے بس اور مجبور ہو جائے گا اور گرفتار کیا جائے گا۔

پھر فرمایا اس راہ میں پیر میں ذاتی قوت ہونی چاہئے تاکہ اگر کوئی مرید ہونے کی خاطر حاضر خدمت ہو تو نور معرفت سے اس کے قلب ثلاثہ کو دیکھے اور دنیاوی غل و غش سے صاف کر کے چند مدت اپنے پاس رکھ کر مجاہدہ کا حکم دے۔ جب اس میں سے حرص و ہوا کی کوئی کدورت باقی نہ رہ جائے تو پھر اگر خرقہ دے تو جائز ہے لیکن پیر میں اس کی قسم کی قوت نہ ہو اگر کسی کو خرقہ اور کلاہ دے دے تو خود بھی گمراہی میں پڑے گا اور اسے بھی گمراہی میں ڈالے گا۔

اس کے بعد فرمایا کہ اے درویش! خرقہ اور کلاہ اس کو دینا جائز ہے جس نے اپنے آپ کو مجاہدے اور محبت اولیاء میں پاک کرایا ہو۔

Marfat.com

بعد میں فرمایا جب میرے بھائی مولانا بہاؤالدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ نے اپنا کام عشق و محبت میں تکمیل کو پہنچا لیا تو شیخ بہاؤ الدین سہروردیؒ کی خدمت میں آئے تین روز رہے چوتھے روز آپ کو خرقہ اور عصاء نعلین اور مصلا عنایت کر کے فرمایا کہ جاؤ ملتان کی ولایت آپ کو دی تمام حاضرین کو عبرت آئی اور کہنے لگے کہ ہندوستانی کو تین دن میں ولایت دے دی اور ہم اتنے سالوں سے بے فائدہ خدمت کرتے رہے ہیں جب یہ بات شیخ بہاؤ الدینؒ نے سنی تو فرمایا کہ درویش واقعی ایسے ہیں لیکن بہاؤالدین پہلے اپنا کام کر کے آیا تھا اور خشک لکڑیاں لایا تھا۔ اس لئے جب وہ آیا تو دو تین روز میں ایک ہی پھونک سے ان میں آگ لگ گئی مگر تم تمام گیلی لکڑیاں لائے تھے تمہارے لئے بہت عرصہ درکار ہے کہ پھونک اثر کر سکے۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! خرقہ وہ شخص پہنے جو آنکھ کو اندھی بنا لے تاکہ کسی مخلوق کا کوئی عیب نہ دیکھے پھر فرمایا کہ ایک دفعہ قاضی حمید الدین ناگوریؒ نے حوض شمسی پر مجمع میں شیخ شاہی کو خرقہ دیا اور فوراً شیخ محمود موزہ دوز کی طرف دیکھا کہ آج میں نے ان کو خرقہ دیا ہے۔ آپ اس بات کو پسند کرتے ہیں یا نہیں۔ شیخ موزہ دوز نے کہا آپ جس بات کو پسند کرتے ہیں ہم بھی اسے پسند کرتے ہیں آپ جس کو خرقہ دے رہے ہیں وہ واقعی خرقہ کے لائق ہے۔

ایک دفعہ میں ملک شام میں مسافر تھا ایک شیخ کو دیکھا اسے سلام کیا اس نے جواب دیا اور کہا بیٹھ جاؤ وہ عبادت میں مشغول تھا اتنے میں اس کے چند خرقہ پوش مرید آئے اتنے میں ایک اور درویش آیا اس بزرگ نے کہا میں اسے خرقہ دینا چاہتا ہوں تم کو پسند ہے انہوں نے کہا جو آپ کی پسند ہے وہ ہماری پسند ہے۔ پھر درویش اپنے اپنے احوال کی بات کرنے لگے۔ آپ اٹھ کر نماز میں مشغول ہو گئے نماز کے بعد فرمایا اس درویش کو واپس بھیج دو یہ خرقہ کے قابل نہیں۔

پھر جناب باباؒ نے فرمایا کہ صرف خرقہ قابل اعتبار نہیں اگر محض خرقہ ہی قابل اعتبار ہوتا تو تمام جہاں خرقہ پوش ہوتا بلکہ خرقہ پوش ہونے کی وجہ سے قابل اعتبار ہوتا۔

Marfat.com

پھر فرمایا جب معراج کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خرقہ پہنا تو ارشاد ربانی ہوا۔ اے محمدؐ یہ نہ سمجھنا کہ تجھے اس خرقہ کے سبب شرف حاصل ہے یہ تیری عظمت و شرف کی بدولت یہ خرقہ تجھے عطا ہوا ہے اور خرقہ تیری وجہ سے معتبر بنا ہے۔ اے درویش! جو شخص خرقہ پہن کر اس کا حق ادا نہ کرے نہ وہ شخص قابل اعتبار ہے اور نہ وہ خرقہ۔

پھر فرمایا خواجہ جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ اگر خرقے کا اختیار ہوتا تو آگ اور لوہے کا بنایا جاتا لیکن ہر روز ہمارے سر میں یہی ندا آتی ہے کہ خرقے کا کوئی اعتبار نہیں قیامت میں ایسے خرقہ پوش نظر آئیں گے جن کے گلے میں آگ کے خرقے پڑے ہوں گے جو خرقہ کے قابل کام کریں گے وہ جنت میں جائیں گے۔

بعد میں فرمایا ایک دن خواجہ داؤد طائی بیٹھے تھے ایک خرقہ پوش آپ کی زیارت کے لئے آیا آداب بجا لا کر بیٹھ گیا۔ ان کو دیکھ کر آپ نے فرمایا خرقہ پوش کو ایسا ہی ہونا چاہیے۔

پھر آپ نے فرمایا جس وقت خرقہ پوشوں کا گروہ عالم سماع میں خرقہ پھاڑتا ہے اور آشنائی کے سمندر میں شناوری کرتا ہے تو دوست کے اشتیاق میں ایسا مستغرق ہوتا ہے کہ عالم حیات کا ذرہ بھر اس میں نہیں رہتا اور محبت کی کٹھالی میں اس طرح گلتا ہے کہ اس کا نام و نشان تک باقی نہیں رہتا اس وقت اشک اور غیرت کی بدولت خرقہ پوش یکتائی کے سبب اپنی دوتائی کو پھاڑتا ہے خرقہ پوشوں کا یہ اثر ایک ایسی حالت ہے جو دوست کے عشق میں مستغرق ہوتے ہیں ان میں اثر کوئی ہے اور ہوش سے بے ہوش نہیں ہو جاتے پھر شیخ الاسلام نے یہ شعر پڑھا۔

خرقہ پوشاں محبت را دوتائی چاک زد
تامن اندر کوئے وصلت لاف یکتائی زدم

پھر فرمایا ایک درویش زمین پر پڑا کہہ رہا تھا کہ درویشی اس بات کا نام ہے کہ جو کچھ اسے دن کو ملے رات کو ایک پیسہ بھی نہ بچائے اگر رات کو ملے تو دن کے لئے کچھ نہ رکھے سب کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کر دے درویشی اس بات کا نام نہیں کہ لنگوٹا

Marfat.com

باندھے یا چھڑا پہنے اور ایک لقمہ کی خاطر در بدر مارا مارا پھرے اور اپنے جیسوں کے آگے ہاتھ پھیلاتا پھرے بلکہ درویشی اس بات کا نام ہے کہ سر سجدے سے نہ اٹھایا جائے اور لباس نہایت عمدہ پہنا جائے اور جو کچھ ملے اس سے لذیذ کھانا پکا کر درویشوں کو کھلایا جائے اور بچا کر کچھ نہ رکھا جائے سب کا سب راہ للہ خرچ کر دیا جائے ایک دفعہ خواجہ بایزید ؒ سے پوچھا گیا کہ درویشی کیا ہے؟ فرمایا اگر اٹھارہ ہزار عالم میں جو سونا چاندی ملے تو سب کا سب اللہ کی راہ میں صرف کر دے۔

پھر فرمایا کہ درویشی کے ستر ہزار مقام ہیں جب تک درویش ان مقامات کو طے نہیں کر لیتا درویش کہلانے کا مستحق نہیں بعض پیٹ پوجا کے لئے درویشی اختیار کرتے ہیں۔

اس کے بعد فرمایا درویشی کا ہر ایک مقام خوف اور امید سے خالی نہیں ہوتا ہر مقام پر اس کی آزمائش کے لئے مصیبت نازل ہوتی ہے اگر وہاں سے ذرہ بھر تجاوز کر جائے تو پھر اسے مرتبہ حاصل نہیں ہوتا جو مصیبتوں سے صابر بن کر گزر جائے وہ درویش کہلانے کا حقدار ہوتا ہے۔

پھر فرمایا ستر ہزار مقامات میں سے پہلے مقام پر درویش کو ساکنان عرش کے ساتھ مل کر پانچوں نمازیں ادا کرنا ہوتی ہیں۔ جب وہاں سے آتا ہے تو خود کو خانہ کعبہ میں اور تمام جہاں کو اپنی دو انگلیوں میں دیکھتا ہے یہ درویشی کی ابتدائی حالت ہے جب وہ کامل ہو جاتا ہے پھر اس کی کیفیت کا عقل احاطہ نہیں کر سکتی یہ ایک بھید مولی اور بندے کے درمیاں ہے اس کے بعد آپ نے مثنوی کے یہ اشعار پڑھے۔

چو درویش را کار بالا کشید
بہ یک لحظہ سر در ثریا کشید
چناں غرق گردد بدریائے عشق
کہ یک دم سر از عشق بالا کشید

اس کے بعد فرمایا خواجہ بایزید بسطامیؒ کی آنکھوں سے خوں کے آنسو جاری تھے جب افاقہ ہوا تو فرمایا کہ دوست تجھ پر رہتا ہے عرش کو للکارا کہ الرحمن علی العر

Marfat.com

ش استوا نمے یعنی اے عرش کہتے ہیں کہ دوست تجھ پر رہتا ہے عرش نے کہا اے بایزیدؒ اس بات کا کونسا موقعہ ہے؟ مجھے بھی کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ تیرے دل میں رہتا ہے اے بایزید! بہتیرے آسمان کے رہنے والے ایسے ہیں جو اہل زمیں سے حق تعالیٰ کا پتہ پوچھتے ہیں اور بہت سے اہلِ زمیں ایسے ہیں جو اہل آسمان سے اللہ تعالیٰ کا پتہ پوچھتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ اس بات سے اصل مقصود یہ ہے کہ تجھے درویش کا مرتبہ معلوم ہو جائے یعنی درویش ایسے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے کہ ایک ہی قدم میں عرش کے تلے اور اوپر پہنچ جاتا ہے۔

پھر کہا کہ ایک دفعہ میرے بھائی جلال الدین تبریزی نجم الدین مناؒ قاضی بدایوں کے گھر کے پاس سے گزرے پوچھا کہ قاضی صاحب کیا کر رہے ہیں؟ نوکروں نے کہا اس وقت نماز ادا کر رہے ہیں۔ فرمایا قاضی صاحب کو نماز ادا کرنی آتی ہے؟ جب قاضی صاحب یہ بات سن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یہ کیا بات آپ نے فرمائی؟ فرمایا بالکل ٹھیک کہا اس لئے کہ علماء کی نماز اور ہے اور فقراء کی اور ہے۔ قاضی صاحب نے پوچھا وہ کس طرح؟ فرمایا علماء قبلہ کو دیکھتے ہیں یا اگر نہیں دیکھتے تو دلی اطمینان کر کے قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے ہیں لیکن فقراء جب تک عرش کو نہیں دیکھتے اور وہاں نہیں پہنچ جاتے نماز ادا نہیں کرتے۔ اس کے بعد قاضی صاحب گھر آئے خواب میں دیکھا کہ واقعی شیخ جلال الدین عرش پر مصلی بچھائے نماز میں مشغول ہیں یہ دیکھ کر بیدار ہوئے اور شیخ صاحب کی خدمت میں آکر معافی مانگی۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ اے نجم الدین! یہ جو عرش پر نماز ادا کرتے دیکھا ہے یہ درویش کا ادنیٰ درجہ ہے اس سے بڑھ کر اور بھی مدارج ہیں جو اگر تو دیکھ لے تو زندہ نہ رہے اور نور کی زیادتی کے سبب ہلاک ہو جائے۔

پھر اس موقعہ کے مناسب فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے بغداد میں دیکھا کہ دریائے دجلہ کے کنارے دریا پر مصلے بچھائے نماز ادا کر رہا ہے۔ جب نماز سے فارغ ہوا تو سر سجدہ میں رکھ کر جناب الٰہی میں عرض کی کہ پروردگار! حضرت علیہ السلام نے کبیرہ گناہ

Marfat.com

کا ارتکاب کیا ہے اسے توبہ عنایت کراتے میں خضر علیہ السلام آئے پوچھا کون سا گناہ کیا ہے؟ اس بزرگ نے کہا کہ آپ نے جنگل میں ایک درخت لگایا ہے جس کے سائے تلے آپ آرام کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں یہ کام اللہ کے لئے کیا ہے خضر علیہ السلام نے توبہ کی۔ اگر مجھے یہ کہا جائے ساری دنیا تجھے دے کر اس کا حساب نہیں لیا جائے گا اور یہ بھی کہا جائے اگر دنیا قبول نہ کرو گے تو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا تو میں دوزخ قبول کروں گا کیونکہ دنیا پر اللہ کا غضب ہے اسے اللہ دشمن قرار دیتا ہے۔ پھر شیخ الاسلام نے فرمایا میں نے نزدیک ہو کر سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دے کر فرمایا آجاؤ! میرے دل میں خیال آیا کہ پانی سے کس طرح گزروں؟ یہ خیال آتے ہی رستہ بن گیا میں اس بزرگ کے پاس پہنچا اس بزرگ نے کہا فرید! آج چالیس سال سے زمین پر پہلو کے بل نہیں لیٹا۔ جب تک کوئی مسافر نہیں آتا اس کے ساتھ مل کر کھانا کھائے بغیر نہیں کھاتا کیونکہ اس کے بغیر چین نہیں آتا درویشی اس کا نام ہے کہ اپنے حصے سے دوسروں کو بھی دے۔ اتنے میں دو پیالے سالن اور چار چپاتیاں عالم غیب سے نمودار ہوئیں ایک پیالہ میرے سامنے رکھا اور ایک اپنے سامنے ہم دونوں نے مل کر کھانا کھایا نماز عشاء ادا کی پھر نفلی نماز شروع کی میں بھی ہمراہ کھڑا ہوا دو رکعت میں چار مرتبہ قرآن حکیم ختم کیا سلام کے بعد سر سجدے میں رکھ کر زار زار روتے ہوئے عرض کی الٰہی میں نے کوئی ایسی عبادت نہیں کی جو تیرے لائق ہو پھر صبح کی نماز ادا کر کے مجھے دریا کے کنارے رخصت کر کے غائب ہو گیا۔

پھر جناب فریدؒ نے فرمایا درویشی وہی تھی جو اسے حاصل تھی۔ دنیا میں ٹوٹے گھڑے کے سوا اور کچھ ان کے پاس نہ تھا رات کو اس کا پانی گرا دیتے رات دن مجاہدے اور تجرید میں رہتے۔

پھر فرمایا ایک درویش صاحب ملک و مالک تھا وہ کہا کرتا تھا اگر قیامت کے دن مجھ سے پوچھا گیا کہ دنیا کیسے بسر کی تو کہہ دوں گا تجرید سے۔

بعد اس کے فرمایا ایک بزرگ بیس سال سے عالم تحیر میں رہا سال بھر کچھ نہ کھاتا پیتا جب سال کے بعد ہوش آتا تو طاق کے اندر ایک کھجور پڑی تھی اسے اٹھا کر چوس

Marfat.com

لیتا پھر اسے اسی جگہ رکھ دیتا اسی طرح ایک کھجور پر پچاس سال گزارہ کیا اس کا خاتمہ ہو گیا لیکن کھجور ابھی باقی ماندہ تھی۔

پھر فرمایا ایک مرتبہ خواجہ بایزید بسطامیؒ کا دامن محلے سے گزرتے وقت ایک کتے سے چھو گیا۔ خواجہ صاحب نے دامن لپیٹا تو کتے نے زبان حال سے کہا اے خواجہ! مجھ سے دامن کیوں سمیٹ لیا؟ میرے اور تیرے درمیان تین پانی سے صلح ہو سکتی ہے۔ مجھ سے ظاہر پلیدی ہے اگر تیرا دامن مجھ سے چھو جائے تو تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو سکتا ہے لیکن تیری پلیدی مجھ سے بدتر ہے کیونکہ وہ باطن میں ہے لازم ہے کہ تو اس بد باطنی کو چھوڑ دے اگر تو سات دریاؤں میں بھی اپنے آپ کو دھوئے تو پاک نہیں ہو سکتا۔ اے خواجہ تجھے خلقت سلطان العارفین کہتی ہے اور درویشی کا دعویٰ کرتے ہو۔ گیہوں کا مٹکا گھر میں وہ ذخیرہ ہے کیوں رکھا ہے اگر مجھے ایک ہڈی مل جائے تو اس پر گزارہ کر لیتا ہوں دوسرے دن کے لئے جمع نہیں کرتا۔ جب کتے نے یہ کہا تو خواجہ صاحب نے نعرہ مار کر کہا کہ دنیا میں کتے کی ہمراہی اور صحبت کے لائق بھی نہیں تو قیامت میں اہل سلوک کی ہمراہی اور بارگاہ الٰہی کے قابل کیسے ہوں گے۔ جب جناب باباؒ یہ بیان کر چکے تو ظہر کی اذان ہوئی لوگ اٹھ کر چلے گئے آپ نماز میں مشغول ہو گئے۔ الحمد للہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل ۔۔ ۹ ۔۔

گلیم و صوف

میری پابوسی کے وقت شیخ جمال الدین ہانسویؒ، شیخ برہان الدینؒ اور مولانا یحییٰ حاضر خدمت تھے صوف اور گودڑی کے متعلق گفتگو شروع ہوئی جناب فریدؒ نے فرمایا گودڑی اور صوف صرف انبیاء، اور اولیاء کا لباس ہے یہ لباس اس شخص کے لئے جائز ہے جس کا ظاہر اور باطن دنیاوی آلائشوں سے صاف ہو کیونکہ صوفی وہ ہے جس میں دنیا کی کوئی آلودگی نہ رہے۔

اس کے بعد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے گودڑی اور صوف پہننا انبیاء کا طریقہ ہے۔

جب بھی انبیاء یا اولیاء کو کوئی ضرورت پیش آتی اسی وقت گودڑی اور صوف کو سامنے رکھ کر بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے اور اس گودڑی اور صوف کو شفیع بناتے اور اللہ تعالیٰ اس مہم کو سر کر دیتا۔

اس کے بعد فرمایا کہ گودڑی پہننے کی ابتداء حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ سے ہوئی۔ خرقہ کی ابتداء بھی آپ سے ہوئی اور گودڑی کی بھی۔ ایک دن حضرت ابراہیمؑ نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عرض کی مجھے اہل صفہ کا طریق واضح ہو گیا اب گودڑی کی بھی وضاحت ہونی چاہئے حضرت جرائیل نے گودڑی جو لا کر عطا فرمائی تھی اس کے لئے تاکید کی اس کو رواج اپنے فرزندوں میں کرنا پھر آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانا۔

اس کے بعد جناب باباؒ نے فرمایا ہمیں معلوم ہے گودڑی حضرت ابراہیمؑ سے ملی اور ہم تک پہنچی اصل درویش وہ ہے جو انبیاء اور اولیاء کا لباس پہنے اور اس کا حق ادا کرے تاکہ قیامت کو وہ شرمندہ نہ ہو۔

پھر فرمایا بشر حافیؒ نے جس روز سے اپنے پیر سے گودڑی حاصل کی چالیس سال تک نہ مسکرائے وجہ پوچھی فرمایا مجھے اپنے آپ کی خبر نہیں رہی۔ اب مجھ پر لازم ہے کہ

Marfat.com

اس کا حق ادا کروں ورنہ یہ قیامت کو سانپ بن کر میرے گلے میں حائل ہو گی۔

پھر اس کے بعد فرمایا جب درویش صوف اور گودڑی پہن لے تو دولت مندوں سے اجتناب کر کے گوشہ نشینی اختیار کرے اگر صوف پہن کر امراء اور بادشاہوں کی کاسہ لیسی کرے اس سے درویشی جامہ واپس لیا جائے کیونکہ وہ اس کا اہل نہیں۔

جنید بغدادیؒ بے بسی میں درویشوں کے اس لباس کو شفیع بنا کر اللہ سے التجا کرتے تو دعا قبول ہو جاتی۔

حضرت موسیٰؑ شوق سے گودڑی پہنے اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے حکم ہوا ہمارے عاشقوں کا لباس بغیر شکرانہ کے نہیں پہن سکتے انہوں نے جا کر تمام سامان حتیٰ کہ تن کے کپڑے بھی اللہ کی راہ میں دے دیئے تب حکم ہوا اے موسیٰؑ اب تم میں دنیاوی آلائشیں نہیں رہیں تب گودڑی پہن کر گوشہ نشینی اختیار کی یاد الٰہی میں مشغول رہے جب فرعون سے مقابلہ ہوا تو اللہ نے غلبہ عطا فرمایا۔ اس پر گنج شکرؒ نے یہ شعر پڑھا۔

شکرانہ دہند عاشقان جان جہاں
یا صوف و گلیم عشق راخویش کنند

اس کے بعد فرمایا کہ میں نے حضرت بختیار کاکیؒ کی زبانی سنا کہ میدان حشر میں گودڑی پوش جھوم کر آئیں گے ان کی گودڑیوں کے دھاگوں کو مرید تھامے ہوں گے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنت میں چلے جائیں گے۔

پھر فرمایا صاحب تصوف کی اصلاح اس وقت ہوتی ہے جب وہ اپنے باطن کو دنیاوی آلائشوں سے بالکل صاف کر لیتا ہے۔ جناب شہاب الدینؒ فرماتے ہیں صوفی تب گودڑی پہنے پہلے حسد کینہ تکبر اور ریا کو چھوڑ دے۔ یہی اہل تصوف کا مذہب ہے۔

پھر فرمایا سلوک میں میں نے لکھا دیکھا ہے سلطان ابراہیمؒ خواص مذہب تصوف کے بارے میں فرماتے ہیں جس نے فقراء اور اہل تصوف کے متعلق حسد اور کینہ اختیار کیا اس پر فقر کا ذرہ بھر بھی اثر نہ ہو گا فقیر وہ ہے جس میں متذکرہ چیزیں نہ ہوں اے درویش فقر اور تصوف میں بے شمار ملاوٹیں کر دی جاتی ہیں ملاوٹ اس وقت کی جاتی ہے جب صاحب تصوف کے دل میں دنیاوی مرتبے اور مال و دولت کا خیال آئے۔ جب صاحب تصوف گودڑی کو اپنے اقتدار کا وسیلہ بنائے تو وہ مذہب تصوف میں جھوٹا

Marfat.com

اور کاذب آدمی ہے۔

پھر فرمایا میں نے جنید بغدادیؒ کی کتاب "عمدہ" میں لکھا دیکھا ہے کہ تمام مذہب میں صاحب تصوف کو اہل دنیا' بادشاہوں سے میل ملاپ رکھنا قطعی حرام ہے۔

پھر زبان مبارک نے فرمایا کہ خبر میں آیا ہے کہ اہل تصوف کے مذہب کے مطابق صبح ہو یا شام صوفی کے دل میں حسد اور کینہ نہ ہو۔ فرمان الٰہی ہے۔ و نزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا یعنی اہل تصوف و گلیم پوشوں کو چاہئے کہ تمام دنیا اور گناہوں سے کنارہ کشی کریں اور یہ بات اہل دنیا کی صحبت چھوڑے بغیر اور اہل تصوف کی صحبت اختیار کئے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔

پھر فرمایا اہل کرامت کو اپنی قدر معلوم ہونی چاہئے ان کے متعلق قرآن مجید میں ہے و لقد کرمنا بنی آدم علیہ بعض مفسرین کے نزدیک یہ آیت اہل تصوف کے متعلق ہے کیونکہ انہیں انسانوں پر شرف ہے اور اہل تصوف کو تمام مخلوقات پر شرف ہے۔

پھر فرمایا آدمؑ کو جو صفی کہا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے علم علوی میں، مذہب تصوف قبول کیا۔

اس کے بعد فرمایا جو شخص حرام اور مشتبہ لقمے سے پرہیز نہیں کرتا بادشاہوں اور امراء کی صحبت کو نہیں چھوڑتا اسے گودڑی اور صوف پہننے کی اجازت نہیں۔

گودڑی اور صوف کی قدر موسیٰ کلیم اللہ' ابراہیم خلیل اللہ اور آدم صفی اللہ کے علاوہ مشائخ طبقات اور اہل علم کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔

پھر فرمایا جو شخص گودڑی پہنے لذیذ اور شیریں کھانے کھائے اور اہل دنیا اور بادشاہوں سے میل ملاپ رکھے ایسا کرے گا تو وہ لباس انبیاء میں اہل سلوک کے اندر خائن ہے وہ اس کا حق ادا نہیں کرتا۔

پھر فرمایا گودڑی اور صوف کے رنگ میں اختلاف ہے بعض مشائخ کے نزدیک سرخ اور سبز یہ شیطانی لباس ہے۔

اس کے بعد فرمایا خواجہ جنیدؒ کا طبقہ اور بعض مشائخ پاجامہ گودڑی کا پیراہن اور پگڑی عام لباس پہنتے ہیں پاجامہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم نے بھی زیب تن فرمایا تھا۔

پھر فرمایا جو شخص اس لباس کی بے عزتی نہیں کرتا اور خود یہ لباس پہنتا ہے اور مشروعہ آدمی سے زیادہ لالچ نہیں کرتا اور حریصوں کی طرح مارو مار نہیں کرتا وہ صابر اور متوکل ہے۔

پھر فرمایا میں نے دمشق میں ایک بزرگ شیخ شہاب الدین زند و بس کو دیکھا جو خواجہ حکیم ترمذی کے رشتہ داروں میں سے تھا میں نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کیا انہوں نے پاس بٹھایا اتنے میں چند صوفی آئے انہوں نے ان کے ایک مرید کے متعلق شکایت کی آپ نے اسے بلوا کر اس کی گودڑی اور صوف آگ میں ڈلوا دیا اور فرمایا یہ ابھی صوف کے لائق نہیں۔

اس کے بعد فرمایا یہ لباس انبیاء کا ہے جو اس لباس میں خیانت کرے گا قیامت کے روز یہی گودڑی اور صوف اس کے گلے میں ڈال کر پھرائیں گے اور کہیں گے یہ وہ شخص ہے جس نے اس لباس کا حق ادا نہیں کیا۔

پھر فرمایا کہ راہ طریقت اور مذہب تصوف کا اصول یہی ہے کہ انسان ہر وقت خاموش اور عالم تحیر میں مستغرق رہے پھر فرمایا نہ رسوم کسی کام کی ہیں نہ علوم بلکہ جو کچھ ہے وہ اخلاق ہے تخلقو باخلاق اللہ یعنی رسوم و علوم سے نجات نہیں بلکہ اخلاق ہے۔

پھر فرمایا اہل تصوف دنیا اور اس کے مال کے دشمن اور اللہ کے دوست ہیں۔ اہل تصوف ایسے قوی بھی ہوتے ہیں کہ جب یاد الٰہی میں مستغرق ہوتے ہیں انہیں مخلوق کی خبر نہیں ہو گی سب کچھ دل سے نکال دیتے ہیں صوفی کی ملکیت میں کچھ نہ ہو اور نہ ہی وہ کسی کی ملکیت رعایا ہو پھر اسے گودڑی پہننے کی اجازت ہے۔

بعد میں فرمایا کہ ایک بزرگ سے پوچھا گیا کہ محبت اور تصوف میں کمالیت کس بات کا نام ہے فرمایا پانچوں وقت کی نماز عرش پر ادا کرے۔

پھر فرمایا تصوف اللہ کی صفا ورستی کا نام ہے اصل تصوف کو دنیا اور آخرت میں محبت اللہ تعالیٰ کا شرف حاصل ہے۔

بعد میں فرمایا کہ صوفی وہ شخص ہے کہ جب صفائی حاصل کرے تو کوئی چیز اس سے

Marfat.com

پوشیدہ نہ رہے پھر فرمایا کہ اہل تصوف کے ستر مرتبے ہیں ایک مقام وہ ہے جہاں دنیا تو کیا خود سے بھی بے نیاز ہو جاتا ہے۔

پھر عشق حقیقی کے متعلق فرمایا عشق کا آغاز معشوق حقیقی کے مشاہدے کی بدولت ہوتا ہے جب مجاہدہ میں حد سے متجاوز ہوتے ہیں تو مکاشفہ کا آغاز ہوتا ہے عشق بڑھ جاتا ہے تو حجاب اٹھ جاتا ہے کسی خاص مقام پر پہنچ کر عاشق عالم تحیر میں پڑ جاتا ہے۔

اس کے بعد آپ خواجہ قطب الدین بختیار" سے سنی رباعی پڑھتے رہے اور حیرت میں اضافہ ہوتا رہا۔

این همه عاشق ز دیدار آید
چوں دیده ہا دیده آنکه درکار آید
در دام بلا زمرغ بسیار آید
پروانه بطمع نور در نار آید

بعد میں فرمایا اگر ہر روز ہر گھڑی عاشق پر ہزار انوار و اسرار تجلی اگر ہزار مرتبہ بھی ہوں تو وہ سیر نہیں ہوتا بلکہ ھل من مزید پکارتا ہے۔ یہ فریاد اس وقت رہتی ہے جب کہ مشاہدہ کی تمام مرادیں اسے نہیں ملتیں پس اے درویش کام وہی لوگ کرتے ہیں جو ہر وقت مشاہدہ دوست میں ہیں اور ان کا کوئی وقت مشاہدے سے خالی نہیں۔ اس کے بعد آپ نے خواجہ حمید الدین ناگوری" سے سنی ہوئی ایک مثنوی کا شعر سنایا۔

زانجا که جمال دوست از دلبر ماست
ماور خود ادیم نه او در خورما است

پھر فرمایا جو معشوق کا عشق ہے جو اس کی نظر میں ہے وہ سب منظور ہے۔ عاشق اور معشوق کی گلی میں یہ بات عشق کی زیادتی کی بدولت ہوتی ہے۔ ایک دفعہ مجنوں نے کچھ نہ کھایا شکار کرتے ہوئے ایک ہرن اس کے ہاتھ چڑھ گیا پھر اسے چھوڑ دیا اس لئے کہ اس کی آنکھیں لیلیٰ کی آنکھوں جیسی تھیں۔ جو شخص اللہ کا عاشق ہے مشاہدہ کی بدولت بے خودی کی وجہ سے وہ مستغرق ہو جاتا ہے اور بے ہوش ہو جاتا ہے قاضی حمید الدین ناگوری" نے لکھا کہ مجنوں کے قبیلہ والوں نے لیلیٰ سے کہا مجنوں تیرے

Marfat.com

عشق سے ہلاک ہوا جاتا ہے کیا ہرج ہے تو اگر اپنا دیدار اسے کرا دے لیلیٰ نے کہا مجھے کوئی اعتراض نہیں مگر وہ تاب نہ لاسکے گا آخر لیلیٰ کو باپردہ مجنوں کے قریب لایا گیا تو وہ تڑپنے لگا لیلیٰ نے کہا میں نہ کہتی تھی کہ وہ تاب نہ لاسکے گا۔ اس پر شیخ الاسلام جناب بابا نے یہ شعر پڑھا۔

گر مے بدہد ہجر تو وصلت یارم
باخاک سرکوئے تو کارے دارم

اس کے بعد فرمایا میرے بھائی مولانا بہاؤالدین زکریاؒ عالم عشق و شوق میں مستغرق تھے بار بار آپ کو عشق کے متعلق حیرت اور حالت ہوتی ہر بار آپ پڑھتے ان دو شعروں کی بدولت سات دن تک کیفیت رہی۔

با درد لباز چوں دوائے تو منم
در کس منگر چو آشنائے تو منم
گر بر سرِ کوئے عشق من کشتہ شوی
شکرانہ بدہ کہ خوں بہائے تو منم

اس کے بعد فرمایا کہ اے درویش! کیا تجھے معلوم ہے کہ دل پر کیا کیا انوار اور اسرار نازل ہوتے ہیں۔ جن میں وہ مستغرق رہتا ہے اور اس سے اپنا در بنا تا ہے یا عاشق جانتا ہے یا معشوق ان میں باہمی کیا معاملہ ہے۔

اس کے بعد فرمایا میں نے "اسرار العارفین" میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک شخص نے چالیس سال تک تنہائی اختیار کی خلقت کو نہایت کم دیکھتا۔ ایک دن لوگوں نے پوچھا آپ کا دیدار بہت کم ہوتا ہے اس کی کیا وجہ ہے۔

فرمایا کہ جب اہل تصوف خلقت میں مشغول ہوتے ہیں تو قرب خالق سے دور جا پڑتے ہیں تو اس وجہ سے تنہائی اختیار کر رکھی ہے۔

شیخ الاسلام زبد الانبیاءؒ نے یہ بات ختم کی تو نماز کی اذان ہوئی آپ نماز میں مشغول ہو گئے میں اور لوگ واپس چلے آئے الحمدللہ علی ذالک۔

— ☆ —

Marfat.com

فصل -- ۱۰ --

محبت

میں جناب زہد الانبیاءؒ کی خدمت میں قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا اس وقت شیخ برہان الدین، جمال الدین ہانسوی، شیخ بدرالدین غزنوی اور دیگر عزیز حاضر خدمت تھے۔ آپ نے فرمایا اے درویش! محبت کے سات سو مقام ہیں پہلا مقام تو یہ ہے کہ جو مصیبت دوست کی طرف سے نازل ہو اس پر صبر کرے۔

بعد میں فرمایا کہ کتاب محبت میں، میں نے یہ روایت ابو ہریرہؓ لکھا دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ کی محبت ایک بادشاہ کی مانند ہے جو ہر دل میں قرار نہیں پکڑتا ماسوائے اس دل کے جو اس کے شایان شان ہو۔ وہ آسمانی فضا ہے جو درد بھرے دل میں قرار حاصل کرتی ہے۔

اس کے بعد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں محبت بچھو کی مانند ہے جس پر وہی قدم رکھتا ہے جو اٹھارہ ہزار عالم کا خیال نہ کرے اور کسی کو بیچ میں نہ دیکھے مگر دوست کی محبت میں دیوانہ ہو جائے۔

پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ عاشقوں کے تمام اعضاء عشق سے بنائے گئے ہیں وہ شخص جو سرشت سے لے کر اب تک رب ارنی الظر الیک کا دم مارتا ہے وہ ہر وقت جانتا ہے کہ حق تعالیٰ کی محبت و عشق کیا چیز ہے۔ پس اے درویش! جس آنکھ میں عشق کا سرمہ لگا ہوا ہے اس سے عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔

بعد ازاں فرمایا کہ حق تعالیٰ کی محبت ایسی ہونی چاہئے۔ جیسی حضرت ابراہیم خلیل اللہ میں تھی کہ دوستی حق کی خاطر اپنے فرزند کو قربان کیا۔ جب دیکھا کہ وہ ہماری محبت میں ثابت قدم ہے تو حکم کیا کہ لڑکے کی قربانی نہ کرو۔ ہم اس کے عوض بہشت سے قربانی بھیجتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ جس روز حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے حق تعالیٰ کی دوستی کا دم مارا۔ تو

Marfat.com

حضرت جبرائیل نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ اجازت ہو۔ تو اسے آزما لوں؟ حکم ہوا بہتر۔ جاؤ۔ آزما لو۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نیچے اتر پہاڑ پر کھڑے ہوئے۔ اور بلند آواز سے یااللہ ! کہا اس وقت حضرت ابراہیم خلیل اللہ کعبے کی عمارت میں مشغول تھے۔ باہر آکر کہا کہ صاحب ! ایک مرتبہ اور اللہ کا نام لینا۔ حضرت جبرائیل نے کہا کہ پہلے شکرانہ لاؤ۔ جب شیخ الاسلام اس بات پر پہنچے۔ تو آبدیدہ ہو کر مثنوی کے یہ اشعار زبان مبارک پر لائے:

مثنوی

شکرانہ دہم آنچہ بر ملک من است   از بہر خدا بگوئے اللہ تو باز

جان نیز دہم و آنچہ برقلب است   یک بار اگر بگوئی اللہ تو باز

الغرض حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ میرے پاس کئی ہزار اونٹ ہیں۔ وہ سب میں نے اللہ تعالیٰ کی دوستی کے صدقے کئے۔ تو پھر ایک مرتبہ یااللہ کہہ۔ جبرائیل نے یااللہ کہا۔ تو جو کچھ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے پاس تھا۔ سب کچھ دے دیا۔ پھر فرمایا کہ اب پھر کہہ۔ جبرائیل نے پوچھا کہ اب کیا دو گے؟ فرمایا۔ بدن میں جان باقی ہے۔ سو وہ بھی دے دوں گا۔ چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پھر یااللہ کہا۔ تو آپ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ جب ہوش میں آئے۔ تو جبرائیل نے کہا۔ کہ واقعی ابراہیم خلیل اللہ دوستی حق میں صادق ہیں۔ پس۔ جب واپس بارگاہ الٰہی میں گیا۔ تو سر سجدے میں رکھ کر عرض کی کہ واقعی جیسا سنا تھا۔ ویسا ہی محبت میں صادق پایا۔

پھر فرمایا کہ اے درویش ! محبت حق میں صادق وہ شخص ہے۔ جو ہر وقت اس کی یاد میں رہے۔ اور لحظہ بھر بھی اس کی یاد سے غافل نہ رہے اہل سلوک کہتے ہیں۔ کہ لوگ اکثر اسی چیز کا زیادہ ذکر کرتے ہیں جس سے ان کی محبت ہوتی ہے۔ اسی طرح جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتا ہے۔ وہ یاد الٰہی سے ایک دم بھی غافل نہیں ہوتا۔ میں نے حجتہ العارفین میں لکھا دیکھا کہ من احب شیا اکثر ذکرہ جو شخص جس چیز سے محبت رکھتا ہے۔ اسی کا ذکر کرتا ہے۔

Marfat.com

بعد ازاں فرمایا کہ ایک مرتبہ خواجہ حسن بصری رابعہ بصری کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور محبت حق کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ خواجہ حسن فرماتے ہیں۔ میرے دل میں خیال آیا کہ میں مرد ہوں اور وہ عورت۔ آپ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ جب میں وہاں سے اٹھا۔ تو اپنے تیئں مفلس اور اسے مخلص پایا۔

پھر فرمایا۔ اگر حلال اور بے حساب ساری دنیا حق تعالیٰ کے دوستوں کو دی جائے تو بھی انہیں اس کے لینے سے شرم آتی ہے۔ جیسا کہ مرد کو مردار سے۔

اس کے بعد فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے بغداد میں ایک بزرگ کو دیکھا۔ جو بار بار سجدے میں سر رکھ کر بارگاہ الٰہی میں یہ عرض کرتا ہے۔ کہ اے یارب ! اگر قیامت کے دن مجھے دوزخ بھیجے گا۔ تو میں محبت کا ایک بھید ظاہر کروں گا۔ جس کی وجہ سے دوزخ ہزار سالہ راہ کے برابر مجھ سے دور بھاگ جائے گا۔ اس واسطے کہ محبت کی آگ کا مقابلہ کوئی آگ نہیں کر سکتی۔ اگر مقابلہ کرے تو نابود ہو جاتی ہے۔

پھر فرمایا کہ ایک دفعہ رابعہ بصری عالم شوق اور اشتیاق میں بار بار سجدے میں سر رکھتیں۔ اور پھر اٹھ کر کھڑی ہوتیں۔ آخر یہ کہا کہ اے پروردگار ! اگر میں دوزخ کے ڈر کے سبب تیری پرستش کرتی ہوں۔ تو مجھے دوزخ میں ڈالنا۔ اور اگر بہشت کی امید پر تیری عبادت کرتی ہوں۔ تو بھی دوزخ میں جلانا۔ اور اگر میں تیری خاطر تیری عبادت کرتی ہوں۔ تو اپنے جمال سے دریغ نہ کرنا۔

بعد میں فرمایا کہ اے درویش ! اگر اہل محبت کو تمام چیزیں آراستہ کر کے دی جائیں۔ تو وہ آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ وہ صرف جمال حق کے متلاشی ہوتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ جب خواجہ بایزید بسطامی علیہ الرحمتہ شوق میں مشغول ہوتے ہیں۔ تین رات دن یا چار دن رات کھڑے ہوئے بلند آواز سے یہی کہتے جاتے کہ یوم تبدل الا رض ایسا دن آئے گا۔ اس زمین کو لپیٹ لیں۔ اور دوسری نئی زمین پیدا کریں۔

پھر فرمایا کہ حضرت ابراہیم ادھم رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے ملک و تخت کیوں چھوڑ دیا۔ فرمایا۔ ایک روز میں بیٹھا تھا کہ محبت کا آئینہ مجھے دکھلایا گیا۔ جب میں نے اس میں نگاہ کی۔ تو اپنی منزل گور میں دیکھی جس میں نہ کوئی میرا ہمراہی ہے۔

Marfat.com

اور نہ میرے پاس سامان عنصر۔ قاضی عادل ہے۔ اور میرے پاس کچھ بھی نہیں۔ اسی وقت میرے دل سے ملک کی محبت جاتی رہی۔ اور سلطنت چھوڑ۔ دوسرے ملک میں چلا گیا۔

بعد ازاں فرمایا کہ حق تعالیٰ کی محبت ایسا بادشاہ ہے۔ کہ جب کسی دل میں مقام کرتا ہے۔ تو اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ اس کے سوائے اور بھی کوئی اس دل میں رہے بعد ازاں فرمایا کہ ایک مرتبہ میں غزنی میں ایک درویش سے ملا۔ جو اہل محبت سے تھا۔ اس سے میں نے پوچھا کہ اے درویش! محبت کا انجام بھی ہے۔ یا نہیں۔ یہ سوال سنتے ہی مجھے ڈانٹا۔ کہ او جھوٹے! محبت کی کوئی انتہا نہیں۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! محبت آتش الٰہی کی تلوار ہے۔ وہ جس چیز پر گزرتی ہے۔ اس کے ٹکڑے کر دیتی ہے۔

پھر فرمایا کہ میں نے خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز کی زبانی سنا کہ حق تعالیٰ کی محبت انسان کے تمام اعضاء میں ہے۔ انسان کی سرشت اپنی محبت سے کی۔ اگر آنکھ ہے۔ تو دوست کی محبت میں مستغرق اور پُر ہے۔ اگر ہاتھ اور پاؤں ہیں۔ تو وہ بھی محبت حق میں غرق ہیں۔ پس اے درویش! آدم زاد کے اعضاء کا کوئی ذرہ بھر محبت حق سے خالی نہیں۔ بعد ازاں شیخ الاسلام نے زبان مبارک سے فرمایا کہ محبان حق کا دل ایسے چراغ کی طرح ہے۔ جو انوار کی قندیل میں رکھا ہے۔ اور جس کی روشنی سے سارا جہان منور ہے۔ پس ایسے شخصوں کو تاریکی کا کیا ڈر؟

پھر فرمایا کہ نفس کی خاموشی یاد حق ہے۔ جو یاد حق میں ہے اس کا دل نہیں مرتا اور جو یاد حق سے خالی ہے۔ اس میں کوئی نعمت اثر نہیں کرتی۔

بعد ازاں فرمایا کہ میں نے کتاب محبت میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ بھوک ایک بادل ہے۔ جس سے رحمت کی بارش ہوتی ہے۔

بعد میں فرمایا کہ ایک مرتبہ خواجہ بایزید بسطامی علیہ الرحمتہ سے پوچھا گیا کہ محبت حق کیا چیز ہے؟ فرمایا۔ محبت اس بات کا نام ہے کہ دنیا و مافیہا سے دل نہ لگایا جائے۔

پھر فرمایا کہ محبت حق تک عشق کا بادشاہ ہے۔ جو تخت پر بیٹھا ہے۔ اور ہاتھ میں

Marfat.com

فراق اور ہجر کی تلوار لئے ہوئے ہے۔ اور وصال کی نرگس اس نے قضاء کے ہاتھ دے رکھی ہے۔ اور ہر دم ہزارہا سر تلوار سے اڑاتا ہے۔ پس جو عاشق حق ہے۔ اگر ہر لحظہ اس کا سر ہزار مرتبہ اڑایا جائے۔ تو پھر اور سر پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی اگر ہزار مرتبہ اس کا سر کاٹا جائے۔ تو بھی پاؤں پیچھے نہ ہٹائے۔ پھر شیخ الاسلام نے یہ رباعی زبان مبارک سے فرمائی۔

رباعی

در یاد تو ہر روز چناں مدہوشم صدبار اگر تیغ زنند زاں نخروشم
آہے کہ زیادِ تو زنم وقت سحر گر ہر بو جہاں بہنداں نفروشم

پھر فرمایا کہ اے درویش! ایک مرتبہ کوئی محب جان کنی کے وقت کچھ آہستہ آہستہ کہہ رہا تھا۔ دوستوں نے پاس ہو کر سنا۔ تو یہ الفاظ تھے کہ جب تک زندہ رہا۔ تیرے نام سے زندہ رہا۔ اب اگر میں جاتا ہوں تو تیرے نام کی یاد میں جاتا ہوں۔ اور جب میرا حشر ہو گا۔ تو بھی تیرے نام کی یاد میں ہو گا۔

بعد ازاں فرمایا کہ اس نے بلند آواز سے کہا۔ "اللہ" اور جان دے دی۔ جب شیخ الاسلام اس بات پر پہنچے۔ تو آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ عاشق اسی طرح جان دیتے ہیں۔ اس وقت یہ دو شعر زبان مبارک سے فرمائے۔

آیم بسر کوئے تو پویاں پویاں تاجاں بدہم نام تو گویاں گویاں
رخسارہ ز آبیدہ شویاں شویاں ہنجار وصال یار جویاں جویاں

بعد ازاں فرمایا کہ اے درویش! دہلی میں حوض شمس کے کنارے ایک درویش صاحب نعمت و عشق سے سماع کے وقت یہ دو شعر میں نے سنے۔ اس روز سماع میں جو حالت طاری ہوئی دیکھی۔ کبھی نہ ہوئی۔ وہ دو شعر یہ ہیں۔

عشق بہم جاں مرا رسواء کرد دانہ ر طلب جمال تو شیدا کرد
بربہ کہ ز عشق تو بدل پنہاں بود ازاں جملہ زشوق تو زخم پیدا کرد

پھر فرمایا کہ اے درویش! میں نے قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ کی زبانی

Marfat.com

سنا ہے کہ ایک مرتبہ میں بغداد سے بخارا آیا۔ تو وہاں پر ایک بزرگ کو دیکھا۔ جو از حد صاحب نعمت اور دوست کی محبت میں غرق تھا۔ جب میں نے اسے سلام کیا تو ایسی حالت میں دیکھا۔ کہ جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ اس طرح یاد حق میں مستغرق تھا کہ اسے اپنے آپ کی سدھ بدھ نہ تھی۔ الغرض۔ میں چند روز اس کی خدمت میں رہا۔ جب وہ سجدہ کرتا۔ تو رو رو کر بڑی عاجزی سے یہ رباعی پڑھتا اور بیہوش ہو جاتا اور زبان مبارک سے یہ کہا کرتا۔ کہ اے رب العزت میں نے ایک سجدہ بھی ایسا نہیں کیا۔ جو تیری بارگاہ کے لائق ہو۔

رباعی

در خود نعمت تو ندانم سود یک سجدہ چناں نشد کہ فرمانم بود
ہم بودی وہم باشی وہم خواہی بود نے بودم ونے باشم ونے خواہم بود

پھر فرمایا کہ اگر زندگی ہے۔ تو علم میں ہے۔ اگر راحت ہے۔ تو معرفت میں ہے۔ اگر شوق۔ تو محبت میں ہے۔ اور اگر ذوق ہے تو ذکر میں ہے۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ میں شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ العزیز اور شیخ اوحد کرمانی کی خدمت میں حاضر تھا۔ سلوک کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی شیخ شہاب الدینؒ نے فرمایا کہ علم اللہ ہے۔ معرفت فکر ہے۔ محبت مشاہدہ ہے۔ اور مشاہدہ سے مجاہدہ حاصل ہوتا ہے۔

پھر فرمایا کہ جو شخص اپنے دل کو لذت اور شہوت سے مار ڈالتا ہے۔ اسے لعنت کے کفن میں لپیٹ کر ندامت کی زمین میں دفن کرتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ حق تعالیٰ کی محبت والے وصال دوست کے سوا کسی بات پر راضی نہیں ہوتے۔

پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت والوں کو حضور حاصل نہیں ہوتا۔ جب کہ وہ خلقت سے تنہائی اختیار نہ کریں۔ اور خلقت میں اپنا مقام نہ بنائیں۔ دوستوں کو دشمن اور زن و فرزندوں کو یتیم اور اسیر خیال نہ کریں۔ جب ایسا کریں گے۔ تو وہ کسی مقام پر

Marfat.com

پہنچ سکیں گے۔ بعد ازاں شیخ الاسلامؒ نے یہ رباعی پڑھی۔

رباعی

عاشق بوستی نہ تنہاش طلب برخلعت عشق آنے و پیدانش طلب
گرہمے خواہی حضور نعمت ہر روز آنجا کہ کسے نباشد آنجاش طلب

بعد ازاں فرمایا کہ ایک مرتبہ راستے میں مجھے ایک اہل مجانین کامل ملا۔ ہم دونوں اکٹھے سفر کرنے لگے۔ جب بیابان میں پہنچے۔ تو مجھے پیاس کا غلبہ ہوا پانی کا وہاں نشان تک نہ تھا۔ میں اپنی پیاس کو اس بزرگ کے سبب ظاہر نہیں کر سکتا تھا۔ الغرض اس بزرگ نے اپنی روشن ضمیری سے معلوم کر لیا کہ میں پیاسا ہوں۔ مجھ سے پوچھا کہ کیا تمہیں پیاس لگی ہے؟ میں نے کہا۔ ہاں! فوراً پائے مبارک زمین پر مارا۔ تو پانی کا چشمہ بہہ نکلا۔ مجھے کہا کہ پیٹ بھر کر پانی پی لے۔ جب پانی پیا۔ تو وہ لذت حاصل ہوئی۔ جو عمر بھر کسی پانی سے نہ ہوئی تھی۔ جب اس مقام سے گزر کر منزل پر پہنچے۔ تو شام کی نماز ادا کر کے وہ بزرگ علم میں مشغول ہوا۔ تھوڑی دیر بعد میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے بیٹا! قیامت کے دن جب اہل محبت قبروں سے اٹھیں گے۔ تو سب دوزخ کے دروازے پر خیمے لگائیں گے۔ جونہی ان کی نظر دوزخ پر پڑے گی۔ دوزخ کی آگ دھیمی پڑ جائے گی۔ اور نہ سر اٹھائے گی۔ تب لوگوں کو راحت کی امید ہو گی۔ اور دوزخ کی آگ سے انہیں خلاصی نصیب ہو گی۔ اسی وجہ سے وہ دوزخ کے دروازے پر خیمے لگائیں گے۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ میں اور قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ ایک ہی مقام پر تھے۔ ایک مرد نے آکر پوچھا کہ فرض کیا ہے اور سنت کیا؟ قاضی صاحب نے فرمایا۔ کہ پیر کی صحبت فرض ہے اور دنیا وغیرہ کا چھوڑنا سنت ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ میں نے ایک بزرگ کی زبانی سنا ہے۔ کہ درویش وہ ہے۔ جو اپنے دل کے خزانے کی تلاش کرے۔ (جسے آخرت کی رسوائی کہتے ہیں)۔ پس اگر اسے وہ موتی مل جائے۔ جسے محبت کہتے ہیں۔ تو وہ شخص درویش صفت ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

پھر فرمایا کہ محبت بدرجہ کمال کو اس وقت پہنچتی ہے۔ جبکہ عشق میں اپنی عیب شناسی نہ کر سکے۔ اور خلقت کے ساتھ محبت نہ کرے۔

پھر فرمایا کہ جب ایسی حالت ہو جائے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے نزدیک کر لیتا ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ ایک مرتبہ خواجہ قطب الدین بختیار اوشی سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ تک کس طرح پہنچ سکتے ہیں۔ فرمایا! اندھے پن، گونگے پن، بہرے پن سے۔ جب یہ تمام چیزیں جاتی رہتی ہیں۔ تو سمجھ لو کہ وہ اللہ تک پہنچ گیا۔ لیکن جب تک یہ دشمن ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ اہل محبت کو چار مقام کے سوا اور کہیں قرار حاصل نہیں ہو سکتا۔ اول گھر کے کونے میں جہاں کوئی شخص مزاحم نہ ہو۔ دوسرے مسجد میں جو دوستوں کا مقام ہے۔ تیسرے قبرستان میں۔ جو گناہ سے عبرت حاصل کرنے کا مقام ہے۔ چوتھے ایسی جگہ جہاں کسی کا گزر نہ ہو۔ یا وہ ہو جو ذات حق۔

بعد ازاں شیخ الاسلامؒ زار زار روئے۔ اور یہ رباعی زبان مبارک سے فرمائی۔

رباعی

گر عاشق بوستی تنہاش طلب   برخلوت عشق آئے پیدائش طلب
گرمی خواہی حضور نعمت ہر روز   آنجاکہ کسے نباشد آنجاش طلب

پھر فرمایا کہ میرے نزدیک کالے دانے کے برابر دوستی کا حق۔ بغیر دوستی کے ستر ہزار سالہ عبادت سے بہتر ہے۔

پھر فرمایا کہ عورتوں کا کام ہم مردوں سے بہتر ہے۔ کہ وہ ہر مہینے غسل کر کے پاک ہو جاتی ہیں۔ ہم عمر بھر میں ایک مرتبہ بھی غسل نہیں کرتے کہ پاک ہو جائیں۔

اس کے بعد فرمایا کہ اے درویش! خواجہ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں عالم شوق اور اشتیاق میں اکیلا دوست کی بارگاہ میں گیا۔ اور ملکوت کے ارد گرد پھر رہا تھا۔ فرمان ہوا۔ اے بایزید! ہماری بارگاہ میں کیا تحفہ لائے ہو؟ میں نے عرض کی کہ محبت اور رضاء جن دونوں کے بادشاہ آپ ہی ہیں۔ پھر آواز آئی کہ اے بایزید!

Marfat.com

بڑی اچھی چیز لائے ہو۔ ہماری بارگاہ کے لائق یہی چیزیں ہیں۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے لاہور میں ایک ذاکر درویش کو دیکھا۔ جو از حد بزرگ اور ذاکر تھا۔ الغرض جب پابوسی حاصل ہوئی۔ تو چند روز میں اس کی صحبت میں رہا۔ جب وہ فریضہ نماز ادا کرتا۔ تو اس قدر ذکر کرتا کہ مساموں سے پسینہ بہہ نکلتا۔ اور سو سے بھی زیادہ مرتبہ زمین پر گرتا۔ پھر اٹھتا جب ذکر سے فارغ ہوتا۔ تو یہ کہتا کہ کتاب محبت میں لکھا ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا ذکر مومن بندے پر غالب آتا ہے۔ تو میں جو اس کا پروردگار ہوں اس کا عاشق ہو جاتا ہوں۔ یعنی اسے پیار کرنے لگتا ہوں۔ انسان ایسی نعمت سے اپنے آپ کو کیوں محروم رکھے۔ اور کیوں نہ ہر وقت اس کی یاد میں مشغول رہے۔

بعد اس کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دلوں کو خاص کر اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ عرش کا طواف کریں۔ پھر فرمایا کہ دل تین قسم کے ہیں۔ بعض تو ایسے ہیں۔ جو پہاڑ کی طرح جگہ سے نہیں ہلتے' وہ محبوں کے دل ہیں۔ بعض ایسے ہیں۔ جو درخت کی طرح جڑ سے تو قائم ہیں۔ لیکن ان کی ٹہنیاں وغیرہ ہوا سے حرکت کرتی ہیں۔ اور بعض پتوں کی طرح ہیں۔ کہ ہوا جس طرف چاہتی ہے۔ انہیں پھیر لیتی ہے۔

پھر فرمایا کہ محبت میں صادق وہ شخص ہے۔ جو دوست کی یاد کے سوا اور کسی بات کو پسند نہ کرے۔ پھر فرمایا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے پاس جا کر اسے اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے کا حکم ہوا۔ تو اسے اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ اس کے ساتھ نرمی اور آہستگی سے بات کرنا۔ تاکہ اس کا دل نہ دکھے۔ جب شیخ الاسلام اس بات پر پہنچے۔ تو آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ دیکھو۔ جو شخص خدائی کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور انا ربکم الاعلیٰ کہتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ لطف ہے کہ اس کے دل کو ناراض نہیں کرنا چاہتا۔ تو جو شخص پانچ وقت سبحان ربی الاعلیٰ کہتا ہے۔ وہ کس طرح اس کے لطف سے ناامید ہو سکتا ہے۔ ایسا شخص ہرگز ہرگز ناامید نہیں ہو گا۔ اس کے حق میں تو ضرور بے حد لطف و کرم فرمائے گا۔

پھر فرمایا کہ جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا دم بھرتا ہے۔ اور اس کی یاد میں

Marfat.com

مشغول رہتا ہے اسے قیامت کے دن کسی قسم کا عذاب نہ ہو گا۔ اور روز محشر کے عذاب سے وہ بے کھٹکے ہو گا۔

پھر فرمایا کہ جب قارون زمین کے چوتھے طبقے میں مع مال و اسباب پہنچا۔ تو وہاں کے رہنے والوں نے پوچھا۔ تو کون ہے اور تونے کیا گناہ کیا ہے؟ جو تجھے زمین کے اندر اتارا گیا ہے۔ جواب دیا کہ میں موسیٰؑ کی قوم سے ہوں۔ مال کی زکواۃ نہیں دی تھی۔ اور اللہ کے پیغمبر کی برابری کی تھی۔ اس واسطے مجھے آج کا دن نصیب ہوا۔ جونہی قارون نے موسیٰ علیہ السلام کا نام لیا۔ فرشتوں کو حکم ہوا کہ قارون کو اسی جگہ رکھو۔ اور نیچے نہ لے جانا۔ کیونکہ اس نے میرے دوست کا نام لیا ہے۔ اس لئے مجھ پر واجب ہے کہ اسے عذاب نہ کروں۔ جب شیخ الاسلام اس بات پر پہنچے۔ تو آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ جو شخص یاد الٰہی میں رہتا ہے۔ اسے ضرور قیامت کو اس کا مقصود مل جائے گا۔ اور تجلی کے اعزاز سے مشرف ہو گا۔

پھر فرمایا کہ ایک دن خواجہ یوسف چشتی رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ اہل محبت کون لوگ ہیں؟ فرمایا۔ وہ لوگ جو دوست کے سوا کسی اور چیز میں مشغول نہیں ہوتے۔ اس لئے کہ جو شخص دوست کے بغیر کسی اور چیز سے خوش ہو جاتا ہے۔ درحقیقت وہ اندوہ کے قریب ہوتا جاتا ہے۔ اور جو دوست سے محبت کرتا ہے۔ تو اسے کبھی دہشت نہیں ہوتی۔ اور جو شخص دوست سے محبت نہیں کرتا۔ اور اس کا دعویٰ محبت درست نہیں ہوتا۔

پھر فرمایا کہ جس کی ہمت محبت کی طرف ہو۔ وہ جلد ہی اللہ تک پہنچ جاتا ہے۔ اور جس کی ہمت محبت کی طرف نہیں ہوتی۔ وہ دوزخ کے نزدیک ہو جاتا ہے۔

پھر فرمایا کہ جب صاحب محبت سلطنت کا دعویٰ کرے۔ تو درحقیقت جان لے کہ محبت جاتی رہے گی۔ شیخ الاسلام یہ فرماتے ہی دوڑ کر اندر چلے گئے۔ اور میں اور اور لوگ واپس چلے آئے۔ الحمدللہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل ۔۔۔ ۱۱ ۔۔۔

خوف و توکل

جب پابوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اس وقت مولانا برہان الدین ہانسوی' شیخ بدرالدین غزنوی اور عزیز حاضر خدمت تھے۔ خوف اور توکل وغیرہ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش! خوف حق تعالیٰ کی طرف سے بے ادب بندوں کے لئے تازیانہ ہے۔ تاکہ وہ اللہ سے ڈر کر گناہ سے باز آجائیں۔ اور سیدھی راہ چلیں۔

پھر فرمایا کہ کلام مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الم یان الذین امنوا ان تخشع قلوبھم یعنی اے میرے بندے! کیا اب بھی وہ وقت نہیں آیا کہ میرے ڈر کے مارے تمہارے دل نرم ہوں۔ یا کوئی تم میں سے ایسا ہے۔ جو ہم سے صلح کرے۔ یعنی توبہ کرے۔ اور میں اس کی توبہ قبول کروں۔

پھر فرمایا کہ خوف اس کے عدل اور امید اس کے فضل کی وجہ سے ہے۔ پس اس کی درگاہ کا معزز بندہ وہ ہے۔ جس میں دونوں باتیں ہوں۔

بعد میں فرمایا کہ ایک بزرگ اللہ تعالیٰ کے خوف سے چالیس سال روتا رہا۔ جب اسے موت یاد آتی۔ تو بید کے پتے کی طرح کانپتا۔ اور ہزار مرتبہ بیہوش ہو کر گرتا۔ جب ہوش میں آتا تو یہ آیت پڑھتا ان الابرار لفی نعیم و ان الفجار لفی حجیم یعنی نیک لوگ بہشت میں اور بدکار نافرمان دوزخ میں جائیں گے۔ پھر نعرہ مار کر بیہوش ہو کر گر پڑتا۔ اور کہتا مجھے معلوم نہیں کہ قیامت کے دن ان دو میں سے میں کس گروہ میں ہوں گا۔ جب فوت ہو گیا۔ تو اسے خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا۔ فرمایا جیسا دوستوں سے کرتا ہے۔ جب مجھے عرش کے نیچے لے گئے۔ تو پوچھا گیا کہ اے درویش! تو اس قدر کیوں رویا کرتا تھا۔ کیا مجھے غفار نہیں جانتا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ میں تیری قہاری کے سبب سے ڈرتا رہتا تھا کہ کہیں میری ساری عبادت اکارت نہ جائے۔ اس ڈر کی وجہ سے روتا تھا۔ جب یہ

Marfat.com

عرض کی تو حکم ہوا کہ جاؤ! تجھے ہم نے بخش دیا۔

پھر فرمایا کہ یحییٰ علیہ السلام ابھی بچہ ہی تھے کہ خوف الٰہی سے اس قدر روئے۔ کہ رخسارہ مبارک کا گوشت و پوست گل گیا۔ الغرض ایک روز پہاڑ پر سر سجدے میں رکھ کر رو رہے تھے۔ آپ کی والدہ صاحبہ بھی جا نکلیں۔ آپؑ کو اس حالت میں دیکھ کر شفقت مادرانہ کی آپ نے سمجھا کہ شاید ملک الموت ہے اس لئے کہا کہ ذرا ٹھہر جانا کہ میں والدہ کا دیدار کر لوں۔ یہ سن کر آپ کی والدہ صاحبہ نے نعرہ مار کر کہا کہ اے جان مادر! میں ملک الموت نہیں۔ میں تیری ماں ہوں۔ میرے ساتھ چل اور کھانا کھا لے۔ الغرض حکم عدولی نہ کر کے آپ والدہ کے ہمراہ گھر آئے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ اے یحییٰ! تو ابھی بچہ ہے۔ تو نے کوئی ایسا گناہ نہیں کیا۔ جس کے سبب تو اس قدر روتا ہے۔ عرض کی۔ آپ سچ فرماتی ہیں۔ لیکن اگر قیامت کے دن مجھے دوزخ میں ڈال دیں۔ تو کیا آپ مجھے چھڑا سکتی ہیں؟ فرمایا۔ نہیں عرض کی کہ پس۔ پھر آپ کے لئے واجب نہیں کہ مجھے رونے اور خوف الٰہی سے باز رکھیں۔ کیونکہ مجھے اس کی تدبیر آج ہی کرنی چاہئے۔ تاکہ میں قیامت کو عذاب دوزخ سے رہا ہو سکوں۔

اس کے بعد فرمایا کہ اے درویش! انبیاء اولیاء خوف الٰہی کے مارے اسی طرح پگھلتے آئے ہیں۔ جیسے سونا کٹھالی میں۔ اس واسطے کہ اپنا انجام کسی کو معلوم نہیں۔ کہ جہاں سے کیسے جائے گا۔

بعد میں فرمایا کہ ایک بزرگ عبداللہ خفیف نام چالیس سال نہیں سوئے۔ اور خوف خدا سے اس قدر روئے کہ رخسارہ مبارک میں گڑھے پڑ گئے۔ جن میں چڑیوں نے گھونسلے بنائے لیکن آپ اللہ کے خوف سے اس قدر متحیر تھے کہ ان کی آمدورفت کی آپ کو مطلق خبر نہ تھی۔ جب آپ قیامت اور قبر کی حکایت بیان فرماتے۔ تو بید کی طرح کانپتے۔ اور بیہوش ہو کر گر پڑتے۔ اور مچھلی کی طرح تڑپتے۔ جب ہوش میں آتے تو اٹھ کر یہ آیت پڑھتے۔ فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر ایک گروہ بہشت میں ہو گا اور ایک دوزخ میں۔ اور رو کر فرماتے کہ معلوم نہیں کہ میں کس گروہ میں ہوں گا۔ پھر فرمایا کہ آخری عمر تک آپ کی یہی حالت رہی۔ اور اسی حالت میں ا[illegible]

Marfat.com

دارفانی سے کوچ کیا۔

بعد ازاں شیخ الاسلام نے زبان مبارک سے فرمایا کہ امام اعظم کوفی رحمتہ اللہ علیہ تیس سال تک نہ سوئے۔ اس عرصہ میں جب کبھی نیند کا غلبہ ہوتا۔ تو ایک دن رات بلکہ زیادہ عرصے تک بیہوش رہتے۔ جب ہوش میں آتے۔ تو نفس کو جھڑکتے اور فرماتے کہ اے نفس! تونے کوئی ایسی طاعت نہیں کی۔ جو بارگاہ الٰہی کے شایاں ہو۔ جس طرح اس کا حق ہے۔ اے نفس! تو دنیا و آخرت میں بے بس رہے گا۔ اس طرح آپ نے زندگی بسر کی اور اپنا ماتم خود کرتے۔ اور روتے۔ قرآن شریف کی تلاوت کے وقت اگر عذاب کی آیت پر پہنچتے۔ تو ایک سال یا دو سال عالم تحیر میں کھڑے رہتے۔ لیکن اس طرح کسی مخلوق کو اطلاع نہ ہوتی۔ جب ہوش میں آتے۔ تو فرماتے کہ بڑے ہی تعجب کی بات ہو گی۔ اگر ابو حنیفہ کو قیامت کے دن خلاصی نصیب ہو گی۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک نوجوان صالح مرد کے بدن پر اللہ کے خوف کے سبب گوشت و پوست کا نام و نشان تک نہ تھا۔ جب رات ہوتی۔ تو گلے میں رسی ڈال کر چھت میں لٹک جاتا۔ اور ساری رات روتا رہتا۔ جب سجدہ کرتا۔ تو کہتا کہ میں نے اس قدر گناہ کئے ہیں جن کی کوئی حد نہیں۔ اے پروردگار! اگر تو قیامت کے دن میرے گناہوں کو پیش کرے گا۔ تو میں یہ سیاہ چہرہ کس طرح دکھا سکوں گا۔ اسی طرح اس نے ساری عمر بسر کی کہ راتوں کو روتا رہتا۔ اور بیہوش ہو جاتا۔ جب ہوش میں آتا تو پھر ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتا۔ کہ اپنے آپ کی اسے ہوش نہ رہتی۔ جب وہ بیمار ہوا۔ تو ایک اینٹ بطور سرہانہ سر کے نیچے رکھی۔ جب وقت قریب آن پہنچا۔ تو اپنی بڑھیا ماں کو بلایا۔ اور کہا کہ جب میں مرجاؤں۔ تو مجھ گنہگار کے گلے میں رسی ڈال کر گھر کے چاروں کونوں میں پھرانا اور کہنا کہ یہ وہ شخص ہے۔ جو اپنے مالک کی درگاہ سے بھاگا ہوا تھا۔ دوسرے یہ کہ میرا جنازہ رات کے وقت اٹھانا۔ تاکہ مجھے کوئی نہ دیکھے۔ کیونکہ جو دیکھے گا۔ وہ میری شامت اعمال کی وجہ سے افسوس کرے گا۔ تیسرے یہ کہ جب مجھے قبر میں رکھا جائے تو میرے پاس رہنا۔ شاید فرشتے مجھے عذاب کرنے لگیں۔ تو تیرے قدموں اور تیرے سینے کی آہ کی برکت سے مجھے اس عذاب سے خلاصی نصیب

Marfat.com

ہو جائے۔ یہ وصیت کرتے ہی دم برابر ہو گئے۔ اس کی ماں نے اس کی وصیت کے مطابق اس کے گلے میں رسی ڈالنی چاہی۔ تو گھر کے ایک کونے سے آواز آئی کہ دوست دوست سے جا ملا۔ اس جوان سے ہاتھ اٹھا لے۔ اللہ تعالٰی کے دوستوں سے ایسا سلوک کون کرتا ہے۔ اس کے گلے میں رسی مت ڈالنا۔ کیونکہ یہ میرا ایک دوست ہے۔ میں نے اسے بخش دیا ہے۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! ایک مرتبہ خواجہ حسن بصری اللہ کے خوف سے اس قدر روئے کہ پرنالہ بہہ نکلا۔ رابعہؒ بصری نیچے کھڑی تھیں۔ یہ دیکھ کر اوپر گئیں۔ کہ خواجہ حسنؒ بصری رو رہے ہیں۔ پوچھا۔ کیوں روتے ہو؟ فرمایا۔ خوف خدا سے۔ مجھے معلوم نہیں کہ قیامت کے دن میں کون سے گروہ میں ہوں گا۔

بعد ازاں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس میں خوف اللہ کا نہیں۔ اس میں ایمان نہیں۔ وہ مسلمان ہی نہیں۔ اس واسطے کہ مسلمان وہ ہوتا ہے جس کے دل میں اللہ کا خوف ہو۔

بعد میں فرمایا کہ ایک دفعہ خواجہ منصورؒ عماد ایک محلے سے گزر رہے تھے۔ کہ ایک گھر سے رونے کی آواز آرہی تھی۔ کوئی یہ کہہ رہا تھا کہ اے مالک! میں نے بہت گناہ کئے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ قیامت کے دن میری کیا حالت ہو گی۔ آپ یہ سن کر نزدیک گئے۔ تو اس کی زاری سن کر گھر کے شگاف میں منہ رکھ کر رونے لگے۔ اس گھر کے شگاف پر ہاتھ رکھ کر یہ پڑھا۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم وقودھا الناس والحجارۃ علیہا ملائکۃ غلاظ شداد لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یومرون۔ یعنی دوزخ ایک ایسا مقام ہے۔ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

اور اس پر سخت طبیعت فرشتے مقرر کئے گئے ہیں۔ جو کسی پر رحم نہیں کرتے۔ جس طرح انہیں حکم ہوتا ہے۔ اسی طرح آدمیوں سے سلوک کرتے ہیں۔ خواجہ منصور فرماتے ہیں کہ جب میں نے یہ آیت پڑھی۔ تو پھر اس گھر سے آواز نہ آئی۔ دیر بعد نعرہ کی آواز آئی۔ اور تڑپنے لگا۔ پھر میں دیر تک کھڑا رہا۔ لیکن کوئی آواز نہ سنی۔ پھر آگے چلا گیا۔ جب دن ہوا۔ اور اس مکان کے پاس آیا اور حال پوچھا۔ تو دیکھا کہ جنازہ

Marfat.com

رکھا ہوا ہے۔ میں پوچھنے ہی کو تھا کہ گھر کا مالک کون ہے۔ کہ اتنے میں ایک بڑھیا عورت روتی ہوئی نکلی۔ میں نے پوچھا کہ اس بڑھیا کا اس متوفی سے کیا رشتہ ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ متوفی کی والدہ ہے۔ وہ شخص بہت پرہیز گار تھا۔ رات بھر نماز ادا کرتا رہتا۔ اور دن کو روزہ رکھتا۔ اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے تھا۔ آج سحر کے وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مناجات کر رہا تھا کہ ایک مرد پاس سے گزرا۔ جس نے قرآن شریف کی ایک آیت پڑھی۔ قرآن شریف سنتے ہی زمین پر گر پڑا۔ اور فوت ہو گیا۔ منصور عماو رونے لگے اور فرمایا کہ میں نے ہی آیت پڑھی تھی پھر اس نوجوان کی نماز جنازہ ادا کی۔

بعد ازاں شیخ الاسلام نعرہ مار کر مصلے پر گر پڑے۔ اور ایک دن رات بیہوش پڑے رہے۔ جب ہوش میں آئے۔ تو فرمایا کہ خواجہ سہل عبداللہ تشتری رحمتہ اللہ علیہ چالیس سال تک لگاتار روتے رہے۔ اس عرصے میں کسی نے ان کو ایک پل بھی رونے سے خالی نہ دیکھا۔ آپ سے سوال کیا گیا کہ صاحب! ہم نے آپ کو کبھی رونے سے خالی نہ پایا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا اے عزیزو! جب قیامت کا خوف اور ہول یاد آتا ہے۔ جبکہ والدین فرزندوں کی پرواہ نہ کریں گے اور فرزند والدین کی۔ باپ بیٹے سے اور بیٹا باپ سے بھاگے گا۔ بھائی بھائی سے اور مسلمان مسلمان سے۔ تو پھر ہنسی نہیں آتی۔ جس کے پیش ایسا دن آتا ہے۔ اور جسے اپنا انجام معلوم نہیں۔ اسے ہنسی کس طرح آسکتی ہے۔ اور اس کا رونا کس طرح تھم سکتا ہے۔ وہ نہایت ہی سنگ دل ہو گا جو ایسے دن کے خوف سے روتا نہ ہو گا۔ اور اس بات کی سوچ و بچار نہ کرتا ہو کہ کس طرح اس سے خلاصی ہو گی۔

پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن تمام لوگ ڈرتے ہوئے اور روتے ہوئے اٹھیں گے۔ لیکن اولیاء اللہ جو دنیا میں خوف خدا سے روتے تھے۔ ہنستے ہوئے اٹھیں گے۔ اس دن کی پرواہ نہیں کریں گے۔

پھر اس کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا حبیب کہا۔ باوجود اس عظمت و بزرگی کے جب خوف خدا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

پر طاری ہوتا۔ تو ایسے مستغرق ہوتے کہ دن رات کی تمیز نہ رہتی تھی۔ راتوں کو کھڑے ہو کر نماز ادا کرتے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے مبارک پھٹ جاتے اور خون بہہ نکلتا۔ جب جناب سے اس کی وجہ پوچھی گئی۔ تو فرمایا۔ کہ یارو! اگر قیامت کے دن مجھے اور میرے بھائی عیسیٰ کو دوزخ میں ڈال دیا جائے تو کون کہہ سکتا ہے کہ ایسا نہ کرو۔ کیونکہ تمام جہان اس کی ملکیت ہے جو شخص اپنی ملکیت میں کسی قسم کا تصرف کرتا ہے۔ اسے ظلم نہیں کہتے۔ ظلم اسے کہتے ہیں۔ جو کسی دوسرے کی ملکیت میں سے تصرف کیا جائے۔

بعد میں فرمایا کہ شیخ نجم الدین متوکل از حد یاد الٰہی میں مشغول تھے۔ میں نے اس قدر سیر و سیاحت کی ہے۔ لیکن آپ کے برابر کسی کو یاد حق میں مشغول نہیں دیکھا۔ جب آپ پر اللہ کا خوف غالب آتا۔ تو آپ کو معلوم نہ ہوتا کہ یہ کونسا دن ہے۔ اور کونسا مہینہ ہے۔ یا کون سا سال ہے۔ اور یہ حالت تقریباً" ہر وقت آپ پر طاری رہتی۔ اور بڑی حیرت میں رہتے۔

پھر فرمایا کہ خائف ڑرنے والا اس شخص کو کہتے ہیں۔ جس میں یہ تین باتیں پائی جاتی ہوں۔ اول روزے کی خاطر کم کھانا۔ دوسرے نماز کے لئے کم بولنا۔ تیسرے ذکر کے واسطے کم سونا۔ پس جس دل میں یہ تین باتیں نہیں۔ اسے خائف نہیں کہہ سکتے۔

پھر فرمایا کہ جس طرح تین باتیں درویش کے لئے ضروری ہیں۔ اسی طرح خوف' امید اور محبت ضروری ہیں۔ دل میں خوف کے ہونے سے ترک گناہ حاصل ہو گی جس سے نجات کی امید ہو سکتی ہے۔ اور دل میں اپنی کی ہوئی طاقت کی امید رکھنے سے بہشت میں مرتبہ حاصل ہو سکتا ہے۔ مکروہات سے پرہیز کرنے کو محبت کہتے ہیں۔ جن سے رضائے حق حاصل ہوتی ہے۔

اس کے بعد فرمایا عقلمند وہ شخص ہے۔ جو سب کاموں میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرے۔ اور کسی سے کسی طرح کی امید نہ رکھے۔

ایک مرتبہ رابعہ بصری کو حج کی آرزو ہوئی۔ تو گدھے پر سوار ہو کر حج کو روانہ ہوئیں۔ جب جنگل میں پہنچیں۔ تو گدھا مر گیا۔ اور آپ کا اسباب پڑا رہ گیا۔ لوگوں

Marfat.com

نے آکر کہا کہ لاؤ۔ ہم بوجھ اٹھا لیں۔ فرمایا کہ میں تمہارے بھروسے پر روانہ نہیں ہوئی۔ جس پر میرا توکل ہے۔ وہ خود میرا اسباب پہنچا دے گا۔ یہ کہہ کر قافلہ تو روانہ ہو گیا۔ اور آپ تنہا رہ گئیں۔ آسمان کی طرف منہ کر کے کہا۔ کہ پروردگار! تو نے ضعیفہ سے اچھا سلوک کیا۔ کہ جنگل میں اس کا گدھا مار دیا۔ ابھی یہ بات اچھی طرح نہ کہنے پائی تھیں کہ گدھا زندہ ہو گیا۔ آپ اس پر اسباب رکھ کر روانہ ہوئیں۔

بعد میں فرمایا کہ ابراہیم ادہم رحمتہ اللہ علیہ تیس سال تک متوکل رہے۔ اور خلقت سے گوشہ گیری اختیار کی۔ اس تیس سال کے عرصہ میں کسی طرف رجوع نہ کیا۔ جب آپ نے حج کا ارادہ کیا۔ تو ٹھان لی کہ اور لوگ تو پا پیادہ حج کو جاتے ہیں۔ میں سر کے بل جاؤں گا۔ چنانچہ ہر قدم پر دوگانہ ادا کرنا شروع کیا۔ جب آگے بڑھے تو جنگل میں ستر آدمی برقعہ پوش' سرکٹے۔ خون میں آلودہ پائے۔ جن میں ایک سسک رہا تھا۔ اس نے آواز دی کہ اے ابراہیمؒ! ہمیں جو مقتول دیکھا ہے۔ اس کی کیفیت یوں ہے۔ کہ ہم ستر صوفی متوکل تھے۔ ہم توکل کی نیت کر کے حج کو روانہ ہوئے اور عہد کر لیا کہ ہم کسی سے کوئی بات نہیں کریں گے۔ جب اس جنگل میں آئے۔ تو خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے۔ ان سے ملاقات میں مشغول ہو گئے۔ آواز آئی کہ اے بد عہد مدعیو! کیا تم نے ہم سے یہی وعدہ کیا تھا؟ تم نے اپنا اقرار فراموش کر دیا۔ اور غیر میں مشغول ہو گئے۔ اتنے میں ایک تلوار آسمان سے نمودار ہوئی۔ جس سے سب کے سر قلم ہو گئے۔ اے ابراہیم! جو شخص راہ توکل میں قدم رکھتا ہے اگر وہ توکل سے ذرہ بھر بھی تجاوز کرے۔ تو اس کی یہی حالت ہوتی ہے۔ جو اس وقت ہماری ہے۔ وہ برقعہ پوش یہ حکایت بیان کر کے فوت ہو گیا۔ ابراہیم کو اس بات سے تعجب ہوا۔ جب واپس پھرے۔ تو دیکھا کہ رابعہ بصری بیٹھی ہیں۔ اور کعبہ آپ کا طواف کر رہا ہے۔ ابراہیم یہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اور رابعہؒ سے کہا کہ یہ کیا شور برپا کر رکھا ہے۔ رابعہؒ نے فرمایا کہ میں نے یا آپ نے؟ چودہ سال سے سر کے بل حج کو جا رہے ہیں۔ اور آج تک دیدار نصیب نہیں ہوا۔ ابراہیمؒ نے سبب پوچھا تو فرمایا کہ آپ کو خانہ کعبہ دیکھنے کی آرزو ہے۔ اور میں خانہ کعبہ کے مالک کو دیکھنا چاہتی ہوں۔ پس جسے گھر کے مالک کو دیکھنے کی

Marfat.com

خواہش ہو۔ گھر کے اندر آجاتا ہے۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! خواجہ قطب الدین چشتیؒ بیس سال تک عالم توکل میں رہے اور خلقت سے گوشہ گیری اختیار کئے رہے۔ اس عرصے میں باورچی خانہ میں چیزوں کی ضرورت ہوتی۔ تو خادم آکر التماس کرتا۔ تو آپ ایک مقام کی طرف اشارہ کرتے کہ وہاں سے روپیہ پیسہ اور اناج وغیرہ۔ جس قدر ضرورت ہو۔ لے لو۔ لے جا کر درویشوں کو کھلانا۔

بعد میں فرمایا کہ سجادے پر بیٹھنے کا مستحق وہ شخص ہے۔ جو عالم توکل میں رہے۔ اور کسی مخلوق اور کسی چیز کی توقع نہ رکھے۔ اگر اس میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔ تو وہ سجادہ نشینی کے لائق نہیں۔ بلکہ اہل تصوف کے نزدیک وہ جھوٹا مدعی ہے۔

پھر فرمایا کہ توکل وہ تھا۔ جو خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کو حاصل تھا۔ چنانچہ میں نے کبھی آپ کو کسی قسم کی فتوح قبول کرتے نہیں دیکھا۔ یا کسی سے توقع کرتے نہ سنا نہ دیکھا۔ جب خادم کو درویشوں کی خوراک کے لئے روپے پیسے یا اناج کی ضرورت ہوتی تو آکر التماس کرتا۔ اور آپ مصلے تلے سے چند اشرفیاں نکال کر دے دیتے۔ اور وہ صبح سے شام تک خرچ کر دیتا۔ جب کوئی خانقاہ میں مسافر آجاتا۔ تو اسے خالی نہ جانے دیتے۔ کچھ نہ کچھ ضرور عطا فرماتے۔ جس قدر کھانا دسترخوان میں ہوتا۔ اس میں ذرا بھی کمی نہ آتی۔ اس کے بعد فرمایا کہ اہل توکل پر حقائق میں ایسا وقت بھی آتا ہے۔ کہ اگر اس وقت انہیں آگ میں پھینک دیا جائے۔ تو مطلق خبر نہیں ہوتی۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ خواجہ حبیب ملک شام کی طرف بطور مسافر روانہ ہوئے۔ عالم توکل میں جس منزل پر پہنچے۔ آبادی سے دور ویرانے میں رات بسر کرتے۔ عالم غیب سے آپ کو کھانا پہنچ جاتا۔ جب دن ہوتا۔ تو پھر روانہ ہوتے۔ جب شام میں پہنچے۔ تو وہاں پر ایک بزرگ کو دیکھا۔ جو ازحد یاد الٰہی میں مشغول تھا۔ دن کو روزہ رکھتا اور رات کو جاگتا رہتا۔ اندر جا کر انسے سلام کیا۔ فرمان ہوا کہ بیٹھ جاؤ بیٹھ گئے۔ تو دل میں خیال آیا کہ یہ بزرگ جنگل میں رہتا ہے۔ اسے روزی کہاں سے ملتی ہے؟ جونہی یہ خیال آیا۔ اس بزرگ نے فرمایا۔ اے خواجہ! تقریباً" ستر سال سے میں اس غار میں

Marfat.com

رہتا ہوں۔ مجھے عالم غیب سے روزی پہنچ جاتی ہے۔ آج کی رات اگر تو میرے ہاں مہمان رہے۔ تو تجھے میرے توکل کا ذوق معلوم ہو جائے۔ کہ میں کہاں سے کھاتا ہوں۔ الغرض۔ آپ نے شام کی نماز اس بزرگ کے ہمراہ ادا کی۔ تو اتنے میں ایک شخص شیر پر سوار دسترخوان لے کر آپہنچا۔ جب نزدیک آگیا۔ تو شیر سے اتر کر دسترخوان اس بزرگ کے پاس رکھ کر آپ دست بستہ پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ جب وہ بزرگ نماز سے فارغ ہوا۔ تو فرمایا کہ خوانچہ آگے لاؤ۔ ابھی کھانا نہ شروع کیا تھا۔ کہ صوفی اور آگئے۔ الغرض سب نے مل کر کھانا کھایا۔ کھانا کھانے کے بعد اس بزرگ نے زمین پر ہاتھ مارا۔ تو ایک چشمہ بہہ نکلا۔ جس سے سب نے مل کر پانی پیا۔ اور خدا کا شکر ادا کیا۔ اور اللہ اکبر کہا اور بیٹھ گئے۔ پھر اس بزرگ نے فرمایا کہ اے خواجہ! تو کہتا تھا کہ یہ کہاں سے کھاتا ہے دیکھ۔ میری روزی اس طرح مجھے پہنچتی ہے۔

نیز فرمایا کہ جو شخص عالم توکل میں حق تعالیٰ کے کرم پر بھروسہ کرتا ہے۔ اسے عالم غیب سے روزی پہنچتی ہے۔ اور جو کچھ وہ طلب کرتا ہے۔ اسے مل جاتا ہے۔

شیخ الاسلام یہ فوائد ختم کر کے اٹھ بیٹھے۔ اور میں اور لوگ واپس چلے آئے۔ ا لحمد للہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل ۔۔ ۱۲ ۔۔

ذکر لاطیہ

جب پابوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اس وقت بغداد سے آئے ہوئے چند صوفی اور شیخ برہان الدین ہانسوی اور شیخ بدرالدین غزنوی حاضر خدمت تھے۔ لاطیہ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش! قاضی ابو یوسف کی روایت کے مطابق کلاہ دو قسم کی ہے۔ ایک لاطیہ۔ دوسرے ناشرہ۔ لاطیہ سر سے کی ہے۔ ناشرہ وہ جو سر سے اوپر اٹھی رہے۔ پہلی قسم کی کلاہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی سر مبارک پر کی ہے۔ دوسری سیاہ ہوتی ہے۔ جو بعض مشائخ سر پر رکھتے ہیں۔ لیکن اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت کم سر مبارک پر رکھا ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ ایک مرتبہ قاضی ابو یوسف یاروں کو حدیث کا سبق پڑھا رہے تھے۔ اور صوفیانہ کلاہ سر پر رکھے ہوئے تھے۔ اتنے میں ایک شخص نے آکر قاضی صاحب سے سوال کیا کہ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ کلاہ پہنی ہے یا سفید؟ قاضی صاحب نے جواب دیا۔ سفید۔ پھر اس نے پوچھا کہ لاطیہ پہنی ہے یا ناشرہ؟ فرمایا۔ لاطیہ۔ سائل نے کہا۔ آپ نے تو سیاہ اور ناشرہ سر پر کی ہوئی ہے۔ اس صورت میں آپ نے آنحضرت اصل اللہ علیہ وسلم کی دو سنتوں کی مخالفت کی۔ اور پھر حدیث کا ذکر کر رہے ہیں۔ قاضی صاحب نے سوچ کر فرمایا کہ تو نے یہ دو باتیں جو مجھ سے کی ہیں۔ یہ دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو حق کی خاطر ہیں۔ یا مجھے دکھ دینے کے لئے۔ اگر حق کی خاطر ہیں تو منظور۔ لیکن اگر میری تکلیف کے واسطے ہیں۔ تو تجھ پر افسوس ہے۔ سائل نے کہا۔ میں نے حق کی خاطر کی ہیں۔ اس واسطے کہ آپ دین کے امام ہیں۔ آپ کو خلاف سنت کوئی کام نہیں کرنا چاہیے۔

بعد ازاں فرمایا کہ اے درویش۔ کلاہ کی اصل اللہ تعالیٰ سے ہے۔ کہ مہتر جبرائیل علیہ السلام بہشت سے چار کلاہ لائے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیئے۔ اور عرض کی۔ یارسول اللہ فرمان الٰہی یوں ہے کہ انہیں پہلے خود سر مبارک پر کرو۔ اور پھر

Marfat.com

جسے مرضی ہو۔ دو۔ اور اپنا خلیفہ بناؤ۔ آنحضرت نے پہلے خود سر مبارک پر رکھے۔ اور پھر امیرالمومنین ابوبکر صدیق کو ایک گوشہ کلاہ عنایت فرمایا۔ یہ آپ کا کلاہ ہے۔ جسے مرضی ہو۔ عطاء کرنا۔ پھر دو گوشیہ کلاہ امیرالمومنین عمر خطاب رضی اللہ عنہ کو عنایت کر کے فرمایا۔ یہ آپ کا کلاہ ہے۔ جسے چاہیں۔ عنایت فرمائی۔ پھر سہ گوشیہ کلاہ امیرالمومنین عثمان کو مرحمت کر کے فرمایا۔ یہ آپ کا کلاہ ہے۔ جسے چاہیں۔ دیں۔ پھر چار گوشیہ کلاہ امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ' کے سر مبارک پر رکھ کر فرمایا۔ کہ اے علی ! یہ کلاہ تیرا ہے۔ صوفیاء میں سے جسے چاہے۔ عنایت کر۔

پھر فرمایا کہ اے درویش ! کلاہ سر پر وہ شخص رکھتا ہے۔ جو دنیا سے بالکل قطع تعلق کرے اور دولت مندوں اور اہل دنیا کی صحبت کو ترک کر دے۔ اور کلاہ کا جو حق ہے۔ ادا کرے۔ تاکہ قیامت کے دن جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء اور مشائخ طبقات سے شرمندہ نہ ہووے۔

پھر فرمایا کہ ٹوپی سر پر لینا تو سہل ہے۔ لیکن اس کے احکام و شرائط بجا لانا۔ بہت مشکل ہیں اگر اس کے احکام و شرائط کا ایک ذرہ بھر بھی بجا نہ لایا جائے۔ تو جھوٹا مدعی ٹھہرتا ہے۔ نہ کہ صدیق اور راست گو۔

پھر فرمایا کہ خواجہ یوسف چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی یہ عادت تھی کہ جب کوئی شخص مرید ہونے کے ارادے سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ تو آپ ایک سال تک لگاتار اس سے خدمت لیتے۔ پھر جب دیکھتے کہ کلاہ کے لائق ہو گیا ہے۔ تو کلاہ عنایت کر کے فرماتے۔ کہ دیکھ ! اگر تو کلاہ کے حق ادا کرے گا۔ تو تجھے نجات حاصل ہو گی۔ ورنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا کلاہ خود تجھے سزا دے گا۔

ایک دفعہ بدخشاں کا کوئی بزرگ زادہ خواجہ مودود چشتی کی خدمت میں کلاہ لینے کے لئے ملتمس ہوا۔ خواجہ نے جب اس کے باطن میں نگاہ کی۔ تو اسے دنیاوی آلائشات میں ملوث پا کر انکار کر دیا۔ وہ اس ولایت کے بزرگ کی سفارش لایا۔ تو آپ نے کلاہ عنایت کر کے فرمایا۔ کہ دیکھ ! تو کلاہ تو لیتا ہے۔ لیکن اس کی قدر نہیں کرے گا۔ جو اس کی قدر کرتا ہے۔ وہ دنیا کے فریب میں نہیں آتا۔ اس نے اس بات کا کچھ

Marfat.com

خیال نہ کیا کلاہ لے کر بدخشاں گیا۔ اپنی عادت کے مطابق برے کاموں میں مشغول ہو گیا۔ اور کلاہ اتار کر طاق میں رکھ دیا۔ جب یہ خبر خواجہ صاحب نے سنی۔ تو فرمایا کہ یہ کلاہ اس کی خبر کیوں نہیں لیتا۔ چنانچہ بہت مدت گزرنے نہ پائی۔ کہ وہ بزرگ زادہ کسی تہمت میں گرفتار ہوا۔ اور اس کی آنکھیں نکالی گئیں۔ جن کے درد سے وہ فوت ہو گیا۔ شیخ الاسلام نے آب دیدہ ہو کر حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اس زمانے میں اب کلاہبازی ہوتی ہے۔ جو چاہتا ہے۔ سر پر رکھ لیتا ہے۔ لیکن اس کا ذرہ بھر بھی حق بجا نہیں لاتا۔

اس کے بعد فرمایا کہ چونکہ کلاہ اور خرقے کی بے عزتی کرتے ہیں۔ اس لئے اس زمانے میں خیر اور برکت نہیں رہی۔ اکثر اہل خرقہ وکلاہ قمار خانوں اور بادشاہوں اور امراء کی صحبت میں رہتے ہیں۔ جس زمانے میں اس قسم کے اہل خرقہ وکلاہ ہوں۔ اس میں برکت کیا ہو سکتی ہے۔ لیکن پھر بھی ہزار شکر ہے کہ بلا نازل نہیں ہوتی۔ اگر نازل ہو۔ تو پہلے اہل خرقہ وکلاہ پر ہو۔ اور بعد میں خلقت پر۔

پھر فرمایا کہ اس درویش کی نسبت نہایت تعجب ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کلاہ سر پر رکھ کر اس کی حق ادائی نہیں کرتا۔ اور دولت مندوں اور امراء کی خدمت میں جاتا ہے بڑے تعجب کی بات ہے کہ اس کی صورت مسخ نہیں ہو جاتی۔ اور وہ خلقت میں رسوا کیوں نہیں ہوتا۔

بعد میں فرمایا کہ پیر کو کلاہ اس شخص کو دینا چاہیے۔ جس کا ظاہر و باطن روشن ہو۔ جب کوئی کلاہ کا خواستگار ہو۔ تو پہلے نور معرفت سے اس کے باطن کو دنیاوی آلائشوں سے صاف کرے جب اس کا ظاہر و باطن پاک ہو جائے۔ اور کسی قسم کی آلائش باقی نہ رہ جائے۔ تو پھر کلاہ دے اگر ایسا نہ کرے گا تو خود بھی گمراہ ہو گا۔ اور اس مرید کو بھی گمراہ کرے گا۔ پس اے درویش اتنے اہل خرقہ و کلاہ۔ جو روزی کی خاطر دربدر ہوتے ہیں۔ اور روٹی کے محتاج ہیں۔ اس کی یہی وجہ ہے۔ کہ وہ بددیانت ہیں۔ یعنی کلاہ سر پر رکھ کر اس کا حق ادا نہیں کرتے۔ اس واسطے وہ بد روزگاری میں مبتلا ہوتے ہیں۔

بعد اس کے فرمایا کہ اہل کلاہ وہ لوگ ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے سواء کسی کے آگے

Marfat.com

سر نہیں جھکاتے جب کسی اہل کلاہ کو بادشاہوں اور امراء کے پاس جاتا دیکھے۔ تو اس سے کلاہ چھین لینی چاہئے۔ کیونکہ وہ کلاہ کے لائق نہیں۔ اس واسطے کہ رسول اکرمؐ کی کلاہ سر پر رکھ کر امیروں اور بادشاہوں کے پاس جا کر اس کی بے عزتی نہیں کرنی چاہئے۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ میں خواجہ شیرازی کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ کے ایک مرید کی نسبت آپ سے کسی کی شکایت کی کہ وہ آپ سے پوشیدہ بادشاہوں اور امراء کے پاس جاتا ہے۔ فوراً آپ کی زبان سے نکلا۔ کہ ہمارے پیر کی کلاہ اس کی گردن کا مہرہ کیوں نہیں توڑتی ابھی یہ بات اچھی طرح کہنے بھی نہ پائے تھے کہ وہ مرید چھت سے گرا۔ اور اس کی گردن کا مہرہ ٹوٹ گیا۔

بعد ازاں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ اے درویش! شیخ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز کی یہ عادت تھی کہ اگر ایک لاکھ آدمی بھی مرید ہونے کی نیت سے آتے تو سب کو کلاہ عنایت فرماتے۔ اور کلاہ دے کر یہ فرماتے کہ جو اس کلاہ کا حق ادا نہیں کرے گا وہ میرے پیر کی بیعت پر نہیں۔ اور یہی کلاہ اسے سزا دے گی۔ لیکن آپ کے مریدوں میں سے کوئی بھی ایسا نہ نکلا۔ جس نے کلاہ کی حق ادائی میں کمی کی ہو۔

پھر فرمایا کہ اہل کلاہ کو کلاہ سزا تو دیتی ہے۔ لیکن انہیں معلوم نہیں ہوتا۔ کہ یہ سزا کہاں سے ملی ہے۔ اگر وہ کلاہ کا حق ادا کریں۔ تو کبھی بے دولتی کا نشان تک ان میں نہ پایا جائے۔ اور دنیا و آخرت میں بالکل محفوظ ہیں۔

پھر فرمایا کہ اہل کلاہ کی جو بے عزتی ہوتی ہے۔ تو اس کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ وہ اس کا حق ادا نہیں کرتے۔ اے درویش! کلاہ کے چاروں گوشے ہیں۔ پہلا شریعت کا دوسرا طریقت کا۔ تیسرا معرفت کا اور چوتھا حقیقت کا۔ پس جو ان چاروں خانوں میں استقامت اختیار کرے گا۔ اس کے لئے کلاہ سر پر کرنی جائز ہے۔

بعد میں فرمایا کہ ایک مرتبہ پیر طریقت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ کلاہ سر پر کرنی کس کے لئے واجب ہے؟ فرمایا۔ جو اٹھارہ ہزار عالم سے بیزار ہو۔

Marfat.com

پھر فرمایا کہ اے درویش! جب تک تو چاروں عالموں سے اپنے تئیں نگاہ نہیں رکھ سکتا۔ تیرے لئے کلاہ پہننا واجب نہیں۔ اول عالم چشم یعنی آنکھ کو تمام ناقابل دید چیزوں کے دیکھنے سے روکے۔ دوسرے عالم گوش۔ یعنی کانوں کو ناقابل شنید باتوں کے سننے سے روکے۔ تیسرے عالم زبان۔ جب تک تو زبان کو گونگا نہ بنائے گا۔ کلاہ کا مستحق نہیں ہو گا۔ چوتھے۔ عالم دست و پائے۔ جب تک ہاتھ پاؤں کو ممنوعہ افعال سے نہ روکے گا۔ کلاہ کے لائق نہیں ہو گا۔ جو یہ چاروں باتیں بجالاتا ہے۔ اس کے لئے جائز ہے کہ کلاہ سر پر رکھے۔

ایک مرد خواجہ ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ کلاہ سر پر رکھنی کس کے لئے واجب ہے۔ فرمایا۔ اس کے لئے جو کلاہ پہن کر دنیا و مافیہا کو تین طلاق دے دے۔

پھر فرمایا کہ ایک روز خواجہ بایزید رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ اہل کلاہ میں سے صادق کون ہے؟ فرمایا۔ جو اپنا تمام مال و اسباب راہ خدا میں صرف کر دے۔ اور اپنے لئے کچھ بھی نہ بچا رکھے۔

پھر فرمایا کہ خواجہ عبداللہ سہل تستری رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ کلاہ کے چار خانے ہیں۔ پہلا اسرار و انوار کا۔ دوسرا محبت و توکل کا۔ تیسرا عشق و اشتیاق کا۔ اور چوتھا رضاء اور موافقت کا۔ پس جب کوئی شخص کلاہ سر پر کرتا ہے۔ تو یہ چاروں چیزیں اس کی چوٹی میں جمع ہوتی ہیں۔

پھر فرمایا کہ پہلا خانہ اسرار و انوار کا۔ دوسرا محبت و توکل کا۔ تیسرا عشق و اشتیاق کا۔ اور چوتھا رضاء اور موافقت کا ہے۔ تو پھر لوگ اپنے تئیں کیوں اس نعمت سے محروم رکھتے ہیں۔ اور جب کلاہ پہنتے ہیں۔ تو پھر کیوں اس کا حق ادا نہیں کرتے۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک درویش میرے پاس آیا۔ اس وقت میں اور قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ ایک مجلس میں تھے۔ اور کلاہ کی بابت گفتگو ہو رہی تھی۔ فرمایا کہ کلاہ دوست کا مونس ہے۔ حق تعالیٰ کے عشق و محبت سے مرکب ہے۔ پس اس راہ میں حقیقت کا عاشق وہ شخص ہے۔ جو اس کلاہ کی قدر جانتا ہے۔ اور فرمایا کہ

Marfat.com

یہ رباعی کلاہ کے بارے میں آپ کی زبان مبارک سے سنی تھی۔

برطاقیہ فقر و زہد و شوق است ہمہ　　　اسرار جمال بوست و نوق است ہمہ

چوں برسر خوب بنہابی آں مونس　　　مے سوزد عشق اوکہ شوق است ہمہ

بوسعد ازاں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ میں نے سلوک اولیاء میں لکھا دیکھا ہے کہ کلاہ پوش جس قدر طاعت و عبادت اور مجاہدہ کرتا ہے۔ اسی قدر اس پر رحمت حق کا سایہ ہوتا ہے۔ اس واسطے کہ کلاہ رحمت الٰہی کا سائبان ہوتا ہے۔ جب قیامت کو صاحب کلاہ اٹھیں گے۔ تو وہ کلاہ دوزخ اور صاحب کلاہ کے درمیان حجاب ہو جائے گا۔ جس کی لمبائی پانسو سالہ راہ کے برابر ہوگی۔ پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے ایک واصل سے سنا کہ انسان اس وقت تک خدا رسیدہ نہیں ہوتا۔ جب تک کلاہ نہ پہنے۔ اور کسی کا مرید نہ بنے۔ اور بہت مجاہدہ نہ کرے۔ پھر فرمایا کہ خواجہ ابراہیم ادھم سے پوچھا گیا کہ دین و دنیا کی سعادت کس چیز میں ہے۔ فرمایا میں نے خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ دین و دنیا کی سعادت کلاہ میں رکھی ہے جو اسے پہن کر اس کا حق ادا کرتا ہے۔ اسے دین و دنیا کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ کوئی کلاہ پوش کسی ایسے کام میں مشغول ہوا۔ جس میں حق تعالیٰ کی رضا نہ تھی۔ جب اس کام سے فارغ ہوا۔ تو آواز آئی کہ اے مدعی! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کلاہ سر پر کر کے ایسے فعل کرتا ہے۔ یا تو یہ فعل قبیحہ چھوڑ دے۔ یا سر پر سے کلاہ دور کر اور کسی ایسے شخص کو دے۔ جو اس کا حق ادا کر سکے۔ اس نے یہ سن کر اس فعل سے بالکل توبہ کر لی اور خانہ کعبہ میں چالیس سال تک معتکف رہا۔ آخر جب فوت ہوا۔ تو وہیں اس کا مدفن بنایا گیا۔

بعد ازاں یہ حکایت بیان فرمائی کہ میں نے شیخ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ درویش خلق کو کلاہ اس وقت عنایت کر سکتا ہے۔ جبکہ اس میں چار باتیں پائی جائیں۔ اول قضائے حاجت کے سوا مصلے سے نہ اٹھے۔ اور کٹیا کا دروازہ کسی کے لئے کھلا نہ رکھے۔ مگر اس وقت جبکہ عالم غیب سے کوئی چیز میسر ہو۔ دوسرے جب کوئی کلاہ کے لئے ملتمس ہو۔ تو جب تک نور باطنی سے

Marfat.com

اس کے ظاہر و باطن کو روشن نہ دیکھ لے۔ کلاہ نہ دے۔ تیسرے اس کے جماعت خانے میں علم کا چرچا ہو۔ جب کوئی کسی چیز کی بابت اس سے سوال کرے۔ تو فوراً شافی و کافی جواب دے۔ یہ نہ کہے کہ فلاں کتاب میں دیکھو۔ چوتھے اسے ولایت حاصل ہو۔ یعنی مرید کا ہاتھ پکڑتے ہی اسے خدا رسیدہ بنا دے۔ ولایت یا تو کسی کو دے مرے۔ اگر کوئی لائق نہ ملے۔ تو سب ہمراہ لے جائے۔ جب شیخ الاسلامؒ نے یہ فوائد ختم کیے۔ تو ظہر کی نماز کی اذان ہوئی۔ آپ اٹھ کر دولت خانے میں تشریف لے گئے اور میں اور لوگ واپس چلے آئے۔ الحمدللہ علی ذالک۔

فصل ۔۔ ۱۳ ۔۔

ذکر درویشی

جب پابوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اس وقت مولانا محمد صوفی' خواجہ عزیز درویش' مولانا یحیٰی' غریب شیخ بدرالدین غزنوی' شیخ جمال الدین ہانسوی' شیخ جمال الدین عرف غریب" شیخ علاؤ الدین درویش اور عزیز حاضر خدمت تھے۔ درویشی کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک نے فرمایا کہ اے درویش! درویشی دراصل وہ تھی۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھی۔ کہ اختیار سے فقر قبول کیا۔ اور گودڑی پہنی۔ جب پہنی تو حکم ہوا کہ حجاب عظمت سے لے کر آسمان تک کے سارے فرشتے گودڑی پہنیں۔ جب سب نے پہنی تو سجدے میں سر رکھ کر عرض کی۔ کہ اے پروردگار! ہمیں مطلع فرمائیں۔ کہ کس کی موافقت سے ہم نے یہ گودڑی پہنی۔ فرمان آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت سے۔ جو میرا حبیب ہے۔ اور جس نے آج گودڑی پہنی ہے۔

بعد اس کے فرمایا کہ اے درویش! اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درویشی قبول نہ فرماتے۔ تو درویشی کی برکت اس جہان میں نہ ہوتی۔ اور کوئی زندہ نہ رہتا۔ سب ہلاک ہو جاتے۔

Marfat.com

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ عیسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ دنیا اور اہل دنیا کس بات کے لئے قائم ہیں۔ فرمایا۔ درویشوں کے قدموں کی برکت سے۔ اے بیٹے ! اگر درویش جہان میں نہ ہوتے۔ یا زمین انہیں قبول نہ کرتی۔ تو دولت مندوں کو مراتھر نگل جاتا۔ اور سب کو ہلاک کر دیتا۔

بعد میں فرمایا کہ اگر محبت ہے تو یہی درویشوں کی محبت ہے۔ جب شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ العزیز کے جماعت خانے میں کوئی درویش نہ آتا۔ تو فرماتے کہ آج نعمت مجھ سے لے لی گئی ہے۔ کہ کوئی درویش نہیں آیا۔

اس کے بعد فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے کہ جبرائیل علیہ السلام نے آکر یہ فرمان الٰہی سنایا کہ اے میرے حبیبؐ! جو لوگ فقیروں سے محبت کرتے ہیں۔ اور ان کو اپنے پاس بٹھاتے ہیں۔ تو ان کے ساتھ دوستی کر اور ان سے مل بیٹھ۔

پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ صابر درویش کی دو رکعت نماز کو شاکر دولت مندوں کی ستر رکعتوں پر شرف حاصل ہے۔ شاکر دولتمند وہ ہوتا ہے۔ جو اپنا مال و اسباب راہ خدا میں صرف کر دے۔

بعد میں فرمایا کہ سلیمان صلواۃ اللہ علیہ کی یہ عادت تھی کہ جب افطار کا وقت ہوتا۔ مسجد کے دروازے پر جا بیٹھتے۔ جو بھوکا درویش ہوتا۔ اس کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے۔ اور پھر واپس جاتے۔

پھر فرمایا کہ قیامت کے دن درویشوں سے معافی مانگی جائے گی۔ اور دولت مندوں سے حساب لیا جائے گا۔

پھر فرمایا کہ میں نے شیخ اوحد کرمانی کی زبانی سنا ہے کہ قیامت کے دن درویشوں کو حکم ہو گا کہ ترازو کے صراط کے پاس جا کر ان اشخاص کو اپنے ہمراہ بہشت میں لے جاؤ۔ جنہوں نے دنیا میں تم سے نیک سلوک کیا۔

بعد میں فرمایا کہ قیامت کے دن بعض ایسے آدمی ہوں گے۔ جنہوں نے دنیا میں طاعت نماز روزہ وغیرہ سب کچھ کیا ہو گا۔ لیکن دوزخ میں جانے کا حکم ہو گا۔ وہ پوچھیں

Marfat.com

گے کہ ہم نے تو دنیا میں نیک عمل کئے۔ پھر کیوں دوزخ میں بھیجا جاتا ہے؟ حکم ہو گا کہ تم نے دنیا میں درویشوں سے روگردانی کی۔ بعض آدمی ایسے ہوں گے۔ جنہوں نے دنیا میں کوئی نیک عمل نہیں کیا۔ بلکہ گناہ در گناہ کرتے رہے ہیں۔ ان کے لئے بہشت میں جانے کا حکم ہو گا۔ وہ حیران رہ جائیں گے۔ کہ ہم نے تو کوئی نیک عمل نہیں کیا۔ پھر کس سبب سے ہمیں بہشت کا حکم ہوا ہے۔ فرمان ہو گا کہ گو' تم نے دنیا میں گناہ کئے ہیں۔ لیکن تمہارے دلوں میں درویشوں کی محبت تھی۔ اور تم نے ان سے نیک سلوک کیا۔ جس کی برکت سے تمہیں جنت جانا نصیب ہوا کوئی راحت درویشوں کی محبت سے بڑھ کر نہیں۔ لیکن یہ ہے دشوار کام۔ فاقہ کی رات درویش کے لئے معراج کی رات ہوتی ہے۔

بعد اس کے فرمایا کہ اگر شہروں اور مقاموں میں درویشوں کی برکت نہ ہوتی۔ تو غیر آباد ہو جاتے جو شہر و مقام دنیا میں آباد ہیں۔ وہ سب درویشوں کی برکت سے ہیں۔

پھر فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اسے موسیٰ اگر درویشوں کی دعاء نہ ہوتی۔ تو ہم سارے شہروں اور مقاموں کو برباد کر دیتے۔ تمام جہان انہیں کی برکت سے قائم ہے۔

بعد میں فرمایا کہ کوئی درویش کسی شہر سے آزردہ دل ہو کر نہیں جانا چاہیے۔ نہیں تو وہ شہر برباد ہو جائے گا۔

پھر فرمایا کہ شیر خان والی ملتان میرا چنداں معتقد نہ تھا۔ میں نے بہتیری طرح سمجھایا۔ کہ درویشوں سے کینہ رکھنا اچھا نہیں۔ کیونکہ اس سے ملک میں خلل آتا ہے۔ لیکن اس نے پرواہ نہ کی۔ چنانچہ ایک دفعہ مغلوں نے اس پر حملہ کیا۔ جس میں اور کوئی نہ مارا گیا۔ صرف شیر خان ہی مارا گیا۔ پھر یہ شعر زبان مبارک سے فرمایا۔

گشتے سراسر ایں ہمہ عالم خراب حال ۔ بروبش را بشہر نبودے اگر قیام

اس کے بعد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی شہر مقام یا محلے کو برباد و تباہ کرنا چاہتا ہے۔ یا مصیبت قحط اور وباء میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔ یا لوگوں کو پریشان اور تباہ کرنا چاہتا ہے۔ اس شہر و مقام یا محلے سے مشائخ اور علماء کو اٹھا لیتا ہے۔

Marfat.com

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ لاہور شہر اس طرح خراب ہوا کہ اس شہر میں ایک بزرگ بدھن نام رہتا تھا۔ جو تارک الدنیا تھا۔ جس روز مغل لاہور آنے والے تھے۔ وہ جامع مسجد میں گیا۔ اور لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے مسلمانوں ! اب ہم اس شہر سے جاتے ہیں۔ کسی نے نہ پوچھا کہ کیوں جاتے ہو؟ بلکہ کہا کہ بہتر ہے۔ اگر ایسا درویش یہاں سے چلا جائے جب آپ شہر چھوڑ گئے۔ تو مغلوں نے شہر کو تاخت و تاج کیا۔ اور لوگوں کو قید کر کے لے گئے۔ پھر فرمایا کہ جب شہر سے کوئی درویش یا عالم فوت ہو جاتا ہے۔ تو فرشتے اس کی موت پر افسوس کرتے ہیں۔ اور روتے ہیں۔ بس جس شہر میں درویش نہیں۔ اس شہر میں خیر و برکت نہیں۔

بعد میں فرمایا کہ ایک مرتبہ عیسیٰ علیہ السلام ایک درویش کے پاس گئے۔ جو سویا ہوا تھا۔ اسے جگا کر فرمایا کہ اٹھ ! اللہ تعالیٰ کی عبادت کر۔ اس نے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی ایسی عبادت کی ہے۔ جس سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں ہو سکتی۔ پوچھا۔ وہ کیا؟ کہا۔ دنیا کا ترک۔

پھر فرمایا۔ اے درویش ! اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ عن اللہ تعالیٰ تقلیل من عمل۔ پھر فرمایا۔ جو شخص درم و دینار چھوڑے بغیر دنیا سے گزر جائے۔ وہ مسکین ہے اور اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ بہشتی ہے۔

پھر اس کے بعد فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سائل نے کچھ مانگا۔ اس وقت کوئی چیز موجود نہ تھی۔ سائل محروم چلا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مبارک میں خیال آیا کہ اگر دنیا کی کوئی چیز میرے پاس ہوتی۔ تو سائل محروم تو نہ جاتا۔ یہ خیال آتے ہی جبرائیل علیہ السلام نے دین و دنیا کے خزانوں کی چابیاں لا رکھیں۔ کہ اگر جنابؐ چاہیں۔ تو استعمال کر سکتے ہیں۔ مسکرا کر فرمایا کہ جس نے اپنے خیال سے فقیری پسند کی ہو۔ وہ ان خزانوں کو کیا کرے گا؟

پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے کہ " الدنیا مزارعة الاخرة" دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ تو اس سے مراد یہ ہے۔ کہ صدقہ دو۔ آخرت کو تمہارے کام آئے۔ چنانچہ مثل مشہور ہے کہ جیسا بوؤ گے۔ ویسا کاٹو گے۔

Marfat.com

بعد میں فرمایا کہ درویشی اس بات کا نام ہے۔ جو شیخ شہاب الدین رحمتہ اللہ علیہ کو حاصل تھی۔ کہ صبح سے شام تک جو آتا۔ بغیر کچھ کھائے نہ جاتا۔

بعد اس کے فرمایا کہ ایک درویش شیخ سعید تبریزی نام جو جلال الدین تبریزی کے پیر تھے۔ آپ کے ہاں اکثر فاقہ ہوتا۔ لیکن کسی سے کوئی چیز نہ لیتے۔ ایک مرتبہ میں تین دن تک خانقاہ میں رہا۔ کسی قسم کا کھانا نہ پکا۔ درویش اور آپ صرف خربوزوں پر گزارہ کرتے رہے۔ جب یہ خبر والی شہر نے سنی۔ تو کہا کہ شیخ صاحب ہم سے کوئی چیز تو لیتے نہیں۔ ہم کیا کریں؟ یہ کہہ کر کچھ نقدی بھیجی کہ آپ کے خادم کو دینا۔ اور اسے کہنا کہ تھوڑی تھوڑی کر کے خرچ کرے۔ سپاہی نے آکر خادم کو روپیہ دیا۔ اور کہا کہ جیسی مصلحت دیکھو۔ روپیہ خرچ کرو۔ لیکن شیخ صاحب کو اس بات کی اطلاع نہیں دینا۔ خادم آپ سے چھپا نہ سکا۔ آخر یہ کہہ ہی دیا۔ پوچھا۔ کون لایا تھا۔ اور کہاں کہاں اس نے قدم رکھا تھا۔ وہاں کی مٹی کھود کر باہر پھینک دو۔ اور خادم کو بمعہ روپیہ باہر نکال دیا۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے ہاں متواتر چھ روز فاقہ رہا۔ ساتویں دن جب تھوڑا کھانا میسر ہوا۔ تو کھانے ہی کو تھے۔ کہ سائل نے آکر کہا کہ میں نے سات روز سے کچھ نہیں کھایا۔ خدا کے نام کچھ دو! آپؓ نے فرزندوں کے آگے سے کھانا اٹھا کر اسے عنایت کیا۔ اور فرمایا کہ اسے سات روز کا فاقہ ہے۔ اور ہمیں چھ روز کا۔ اسے دینا بہتر ہے۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! درویشی اسی کا نام ہے۔ جو آنجنابؒ کو حاصل تھی۔ جب درویش مراقبہ میں سر نیچا کرتا ہے۔ تو اٹھارہ ہزار عالم کو دیکھ آتا ہے۔ اور جب قدم زنی کرتا ہے۔ تو عرش سے تحت الثریٰ تک پھرتا ہے۔ یہ درویشوں کا پہلا مرتبہ ہے۔ پھر یہ شعر زبان مبارک سے فرمایا۔

چو برویش بر عشق گرو فرود   بیکدم سراز عرش بالاکند

پھر فرمایا کہ اے درویش! عاشقوں کے دل ہر وقت حجاب عظمت کا طواف کرتے ہیں اگر تھوڑی دیر عاشق کا دل اس نعمت سے محروم رہے۔ تو عاشق ناچیز ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

ان کے دلوں پر متواتر انوار تجلی اور اسرار الٰہی نازل ہوتے رہتے ہیں۔ اور وہ ان میں مستغرق رہتے ہیں۔

جب شیخ الاسلام نے یہ فوائد ختم کیے۔ تو دوڑ کر اندر چلے گئے۔ اور میں اور لوگ واپس چلے آئے الحمدللہ علی ذالک۔

— ☆ —

فصل --- ۱۴ ---

محبت و عداوت دنیا

جب پابوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ مولانا بہاؤالدین" بخاری' مولانا شہاب الدین غزنوی" شیخ برہان الدین ہانسوی' مولانا بدرالدین اسحٰق اور چند اور درویش حاضر خدمت تھے۔ محبت اور عداوت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش! لوگوں کی تین قسمیں ہیں۔ بعض تو ایسے ہیں۔ جو دنیا سے محبت کرتے ہیں۔ اور ہر وقت اس کی یاد میں رہتے ہیں اور اس کی طلب کرتے ہیں۔ ایسے لوگ بہت ہیں۔ بعض ایسے ہیں۔ جو اسے دشمن سمجھتے ہیں۔ اور اس سے محبت نہیں کرتے۔ بعض ایسے ہیں کہ نہ اسے دوست سمجھتے ہیں۔ نہ دشمن۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! تیسری قسم کے لوگ پہلی دو قسموں سے اچھے ہیں۔

بعد ازاں فرمایا کہ ایک شخص نے رابعہ بصری کے پاس آکر دنیا کو برا بھلا کہنا شروع کیا۔ رابعہ" نے فرمایا۔ صاحب! چلے جاؤ۔ میرے پاس نہ آنا۔ کیونکہ تو دنیا کا دوست معلوم ہوتا ہے۔ اس واسطے کہ تو اکثر اسی کا ذکر کرتا ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ کہرام کے علاقے میں شیخ بدنی رہتا تھا۔ جو از حد تارک الدنیا تھا۔ چنانچہ کپڑا بھی نہیں پہنا کرتا تھا۔ اگر کوئی شخص اس کے پاس دنیا یا اہل دنیا کا ذکر کرتا۔ تو پھر اسے پاس نہ آنے دیتا اور کہتا کہ تو دنیا کا عاشق ہے۔ اس واسطے کہ جو اپنے معشوق کو دوسرے کے پاس دیکھتا ہے۔ تو وہ ضرور اس کا ذکر کرتا ہے۔ وہ درویش نماز

Marfat.com

زیادہ پڑھا کرتا۔ اور کہا کرتا کہ افسوس! بہشت ایسی اچھی جگہ ہے۔ پر اس میں نماز نہیں۔ اس وقت ایک عزیز نے عرض کی۔ اگر پیر خود دنیا دار ہو۔ اور مریدوں کو ترک دنیا کے واسطے کہے۔ تو فرمایا۔ اثر نہیں ہو گا۔ کیونکہ وعظ و نصیحت صرف کہنے سے اثر نہیں کرتی۔ تاوقتیکہ خود نمونہ بن کر نہ دکھایا جائے۔

اس کے بعد فرمایا کہ اے درویش! ایک مرتبہ خواجہ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ بعض لوگ اکثر دنیا کا ذکر کرتے ہیں۔ فرمایا کہ وہ دنیا کے دوست ہیں۔ چونکہ اپنی معشوقہ کو دوسروں کے ہاتھ دیکھتے ہیں۔ تو اس واسطے کہ محبت کی زیادتی کی وجہ سے یاد کرتے ہیں۔ اور دن رات اسی کا ذکر اذکار کرتے ہیں۔

بعد ازاں فرمایا کہ ایک مرتبہ رابعہ بصری سے پوچھا گیا کہ دنیا کیا ہے اور کن لوگوں کی جگہ ہے۔ فرمایا۔ دنیا مردار ہے۔ اور اس کے طالب کتے ہیں۔ دنیا کو منافق کے سوا کوئی نہیں طلب کرتا۔ یہ منافقوں کا مقام ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ اے درویش! تو کسی درویش کو دنیاوی جاہ و منزلت کی طلب میں دیکھے۔ تو جان لے کہ ابھی وہ گمراہی کے جنگل میں ہے۔

پھر فرمایا کہ ابراہیم ادہم سے پوچھا گیا کہ آپ نے مرتبہ کہاں سے پایا؟ فرمایا۔ میں نے دنیا کو تین طلاقیں دیں۔

اس کے بعد پھر فرمایا کہ دنیا سے جس قدر محبت کرے گا۔ اسی قدر آخرت سے دور رہے گا۔ پس مولا اور بندے کے درمیان جو حجاب ہے۔ تو یہی دنیا ہے اور فساد کی جڑ ہے تو یہی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ طالب الدنیا لا یکون بنا للمولی دنیا کا طالب مولیٰ کی طرف مائل نہیں ہوتا۔

بعد میں فرمایا کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ دشمن سمجھتا ہے۔ تو بھی اسے دشمن سمجھ۔ اور اس کے پاس بھی نہ بھٹک۔ اور اس کی دوستی یا دشمنی کا ذکر کسی سے بھی نہ کر۔

اس کے بعد فرمایا کہ جس روز سے اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا کیا ہے۔ قہر کی وجہ سے دیکھا بھی نہیں۔ پس وہ شخص بہت ہی نادان ہے۔ جو ایسی چیز سے محبت کرے۔ جسے اللہ تعالیٰ دشمن سمجھتا ہے۔

Marfat.com

پھر فرمایا کہ جو اللہ تعالٰی کی اطاعت کرتا ہے۔ دنیا اس کی خدمت کرتی ہے۔ اور جو دنیا کی طاعت کرتا ہے۔ وہ رنج و معیبت میں مبتلا ہوتا ہے۔

بعد اس کے فرمایا کہ جو شخص جس قدر اللہ تعالٰی سے غافل ہے۔ اسی قد دنیا میں مشغول ہے۔ پھر فرمایا کہ میں نے خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز کی زبانی سنا ہے کہ دنیا مین تین کام سب کاموں سے بہتر ہیں۔ اول۔ دنیا کو پہچاننا اور اس سے بچنا۔ دوسرے حق تعالٰی کی طاعت کرنا۔ اور ادب ملحوظ رکھنا۔ تیسرے آخرت کی آرزو کرنا اور اس کی طلب میں کوشش کرنا۔

پھر فرمایا کہ اس راہ میں مرد وہی ہے۔ جو ان تینوں باتوں پر عمل کرے۔ اول دنیا سے بچا رہے۔ دوسرے مرنے سے پہلے گور کے لئے تیاری کرے۔ تیسرے حق تعالٰی کو دیکھنے سے پہلے اسے خوش کردے۔

بعد میں فرمایا کہ خواجہ ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ اپنے حالات میں لکھتے ہیں کہ قیامت کے دن دنیا دار دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ نہ اس واسطے کہ انھوں نے کوئی گناہ کیا ہے۔ بلکہ اس واسطے کہ اہل دنیا اور ان سے محبت کرنے والے ان کی بے عزتی دیکھ لیں اور افسوس کریں۔

بعد ازاں فرمایا کہ ایک مرتبہ غزنی میں میں نے ایک درویش کو دیکھا۔ جو از حد یاد الٰہی میں مشغول تھا۔ اس کے پاس چھ مہینے رہا۔ اس عرصے میں اس کی زبان سے دنیا کا نام تک نہ سنا۔ اگر اتفاقاً کبھی دنیا کا ذکر کرتا۔ تو صبح سے شام تک روتا رہتا۔ میں نے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ تقریباً تیس سال کا عرصہ گزرا ہے۔ کہ ایک شخص نے میرے پاس آکر دنیا کے بارے میں کچھ کہا۔ میں نے بھی اس سے موافقت کی۔ اسی وقت غیب سے آواز آئی کہ اے فقیر! ہماری باتیں ہوں گی یا دنیا کی؟ سو اس دن سے لے کر آج تک شرمندگی کے مارے رو رہا ہوں۔ کہ قیامت کے دن یہ منہ کس طرح دکھاؤں گا؟

اس کے بعد فرمایا کہ سلوک کے بارے میں لکھا ہے اکثرا ذکر ھادم للنفس و ھادم اللذآن یعنی لذتوں میں رخنہ انداز اور جانوں کو مٹانے والی چیز (یعنی موت) کو یاد

Marfat.com

کرو۔ جو ہمیشہ موت کو یاد رکھتا ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔ جو شخص جس قدر موت سے غافل ہو گا۔ اسی قدر دنیا کا ذکر اس کے دل میں محکم ہو گا۔ اور طاعت اس کے دل پر گراں گزرے گی۔ اور گناہ آسانی سے کرے گا۔

پھر فرمایا کہ خواجہ مودود چشتی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمام بدیاں اگر گھر میں جمع کی جائیں تو وہ گھر دنیا سمجھو۔ پس جس کے دل میں دنیا کی محبت محکم ہے وہ خدا سے دور ہے۔ جس پر دنیا تنگ ہے سمجھو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے۔

پھر فرمایا کہ دنیا کو ہر روز پانچ مرتبہ ندا آتی ہے۔ کہ اے دنیا! تو ہمارے دوستوں کے لئے تلخ ہو جا۔ تاکہ وہ تجھے نیک نگاہ سے نہ دیکھیں۔ اور اپنے طالبوں کے لئے میٹھی بن جا۔ تاکہ وہ تیرا ذکر زیادہ کریں۔ اور انہیں مزہ دے۔ تاکہ وہ رنج و مصیبت میں پھنسیں۔

بعد میں فرمایا کہ خواجہ عبداللہ مبارک ہر وقت تجرید میں رہتے۔ جو آپ کے پاس آتا۔ محروم نہ جاتا۔ آپ کی یہ عادت تھی کہ شام کی نماز ادا کر کے مریدوں کے حجروں میں پھرتے۔ اگر کھانا پانی بطور ذخیرہ ان کے پاس دیکھتے۔ تو فرماتے۔ کہ یہ محتاج درویشوں کو دے دو۔ اور پانی گرا دو کیونکہ ذخیرہ کرنا درویشی نہیں۔ اور اپنے مریدوں میں سے جس کو دنیا کا ذکر کرتے ہوئے سنتے۔ خانقاہ سے باہر نکال دیتے۔ اور پھر اپنے پاس نہ آنے دیتے۔

پھر فرمایا کہ آپ کے پاس بہت سا مال و اسباب تھا۔ جب اور مال آتا تو ایک شخص کے حوالے کر دیتے۔ جو محافظ بیت المال تھا کہ تم ہی اس کا حساب رکھو! اپنے پاس بھی نہ آنے دیتے تاکہ دنیا کے کام میں مشغول نہ ہو جائیں۔ اے درویش! ایک مرتبہ سلطان شمس الدین نے شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں اشرفیوں کی چند تھیلیاں بھیجیں۔ جونہی آدمیوں کو لاتے ہوئے دیکھا۔ دور سے فرمایا کہ اسے لے جاؤ! اور جا کر کہہ دو کہ ہم نے تو تجھے اپنا دوست سمجھا تھا۔ لیکن تو دشمن نکلا۔ کیونکہ تو نے ہمارے پاس وہ چیز بھیجی۔ جسے حق تعالیٰ دشمن سمجھتا ہے اس کے طالب اور بہت ہیں۔ ان کو دو۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کے پیر خواجہ شریف

Marfat.com

زندنی رحمتہ اللہ علیہ نے چالیس سال تک دنیا سے تنہائی اختیار کی۔ آپ خراسان میں معتکف ہوئے۔ اس چالیس سال کے عرصے میں آپ کی خوراک صرف سبزی تھی۔ مگر اس عرصے میں جو شخص آپ کی زیارت کو جاتا۔ اسے خادم کہتا کہ خبردار! آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر دنیا کا ذکر نہ کرنا۔ نہیں تو زیارت کی سعادت سے محروم رہ جائے گا۔ الغرض ایک روز اس ولایت کا حاکم آپ کی زیارت کے لئے آیا۔ اور کچھ نقدی لایا۔ اور آداب بجا لا کر بیٹھ گیا۔ اور دنیا کی بابت کوئی حکایت بیان کی۔ خواجہ صاحب نے مسکرا کر فرمایا کہ اللہ کے دشمن تو نے کہاں کا کینہ مجھ سے لیا۔ کہ اللہ کے دشمن کو پکڑ کر میرے پاس لانا تو دوستی کی بات نہ تھی۔ جو تو نے کی۔ اسے لے جا۔ اور اس کے طالبوں کو دے۔ یہ فرما کر اپنا بوریا (جس پر آپ بیٹھے تھے) اٹھایا اور فرمایا۔ دیکھ! جب نگاہ کی۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ زر و دینار کی ندی بہ رہی ہے۔ سب اٹھ کھڑے ہوئے اور سر قدموں پر رکھ دیئے اور معافی مانگی۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ جس کے پاس اس قدر خزانے ہوں۔ اسے ان مردار پیسوں کی کیا حاجت ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک شخص خواجہ قطب الدین چشتی قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں اس نیت سے حاضر ہوا کہ خواجہ صاحب اسے دینار دیں۔ اور جہاں پر خواجہ صاحب بیٹھے ہیں۔ وہاں دودھ کی ندی جاری ہو۔ ابھی وہ دور ہی تھا کہ خواجہ صاحب نے اس کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اللہ کے دوست آتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی مغضوبہ چیز کو طلب کرتے ہیں۔ چونکہ تیرے دل میں یہ خیال ہے۔ اس لئے اس اینٹ کو۔ جس پر تو بیٹھا ہے۔ اٹھا۔ جب اٹھائی۔ تو نیچے اشرفیوں کا ڈھیر پایا۔ فرمایا۔ اٹھا لے۔ یہ تیرا ہی حصہ ہے۔ جب اس نے وہ ڈھیر اٹھا لیا۔ تو خواجہ صاحب نے فرمایا کہ تیری خواہش دودھ چاول کی ہے۔ سو تیرے آگے ہے۔ کھا۔ جب اس نے نگاہ کی۔ تو دیکھا کہ دودھ چاول کی ندی بہہ رہی ہے۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ خواجہ قطب الدین چشتی راہ چل رہے تھے۔ راستے میں ایک مسجد تعمیر ہو رہی تھی ایک کڑی اوپر لیجانا چاہتے تھے۔ لیکن وہ اور کڑیوں سے دو گز چھوٹی تھی۔ بچارے حیران تھے۔ کہ کیا کریں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ اوپر چڑھا کر مجھے اطلاع دینا۔ جب اوپر چڑھائی گئی۔ تو آپ نے دیوار پر چڑھ کر اسے کھینچا۔ تو

Marfat.com

دوسری کڑیوں کی نسبت ایک گز لمبی ہو گئی۔ چنانچہ آج تک اسی طرح دیوار کے باہر ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ خواجہ یوسف چشتی کے پیر خواجہ محمد چشتی رحمتہ اللہ علیہا اکثر عالم تحیر میں رہتے۔ چنانچہ تیس سال تک نہیں سوئے۔ آپ کا مجاہدہ آپ ہی کو حاصل تھا۔ چنانچہ سال یا دو سال تک کچھ نہیں کھایا پیا کرتے تھے۔ اور رات کو آتے۔ نماز معکوس ادا کرتے۔ یعنی کنوئیں میں الٹے لٹک کر نماز ادا کرتے۔ الغرض ایک روز آپ دجلہ کے کنارے بیٹھے خرقہ سی رہے تھے۔ کہ بغداد کا ایک بزرگ زادہ مع اپنے لشکر کے وہاں پہنچا۔ تو خواجہ صاحب کو دیکھا۔ اور گھوڑے پر سے اتر پڑا۔ اور آکر آداب بجا لا کر بیٹھ گیا۔ اور عرض کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کسی کی سلطنت میں کوئی بڑھیا عورت رات کو بھوکی سوئے تو قیامت کے دن اس کی دامن گیر ہو گی۔ اور اپنا انصاف لئے بغیر اسے نہ چھوڑے گی۔ یہ عرض کر کے جو کچھ لایا تھا۔ حاضر خدمت کیا۔ خواجہ صاحب نے مسکرا کر فرمایا کہ ہمارے خواجگان کی رسم نہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی مغضوبہ چیز قبول کریں۔ یہ ان کے پاس لے جاؤ۔ جنہیں اس کی ضرورت ہے۔ پھر ایک درہم جو پاس تھا۔ وہ دجلے میں پھینک دیا۔ اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہا۔ اے پروردگار! جو کچھ تو اپنے بندوں کو دکھلاتا ہے۔ اس کو بھی دکھلا۔ اسی وقت مچھلیاں منہ میں اشرفیاں لئے ہوئے حاضر خدمت ہوئیں۔ جب اس بزرگ زادے نے یہ حالت دیکھی۔ تو آداب بجا لایا اور کہا۔ کہ واقعی مردان خدا میں اس قسم کی قوت ہوتی ہے۔ خواجہ صاحب نے مچھلیوں کو فرمایا کہ میرا درم لاؤ۔ ایک مچھلی نے وہی درم لا دیا۔ فرمایا کہ اے عزیز! جسے اللہ تعالیٰ کے گھر سے اس قدر زر مل سکتا ہے۔ اسے دوسروں کے زر کی کیا احتیاج ہے۔ جونہی خواجہ صاحب نے پہلے فوائد ختم کئے۔ اٹھ کر اندر تشریف لے گئے۔ الحمدللہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل -- ۱۵ --

حسن عقیدہ مریداں

جب پا بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ شیخ جمال الدین ہانسوی۔ مولانا نظام الدین بدایونی شمس دبیر۔ مولانا شمس الدین بخاری۔ شیخ بدر الدین غزنوی' شیخ نجم الدین شامی اور خانوادۂ چشت کے چند اور درویش حاضر خدمت تھے۔ اور مریدوں کے حسن عقیدہ کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش! جس شخص کو اپنے پیر کے حق میں نیک عقیدہ نہیں۔ وہ مرید ہی نہیں۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ امیرالمومنین عمر خطاب رضی اللہ عنہ نفلی نماز ادا کر رہے تھے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کام کی خاطر آپ کو آواز دی۔ آپ چونکہ نماز میں مشغول تھے جواب نہ دیا۔ جب نماز سے فارغ ہو کر حاضر خدمت ہوئے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے آواز دی تھی۔ عرض کی کہ سنی تو تھی۔ لیکن میں نماز میں مشغول تھا۔ فرمایا جس وقت رسول خدا آواز دیں۔ تو نفلی نماز چھوڑ کر اسی وقت جواب دو۔ کیونکہ ایسا کرنا نفلی نماز سے بدرجہا بہتر ہے۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ میں خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک درویش شیخ علی نام سنجری نفلی نماز ادا کر رہا تھا۔ خواجہ صاحب نے آواز دی تو فوراً" نماز چھوڑ کر لبیک کہا۔ شیخ صاحب نے پوچھا کہ نماز ادا کر کے بعد میں کیوں جواب نہ دیا۔ نماز کیوں چھوڑ دی؟ عرض کی کہ جناب کی آواز کا جواب دینا نفلی نماز سے افضل ہے اس واسطے کہ سلوک میں یوں ہے کہ جب پیر مرید کو آواز دے اور مرید فوراً" جواب دے تو اس سے ایک سال کی عبادت کا ثواب مرید کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ پس اے مخدوم! کیوں انسان اس ثواب کو مفت ہاتھ سے کھوئے۔

پھر فرمایا کہ پیر میں ذاتی قوت اس قسم کی ہونی چاہئے کہ جب کوئی شخص مرید ہونے کی نیت سے حاضر خدمت ہو۔ تو اس کے حسن عقیدہ کو دیکھے۔ اگر اسے فرمان حق میں راسخ نہ پائے۔ تو آہستہ سے کہے کہ ابھی تیرا وقت نہیں آیا۔ واپس چلا جا۔

Marfat.com

پھر فرمایا کہ مرید جو پیر کی خدمت میں آکر سر زمین پر رکھ دیتے ہیں۔ یہ سہل خدمت ہے۔ اس واسطے کہ جو پیر کی خدمت میں ارادت اور بیعت کی نیت سے آتے ہیں۔ اس ارادت اور بیعت سے مراد پیر کی محبت اور عشق ہے۔ سو اس صورت میں زمین پر سر رکھنا سہل خدمت ہے۔ پھر فرمایا کہ جب تک شیخ میں اس قسم کی ذاتی قوت نہ ہو۔ اسے شیخ نہیں کہہ سکتے۔ اس واسطے کہ خواجہ قطب الدین فرماتے ہیں کہ جب تک شیخ مرید کے ظاہر و باطن کو نہ دیکھ لے۔ اس کے لئے مرید بنانا واجب نہیں۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ پتھورا کا ایک مسلمان ملازم خلوص دل سے شیخ معین الدین حسن سنجری قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں مرید ہونے کی نیت سے حاضر ہوا۔ لیکن شیخ صاحب نے اسے مرید نہ بنایا۔ اس نے جا کر پتھورا کو کہا۔ پتھورا نے آدمی بھیجے۔ کہ آپ اسے مرید کیوں نہیں بناتے۔ فرمایا۔ اس میں تین باتیں پائی جاتی ہیں۔ جو جانے والی نہیں ہیں۔ کیونکہ اس کی تقدیر میں لکھی ہیں۔ اول یہ کہ یہ شخص کثرت سے گناہ کرے گا۔ دوسرے تمہارا ملازم ہے۔ لوح محفوظ میں میں نے لکھا دیکھا ہے کہ وہ اس جہاں سے بے ایمان جائے گا۔ جب پتھورا نے یہ سنا تو ناراض ہوا۔ اور کہا کہ اس درویش نے ساری غیب کی باتیں کہی ہیں۔ اسے کہہ دو کہ شہر سے نکل جائے۔ جب آپ نے سنا۔ تو مسکرا کر فرمایا کہ تین دن کی مہلت ہے۔ اس عرصے میں یا تو میں نکل جاؤں گا۔ یا پتھورا۔ چنانچہ تیسرے روز محمد غوری کا لشکر آیا۔ اور پتھورا کو زندہ پکڑ کر لے گئے۔ اور جو شخص مرید ہونے کو آیا تھا۔ اس نے خود کو دریا میں اپنے تئیں ہلاک کیا۔

بعد ازاں فرمایا کہ اے درویش! تجھے واضح رہے کہ اگر شیخ یا پیر ناراض ہو تو جہان کو درہم برہم کر سکتا ہے۔

پھر فرمایا کہ میں نے خواجہ قطب الدین بختیار قدس اللہ سرہ العزیز کی زبانی سنا ہے کہ میں بیس سال شیخ المشائخ معین الدین کی خدمت میں رہا۔ اس بیس سال کے عرصے میں آپ کو کسی پر ناراض ہوتے نہیں دیکھا۔ مگر ایک روز وہ بھی اس طرح سے کہ آپ ایک محلے میں سیدھے چلے جا رہے تھے۔ کہ آپ کے ایک مرید شیخ علی نامی کو

Marfat.com

ایک شخص نے پکڑا ہوا تھا اور کہہ رہا تھا کہ میرا روپیہ دے۔ شیخ صاحب بھی پاس سے گزرے۔ آپ نے اس شخص کو بہتیرا سمجھایا۔ لیکن اس نے ایک نہ مانی۔ آخر ناراض ہو کر کندھے کی چادر زمین پر دے ماری۔ جو اشرفیوں سے پر ہو گئی اسے فرمایا کہ جس قدر تونے اس سے لینا ہے۔ اسی قدر لے لے۔ زیادہ نہ لینا۔ اس نے طمع کی۔ تو اس کا ہاتھ خشک ہو گیا۔ کہا۔ میں توبہ کرتا ہوں۔ آپ نے دعا کی۔ تو اس کا ہاتھ بھلا چنگا ہو گیا۔

اس کے بعد فرمایا کہ ایک دفعہ شیخ معین الدین سنجری قدس اللہ سرہ العزیز یاروں کے ہمراہ بیٹھے تھے کہ اتنے میں ایک شخص آکر ارادت کے لئے ملتمس ہوا۔ لیکن وہ آیا ہلاکت شیخ کے ارادے سے تھا۔ جب وہ آداب بجا لا کر بیٹھ گیا۔ تو آپ نے اس کی طرف دیکھ کر مسکرا کر فرمایا کہ درویش جب درویشوں کے پاس آتے ہیں۔ تو صفائی کے لئے آتے ہیں۔ نہ ظلم کرنے کے لئے۔ تو جس نیت سے آئے ہو۔ یا اسے اختیار کرو۔ یا اپنا عقیدہ درست کرو۔ یہ سن کر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اقرار کیا اور کارد جو ہلاکت کے لئے لایا تھا۔ باہر پھینک کر مرید بنا۔ بعد میں وہ شخص ایسا راسخ العقیدہ ہوا کہ آپ ہر ایک مشکل کام اسی کو فرماتے۔ اور وہ بھی دل و جان سے اس کے سرانجام کرنے کی کوشش کرتا۔ آخر جب وہ کمالیت کے درجے کو پہنچ گیا۔ تو پینتالیس حج کئے۔ آخر خانہ کعبہ کے مجاوروں میں اس کا مدفن بنا۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! جس کے نصیب میں ازلی سعادت ہوتی ہے۔ اس کی یہی حالت ہوتی ہے۔ جیسی کہ اس شخص کی ہوئی۔ کہ وہ نیک عقیدے سے حاضر خدمت نہ ہوا تھا۔ لیکن شیخ صاحب نے اس کے سینے سے تمام کدورتوں کو صاف کر دیا۔ تب ہی اس نے اٹھ کر اقرار کیا۔ اور آداب بجا لا کر عرض کی کہ اب میری طرف سے صفائی ہے۔ اسی وقت مرید بنا۔ اور شرف بیعت سے مشرف ہوا۔

بعد میں فرمایا کہ ایک شخص میرے پاس آیا۔ اس سے میں نے سنا کہ مرید کو سارے کاموں میں راسخ ہونا چاہئے۔ نہیں تو قیامت کے دن شرمندہ ہو گا۔

پھر فرمایا کہ خواجہ جنید بغدادی قدس سرہ العزیز اپنے حالات میں بادشاہوں کے

Marfat.com

حسن عقیدہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شہزادہ جو راسخ الاعتقاد صالح اور صاحب کشف تھا۔ منظر میں بیٹھا ہوا تھا۔ جہاں سے اس کی نگاہ بارگاہ کے جشن پر پڑی۔ تو دیر تک آسمان کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر نیچے کی طرف دیکھا۔ پھر دیر تک آسمان کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اپنی بیوی کی طرف دیکھ کر رو دیا۔ اس کی بیوی نے جب یہ ماجرا دیکھا۔ تو وجہ پوچھی۔ شہزادے نے کہا۔ جانے دو۔ یہ کہنے والی بات نہیں۔ جب بیوی نے بہت منت و سماجت کی۔ تو شہزادے نے کہا کہ جب میری نظر لوح محفوظ پر پڑی۔ تو دیکھا کہ میرا نام زندوں سے کٹ گیا ہے۔ مجھے معلوم ہو گیا کہ اب مجھے جانا ہے۔ پھر دیکھا کہ میری جگہ کون ہو گا۔ تو دیکھا کہ وہ حبشی۔ جو نیچے کھڑا ہے۔ وہ میرا جانشین ہو گا۔ اور تو اس کے نکاح میں آئے گی۔ جب اس کی بیوی نے یہ سنا۔ تو پوچھا کہ اب کیا کرو گے؟ کہا۔ کرنا کیا ہے۔ جو رضائے الٰہی ہے۔ ہو کر رہے گی۔ پھر حبشی کو بلا کر اپنے کپڑے پہنائے۔ اور اسے اپنا ولی عہد بنایا۔ اور لشکر دے کر دشمن کے مقابلے میں بھیجا۔ اور امراء اور وزراء اس کے ساتھ روانہ کئے۔ وہ حسب الحکم روانہ ہوئے۔ اور دشمن کو مع مال و اسباب پکڑ کر حاضر خدمت کیا۔ جس رات وہ آیا۔ دوسرے روز بادشاہ فوت ہو گیا۔ حبشی نے لشکر کشی کے عرصے میں لوگوں سے نہایت نیک سلوک کیا تھا۔ اس لئے سارے اس کے مطیع ہو گئے۔ جب بادشاہ مر گیا۔ تو ملک اسے مل گیا۔ اور بادشاہ کی بیوی سے بھی شادی کر لی۔

اس کے بعد فرمایا کہ جب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے رحلت فرمائی۔ تو کئی ہزار مسلمان مرتد ہو گئے۔ اور انہوں نے امیرالمومنین ابا بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرضی بھیجی کہ زکواۃ معاف کر دی جائے۔ ورنہ ہم اسلام پر قائم نہیں رہیں گے۔ آپ نے یاروں سے مشورہ کیا۔ بعض نے کہا۔ اگر خلیفہ صاحب ان سے نرمی کریں۔ اور زکواۃ معاف کر دیں۔ تو بہتر ہو گا۔ آپ نے تلوار سونت کر فرمایا کہ اگر حق تعالیٰ کے حق سے عقال (وہ رسی۔ جس سے اونٹ کا گھٹنا باندھتے ہیں) بھی کم دیں گے۔ تو میں اس تلوار سے ان سے جنگ کروں گا۔ جب یہ خبر امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ نے سنی۔ تو فرمایا کہ بہت اچھا کہا ہے۔ اگر زکواۃ معاف

Marfat.com

کر دیتے۔ تو اسی طرح ہوتے ہوتے سارے احکام شرعی اٹھ جاتے۔

پھر شیخ الاسلامؒ نے مولانا نظام الدینؒ بدایونی سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میرے پاس بہت سے درویش آکر مرید ہوئے ہیں۔ لیکن جب چلے گئے۔ تو ان کی محبت ویسی نہ رہی۔ مگر مولانا نظام الدینؒ جب سے میرے مرید ہوئے ہیں۔ ان کے مزاج و نیت میں ذرا تغیر نہیں آیا۔ ان کی محبت انشاء اللہ ذرا بھر کم نہ ہو گی۔ مولانا اٹھ کر آداب بجا لائے۔ اسی روز آپ کو خرقہ اور سیاہ گودڑی عنایت ہوئی۔ اور فرمایا کہ میرے مریدوں میں سے مولانا نظام الدین عالمگیر ہیں۔ اور مولانا کے مرید آخر تک رہیں گے۔ اور تمام جہان میں پھیل جائیں گے۔

شیخ الاسلام نے جب یہ فوائد ختم کیے۔ تو اٹھ کر اندر تشریف لے گئے۔ اور لوگ واپس چلے آئے۔ مولانا نظام الدین بھی جماعت خانہ میں رہے۔

الحمدللہ علی ذالک۔

فصل --- ۱۹ ---

بزرگوں کے ہاتھ چومنا

جب پابوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ تو اس وقت مولانا نظام الدین بدایونی۔ مولانا یحییٰ غریب شیخ برہان الدین ہانسوی' شیخ بدرالدین غزنوی اور عزیز حاضر خدمت تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش! ایک دوسرے کا ہاتھ چومنا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیا علیہم السلام کی سنت ہے۔ جو شخص تعظیماً" مشائخ کے دست مبارک کو بوسہ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے گناہ سے اس طرح پاک کر دیتا ہے۔ گویا ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

پھر فرمایا کہ درویش اور مشائخ ایک دوسرے کا ہاتھ اس واسطے چومتے ہیں۔ کہ شاید کسی مغفور کا ہاتھ ہاتھ میں آجائے کہ جس کی برکت سے بخشے جائیں۔

بعد میں فرمایا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ علامت تھی کہ جب

Marfat.com

کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کرنا چاہتا یا سلام کرنا چاہتا۔ تو آنجناب پہلے ہی اسے سلام کرتے اور مصافحہ کرتے۔

پھر فرمایا کہ امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بہتیری مرتبہ چاہا کہ پہلے میں سلام کروں یا مصافحہ کروں۔ لیکن میسر نہ ہوا۔

بعد میں فرمایا کہ خواجہ قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی یہ علامت تھی کہ جب کبھی کسی محلے یا مجمع میں سے گزرتے۔ جب تک سب کے ہاتھ کو بوسہ نہ دے لیتے۔ آگے نہ گزرتے اور سب سے دعائے خیر طلب کرتے۔

بعد اس کے پھر فرمایا کہ جب لوگ نماز سے فارغ ہو کر ایک دوسرے کے ہاتھ کو بوسہ دیتے ہیں۔ اور مصافحہ کر کے ہاتھ ملاتے ہیں۔ تو ان کے گناہ جھڑتے ہیں۔ جیسے درخت سے پتے موسم خزاں میں جھڑتے ہیں۔

بعد میں پھر فرمایا کہ بزرگوں کے ہاتھ کو بوسہ دینے میں دین و دنیا کی خیر و برکت ہے۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک بزرگ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیسا سلوک کیا۔ فرمایا۔ جو کچھ میں نے دنیا میں کیا تھا۔ سب کچھ مجھے دکھایا گیا۔ پھر فرشتوں کو حکم ہوا کہ اسے دوزخ میں لے جاؤ۔ اتنے میں حکم ہوا کہ اس نے فلاں روز دمشق کی جامع مسجد میں خواجہ شریف کے ہاتھ کو بوسہ دیا تھا۔ جس کی برکت سے اسے معاف کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ قیامت کے دن کئی گنہگار صرف ہاتھ چومنے کی وجہ سے بخشے جائیں گے اور دوزخ سے نجات پائیں گے۔

بعد میں فرمایا کہ یوسف حجاج نے وفات کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا کہ تیری کیا حالت ہے؟ کہا ہلاکت کے مقام میں ہوں۔ لیکن امید ہے کہ بخشا جاؤں گا۔ پوچھا۔ کس نیکی کی وجہ سے تجھے امید ہے؟ کہا۔ کہتے ہیں کہ فلاں مجلس میں تو نے خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کے دست مبارک کو عزت سے بوسہ دیا تھا۔ تجھے ہم اس کام کے عوض بخش دیں گے۔

Marfat.com

پھر فرمایا کہ خواجہ قطب الدین چشتی قدس اللہ سرہ العزیز جامع مسجد سے نکلتے۔ تو آپ کے اصحاب حلقہ بنا لیتے۔ اور آپ کا دست مبارک ٹکا رہتا۔ جو آتا۔ آپ کے دست مبارک کو بوسہ دے کر چلا جاتا۔

بعد اس کے فرمایا کہ آثار الاولیاء میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک بزرگ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی بزرگ یا شیخ کے ہاتھ کو بوسہ دے گا۔ وہ ضرور بخشا جائے گا۔ اس واسطے کہ مشائخ کا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک ہے۔ جو مشائخ کا ہاتھ پکڑتا ہے۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک پکڑتا ہے۔

پھر فرمایا کہ امام اعظم کوفی رحمتہ اللہ علیہ مجلس میں بیٹھے ہوتے۔ تو جب کوئی آتا۔ آپ اٹھ کر اس سے مصافحہ کرتے۔ اور جب روانہ ہوتا تو بھی اٹھ کر اس سے مصافحہ کرتے۔

بعد اس کے فرمایا کہ اے درویش! مہتر داؤد علیہ السلام جب مسند حکومت پر بیٹھے۔ اور عدل و انصاف کے لئے لوگ آتے۔ تو آپ مظلوموں کی دادرسی کرتے۔ اور بنی اسرائیل کا جو بزرگ آتا۔ خود مسند سے اٹھ کر اس کا ہاتھ چومتے۔ اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہتے۔ کہ اے پروردگار! ان کے ہاتھ کو برکت تو عنایت کی ہے۔ اب اپنی پناہ بھی مرحمت فرما۔ پس۔ اے درویش! اگرچہ تمام انبیاء معصوم تھے۔ پھر بھی اپنے بارے میں خیر و برکت طلب کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ ان کے ہاتھ کو بوسہ دینے کی برکت سے ہمیں بخش۔

پھر فرمایا کہ جس روز یعقوب علیہ السلام کی یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی راستے میں کھڑے ہوئے ہر آنے جانے والے کے ہاتھ کو بڑی تعظیم و تکریم سے بوسہ دیتے۔ وجہ دریافت کی گئی۔ تو فرمایا کہ بنی اسرائیل کے بزرگوں کی دست بوسی کی برکت۔ سے اللہ تعالٰی نے ملاقات عنایت فرمائی ہے۔

بعد میں فرمایا کہ اے درویش! خواجہ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہر صبح ایک بڑھیا کے پاس جا کر فرماتے۔ کہ بڑھیا! محمد کے حق میں دعائے خیر کرنا۔ حالانکہ تمام موجودات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی عزیز نہیں۔ بلکہ اللہ تعالٰی نے یہ

Marfat.com

سب کچھ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی وجہ سے پیدا کیا۔ جبکہ سرور کائنات خیر طلب کرتے ہیں۔ تو ہم دوسروں کو ضرور ہی بزرگوں کی دست بوسی سے خیریت طلب کرنی چاہیے۔

پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی راستہ چلتے۔ اور کسی بوڑھے آدمی سے ملاقات ہوتی۔ تو اس سے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھتے۔ کیونکہ آنجنابؐ سفید بالوں کی بڑی عزت و حرمت فرمایا کرتے تھے۔ اور جب وہ شیخ آنحضرت کے دست مبارک کو بوسہ دینے لگتا۔ تو پہلے آنجنابؐ بوسہ دیتے۔

اس کے بعد فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک جوان نشے میں بدمست گلی میں سے جا رہا تھا۔ جب اس نے خواجہ ابراہیم ادھم کو آتے ہوئے دیکھا۔ تو فوراً سر قدموں پر رکھ دیا۔ اور بڑی تعظیم و تکریم سے آپ کے دست مبارک کو بوسہ دیا۔ اسی رات اس جوان نے خواب میں دیکھا کہ بہشت میں ٹہل رہا ہے۔ تعجب کرنے لگا کہ میں ایسا گناہ گار۔ اور مجھے یہ نعمت۔ آواز آئی کہ فی الواقع ایسا ہی ہے۔ کیونکہ تو نے آج میرے دوست کے ہاتھ کو بوسہ دیا ہے۔ اس لئے تجھے بخش دیا گیا ہے جب وہ جاگا۔ تو خواجہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ کی۔

پھر فرمایا کہ جب حق تعالیٰ کی عنایت شامل حال ہوتی ہے۔ تو ہزاروں گنہگار ذرہ بھر رحمت کے سبب عذاب دوزخ سے خلاصی پا جاتے ہیں۔

بعد میں فرمایا کہ جب لوگ آپس میں ایک دوسرے کے ہاتھ کو بوسہ دیتے ہیں۔ تو ہزاروں رحمتیں نازل ہوتیں۔ اور جب وہ دست بوسی سے فارغ ہوتے ہیں۔ تو تمام رحمتیں ان پر نثار ہوتی ہیں۔

بعد ازاں فرمایا کہ اے درویش! سلوک میں آیا ہے کہ اہل تصوف اپنے جماعت خانے میں بیٹھے اس بات کے منتظر رہتے ہیں۔ کہ کوئی آئے اور ہمیں اس کی دست بوسی حاصل ہو۔ خواہ وہ تلاوت اور یاد حق میں ہی کیوں نہ مشغول ہوں۔

اس کے بعد پھر فرمایا کہ خواجہ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ العزیز جب سجادے پر بیٹھ کر یاد حق میں مشغول ہوتے اور کوئی آجاتا۔ تو چھوڑ چھاڑ اس سے باتیں کرنے

Marfat.com

لگتے۔ اور باتوں ہی میں جس حاجت کے لئے آتا۔ پوری کرتے۔ جب وہ واپس چلا جاتا۔ تو آپ تلاوت میں مشغول ہوتے۔

بعد ازاں فرمایا کہ صاحب سجادہ بزرگوں پر واجب ہے کہ تلاوت میں مشغول ہوں۔ جب کوئی آئے۔ تو تلاوت چھوڑ کر اس میں مشغول ہو جائیں۔ اس واسطے کہ مذہب سلوک کے بموجب حاجت مندوں کی حاجت روائی ورد وظائف سے افضل ہے۔ کیونکہ حاجت روائی کا ثواب ایک سال کی عبادت کا سا ہوتا ہے۔

پھر فرمایا کہ ایک روز ابو سعید مکہ کے کسی بزرگ کے ہاں کسی ضرورت کے لئے گئے۔ اس وقت وہ درویش مشغول تھا۔ آپ ناکام واپس آئے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آئے۔ تو غمگین اور اداس تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نور رسالت سے معلوم کر کے فرمایا کہ کیوں غمگین ہو؟ عرض کی یارسول اللہ! فلاں بزرگ کے متعلق میرا کچھ کام تھا۔ سو جب میں گیا۔ تو وہ ورد میں مشغول تھا۔ اس لئے مجھے ناکام واپس آنا پڑا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اس پر واجب تھا کہ حاجت مندوں کے کام میں مشغول ہوتا۔ انصاف کا اقتضاء تو یہ تھا کہ ورد چھوڑ کر تیرا کام سرانجام کرتا۔ اور سرانجام کر کے پھر ورد میں مشغول ہوتا۔

بعد اس کے فرمایا کہ اے درویش! جس وقت خواجہ شبلی تلاوت میں مشغول ہوتے۔ اور کوئی آجاتا۔ تو آپ فوراً اٹھ کر اس کی دست بوسی کرتے۔ اور اس میں مشغول ہو جاتے۔ جب تک بیٹھا رہتا۔ اس سے باتیں کرتے رہتے۔ جب چلا جاتا تو پھر یاد الٰہی میں مشغول ہوتے۔

بعد ازاں فرمایا کہ خواجہ شمعون محب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ دل کیسا ہو گا اللہ تعالیٰ کا عرش ضروری کام کے لئے اس کے دروازے پر آئے۔ اور وہ اس کی حاجت روائی میں مشغول نہ ہو۔ عرش سے آپ کی مراد دل تھی۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ قلب المومن عرش اللہ تعالیٰ۔ یعنی دل اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ سلطان ناصرالدین علیہ الرحمتہ والغفران ملتان کی طرف گیا۔ تو جب اجودھن پہنچا۔ تو میری زیارت کے لئے آیا۔ اور خدمت کی شرائط بجا لا کر

Marfat.com

واپس چلا گیا۔

بعد میں فرمایا کہ جب لوگوں کی آمدورفت سے تنگ آگیا۔ تو تنہائی اختیار کرنی چاہی۔ پھر دل میں خیال آیا کہ خواجگان نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ ان کا طریقہ یہ تھا کہ سب سے مصافحہ کرتے تھے۔ سو میں چھت پر بیٹھتا۔ اور دونوں ہاتھ نیچے لٹکا دیتا۔ لوگ آکر ہاتھ کو بوسہ دے جاتے تھے۔ اور مصافحہ کر جاتے۔ کثرت ہجوم کی وجہ سے ہر روز تقریباً دس کرتے پھٹ جاتے۔ جو لوگ بطور تبرک لے جاتے۔ مجھے ان کے حسن عقیدت پر تعجب آتا۔ کہ دیکھو! کیسے راسخ الاعتقاد ہیں۔ جمعہ کے دن نماز پڑھ کر واپس آتا۔ تو لوگوں کی بھیڑ سے تنگ آجاتا۔ چنانچہ ایک جمعہ کو میرا پاؤں فراش نے کھینچا۔ تا کہ بوسہ دے۔ یہ بات مجھے ناگوار گزری۔ اس نے کہا۔ شیخ فرید! اس بات کا شکریہ ادا کرو۔ کہ آپ جیسے لاکھوں آپ کی پابوسی کے خواہش مند ہیں۔ اس کی بات مجھے پسند آئی۔ بعد ازاں فرمایا کہ جو شخص اللہ کی بارگاہ میں عزیز ہے۔ وہ خلقت میں بھی عزیز ہے۔

پھر فرمایا کہ میں نے ایک مرتبہ اپنے پیر خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز سے سنا کہ میں خانہ کعبہ کا طواف ایک بزرگ کے ہمراہ کر رہا تھا۔ اتنے میں ایک اور شخص نے آکر سلام کیا۔ تو وہ بزرگ اس سے باتیں کرنے لگا۔ مجھے تعجب ہوا کہ ایسا کرنا واجب نہ تھا۔ فوراً مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ میں نے سنا ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔ سو میں نے بھی ویسا ہی کیا ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ میں ہفتے یا دو ہفتے بعد اپنے پیر کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ برخلاف اس کے شیخ بدرالدین غزنوی اور دوسرے عزیز ہمیشہ حاضر خدمت رہتے۔ جب میرے پیر کی وفات کا وقت نزدیک آگیا۔ تو اس وقت ایک بزرگ کو آپ کی جانشینی کی بڑی آرزو تھی۔ مگر آپ نے مرتے دم فرمایا کہ یہ عصاء، نعلین چوبی اور جامہ شیخ فرید (مجھ) کو دینا۔ الغرض۔ جس رات آپ کا انتقال ہونے والا تھا۔ میں نے ہانسی میں خواب دیکھا کہ آپ کو بارگاہ الٰہی میں لئے جا رہے ہیں صبح میں ہانسی سے روانہ ہوا۔ اور

Marfat.com

چوتھے روز شہر دہلی میں پہنچ گیا۔ قاضی حمید الدین ناگوری نے وہ جامہ عصاء اور چوبی نعلین مجھے دیئے۔ میں نے دوگانہ ادا کر کے پہن لئے۔ اور خواجہ صاحب کے مکان پر تین روز ٹھہرا۔ پھر وہاں سے ہانسی کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں سے آنے کی وجہ یہ ہوئی کہ سرہنگا نام کا ایک آدمی ہانسی سے میری زیارت کے لئے اجودھن آیا۔ تین روز تک خانقاہ میں آتا رہا۔ لیکن دربان نے اندر نہ آنے دیا۔ جب میں باہر نکلا۔ تو اس نے سر قدموں پر رکھ دیا۔ اور رو دیا۔ میں نے پوچھا۔ کیوں سرہنگا! روتے کیوں ہو؟ کہا کہ ہانسی میں آپ کی زیارت آسانی سے ہو جاتی تھی۔ اب دشوار ہو گئی ہے۔ اسی وقت میں نے یاروں سے کہا کہ میں ہانسی جاؤں گا۔ انہوں نے کہا کہ خواجہ قطب الدین نے آپ کو یہاں ٹھہرنے کا حکم کیا تھا۔ آپ کیوں جاتے ہیں۔ میں نے کہا کہ خواجہ صاحب نے جو نعمت مجھے عطاء کی ہے۔ وہ جنگل و شہر میں یکساں ہے۔

بعد میں فرمایا کہ اس حکایت سے مقصود یہ ہے کہ ہر حال میں بزرگوں کی دست بوسی کرنی چاہئے۔ شاید کسی کی دست بوسی سے نجات حاصل ہو جائے۔

شیخ الاسلام یہ فوائد ختم کرتے ہی اندر چلے گئے۔ اور میں اور اور لوگ واپس چلے آئے۔

الحمدللہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل ۔۔۔ ۱۷ ۔۔۔

ذکر طائفہ مستغرق

جب پائی بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ تو اس وقت مولانا بدرالدین غزنوی، مولانا نظام الدین بدایونی، مولانا یحییٰ، شیخ جمال الدین ہانسوی اور عزیز حاضر خدمت تھے ان لوگوں کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ جو یاد حق میں مستغرق رہتے تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش! تصوف کے مذہب و سلوک کے مطابق وہ شخص صوفی اور سالک ہی نہیں۔ جو یاد حق میں نہیں۔ اس واسطے کہ جس دم وہ یاد الٰہی سے غافل رہتا ہے اسے کیا معلوم ہے کہ اس سے کیسی کیسی نعمتیں ہٹائی گئی ہیں۔ اس لئے جہاں تک ہو سکے یاد الٰہی سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔

پھر فرمایا کہ جو لوگ ہر وقت یاد الٰہی میں مستغرق رہتے ہیں۔ اکثر استغراق کی حالت میں ان کے سر پر تلوار بھی چلائی جائے۔ تو بھی خبر نہیں ہوتی۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ کسی شخص نے ایک درویش سے درخواست کی کہ جب آپ یاد الٰہی میں مشغول ہوں۔ تو میرے حق میں بھی دعا کرنا۔ فرمایا۔ افسوس! اس گھڑی پر جب یاد حق میں تو مجھے یاد آئے۔ اور میں یاد الٰہی سے غافل ہو جاؤں۔

پھر فرمایا کہ جب خواجہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ یاد حق میں مستغرق ہوتے۔ تو عالم تحیر میں اس طرح مشغول ہوتے کہ سال دو دو سال تک آپ اسی عالم تحیر میں رہتے اور اپنے آپ کو خبر تک نہ ہوتی۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ شیخ معین الدین قدس اللہ سرہ العزیز یاد حق میں مشغول تھے عالم پر بلا اس وقت حاضر تھا کہ یہ بلا ہم خلقت پر نازل کرنا چاہتے ہیں۔ اتنے میں آپ کے ایک مرید نے آکر کہا کہ والی شہر مجھے شہر سے باہر نکال دینا چاہتا ہے۔ خواجہ صاحب نے پوچھا۔ وہ اس وقت کہاں ہے؟ کہا۔ شکار کو گیا ہے۔ فرمایا۔ اس نے خطاء کی ہے۔ اگر وہ زندہ اور سلامت آگیا۔ تو بڑے تعجب کی بات ہو گی۔ جونہی خواجہ صاحب کی زبان مبارک سے یہ کلمات نکلے۔ سنا گیا کہ وہاں کا والی گھوڑے سے گر کر مر گیا ہے۔

Marfat.com

بعد ازاں فرمایا کہ ایک صاحب حال یاد الٰہی میں مستغرق ہوتا ہے۔ تو مصیبت اور نعمت دونوں اس کے سامنے موجود ہوتی ہیں۔ جس کے نصیب میں مصیبت ہوتی ہے۔ اسے مصیبت دیتے ہیں۔ پس! اے درویش! عقلمند وہ شخص ہے۔ کہ جب وہ مستغرق ہوں تو ان کا مزاحم نہ ہو۔ کیونکہ کون جانتا ہے کہ ان کی زبان سے کیا نکل جائے گا؟

بعد ازاں فرمایا کہ جس وقت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی اپنے وقت میں حاضر ہوتے تو بہت ذکر کرتے۔ اور جب حالت زیادہ ہو جاتی۔ تو ایک دن رات مصلے پر بیہوش پڑے رہتے۔ اور اپنے آپ کی کوئی خبر نہ ہوتی۔

بعد ازاں فرمایا کہ اہل تصوف صرف اسی دل کو زندہ سمجھتے ہیں۔ جو یاد حق میں مستغرق ہو۔ اور ایک دم بھی یاد الٰہی سے غافل نہ ہو۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ کوئی واصل ذکر حق سے غافل ہو گیا۔ تو اس شہر میں آواز پھیل گئی کہ فلاں صوفی جہان میں زندہ نہیں رہا۔ مر گیا ہے۔ شہر کے لوگوں نے اس کے گھر پر آ کر جب حال دریافت کیا۔ تو اسے زندہ پایا۔ واپس جانے لگے۔ تو پاس بلا کر کہا کہ واقعی وہ آواز ٹھیک تھی۔ اس واسطے کہ میں ہر وقت یاد الٰہی میں مشغول رہتا تھا۔ لیکن ایک گھڑی غافل ہو گیا ہوں۔ اسی لئے یہ آواز دی گئی ہے کہ فلاں بن فلاں نہیں رہا۔

بعد ازاں فرمایا کہ ان لوگوں کے دل جو یاد الٰہی سے غافل ہیں۔ اس واسطے کہ اہل تصوف اس دل کو جو یاد الٰہی سے غافل ہو۔ زندہ شمار نہیں کرتے۔ ان کا قول ہے کہ جو دل زندہ ہے۔ وہ کبھی یاد حق سے غافل نہیں ہوتا۔

بعد میں فرمایا کہ ایک بزرگ پر حالت طاری ہوتی۔ تو ایسا مستغرق ہو جاتا کہ اگر اس حالت میں ذرہ ذرہ بھی کر دیں۔ تو اسے خبر نہ ہو۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ جب ملجم بدبخت نے عہد کر لیا کہ میں امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ' کو ہلاک کروں گا۔ تو ہر ایک نے اسے کہا کہ تو کیا اگر تیرے جیسے ہزار بھی ہوں۔ تو بھی امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ' کو ہلاک نہیں کر سکتے۔ ہاں! اس وقت تو کر سکتا ہے۔ جب کہ آنجناب نماز میں یا یاد حق میں مشغول ہوں۔ کیونکہ اس وقت آپ حضور حق میں اس قدر مستغرق

Marfat.com

ہوئے ہیں کہ آپ کو اپنے آپ کی ذرہ خبر نہیں ہوتی۔ ایک روز آپ نماز میں مشغول تھے۔ اور حضور حق میں ایسے مستغرق تھے۔ کہ آپ کو اپنے آپ کی کوئی خبر نہ تھی۔ ملجم بدبخت نے آکر دائیں طرف ہو کر تلوار کا وار کیا۔ اور شکم مبارک زخمی کیا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے۔ تو اپنے تئیں خون میں آلودہ دیکھ کر پوچھا کہ یہ کیا حالت ہے؟ کسی نے کہا کہ آپ نماز میں مشغول تھے۔ کہ ملجم نے آپ پر تلوار کا وار کیا۔ فرمایا۔ الحمدللہ ایسے وقت میں وار کیا کہ میں ذکر حق میں تھا۔ اور مجھے اپنے آپ کی خبر نہ تھی۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ لاہور میں میں نے ایک بزرگ کو دیکھا۔ جو یاد حق میں مستغرق ہوتا۔ تو اٹھ کر بازار میں آتا۔ اور کسی گرم تنور میں۔ جس میں روٹیاں نہ لگی ہوتیں۔ جا کر بیٹھ جاتا۔ اور دیر بعد وہاں سے چلا آتا۔ مگر جلن کا کوئی نشان بدن مبارک پر نہ ہوتا۔ شیخ الاسلامؒ یہ فوائد بیان کرتے ہی اندر تشریف لے گئے۔

الحمدللہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل ـــ ۱۸ ـــ

ذکر علماء و مشائخ

جب پائی بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ اس وقت شیخ بدرالدین غزنوی' مولانا نظام الدین بدایونی' شیخ جمال الدین ہانسوی اور اور درویش حاضر خدمت تھے۔ علماء اور مشائخ کی بزرگی کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ماحب العلم و العلماء لا یکتب خطیة یعنی جو شخص علم اور علماء سے محبت کرتا ہے۔ اس کا کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا۔

پھر فرمایا کہ سچی محبت ان کی پیروی ہے۔ جب کوئی ان سے محبت کرے گا۔ تو ضرور ان کی متابعت کرے گا۔ اور ناشائستہ حرکات سے باز رہے گا۔ اور جب یہ حالت ہو گی۔ تو اس کا گناہ نہیں لکھا جائے گا۔

بعد میں پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ کوئی شخص روانہ ہوا۔ کہ دہلی جا کر خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کی خدمت میں توبہ کرے۔ اثنائے راہ میں ایک رنڈی اس کے ہمراہ ہو لی۔ جو یہ چاہتی تھی کہ کسی طرح اس مرد سے تعلق ہو جائے۔ چونکہ مرد کی نیت صادق تھی۔ اس کی طرف توجہ بھی نہ کی۔ آخر ایک منزل میں جب وہ ایک ہی کجاوے میں سوار ہوئے۔ تو وہ عورت اس کے پاس بیٹھ گئی۔ اور کوئی پردہ یا مزاحمت بیچ میں نہ تھی۔ شاید مرد نے اس سے کوئی بات کی یا ہاتھ بڑھایا۔ اسی وقت دیکھا کہ ایک مرد نے آکر اس کے منہ پر تھپڑ مارا۔ اور کہا کہ فلاں پیر کی خدمت میں توبہ کی نیت سے جاتا ہے۔ اور پھر ایسی حرکات کرتا ہے۔ اس نے فوراً" توبہ کی اور اس عورت کی طرف پھر دیکھا تک نہیں۔ جب وہ خواجہ قطب الدین صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو پہلے ہی آپ نے فرمایا کہ اس روز اللہ تعالیٰ نے تجھے بڑا بچایا۔

پھر فرمایا کہ اسی طرح ایک آدمی مرید ہونے کی نیت سے دہلی سے اجودھن میرے پاس آرہا تھا۔ کہ راستے میں ایک عورت سے دست درازی کرنی چاہی۔ اسی وقت غیب سے ایک ہاتھ نمودار ہوا۔ اور اس کے چہرے پر تھپڑ مار کر کہا کہ تو مرید ہونے کی

Marfat.com

نیت سے جا رہا ہے۔ اور فعل ایسے کرتا ہے۔

الغرض جب وہ میرے پاس آیا۔ تو میں نے کہا کہ دیکھ! اللہ تعالیٰ نے تجھے اس مصیبت سے کیسے بچایا۔

بعد میں فرمایا کہ علماء اور مشائخ کی دوستی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی ہے۔ پس اے درویش۔ جو شخص سات روز خلوص دل سے علماء کی خدمت کرتا ہے۔ گویا سات ہزار سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے۔

پھر فرمایا کہ ابلیس سب کو دھوکا اور فریب دے جاتا ہے۔ لیکن علماء اور مشائخ کو نہیں دے سکتا۔ اس واسطے کہ علماء اور مشائخ کی دوستی سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔

اس کے بعد فرمایا کہ جس دل میں علماء اور مشائخ کی محبت ہو۔ ان کے خرمن گناہ ان کی محبت کا ایک ذرہ جلا کر ناچیز کر دیتا ہے۔

پھر فرمایا کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ اور مشائخ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ ہیں۔ اگر علماء اور مشائخ کی برکت جہان میں نہ ہوتی۔ تو لوگوں کی شامت اعمال کی وجہ سے ہر روز ہزار و بلائیں نازل ہوا کرتیں۔ پس۔ اے درویش! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت میں سے انہیں دو گروہوں یعنی علماء اور مشائخ پر فخر کیا ہے۔ کیونکہ وہ دین کے ستون ہیں۔ پس۔ جو ان کا ہو رہتا ہے۔ وہ عذاب قیامت سے رہائی پا جاتا ہے۔

پھر فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے کہ ایک عالم فقیہ ہزار ایسے عابدوں سے بہتر ہے۔ جو رات کو جاگیں اور دن کو روزہ رکھیں۔ عالم کی ایک دن کی عبادت اس عابد کی چالیس سالہ عبادت کے برابر ہے۔ جو عالم نہ ہو۔

پھر فرمایا کہ جب عالم یا شیخ فوت ہو جاتا ہے۔ تو جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے۔ اس کے پیش کیا جاتا ہے۔ اس واسطے کہ اہل زمین کی زندگی علماء اور مشائخ کی زندگی سے وابستہ ہے۔ پس اس شہر پر افسوس ہے۔ جس میں علماء اور مشائخ نہ ہوں۔

پھر فرمایا کہ جب بلائیں آسمان سے نازل ہوتی ہیں۔ تو اس شہر پر کم نازل ہوتی ہیں۔ جس میں علماء اور مشائخ ہوں۔

Marfat.com

شیخ الاسلامؒ یہ فوائد ختم کرتے ہی اٹھ کر اندر تشریف لے گئے۔ اور تلاوت میں مشغول ہوئے۔ اور میں اور لوگ واپس چلے آئے۔

الحمد للہ علی ذالک۔

فصل ۔۔۱۹۔۔

امساک باراں

جب پائی بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ تو اس وقت مولانا نظام الدین بدایونی' مولانا بدرالدین غزنویؒ' شیخ جمال الدین ہانسوی اور عزیز حاضر خدمت تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش! رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بارش کی قلت لوگوں کے شامت اعمال کی وجہ سے ہوتی ہے۔

پھر فرمایا کہ جب ایسی صورت ہو۔ لوگوں کو صدقہ دینا چاہئے۔ اور دعا اور عبادت میں مشغول ہونا چاہئے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ان کی دعا اور عبادت کی برکت سے مینہ برسائے ایک مرتبہ بارش کی قلت کی وجہ سے کھیتیاں خشک ہو گئیں۔ اور لوگ ہلاک ہونے لگے۔ سب نے جمع ہو کر خواجہ ذوالنون مصری کی خدمت میں دعائے باراں کے لئے عرض کی۔ فرمایا کہ نماز گاہ میں جمع ہویں۔ جب لوگ اکٹھے ہوئے۔ تو آپ نے منبر پر چڑھ کر دعائے باراں پڑھی۔ اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہا کہ اے پروردگار! اگر اس مجمع میں کسی کا قدم مبارک ہے۔ تو بارش بھیج۔ خواجہ صاحب کا یہ کہنا ہی تھا کہ اسی قدر بارش ہوئی کہ سات روز تک پانی کم نہ ہوا۔

بعد میں فرمایا کہ ایک مرتبہ اسی طرح دہلی میں بارش کی قلت تھی۔ لوگوں نے شیخ نظام الدین ابوالموید سے دعائے باراں کے لئے التماس کی۔ آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر دعائے باراں پڑھی۔ اود پھر آسمان کی طرف منہ کر کے کہا۔ کہ اے پروردگار! اگر تو بارش نہیں بھیجے گا۔ تو میں پھر کسی آبادی میں نہیں رہوں گا۔ کہیں جنگل میں نکل جاؤں گا۔ یہ کہہ کر منبر سے اتر آئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قدر مینہ برسایا جس کی کوئی

Marfat.com

حد نہ رہی۔

بعد ازاں جب آپ کی خواجہ قطب الدین سے ملاقات ہوئی۔ تو خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ہمیں تو آپ کے حق میں بڑا اعتقاد تھا کہ آپ کو حق تعالیٰ سے ناز ہے۔ لیکن یہ کیسے فرمایا کہ اگر تو بارش نہیں بھیجے گا۔ تو میں آبادی میں نہیں رہوں گا۔ کہیں جنگل میں نکل جاؤں گا۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ میں جانتا تھا کہ بارش ضرور ہو گی۔ خواجہ صاحب نے پوچھا کہ آپ کو کیسے معلوم تھا؟ فرمایا کہ ایک مرتبہ سلطان شمس الدین کے پاس نیچے بیٹھنے پر مجھ میں اور سید نور الدین مبارک نور اللہ مرقدہٗ میں تکرار ہو پڑی۔ میں نے ایسی باتیں کیں۔ جس سے سید نور الدین ناراض ہو گئے۔ اب جبکہ مجھے دعائے باراں کے لئے کہا گیا۔ تو میں نے سید صاحب کے روضہ پر جا کر کہا کہ آپ مجھ سے ناراض ہیں۔ اور لوگوں نے مجھے دعائے باراں کے لئے کہا ہے۔ اگر آپ مجھ سے صلح کریں۔ تو میں دعا کروں۔ ورنہ نہیں۔ تو روضہ مبارک سے آواز آئی۔ کہ جاؤ۔ میری صلح ہے۔ جا کر دعائے باراں پڑھو۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! ایک مرتبہ بصرے میں قحط پڑا اور بارش نہ ہوئی۔ لوگوں نے خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں آکر عرض کی کہ اگر آپ دعا کریں۔ تو امید ہے کہ بارش ہو جائے۔ جب بہت منت و سماجت کی۔ تو فرمایا کہ جامع مسجد میں اکٹھے ہودیں۔ میں دعائے باراں پڑھوں گا۔

چنانچہ خواجہ صاحبؒ نے جمعہ کی نماز کے بعد منبر پر چڑھ کر دعائے باراں پڑھی اور دستار و جُبّہ جو آستین میں لائے تھے۔ نکال کر بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔ کہ اس جامے کی حرمت سے جسے رسول اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک نے چھوا ہے۔ باران رحمت بھیج۔ ابھی یہ بات کہنے بھی نہ پائے تھے۔ اس قدر بارش ہوئی کہ سات روز تک بصرے سے پانی کم نہ ہوا۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ دہلی میں سخت قحط پڑا۔ تمام مشائخ اور خلقت دعائے باراں کے لئے باہر میدان میں نکل آئے۔ شیخ نظام الدین نے منبر پر چڑھ کر دعائے باراں پڑھی۔ اور آستین سے ایک کپڑا نکال کر آسمان کی طرف منہ کر کے لب ہلائے بارش ہونے لگی۔ اور بعد میں بہت سخت بارش ہوئی۔ جب شیخ صاحب گھر میں آئے۔ تو

Marfat.com

آپ سے پوچھا گیا۔ کہ یہ کپڑا کیسا تھا؟ فرمایا۔ میری والدہ صاحب کا دامن۔

پھر فرمایا کہ جس شہر میں بارش نہ ہو۔ وہاں رات کو سورۂ دخان کا ختم پڑھنا چاہئے۔ شیخ الاسلام یہ فوائد بیان کرتے ہی یاد الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ اور میں اور لوگ واپس چلے آئے۔

الحمدللہ علیٰ ذالک۔

فصل ۔۔ ۲۰ ۔۔

کشف و کرامت

جب پائبوسی کی دولت حاصل ہوئی۔ تو اس وقت مولانا شہابؒ الدین بخاری اور عزیز حاضر خدمت تھے۔ کشف و کرامات کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو زبان مبارک سے فرمایا کہ جس طرح پیغمبروں کا معجزہ برحق ہے۔ لیکن مذہب سلوک کی رو سے قیامت کا اظہار کرنا اچھا نہیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "فرض اللّٰہ علیٰ اولیاء کتمان الکرٰمۃ کما فرض علیٰ انبیاء اظہار المعجزۃ" اللہ تعالیٰ نے اولیاء پر کرامت کا چھپائے رکھنا ایسے ہی فرض کیا ہے کہ جیسا پیغمبروں پر معجزے کا ظاہر کرنا۔ مطلب یہ کہ جو شخص اظہار کرامت کرے گا۔ گویا وہ فرض کا تارک ٹھہرے گا۔

پھر فرمایا کہ ہمارے خواجگان نے سلوک کے پندرہ مراتب مقرر کئے ہیں۔ جن میں سے پانچواں مرتبہ کشف و کرامت کا ہے۔ اگر سالک اس مرتبے میں اپنے تئیں کشف کر دے۔ تو جائز نہیں۔ سالک کو پندرہ ہی مراتب طے کرنے چاہئیں۔ پھر کشف کرنا چاہئے۔

لاہور میں فرمایا کہ خواجہ قطب الدین چشتی قدس اللہ سرہ العزیز سے پوچھا گیا کہ لوگوں کو کس طرح معلوم ہو کہ کون شخص سلوک کے مراتب میں بدرجہ کمال ترقی کر گیا ہے۔ اور سارے مراتب کر لئے ہیں۔ فرمایا کہ اگر وہ شخص مردے پر دم کرے۔ اور مردہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اٹھ کر کھڑا ہو۔ تو سمجھو کہ وہ شخص کمال کو پہنچ چکا ہے۔

Marfat.com

بعد اس کے فرمایا کہ اے درویش! خواجہ قطب الدین چشتی قدس اللہ سرہ العزیز جب یہ فوائد بیان فرما رہے تھے۔ تو اتنے میں ایک بڑھیا عورت روتی ہوئی آئی۔ اور آداب بجا لا کر کہنے لگی کہ میرا ایک لڑکا تھا۔ بادشاہ نے بے گناہ سولی پر چڑھا دیا ہے۔ یہ سنتے ہی آپ عصا لے کر اٹھے۔ اور اصحاب کو لے کر باہر آئے۔ بڑھیا آگے آگے ہو لی۔ جب لڑکے کے پاس پہنچے۔ تو خلقت ہندو مسلمان سبھی قسم کی ہجوم کئے ہوئے تھی۔ خواجہ صاحبؒ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ اے پروردگار! اگر بادشاہ نے اس لڑکے کو ناحق و ناروا سولی پر چڑھایا ہے۔ تو اسے زندہ کر دے۔ ابھی خواجہ صاحب بات ختم بھی نہ کرنے پائے تھے کہ لڑکا زندہ ہو گیا۔ اور اٹھ کر چلنے لگا۔ اس روز کئی ہزار ہندو مسلمان ہوئے۔ بعد ازاں خواجہ قطب الدین صاحب نے اصحاب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ انسان اس سے زیادہ درجہ حاصل ہی نہیں کر سکتا۔ جو کہ خواجگان میں پایا جاتا ہے۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! میری والدہ از حد بزرگ اور صاحب کشف و کرامت تھیں۔ چنانچہ ایک رات جب چور گھر میں گھس آیا۔ تو اور سب سوئے ہوئے تھے۔ صرف والدہ جاگتی تھیں چور باہر نہ نکل سکا۔ تو کہنے لگا کہ اگر اس گھر میں کوئی مرد ہے۔ تو میرا باپ اور بھائی ہے۔ اگر عورت ہے۔ تو میری ماں اور بہن ہے۔ جو ہے۔ سو ہے۔ اسی کی ہیبت سے میری بینائی جاتی رہی ہے۔ میرے حق میں دعا کرے۔ تاکہ میری آنکھیں روشن ہو جائیں۔ تو میں توبہ کرتا ہوں کہ آئندہ عمر بھر چوری نہیں کروں گا۔ یہ سن کر میری والدہ صاحبہ نے دعا کی۔ تو اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ اور وہ چلا گیا۔ جب دن چڑھا۔ تو میری والدہ صاحبہ نے اس بات کا کسی سے ذکر نہ کیا۔ ایک گھڑی بعد ایک شخص اپنا اہل و عیال ہمراہ لے کر چھاچھ کا مٹکا سر پر رکھے آیا۔ اور مسلمان ہو گیا۔ اور چوری سے توبہ کی۔

بعد اس کے فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امیرالمومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہاڑ کی طرف تشریف لے گئے۔ وہاں پر عبداللہ بن مسعود بکریاں چرا رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے تھوڑا سا دودھ

Marfat.com

مانگا۔ اس نے عرض کی کہ میں امین ہوں۔ میں کس طرح دودھ دے سکتا ہوں؟ امیرالمومنین ابو بکر صدیقؓ نے بھی کہا کہ آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور میں آنجنابؐ کا یار ہوں۔ اگر تو تھوڑا سا دودھ دے دے گا تو کیا ہو گا۔ اس نے عرض کی کہ میں امانت دار ہوں۔ مجھے دودھ دینے کی اجازت نہیں بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسی بکری لا۔ جس سے بکرے نے جفتی نہ کی ہو۔ لائی گئی تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پیٹھ پر دست مبارک پھیرا۔ تو اس نے اس قدر دودھ دیا۔ جس کی کوئی حد نہیں۔

پھر فرمایا۔ روایت کرتے ہیں کہ جب تک وہ بکری زندہ رہی۔ ہر روز پانچ سیر دودھ دیتی رہی۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ میں غزنی کے علاقے میں بطور مسافر وارد تھا۔ وہاں پر ایک غار میں بزرگ کو دیکھا۔ جو از حد بزرگ اور یاد الٰہی میں مشغول تھا۔ میں نے غار میں جا کر سلام کیا۔ سلام کا جواب دے کر فرمایا۔ بیٹھ جاؤ! میں بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ اے عزیز! تیس سال سے اس غار میں رہتا ہوں۔ میری خوراک عالم غیب سے آتی ہے۔ اگر کچھ مل جاتا ہے۔ تو کھا لیتا ہوں۔ ورنہ شکر کرتا ہوں۔ الغرض جب نماز کا وقت ہوا۔ تو اس کے ہمراہ میں نے بھی نماز ادا کی اور منتظر تھا کہ روزہ کس چیز سے افطار کریں گے۔ کھجور کا درخت پاس تھا۔ اس بزرگ نے اسے ہلایا۔ تو اس سے دس کھجوریں گریں۔ پانچ مجھے دیں۔ اور پانچ آپ کھائیں۔ پانی پاس نہ تھا۔ سو اس نے پاؤں زمین پر مارا۔ تو چشمہ جاری ہو گیا۔ میں آداب بجا لا کر واپس آنے لگا۔ تو مصلے تلے ہاتھ ڈال کر پانچ اشرفیاں مجھے عنایت کیں۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! ایک مرتبہ میں اور شیخ جلال الدین تبریزی قدس اللہ سرہ العزیز بدایوں پہنچے ایک روز گھر کی دہلیز میں بیٹھے تھے۔ ایک شخص چھاچھ بیچنے والا منکا اٹھائے پاس سے گزرا۔ وہ بدایوں کے نزدیک موئی نام گاؤں کا رہنے والا تھا۔ جہاں کے آدمی چوری اور راہزنی میں مشہور تھے۔ الغرض۔ جب اس کی نگاہ شیخ جلال الدین کے چہرہ پر پڑی۔ تو اس کا دل پھر گیا۔ جب شیخ صاحب نے اس کی طرف دیکھا۔ تو اس نے

Marfat.com

کہا کہ دین محمدی میں ایسے مرد بھی ہوتے ہیں۔ فورا" ایمان لایا۔ آپ نے اس کا نام علی رکھا۔ مسلمان ہو کر گھر سے ایک لاکھ جیتل (سکے کا نام) لے آیا۔ شیخ صاحب نے قبول کر کے فرمایا۔ کہ اس روپے کو تم ہی اپنے پاس رکھو۔ جس طرح میں کہوں گا۔ خرچ کرنا۔ الغرض۔ اس روپے میں سے ہر ایک حاجت مند کو کچھ نہ کچھ دیتے۔ کسی کو چالیس کسی کو پچاس۔ کسی کو کم و بیش۔ لیکن کم از کم پانچ ضرور دیتے۔ جب ایک درم باقی رہ گیا۔ تو علی نے سوچا کہ اب تو صرف ایک درم باقی رہ گیا ہے۔ اور آپ پانچ کا حکم فرمایا کرتے ہیں۔ اب اگر فرمائیں گے۔ تو اور چار کہاں سے لاؤں گا؟ اسی سوچ میں تھا کہ ایک سائل نے آکر سوال کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اسے ایک درہم دے دے۔ یہ حیران رہ گیا۔ آخر جب شیخ صاحب وہاں سے روانہ ہوئے تو علی نے ہمراہ جانا چاہا۔ آپ نے فرمایا کہ واپس چلا جا۔ شیخ صاحب نے بہتیرا سمجھایا۔ لیکن وہ منت و سماجت کئے گیا۔ آخر فرمایا کہ جاؤ۔ مصلحت اسی میں ہے۔ کیونکہ یہ شہر تمہاری حمایت میں ہے جب شیخ صاحب چلے گئے۔ تو علی بھی واپس آ گیا۔

جب شیخ الاسلام نے یہ فوائد ختم کئے۔ تو اٹھ کر اندر تشریف لے گئے۔ اور میں اور اور لوگ واپس چلے آئے۔

الحمدللہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل ---۲۱---

تعظیم پیر

جب پائبوسی کا شرف حاصل ہوا۔ تو اس وقت مولانا یحیٰ غریب' مولانا نظام الدین بدایونی' شیخ جمال الدین ہانسوی' شیخ برہان الدین ہانسوی اور چند اور درویش حاضر خدمت تھے۔ پیر کی تعظیم کرنے کے بارہ میں گفتگو ہو رہی تھی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ اے درویش! مرید کو چاہئے کہ پیر کا فرمان دل و جان سے بجا لائے۔

اس موقعہ کے مناسب فرمایا کہ ایک مرتبہ خواجہ قطب الدین قدس سرہ العزیز سے پوچھا گیا کہ پیر کا حق مرید پر کس قدر ہے؟ فرمایا۔ اگر ساری عمر پیر کے ہمراہ حج کی راہ میں پیر کو سر پر اٹھائے رکھے۔ تو بھی پیر کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔

پھر فرمایا کہ میں خواجہ معین الدین قدس اللہ سرہ العزیز کے ہمراہ بیس سال تک خلا و ملا میں ہمراہ رہا۔ ایک مرتبہ ہم ایسے جنگل میں پہنچے۔ جہاں پرندہ بھی نہیں پر مار سکتا تھا۔ ہم تین دن تک اسی جنگل میں پھرتے رہے۔ میں نے سنا تھا کہ اس جنگل بیابان کے پاس ایک پہاڑ ہے۔ جہاں پر ایک بزرگ رہتا ہے۔ آپ نے مجھے دو گرم روٹیاں مصلے تلے سے نکال دیں۔ اور کہا کہ اس بزرگ کی خدمت میں لے جاؤ۔ اور میرا سلام پہنچاؤ۔ جب میں نے اس بزرگ کے سامنے رکھیں۔ اور سلام عرض کیا۔ تو اس نے ایک مجھے دی۔ اور ایک آپ افطار کے لئے رکھی۔ اور پھر مصلے تلے سے چار کھجوریں نکال کر مجھے دیں۔ کہ یہ شیخ معین الدینؒ کو دینا۔ جب وہ کھجوریں لے کر آیا۔ تو شیخ صاحب دیکھ کر بڑے خوش ہوئے۔ اور فرمایا کہ اے درویش! پیر کا فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہوتا ہے۔ پس جو پیر کا فرمان بجا لاتا ہے۔ گویا وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بجا لاتا ہے۔

بعد ازاں روزے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی تو زبان مبارک سے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ للصائم فرحتان فرحة عند الافطار و فرحة عند لقآء ربہ۔

Marfat.com

(روزہ دار کو دو فرحتیں حاصل ہوتی ہیں۔ ایک افطار کے وقت دوسری دیدار الٰہی کے وقت)

جب روزہ دار روزے کو پورا کرتا ہے۔ تو اسے یہ دو فرحتیں حاصل ہوتی ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ یہ طاعت مجھ سے پوری ہوئی۔ اب میں نعمت کا امید وار ہوں۔

بعد ازاں فرمایا کہ اے درویش! ہر ایک طاعت کی جزاء ہے۔ روزے کی جزاء دیدار الٰہی ہے۔ جس طرح روزہ دار روزہ ختم کرنے پر خوش ہوتا ہے ویسے ہی لقائے ربانی کی امید سے خوش ہوتا ہے۔

شیخ الاسلام نے یہ فرماتے ہی سر مراقبے میں کیا۔ اور دیر تک مراقبہ کر کے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور عالم تحیر میں مشغول ہو گئے۔ اور میں اور اور لوگ واپس چلے آئے۔

الحمدللہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل ــ ۲۲ ــ

رنج و مشقت

جب پائی بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ تو اس وقت مولانا بہاؤ الدین غریب' مولانا نظام الدین" بدایونی' شیخ جمال الدین ہانسوی" اور خواجگان چشت کے خانوادے کے چھ درویش حاضر خدمت تھے۔ اور بات رنج و محنت اور مشقت کے بارے میں ہو رہی تھی۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش! جب انسان پر رنج و محنت نازل ہو۔ تو سمجھنا چاہئے کہ کس سبب سے اور کہاں سے نازل ہوئی ہے۔ اور اس سے تنبیہہ حاصل کرنی چاہئے۔ جو شخص ہر وقت طاعت میں رہتا ہے۔ اسے کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچتی۔ نہ اس واسطے کہ اس کی رسی دراز ہوئی ہوتی ہے۔ بلکہ اس واسطے کہ اسے ایسے کاموں سے باز رکھا جاتا ہے۔ جو خواری اور بے عزتی کا باعث ہوتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر میرے پاؤں میں کانٹا بھی چبھتا ہے۔ تو میں معلوم کر لیتی ہوں کہ کس سبب سے ایسا ہوا۔

نیز جب آپؓ پر تہمت لگائی گئی۔ تو بارگاہ الٰہی میں مناجات کی کہ اے پروردگار! مجھے معلوم ہے کہ یہ تہمت مجھ پر کیوں لگی۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تیری محبت کا دعویٰ کرتے تھے۔ اور کچھ میلان طبع میری طرف بھی تھا۔ اس واسطے یہ تہمت لگائی گئی ہے۔

مزید فرمایا کہ اے درویش! جب لوگ مصیبت میں صبر کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو ملیا میٹ کر دیتا ہے۔

پھر فرمایا کہ درد اور زحمت بڑی اچھی چیز ہے۔ جو انسان کو گناہوں سے پاک کرتی ہے۔ گناہوں سے پاک کرنے والی زحمت ہی ہے۔

بعد میں فرمایا کہ خواجہ قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز بارہا فرمایا کرتے تھے کہ یہ سعادت گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے۔

بعد اس کے فرمایا کہ میں نے خواجہ قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبانی سنا

Marfat.com

ہے کہ ایک مرتبہ خواجہ معین الدین سنجری قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں میں حاضر تھا۔ آپ کے وجود میں کی آگئی تھی۔ مگر میں نے کبھی آپ کو صحت کے لئے ملتجی ہوتے نہ سنا۔ ہاں! یہ دعا کرتے تھے کہ پروردگار! جہاں کہیں درد اور محنت ہے۔ شیخ معین الدین کی جان پر بھیج۔ ایک موقعہ پر آپ نے عرض کی۔ آپ کیسی دعا کرتے ہیں کہ سخت رنج اور مصیبت میں مبتلاء ہونے کی خواہش کرتے ہیں۔ فرمایا۔ جو اس قسم کی دعا کرتا ہے۔ یہ اس کے ایمان کی صحت کی علامت ہے۔ وہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ گویا ماں کے پیٹ سے ابھی پیدا ہوا ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا کی یہ علادت تھی کہ بڑی خواہش اور چاہت سے بیماری اور درد کے لئے ملتجی ہوتیں۔ اور جس روز تپ وغیرہ جیسی کوئی مصیبت نازل نہ ہوتی۔ تو بارگاہ الٰہی میں عرض کرتیں کہ اے پروردگار! شاید تو اس بڑھیا کو بھول گیا ہے۔ جو آج مصیبت نازل نہیں فرمائی۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! جب خواجہ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ العزیز تپ' درد یا کسی اور مصیبت میں مبتلا ہوتے۔ تو شکرانہ میں اس روز ہزاروں رکعت نماز ادا کرتے۔

پھر فرمایا کہ مہتر ایوب علیہ السلام کی صحت کا وقت قریب آپہنچا۔ تو کیڑا۔ جو آپ کے وجود مبارک سے زمین پر گرا۔ تو آپ نے اٹھا کر پھر اسی جگہ رکھ دیا۔ جس نے ایسا ڈنگ مارا کہ آپ نعرہ مار کر گر پڑے۔

اسی وقت مہتر جبرائیل علیہ السلام نے آکر کہا کہ فرمان الٰہی یوں ہے۔ کہ اس کیڑے کو گرنے کا حکم ہوا تھا۔ آپ نے نافرمانی کر کے اسے اٹھا کر پھر اس کے مقام پر رکھ دیا۔ پس جو نافرمانی کرتا ہے۔ اس کی سزا یہی ہوتی ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ اے درویش! ایک مرتبہ میں شیخ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر تھا۔ سلطان شمس الدین نے اپنا وزیر بھیجا۔ تا کہ بادشاہ کی صحت کے لئے آپ سے التجا کرے۔ جب وزیر نے آکر عرض کی۔ تو شیخ صاحب نے فرمایا کہ والی دہلی کی صحت کے لئے باخلاص فاتحہ پڑھو۔ حاضرین نے سورة فاتحہ پڑھی۔ تو وزیر کو فرمایا کہ جاؤ تندرست ہو گیا۔ لیکن بیماری ایمان کی صحت کی

Marfat.com

علامت ہوتی ہے۔ اور اس کے سبب آدمی گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔

جب شیخ الاسلام نے یہ فوائد بیان کئے۔ تو رو کر فرمایا کہ اے درویش! اس راہ میں عاشقوں نے درد و بلا کو اپنی خوراک بنایا ہے۔ جس دن ان پر بلا نازل نہیں ہوتی۔ وہ اپنا ماتم سمجھتے ہیں۔ کہ آج ہمیں دوست نے یاد نہیں کیا۔ بھول گیا ہے۔ اگر فراموش نہ کرتا تو ضرور کسی چیز سے یاد کرتا۔ اور بیماری یا بلا میں مبتلا کرتا۔ جب کبھی کسی درد یا بلا میں مبتلا ہوتے ہیں۔ تو شکرانے میں ہزار رکعت نماز ادا کرتے ہیں۔ اور یہ شکرانہ دوست کی یاد آوری کا ہوتا ہے۔ پس۔ اے درویش! راہ محبت میں صادق وہ شخص ہے۔ جو بڑی خواہش سے درد و بلا کے لئے التماس کرے۔ کیونکہ ہمیشہ درد و محنت عاشق کے لئے اسرار انوار الٰہی ہے۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! خواجہ منصور حلاج رحمتہ اللہ علیہ ایک سال تک تپ میں مبتلا رہے۔ اس عرصے میں کسی نے نہ دیکھا کہ آپ نے طاعت میں کمی کی ہو۔ بلکہ اور زیادہ طاعت کی۔

بعد ازاں فرمایا۔ اے درویش! اہل سلوک لکھتے ہیں کہ درد و زحمت اور بلا عاشقوں کے لئے حلوے کی مانند ہے۔ جو خوشی کے وقت بچوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ تاکہ وہ خوش ہوں۔

پس اگر درد و محنت میں نعمت نہ ہوتی تو آدم صفی اللہ اسے قبول نہ کرتے اگر اندوہ و غم میں بے نہایت راحت نہ ہوتی۔ تو ایوب علیہ السلام صابر صبر نہ کرتے۔ اور اگر درد و بلا میں شوق و اشتیاق نہ ہوتا۔ تو حضرت داؤد علیہ السلام ہزارہا نیاز سے اس کے لئے ملتجی نہ ہوتے۔ اور مجاہدہ قبول نہ کرتے۔

پس اس بات کو مد نظر رکھ کر پیغمبروں اور اولیاؤں اور عاشقوں نے بڑی خواہش سے درد و بلا کے لئے التماس کی ہے۔ جو اس جہان میں ذرہ بھر درد بھی نہیں رکھتا۔ وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

بعد ازاں فرمایا کہ اے درویش! جب شیخ الاسلام نے یہ لفظ زبان مبارک سے فرمایا۔ تو آبدیدہ ہو کر یہ فرمایا کہ اے درویش! ہم مسافر ہیں۔

Marfat.com

ہم بلا کے سر پر بیٹھے ہیں اور یہ بلا دنیا ہے۔

اچانک ہی ہماری عمر کی بساط لپیٹ لی جائے گی ہمارا مقام اور منزل قبر میں بنائیں گے یہ بات فرماتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور عالم تحیر میں مشغول ہو گئے الحمد للہ علی ذالک۔

بارہ سال کے عرصے میں آں جناب کی زبان گوہر فشاں سے جو اسرار و رموز اور الفاظ سنے وہ اس مجموعہ میں لکھے گئے ہیں اگر عمر نے وفا کی تو انشاء اللہ تعالیٰ جو کچھ جناب کی زبان مبارک سے سننے کا موقع ہاتھ آیا وہ قلم بند کروں گا۔

— ☆ —

Marfat.com

ملفوظات
حضرت محبوب الٰہی محمد نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ

افضل الفوائد

مرتبہ
امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ

مترجم
عنصر صابری

ناشر

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ
اردو بازار لاہور ☎ 7352795

Marfat.com

Marfat.com

آئینہ ایام

سوانح حیات محبوب الٰہی نظام الدینؒ

حصہ اول افضل الفوائد

حصہ دوم راحت المحبین

Marfat.com

Marfat.com

فہرست

آئینہ ایام

سوانح حیات محبوب الٰہی محمد نظام الدینؒ

حصہ اول	افضل الفوائد
فصل ۱	کلاہ درویشی
فصل ۲	فضیلت عاشورہ
فصل ۳	روزہ ایام بیض
فصل ۴	ماہ شعبان
فصل ۵	نماز تسبیح
فصل ۶	غلام سے سلوک
فصل ۷	مقام قاضی
فصل ۸	پہلی امتیں
فصل ۹	گناہ کبیرہ
فصل ۱۰	اصلاح نفس
فصل ۱۱	تعظیم
فصل ۱۲	ماسوائے اللہ
فصل ۱۳	فضیلت امت
فصل ۱۴	فضیلت رجب
فصل ۱۵	نیکی اور بدی
فصل ۱۶	نفس پر قابو پانا
فصل ۱۷	اہل تحیر
فصل ۱۸	رویت
فصل ۱۹	مناقب امام حسنؓ

Marfat.com

فصل ۲۰	حفظ قرآن
فصل ۲۱	ظلم
فصل ۲۲	مناقب فریدؒ
فصل ۲۳	توحید
فصل ۲۴	پیدائش زمین و آسمان
فصل ۲۵	فضیلت سورہ مزمل
فصل ۲۶	آخری زمانہ
فصل ۲۷	ذکر اولیا
فصل ۲۸	بوجہ تحریر
فصل ۲۹	مالک بن دینارؒ
فصل ۳۰	مقام بختیار کاکیؒ
فصل ۳۱	فضیلت یونسؑ
فصل ۳۲	حضرت جرجیسؑ
فصل ۳۳	فضیلت مشائخ
فصل ۳۴	اہل سماع
فصل ۳۵	صلواۃ السعادت

Marfat.com

آئینہ ایام

سوانح حیات محبوب الٰہی نظام الدین محمد بدایونی ثم دہلویؒ

خاندانی حالات

محبوب الٰہی نظام الدین محمدؒ سے بدایونی پھر دہلویؒ کا نام نامی پڑھ سن کر دل میں عجیب سی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ "ہر بار می رقصم" محسوس ہونے لگتا ہے اس کی یہ وجہ ہے شیخ الاسلام زہد الانبیاء فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کی دو آنکھوں کے دو تارے ہیں ایک مخدوم اور دوسرے محبوب یعنی مخدوم جہاں علاء الدین علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ اور دوسرے محبوب الٰہی نظام الدین محمد اولیاء دہلوی رحمتہ اللہ علیہ۔ دونوں ہی خلیفہ اعظم ہیں۔ اگرچہ جناب باباؒ کے خلفاء کی تعداد بہت زیادہ ہے لیکن جن و انس میں یہ دونوں خلیفہ اعظم ہیں۔

جناب محبوب الٰہی کا اسم گرامی نظام الدینؒ محمد ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب بعض کے نزدیک سید جلال الدین مخدوم جہانیاں جہاں گشت سے ملتا ہے صاحب تحریر تاریخ ہندی مصنف کتاب "چشتیہ بہشتیہ" آپ کا سلسلہ نسب سیدنا حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ ملتا ظاہر کرتے بعض کے نزدیک آپ سے لے کر حضرت علیؓ تک گیارہ اور بعض کے نزدیک سولہ واسطے ہیں۔

Marfat.com

مولانا عبدالرحمٰن جامی متوفی ۸۹۸ ہجری بمطابق ۹۳-۱۴۹۲ عیسوی نے اپنی تالیف "نفحات الانس" سن ۸۸۰ ہجری بمطابق ۱۴۷۵ء میں آپ کو خالدی لکھ کر آپ کا نسب نامہ سیدنا سیف اللہ خالد بن ولیدؓ سے جوڑا ہے اس کتاب کا ایک بہت قدیم اور مستند قلمی نسخہ درویش قاسم اودھی کے ہاتھ کا لکھا ہوا حضرت خواجہ حسن نظامیؒ کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ اس میں بھی اسی طرح درج ہے۔

محبوب الٰہی نظام الدین اولیاءؒ کے دادا اور نانا خواجہ عرب بخارا کے رہنے والے تھے منگولوں کے حملوں کے دوران وہاں سے بہت سے خاندان ہجرت کر کے ہندوستان میں چلے آئے۔ جناب محبوب الٰہیؒ کا خاندان بھی ہندوستان کے شہر بدایوں میں آکر رہائش پذیر ہو گیا کتاب سیرالاولیا میں لکھا ہے۔

"خواجہ علی جدپدری اور خواجہ عرب جدمادری حضرت سلطان المشائخؒ کے شہر بخارا سے مع اہل و عیال کے ملک ہند میں تشریف لائے ان دنوں شہر بدایوں قبتہ الاسلام تھا وہاں آکر قیام پذیر ہوئے۔ اتفاق سے خواجہ عرب نے اپنی لڑکی کہ نام ان کا بی بی زلیخا تھا خواجہ احمد بن عین کے ساتھ نکاح کر دیا۔ پس ان کے شکم سے حضرت شیخ المشائخ پیدا ہوئے جن سے ایک عالم کو واسطہ پرورش اور ہدایت کا ہوا۔

آفرین از خلقے بر پدرے
کہ از و ماندا بہ جنس پسرے

سلطان المشائخ بروز آخری چہار شنبہ ستائیس ماہ صفر ۶۳۶ ہجری بوقت طلوع آفتاب تولد ہوا۔ اسی سبب سے ہر سال آخری چہار شنبہ کو مزار مبارک پر اب تک رسم سالگرہ کہ جو عالم حیات میں مقرر تھی بدستور جاری ہے یعنی غسل دے کر وہ پانی بطور تبرک لوگ لیتے ہیں اور مریضوں کو پلاتے ہیں"۔

اگر ۶۳۶ کو درست تسلیم کر لیا جائے تو آخری چہار شنبہ ستائیس ماہ صفر کی بجائے چوبیس صفر کو بمطابق ۴ اکتوبر ۱۲۳۸ء کو آئے گا۔

کتاب سیرالاولیاء کے حوالہ سے پتہ چلتا ہے آپ کے والد خواجہ احمدؒ جو قاضی شہر تھے جب فوت ہو گئے تو والدہ نے کفالت کی "سیرالعارفین" کے مطابق اس وقت آپ

Marfat.com

کی عمر پانچ سال تھی۔ سیر الاولیاء کے مطابق آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن مجید سات قرأت میں یاد کیا۔ بارہ سال کی عمر علوم عقلی اور نقلی وغیرہ سے فراغت حاصل کر لی۔ علماء اور فضلاء کی محفل میں آپ الحاث محفل شکن گردانے جاتے۔ علم تفسیر' حدیث' ہیئت' علم ہندسہ' فقہ اور اصول میں یگانہ آفاق ہوئے۔ چالیس مقامات حریری جو علم لغت میں اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے اس کی سند مولانا شمس الملک سے حاصل کی۔ مشارق الانوار جو علم حدیث کی یکتا کتاب ہے اس پر دسترس حاصل کی۔ پھر علماء کی صحبت سے نکل کر نور حقیقی کا نظارہ کرنے کی تڑپ دل میں پیدا ہوئی۔

ابوبکر خراط جسے ابوبکر قوال بھی کہتے تھے وہ آپ کے استاد کی خدمت میں آیا۔ ان سے آپ کے استاد نے ملتان کے مشائخ کی کیفیت دریافت کی اس نے حضرت بہاؤ الدین زکریاؒ ملتانی کی محافل اور ان میں سماع کا ذکر کرنے کے بعد شیخ الاسلام زہد الانبیاء حضرت فرید الدین گنج شکر کا ذکر کیا۔ آپ کا ذکر سن کر محبوب الٰہی کے دل میں آپ کی قدم بوسی کی تڑپ پیدا ہوئی۔ جس کی بنا پر آپ بروز چہار شنبہ ماہ رجب ۶۴۶ھ کو اجودھن (پاک پتن) پہنچ کر آپ کے مرید ہوئے۔ جناب بابا نے اسی وقت کلاہ مبارک جو سر پر تھی معہ خرقہ خاص اور نعلین و عصاء عطا فرمایا اور یہ شعر پڑھا۔

ایں آتش فراقت بہ لہا کباب کردہ
سیلاب اشتیاقت جان را خراب کردہ

اسرار الٰہی کے مطابق دو ماہ ربیع الاول ۶۵۷ھ کو جناب گنج شکرؒ نے لباس خاص و خرقہ خاص جو پیران چشت سے ان کو پہنچا تھا محبوب الٰہیؒ کو پہنا کر خلافت ولایت ہندوستان کی سپرد کی اور دہلی رخصت کیا۔ کتاب سیر الاولیاء میں تحریر ہے۔

"حضرت سلطان المشائخ نے بیس برس کی عمر میں عین وقت جوانی اور کامرانی کا تھا شیخ فرید الدینؒ کے ہاتھ پر عہد ترک لذات دنیوی کر کے تجرید کلی حاصل کی۔ شیخ کے حکم سے شہر دہلی پہنچ کر کنارے دریائے جمن کے موضع غیاث پور میں کہ شہر دہلی کی طرف ہے حکم غیبی سے قیام کیا اور اس جگہ ایک عرصہ کثیر تک

Marfat.com

سخت مجاہدے کیے"۔

ذوق سماع

سماع وہ نعت یا منقبت ہے جو ساز کے ساتھ گائی جائے علمائے امت اولیائے کرام نے سماع کو سنا۔ حضرت علی ہجویری المشہور داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی معروف کتاب کشف المحجوب میں سماع کے متعلق چند ابواب تحریر فرمائے ہیں سماع شرائط کے ساتھ جائز ہے۔ لیکن غناء ہر حالت میں حرام ہے۔ غناء وہ ہے کہ کوئی عورت نعت یا غزل قصیدہ وغیرہ ساز کے ساتھ یا بغیر ساز کے گانے کی صورت میں گائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا اثر زائل کرنے کے لئے عرب سردار خوش الحان ایرانی عورتوں کو لاتے وہ گانا اور رقص پیش کرتیں اوباش ان سے لطف اندوز ہوتے اسلام نے ایسے امور کی مخالفت کی ہے یہ منع ہے۔ اگر آج بھی کسی سماع کی مجلس میں عورتیں شامل ہو جائیں خواہ وہ سماع سننے کے لئے ہی شمولیت اختیار کریں یا کوئی عورت وجدانی کیفیت میں آکر رقص کرنا شروع کر دے یا "حال کھیلنا" شروع کر دے تو وہ محفل سماع محفل غناء بن جائے گی جو شرعاً" ناجائز ہے۔ آپ کے ذوق سماع کے متعلق چند سطور ملاحظہ فرمایئے۔

"کتاب سیرالاولیاء میں تحریر ہے کہ چونکہ سلطان المشائخ کو شوق سماع بہت تھا۔ اس سبب سے کل یار اور مرید اور طالب آپ کے بعض پوتے اور نواسے شیخ فرید الدین گنج شکرؒ کے جو خدمت میں ارادت رکھتے تھے اور پرورش پاتے تھے۔ آپ کی خوشی کے لئے علم موسیقی کو ایسے کمال کو پہنچایا تھا کہ پرند جانور اڑنے سے اور چرند چلنے سے باز رہتے اور بائیس قوال خوش آواز استاد جہاں ملازم اور وظیفہ خوار حضرت کے دوامی تھے۔

تصوف میں مقام

کتاب بحرالمعانی میں ذکر ہے کہ سلطان المشائخ مرتبہ و منزل غوثیہ و فردانیت کو طے

Marfat.com

کر کے منزل محبوبی پر فائز ہوئے تھے۔

صاحب سیرالاولیاء نے لکھا ہے کہ درویش ولی کامل جب مراتب قطبیت فردانیت کو طے کر کے منزل محبوبیت یعنی رتبہ معشوقی کا حاصل کرتا ہے۔ ذات پاک اس کی مظہر اسرار الٰہی ہو جاتی ہے۔ اس وقت ارادہ اس کا موافق ارادہ خدا کے ہوتا ہے۔ اور جسم اس کا معرفت کے عطر سے معطر ہو جاتا ہے جو کوئی شخص اس سے ملتا ہے اس کے جسم میں بھی عطریت اثر کر کے خوشبودار کر دیتی ہے جب وہ شخص گور میں جاتا ہے۔ اس کی گور کو بھی معطر کر دیتی ہے۔ چنانچہ آج تک کیفیت رتبہ محبوبیت کی مزار مبارک سلطان المشائخ پر ظاہر ہے۔ طالب کو ملاحظہ کرنا چاہئے۔ اور صاحب سیرالاولیاء بہت حکایتیں اور ذکر مرتبہ محبوبیت حضرت سلطان المشائخ کی نقل کرتا ہے۔ پس وہ ذکر اس مختصر میں گنجائش نہیں رکھتا۔ لیکن دو ایک ذکر واسطے آگاہی طالبوں کے قلم بند ہوتے ہیں کہ مشت نمونہ از انبارے کا مضمون تصور کریں۔

نقل ہے۔ کتاب سیرالاولیاء میں کہ ایک وقت مولانا ظہیرالدین کوتوال دہلی خدمت میں حضرت سلطان المشائخ کی پہنچے دیکھا۔ عود کی خوشبو آتی ہے۔ خیال کیا کہ اندر حجرے کے جلایا ہو گا۔ خادم نے دروازہ حجرے کا کھول دیا۔ کوتوال حیران رہا۔ سلطان المشائخ نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ کہ مولانا یہ بوعود کی نہیں بو کسی اور چیز کی ہے۔

عطار گو بہ بندد بوکان کہ من زبوست

بوئے کشیدہ ام کہ بمشک و عنبیر نیست

کتاب سیرالاولیاء میں لکھا ہے کہ ایک وقت سلطان المشائخ نے براہ مہربانی اپنی کملی قاضی محی الدین کاشانی کو مرحمت فرمائی۔ اس کملی میں بہت خوشبو آتی تھی۔ قاضی نے وہ کملی لے کر اپنے سر اور آنکھوں پر رکھی۔ اور اپنے گھر لے گئے۔ اور اس کی خوشبو سے اپنے دماغ و جان کو معطر کرتے رہے۔ اور جان کی برابر حفاظت کرتے رہے۔ مگر گمان قاضی کا یہ تھا۔ کہ خوشبو عارضی ہو گی۔ جب اسی طرح عرصہ گذر گیا۔ اور خوشبو میں ذرا کمی نہ ہوئی۔ تو ایک دن بطریق امتحان اور تجربہ کے اس کملی کو پانی سے دھویا۔ جب بو اس کی نہ گھٹی قاضی کو تعجب ہوا۔ اور خدمت میں سلطان المشائخ کی حاضر ہو

Marfat.com

کر عرض حال کیا۔ حضرت نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ قاضی یہ بوئے محبت باری تعالیٰ کی ہے۔ کہ اس نے اپنے دوستوں کی ذات میں سونپی ہے۔

این بوئے نہ بوئے بوستان است

این بو ز کوئے بوستان است

الغرض سلطان المشائخ ان بزرگوں میں سے ہیں کہ قبر میں بیٹھ کر تصرف کرتے ہیں۔ اور بندوبست و انتظام دونوں جہان کا ان کے ہاتھ میں ہے۔ چنانچہ روضہ منورہ ان کا آج تک حاجت رَوائے خلق ہے طالب کو چاہئے کہ فیض پائے۔ آپ نواسی برس کی عمر پا کر ۱۸ ربیع الآخر ۷۲۵ھ کو دارالاخرت کو سدھارے آج اسی جگہ دفن ہیں جہاں آپ نے مجاہدے کئے اور دہلی میں قدم رکھنے کے بعد جلوہ افروز رہے۔

عنصر صابری

Marfat.com

فصل — ا —

کلاہ درویشی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

علوم غیبی کے خزانے کے یہ موتی اور لاریبی زواہر کے آثار کے یہ لعل۔ ملک المشائخ والارضین قطب الوقت۔ مجمع الاسناد و الارشاد۔ حجتہ اللہ علی العباد۔ مبین الفرع والا صول۔ الجامع بین المعقول و المنقول علم البلاغتہ نظام الحق والشرع والدین۔ شیخ الاسلام و المسلمین۔ وارث الانبیاء والمرسلین (اللہ تعالیٰ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت سے آپ کو دیر تک زندہ رکھے تاکہ مسلمان آپ سے مستفیض ہوں ہمیں آپ کے لقاء کی نعمت سے عطا ہو اور آپ کے اسلاف کو عزت و اکرام اور رضوان سے مخصوص فرمائے) کے دلی خزانے سے جمع کئے ہیں اور جو کچھ آپ کی زبان گوہر فشان سے سنا ہے لفظاً" یا اس کے معانی اپنی سمجھ کے مطابق اس مجموعے میں لکھ کر اس کا نام افضل الفوائد رکھا ہے۔ جس میں مختلف تاریخیں ہیں۔ جن میں آپ کی قدم بوسی حاصل ہوئی۔

۲۴ ماہ ذالحج ۶۹۳ ہجری کو بندہ ضعیف و نحیف خسرو ولد حسین جناب کے بندگان درگاہ سے ہے۔ اور جو ان معانی کا جمع کرنے والا ہے۔ قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ تو اسی وقت چہار ترکی کلاہ میرے سر پر رکھ کر شرف بیعت سے مشرف فرمایا۔ ا لحمد للہ علی ذالک۔

جس روز میں حاضر خدمت ہوا۔ میرے دل میں یہ خواہش تھی۔ کہ پہلے میں جا کر آپ کے آستان پر بیٹھ جاؤں گا۔ اگر خواجہ صاحب نے مجھے خود بلایا۔ تو پھر میں بیعت کروں گا۔ الغرض جب میں آستان پر جا کر بیٹھا۔ تو آپ کے خدمت گار مبشر نام نے باہر آکر سلام کہا۔ اور کہا کہ جناب فرماتے ہیں۔ کہ باہر ایک ترک بیٹھا ہے۔ اسے اندر بلا لو۔ میں فوراً" اٹھ کر اس کے ہمراہ اندر گیا۔ اور سرؔ زمین پر رکھ دیا۔ فرمایا۔ سر

Marfat.com

اٹھاؤ۔ میں نے اٹھایا تو زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ تو نے اچھا کیا ہے۔ مناسب موقع پر آیا ہے۔ خوش آیا ہے۔ اور پھر بہت عنایت و شفقت میرے حال پر فرمائی۔ اور شرف بیعت سے مشرف فرمایا۔ خاص بارانی اور چہار تر کی کلاہ عنایت فرمائی۔ اس روز جناب کی میں نے یہ کرامت دیکھی تھی۔ جو اوپر بیان کی ہے۔

پھر پیر کی خدمت میں مرید ہونے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جس روز میں شیخ الاسلام فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کا مرید ہوا۔ تو فرمایا۔ کہ مولانا نظام الدین! میں کسی اور کو ولایت ہندوستان کا سجادہ دینا چاہتا تھا۔ لیکن غیب سے آواز آئی۔ کہ یہ نعمت ہم نے نظام الدین بدایونی کے لئے رکھی ہوئی ہے یہ اسی کو ملے گی۔ رہنے دو تاکہ اسے ملے۔ پھر بے نہایت مرحمت و شفقت میرے حال پر فرمائی۔ اور چار تر کی کلاہ میرے سر پر رکھی۔ اور یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ طاقیہ (ایک قسم کا کلاہ) کے چار خانے ہوتے ہیں۔ پہلا شریعت کا۔ دوسرا طریقت کا۔ تیسرا معرفت کا اور چوتھا حقیقت کا ہوتا ہے۔ پس جو ان میں استقامت سے کام لے۔ اس کے لئے سر پر طاقیہ رکھنا واجب ہے۔ آپ یہ حکایت بیان فرما ہی رہے تھے۔ کہ مولانا شمس الدین یحییٰ۔ مولانا برہان الدین غریب اور مولانا فخر الدین نے آکر سر زمین پر رکھ دیئے اور بیٹھ گئے۔ پھر خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ ایک ٹوپی یک ترکی ہوتی ہے۔ دوسری دو ترکی۔ تیسری سہ ترکی اور چوتھی چہار ترکی۔

پھر کلاہ کی اصل کے بارے میں فرمایا۔ کہ میں نے شیخ الاسلام فرید الحق والشرح والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ خواجہ امام ابواللیث سمرقندی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب میں حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کی روایت سے ہے۔ کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے۔ اور گرداگرد اصحاب تھے۔ کہ جبرائیل علیہ السلام نے چار پر کالہ جامہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے رکھا۔ اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حکم الٰہی یوں ہے۔ کہ یہ چار پر کالے بہشتی ہیں۔ ان کو آپ سر مبارک پر رکھیں۔ اور بعد ازاں اصحاب میں سے جسے چاہیں عنایت فرمائیں۔ اور اپنا خلیفہ بنائیں آنحضرتؐ نے لے کر سر مبارک پر رکھے۔ اور پھر یک

Marfat.com

ترکی کلاہ اتار کر امیرالمومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک پر رکھا اور فرمایا یہ آپ کا کلاہ ہے اور دوسرا دو ترکی سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ کے سر مبارک پر رکھ کر فرمایا کہ یہ آپ کا کلاہ ہے تیسرا ترکی امیرالمومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ' کے سر مبارک پر رکھ کر فرمایا۔ کہ یہ آپ کا کلاہ ہے اور چوتھا ترکی تھا شاہ اولیاء امیرالمومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے سر پر رکھ کر فرمایا۔ کہ یہ آپ کا کلاہ ہے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ مشائخ طبقات اور طبقہ جنید یہ رحمتہ اللہ علیہم فرماتے ہیں۔ کہ ہمیں اس طرح معلوم ہوا۔ کہ کلاہ کی اصل حضرت الوہیت سے ہے کیونکہ پہلے پہل بارگاہ الٰہی سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا۔ اور آنحضرتؐ سے ہم کو ملا۔ جیسا کہ خرقہ معراج کی رات عطا ہوا تھا۔

پھر فرمایا۔ کہ یک ترکی کلاہ جو امیرالمومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' نے سر مبارک پر رکھا۔ وہ ابدال اور صدیق سر پر کرتے ہیں۔ اس کلاہ سے مراد یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا خیال دل میں نہ ہو۔ اور تمام دنیاوی کاموں سے دور رہیں۔ تو پھر اس کلاہ کے مستحق ہوتے ہیں۔ نہیں تو دروغ گو اور خائن ہوں گے۔ اس کلاہ کا حق ان کے بارے میں یہ ہے۔ کہ ان کے باطن ازلی ارادت کی وجہ سے نور معرفت سے منور ہوتے ہیں۔ اور انہیں ظاہری اور باطنی مقصود حاصل ہوتے ہیں۔ جب صاحب خرقہ دنیا کا طالب ہو جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ سے باز رہ جاتا ہے۔ اس وقت وہ کاذب ہوتا ہے نہ کہ صادق۔ دو ترکی کلاہ جو امیرالمومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سر پر کیا۔ اسے عابد اوتاد اور بعض منصوری سر پر کرتے ہیں۔ اس سے مقصود یہ ہے۔ کہ جب انسان اسے سر پر رکھے۔ تو دنیا ترک کر دے۔ اور ذاکر بن جائے۔ سوائے یاد الٰہی کے کسی اور چیز میں مشغول نہ ہو۔ نیز یہ کہ اگر حلال چیز سے مل جائے۔ تو شام تک اسے نگاہ نہ رکھے۔ سب خرچ کر دے۔ اور خلقت اور دنیا کے پاس بھی نہ رہے۔ ان سے الگ رہے۔ ایسے شخص کو دو ترکی کلاہ کا پہننا واجب ہے۔ ورنہ گمراہی میں گرفتار ہو گا۔ سہ ترکی کلاہ جو امیرالمومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ' نے سر پر کیا۔ وہ زاہد۔ اہل تحیر۔ مشائخ طبقات اور عقلمند لوگ پہنتے ہیں۔ اس سے مقصود یہ

Marfat.com

ہے۔ کہ اول دنیا کو ترک کرے اور تمام لذتوں' اور حرص و ہوا کو چھوڑے۔ دوسرے دل کو حسد۔ کینہ۔ بغض۔ فحش اور ریا وغیرہ سے پاک صاف کرے۔ تیسرے خلقت سے قطع تعلق کرے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرے جب اس کی یہ حالت ہو گی۔ تو اسے اس کلاہ کا سر پر رکھنا جائز ہے۔ ورنہ وہ طبقہ جنیدیہ میں جھوٹا ٹھہرے گا۔ چہار ترکی کلاہ جو جناب امیرالمومنین امام الاجمعین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے سر پر رکھا۔ وہ صوفی سادات اور مشائخ کبار پہنتے ہیں۔ اس سے مراد دولت و سعادت ہے۔ جو کچھ اٹھارہ ہزار عالم میں ہے۔ سب اس میں رکھا گیا ہے۔ لیکن اس کو سر پر رکھ کر چار چیزوں کو رکھنا چاہئے۔ تاکہ اس چار ترکی کلاہ کا سر پر رکھنا درست ہو۔ اور صوفی بنے۔ نہیں تو قیامت کے دن مقلدوں اور حریفوں میں اس کا حشر ہو گا اور خائن ٹھہرایا جائے گا اور چار باتیں یہ ہیں۔ اول دنیا اور صحبت اغنیاء کو ترک کرے۔ دوسرے ترک اللسان عن نحمرہ والتزامہ بذکر اللّٰہ' یعنی اللہ تعالیٰ کی یاد کے سوا اور کوئی بات ہی نہ کرے۔ تیسرے ترک بصرہ من غیرالکراھتہ' غیر کی طرف نظر کرنے سے دور رہے اور غیر کو نہ دیکھے تاکہ نابینا نہ ہو جائے۔ جب خواجہ صاحب اس بات پر پہنچے۔ تو اس قدر روئے کہ حاضرین پر بھی اس گریہ کا اثر ہوا۔ جب خواجہ صاحب اس بات پر پہنچے۔ تو اس قدر روئے کہ حاضرین پر بھی اس گریہ کا اثر ہوا۔ اور یہ شعر زبان مبارک سے فرمایا۔

اگر بغیر رخت بیدہ ام بکس بیند

کشم بروں بانگشت چوں سزاش ایں است

چوتھے یہ کہ طہارت القلب من حب الدنیا' یعنی دل کو دنیاوی محبت سے صاف کر دینا۔ پس جب دنیاوی محبت کا زنگار آئینہ دل سے صاف کر کے اللہ تعالیٰ سے موافقت کرے گا۔ تو غیر درمیان سے اٹھ جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ سے یگانہ ہو جائے گا اور لوگوں سے بیگانہ۔ اس وقت یہ چار ترکی کلاہ سر پر رکھنا اس کا حق ہو گا۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ کیا ہی اچھا ہو۔ اگر حجاب درمیان سے اٹھا دیں۔ اور یہ بھید ظاہر کر دیں اور غیریت دور ہو جائے۔ اور یہ آواز

Marfat.com

دیں کہ بی یبصروبی ببصریسمع و بی ینطق' مجھی سے دیکھتا ہے۔ مجھی سے سنتا ہے۔ اور مجھی سے بولتا ہے' جب ان مقامات پر پہنچتا ہے۔ تو مشاہدہ اور مکاشفہ کی لذت حاصل ہوتی ہے۔ پس یہ کلاہ سر پر رکھنا ایسے ہی لوگوں کا حق ہے۔
الحمدللہ علی ذالک۔

فصل --- ۲ ---

فضیلت عاشورہ

بروز بدھ ۲ محرم ۷۱۳ ہجری کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ مولانا وجیہہ الدین پائلی۔ مولانا برہان الدین غریب اور اصحاب حاضر خدمت تھے۔ عاشورہ مبارک کی فضیلت میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ ماہ محرم افضل مہینوں میں سے ہے۔ اس واسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیرالمومنین شاہ اولیاء علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ کو فرمایا۔ کہ اے علیؓ! اگر فریضہ روزوں کے علاوہ افضل روزے رکھنا چاہتے ہو تو ماہ محرم میں رکھو۔ کیونکہ اللہ تعالٰی نے اسی مہینے میں آدمؑ کی توبہ قبول فرمائی۔ جو شخص اس مہینے میں توبہ کرتا ہے۔ اللہ تعالٰی اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ میں نے خواجہ شیخ الاسلام فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان دربار گہر نثار سے سنا ہے۔ کہ قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ راحت الارواح میں لکھتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص ماہ محرم میں تین روزے لگاتار بدھ' جمعرات اور جمعے کے رکھتا ہے تو اللہ تعالٰی حکم کرتا ہے کہ اس کے نامہ اعمال میں نو سو سال کی عبادت کا ثواب لکھو۔ اور اسی قدر بدیاں اس کے نامہ اعمال سے دور کی جاتی ہیں۔

بعد ازاں اس موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریا قدس اللہ سرہ العزیز کے اوراد میں لکھا دیکھا ہے کہ جو شخص نویں دسویں محرم کا روزہ رکھتا ہے

Marfat.com

اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ ساٹھ سال ایسی عبادت کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے۔

پھر زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ خواجہ ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ دلیل السالکین میں لکھتے ہیں۔ کہ حدیث میں آیا ہے۔ کہ جو شخص عاشورے کے روز اپنے عیال کا خرچ زیادہ کردے۔ اللہ تعالیٰ دوسرے سال تک اس کی روزی فراخ کردیتا ہے۔

پھر تھوڑی دیر کے لئے علم اور اس کی فضیلت کے بارے میں گفتگو ہوئی۔ مولانا برہان الدین حاضر خدمت تھے۔ انہوں نے آداب بجالا کر عرض کی۔ کہ علم بڑی بھاری نعمت ہے۔ فرمایا۔ ہاں میں نے آثار تابعین میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ علم کی دو شناختیں ہیں۔ اگر اہل علم پہلے کچھ ہو تو شریف ہو جاتا ہے۔ اور اگر بخیل ہو۔ تو سخی بن جاتا ہے۔ اگر درویش ہو تو دولت مند۔ اگر خوار ہو تو عزیز۔ اگر دور ہو تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک۔ اگر تندخو ہو تو نرم۔ اگر بدگو ہو تو شیریں گفتار۔ اگر ضعیف ہو تو قوی۔ اگر بے شرم ہو تو حیاء والا۔ اگر مجہول ہو تو معروف اور اگر ریائی ہے تو تو اللہ کا بن جاتا ہے۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے اہل علم بندے قیامت کے دن چودھویں کے چاند کی طرح چمکیں گے۔

پھر اسی موقع کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ میں نے ابو معاذ سنجری رحمتہ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق کتاب العارفین میں لکھا دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے اپنے بندوں کی روزی ان کی تقدیر میں لکھ دی ہے۔ بلکہ عرش پانی پر تھا۔ اور قرار نہیں پکڑتا تھا۔ حلال روزی کی طلب کرو۔ اور حرام سے ہاتھ اٹھالو۔

پھر فرمایا۔ کہ حذیفہ سے یحیٰی معاذ رازی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے علماء والدین سے بھی زیادہ مہربان ہیں۔ اس واسطے کہ

Marfat.com

والدین تو بچوں کو دنیاوی ڈر خوف اور آگ سے بچاتے ہیں۔ اور امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے علماء انہیں دوزخ کی آگ اور قیامت کے خوف سے محفوظ رکھتے ہیں۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ علماء سے مل بیٹھنا اور ان کی سی خوبیاں اپنے میں پیدا کرنا ہدایت الٰہی سے تمام جہان کی ساری چیزیں چھوڑ کر پہلے علم حاصل کرنا چاہئے۔

پھر اس موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ میں نے شیخ الاسلام فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان مبارک سے سنا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ میں نے جرائیل علیہ السلام سے سنا۔ اور جرائیلؑ نے اسرافیلؑ سے اور اسرافیلؑ نے بارگاہ ایزدی سے کہ جو شخص علم کی طلب میں دو قدم چلے اور عالم کے پاس بیٹھے اور اس سے دو باتیں سنے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے بہشت عطاء فرماتا ہے۔

الحمدللہ علی ذالک۔

فصل ــ ۳ ــ

روزہ ایام بیض

بروز جمعرات دسویں' محرم سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ مولانا شمس الدین یحییٰ مولانا فخر الدین زاہد اور مولانا وجیہ الدین بابلی حاضر خدمت تھے۔ ماہ شوال کے چھ روزوں کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جو شخص چھ روزے رکھتا ہے اللہ تعالیٰ نے آٹھ بہشت پیدا کئے ہیں حکم دیتا ہے۔ کہ ہر ایک کے دروازے پر اس کے لئے ہزار محل یاقوت سرخ کے بناؤ۔ اور ہر محل میں ایسی چیز پیدا کی ہے جس کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا۔ اور نہ کسی کان نے سنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ کی قسم جس نے مجھے بحق بندگی بھیجا ہے۔ کہ جو شخص ماہ شوال میں چھ روزے رکھے گا۔ فرشتہ اسے آسمان سے آواز دے گا کہ اے بندے! اللہ تعالیٰ نے تیرے سارے پچھلے گناہ بخش دئے ہیں۔ اب تو کام از سر نو شروع کر۔

Marfat.com

پھر ایام بیض اور ایام بیض کے دو روزوں کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جب آدم علیہ السلام کو بہشت سے دنیا میں بھیجا گیا۔ تو آپ کے سارے اعضا سیاہ ہو گئے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کی توبہ قبول کی۔ تو حکم دیا۔ کہ تیرھویں' چودھویں اور پندرھویں کو روزہ رکھو۔ پہلا روزہ رکھنے سے جسم کا تیسرا حصہ سفید ہو گیا۔ چودھویں کا روزہ رکھنے سے دوسرا تہائی حصہ اور جب پندرھویں تاریخ کو روزہ رکھا تو سارا جسم سفید ہو گیا۔

بعد ازاں میں نے آداب بجا لا کر عرض کی۔ کہ میں نے مخدوم کی زبانی سنا ہے کہ ایک مرتبہ کسی شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی۔ کہ مجھے ایسا روزہ بتائیں۔ جس کا ثواب مجھے بہت ملے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کہ ہر مہینے میں تین روزے رکھا کرو۔ تو ایسا ہو گا۔ کہ گویا تم نے سارا سال روزے رکھے۔ فرمایا بیشک ایسا ہی ہے۔

بعد ازاں اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کے اوراد میں لکھا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص ہر مہینے میں تین روزے رکھتا ہے۔ گویا وہ صائم الدہر ہے اور قیامت کے دن (آمنا و صدقنا) اس کی سفارش سے اس کے گھر کے ستر آدمی بخشے جائیں گے جب قبر سے آئے گا تو اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی مانند روشن ہو گا۔

نماز شب عید الضحیٰ

بعد ازاں عید الضحیٰ کی رات کی نماز کی فضیلت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص عید الضحیٰ کی رات دس رکعت نماز اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص دس مرتبہ پڑھے۔ اور نماز سے فارغ ہو کر سو مرتبہ درود بھیجے۔ اور سو مرتبہ استغفار کرے۔ اور سو مرتبہ کلمہ سبحان اللہ تا آخر پڑھے۔ پھر اگر وہ شخص میری ساری امت کی بخشش کے لئے دعا کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا۔ اور اس نماز

Marfat.com

کی برکت سے اسے دیدار حاصل ہو گا۔

نماز عیدالفطر

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ شیخ سیف الدین باخرزی رحمتہ اللہ علیہ کے اوراد میں لکھا دیکھا ہے کہ جو شخص عیدالفطر کی رات بارہ رکعت نماز تین سلاموں سے اس طرح ادا کرے۔ کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک مرتبہ اور سورہ اخلاص پانچ مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے دوسرے سال تک ہر رات اور ہر دن کو ایک سال کی عبادت کا ثواب دے گا۔ اور اگر اس سال فوت ہو جائے تو شہیدوں کی موت مرے گا۔ اور ہر رکعت کے بدلے اسے نو حج اور عمرے کا ثواب ملے گا۔ اس کی دعا مستجاب ہو گی۔ اس کا دل فارغ ہو گا۔ عذاب قبر سے بے کھٹکے ہو جائے گا۔ اور قیامت کے دن عرش کے نیچے سائے تلے ہو گا۔ پھر اسے اپنے اہل و عیال کے ہمراہ بہشت میں جانے کا حکم ہو گا۔

الحمدللہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل ۔۔ ۴ ۔۔

ماہ شعبان

بروز بدھ بارھویں ماہ محرم الحرام سن مذکورہ کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ مولانا شہاب الدین میرٹھی نے جو حاضر خدمت تھے آداب بجا لا کر عرض کی۔ کہ ماہ شعبان میں بہت سی نمازیں ادا کرنی آئی ہیں۔ فرمایا۔ ٹھیک ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ جو شخص ماہ شعبان کی پہلی رات بارہ رکعت نماز اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں الحمد ایک مرتبہ اور قل ہواللہ احد پندرہ مرتبہ پڑھے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے بارہ ہزار غازی کا ثواب عطاء فرماتا ہے۔ اور گناہوں سے اسے اس طرح پاک کر دیتا ہے گویا ابھی ماں کے شکم سے نکلا ہے۔ اور اگر اس سال مر جائے۔ تو شہید کا مرتبہ پاتا ہے۔

پھر اس موقعہ کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ حسن بصری رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت فرماتے ہیں۔ کہ آنجنابؑ نے فرمایا۔ کہ جس شخص نے بہت گناہ کئے ہوں اور ان سے پشیمان ہو کر توبہ کرنی چاہے۔ تو اسے چاہئے کہ ماہ شعبان میں اتوار کے روز غسل کرے۔ اور جب سوموار کی رات آئے تو عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر ستر بار استغفار کہے۔ تو اس کی توبہ قبول ہو جائے گی۔ اور اس کے گناہ معاف کئے جائیں گے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ حقائق میں میں نے لکھا دیکھا ہے۔ کہ خواجہ شبلی رحمتہ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ ماہ شعبان کی پہلی رات حضور جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا کہ اے محمدؐ! اس بزرگ رات کو اٹھ کر نماز ادا کرو۔ میں نے پوچھا۔ یہ کیسی رات ہے۔ کہا۔ اے محمدؐ! آج کی رات اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے تین سو دروازے کھول رکھے ہیں۔ آج کی رات تمام مومنوں کو سوائے جادوگروں وغیرہ کے بخش دے گا۔ پھر میں باہر نکل کر خالی جگہ میں گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی ثنا کی اور دعا کی۔ چار گھڑی رات گزرے جبرائیل علیہ السلام پھر آئے۔ اور کہا اے محمدؐ! سجدے سے سر اٹھاؤ۔ اور آسمان کی طرف دیکھو۔ جب میں

Marfat.com

نے سر اٹھا کر نگاہ کی۔ تو آسمانوں کے دروازے کھلے پائے۔ دوسرے آسمان کے دروازے پر فرشتہ کہہ رہا تھا۔ کہ وہ شخص خوش نصیب ہے جس نے آج کی رات اپنے پروردگار کو سجدہ کیا۔ تیسرے آسمان کے دروازے پر فرشتہ کہہ رہا تھا۔ کہ وہ شخص خوش نصیب ہے۔ جس نے آج کی رات دعا کی۔ چوتھے آسمان کے دروازے پر فرشتہ کہہ رہا تھا۔ کہ وہ شخص خوش نصیب ہے۔ جس نے آج کی رات اللہ تعالیٰ کی ثناء کی۔ چھٹے آسمان کے دروازے پر فرشتہ کہہ رہا تھا۔ کہ وہ شخص خوش نصیب ہے جو آج کی رات اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے۔ اور ساتویں آسمان کے دروازے پر فرشتہ یہ ندا کرتا تھا۔ کہ کیا کوئی ہے جو آج اپنی حاجت طلب کرے اور ہم اس کی حاجت پوری کریں۔ یا کوئی بخشش طلب کرنے والا ہے تاکہ ہم اسے بخش دیں۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ ماہ شعبان کی پہلی رات بندے کے فعل اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ اسی رات بندوں کی روزی تقسیم ہوتی ہے۔ پس انسان کو اس رات غافل نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ نماز تسبیح اور تلاوت میں مشغول رہنا چاہئے۔ تاکہ اس سعادت سے محروم نہ رہے۔ خواجہ صاحب یہی فوائد بیان فرما رہے تھے۔ کہ ملک محمدؒ غیاث پوری معہ تین اور اشخاص کے حاضر خدمت ہوا۔ اور آداب بجا لایا۔ حکم ہوا بیٹھ جاؤ۔ جب بیٹھ گئے تو آپ نے اقبال نامی خادم کو فرمایا۔ کہ تھوڑا خربوزہ پڑا ہے لاؤ۔ اور ملک محمدؒ کے سامنے رکھ دو۔ وہ لا کر رکھ دیا گیا۔ پھر فرمایا۔ کہ تھوڑی مصری اور کچھ کھجوریں ہیں وہ بھی لاؤ۔ لائیں گئیں۔ تو فرمایا۔ کہ یہ تینوں عزیزوں کو دے دو۔ جب دی گئیں۔ تو چاروں نے اٹھ کر سر آپ کے قدموں پر رکھ دئے۔ کہ جو کچھ ہم کہتے تھے ہم نے پا لیا ہم نے دل میں یہی سوچا تھا جو آپ نے کر دیا۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ میں شیخ الاسلام فرید الحق والشرع والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ کہ اتنے میں سات درویش آئے۔ ہر ایک نے دل میں الگ الگ کھانا سوچ رکھا تھا۔ آپ نے اس کے ارادے کے موافق ان کے روبرو کھانے رکھوا دئے۔ سب مان گئے۔ کہ ہم

Marfat.com

بیس سال سے اللہ کے مرد کی طلب میں تھے۔ سو آپ کے سوا کسی کو حسب منشاء اللہ کا مرد نہ پایا۔

بعد ازاں مولانا فخر الدین زاہد کی بزرگی کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ کہ آپ چالیس سال سے خادم ہیں۔ آپ ان کو کیوں نہیں فرماتے۔ فرمایا کہ یہ ثواب کیوں ان کو دوں۔ خود ہی کیوں نہ حاصل کروں۔

پھر آپ کی بزرگی کی نسبت یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ دہلی میں بارش نہ ہوئی۔ تو آپ نے منبر پر چڑھ کر آستین سے کوزہ نکلا۔ اور ہاتھ میں پکڑ کر ہوا میں رکھا۔ اور آسمان کی طرف منہ کر کے عرض کی۔ کہ اے پروردگار! جب تک یہ کوزہ پر نہ ہو گا۔ میں نیچے نہیں اتروں گا۔ یہ کہتے ہی اس قدر بارش ہوئی۔ کہ دہلی میں تین دن رات پانی نہ تھما۔

بعد ازاں ایک عزیز نے عرض کی۔ کہ ایک مرتبہ میں مولانا شہاب الدین اوشی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ اکثر خلوت میں تنہا نماز ادا کیا کرتے تھے۔ باجماعت نہیں ادا کرتے تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ ٹھیک ہے۔ اس سے پہلے جب تک نماز باجماعت نہ ادا کی جاتی تھی جائز نہ ہوتی تھی۔ نماز باجماعت میں ثواب بہت ہے۔

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ جو شخص ظہر کی نماز باجماعت ادا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن روئے زمین کے تمام پہاڑ دو پائے اور چار پائے اور آسمان کے ستارے ایک پلڑے میں رکھے گا۔ اور اس نماز کا ثواب دوسرے پلڑے میں۔ تو بھی ثواب والا پلڑا بھاری ہو گا۔ اور جو شخص عصر کی نماز باجماعت ادا کرے گا۔ اور شام کی نماز تک وہیں جائے نماز پر بیٹھا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حکم کرے گا۔ تو عرش و کرسی۔ لوح و قلم اور تمام فرشتوں اور پیغمبروں کو لا کر ایک پلڑے میں رکھا جائے گا۔ اور دوسرے پلڑے میں ان دونوں نمازوں کا ثواب۔ تو ثواب والا پلڑا بھاری ہو گا۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جو شخص عشاء کی نماز باجماعت ادا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حکم کرتا

Marfat.com

ہے۔ کہ اس کے نامہ اعمال میں ہر رکعت کو ہزار رکعت کر کے لکھا جائے۔ اور وہ شخص شب بیداروں میں سے ہو گا۔

پھر اس موقعہ کے مناسب یہ بات بیان فرمائی۔ کہ جو شخص صبح کی نماز باجماعت ادا کرتا ہے۔ اور سورج نکلتے تک وہیں بیٹھا یاد الٰہی میں مشغول رہتا ہے۔ اور پھر اشراق کی نماز ادا کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے۔ اور ہر آسمان سے دس ہزار فرشتے یعنی کل ستر ہزار فرشتے نور کے تھال ہاتھوں میں لئے آتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے کہ میرے اس خاص بندے نے میرے لئے یہ نماز ادا کی ہے۔ جو گناہ اس نے کئے ہیں۔ میں ان سے درگزرا۔ از سر نو کام شروع کرے۔ خواجہ صاحب انہیں فوائد کو بیان فرما رہے تھے۔ کہ اتنے میں شیخ عثمان سیاح۔ شیخ جمال الدین ہانسوی مولانا برہان الدین غریب اور حسن سمیندی مع اپنے یاروں کے آئے اور آداب بجا لائے۔ فرمایا۔ بیٹھ جاؤ۔ بیٹھ گئے۔ وہ دن بڑا ہی باراحت تھا۔ اصحاب سلوک کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جب خواجہ ذوالنون مصری تائب ہوئے۔ تو ایک دن کشتی پر سوار تھے۔ جس میں سوداگر بھی سوار تھے۔ اتفاقاً" کشتی ڈوبنے لگی۔ خواجہ صاحب نے دعا کی تو غرق نہ ہوئی۔ جب کشتی منجدھار میں پہنچی۔ تو ایک دینار کسی کا گم ہو گیا۔ سب نے بالاتفاق کہا۔ کہ اور تو کسی نے نہیں لیا۔ شائد اس درویش نے لیا ہے۔ سو زبان درازی کی۔ خواجہ صاحب حیران رہ گئے۔ آسمان کی طرف منہ کر کے کہا اے پروردگار! اگر میری توبہ قبول ہے تو انہیں دینار مل جائے۔ تا کہ میری خلاصی ہو۔ فوراً" دریائی مچھلیوں کو حکم ہوا۔ ہر ایک منہ میں اشرفی لئے ہوئے سطح آب پر آئی۔ جب لوگوں نے یہ دیکھا۔ تو سب نے معافی مانگی۔ کہ ہم نے خطا کی۔ خواجہ صاحب نے ایک مچھلی سے دینار لے کر ان کی طرف پھینک دیا اور آپ چلے گئے۔

پھر خواجہ صاحب نے اسی موقعہ پر فرمایا۔ کہ جس روز خواجہ فضیل عیاض تائب ہوئے۔ تو لوگوں کے مال و اسباب کی بابت جو آپ نے لوٹا تھا ذکر کیا۔ کہ جن دنوں تائب ہوئے۔ ہر ایک کو بلا کر اس کا مال واپس کیا۔ اور اسے خوش کیا۔ ان میں ایک یہودی تھا۔ جو کسی طرح خوش نہیں ہوتا تھا۔ خواجہ صاحب نے بہتیری منت و سماجت

Marfat.com

کی۔ لیکن وہ کسی طرح راضی نہ ہوا۔ الغرض اس یہودی نے کہا۔ کہ اگر اپنے پاؤں تلے سے مٹھی بھر زر نکال دے۔ تو میں تجھ سے خوش ہو جاؤں گا۔ آپ نے نکال کر فورا" اسے دیا۔ اسی روز وہ یہودی مسلمان ہو گیا۔ اور کہا کہ میں نے توریت میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ جس کی توبہ قبول ہوتی ہے اگر وہ مٹی کو بھی ہاتھ میں پکڑے۔ تو سونا ہو جاتی ہے۔ اب مجھے بہ تحقیق معلوم ہو گیا۔ کہ تیری توبہ قبول ہو گئی ہے مشت خاک مقصود نہ تھا۔ مقصود تو یہ دیکھنا تھا۔ کہ آیا توبہ ہو گئی ہے یا نہیں۔ پھر وہ خوش ہو گیا۔

خواجہ صاحب نے حسن قوال کو فرمایا۔ کہ عزیز حاضر ہیں۔ کچھ کہو۔ جب حسن نے سماع آغاز کیا۔ تو خواجہ عثمان سیاح اور شیخ جمال الدین ہانسوی اٹھ کر رقص کرنے لگے۔ چاشت سے ظہر تک رقص کرتے رہے۔ جب فارغ ہوئے۔ تو ہر ایک کو جامہ عطاء فرمایا۔ مجھے بھی سفید کلاہ عنایت ہوا۔ قوال نے جو نظم گائی وہ حسب ذیل ہے۔

نظم

عشقت خبرز عالم بیہوشی آورد — اہل صلاح رابقدح نوشی آورد

عشق تو شحنہ ایست کہ سلطان عقل را — سوئے جبیں گرفتہ بجا ء وشی آورد

من ناتواں زبانہ کشی گشتم اے طبیب — آں داروم بدہ کہ فراموشی آورد

بعد ازاں اس بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ کہ انسان کو کسی آدمی کی اجازت کے بغیر اس کی کوئی چیز نہیں کھانی چاہئے اور نہ ہی لی جانی چاہئے۔

پھر آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ خواجہ شبلی رحمتہ اللہ علیہ کو آپ کی وفات کے بعد لوگوں نے خواب میں دیکھ کر پوچھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیسا سلوک کیا۔ فرمایا جیسا دوستوں سے کرتا ہے۔ مگر ایک سخت عتاب ہوا۔ جس میں اب تک میں غرق ہوں۔ وہ یہ کہ ایک روز میں کسی کے ہاں گیا۔ میرے سامنے گیہوں کا ڈھیر تھا۔ وہاں سے ایک دانہ اٹھا کر اس شخص کی اجازت کے بغیر دانتوں سے دو ٹکڑے کر دیا۔ تو حکم الٰہی ہوا۔ کہ اے شبلی! اجازت طلب کئے بغیر لوگوں کی گیہوں دوپارہ کرتا ہے۔ پس اس معاملے میں میں حیران ہوں۔ کہ قیامت کے دن کیا جواب دوں گا۔ الحمدللہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل ـــ ۵ ـــ

نماز تسبیح

بروز اتوار بیسویں ماہ محرم سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ نماز چاشت اور اس کے ثواب کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ آثار اولیاء میں آیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص عمر بھر میں ایک مرتبہ یہ نماز ادا کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ستر سال کی عبادت لکھتا ہے۔ اور ستر سال کے اس کے گناہ بخش دیتا ہے اور بہت سا ثواب عنایت فرماتا ہے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ میں نے شیخ الاسلام فریدالحق والشرع والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ جو شخص ہر مہینے میں یہ نماز ادا کرتا ہے۔ اسے بہشت میں بڑے اعلیٰ درجے ملتے ہیں۔ نماز کی ترکیب یہ ہے کہ چار رکعت نماز ایک سلام سے ادا کرے۔ اور ہر رکعت میں فاتحہ ایک بار اور کوئی اور سورۃ جو اسے یاد ہو پڑھے۔ اور پندرہ مرتبہ سبحان اللہ اور تین مرتبہ سبحان ربی العظیم اور پندرہ مرتبہ سبحان اللہ تاآخر کہے اور سر اٹھائے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہے اور پندرہ مرتبہ سبحان اللہ والحمد للہ تاآخر پڑھے۔ اور پھر سجدہ کرے اور پھر سبحان ربی الاعلیٰ دس مرتبہ کہے۔ اور دوسرے سجدے میں بھی دس مرتبہ کلمہ سبحان پڑھے۔ اسی ترتیب سے چار رکعت ادا کرے۔ ہر رکعت میں ۷۵ مرتبہ سبحان اللہ پڑھے۔ جب نماز سے فارغ ہو تو ستر مرتبہ درود بھیجے اور ستر مرتبہ استغفار اور ستر مرتبہ سبحان اللہ تا آخر پڑھے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے سوائے اس کی خوشنودی کے اور کچھ نہ طلب کرے۔ جنت وغیرہ کی درخواست نہ کرے۔ کیونکہ یہ نماز بہت ہی بزرگ ہے۔

نماز روز شنبہ

پھر فرمایا۔ کہ میں نے شیخ الاسلام خواجہ عثمان ہارونی قدس اللہ سرہ العزیز کے اوراد

Marfat.com

میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق جو شخص ہفتے کے روز چار رکعت نماز اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں الحمد ایک مرتبہ اور قل یاایہاالکافرون' تین مرتبہ پڑھے۔ اور جب نماز سے فارغ ہو تو ایک مرتبہ آیۃ الکرسی پڑھے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ہر یہودی اور یہودن کی تعداد کے موافق ایک ایک سال کی ایسی عبادت لکھتا ہے۔ جس میں دن کو روزہ رکھا ہو اور رات کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہو۔ گویا اس نے تمام امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو آزاد کیا۔ اور توریت۔ انجیل۔ زبور اور فرقان پڑھے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے گلے میں ہزار گلوبند پہنا کر پیغمبروں اور شہیدوں کے ہمراہ بے حیات بہشت میں بھیجے گا۔

نماز چار رکعت روز یک شنبہ

بعد ازاں اسی کے مناسب فرمایا۔ کہ انہیں اوراد میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق لکھا دیکھا ہے۔ کہ جو شخص اتوار کے روز چار رکعت نماز اس طرح ادا کرے۔ کہ ہر رکعت میں سورہ الحمد ایک مرتبہ اور آمن الرسول ایک مرتبہ تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ہر ایک یہودی اور یہودن کی تعداد کے موافق ایک ایک سال کی عبادت کا ثواب اور نیز ہزار غازی۔ ہزار پیغمبر اور ہزار شہید کا ثواب لکھتا ہے۔ اور قیامت کے دن اس کے اور دوزخ کے مابین اس قدر فاصلہ ہو جائے گا۔ کہ ہزار خندق بیچ میں ہو گی۔ جن میں سے ہر ایک کی چوڑائی پانسو سالہ راہ کے برابر ہو گی۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے لئے آٹھوں بہشت کھول دے گا۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ ایک بدکار شخص خواجہ عبداللہ سہیل تستریؒ کے زمانے میں تھا۔ جب وہ مر گیا۔ تو اسے خواب میں دیکھا۔ کہ بہشت میں ٹہل رہا ہے۔ اس سے پوچھا گیا۔ کہ تو تو بدکار اور گنہگار تھا یہ دولت کہاں سے پائی۔ کہا میں اتوار کو چار رکعت نماز ادا کیا کرتا تھا۔ سو حکم ہوا۔ کہ تجھے ہم نے اس نماز کے عوض بخش دیا۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ شیخ بہاؤالدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ کے اوراد میں لکھا دیکھا

Marfat.com

ہے۔ کہ امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص سوموار کے روز دو رکعت نماز اس طرح ادا کرے۔ کہ ہر رکعت میں الحمد ایک مرتبہ۔ آیتہ الکرسی ایک مرتبہ۔ اور اخلاص ایک مرتبہ پڑھے۔ اور نماز سے فارغ ہو کر دس مرتبہ والدین کے لئے بخشش طلب کرے اور دس مرتبہ درود بھیجے تو اللہ تعالیٰ اسے سفید مروارید کا بنا ہوا محل عنایت فرمائے گا۔ جس میں سات کوٹھڑیاں ہوں گی۔ ہر ایک کوٹھڑی کی فراخی سات سو ہاتھ ہو گی۔ پہلی خالص چاندی کی بنی ہو گی۔ دوسری سونے کی۔ تیسری مروارید کی۔ چوتھی زبرجد کی۔ پانچویں یاقوت کی۔ چھٹی موتیوں کی اور ساتویں نور کی۔ اور ہر ایک کوٹھڑی میں ایک تخت پر ایک حور ہو گی۔ جو پاؤں سے لے کر زانوں تک زعفران سے تر ہو گی اور زانو سے سینے تک مشک سے اور سینے سے گردن تک عنبراشہب سے اور گردن سے سر تک کافور سے سفید آراستہ و پیراستہ ہو گی۔

نماز بروز شنبہ

پھر فرمایا۔ کہ شیخ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز کے اوراد میں لکھا دیکھا ہے کہ معاذ جبل رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص منگل کے روز جس روز اللہ تعالیٰ نے بارش بنائی اور ابلیس روئے زمین پر آیا۔ اور اس کے لئے دوزخ کے دروازے کھلے۔ پھر ملک الموت علیہ السلام بندگان خدا کی جانیں قبض کرنے پر مسلط ہوا۔ اور اسی روز قابیل نے ہابیل کو مارا۔ اور اسی روز ایوب پیغمبرعلیہ السلام مبتلا ہوئے۔ دو رکعت نماز اس طرح ادا کرے۔ کہ ہر رکعت میں الحمد اللہ ایک بار۔ والتین ایک بار۔ اور اخلاص ایک مرتبہ اور معوذتین ایک ایک مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ بارش کے قطروں کے برابر اسے نیکیاں عنایت فرماتا ہے۔ اور بہشت میں اسے ایک سنہری محل عنایت فرمائے گا۔ دوزخ کے ساتوں دروازے اس پر بند ہوں گے۔ اور اسے آدم موسیٰ ہارون اور ایوب علیہم السلام کا ثواب ملے گا۔ اور بہشت کے ساتوں دروازے اس کے لئے کھلے ہوں گے۔ اور تمام مصیبتوں اور آفتوں سے محفوظ اور بے کھٹکے رہے گا۔

Marfat.com

دو رکعت نماز چہار شنبہ

پھر فرمایا۔ کہ شیخ بدرالدین غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کے اوراق میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ معاذ جبل رضی اللہ عنہ' روایت فرماتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص بدھ کے روز (جس روز اللہ تعالیٰ نے تاریکی اور روشنی پیدا کی) دو رکعت نماز اس طرح ادا کرے۔ کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک مرتبہ۔ انا زلزلتہ الاراض ایک مرتبہ اور سورہ اخلاص تین مرتبہ پڑھے۔ تو اللہ تعالیٰ قیامت اور قبر کی تاریکی اس سے دور کر دے گا۔ ایک سال کی عبادت کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔ اور سفید اعمال نامہ اس کے ہاتھ دیا جائے گا۔

نماز چہار شنبہ

پھر فرمایا۔ کہ جمعرات کے روز اللہ تعالیٰ نے بہشت پیدا کیا۔ جو شخص اس دن دو رکعت نماز اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں الحمد ایک مرتبہ۔ اور ازاجاء پانچ مرتبہ پڑھے۔ جب عصر کی نماز ادا کرے تو چالیس مرتبہ قل ہواللہ احد اور استغفار پڑھے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے بہشت میں ایک محل عنایت کرے گا۔ جس میں ستر حوریں ہوں گی۔ اور فرشتوں کی تعداد کے برابر ایک ایک سال کی عبادت کا ثواب ملے گا۔

نماز دو رکعت

بعد ازاں فرمایا۔ کہ معاذ جبل رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص جمعہ کے روز دو رکعت نماز اس طرح ادا کرے۔ کہ ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورہ الحمد۔ سو مرتبہ آیتہ الکرسی۔ سو مرتبہ قل ہواللہ احد پڑھے۔ اور نماز سے فارغ ہو کر بیٹھ کر یہ سات مرتبہ پڑھے۔ یا نور الغفور یا اللہ یارحیم یا رحمٰن یاحی یاقیوم افتح ابواب رحمتک و مغفرتک و من علی بدخل الجنتہ الحتقی من النار' تو اللہ تعالیٰ اس کے ستر گناہ کبیرہ بخش دے گا۔ اور بہشت میں چھیانوے درجے عطا فرمائے گا۔

Marfat.com

پھر مشائخ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے مشائخ کے بارے میں پوچھا۔ تو عرض کی۔ کہ یارسول اللہ ! مشائخ آپ کی امت کے چراغ ہیں۔ وہ شخص نہایت ہی خوش نصیب ہے جو ان کا حق پہچانتا ہے۔ اور انہیں دوست حق سمجھے۔ تو ہم گواہی دیتے ہیں۔ کہ وہ بہشتی ہے۔ اور جو انہیں دشمن سمجھے دوہ دوزخی ہے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ میں نے شیخ الاسلام فریدالحق والشرع والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان مبارک سے سنا ہے۔ کہ جو شخص مشائخ کی وفات پر غمگین نہیں ہوتا۔ وہ منافق ہے۔ دنیا میں مشائخ و علماء کی موت سے بڑھ کر برا کوئی گناہ نہیں۔ جب مشائخ یا علماء میں سے کوئی فوت ہوتا ہے۔ تو آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب روتے ہیں۔ اور ہر ایک فرشتہ ستر دن تک ان کے لئے روتا رہتا ہے۔ وہ شخص مومن ہی نہیں جو ان کی موت پر غمگین نہ ہو۔ جو غمگین ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ہزار مشائخ اور علماء کا ثواب عطاء فرماتا ہے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جو شخص کسی شیخ یا عالم کی بے عزتی کرے۔ وہ دنیا و آخرت میں منافق اور لعنتی ہے۔

الحمدللہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل ـــ ٦ ـــ

غلام سے سلوک

بروز بدھ چودھویں ماہ صفر سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ غلاموں اور ماتحتوں کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔ کہ ایک روز کسی نے حاضر خدمت ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے کئی ایک غلام ہیں۔ میں ہر روز ان کے کتنے قصور معاف کروں۔ فرمایا۔ ہر روز ستر گناہ معاف کرو۔ اگر اکثر ہو جائیں تدارک کرو۔

پھر اسی موقعہ کے مناسب زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ مولانا کیتھلی میرے پاس آئے۔ کھانا موجود تھا۔ بشر کو کہا۔ کہ لاؤ۔ اس نے لانے میں دیر کر دی۔ میرے پاس چھوٹی چھڑی تھی۔ اس کی پیٹھ پر ماری۔ مولانا کیتھلی نے اس طرح آہ کی۔ کہ گویا انہیں کی پیٹھ پر لگی ہے۔ میں نے پوچھا۔ آپ نے آہ کیوں بھری۔ فوراً پیٹھ سے کرتہ اٹھا مجھے دکھایا۔ جب میں نے نگاہ کی۔ تو دیکھا۔ اس چھڑی کا اثر آپ کی پیٹھ پر موجود ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ ان کو اپنے سے عزیز سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ ان میں اس بات کی قدرت نہیں۔ کہ وہ کچھ کہہ سکیں۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ میں نے آثار اولیاء میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ مشائخ طبقات لکھتے ہیں۔ کہ زیر دستوں کو وہی کھانا دینا چاہئے۔ جس میں سے آپ کھائیں۔ اور وہی کپڑا دینا چاہئے جو خود پہنیں۔ اس لئے کہ وہ بمنزلہ گوشت و پوست ہیں۔

بعد میں اس موقعہ کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ سلطان شمس الدین انار اللہ برہانہ کی یہ عادت تھی۔ کہ آدھی رات کے وقت عبادت میں مشغول ہوتا۔ اور جب جاگتا۔ تو خود پانی لے کر وضو کرتا۔ غلاموں میں سے کسی کو نہ جگاتا۔ جب اس سے وجہ پوچھی گئی تو کہا۔ کہ اپنی تکلیف اوروں کو کیوں دوں۔ کہ انہیں نیند سے

Marfat.com

جگاؤں۔

بعد ازاں بوڑھوں کی تعظیم کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جو چھوٹوں پر مہربانی نہیں کرتا۔ اور بڑوں کا شکوہ کرتا ہے۔ وہ ہم میں سے نہیں۔

پھر فرمایا۔ کہ جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رستے میں کسی بڑے بوڑھے کو دیکھ لیتے۔ خواہ وہ یہودی ہوتا یا مسلمان اس کے سفید بالوں کی تعظیم کے سبب اس کے آگے نہ چلتے۔ اور فرماتے کہ جس میں نور اللہ کا نشان ہو۔ اس کے آگے آگے نہیں چلا جا سکتا۔

پھر زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس بوڑھے کی تعظیم واجب کی ہے۔ جو مسلمانی کی حالت میں سفید بال والا ہو گیا ہو۔ اس واسطے کہ توریت میں فرمان ہوا ہے۔ کہ اے موسیٰ! بوڑھوں کی عزت کیا کرو۔ اور جب وہ آئیں تو ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوا کرو۔ اور جب دیکھو۔ کہ جوان بوڑھوں کے آگے آگے چلتے ہیں۔ یا ان سے پہلے پانی پیتے ہیں۔ تو سمجھ لو۔ کہ خلقت سے راحت دور ہو چکی ہے۔ اس لئے کہ جب یہ حالت ہوتی ہے۔ تو اس شہر میں خیریت نہیں ہوتی۔

پھر فرمایا۔ کہ میں نے شیخ الاسلام فرید الحق والشرع والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان مبارک سے سنا ہے۔ کہ ایک دفعہ میں اپنے خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ تو خواجہ صاحب بار بار باہر دیکھتے اور اٹھ کھڑے ہوتے۔ چنانچہ چھ سات مرتبہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ میں نے وجہ پوچھی۔ تو فرمایا۔ کہ دروازے کے باہر ایک بوڑھا بیٹھا ہے۔ جب اس پر نگاہ پڑتی تھی۔ تو مجھے اٹھنا واجب تھا سو میں سفید بالوں کی عزت کے لئے اٹھ کھڑا ہوتا تھا۔

بعد میں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ سلطان معزالدین محمد بن سام انار اللہ برہانہ' کی یہ عادت تھی کہ جو بوڑھا آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ آپ اس کی تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے۔ اور جس کام کے لئے وہ آتا۔ اسے پورا کرتے۔ وزرا نے عرض کی۔ کہ ایسا کرنا آپ کے شایاں نہیں۔ فرمایا۔ کیا تم اس کا سبب جانتے ہو۔ عرض کی

Marfat.com

نہیں۔ فرمایا۔ میں اس لئے تعظیم کے لئے اٹھتا ہوں۔ کہ شاید قیامت کو ان میں میرا حشر ہو۔ اور ان کے طفیل دوزخ کی آگ سے بچ جاؤں۔ اور اس نور کی برکت سے کہ حق تعالیٰ نے سفید بالوں کے نور کو اپنے نور سے اضافت دی ہے نجات پا جاؤں۔

بعد ازاں حق ہمسائیگی کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھے حق ہمسائیگی اس قدر بتایا۔ کہ مجھے اس بات کا گمان ہوا۔ کہ ہمسایہ کو مال وراثت سے شاید حصہ ملے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ میں نے تذکرہ الاولیاء میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمتہ کا ایک یہودی ہمسایہ تھا وہ سفر کو گیا ہوا تھا۔ اس کی عورت حاملہ تھی۔ جس نے بچہ جنا۔ اس کے پاس اتنی چیز بھی نہ تھی۔ کہ چراغ ہی لا کر روشن کرے۔ وہ بچہ تاریکی کے سبب روتا رہتا۔ جب یہ خبر خواجہ صاحب نے سنی۔ تو ہر روز بنئے کی دکان سے تیل خرید کر اس یہودی عورت کو دے جاتے۔ مدت بعد جب یہودی آیا۔ تو عورت نے ساری کیفیت بیان کی۔ وہ شرمندہ ہوا۔ اور خواجہ صاحب کی خدمت میں آکر عرض کی۔ کہ آپ نے بڑی عنایت فرمائی۔ فرمایا۔ ہمسائیگی کا حق تھا۔ اور یہ حق بہت بڑا ہوتا ہے۔ یہ سن کر وہ فورا" مسلمان ہو گیا۔

بعد میں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ خواجہ بایزید بسطامی علیہ الرحمتہ کا ایک ہمسایہ یہودی تھا جب اس سے پوچھا گیا۔ کہ تم مسلمان کیوں نہیں ہو جاتے۔ تو اس نے کہا۔ اگر مسلمانی وہ ہے جو بایزید کو حاصل ہے تو وہ مجھ سے ہو نہیں سکتی۔ اور اگر یہ ہے جو تمہیں حاصل ہے۔ تو اس سے مجھے شرم آتی ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جب تک ہمسایہ بے کھٹکے نہ ہو۔ تب تک ایمان درست نہیں ہوتا۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ ہمسائے کا حق یہ ہے۔ کہ جب ہمسایہ قرض مانگے۔ تو اسے قرض دے۔ اگر اسے کوئی ضرورت ہو تو پوری کرے۔ اور جب بیمار ہو تو اس کی بیمار پرسی کرے۔ اگر مصیبت میں گرفتار ہو۔ تو اسے تسلی دے۔ اور جب مر

Marfat.com

جائے تو اس کی نماز جنازہ ادا کرے اور اس کے ہمراہ جائے۔

پھر خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان لایا ہے۔ اسے ہمسائے کو تکلیف نہیں دینی چاہیے۔ کیونکہ ہمسائے کا حق والدین کا سا ہے۔

الحمدللہ علی ذالک۔

فصل ---۷---

مقام قاضی

بروز پیر سولھویں ماہ صفر سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ قاضیوں کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ قاضی اور قضاء اچھی چیز ہے۔ بشرطیکہ قضاء کا حق ادا کرنا آتا ہو۔ کیونکہ یہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قائمقامی ہے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ میں نے ہدایہ فقہ میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ' روایت فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (من جعل قاضیا ذبح بغیر سکین) یعنی جو قاضی بنایا گیا۔ وہ گویا بغیر چھری ذبح کیا گیا۔ یہ حدیث اس موقعہ پر فرمائی۔ جب حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج سے واپس آئے اور فرمایا۔ کہ جب دوزخ میرے سامنے کیا گیا۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ آگ کی چکی میں بہت سے سروں کا ڈھیر معہ دستاروں کے پسا جا رہا ہے۔ پوچھا اے جبرائیل! یہ کن کے سر ہیں؟ کہا یہ ان قاضیوں کے ہیں' جنہوں نے ریا اور رشوت ستانی سے کام لیا۔ پھر سرور کائناتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ من جعل قاضیا فقد ذبح بغیر سکین'

اس کے بعد خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ امام اعظم کوفی رحمتہ اللہ علیہ کو قضاء کا عہدہ ملتا تھا۔ لیکن آپ نے قبول نہ کیا۔ اور فرمایا۔ کہ میں اس عہدے کے لائق نہیں۔ تو خلیفہ وقت نے آپ کو قید کر دیا۔ ایک مہینہ قید میں رہے اس عرصے میں ہر

Marfat.com

روز پیغام پہنچتا۔ کہ قضاء کا عہدہ قبول کرو۔ لیکن آپ نہ مانتے اور یہی فرماتے۔ کہ میں یہ کام کر ہی نہیں سکتا۔ بعد ازاں خلیفہ صاحب کے سامنے لائے گئے تو خلیفہ نے کہا آپ مسلمانوں کے امام ہیں۔ آپ سے بہتر اور اچھا آدمی کوئی نہیں جسے یہ عہدہ دیا جائے۔ آپ اسے قبول فرمائیں۔ فرمایا مجھے ایک حدیث سے معلوم ہوا ہے۔ کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم منع فرماتے ہیں۔

میں حدیث کو کس طرح رد کر سکتا ہوں۔ جو رسول اللہ کا کلام ہو اسے رد نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ نافرمانی پائی جاتی ہے۔ اور نافرمان عہدہ قضاء کے لائق نہیں۔ حدیث یہ ہے کہ من جعل قاضیا فقد ذبح بغیر سکین' یعنی جو قاضی بنایا گیا وہ ضرور بغیر چھری ذبح کیا گیا' پس آپ ہی فرمائیں۔ کہ میں کیا کروں۔ جب یہ حدیث سنی تو فورا" آپ کو رہا کر دیا۔

بعد میں خواجہ صاحب آبدیدہ ہوئے۔ اور آنجناب کی دیانت کی بہت تعریف کی۔ پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ جو صاحب مذہب تھے۔ ہمیشہ خمیری روٹی کھایا کرتے تھے۔ ایک روز آپ کے باورچی خانے میں خمیر نہ رہا بہتیرا ڈھونڈا اور طلب کیا۔ لیکن نہ ملا۔ یہ خبر امام صاحب کو بھی دی گئی۔ آخر آپ کے فرزند کے گھر سے خمیر ملا۔ جس سے روٹی بنا کر امام صاحب کے پیش کی گئی آپ نے پوچھا۔ کہ خمیر کہاں سے ملا۔ خادم نے عرض کیا۔ جناب کے صاحبزادے کے گھر سے۔ فرمایا۔ اس کھانے کو سمیٹ کر دجلے میں پھینک دو۔ خادم نے سارا کھانا باندھ کر دجلے میں پھینک دیا۔ جب مچھلیوں نے سونگھا تو بغیر کھائے دریا میں چلی گئیں۔ اتنے میں پانی کی رو آئی۔ اور روٹیوں کو کنارے پر پھینک دیا۔ خادم نے یہ ساری کیفیت آکر عرض کر دی۔ امام صاحب نے مسکرا کر فرمایا۔ کہ اے عزیز! تو وہ کھانا ہمیں کھلانا چاہتا تھا۔ جسے مچھلیوں نے بھی نہیں کھایا۔ اور پانی نے بھی قبول نہیں کیا۔ اس کا سبب یہ تھا۔ کہ اس سے پہلے کسی وقت آپ کا فرزند قاضی رہ چکا تھا۔ سو اس خمیر کی بنیاد اس وقت کی تھی۔

اس کے بعد خواجہ صاحب نے آب دیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ یہ ان کی حالت تھی جو

Marfat.com

فرمان الٰہی اور حکم برحق سے ذرہ بھر تجاوز نہیں کرتے تھے۔ تو ان لوگوں کی کیا حالت ہو گی۔ جو تمام احکام میں حکم عدولی کرتے ہیں۔

بعد ازاں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ خواجہ داؤد طائی قدس اللہ سرہ العزیز کبھی بھی قاضی یوسف کی ملاقات کو نہ جایا کرتے۔ یاروں نے پوچھا۔ کہ وہ آپ کے اعلیٰ یاروں سے ہے۔ آپ ان کی ملاقات کو کیوں نہیں جاتے۔ فرمایا۔ جو شخص اپنے پیرو استاد کے برخلاف کرے (یعنی اس کے پیر نے قضاء کا عہدہ نہیں لیا) ہم اس کی ملاقات کو نہیں جاتے۔

پھر قاضی یوسف کی بزرگی اور صدق کی بابت یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ آپ نے مسند کے اوپر دو لکیریں تلے اوپر کھینچ رکھی تھیں۔ جب آپ مسند سے اٹھتے تو کھڑے ہو کر اوپر ہاتھ کرتے۔ اگر ان کا ہاتھ اوپر والی لکیر تک پہنچ جاتا۔ تو معلوم کرتے کہ تمام احکام برحق کئے ہیں۔ اگر نہ پہنچتا تو پھر سارے احکام از سر نو جاری کرتے۔

بعد ازاں تقویٰ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ ایک دفعہ خواجہ بشرحافی رحمتہ اللہ علیہ کی ہمشیرہ صاحبہ نے امام احمد حنبلؒ کی خدمت میں آکر سوال کیا۔ کہ یا امام! میں ایک مسئلہ آپ سے پوچھنا چاہتی ہوں۔ فرمایا۔ کہو۔ عرض کی۔ کہ میں کبھی کبھی چاند کی چاندنی میں اور کبھی کسی اور کے چراغ کی روشنی میں چرخہ کاتتی ہوں۔ کیا یہ درست ہے۔ امام صاحب نے پوچھا۔ کہ آپ کس خاندان سے ہیں۔ عرض کی میں خواجہ بشرحافی کی بہن ہوں۔ امام صاحب نے فرمایا۔ جس خاندان سے آپ ہیں۔ اس کے لئے جائز نہیں کہ کسی اور کے چراغ کی روشنی میں کاتے۔ لیکن دوسروں کے لئے جائز ہے۔

بعد میں اسی موقعہ کے مناسب زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ ایک روز امام صاحب راستے سے گذر رہے تھے۔ کہ آپ کے کپڑے پر ذری سی پلیدی لگی۔ فوراً اسے دھو ڈالا۔ لوگوں نے پوچھا۔ کہ اوروں کے کپڑے پر شرعی درم کے برابر جائز قرار دیتے ہیں۔ اور اپنے لئے تھوڑی سی پلیدی کو بھی جائز نہیں سمجھتے۔ اس میں کیا حکمت ہے۔ فرمایا۔ کہ ایک درم پلیدی شرع میں جائز ہے۔ لیکن تقوے میں جائز نہیں اسے دھو

Marfat.com

دینا چاہئے۔

پھر فرمایا کہ شریعت میں خواہ دل حاضر ہو یا نہ حاضر ہو۔ نماز درست ہوتی ہے۔ مگر طریقت میں اصحاب سلوک کہتے ہیں۔ کہ جب دل حاضر نہ ہو۔ اور حق تعالیٰ کے سوا کسی اور کا خیال دل میں آئے نماز جائز نہیں ہوتی۔ اسے پھر پڑھنا چاہئے۔ کیونکہ خیالات کا آنا نماز کا فاسد ہے۔

بعد میں اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ شیخ زمکا لاہوری کبھی جمعہ کی نماز کو حاضر نہ ہوا کرتے جب تمام لاموں اور بڑے بڑے آدمیوں نے سمجھایا۔ تو آپ جمعہ کے روز نماز کے لئے آئے۔ پہلی رکعت ہی ادا کر کے مصلا کندھے پر ڈال گھر آگئے۔ لوگوں نے خطیب کو بھی بلایا اور آپ کو بھی۔ آپ نے خطیب سے پوچھا۔ کہ جب تو پہلی رکعت ادا کر رہا تھا۔ تو تیرے دل میں کیا خیالات تھے۔ کہا یہ کہ میری گھوڑی نے بچھڑا جنا تھا۔ میرا خیال تھا۔ کہ کہیں بچھڑا کنوئیں میں نہ گر پڑے۔ شیخ صاحب نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ جس دل میں ایسے خیالات گزرتے ہوں۔ اس کی نماز بھلا کیسی ہو گی۔ اس نے خود اقرار کیا ہے۔ کہ میرے گھر میں کنواں ہے۔ میرے دل میں خیال آیا۔ کہ میں نے کیوں محافظت نہ کی۔

پھر اقربا کی حق رسی کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے رحم پیدا کیا۔ تو فرمایا۔ اے رحم! میں رحیم ہوں اور رحم کو اس اپنے نام سے مشتق کیا ہے۔ پس جو تجھ سے قطع تعلق کرے گا میں اس سے قطع تعلق کروں گا۔ اور جو تجھ سے تعلق پیدا کرے گا۔ میں اس سے تعلق پیدا کروں گا۔

پھر فرمایا۔ شیخ سیف الدین باخزری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ سچ ہے۔ کہ جو رحم سے تعلق پیدا کرتا ہے۔ دوزخ اس سے دور اور بہشت اس کے نزدیک ہو جاتا ہے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ میں نے تفسیر کشاف میں اس آیت یحو اللہ مایشاء وینسبت مایشاء' کے بیان میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ جب کوئی شخص اپنوں پر رحم کرتا ہے۔ اگر اس کی عمر کے تین سال باقی ہوں تو اللہ تعالیٰ تیس سال اور زیادہ کر دیتا ہے۔ اگر کوئی اپنے اقربا سے قطع تعلق کرتا ہے۔ تو حکم دیتا ہے۔ کہ لوح محفوظ سے اس کا نام مٹا دیا

Marfat.com

جائے۔ اور اس کی عمر کے سال واپس کئے جائیں۔

بعد میں بیمار پرسی کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ بیمار پرسی کی شرط یہ ہے کہ جب کوئی بیمار ہو۔ تو تین دن بعد اس کی بیمار پرسی کو جانا چاہئے۔ جب اس کے پاس جائیں۔ تو اسے نصیحت کرنی چاہئے۔ کہ جس بندے سے اللہ تعالیٰ محبت نہیں کرتا۔ اسے بیماری لاحق نہیں ہوتی۔ یہ سعادت صرف اسی شخص کو حاصل ہوتی ہے۔ جسے بیماری میں مبتلا کرتا ہے یہ بیماری گناہ کا کفارہ ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ میں نے صلوٰۃ مسعودی میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ جو شخص کسی کی بیمار پرسی کے لئے جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے۔ کہ اس کے نامہ اعمال میں ستر ہزار نیکیاں لکھی جائیں اور ستر ہزار بدیاں دور کی جائیں۔ اور ہر قدم کے بدلے ایک سال کی ایسی عبادت کا ثواب لکھا جائے۔ جس میں دن کو روزہ رکھے اور رات کھڑے ہو کر عبادت کرے۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ جب بیمار کے پاس جائیں۔ تو اسے صدقہ دینے کی ترغیب دیں۔ اس لئے کہ ابو ہریرہؓ کی روایت کے مطابق حدیث میں آیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ صدقہ دینے سے صاحب صدقہ سے بلا ٹل جاتی ہے۔ اور ثواب میں بھی کمی نہیں آتی۔ صدقہ سے غضب الٰہی فرو ہو جاتا ہے۔ اور گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔ اس کا عوض بھی اللہ تعالیٰ دے دیتا ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ میں نے شیخ الاسلام فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان مبارک سے سنا ہے۔ کہ مال زکواۃ دے کر جمع کرو۔ اور بیماری کو صدقہ دے کر رد کرو۔ کیونکہ صدقہ سے بہتر اور کوئی علاج نہیں۔

بعد ازاں عشق کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو زبان مبارک سے یہ شعر فرمایا

فلولا کم ما عرفنا الھوی   لو لا الھوی ما عرفنا کم

کبھی اگر تم نہ ہوتے تو ہمیں عشق کی پہچان نہ ہوتی۔ اگر عشق نہ ہوتا تو ہم تمہیں نہ پہچانتے۔

Marfat.com

پھر غلبات شوق اور اشتیاق میں یہ رباعی زبان مبارک سے فرمائی۔ رباعی

گر عشق نبودے و غم عشق نبودے — چندیں سخن نغز کہ گفتے کہ شنودے

بر باد نبودے سرزلفش کہ ربودے — رخسارہ معشوق لباتش کہ نمودے

بعد ازاں فرمایا۔ کہ شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ العزیز "مونس العشاق" میں لکھتے ہیں کہ سب سے پہلی چیز جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی اس کا نام عقل رکھا اول ماخلق اللہ العقل' اور اس گوہر کو تین صفات عنایت کیں۔ اول شناخت حق۔ دوم شناخت خود۔ سوم اس کی شناخت جو نہ تھا پس ہوا۔ پھر اس کی تمثیل یوں فرمائی۔ کہ وہ صفت جسے حق تعالیٰ کی شناخت حاصل تھی۔ وہ حسن کی صورت میں نمودار ہوئی۔ جسے نیکی بھی کہتے ہیں۔ اور وہ صفت جسے اپنی شناخت حاصل تھی۔ وہ عشق کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ جسے بہتر بھی کہتے ہیں۔ اور تیسری صفت جو نہ تھا سو نہ تھا' سے تعلق رکھتی ہے۔ وہ خون کی صورت' میں ہویدا ہوئی۔ جسے اندوہ کہتے ہیں۔ پھر یہ تینوں جسم سے پیدا ہوئیں۔

پھر فرمایا۔ کہ جب حسن نے اپنے آپ کو دیکھا۔ تو اپنے تئیں بہت ہی عمدہ پایا۔ اس لئے اسے خوشی ہوئی اور مسکرایا۔

پھر خواجہ صاحب نے اسی موقعہ کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ جب آدم صفی اللہ نے چالیسویں صبح کے آغاز میں آنکھ کھولی۔ اور آپ کی نگاہ عشق پر پڑی۔ تو عشق ہی کی جنبش سے بہشت کو لات مار کر اس ویرانے میں آئے۔

بعد میں خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ ہاں ٹھیک ہے۔ بہشتی باغ و محلات میں عشق کا سبق نہیں پڑھا جاتا۔ عشق تبھی ثابت ہوتا ہے۔ جبکہ ویرانے میں وحشت کا آوارہ بن جائے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جو بلا لوگوں پر نازل ہوتی ہے۔ آنکھ کے سبب سے ہوتی ہے۔ نعمت و مصیبت دونوں آنکھ میں رکھی گئی ہیں۔

پھر اس موقعہ کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ قصص الانبیاء میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے جو کچھ دیکھا سو دیکھا۔ آخر کار اس قدر روئے۔

Marfat.com

کہ رخسارہ مبارک کا گوشت و پوست گل گیا۔ وجہ پوچھی گئی۔ تو فرمایا۔ کیا کروں۔ آنکھوں ہی نے ناقابل دید چیز دکھائی تھی۔ سو انہیں آنکھوں کے ذریعے مغفرت کا لباس پہننا چاہتا ہوں۔ تاکہ میری وہ ذلت دور کر دیں۔ اور حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے مجھے بخش دے۔ جب خواجہ صاحب نے یہ حکایت ختم کی۔ تو حسن علا سنجری نے جو حاضر مجلس تھے عرض کی۔ کہ اس حکایت کے مناسب ایک رباعی مجھے یاد ہے۔ اگر حکم تو عرض کروں۔ فرمایا پڑھو۔ رباعی یہ ہے۔ رباعی

چوں من آں چشم مست وآں لب خونخوار رادیدم
زگر یہ چشم من خوں شد پشیمانم چرادیدم
ازیں چشم پریشاں بیں ہمیشہ ایں بلادیدیم
مراگفتند سوئے رو مبیں تراو یم بلادیدم

بعد ازاں خواجہ صاحب نے بہت تعریف کی۔ اور موقعہ کے مناسب یہ حکایت اور بیان فرمائی۔ کہ امیرالمومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ کے مسلمان ہونے کی وجہ یہ ہوئی کہ آئینہ محبت آپ کے روبرو رکھا گیا۔ آپ نے اس میں ایسی صورت دیکھی۔ جس کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ پوچھا۔ تو ایسی خوبصورت چیز کیا ہے؟ اس صورت نے کہا۔ میں حق تعالیٰ کی محبت ہوں۔ پوچھا مجھے کب ملے گی؟ کہا۔ جب تو محمدؐ کے روبرو سورہ طہٰ پر خطاؤں کا خرقہ پھاڑ ڈالے گا۔ اور اسلام قبول کرے گا۔ پھر میں تیرے نصیب ہوں گی۔

پھر خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ عشق کا سرمہ ایسا ہے۔ کہ جس آنکھ میں ڈالا جاتا ہے۔ وہ عرش سے فرش تک سب کچھ دیکھتی ہے۔ اور پھر موقعہ کے مناسب یہ شعر زبان مبارک سے فرمایا۔

عشق آئینہ است کاندرزنگے نیست   نامراباں را ازیں گل رنگے نیست

—☆—

Marfat.com

فصل ــ ۸ ــ

پہلی امتیں

بروز پیر تیئسویں ماہ صفر سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ پہلی امتوں کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ جن کی صورت شامت اعمال کے سبب مسخ ہو گئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ حقائق میں میں نے لکھا دیکھا ہے۔ خواجہ صاحب جنید بغدادی قدس اللہ سرہ العزیز کی روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جس طرح پہلی امتوں کی صورت مسخ ہوئی۔ میری امتوں کی اس وقت تک نہیں ہو گی۔ جب تک قیامت نہ آئے گی۔

پھر زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ پہلی امتوں کے پچیس گروہ تھے۔ بندر۔ خوک۔ سوسمار۔ ہاتھی۔ بچھو۔ کتا۔ زنبور۔ (بھڑ) ستارہ زہرہ۔ ستارہ سہیل۔ سانپ اور مچھلی۔ نیولا۔ طوطی۔ جنگلی چوہا۔ عقعق (جنگلی کوا) مکڑی۔ چوہے پکڑنے والا۔ سفید لومڑی۔ چڑیا۔ الو۔ کوا۔ کاسہ پشت۔ گھریلو۔ چوہے۔ ریچھ۔ کفلیل۔ پھر ان کی تفصیل یوں بیان فرمائی۔ کہ پہلا گروہ جو بندر کی صورت بن گیا۔ وہ قوم تھی۔ جسے اللہ تعالیٰ نے ہفتے کے روز مچھلی پکڑنے سے منع کیا تھا۔ انہوں نے نافرمانی کی۔ سو اللہ تعالیٰ نے ان کی صورت مسخ کر دی۔

خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ دیکھو اس امت میں کئی چیزیں منع ہیں۔ اور یہ برابر انہیں کرتے ہیں۔ دوسرا گروہ جو سئور کی صورت بن گیا۔ وہ عیسیٰؑ کی قوم تھی۔ مائدہ کی منکر ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کفران نعمت کے سبب انہیں اس صورت کا بنا دیا۔ تیسرا گروہ جو سوسمار (گوہ) بنا۔ وہ کفن چور تھے۔ اس زمانے کے پیغمبر نے دعا کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے سوسمار بنا دیا۔ چوتھا گروہ جو ریچھ بنا۔ اس میں وہ لوگ شامل تھے۔ جو ہمیشہ پیغمبر وقت پر نکتہ چینی کرتے تھے۔ اس وقت جرجیس علیہ السلام پیغمبر تھے۔ حکم ہوا۔ کہ اے جرجیس! ہمارا حکم انہیں پہنچا دو۔ کہ اس نکتہ چینی سے باز آئیں۔ اور توبہ کریں۔ جب جرجیس علیہ السلام نے حکم سنایا۔ تو انہوں نے پرواہ نہ

Marfat.com

کی۔ سو اللہ تعالیٰ نے انہیں ریچھ بنا دیا۔ پانچواں گروہ جو ہاتھی بنا۔ وہ لوگ ہمیشہ چارپایوں پر سوار پھرتے اور نماز میں زمین پر ناک نہ رکھتے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہاتھی بنایا۔ کہ ان کی ناک زمین پر جھاڑو کرتی رہتی ہے۔ چھٹا گروہ جو بچھو بنا۔ اس میں وہ لوگ شامل تھے۔ جو ہمیشہ لوگوں سے لڑا جھگڑا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا۔ مگر وہ باز نہ آئے۔ اس لئے بچھو بنا دیئے گئے۔ ساتواں گروہ بھڑ بنائے۔ اس میں وہ لوگ شامل تھے جنہوں نے ہاروت ماروت کو راہ راست سے بہکایا۔ نواں گروہ جو زہرہ بنا۔ اس میں وہ زانی شامل تھے۔ جو زنا کرتے اور کسی کی وعظ و نصیحت کا خیال نہ کرتے۔ دسواں گروہ سہیل ستارہ بنا۔ اس میں وہ لوگ شامل تھے۔ جو حضرت صالح علیہ السلام کی قوم سے تھے۔ اور بدزبانی کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا۔ تو پرواہ نہ کی۔ بلکہ پہلے سے بھی سوگنا بدزبانی کرنے لگے۔ اس لئے ان کی یہ صورت ہوئی۔ گیارہواں گروہ سانپ اور مچھلی بنا۔ اس میں کم تولنے والے لوگ شامل تھے۔ سو اللہ تعالیٰ نے نہیں اس صورت کا بنا دیا۔ اور یہ قوم ہود سے تھے۔ بارھواں گروہ نیولا تھا۔ اس میں وہ قصاب شامل تھے۔ جو ستم کیا کرتے اور کم تولا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں نیولا بنا دیا۔ تیرھواں گروہ طوطی بنا۔ یہ لوگ خائن تھے۔ تمام کاموں میں خیانت کیا کرتے۔ اور ادریسؑ کی قوم سے تھے۔ چودھواں گروہ جنگلی چوہا بنا۔ یہ لوگ چوری کیا کرتے۔ پندرھواں گروہ عقعق (جنگلی کوا) بنا۔ یہ بیہودہ گو تھے۔ سولھواں گروہ مکڑی بنا۔ اس میں وہ عورتیں شامل تھیں جو شوہروں کی نافرمانی کیا کرتی تھیں۔ سترھواں گروہ چوہے پکڑنے والا بنا۔ اس میں وہ لوگ شامل تھے جو لوگوں پر حسد کیا کرتے تھے۔ اٹھارہواں گروہ سفید لومڑی بنا۔ اس میں وہ لوگ شامل تھے۔ جو بیدھڑک حماموں میں آجاتے اور شرم نہ کرتے۔ انیسواں گروہ چڑیا بنا۔ اس میں وہ لوگ شامل تھے۔ جو ناچا کرتے تھے۔ اور عورتوں کی طرح بناؤ سنگار کیا کرتے اور لوگوں کے رو برو ناچا کرتے تھے۔ اس لئے غضب الٰہی نازل ہوا۔ اور سب چڑیا کی صورت بن گئے۔ بیسواں گروہ الو بنا۔ اس میں وہ لوگ شامل تھے۔ جو لوگوں کے روبرو اپنے تئیں پارسا ظاہر کرتے اور پیٹھ پیچھے ان کا اسباب چرانے جاتے۔ اکیسواں گروہ کوا بنا۔ اس میں وہ لوگ شامل تھے جو مکر کیا کرتے

Marfat.com

تھے۔ بائیسواں گروہ کاسہ پشت بنا۔ اس میں وہ لوگ شامل تھے۔ جو لوگوں کی مخالفت کیا کرتے تھے۔ تیئسواں گروہ گھریلو چوہے کی صورت بنا۔ اس میں وہ لوگ شامل تھے جو باورچی کا کام کیا کرتے اور اس میں اور اور چیزیں ڈال کر بیچتے۔ جب فساد برپا ہوتا۔ تو نیکوں کو نصیحت کرتے اور خبر کرتے۔ اور جب فساد کی آگ بھڑک اٹھتی۔ تو خود الگ ہو جاتے۔ چوبیسواں گروہ ریچھ بنا۔ اس میں وہ لوگ شامل تھے۔ جو بہت جھوٹ بولا کرتے تھے۔ پچیسواں گروہ کفلیل (آبی جانور) بنا۔ اس میں وہ لوگ شامل تھے۔ جو لواطت کیا کرتے۔ یہ لوط علیہ السلام کی قوم تھی۔

جب خواجہ صاحب نے ان فوائد کو ختم کیا۔ تو زار زار روئے۔ اور فرمایا۔ کہ اس امت میں ایسے گروہ بھی ہیں جنہوں نے نماز کو بھی خیرباد کہہ دی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اس امت میں ایسا گروہ بھی ہو گا۔ کہ عورت عورت کو کافی سمجھے گی۔ جب یہ حالت ہو گی۔ تو سمجھ لینا کہ قیامت نزدیک ہے۔ الحمد للہ علی ذالک۔

فصل --- ۹ ---

گناہ کبیرہ

بروز بدھ پانچویں ماہ ربیع الاول سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ ابلیس علیہ اللعنۃ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ ابلیس نے تیس ہزار سال اللہ تعالٰی کی عبادت کی اور سجدہ کرتا رہا۔ ایک سجدے کے نہ کرنے سے مردود ہو گیا۔ اور ساری طاعت اس کی رد ہو گئی۔ اور سارے اعمال زائل ہو گئے۔ اور فرشتوں کی صورت سے شیطان کی صورت بنا۔ یہ اس کی حالت ہے۔ جس پر ایک لعنت ہوئی۔ تو ان لوگوں کی کیا حالت ہو گی جن پر اللہ تعالٰی ہر روز تین مرتبہ لعنت کرتا ہے اور فرشتے آمین کہتے ہیں۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ یہ گروہ زانیوں اور لوطیوں کا ہے۔ ان کی

Marfat.com

حالت پر ہزار افسوس جو یہ فعل کرتے ہیں۔

بعد میں خواجہ صاحب نے اس موقعہ کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ حقائق میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اس وقت تک قیامت نہ آئے گی۔ جب تک آسمان سے بچھوؤں کی بارش ہو گی۔ جو آدمی کو ایک گھڑی میں اس طرح بھسم کر ڈالیں گے جیسے پانی نمک کو۔ اور یہ اس وقت ہو گا۔ جب لواطت کی کثرت ہو جائے گی۔

پھر فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اگر لوطی اپنے تیئں سات دریا میں بھی دھوئے تو بھی پاک نہیں ہوتا۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ ایک دفعہ میں مولانا شمس الدین ترک علیہ الرحمتہ کے وعظ میں حاضر تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ قیامت کے دن دونوں فاعل و مفعول یک جا اٹھیں گے۔ اور کتے کتیا کی طرح جفتی کرتے ہوئے لوگوں کو دکھائی دیں گے۔

پھر فرمایا۔ کہ ایک روز کسی آدمی نے ایک بزرگ کو کہا۔ کہ میں اکیس میل فاصلہ طے کر کے آیا ہوں۔ آپ مجھے سات باتوں کا جواب دیں۔ وہ یہ ہیں۔ کہ آسمان سے بزرگ۔ آگ سے تیز۔ زمہریر سے سرد۔ زمین سے فراخ۔ پتھر سے سخت۔ دریا سے زیادہ۔ توانگر اور یتیم سے بڑھ کر خوار کون کون سی چیز ہے؟ اس بزرگ نے فرمایا۔ کہ آسمان سے بڑا بہتان اور جھوٹ ہے۔ زمین سے فراخ سچ بات ہے۔ دریا سے بڑھ کر توانگر دانا کا دل ہے۔ آگ سے گرم حریص کا دل ہے۔ زمہریر سے زیادہ سرد وہ شخص ہے جو خویش و اقربا اور دوستوں سے موافقت نہ کرے۔ اور آڑے وقت ان کے کام نہ آئے۔ پتھر سے سخت کافر کا دل ہے۔ اور یتیم سے بڑھ کر خوار سخن چین ہے۔ کہ جب اس کی بات ظاہر ہو جاتی ہے تو شرمندہ ہوتا ہے۔ اور یتیم سے بڑھ کر خوار ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کلام مجید میں فرمایا ہے۔ واجتنبو الرجن من الا وثان واجتنبوا الزور؛ یعنی بہتان لگانے سے پرہیز کرو۔ اور دور رہو۔ اس واسطے کہ جب بندہ گناہ کر کے توبہ کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس بندے کے اعتقاد کو دیکھتا ہے۔ کہ آیا اس نے توبہ کی ہے یا

Marfat.com

نہیں۔ اگر فی الواقعہ اس نے توبہ کی ہے تو اسے بخش دیتا ہے۔ مگر بہتان لگانے کو نہیں بخشتا۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ خواجہ شبلی علیہ الرحمتہ ایک مرتبہ اپنے یاروں کو نصیحت فرما رہے تھے۔ کہ اے یارو! تمہیں واضح رہے۔ کہ سب سے بڑھ کر گناہ بہتان لگانا ہے۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے بہتان کو کفر کے برابر فرمایا ہے۔

بعد میں بیہودہ گوئی کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ میں نے آثار اولیاء میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ ایک بزرگ نے فرمایا۔ کہ میں ربیع بن ہاشم رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ بیس سال رہا۔ اس عرصے میں آپ سے سوائے دو باتوں کے اور کچھ نہ سنا۔ وہ یہ کہ ایک روز مجھے پوچھا۔ کہ آیا تیرا باپ زندہ ہے۔ اور دوسرے روز پوچھا۔ کہ تمہارے گاؤں سے مسجد کا کتنا فاصلہ ہے۔ یہ دو باتیں کہہ کے زبان کو اس قدر دانتوں تلے دبایا۔ کہ خون آلودہ ہو گئی۔ اور کہا اے ربیع! تجھے ایسی بیہودہ گوئی سے کیا واسطہ۔ پھر بیس سال تک کسی سے گفتگو نہ کی۔

بعد ازاں موقعہ کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ خواجہ مالک دینار رحمتہ اللہ علیہ نے عہد کر لیا۔ کہ جو شخص یاروں میں سے بیہودہ گوئی کرے۔ وہ درویش کو آدھا دینار بطور جرمانہ دے۔ جب دیکھا کہ اس کے متحمل ہو گئے ہیں۔ تو ایک دینار کر دیا۔ پھر بیہودہ گوئی بالکل ترک کر دی۔

پھر موقعہ کے مناسب یہ حکایت اور بیان فرمائی۔ کہ خواجہ حسان ابن ابی سفیان رحمتہ اللہ علیہ کسی کوچے سے گزر رہے تھے۔ ایک بلند محل دیکھ کر پوچھا۔ کہ یہ کس نے بنایا ہے۔ پھر دل میں سوچا کہ اے ابی سفیان! تجھے اس سے کیا واسطہ؟ اس بیہودہ گوئی کے سبب ایک سال تک کسی سے بات نہ کی۔

بعد میں توبہ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ توبہ قبول ہونے کی علامت یہ ہے۔ کہ اگر تائب مٹی کو ہاتھ لگائے۔ تو سونا ہو جائے۔

اس موقعہ کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ سلطان ابراہیم ادھمؒ نے لکڑیوں کا گٹھا بازار میں رکھا ہوا تھا۔ ایک آشنا نے دیکھ کر طعن کی۔ کہ صاحب جو

Marfat.com

کام آپ کرتے ہیں۔ ایسا کس نے کیا ہے۔ یعنی بلخ کا ملک چھوڑ کر ایندھن بیچتے ہو۔ ملک چھوڑنے سے آپ میں کون سی زیادتی ہو گئی۔ یہ سنتے ہی آپ نے اس گٹھے پر ہاتھ رکھا۔ اور فرمایا کہ دیکھ۔ جب اس نے نگاہ کی۔ تو کیا دیکھتا ہے۔ کہ سارا ایندھن سونا بن گیا ہے۔ فرمایا۔ کہ بلخ کی حکومت چھوڑنے پر سب سے ادنیٰ بات جو مجھے حاصل ہوئی ہے یہ ہے۔

بعد ازاں انہیں معنوں کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ خواجہ ابراہیم ادھم دجلہ کنارے بیٹھے خرقہ سی رہے تھے۔ ایک شخص نے جو پاس سے گذرا طعن کی۔ کہ بلخ کی حکومت چھوڑ کر تیرے ہاتھ کیا آیا۔ خواجہ صاحب نے اسی وقت سوئی دجلہ میں پھینک دی۔ اور اشارہ کیا۔ تو تمام مچھلیاں منہ میں سنہری سوئیاں لئے نمودار ہوئیں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ میری سوئی لاؤ۔ پیچھے سے ایک اور مچھلی نے سر نکالا۔ اور وہی سوئی آپ کو لا دی۔ اور دریا میں چلی گئی۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ دیکھ بلخ کی حکومت چھوڑنے پر سب سے ادنیٰ درجہ مجھے یہ حاصل ہوا ہے۔

بعد میں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ خواجہ ابراہیم ادھم رحمتہ اللہ علیہ نے ایک کنوئیں میں ڈول ڈالا۔ تو پہلی مرتبہ جواہرات سے بھرا ہوا آیا۔ دوسری مرتبہ سونے سے بھرا ہوا۔ تیسری مرتبہ پانی سے۔ پھر آپ نے وضو کیا۔ اور نماز میں مشغول ہوئے۔

بعد ازاں آپ کی بزرگی کی نسبت یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ آپ ایک مرتبہ بلخ میں کسی مقبرہ میں بیٹھے تھے۔ نوبت کی آواز آئی۔ آپ کے دل میں خیال آیا۔ کہ کبھی میرے نام بھی اسی طرح نوبت بجا کرتی تھی۔ اسی وقت فرشتوں کو حکم ہوا۔ کہ پہلے آسمان میں سنہری ڈھول خواجہ کے سر پر بجائیں۔ جب ہوا میں نوبت بجنے لگی۔ تو خواجہ صاحب نے دیکھا۔ کہ فرشتے ہوا میں نوبت بجا رہے ہیں۔ پوچھا یہ کس کی نوبت ہے۔ کہا۔ ہمیں حکم ہوا ہے۔ کہ جس طرح ملک بلخ میں آپ کے نام پانچ وقت نوبت بجا کرتی تھی۔ اسی طرح ساتویں آسمان پر آپ کے نام نوبت بجائیں۔

پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ خواجہ صاحب نے حج کا ارادہ توکل کی نیت

Marfat.com

سے کیا۔ جب روانہ ہو کر جنگل میں پہنچے۔ تو دیکھا کہ ستر برقعہ پوش پڑے ہیں۔ جن کے سر تن سے جدا ہیں۔ ان میں سے ایک سسک رہا تھا۔ اس نے کہا اے ابراہیم! نزدیک نہ آنا۔ نہیں تو ہلاک ہو جائے گا۔ اور دور بھی نہ رہنا۔ کہیں مجبور نہ ہو جائے۔ آپ اسے زندہ دیکھ کر پاس گئے۔ اور پوچھا۔ کہ یہ حال کیا ہے۔ کہا اے ابراہیم ! ہم ستر کے ستر ابدال ہیں حج کی نیت سے روانہ ہوئے تھے۔ اور ٹھان لی تھی۔ کہ جب تک خانہ کعبہ کی زیارت نہ کرلیں گے۔ کسی سے بات نہ کریں گے۔ جب یہاں پہنچے۔ تو خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ ہم سب اپنے عہد کو بھول گئے۔ اور اس سے گفتگو کرنے لگے۔ جونہی گفتگو میں مشغول ہوئے۔ غیب سے آواز آئی۔ کہ او جھوٹو! کیا تم نے یہی عہد کیا تھا۔ اتنے میں ہوا میں سے ایک تلوار نمودار ہوئی۔ جس سے ہم سب کے سر تن سے جدا کئے۔ اور مجھ میں جو کوئی دم باقی تھا۔ سو اسی لئے تھا۔ کہ تجھے کہہ دوں۔ کہ جس نے اس راہ میں قدم رکھا۔ پہلے اس نے جان دی۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کو یہ شعر زبان مبارک سے فرمایا۔

ما دوست کشیم و تو نداری سرما   واری سرما وگرنہ دور از بر ما

پھر نیک بخت اور بخت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جو نیک بخت ہیں۔ وہ ماں کے شکم ہی سے نیک بخت پیدا ہوتے ہیں۔ اور جو بدبخت ہیں۔ وہ بھی اس کے شکم ہی سے بدبخت نکلتے ہیں۔

پھر خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے یہ فرمایا۔ کہ جس کو نیک بخت پیدا کیا گیا ہے۔ اسے دونوں جہان کی نعمت دی گئی ہے۔ جو کچھ اس کے دل میں گزرتا ہے۔ وہ اس کے سامنے موجود ہے۔ اور جسے بدبخت پیدا کیا ہے۔ وہ ان سعادتوں سے محروم ہے۔ اس میں کسی قوم کی نعمت نہیں۔ اگر لاکھوں قصد بھی کرے۔ تو چونکہ وہ پیدائشی بدنصیب ہے۔ ہرگز اس کے ارادے پورے نہ ہوں گے۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر قاضی حمید الدین ناگوری کی یہ رباعی پڑھی۔ رباعی

یا بم ہمہ اطراف جہاں پیموبہ است   گوشم ہمہ اسرار جہاں بشنوبہ است

Marfat.com

از بانش بل ہیچکسے ناسود است　　تابخت نباشد ہمہ ایں بیہوباست

پھر جھوٹ بولنے والوں کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ میں نے شیخ الاسلام فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان مبارک سے سنا ہے۔ کہ شمس الدین دبیر قاضی حمید الدین ناگوری کے لوائح شیخ کبیر کے روبرو پڑھ رہے تھے۔ تو شیخ صاحب نے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا فرشتہ پیدا کیا ہے۔ جس کا سر عرش کے نیچے ہے۔ اور پاؤں ساتویں زمین کے تلے۔ اور اللہ تعالیٰ کو پاکیزی سے یاد کرتا ہے۔ اسے ندا کرتے ہیں۔ اور وحی بھیجتے ہیں۔ کہ اے میرے فرشتے! میری بزرگی اور بزرگواری کی خبر اس شخص کو کیا ہے جو میری جھوٹی قسم کھاتا ہے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب سے جس سورۃ کی قسم کھاتا ہے۔ ہر حرف کے بدلے اتنی بدیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہیں۔

بعد میں فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب سے جس سورۃ کی قسم کھاتا ہے۔ ہر حرف کے بدلے اتنی بدیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہیں۔

بعد میں فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ ایک بزرگ نے شیطان سے پوچھا۔ کہ تیرے نزدیک کون سا کام سب سے اچھا ہے۔ اس نے کہا میں تین کاموں کو بہت ہی عزیز سمجھتا ہوں۔ اول جھوٹی قسم۔ دوسرے زنا۔ تیسرے مومن سے شرارت کرنا۔ نعوذ باللہ منہا۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ معراج کی رات دوزخ میں ایسے لوگ بھی دیکھے۔ جو ناخنوں سے ہاتھ پاؤں کو چھیل رہے ہیں۔ میں نے جبرائیلؑ سے پوچھا۔ کہ یہ کون ہیں کہا۔ یہ عیب چینی کیا کرتے تھے۔ نعوذ باللہ منہا

Marfat.com

فصل --- ۱۰ ---

اصلاح نفس

بروز ہفتہ پانچویں ماہ ربیع الاول سن مذکورہ کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ خواجہ بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ العزیز کی بزرگی کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ خواجہ صاحب مادرزاد ولی تھے۔ چنانچہ کہتے ہیں۔ کہ آپ ابھی والدہ صاحبہ کے شکم ہی میں تھے۔ کہ آپ کی والدہ صاحبہ نے مشتبہ لقمہ کھایا۔ تو آپ نے اس قدر سر مارا کہ آخر کار آپ کی والدہ کو قے کرنی پڑی۔ جب وہ لقمہ نکل گیا۔ تو خواجہ صاحب نے قرار لیا۔

پھر آپ کی بزرگی کی نسبت یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ آپ نے بسطام کے جنگل میں دیکھا کہ تمام جنگل میں عشق برسا ہوا ہے۔ بہت چاہا کہ آپ کا پاؤں برف میں نیچے جائے۔ لیکن عشق میں ہو دھستا تھا۔

پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ آپ سے پوچھا گیا۔ کہ مرد کی کمالیت کس طرح معلوم ہو سکتی ہے فرمایا۔ جب وہ اٹھارہ ہزار عالم کو اپنی دو انگلیوں کے مابین دیکھے۔ جیسا کہ میں دیکھتا ہوں۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ ایک روز خواجہ صاحب سے پوچھا گیا۔ کہ اپنے مجاہدہ کی کوئی حکایت سنائیں۔ فرمایا۔ جو مجاہدہ میں نے کیا ہے۔ اگر میں بیان کروں تو تم سن نہیں سکو گے۔ لیکن ہاں کچھ تھوڑا سا بیان کرتا ہوں۔ جو نفس سے میں نے کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ آدھی رات کو میرے دل میں خیال آیا کہ باقی آدھی رات جاگنا چاہیے۔ نفس نے میری مخالفت کی۔ اور میرا ہم خیال نہ ہوا۔ میں نے قسم کھالی۔ کہ اے نفس تونے میری راہزنی تو کی ہے۔ اور میرے ساتھ عبادت میں مشغول نہیں ہوا۔ اب میں بھی تجھے سال بھر تک پانی نہ دوں گا۔ چنانچہ ویسا ہی کیا۔ سال بھر تک پانی نہ دیا۔

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ آپ سرپاؤں سے ننگے بیٹھے تھے۔ اور چشم مبارک سے خون جاری تھا۔ خادم نے جو حاضر خدمت تھا وجہ پوچھی۔ تو

Marfat.com

فرمایا۔ کہ اس وقت میں عالم ملکوت میں تھا۔ پہلے ہی قدم میں میں عرش کے پاس جا پہنچا۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ عرش بھوکے بھیڑیے کی طرح منہ پھاڑے کھڑا ہے۔ اسے میں نے کہا۔ الرحمٰن علی العرش استوٰی، یعنی اے عرش! کہتے ہیں کہ رحمٰن عرش پر قائم ہے۔ جب اس نے سنا تو کہا۔ اے بایزید! یہ بات کہنے کا کونسا موقع ہے۔ مجھے کہتے ہیں۔ کہ رحمٰن تیرے دل میں رہتا ہے۔ یعنی اگر تو مجھے طلب کرنا چاہتا ہے۔ تو بایزید کے دل میں دیکھ۔ پس اے بایزید! آسمان کے رہنے والے زمین والوں سے طلب کرتے ہیں۔ اور زمین والے آسمان والوں سے طلب کرتے ہیں۔

بعد میں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ ایک روز خواجہ یحیٰی معاذ رازی رحمتہ اللہ علیہ نے جو کی دو روٹیاں پکا کر خواجہ بایزید قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں بھیجیں۔ کہ میں نے آب زمزم میں گوندھ کر پکائی تھیں۔ جب خادم نے یہ پیغام دیا۔ تو خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ یہ روٹیاں لے جاؤ۔ اور کہنا کہ یہ تو بتایا۔ کہ یہ آب زمزم سے گندھی ہیں۔ لیکن یہ نہ بتایا کہ کس وجہ سے حاصل ہوئیں یا کس کھیت سے حاصل کیں۔ چونکہ ان کی حقیقت معلوم نہیں۔ اس لئے ہم نہیں کھاتے۔

پھر خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ اہل سلوک نے لکھا ہے۔ کہ اگر آٹھویں بہشت ہماری جھونپڑی میں آئیں۔ اور دونوں جہان کی نعمتیں بطور جاگیر ہمیں ملیں۔ تو ہم سحر کی ایک آہ جو اس کے شوق سے کی جائے بلکہ ایک دم کے بدلے بھی جو اس کی یاد میں آتا ہے۔ اٹھارہ ہزار عالم کو نہ خریدیں۔

بعد میں سلوک کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ ایک روز شیخ اسلام فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز سجدے میں یہ فرما رہے تھے۔ کہ اگر قیامت کے دن مجھے تو دوزخ میں بھیجے گا۔ تو تیرے شوق کی وجہ سے اس قدر فریاد کروں گا۔ کہ میرے نالہ و فریاد سے اہل دوزخ اپنے عذاب کو فراموش کر دیں گے۔ بعد ازاں یہ بھی کہا کہ جو لوگ ہم سے پہلے گذر چکے ہیں وہ کسی نہ کسی کے آگے سر جھکاتے تھے۔ ہم کسی کے آگے سر نہیں جھکاتے۔ اور یک بارگی اپنے تیئں دوست پر فدا کرتے ہیں۔ اور اپنے تیئں اپنے واسطے نہیں چاہتے۔

Marfat.com

پھر غلبات شوق کی وجہ سے فرمایا۔ کہ اگر دوست کی صفت کا ذرہ بھر جنگل میں آپڑے۔ تو تمام آسمان اور زمینیں درہم برہم ہو جائیں۔

اس کے بعد اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ ایک روز خواجہ بایزید بسطامی علیہ الرحمتہ مناجات میں بارگاہ الٰہی میں عرض کر رہے تھے۔ کہ اے پروردگار! اگر تو مجھ سے ستر سال کی نیکیاں پوچھے گا۔ تو میں ستر ہزار سال کی پوچھوں گا۔ کیونکہ اس بات کو ستر ہزار سال گزر گئے ہیں۔ کہ تو نے الست بربکم' یعنی کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ کہا تھا۔ اور بلٰی ہے کے کہنے سے تمام مخلوقات کو شور میں لایا تھا۔

بعد میں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ آسمان اور زمین میں جو شور ہے سب الست کے شوق سے ہے۔

اس کے بعد خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ میں نے شیخ الاسلام فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان مبارک سے انا ہے۔ کہ قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ کے سوانح میں لکھا ہے۔ کہ انسان کے تمام اعضاء کی سرشت عشق سے کی گئی ہے۔ اس لئے جو عاشقوں اور مجنوں میں ولولہ ہے۔ وہ ازل سے ابد تک رہے گا۔ وہ ہر وقت ابنی انظر علیک ہی کہتے رہتے ہیں۔

بعد ازاں زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جب موسیٰ علیہ السلام نور تجلّی کی دولت سے مشرف ہوئے۔ تو اپنے آپ میں نگاہ کر کے اس بات کا غرور کیا۔ کہ میرے سوا اور کوئی عاشق نہیں۔ اسی وقت مہتر جبرائیل علیہ السلام نے آکر فرمان الٰہی سنایا۔ کہ اے موسیٰ! ذرا کوہ سینا کے نیچے دیکھو۔ جب نگاہ کی۔ تو کیا دیکھتے ہیں۔ کہ اسی سال کے بوڑھے اور اٹھارہ برس کے جوان عالم تحیر میں عرش پر نگاہیں جمائے کھڑے ہیں۔ اور " ارنی انظر" پکارتے ہیں۔ آپ یہ دیکھ کر فورا" سربسجود ہوئے۔ اور پوچھا اے پروردگار! یہ کون لوگ ہیں۔ فرمایا پیغمبر آخرالزمان کی امت ہے۔

پھر خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ زہے کرم کہ ابھی ہمارا نام و نشان تک کہیں ظاہر نہ ہوا تھا۔ کہ ہماری محبت اور ولولہ کی حکایت اپنے دوستوں سے بیان کرتا تھا۔

Marfat.com

بعد اس کے فرمایا۔ کہ میں نے آثار اولیاء میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ محبت و دوستی وہ تھی جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو حاصل تھی۔ کہ دوستی کی خاطر اپنے بیٹے کو قربان کرنا چاہا۔ اسی وقت حکم ہوا۔ کہ اے ابراہیم! ہمیں تحقیق ہو گیا۔ کہ تو ہماری دوستی اور محبت میں ثابت قدم ہے اب لڑکے کو قربان نہ کر۔ ہم اس کے عوض بہشت سے ایک دنبہ بھیجتے ہیں۔ تو اسے قربانی کر۔

اس کے بعد خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ اس بچے کا صدق اور عقیدہ دیکھو۔ کہ جب اسے (اسماعیل کو) کعبہ کے پرنالے تلے لٹا کر حلق پر چھری چلائی گئی اور کارگر نہ ہوئی۔ تو باپ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ مجھے اس طرح لٹاؤ۔ کہ آپ کو میرا چہرہ نہ دکھلائی دے۔ تاکہ پدری مہرو شفقت جوش میں نہ آجائے اور چھری نہ چل سکے۔ یہ محض نافرمانی ہے۔ میرے ہاتھ پاؤں مضبوط باندھ دو۔ تاکہ چھری چلتے وقت میں ہاتھ پاؤں نہ ہلاؤں۔ کیونکہ ایسا کرنے میں دوست کی رضا نہیں۔ اور کہیں میں گنہگار نہ ہو جاؤں۔

پھر خواجہ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ العزیز کی وفات کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جب خواجہ جنید بغدادیؒ کا آخری وقت بالکل قریب آپہنچا تو وضو کر کے سجدہ کیا اور روئے۔ لوگوں نے پوچھا۔ سید طریقت! آپ نے اس قدر طاعت اور عبادت کی ہے۔ پھر یہ رونے کا کون سا مقام ہے۔ فرمایا۔ میرے لئے اس گھڑی سے بڑھ کر اور کوئی احتیاج کا وقت نہیں۔ پھر قرآن شریف پڑھنا شروع کیا۔ ایک نے پوچھا۔ آپ اس وقت قرآن شریف پڑھتے ہیں۔ فرمایا۔ میرے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ ابھی میری عمر کا صحیفہ لپیٹ لیا جائے گا۔ اور میری ستر سالہ طاعت و عبادت ہوا میں بال سے لٹکی ہوئی دکھائی دے رہی ہے۔ جسے ہوا ہلا رہی ہے۔ ایک طرف صراط ہے۔ ایک طرف ملک الموت اور قاضی جو عادل ہے اور سامنے راہ ہے مجھے معلوم نہیں۔ کہ مجھے کس راہ سے لے جایا جائے۔ بعد ازاں جب قرآن شریف ختم کیا۔ تو سورۂ بقر کی ستر آیتیں اور پڑھیں۔ جب وقت بالکل ہی قریب آپہنچا۔ تو حاضرین نے عرض کی۔ کہ اللہ کہیں۔ فرمایا۔ مجھے بھول تو

Marfat.com

نہیں۔ پھر تسبیح پڑھتے ہوئے انگلیاں بند کرنی شروع کیں۔ جب چار بند کر چکے تو سبابہ کو سیدھا کر کے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی۔ اور آنکھیں بند کر کے جان دوست کے سپرد کی۔ نہلاتے وقت غسال نے چاہا۔ کہ خواجہ صاحب کی آنکھوں میں پانی پہنچائے۔ آواز آئی۔ کہ ہمارے دوست سے ہاتھ اٹھا لے۔ جو آنکھ ہمارے نام پر بند کی ہے وہ ہمارے لقا کے سوا نہیں کھلے گی۔ پھر انگلیوں کو سیدھا کرنا چاہا۔ تو آواز آئی۔ کہ جو انگلیاں ہمارے نام پر بند کی ہوئی ہیں۔ وہ ہمارے حکم کے سوا نہیں کھلیں گی۔ جب جنازہ اٹھایا گیا۔ تو ایک کونے پر کبوتر بیٹھا تھا۔ اسے بہتیرا اڑایا پر نہ اڑا۔ آواز آئی۔ اپنے تئیں اور اسے تکلیف نہ دو۔ کیونکہ اس کا پنجہ عشق کی لقا سے جنازے کے کونے پر لیا گیا ہے۔ آج اس کا قالب کروبیوں کے نصیب ہے۔ کہ وہ ہوا میں آج ہمارے ساتھ اڑے۔

بعد میں خواجہ جنیدؒ کو خواب میں ایک شخص نے دیکھ کر پوچھا۔ کہ آپ کو منکر نکیر سے کس طرح خلاصی حاصل ہوئی۔ فرمایا۔ جب وہ دونوں فرشتے آئے۔ اور مجھے پوچھا۔ کہ تیرا رب کون ہے۔ تو میں ان کی طرف دیکھ کر ہنس دیا۔ جس روز اس نے "الست بربکم" پوچھا تھا اس روز میں نے "بلیٰ" کہہ دیا تھا۔ اب تم پوچھنے آئے ہو۔ کہ تمہارا رب کون ہے؟ جس نے بادشاہ کو جواب دیا ہو۔ کیا وہ غلام سے جھجکتا ہے۔ آج میں بھی اسی کی زبان سے جواب دیتا ہوں۔ یہ سن کر چلے گئے۔ اور کہا کہ ابھی یہ عاشق محبت کے نشے میں ہے۔

پھر امام احمد حنبل رحمتہ اللہ علیہ کی وفات کے بارے میں زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ آپ کو بیس سال تک کسی نے ہنستے نہ دیکھا۔ جب موت کا وقت آیا۔ تو آپ ہنسے۔ خادم نے وجہ پوچھی۔ تو فرمایا۔ کہ شیطان پاس کھڑا ہے۔ اور مرغ نیم بسمل کی طرح تڑپ رہا ہے۔ اور افسوس کر کے کہتا ہے۔ کہ اے امام احمد حنبل! تو بڑی عمدگی سے میرے ہاتھ سے ایمان بچا کر لے چلا ہے۔ میں اس خوشی کے مارے ہنستا ہوں۔ کہ الحمدللہ ایمان تو سلامت لے چلا ہوں۔

الحمدللہ علیٰ ذالک۔

Marfat.com

فصل -- ۱۱ --

تعظیم

۲ ربیع الاخر سن مذکور کو پابوسی کا شرف حاصل ہوا۔ شریف اور کمینے کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ خواجہ یحیٰی خالد برکی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ جب شریف پارسا ہو جاتا ہے۔ تو وہ متواضع ہو جاتا ہے۔ اور جب کمینہ پارسا بنتا ہے تو تکبر کرتا ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ آخری زمانے میں قوم کے سردار ایسے لوگ ہوں گے جنہیں نہ اللہ کا ڈر ہو گا اور نہ مجھے یاد کریں گے۔ ہمیشہ مسلمانوں کو ان کی زبان اور ہاتھ سے تکلیف پہنچا کرے گی۔ اور ہمیشہ ان کی جان کو تکلیف دینے کے درپے رہیں گے۔

پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ خواجہ عمر مکی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز مکہ میں صفا و مروہ کے نزدیک ایک شخص کو اونٹ پر سوار دیکھا۔ جس کے آگے پیچھے غلام تھے۔ جو لوگوں کو دکھ دیتے تھے۔ مدت بعد جب میں بغداد میں آیا۔ تو ایک روز پل پر کھڑا تھا۔ کہ ایک شخص کو سرپاؤں سے ننگا دیکھ کر جب غور سے نگاہ کی۔ تو سوچ میں پڑ گیا۔ کہ یہ کون ہے۔ اس نے کہا میاں مجھے کیوں دیکھتے ہو۔ فرمایا۔ تو مجھے ایسے شخص کا ہم شکل دکھائی دیتا ہے جسے میں نے مکہ میں اونٹ پر سوار دیکھا تھا۔ اور اس کے آگے پیچھے اس کے غلام لوگوں کو دکھ دیتے تھے۔ اس نے کہا۔ میں وہی آدمی ہوں۔ میں نے پوچھا یہ حالت کس طرح ہوئی۔ کہا۔ میں تو امید کرتا تھا۔ کہ لوگ میری تواضع کریں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے خوار و بے عزت کیا۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ میں نے تحفہ العارفین میں لکھا دیکھا ہے۔ خواجہ بشرحافی لکھتے ہیں۔ کہ جب کوئی مسلمان کسی اہل دنیا کو سلام کرتا ہے۔ تو ایمان کا تیسرا حصہ کم ہو جاتا ہے۔ پھر میں نے یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ میں نے انیس الانس میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ' فرماتے ہیں کہ جو شخص دوزخی کو دیکھنا چاہے وہ

Marfat.com

اس شخص کو دیکھے جو اہل دنیا کو یا مسلمانوں کے علاوہ کسی اور کو آگے بڑھ کر سلام کرے پھر فرمایا کہ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ہم سے۔اور ان سے بڑھ کر کوئی دوست نہ تھا۔ لیکن جب اسے دیکھتے تو کھڑے نہ ہوتے۔ کیونکہ انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا ہے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض یاروں کے ہمراہ تشریف لے جاتے تو انہیں فرماتے کہ تم آگے ہو کر چلو۔ تاکہ مجھے کوئی دیکھ نہ لے۔

بعد میں فرمایا۔ کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا۔ جس کی طاعتیں پہاڑ کے برابر ہوں گی۔ لیکن اسے مظالم موکل پکڑ لیں گے۔ اور انہیں حکم ہو گا کہ یہ وہ شخص ہے جس نے مسلمانوں کو برا بھلا کہا تھا۔ اور زبردستی ان کا مال چھین لیا تھا اور لوگوں کو ناحق تکلیف دی تھی۔ اس لئے اس کی تمام نیکیاں ان کو دو اور ان کی تمام برائیاں اسے۔ پھر فرشتے عرض کریں گے۔ کہ پروردگار! اب اس کے پاس کوئی نیکی نہ رہی سب اس کے مدعی لے گئے۔ تو حکم ہو گا۔ کہ اچھا اسے دوزخ میں ڈال دو۔ وہ دوسروں کی بدیوں کے عوض ہلاک ہو گا۔

اس کے بعد خواجہ صاحب نے یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک روز ماعز اصحابی نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی۔ کہ یارسول اللہ! میں نے یہ گناہ کیا ہے۔ آپ مجھے اس گناہ سے پاک کریں۔ میں زناء کا مرتکب ہوا ہوں۔ دو تین مرتبہ اس نے ایسا ہی عرض کیا۔ تو فرمایا۔ کہ گڑھا کھود کر اسے سنگسار کرو۔ اسے سنگسار کیا گیا۔ اور ایک روایت کے مطابق اسے ہلاک کیا گیا۔

پھر خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جو شخص گناہ کرے۔ اور یہ چاہے۔ کہ گئی ہوئی عقل پھر واپس آئے۔ تو یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔

بعد میں منافق اور مومن کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ مومن کا دل ایک گھڑی میں ستر مرتبہ پھرتا ہے۔ لیکن منافق کا دل ایک ہی حالت پر رہتا ہے۔

اس کے بعد سلوک کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ

Marfat.com

میں نے تذکرۃ الاولیاء میں لکھا دیکھا ہے کہ خواجہ بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ سارے ہاتھوں سے حق تعالٰی کا دروازہ کھٹکھٹایا پر نہ کھلا۔ آخر جب مصیبت کے ہاتھ سے کھٹکھٹایا تو کھلا۔ میں ہر وقت باریابی چاہتا۔ لیکن میسر نہ ہوئی۔ سارے قدموں راہ طے کی۔ آخر جب دل کے قدم سے چلا تو عشرت گاہ میں بیٹھ گیا۔

بعد میں فرمایا۔ کہ قیامت کے دن جب آٹھوں بہشت بنا سنوار اولیاء اللہ کے پیش کئے جائیں گے۔ تو بہشت سے ایسی ہی فریاد کریں گے۔ جیسی اہل دوزخ دوزخ سے۔

پھر فرمایا۔ کہ ملتان سے ہمارے پاس ایک بزرگ آیا۔ اس نے بیان کیا۔ کہ ایک روز میں شیخ بہاؤ الدین زکریا قدس اللہ سرہ' العزیز کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ غلبات شوق میں بارہا سر بسجود ہو کر یہ فرماتے تھے۔ کہ عشق اندر آیا۔ اور اس نے اس کے سوا باقی سب کو نکال دیا۔ اور ہمارا بھی نشان مٹا دیا۔ میں نے گنا تو ٹھیک سو مرتبہ سجدہ کیا۔ اور یہی فرمایا۔

بعد ازاں مصاحبت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ نیک لوگوں کی صحبت نیک کام کرنے کی نسبت اچھی ہے۔ اور بدوں کی صحبت برے کام کرنے سے بدتر۔

بعد میں یہ فرمایا۔ کہ شیخ جلال الدین تبریزی قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں۔ کہ نیک کی صحبت سو سال کی صحبت سے افضل ہے۔ پس جو شخص نیکوں کی صحبت میں بیٹھتا ہے وہ دونوں جہان کی مرادیں حاصل کر لیتا ہے۔ اور جو بدوں کی صحبت میں بیٹھتا ہے۔ وہ ان تمام سعادتوں سے محروم رہ جاتا ہے۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے آب دیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ اگر صحبت ہے تو یہی نیک لوگوں اور اولیاء اللہ کی ہے پھر یہ رباعی زبان مبارک سے فرمائی۔ رباعی

بداں کم نشین کہ صحبت بد　　گرچہ پاکی ترا پلید کند

آفتابے بدیں بزرگی را　　قطرئہ ابر نا پدید کند

پھر مولانا وجیہہ الدین پائلی اور مولانا برہان الدین غریب نے پوچھا۔ کہ محبت کا پہلا مقام کون سا ہے۔ خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ پہلا مقام محبت کا

Marfat.com

عاجزی سے تحیر میں ہوتا ہے۔ اس کے بعد اتصال سے سرور کا حاصل ہونا۔ اس کے بعد اشتباہ سے افسردہ ہونا۔ پھر انتظار سے بقاء کا حال ہونا۔ اس سے اعلیٰ مرتبہ کسی بشر کو حاصل نہیں ہو سکتا۔

بعد میں خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ العبد امن رجع الی اللّٰه و تعلق باللّٰه وسکر بقرب اللّٰه فنسی نفسه' ماسواء اللّٰه فلو قلت له ما این انت واین ترید لم یکن له' جواب غیر اللّٰه' یعنی جب بندہ حق تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور اس سے تعلق پیدا کرتا ہے۔ اور اس کے قرب میں مست ہوتا ہے تو سوائے اللہ اور اپنے تئیں بھی بھول جاتا ہے۔ اگر اس وقت اس سے پوچھا جائے تو کہاں جا رہا ہے؟ یا کیا چاہتا ہے تو اس سے زیادہ جواب نہیں دے سکتا کہ اللہ۔

پھر خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ ایک مقام تو یہ ہے پھر فرمایا۔ کہ محبت کے سارے مقام سات سو ہیں کامل وہی ہے جو جب تک سات سو مقام طے نہیں کر لیتا۔ بھید ظاہر نہیں کرتا۔ لیکن جو تنگ حوصلہ ہیں وہ مقام تحیر ہی میں بھید ظاہر کر دیتے ہیں۔ اور اپنے تئیں دیوانہ بنا لیتے ہیں۔ اور اس اثناء میں بھید کھل جائے تو مارا جاتا ہے۔

بعد ازاں اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ کوئی بزرگ خواجہ منصور کی قبر پر آیا۔ اور کہا۔ کیا تم جانتے ہو۔ کہ یہ کس کا روضہ ہے۔ اس کے سارے ہمراہیوں نے کہا۔ نہیں۔ فرمایا۔ یہ منصور دیوانے کا روضہ ہے۔ جو ایک ہی گھونٹ میں بدمست ہو گیا اور بھید ظاہر کر دیا۔ اس لئے مارا گیا۔ پس اے یارو! جو بادشاہ کا بھید ظاہر کر دیتا ہے اس کی یہی سزا ہوتی ہے جو منصور نے پائی۔

پھر خواجہ صاحب نے فرمایا۔ " اطلعنا علی سرمن اسرارنا فا فشی سرنا وهو جزاء من افشی سرالملوک" یعنی ہم نے اسے اپنا ایک بھید بتایا، جسے اس نے ظاہر کر دیا۔ سو اس کی اسے وہی سزا ملی۔ جو اس شخص کو ملتی ہے۔ جو بادشاہوں کا بھید ظاہر کرتا ہے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جب منصور حلاجؒ نے اناالحق کہا۔ تو آپ کو تین دن قید خانے میں غائب پایا۔ جب لوگوں نے پوچھا کہاں تھے۔ فرمایا۔ بارگاہ الٰہی میں۔ جب یہ بات

Marfat.com

خواجہ جنیدؒ نے سنی تو فرمایا۔ کہ اس کا علم جلدی تمام کرنا چاہئے۔ لیکن ایسا نہ ہو کہ اور فساد برپا کرے۔ اور خلقت اس سے غافل رہے۔

پھر بعد خواجہ منصور کو بازار میں لا کر سولی چڑھانے کا حکم ہوا۔ آپ ہنسی خوشی رقص کرتے ہوئے سولی پر چڑھ گئے۔ اور لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ عشق بازی کی دو رکعتیں ہیں۔ جن کا وضو اپنے خون کے سوا کسی اور چیز سے جائز نہیں۔ اور وہ بھی سولی پر۔ رکعتان فی العشق لا یصح وضو هما الا بالدم۔

بعد میں خواجہ شبلیؒ نے آپ سے سوال کیا۔ کہ کیا عشق کہ کمالیت اسی سولی میں ہے؟ پھر پوچھا عشق میں صبر کا کیا مطلب؟ فرمایا۔ ہاتھ پاؤں کاٹ کر سولی چڑھائیں۔ تو صدق دل سے سولی چڑھے۔ اور سرخروئی حاصل کرے۔ پھر پوچھا مقام کیا ہے؟ فرمایا۔ یہ کہ اسے اس کے دعوئی کے لئے قتل کریں۔ اور وہ اف تک نہ کرے۔ اور دوسرے روز اسے جلائیں اور خاکستر بنا دیں۔ اور تیسرے روز بہتے پانی میں وہ خاکستر ڈال دیں۔ پس جس شخص کی یہ حالت ہو۔ وہ عشق میں صادق ہوتا ہے۔

بعد ازاں جب خواجہ منصورؒ کو سنگسار کیا گیا۔ تو جو قطرۂ خون آپ کے جسم مبارک سے زمین پر گرتا۔ اس سے اناالله' زمین پر لکھا جاتا۔

پھر خواجہ صاحب ذکراللہ بالخیر نے آبدیدہ ہو کر خواجہ منصورؒ کے صدق محبت کی بہت تعریف کی۔ اور فرمایا۔ کہ زہے صادق جو پہلے روز قتل کیا گیا۔ دوسرے روز جلایا گیا۔ تیسرے روز پانی میں بہایا گیا۔ پھر اس حال کے مناسب یہ رباعی زبان مبارک سے فرمائی۔ رباعی

آں روز مبارک زتو بیزار شوم یابار دگرے بہ ریں جہان یارشوم
گر برسر کوئے تو مرا دار کنند من رقص کناں برسرآں دارشوم

بعد میں فرمایا۔ کہ جب ابوبکر شبلی علیہ الرحمتہ نے خواجہ منصور کو پھول مارا۔ تو چلا اٹھے۔ خواجہ شبلیؒ متعجب ہوئے اور پوچھا۔ کہ لوگوں نے تو اتنے پتھر مارے اور اف تک نہیں کی۔ اور میں نے پھول مارا تو چلانے لگے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا۔ اے شبلی! یہ لوگ میرے درد سے غافل ہیں۔ اس لئے ان کے پتھروں کی طرف میرا خیال

Marfat.com

بھی نہیں۔ لیکن تو تو میرے درد سے واقف تھا۔ اس لئے تیرا پھول ان کے پتھروں سے بڑھ کر ہے۔ بعد ازاں یہ رباعی زبان مبارک سے فرمائی۔ رباعی۔

سرگرد انم تو. کرد هٔ میدانی   بااین همه کربهامیاں جانی

گر خلق ندانند که بدیں بل چه غم است   بارے تو که بربل منی میدانی

پھر مناسب موقعہ یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ خواجہ منصور قدس اللہ سرہ العزیز نے خواجہ جنید بغدادیؒ علیہ الرحمتہ سے بہت سے سوال کئے۔ اور جواب سنے۔ پھر محبت اور مغفرت کے بارے میں سوال کیا۔ تو عالم سکر میں ہوئے۔ خواجہ جنیدؒ نے حاضرین سے فرمایا۔ کہ یہ لڑکا ضرور لکڑی کا سر سرخ کرے گا۔ یعنی سولی چڑھے گا' اسی وقت منصور حلاج نے اٹھ کر قدموں پر سر رکھ دیا۔ اور عرض کی۔ کہ میرا مطلب یہی تھا۔ پھر پوچھا۔ کہ محبت کیا ہے؟ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ صحت و بیماری میں دوست کے نام کے سوا اور کچھ زبان سے نہ بولے۔

پھر فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ خواجہ ذوالنون مصری قدس اللہ سرہ العزیز بیمار ہوئے۔ بار بار سر بسجود ہوتے اور یہ شعر پڑھتے۔

یالی مرضت فلم یعدنی   عاید منکم مرض فابعولی

یعنی جب بیمار دوست کا نام سنتا ہے۔ تو فوراً شفایاب ہوتا ہے۔

الحمد للہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل ۔۔۔ ۱۴ ۔۔۔

ماسوائے اللہ

بروز اتوار بیسویں ماہ جمادی الاول سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ سلوک کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ مولانا شہاب الدین میرٹھی اور شیخ ضیاء الدین پانی پتی حاضر تھے۔ انہوں نے عرض کی۔ کہ افمن شرح اللہ صدرہ لا سلام' کا کیا مطلب ہے۔ خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جب عالم وحدانیت اور الوہیت پر نگاہ پڑتی ہے۔ تو ماسوائے اللہ پر نگاہ پڑتے ہی نابینا ہو جاتا ہے۔

پھر اس موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ خواجہ سمنون محب قدس اللہ سرہ العزیز کے کی مسجد میں وعظ کر رہے تھے۔ محبت کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ سننے والے متوجہ نہ تھے۔ اس لئے مسجد کی قندیلوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ اے قندیلو! آخر محبت کی بات تم ہی سنو۔ یہ کہنا تھا۔ کہ سب قندیلیں آپس میں ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہو گئیں۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ یہ حالت زمانہ ماضی کی ہے۔ جبکہ سارے لوگ صاحب درد تھے اس وقت خواہ لاکھوں وعظ و نصیحت کرو۔ اور احادیث بیان کرو۔ ذرہ بھر اثر نہیں ہوتا۔

پھر فرمایا۔ کہ جب آدم علیہ السلام کے قالب میں جان ڈالی گئی۔ تو سب فرشتوں کو حکم ہوا۔ کہ سجدہ کرو سب نے سجدہ کیا۔ مگر شیطان نے نہ کیا۔ کیونکہ وہ سرکش۔ نافرمان اور ریاکار تھا۔ اس نے آدمی کا بھید پا لیا تھا۔ اس لئے اسے معلوم تھا۔ کہ میرے سوا اور کوئی آدم کے بھید سے واقف نہیں۔ اور میرے بھید سے بھی کوئی واقف نہیں۔ اسی واسطے سجدہ نہ کیا۔ اور سجدہ نہ کرنے کے سبب مردود ہوا۔ کیونکہ اس کی آنکھوں پر خزانہ رکھا گیا۔ اور حکم تھا۔ کہ ہم نے مٹی میں خزانہ رکھا ہے۔ اور اس خزانے کی شرط یہ ہے۔ کہ جو اسے دیکھ لے اس کا سر کاٹ دیا جائے۔ تاکہ غمازی نہ کر سکے۔ یہ سن کر شیطان نے دہائی دی۔ کہ مجھے مہلت دی جائے۔ حکم ہوا کہ اچھا

Marfat.com

ہم نے تجھے مہلت دی۔ تاکہ اہل جہان کو معلوم ہو جائے۔ کہ شیطان جھوٹا اور لعنتی تھا۔ جیسا کہ کلام مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کان من الجن نفسق عن امر ربہ' وہ جن کی قسم سے تھا۔ اور اس نے اپنے پروردگار کی حکم عدولی کی۔

پھر فرمایا۔ کہ میں نے کتاب محبت میں دیکھا ہے۔ کہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ پوچھا گیا۔ کہ عارف کو گریہ کیوں ہوتا ہے۔ فرمایا۔ اس واسطے کہ وہ ابھی راہ میں ہوتا ہے جب حقائق اور وصال اسے حاصل ہو جاتے ہیں۔ تو گریہ زائل ہو جاتا ہے۔

اس کے بعد خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ شیخ سعد الدین حمویہ قدس اللہ' سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ کتاب محبت میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ ایک روز خواجہ بایزید قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا۔ کہ اگر مجھے خلقت کے بدلے دوزخ میں بھیجا جائے گا۔ تو بھی میں صبر کروں گا۔ کیونکہ مجھے اس کی محبت کا دعویٰ ہے۔ اگر ایسا میں کروں تو بھی ابھی کچھ نہیں کیا ہو گا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ میرے اور ساری خلقت کے گناہ بخش دے تو یہ اس کی رحمت کی صفت ہے۔ یہ بھی کوئی بڑا کام نہیں ہو گا۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ گناہ سے تو ایک مرتبہ توبہ کی جاتی ہے۔ لیکن طاعت سے ہزار مرتبہ۔ یعنی اطاعت گناہ سے بھی زیادہ عجیب ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ میں نے اپنے خواجہ شیخ الاسلام فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان مبارک سے سنا ہے۔ کہ زہد دنیا کے ترک کرنے میں ہے۔ اگر تو ایثار نہیں کر سکتا۔ تو اس کی بے عزتی ہی کیا کر۔ اس واسطے کہ راحت اس کی محبت اور اخلاص میں ہے اور نفسانی آرزوؤں کے ترک کرنے میں۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ جب تو کسی اہل محبت کو کوشش کرتے ہوئے اور دنیا کا خیال دل میں لاتے ہوئے دیکھے تو اس کا چہرہ نہ دیکھ۔ کیونکہ وہ مرید طریق نہیں۔

بعد میں مولانا برہان الدین غریب سلمہ اللہ تعالیٰ نے پوچھا۔ کہ محبت کی اصلیت کیا ہے؟ فرمایا دوستی کی صفائی ہے۔ اس واسطے کہ محبان حق دنیا اور آخرت حاصل کرنے کو

Marfat.com

اپنا شرف نہیں سمجھتے بلکہ وہ حق کو پا لینے میں اپنا شرف جانتے ہیں۔ المرء مع من احبہ' میں نے پوچھا۔ کہ محبت میں مصیبت کیوں ہوتی ہے۔ فرمایا۔ کہ ہر ایک کمینہ اس کا دعویٰ نہ کرے۔ جب اس پر مصیبت پڑے تو پیٹھ دکھا جائے۔

پھر فرمایا۔ کہ بدھی نام ایک بزرگ نے ایک مرتبہ عالم فکر میں فرمایا۔ لیس فی سواک حظ کیف مایلت فاخننی' یعنی میرے حصے میں تیرے سوا اور کچھ نہیں۔ اور میرا دل تیرے سوائے کسی کی طرف مائل نہیں۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ سمنون محب قدس اللہ سرہ العزیز ایک روز محبت کے بارے میں بات کر رہے تھے۔ کہ اتنے میں ایک پرند آکر آپ کے سر پر بیٹھا۔ وہاں سے اڑ کر ہاتھ پھر بغل میں۔ اس کے بعد زمین پر اتنی مرتبہ چونچ ماری۔ کہ چونچ سے خون بہ نکلا۔ اور وہیں گر کر جان دے دی۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ جب مہتر ابراہیم خلیل اللہ کو آگ میں ڈالا گیا۔ تو مہتر جبرائیل نے آکر سلام کیا اور عرض کی۔ صاحب کیا آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہے۔ فرمایا۔ تجھ سے نہیں۔ کیونکہ اس وقت حق تعالیٰ میں مستغرق تھے۔ غیر کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔ اس لئے فرمایا۔ کہ جب دوست خود دیکھ رہا ہے۔ تو پھر کیا ضرورت ہے۔ کہ میں تجھ سے خواستگار ہوں۔

بعد میں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ شیخ بدرالدین غزنوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ' العزیز کی زبان مبارک سے سنا۔ کہ محبت میں رضاء کا یہ مطلب ہے۔ کہ اگر اس کے دائیں ہاتھ پر دوزخ رکھ دیں۔ تو یہ نہ کہے کہ بائیں ہاتھ پر رکھنا چاہئے۔ کیونکہ انسان پر سب سے پہلی بات جو فرض قرار دی گئی۔ وہ معرفت اور رضاء تھی۔ چنانچہ خود فرمایا ہے۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون' یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ میں چیزوں کو چیزوں میں چھپا رکھا ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ قیامت کے دن عاشقوں کو نور کی زنجیروں سے جکڑ کر لائیں گے۔ کیونکہ اگر انہیں کھول دیا جائے تو تمام قیامت کو اشتیاق حق کی وجہ سے درہم برہم کر

Marfat.com

دیں۔

اس کے بعد فرمایا۔ کہ عشق میں صبر اس بات کا نام ہے۔ کہ نفس کے آرام میں رنج و راحت کے درمیان کچھ فرق نہ آسکے یعنی دونوں حالتوں میں صبر کرے۔ اس واسطے کہ وہی صوفی محبت میں صادق ہے۔ کہ جو صفا و ہوا میں صوف پہنے۔ جفائے دنیا کا طعمہ چکھے اور دنیا کو ترک کر دے۔ اگر ایسا کرے گا۔ تو محبت میں ثابت قدم ہے ورنہ نہیں۔

بعد اس کے خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ جو شخص اللہ کے بندے کا دامن چھوڑ دیتا ہے۔ وہ برباد ہو جاتا ہے۔ پھر آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ ابلیس لعین اور ادریس علیہ الاسلام نبی علم باطن میں تھے۔ پس ظاہر ہو گیا۔ کہ ابلیس جھوٹ پر تھا۔ اور ادریسؑ حق و عدل پر۔ جو شخص صدق اور عدل سے تعلق رکھے گا۔ اس سے قیامت کے دن عدل اور صدق کی بابت پوچھا جائے گا۔

پھر فرمایا۔ کہ شیخ معین الدین سنجریؒ اپنے اوراد میں یہ اشارہ فرماتے ہیں۔ کہ تقویٰ ایک خوبصورت چیز ہے۔ جو اندوہ گین دل کے سوا اور کہیں مقام نہیں کرتا اور ہنسی اور غفلت کا مقام اہل نشاط کے دل کے سوا اور کہیں نہیں۔ لیکن عاشق ان دونوں سے فارغ ہیں۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ بارضاء محب روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کے امین ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے لئے حجت ہیں۔ انہیں کی برکت سے خلقت سے بلائیں ٹلتی ہیں۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کو فرمان ہوا تھا۔ کہ اے موسیٰ! اگر ہمارے درویش تیرا تحفہ اور ہدیہ قبول نہ کرتے۔ تو سب کو زمین نگل جاتی۔

پھر فرمایا۔ کہ کتاب محبت میں میں نے لکھا دیکھا ہے۔ کہ خواجہ شبلیؒ فرماتے ہیں۔ کہ محبت کا دعویٰ اسی شخص کو زیبا ہے جو اپنی مرادات سے فانی ہو جائے اور مراد حق سے باقی۔ پھر اس کا نام دوست رکھا جاتا ہے اور اسے دوست کا لقب شایاں ہے۔ اور یہ کہ وہ بندگی سے جواب دے۔ اس واسطے کہ اہل محبت کی یہ رسم ہے۔ نہ رسم اور نہ جواب۔ اہل محبت دوست کے سوا کسی اور چیز میں مشغول ہی نہیں ہوتے۔ اس

Marfat.com

واسطے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور چیز میں مشغول ہوتا ہے۔ وہ اندوہ کے قریب ہو جاتا ہے۔ جو شخص دوست کی خدمت میں نس نہیں کرتا۔ وہ وحشت کے نزدیک جا پہنچتا ہے۔ جس کا دل دوست کی طرف مائل نہیں۔ وہ بالکل ہیچ ہے۔

بعد میں فرمایا۔ کہ شیخ شہاب الدین زکریا قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں۔ کہ محبت میں توکل اس بات کا نام ہے۔ کہ جب صبح اٹھے۔ تو رات کی بابت اسے کچھ یاد نہ ہو۔ اور جب رات ہو۔ تو دن کی بابت اسے کچھ یاد نہ رہے۔

پھر فرمایا۔ کہ دانا اور عقلمند وہی شخص ہے۔ جو پیش آنے والے سفر یعنی موت کے لئے تیاری کرے۔ اور اپنے ساتھ کچھ توشہ لے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ خوف بے ادب بندوں کے لئے تازیانہ ہے۔ جس سے ان کی درستی کی جاتی ہے۔

اس کے بعد خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ جب اہل محبت کو کوئی چیز بطور فتوح ملتی ہے۔ تو کہتے ہیں کہ آج ہم سے بلا لی گئی ہے اور عاقبت ہمیں دی گئی ہے۔ اس لئے وہ اس بات سے فارغ ہیں۔

بعد میں فرمایا۔ کہ شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ' العزیز کو جب کوئی چیز بطور فتوح حاصل ہوتی۔ تو فورا" خلق خدا کو دے دیتے۔ اور فرماتے کہ آج ہم سے بلا لی گئی ہے۔ اور ہمیں عاقبت میں مشغول کیا گیا ہے۔

پھر خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ اہل محبت وہ لوگ ہیں۔ کہ ان کے اور حق کے مابین کوئی حجاب نہیں۔

بعد اس کے یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک روز کوئی درویش شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوا۔ تو اس نے التماس کی۔ کہ مخدوم مجھے ایسی نعمت عطاء فرمائیں۔ کہ ملتان سے دہلی تک میری آنکھوں کے سامنے کوئی حجاب نہ رہے۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ جاؤ یہ چلہ کرو۔ جب یہ چلہ پورا کیا۔ تو دہلی سے ملتان تک اس کی نظروں میں کوئی حجاب نہ رہا۔ پھر آکر التماس کی کہ اب میں چاہتا ہوں۔ کہ عرش سے فرش تک میری نظروں میں کچھ حجاب نہ رہے۔ شیخ

Marfat.com

صاحب نے فرمایا۔ ایک چلہ اور پورا کرو۔ جب پورا کیا تو کوئی حجاب نہ رہا۔ جب آکر حال عرض کیا۔ تو فرمایا۔ کہ بس کرو۔ اتنا کافی ہے۔ لیکن پھر اس نے التماس کی۔ کہ اب میں چاہتا ہوں۔ کہ حجاب عظمت تک کا مکاشفہ حاصل ہو۔ شیخ صاحب نے ناراض ہو کر فرمایا۔ کہ یہ نہ کہو۔ ورنہ تو ہلاک ہو جائے گا۔ جونہی یہ آپ نے فرمایا۔ وہ نعرہ مار کر گر پڑا۔ اور جان خدا کے حوالے کی۔

پھر خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ جب شیخ بہاؤ الدینؒ نے دیکھا۔ کہ وہ کمال کو پہنچ گیا ہے اور کون جانتا ہے شائد وہ اس قدم سے پھر جائے اس لئے اسی مقام میں اس کا کام تمام کر دیا۔

پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ولایت اسی بات کا نام ہے۔ جو شیخ جلال الدین تبریزی قدس اللہ سرہ العزیز کو حاصل تھی۔ چنانچہ جب آپ نے ہندوستان جانے کا ارادہ کیا۔ تو آپ ایک ایسے شہر میں پہنچے۔ جہاں ایک دیو ہر رات ایک آدمی کھا جایا کرتا تھا۔ آپ نے اس دیو کو کوزے میں بند کر دیا۔ اس شہر کے باشندے سب کے سب ہندو تھے۔ جب انہوں نے آپ کی یہ کرامت دیکھی۔ تو سب مسلمان ہو گئے۔ آپ کچھ مدت وہاں رہے۔ اور حکم دیا کہ خانقاہ بناؤ۔ خانقاہ تیار ہو گئی۔ تو ہر روز ایک گداگر کو لا کر اس کا سر مونڈتے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر خدا رسیدہ بنا دیتے۔ اسی طرح آپ نے پچاس آدمیوں کو صاحب سجادہ اور صاحب کرامت کیا۔ اور پھر ان کو وہاں قائم کر کے آپ آگے چل دیئے۔

اس کے بعد شیخ علی کھوکھری کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ آپ بزرگ آدمی تھے۔ جب آپ مرید ہوئے۔ تو شیخ بہاؤ الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک غار میں جا کر رہنے لگے۔ جب کچھ عرصے بعد شیخ صاحب آپ کو دیکھنے گئے۔ تو عصر کا وقت تھا۔ جب گفتگو میں مشغول ہوئے۔ تو آپ کے ہاتھ میں گھاس تھی۔ عرض کی۔ کہ میں نے جناب کی برکت سے اس قدر ترقی کر لی ہے۔ کہ اگر اس گھاس کو کہہ دوں کہ سونا بن جا۔ تو بن جائے۔ چنانچہ یہ کہا۔ تو گھاس سونا بن گیا۔ شیخ صاحب یہ دیکھ کر ناراض ہوئے اور واپس چلے آئے۔ جب دوسری مرتبہ آپ

Marfat.com

کو دیکھنے آئے۔ تو شام کا وقت تھا۔ آپ نے چراغ کی طرف رخ کر کے فرمایا۔ کہ حکم الٰہی سے روشن ہو جا۔ اسی وقت روشن ہو گیا۔ شیخ صاحب برداشت نہ کر سکے۔ اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ کہ اے علی! ہم نے تجھے دعا بھی دی اور شکم بھی۔ شیخ علی وہاں سے اٹھ کر گلی کوچوں اور بازاروں میں پھرنے لگے۔ کھانے کھاتے اور دعائیں دیتے پھرتے تھے۔ لیکن پیٹ نہ بھرتا تھا۔ مدت بعد جب آپ تنگ آگئے۔ تو ارادہ کر لیا۔ کہ شیخ جلال الدین تبریزی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کروں۔ شاید وہ دعا کریں تو خلاصی ہو۔ روانہ ہوئے اور لکھنوتی میں جا کر حاضر خدمت ہوئے اور آداب بجا لائے۔ تو شیخ صاحب بشاشت سے پیش آئے۔ اور فرمایا۔ اچھے موقعہ پر آیا ہے بعد ازاں کھانا حاضر تھا۔ آپ کے سامنے رکھا۔ آپ سارا کھا گئے اور پھر عرض کی۔ کہ میرے حق میں آپ دعا فرمائیں شائد اللہ تعالیٰ آپ کی دعا کی برکت سے مجھے بخش دے۔ فرمایا۔ جب تک مجھے اپنے بھائی بہاؤ الدین زکریا کی اجازت نہ ہو۔ میں دعا نہیں کر سکتا۔ علی کھوکھری کو یہ بات دشوار معلوم ہوئی۔ کہ اتنے دور دراز فاصلے پر کون جائے۔

بعد میں شیخ جلال الدینؒ نے ایک خط لکھا۔ کہ شیخ علی کھوکھری آپ کو رد کیا ہوا ہے۔ اور ہمارے پاس آگیا ہے۔ اگر اجازت ہو تو اس کے حق میں دعا کروں۔ اتنا لکھ کر مصلے کے نیچے رکھا۔ اور دو رکعت نماز ادا کی۔ مکتوب کی پشت پر لکھا تھا۔ کہ ہم اجازت دیتے ہیں۔ آپ دعا کریں۔ تاکہ وہ آپ کی دعا سے بخشا جائے۔ شیخ جلال الدین علیہ الرحمتہ نے دعا کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے شیخ علی کھوکھری کو پھر ویسا ہی کر دیا۔

الحمد للہ علیٰ ذالک۔

Marfat.com

فصل ــ ۱۴ ــ

فضیلت امت

بروز پیر ستائیسویں ماہ جمادی الاول سن مذکور کو پابوسی کا شرف حاصل ہوا۔ امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ چند درویش اوپر کے ملک سے آئے ہوئے تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جنسیت المریدین میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ' کی روایت کے مطابق لکھا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس امت کی فضیلت کی بابت کچھ فرمائیں۔ نیز یہ کہ قیامت کو جنات کی امت کے کتنے گروہ ہوں گے۔ فرمایا۔ کہ میری امت کو دوسری امتوں پر وہی فضیلت ہے جو مجھے دوسرے پیغمبروں پر حاصل ہے۔ اور قیامت کے دن میری امت کے' چار گروہ ہوں گے۔ پہلے گروہ کی شفاعت ایسی ہی ہو گی جیسے' پیغمبروں کی۔ وہ علماء اور مشائخ ہوں گے۔ دوسرا گروہ بغیر حساب بہشت میں داخل ہو گا۔ ان میں شہید شامل ہوں گے۔ تیسرے گروہ پر اللہ تعالیٰ حساب آسان کر کے بہشت میں بھیج دے گا۔ یہ مفتی لوگ ہوں گے۔ چوتھا گروہ وہ ہو گا۔ جن کی سفارش میں کروں گا۔ اور وہ لوگ گنہگار ہوں گے۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے۔ کہ بہت سے یہودی آئے اور کہا یا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آج ہم آپ سے چند ایک باتیں پوچھیں گے۔ کیونکہ ہم نے توریت میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ جو مرتبہ آپ کو عطا کیا گیا ہے۔ وہ کسی پیغمبر مرسل یا فرشتہ مقرب کو عطا نہیں ہوا۔ فرمایا۔ پوچھو۔ عرض کی۔ کہ جناب کی امت پر پانچ نمازیں کیوں فرض کی گئی ہیں۔ فرمایا۔ کہ ظہر کی نماز اس واسطے فرض کی گئی ہے۔ کہ اس وقت کوئی چیز یاد الٰہی سے غافل نہیں ہوتی۔ اس واسطے میری امت کو یہ نماز ادا کرنے کا حکم ہوا۔ جب آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ پھر بہشت سے نکالے گئے۔ اور پھر آپ کی توبہ کی قبولیت کا وقت عصر یہ نزدیک شام تھا۔ اس وقت شکرانے

Marfat.com

کے طور پر تین رکعت نماز ادا کی۔ اور عشاء کے وقت ہر ایک پیغمبر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا آیا ہے۔ صبح کے وقت کافر لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا اپنے معبدوں کی پرستش کرتے ہیں۔ اور سجدہ کرتے ہیں۔ اس وقت میری امت کو صبح کی نماز ادا کرنے کا حکم ہوا۔ عرض کی بالکل بجا ہے۔ پھر عرض کی۔ کہ ان لوگوں کو ثواب کیا ملے گا۔ جو یہ نمازیں ادا کریں گے۔ فرمایا۔ جو ظہر کی نماز ادا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ اس پر حرام کر دے گا۔ کیونکہ اس وقت دوزخ کو تپانا شروع کرتے ہیں۔ جو عصر کی نماز ادا کرے گا وہ تمام گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا۔ کہ گویا ابھی ماں کے شکم سے پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ آدم علیہ السلام اس وقت مغفور ہوئے تھے۔ اور شام کے وقت ان کی توبہ قبول ہوئی تھی۔ پس جو شام کی نماز ادا کر کے اللہ تعالیٰ سے جو مراد چاہے مل جاتی ہے۔ عشاء کے وقت جو مومن جتنے قدم اٹھا کر مسجد میں جاتا ہے۔ ہر قدم کے بدلے اسے نور عطا ہوتا ہے۔ جس نور کے سبب وہ پل صراط اور قبر کی تاریکی اور خوف قیامت سے ایمن ہو جاتا ہے۔ صبح کی چالیس نمازیں جو باجماعت ادا کرتا ہے وہ عذاب دوزخ سے آزاد ہو جاتا ہے۔ عرض کی بالکل بجا فرمایا ہے۔ پھر عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے توریت میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ آپ کی امت پر تیس روزے فرض کئے گئے ہیں۔ فرمایا ٹھیک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تیس روزے فرض کئے۔

پھر پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تیس روزوں کا ثواب کیا ہے۔ فرمایا جو تیس روزے رکھتا ہے۔ اول جتنا حرام گوشت اس کے بدن پر ہوتا ہے۔ سب کم ہو جاتا ہے۔ دوسرے اسے اپنی رحمت کے نزدیک کرتا ہے۔ تیسرے اسے ایسا نور عطاء فرماتا ہے۔ جس سے وہ قیامت کے دن پل صراط سے بجلی کی طرح گذر جائے گا۔ چوتھے بغیر حساب اور بغیر عذاب بہشت میں جائے گا۔ پانچویں اسے حوریں ملیں گی۔ چھٹے اسے اس قدر ثواب ملے گا۔ جس کا اندازہ وہم و قیاس سے نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انما یو فی الصائمون اجرھم بغیر حساب' یعنی روزہ داروں کو اس قدر ثواب دوں گا۔ جس کا حساب نہیں ہو سکے گا۔

بعد میں پوچھا۔ کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب کو دوسرے پیغمبروں پر

Marfat.com

کون سی بزرگی حاصل ہے؟ فرمایا۔ ہر ایک پیغمبر اپنے لئے التجا کرتے آئے ہیں۔ لیکن میں اپنے لئے کچھ نہیں چاہتا۔ صرف قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت چاہتا ہوں۔ عرض کی سچ ہے۔ اللہ تعالیٰ برحق ہے۔ اور آپ اس کے رسول برحق ہیں۔

بعد ازاں زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ میں نے آثار تابعین میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ ایک مرتبہ موسیٰ علیہ السلام توریت پڑھ رہے تھے۔ تو وہاں پر سو مرتبہ محمدؐ لکھا دیکھا۔ پوچھا یا الٰہی یہ کون محمدؐ ہے؟ حکم ہوا۔ کہ اے موسیٰ! وہ میرا دوست ہے۔ ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں پیدا کرنے سے ہزار سال پہلے اس کا نام عرش پر لکھا تھا۔ پس اے موسیٰ! اسی کی دوستی میں زندگی بسر کر۔ اور اسی کی دوستی میں مر۔ تاکہ قیامت کے دن میں اسی کے ہمراہ تیرا حشر کروں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی۔ اے پروردگار! جبکہ محمدؐ تیرا سب سے پیارا دوست ہے۔ تو کیا اس کی امت میری امت سے افضل ہے؟ فرمایا۔ اے موسیٰ! امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو باقی امتوں پر ایسی ہی فضیلت حاصل ہے۔ جیسی مجھے بندوں پر۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ تمام اہل بہشت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں سے ستر صفیں امت محمدی کی ہوں گی۔ اور باقی دوسرے پیغمبروں کی۔

بعد ازاں فرمایا کہ اخبار میں آیا ہے۔ کہ موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر جناب باری میں عرض کی کہ میں توریت میں دیکھتا ہوں۔ کہ قیامت کے دن وہ سفارش بھی کریں گے۔ اور جسے چاہیں گے۔ تجھ سے بخشوا لیں گے۔ خواہ وہ دوزخ کے لائق ہی کیوں نہ ہوں۔ ان لوگوں کو تو میری امت بنا۔ فرمایا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے ہوں گے۔ پھر عرض کی۔ کہ حدیث میں تو ایسی امت کا حال دیکھتا ہوں۔ جو سارا دن گناہ کرے گی۔ اور دن رات میں پانچ مرتبہ نماز ادا کرے گی۔ تو اس کے سارے گناہ ایک نماز سے دوسری نماز تک بخشے جائیں گے۔ ایسے لوگوں کو میری امت بنا۔ حکم ہوا۔ کہ وہ امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہوں گے۔

پھر عرض کی۔ کہ توریت میں ایسی امت کا حال بھی دیکھتا ہوں۔ کہ جو قربانی کریں

Marfat.com

گے۔ خود بھی کھائیں گے اور اوروں کو بھی کھلائیں گے۔ انہیں اس قدر ثواب ملے گا۔ کہ جس کا حساب نہیں ہو سکتا۔ ان کو میری امت بنا۔ حکم ہوا کہ وہ امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہیں۔

بعد میں عرض کی۔ کہ توریت میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ جب انہیں کوئی غسل کی ضرورت درپیش ہو گی۔ تو پانی نہ ملنے کی صورت میں مٹی سے تیمم کر لیں گے۔ انہیں میری امت بنا۔ فرمایا۔ وہ امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہیں۔

پھر عرض کی۔ کہ توریت میں دیکھتا ہوں۔ کہ وہ امر نہی و منکر بجا لائیں گے۔ انہیں میری امت بنا۔ فرمایا۔ وہ امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوں گے۔

اس کے بعد عرض کی۔ کہ تو انہیں کتاب دے گا۔ جسے وہ ہمیشہ پڑھا کریں گے۔ انہیں میری امت بنا۔ فرمایا۔ وہ امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوں گے۔

پھر عرض کی۔ بار خدایا! توریت میں دیکھتا ہوں۔ کہ ایسے لوگ بھی ہوں گے جو روزے رکھیں گے۔ اور ایک روزے کا ثواب انہیں سو سال کے روزوں کے برابر ملے گا۔ انہیں میری امت بنا۔ فرمایا اے موسیٰ۔ وہ امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوں گے۔

پھر موسیٰ علیہ السلام نے آرزو کی۔ کہ کاش میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے ہوتا۔

الحمدللہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل ـــ ۱۴ ـــ

فضیلت رجب

بروز جمعرات بیسویں ماہ رجب۔سن مذکور کو پابوسی کا شرف حاصل ہوا۔ ماہ معظم رجب کی فضیلت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ اس مہینے میں جو شخص ایک نیکی کرے۔ اسے ہزار نیکی کا ثواب ملتا ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ جس قسم کی عبادت کی جائے۔ اس کا عوض ویسی ہی ہزار سالہ عبادت کا ثواب ملے گا۔

پھر فرمایا۔ کہ ستائیسویں ماہ رجب کو چار رکعت نماز اس طرح ادا کی جاتی ہے۔ کہ ہر رکعت میں جو سورۃ یاد ہو پڑھے۔ جو شخص یہ نماز ادا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی عمر دراز کر دیتا ہے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ شیخ الاسلام فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے اوراد میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ جو شخص ماہ رجب میں ہر رات سو مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اسے مع اس کے اقرباء قیامت کے دن بغیر حساب بہشت میں داخل کرے گا۔

بعد ازاں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ ہر ایک پیغمبر کو خاص خاص معجزے عطا ہوئے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر طرح کے معجزے دئے گئے۔ جو باقی پیغمبروں کو حاصل نہ تھے۔

پھر فرمایا۔ کہ آنجناب کا سر مبارک اس قسم کا تھا۔ کہ جس شخص کے ساتھ آپ کھڑے ہوتے۔ خواہ وہ دراز قد ہی ہوتا۔ آپ اس سے بالشت بھر اونچے دکھائی دیتے۔ اور جہاں کہیں تشریف لے جاتے۔ بادل کا سایہ سر مبارک پر رہتا۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ شیخ الاسلام فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز بیٹھے تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان ہو رہی تھی۔ تو فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم مبارک اس قسم کی تھی۔ کہ جس طرح

Marfat.com

جناب کو آگے کی چیزیں دکھائی دیتیں اسی طرح پیچھے کی چیزیں بھی دکھائی دیتی تھیں۔

پھر فرمایا۔ کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاروں کو فرمایا کرتے تھے۔ کہ اے یارو! صفیں سیدھی کرو۔ جس طرح میں آگے کی طرف دیکھتا ہوں۔ اسی طرح پیچھے کی چیزیں بھی دکھائی دیتی ہیں۔

پھر خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پردے میں بیٹھے ہوتے۔ تو پردے کے اندر باہر کی سب چیزیں آپ کو دکھائی دیتیں۔ چنانچہ اخبار تابعین میں آیا ہے۔ کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت سے نکاح کرنا چاہا۔ تو اسے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا۔ کہ دیکھو۔ جب آپ نے اسے دیکھا۔ تو عرض کی۔ کہ یارسول اللہ! یہ خوبصورت نہیں۔ فرمایا۔ تم کیسے کہتی ہو۔ کہ خوبصورت نہیں۔ جب تم نے اس کے بائیں رخسارے پر خال دیکھا۔ تو کیا تمہارے رونگٹے نہیں کھڑے ہوئے تھے۔ عرض کی۔ یارسول اللہ آپ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔

اس کے بعد خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت تھی۔ کہ جو بیداری کی حالت میں سنتے۔ وہی خواب میں سنتے۔ چنانچہ ایک روز ایک یہودی نے آکر عرض کی۔ کہ میں ایک سوال پوچھوں گا۔ اگر آپ جواب ٹھیک دیں گے۔ تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ فرمایا۔ پوچھو۔ عرض کی۔ پیغمبری کی علامت کیا ہوتی ہے۔ فرمایا۔ کہ جب پیغمبروں کی آنکھ سو جاتی ہے۔ اس وقت جو کچھ اور لوگ کہیں وہ سن لیتے ہیں۔ کیونکہ ان کا دل اس وقت بیداری کی حالت میں ہوتا ہے۔ اس نے آزمایا۔ تو ٹھیک ویسا ہی پایا۔ پھر وہ مسلمان ہو گیا۔

بعد میں خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ایک روز حسین نامی شخص کو آپ نے بت کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھ کر فرمایا۔ کہ ایمان لاؤ۔ اس نے کہا میں ایمان نہیں لاتا۔ فرمایا۔ اگر تیرا بت مجھ سے باتیں کرے۔ تو پھر تو مجھے پیغمبر مانو گے۔ کہا۔ اے محمدؐ! پچاس سال سے اس بت کی پرستش کر رہا ہوں۔ مجھ سے تو کسی وقت نہ بولا۔ ہاں اگر آپ سے گفتگو کرے۔ تو بے شک میں ایمان لاؤں گا۔ آنحضرت صلعم نے پوچھا۔ اے بت!

Marfat.com

میں کون ہوں۔ عرض کی۔ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول برحق ہیں۔ اسی وقت حسین مسلمان ہوا۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ ایک روز ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک سے پسینہ پونچھ کر شیشہ میں ڈال کر حفاظت سے رکھ دیا۔ ایک روز ایک لڑکی کی شادی تھی۔ جب اسے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس لائے۔ تو آپ نے تھوڑا سا پسینہ مبارک اس لڑکی کے بدن پر لگایا۔ جب تک وہ زندہ رہی خوشبو اس کے بدن سے نہ گئی۔ اور پھر جب اس سے لڑکی پیدا ہوئی تو اس میں بھی خوشبو تھی۔ حتیٰ کہ اس کی ساری اولاد میں یہ خوشبو قائم تھی۔ اس لئے خاندان کا نام ہی عطار پڑ گیا۔

پھر خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر میں تھا۔ عصر کا وقت تھا۔ اور پانی کہیں نہیں ملتا تھا۔ آخر بڑی تلاش کے بعد صرف اس قدر ملا۔ جس سے آنحضرتؐ ہی طہارت کر سکتے تھے۔ جناب نے اس برتن میں دست مبارک ڈالا۔ اور فرمایا۔ کہ اس میں سے پانی لے کر طہارت کرتے جاؤ۔ جب آخری آدمی نے اس میں ہاتھ ڈالا۔ تو برتن میں اتنا ہی پانی موجود تھا۔ جتنا پہلے اس میں تھا۔ انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشت مبارک سے پانی بہتے ہوا دیکھا۔ وہ دست مبارک ابن اخطب کے سر پر ملا۔ اور دعا کی۔ تو اس نے ایک سو بیس سال کی عمر پائی۔ جب فوت ہوا تو اس کے سر کے صرف چند ایک بال سفید تھے۔

بعد میں خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ محمد شاہ نام شخص نے شیخ بہاؤالدین زکریا قدس اللہ سرہ العزیز کی بابت بیان کیا۔ کہ آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک روز رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام بیٹھے ہوئے۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آکر زمین پر سر رکھ دیا۔ اور عرض کی۔ کہ میں نے ایک کنواں کھودا ہے۔ جس کا پانی سخت کھاری ہے۔ اور ہمیں تکلیف ہوتی ہے۔ فرمایا۔ تھال میں تھوڑا پانی

Marfat.com

لاؤ۔ جناب نے پائے مبارک اس سے دھوئے اور فرمایا۔ اس پانی کو اس کنوئیں میں ڈال دو۔ جابر رضی اللہ عنہ' فرماتے ہیں۔ کہ جب وہ پانی کنوئیں میں ڈالا گیا۔ تو کھاری پن جاتا رہا۔ اور نہایت میٹھا پانی ہو گیا۔

اس کے بعد خواجہ صاحب نے یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اکٹھا کر کے انہیں صدقہ دینے کی ترغیب دے رہے تھے۔ اتفاقاً" ایک بدو ہاتھ میں اونٹ کی مہار پکڑے مسجد میں آیا۔ اور عرض کی یارسول اللہ میں اسے للہ صدقہ کرتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ' کو فرمایا۔ کہ اس کی قیمت کا تخمینہ کرو۔ تاکہ میں اس کی قیمت دے دوں۔ آپ نے تخمینہ کیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اونٹ خرید لیا۔ جب آپ غزا کے لئے جاتے۔ تو اس پر سوار ہوتے ایک مرتبہ غزا سے واپس آکر اونٹ کو دروازے پر باندھ دیا۔ جب رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ تو اونٹ نے کہا۔ السلام علیک یازین قیامت' آنحضرتؐ نے سنا تو فرمایا وعلیکم السلام'۔ اونٹ نے عرض کی یارسول اللہ ! میں ایک مسافر کا اونٹ تھا۔ ایک دفعہ رات کو میں اس کے گھر سے بھاگ آیا۔ جنگل میں چر رہا تھا۔ کہ بھیڑئے میرے کھانے کو آئے۔ دیر بعد آپس میں کہنے لگے۔ کہ لاؤ اس کا فیصلہ کریں۔ بعض نے کہا۔ کہ اسے نہ ستاؤ۔ یہ زین قیامت' کی سواری ہے۔ جو بہترین خلائق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پس اونٹ نے عرض کی۔ یارسول اللہ ! میری دو آرزوئیں ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ دعا کریں۔ کہ میں بہشت میں آپ کی سواری بنوں۔ اور دوسری یہ کہ اگر آپ کے بعد میں زندہ رہوں۔ تو مجھ پر سوار کوئی نہ ہو۔ جناب نے اس کی دونوں آرزوئیں قبول فرمائیں۔ دعا بھی کی۔ اور وصیت بھی فرمائی جناب فاطمتہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیائے فانی سے انتقال فرمایا۔ تو میں اس اونٹ کی پرورش کرتی رہی۔ ایک روز جب اسے چارہ دینے کے لئے باہر نکلی۔ تو اونٹ نے آواز دی۔ یا بنت رسولؐ ! السلام علیک۔ آپ نے جواب دیا۔ علیک السلام۔ پھر اونٹ نے عرض کی۔ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم انتقال فرما گئے ہیں۔ چارہ میرے حلق سے نہیں اترتا۔ اب وہ وقت آگیا ہے۔ کہ میں بھی دنیا سے سفر کروں۔ اگر آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیغام دینا چاہتی ہیں۔ تو فرمائیں۔ حضرت جناب فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے اس کا سر بغل میں لے کر رونا شروع کیا۔ اتنے میں اونٹ نے جان دے دی۔ آپ نے اونٹ کے لئے جگہ کھدوائی۔ اور کپڑے میں لپیٹ کر دفن کروایا۔ سات روز بعد جب کھود کر دیکھا۔ تو نہ اونٹ تھا اور نہ کپڑا۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ ایک روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے۔ اور گرداگرد اصحاب حلقہ کئے تھے۔ کہ اتنے میں ایک بھیڑیا لیس ہلاتا ہوا آیا۔ جناب نے دیکھ کر فرمایا کہ اسے راہ دو۔ یہ درندوں کا قاصد ہے اور میرے پاس آیا ہے۔ اسے راہ دی۔ تو آکر سلام کیا۔ اور عرض کی۔ کہ یارسول اللہ! درندے اس وادی میں جمع ہوئے ہیں۔ اور مجھے بطور قاصد جناب کی خدمت میں بھیجا ہے۔ تاکہ عرض کروں۔ کہ آپ اپنی امت کو فرمائیں۔ کہ ڈھور ڈنگر جو کام سے رہ چکے ہیں۔ وہ ہمیں دے تاکہ ہم ان کے موٹے تازے چوپاؤں کو نہ کھائیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہماری خوراک ہی گوشت بنایا ہے اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو ہم اتنا بھی نہ کرتے۔ جناب نے یاروں کو فرمایا۔ یاروں نے عرض کی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر صدقات وغیرہ جو واجب کئے ہیں۔ اس سے بڑھ کر ہم کچھ نہیں دے سکتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیڑئے کو فرمایا۔ کہ سن لیا۔ عرض کی سن لیا۔ پھر عرض کی یارسول اللہ! ایک اور پیغام ہے۔ وہ یہ کہ اگر ہمیں کچھ نہ دیں۔ تو ہمارے حق میں بددعا کریں۔ فرمایا۔ میں بددعا نہیں دینی چاہتا۔ یہ سن کر بھیڑیا واپس پھرا۔ اور اپنا منہ چاٹ چاٹ کر کہتا تھا۔ کہ خدا کا شکر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے تو بچا لیا۔

بعد میں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ جس روز خواجہ ابراہیم قدس اللہ سرہ العزیز نے توبہ کی۔ اس روز تخت پر بیٹھے۔ قرآن شریف کی تلاوت کر رہے تھے۔ ایک آدمی کو دیکھا۔ کہ محل پر کسی چیز کی تلاش کر رہا ہے۔ پوچھا تم کون ہو۔ اور کیا ڈھونڈتے

Marfat.com

ہو۔ کہا۔ میرا اونٹ کھویا گیا ہے۔ میں اسے ڈھونڈتا ہوں۔ فرمایا۔ اونٹ کا محل پر کیا کام۔ کہا۔ یہ تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ تعجب کی بات تو یہ ہے۔ کہ تخت پر بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کو ڈھونڈتے ہیں۔ جب دن کو شکار گئے۔ اور گھوڑا ادھر ادھر دوڑایا۔ تو غیب سے آواز آئی۔ کہ اے ابراہیم! اس سے پہلے تو بیدار ہو جا۔ کہ تجھے بذریعہ موت جگایا جائے۔ یہ سن کر جب آگے بڑھے۔ تو ایک ہرن نمودار ہوا۔ اس کے پیچھے گھوڑا ڈالا۔ اس نے مڑ کر کہا۔ اے ابراہیم! تجھے شکار اور کھیل کود کے لئے پیدا نہیں کیا گیا۔ بلکہ عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ جب ہرن سے یہ بات سنی۔ تو اسی وقت گھوڑے سے اتر پڑے۔ اور بادشاہی لباس اتار کر پاس کھڑے گدڑیے کو پہنایا اور اس کے اونی کپڑے آپ پہن کر حج کی راہ لی۔

اس کے بعد خواجہ صاحب نے آب دیدہ ہو کر یہ شعر زبان مبارک سے فرمایا۔

شاہ ابراہیم دریک جرعہ شد مست آنچناں　　لابری دربر کشیدہ گرچہ اطلس پوش بود

بعد میں فرمایا۔ کہ قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ راحت الارواح' میں لکھتے ہیں۔ کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے ابو سفیانؓ سے سنا۔ جو فرماتے تھے۔ کہ ایک دفعہ میں قیصر روم کے پاس گیا۔ جب وہاں سے واپس آیا۔ تو جس گھوڑے پر میں سوار تھا وہ فصیح زبان سے لا الٰہ اللّٰہ محمد الرسول اللّٰہ' پڑھتا تھا مجھے تعجب ہوا۔ تو گھوڑے نے سر اٹھا کر کہا۔ کہ کیا آپ اس سے بھی عجیب بات سننی چاہتے ہیں۔ پھر کہا۔ کہ اس سے عجیب بات یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے پیدا کیا۔ اور تجھے روزی دیتا ہے۔ اور پھر تو کلمہ نہیں جانتا اور لا الٰہ الااللّٰہ محمد الرسول اللّٰہ نہیں پڑھتا۔ میں نے پوچھا یہ رسول کون ہے؟ اور محمدؐ کون ہے؟ کہا محمدؐ عربی ہاشمی اور مکی ہے۔ میں نے پوچھا۔ تجھے یہ کیسے معلوم ہے؟ کہا اس اللہ تعالیٰ نے مجھے الہام کیا ہے۔ جس کے سوا اٹھارہ ہزار عالم میں کوئی معبود نہیں۔ اور محمد مصطفیٰ اس کا رسول برحق ہے یہ سن کر ابو سفیانؓ مسلمان ہو گئے۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جوامع الحکایات میں میں نے یہ حکایت لکھی دیکھی ہے۔ کہ ایک روز سید المرسلین خواجہ قاب قوسین محمد مصطفیٰ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے۔ اور یار گردا گرد بیٹھے تھے۔ کہ اتنے میں ایک بدو دوڑتا ہوا آیا اور کہا۔ اے محمدؐ! مجھے لات اور عزیٰ کی قسم آسمان و زمین میں تجھ جیسا میرا کوئی دشمن نہیں۔ کیونکہ تو محمدؐ ہے۔ میں اس وقت تک تجھ پر ایمان نہ لاؤں گا۔ جب تک یہ سوسمار (گوہ) جو میرے پاس ہے تجھ پر ایمان نہ لائے۔ یہ کہہ کر آستین سے سوسمار نکالی اور کہا۔ کہ اسے پکڑ کے تیرے پاس لایا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے سوسمار! اس نے جواب دیا۔ لبیک یا آرائش قیامت و شرف قیامت۔ فرمایا۔ تو کس کی پرستش کرتی ہے۔ عرض کی یارسول اللہ میں اس معبود کی پرستش کرتی ہوں۔ جس کے سوا زمین اور آسمان میں کوئی معبود نہیں۔ پھر فرمایا۔ میں کون ہوں؟ عرض کی۔ آپ محمدؐ رسول خدا ہیں۔ اور جو آپ پر ایمان لائے گا۔ اور آپ کو راست گو جانے گا۔ وہ دیندار ہے۔ اور جو آپ کو جھوٹا خیال کرتا ہے وہ زیاں کار ہے۔ ہلاک اور مردود ہو جائے گا۔ بدو نے یہ دیکھ کر منہ پھیرلیا۔ اور ہنس کر کہا۔ کہ مجھے آسمان و زمین کے خدا کی قسم۔ جب میں پہلے جناب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو جناب سے بڑھ کر روئے زمین پر میرا کوئی دشمن نہ تھا۔ لیکن اب روئے زمین پر آپ سے بڑھ کر میرا کوئی دوست نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ اور آپ اس کے رسول برحق ہیں۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کے بارے میں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تھے اور جناب کی پشت مبارک کی طرف کھجور کا سوکھا درخت تھا۔ آپ اس سے تکیہ لگا کر بیٹھ گئے۔ اور لوگوں کو علم دین کے بارے میں کچھ فرما رہے تھے۔ یاروں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے یارو! اب میں بہت بوڑھا ہو گیا ہوں۔ اور کمزور ہو گیا ہوں۔ اب میں کھڑا نہیں ہو سکتا۔ میرے واسطے کوئی جگہ بناؤ۔ تاکہ میں تمہیں بیٹھ کر دیکھ سکوں اور باتیں کر سکوں۔ جناب کی خاطر یاروں نے تین پائیوں کا منبر بنایا۔ اور تیار کر کے مسجد میں رکھ دیا۔ آپ نے ممبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھا۔ اور دو دئے۔ اس لکڑی سے رونے کی ایسی آواز آئی جیسے اونٹ اپنے بچے کے لئے واویلا کرتا ہے۔ جسے سب

Marfat.com

یاروں نے سنا۔ جس سے دل کباب ہو گئے۔ وہ اسی طرح رویا کی۔ آخر جب آنجناب ؑ منبر سے اترے تو اس لکڑی کو بغل میں لیا۔ تب اس کا رونا تھما۔ آنجناب نے پوچھا اے لکڑی! اب میں بوڑھا اور کمزور ہو گیا ہوں۔ کھڑا نہیں ہو سکتا۔ تو اپنی آرزو ظاہر کرتا کہ میں تیرے حق میں دعا کروں۔ اور قیامت تک ہری بھری رہے۔ اور لوگ تیرا میوہ کھائیں۔ اگر تو چاہتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ بہشت میں تجھے درخت بنا دے۔ تو بھی بتا۔ اس نے عرض کی۔ کہ میں دنیا میں درخت بننا نہیں چاہتی۔ بہشت میں درخت بننا چاہتی ہوں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کے دوست میرا پھل کھائیں۔ پھر آنجناب نے منبر پر کھڑے ہو کر اس کے حق میں دعا فرمائی۔ اور فرمایا۔ اے یارو! دیکھو اس درخت کو نہ ثواب ہے۔ نہ عذاب۔ پھر دنیا سے بھاگتا ہے۔ اس لئے تمہیں بدرجہ اولے مناسب ہے۔ کہ اس جہان کو اس جہان پر ترجیح دو۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات لکھنے لگوں۔ تو ایک سو بیس سال تک بھی ایک صفت نہیں لکھی جا سکتی۔ اس لئے اتنے پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تمہیں اور تمام مسلمانوں کو آنجناب کے علم کے زیر سایہ رکھے۔

الحمدللہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل — ۱۵ —

نیکی اور بدی

بروز ہفتہ دسویں ماہ شعبان کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ نیکی اور بدی کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ مولانا محمود مولانا علاؤالدین اندیتی شیخ یوسف چندیری وال مولانا برہان الدین اور شیخ عثمان سیوستانی حاضر خدمت تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ نیکی اور بدی دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے قسمت میں لکھی ہوتی ہیں۔ لیکن نیکی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف لگا دیا ہے اور بدی میں اس کی رضا نہیں۔ انسان کو چاہیئے۔ کہ جب اس سے بدی ظہور میں آئے۔ تو اسے اپنا فعل سمجھے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا نہیں۔ لیکن قسمت میں ایسا ہی لکھا ہے۔

بعد ازاں اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ تحفتہ الاخبار میں آیا ہے۔ کہ عزیز پیغمبر علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا۔ کہ اے بار خدایا۔ جبکہ تو نے بندوں کی قسمت میں نیکی بدی لکھ دی ہے۔ تو بندے کس طرح تقدیر سے پھر سکتے ہیں۔ اور جب وہ گناہ کرتے ہیں۔ تو پھر تو انہیں عذاب کیوں کرتا ہے۔ اس میں حکمت کیا ہے۔ فوراً اس پر وحی نازل ہوئی۔ اور کہا گیا۔ کہ اے عزیز! اگر پھر تو مجھ سے یہ مسئلہ پوچھے گا۔ تو تیرا نام پیغمبروں کے دفتر سے کاٹ دیا جائے گا۔ کیونکہ میں بادشاہ ہوں۔ اپنی سلطنت میں جس طرح چاہوں کروں۔ کوئی مجھ سے پوچھ نہیں سکتا۔ اور نہ ہی میری سلطنت میں چون و چرا جائز ہے۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ کسی کمینے نے خواجہ ابو سعید ابوالخیرؒ کی گردن پر مکا مارا آپ نے مڑ کر دیکھا۔ تو اس نے کہا دیکھتے کیا ہو۔ کیا آپ ہی نے نہیں کہا تھا۔ کہ نیکی بدی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ فرمایا۔ ٹھیک ایسا ہی ہے۔ لیکن دیکھتا تو یہ ہوں۔ کہ کس بدبخت کو اس کام کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ اور کس کا منہ کالا کیا گیا ہے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ ابدالوں کے

Marfat.com

ہمراہ عالم طیر میں تھے۔ سمندر کنارے پہنچ کر عالم تفکر میں کھڑے تھے۔ کہ اتنے میں سوداگروں کے اسباب سے بھرا ہوا جہاز ڈوبنے لگا۔ قاضی صاحب کے دل میں خیال آگیا۔ آسمان کی طرف منہ کر کے عرض کی۔ یاالٰہی اسے بچا لے۔ چنانچہ جہاز بچ گیا۔ ابدالوں نے جب سنا۔ تو قاضی صاحب کو فرمایا۔ کہ آپ ہمارے ہمراہ رہنے کے قابل نہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے کچھ واسطہ نہیں۔ آپ نے تقدیر کے برخلاف کام کیا ہے۔ پس جو برخلاف ہو۔ وہ ہماری صحبت کے لائق نہیں۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ قاضی صاحب نے صرف اتنی بات ان کی رضا کے بغیر کی تو بیس سال ان کی صحبت سے دور رہے۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاروں کو فرمایا کرتے تھے۔ کہ جب میں تقدیر کے معاملے میں گفتگو کر رہا ہوں۔ تو دور جا کھڑے رہا کرو۔ اور مجھ سے کوئی سوال نہ کیا کرو۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ میں نے شیخ الاسلام فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ' العزیز کی زبان مبارک سے سنا ہے۔ کہ ایک مرتبہ مغلوں نے نیشاپور پر حملہ کیا۔ تو اس شہر کے خلیفہ نے کسی کو خواجہ فریدالدین عطار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا۔ کہ دعا کریں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ اب دعا کا وقت گذر چکا ہے۔ اب تقدیر پر شاکر رہ کر بلائے الٰہی کے لئے مستعد رہو۔

بعد ازاں درویشوں کی دعا کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ درویشوں کے پاس آگ بھی ہے اور پانی بھی۔ (یعنی رحم بھی اور قہر بھی)

پھر فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ مصر میں کوئی گدڑی پوش درویش آیا۔ تین دن تک اس شہر میں بھیک مانگتا پھرا۔ لیکن کچھ نہ ملا۔ آخر تین دن کے بعد دریائے نیل کے کنارے جا بیٹھا۔ ایک مچھلی دریا سے کنارے پر جا پڑی اسے پکڑ کر شہر میں لایا۔ جس سے آگ مانگتا تھا۔ کوئی نہیں دیتا تھا۔ شہر کے بیچ میں کھڑے ہو کر آسمان کی طرف منہ کر کے کہا۔ کہ اے پروردگار! اگر تین دن کے بعد مچھلی دی ہے۔ تو آگ بھی دے۔ اتنا کہنا ہی تھا۔ کہ شہر کے ایک کنارے پر آگ لگی۔ شور مچ گیا۔ ساری خلقت شہر سے نکل

Marfat.com

گئی۔ خلیفہ شہر بھی باہر نکل گیا تین دن تک برابر آگ بھڑکتی رہی۔ خلیفہ نے اولیائے طریقت خواجہ ذوالنون مصریؒ کی خدمت میں آدمی روانہ کئے۔ کہ خلقت عاجز آگئی ہے۔ دعا کریں کہ یہ آگ بجھ جائے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ ہم نے دعا کی ہے۔ یہ دنیاوی آگ نہیں۔ یہ کسی درویش کے دل سے نکلی ہوئی ہے۔ اسے ڈھونڈو۔ شائد اس کی دعا سے بجھ جائے۔ جب شہر میں تلاش کی۔ تو آگ کے اندر درویش کو کھڑے ہوئے اور مچھلی بھونتے ہوئے دیکھا۔ جب یہ خبر خلیفہ نے سنی۔ تو خواجہ ذوالنونؒ کو ہمراہ لے کر وہاں پہنچا۔ اور عرض کی۔ کہ اے درویش! مسلمان اور ان کے گھر جلے جا رہے ہیں اللہ سے دعا کر۔ درویش نے خواجہ صاحب کو مخاطب کر کے کہا۔ کہ صاحب! تین دن سے اس شہر میں ہوں۔ مچھلی کے لئے آگ مانگی تھی۔ کسی نے نہ دی۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ پھر شہر کیسے نہ جلے! الغرض اس درویش نے آسمان کی طرف منہ کر کے کہا یا الٰہی اب میری مچھلی بھن گئی ہے۔ تو اپنی آگ لے لے۔ اسی وقت آگ بجھ گئی۔ گویا کبھی لگی ہی نہ تھی۔

بعد میں فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ کسی شہر میں جمعہ کی رات ستر مرتبہ زنا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا۔ کہ دن نکلنے سے پہلے اس شہر کو اکھیڑ کر پھینک دو۔ فرشتے جب آمادہ ہوئے کہ اس میں آگ لگائیں۔ تو قضا کار اسی شہر سے صبح کو ستر اذانوں کی آواز آئی۔ اللہ تعالیٰ نے فورا" فرمایا۔ کہ ایسا نہ کرنا۔ شہر کو تباہ نہ کرنا۔ عرض کی۔ کیوں۔ فرمایا۔ میں نے ستر اذانوں کی آواز سنی ہے۔ سو ستر زنا کو ان کے عوض معاف کر دیا ہے۔

الحمد للہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل ـــ ۴۲ ـــ

نفس پر قابو پانا

پھر آرزوئے نفس کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ حق تعالٰی کے اولیاء اور دوستوں نے کئی کئی سال نفس کی آرزو کو پورا نہیں کیا۔ اور اسے بری طرح مارا ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ خواجہ سری سقطی قدس اللہ سرہ العزیز کو پانچ سال نئے کوزے میں سرد پانی پینے کی خواہش رہی لیکن نہ پیا ہر روز نفس کو یہی وعدہ دیتے کہ دیکھو آج کل پی ہی لوں گا پانچ سال بعد ایک روز مصلے پر بیٹھے زبان سے یہ الفاظ نکل گئے۔ لڑکی نے سن کر پانی لا دیا اس وقت آپ نماز میں مشغول تھے۔ نیند نے غلبہ کیا۔ تو سجدہ ہی میں سو گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ آسمان سے ایک حور بہشتی زیوروں سے آراستہ آپ کے گھر میں آئی ہے اور خواجہ صاحب کے نزدیک آکر کھڑی ہو گئی ہے۔ پوچھا اے صورت زیبا ! تو کون ہے؟ کہا۔ میں حور ہوں اور بہشت سے آئی ہوں۔ پوچھا۔ تو کس کی ملکیت ہے۔ کہا اب تک تو آپ کی ملکیت تھی۔ لیکن اب اور کی ہوا چاہتی ہوں۔ پوچھا۔ وجہ۔ کہا۔ جو نئے کوزے میں سرد پانی پئے ہیں اس کی نہیں رہتی۔ یہ کہہ کر کوزہ توڑ ڈالا اور پانی گرا دیا۔ جب خواجہ صاحب بیدار ہوئے۔ تو کیا دیکھتے ہیں۔ کہ فی الواقعہ کوزہ ٹوٹا ہوا ہے۔ اور پانی گرا ہوا ہے۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ یہ ان لوگوں کا حال ہے جو نئے کوزے اور سرد پانی کی خواہش کرتے تھے۔ ان لوگوں کی کیا حالت ہو گی۔ جو سربسر دنیاوی لذتوں کے درپے رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو آخری نعمت سے کچھ حصہ حاصل نہیں اور نہ ہی ہو گا۔

پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ جامع حکایات میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ خواجہ ابو تراب نخشبی زاہد قدس اللہ سرہ العزیز بارہ سال تک سفید روٹی اور مرغی اور انڈے کی آرزو کرتے رہے۔ اور نفس کو وعدہ دیتے رہے ایک روز عصر کی نماز کے وقت وضو کرنے

Marfat.com

کے لئے باہر نکلے۔ تو ایک لڑکے نے اٹھ کر آپ کا دامن پکڑ لیا۔ اور شور مچایا۔ کہ یہی چور ہے۔ جس نے کل میرا اسباب زبردستی سے لے لیا تھا۔ آج پھر آیا ہے۔ کہ کچھ اور چرا لیجائے لوگ جمع ہو گئے۔ اتنے میں لڑکی کے باپ نے آکر آپ کی گردن پر مکا مارا اور کہا۔ کہ جو اسباب کل لے گئے تھے۔ اور آپ گنتے رہے۔ ٹھیک ساٹھ لگے لگے۔ اتنے میں ایک آدمی نے آکر آپ کو پہچانا۔ اور سر قدموں پر رکھ دیا۔ اور پھر لوگوں کو کہنے لگا۔ کہ تم غلطی پر ہو۔ یہ چور نہیں۔ یہ تو خواجہ ابو تراب زاہد ہیں۔ لوگ معافی مانگنے لگے۔ تو فرمایا۔ کہ جب تم مارتے تھے۔ ساتھ ہی میں معاف کئے جاتا تھا۔ الغرض وہ شخص خواجہ صاحب کو گھر لے گیا۔ شام کے وقت کھانا جو آیا۔ تو وہ اتفاقاً" نان سفید اور مرغی کا انڈا تھا۔ خواجہ صاحب نے جب ہاتھ بڑھایا۔ تو نان سفید اور مرغی کا انڈا دیکھ کر کھانے سے ہاتھ اٹھا لیا۔ اس شخص نے بہتیری منت و سماجت کی۔ لیکن آپ نے ہرگز نہ کھایا۔ اور فرمایا۔ کہ صاحب! آج اس کھانے کا صرف خیال ہی میرے دل میں آیا تھا۔ جس کی وجہ سے میری یہ درگت ہوئی۔ اگر میں اسے کھاؤں۔ تو شاید کن کن مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے۔ بغیر کھائے اٹھ کر چلے گئے۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ خواجہ حبیب عجمی قدس اللہ سرہ العزیز بیس سال تک بریانی کی خواہش کرتے رہے لیکن نہ کھائی۔ اور نفس کی مراد پوری نہ ہوئی۔ ایک روز بازار سے گذر رہے تھے۔ کہ بریانی فروخت ہوتی ہوئی دیکھی۔ دو پیسوں کی خرید کر آستین میں رکھ کر روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں لڑکے کھیل رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ کہ میں عجمی کا دوست ہوں۔ مجھے آج ساتواں فاقہ ہے۔ جب آپ نے یہ بات سنی۔ تو اسی وقت بریانی آستین سے نکل اسے دیدی۔ اور خود چلے گئے۔ اور نفس کی بیس سالہ آرزو پوری نہ کی۔

اس کے بعد خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ خواجہ ذوالنون مصری قدس اللہ سرہ العزیز کو بارہ سال تک سکیا (ایک قسم کی آش جو گیہوں۔ سرکے۔ مصری۔ گوشت اور کشمش سے تیار کی جاتی ہے)۔ کی آرزو رہی۔ لیکن ہر روز نفس کو وعدوں ہی میں ٹالتے رہے۔ ایک دفعہ جب عید کے دن نماز پڑھ کر گھر آئے۔ تو ایک شخص

Marfat.com

چند روٹیاں اور سکیا لایا۔ خواجہ صاحب نے مسکرا کر فرمایا۔ کہ اے نفس ! تو تو خوش ہو گا۔ کہ آج سکیا کھاؤں گا۔ مجھے اللہ تعالیٰ کے جلال کی قسم میں تجھے نہیں دوں گا۔ یہ کہہ کر ان عزیزوں کو جو حاضر خدمت تھے کھلا دیا۔ اور خود نہ کھایا۔ اسی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ جو ارشاد فرماتے ہیں کہ سکیا کو میری خاطر جو رسول اللہ ہوں کھا لے۔ مجھے حکم ہوا ہے۔ کہ جاکر ذوالنون مصری کو کہو۔ کہ نفس کی مراد پوری کرے۔ کیونکہ میری رضاء اسی میں ہے۔ جب خواجہ صاحب بیدار ہوئے۔ تو رو کر فرمایا۔ کہ میں کیا کروں۔ اگر شفیع المذنبین سفارش نہ کرتے تو ساری عمر ہی سکیا نہ کھاتا۔ لیکن کیا کروں مجبور ہوں۔ اتنے میں ایک اور شخص کچھ روٹیاں اور سکیا لایا۔ آپ نے تھوڑا سا کھایا۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ خواجہ ابراہیم ادہم رحمتہ اللہ علیہ نے چالیس سال تک میوہ نہ کھایا لوگوں نے کہا۔ کہ اس زمین کے میوے کا کچھ مضائقہ نہیں۔ پھر آپ کیوں نہیں کھاتے۔ فرمایا۔ مسلمانو ! اس کے دو سبب ہیں۔ ایک یہ کہ جس زمین میں یہ میوہ ہوتا ہے۔ وہ زمین لشکر کے قبضے میں ہے۔ دوسرے نفس سے میری ضد ہے۔ کہ یہ میوہ تجھے نہیں دوں گا۔

پھر خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ میں نے سلوک اولیاء میں یہ لکھا دیکھا ہے۔ کہ خواجہ ابراہیم خواص رحمتہ اللہ علیہ بارہ سال تک میٹھے انار کی خواہش کرتے رہے۔ ایک روز آپ کے روبرو لایا گیا کہ یہ آپ کی آرزو تھی۔ بارہ سال بعد اگر اسے استعمال کر لو۔ تو بہتر ہو گا۔ خواجہ صاحب نے مسکرا کر فرمایا۔ کہ جس روز میں زندہ تھا۔ اور زندگی کی کچھ امید بھی تھی۔ میں نے نہ کھایا۔ اب جبکہ چلنے کا وقت آگیا ہے۔ میں ہرگز نہیں کھاؤں گا۔

اس کے بعد خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ طریقت میں عارف وہی شخص ہے جو آپ (خواجہ ابراہیم خواص ؒ) کا سا ہو۔ اور واقعی آدمی کی کمالیت بھی ایسی ہی ہونی چاہیے۔ جیسی خواجہ ابراہیم خواص ؒ کو حاصل تھی۔۔ کہ مرتے وقت بھی انار نہ کھایا۔

Marfat.com

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ میں نے تحفتہ العارفین میں لکھا دیکھا ہے۔ مولانا علاؤ الدین بدایونی قدس اللہ سرہ العزیزی لکھتے ہیں۔ کہ خواجہ بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ العزیز تیس سال تک سیب کی آرزو کرتے رہے۔ لیکن نفس کی یہ آرزو پوری نہ کی۔ چنانچہ ایک مرد نے جب کچھ سیب لاکر آپ کو دیئے۔ تو آپ نے ہاتھ میں لے کر مسکرا کر فرمایا۔ کہ اگر میں نفس کی یہ آرزو پوری کروں۔ تو وہ مجھ پر غالب آجائے گا پھر تو میں کچھ بھی نہ ہوا۔ اور جو شخص ایسا کرتا ہے۔ وہ اہل معنی کے نزدیک ہیچ ہے۔ اور اس کے عمل میں مستی واقع ہو جاتی ہے۔ یہ کہہ کر حاضرین کو سیب دے دیئے۔ اور خود نہ کھائے۔

بعد ازاں اسی موقع کے مناسب زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ شیخ الاسلام فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز انگور کو بہت پسند فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک روز نفس نے تقاضا کیا۔ کہ انگور ضرور لانے چاہئیں۔ خواجہ صاحب تفکر کی حالت میں تھے۔ قسم کھائی۔ کہ بقیتہ العمر انگور نہیں کھاؤں گا اور "اے نفس! میں یہ تیری آرزو کبھی پوری نہیں کروں گا۔ مولانا بدرالدین اسحٰق رحمتہ اللہ علیہ جو دن رات آپ کی صحبت میں رہتے۔ قسم کھا کر فرماتے ہیں۔ کہ خواجہ نے باقی عمر میں کبھی انگور نہیں کھائے۔ تاکہ نفس غالب نہ آجائے۔

الحمد للہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل ـــ ۱۷ ـــ

اہل تحیر

اتوار کے روز پانچویں ماہ شوال کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ مولانا شمس الدین یحیٰی۔ مولانا نصیر الدین گیاہی مولانا وجیہہ الدین بابلی۔ اور مولانا برہان الدین غریب حاضر خدمت تھے۔ اہل تحیر کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی تو زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ طریقت میں عارف وہ شخص ہے۔ جو ہر لحظہ عالم تفکر میں رہے اور کسی آنے جانے والے یا خلق وغیرہ کی اسے خبر نہ ہو۔ اور عالم غیب سے ہر دم اس پر ایک خاص حالت طاری ہو۔

اسی موقع پر فرمایا۔ کہ ایک روز شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز بیٹھے تھے۔ ارد گرد درویش بیٹھے تھے۔ سلوک کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ کہ شیخ صاحب پر حالت طاری ہوئی چنانچہ سات دن رات تک عالم تحیر میں رہے۔ کہ اپنے آپ کی مطلق خبر نہ تھی۔ نماز کے وقت نماز ادا کر کے پھر عالم تحیر میں محو ہو جاتے۔

بعد ازاں ایک عزیز نے جو حاضر خدمت تھا۔ آداب بجا لا کر عرض کی۔ کہ میرے ایک یار نے جو واصل حق تھا۔ یہ حکایت بیان کی۔ کہ ایک دفعہ میں نے بدخشاں میں چند سیاحوں کو دیکھا۔ جو صاحب نعمت درویش تھے۔ ایک مہینے تک وہ عالم تحیر میں رہے اور آسمان کی طرف ٹکٹکی جمائے رہے۔ کسی آنے جانے والے کی انہیں مطلق خبر نہ تھی۔ لیکن نماز وقت پر ادا کر لیتے۔

پھر خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ شیخ الاسلام فرید الحق والدینؒ کی عادت تھی کہ جب کبھی عالم تحیر میں مشغول ہوتے۔ تو ہر روز ہزار بار سجدہ کرتے۔ جب آپ کی آنکھوں سے خون بہ نکلا۔ تو عالم صحو میں آتے۔

بعد میں اِنہی معنوں کے موافق یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ خواجہ جنید بغدادی قدس اللہ سرہٗ العزیز نے بیس سال تک کسی سے گفتگو نہ کی۔ اور آپ کو معلوم نہ ہوا۔ کہ

Marfat.com

کون سا دن' مہینہ یا سال ہے۔ جب آپ تحیر میں ہوتے۔ تو دس دن رات کھڑے رہتے۔ اور آپ کے پاؤں پھٹ جاتے۔ اور خون نکل آتا۔

پھر کرامات کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ مولانا نجم الدین اصفہانی مجاور خانہ کعبہ قدس اللہ سرہ' العزیز خانہ کعبہ کے دروازے کے پاس شاگردوں کو سبق پڑھا رہے تھے۔ اور سلوک کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ کہ مولانا پر رقت طاری ہوئی اور عالم سکر میں محو ہو کر مستم مستم (میں مست ہوں میں مست ہوں) پکار اٹھے۔ آواز آئی۔ کہ اے نجم الدین یہ کیسا نور ہے۔ خاموش رہ تاکہ مستوں کی حد زائل نہ ہو۔

بعد ازاں آپ کی بزرگی کے بارے میں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ آپ بیٹھے ہوئے تھے۔ اور گرداگرد اور صوفی بیٹھے تھے۔ اتنے میں آپ نے سر اوپر اٹھا کر دیکھا۔ پھر سر نیچا کر کے اس طرح زار زار روئے۔ کہ حاضرین پر بھی اس کا اثر ہوا۔ پھر فرمایا۔ کہ جب میں نے آسمان کی طرف نگاہ کی۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ آسمان کے دروازے کھلے ہیں۔ اور مقرب فرشتے ہاتھوں میں نور کے تھال لئے منتظر کھڑے ہیں۔ بار بار فرشتوں کو حکم ہوتا ہے۔ کہ یہ نوری تھال مولانا نجم الدین اور اس کے اصحاب کے سروں پر نثار کرو۔ جب فرشتے اس کام سے فارغ ہوئے۔ تو لب ہلاتے تھے۔ میں نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔ یااللہ یہ کیا کہتے ہیں؟ آواز آئی۔ کہ اے نجم الدین! یہ کہتے ہیں کہ اے پروردگار! تو ہمیں مولانا نجم الدین کے علم و تقویٰ کی حرمت سے بخش۔ اور رویا میں اس لئے تھا۔ کہ دیکھو۔ اس مشت خاک کے حق میں کیا کیا فضل و کرم کرتا ہے۔

اس کے بعد اسی موقع کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ سید نور الدین نور اللہ مرقدہ' جمعرات کو وعظ کر رہے تھے۔ مولانا کرمانی علیہ الرحمتہ بھی حاضر تھے۔ جب سید صاحب نے وعظ ختم کیا تو حاضرین کو فرمایا۔ اے عزیزو! آئندہ جمعرات کو اس جہان فانی سے سفر کر جاؤں گا۔ صرف یہی ہفتہ آپ کا مہمان ہوں۔ اتنے میں مولانا علاؤالدین کرمانیؒ نے اٹھ کر فرمایا۔ کہ واقعی ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ سید صاحب فرماتے ہیں۔

Marfat.com

جمعرات کو آپ سفر کریں گے۔ اور جمعہ کے روز میں۔ یہ سن کر مجلس سے نعروں کی آواز آئی۔ آخر ویسا ہی ہوا۔ جیسا سید صاحب اور مولانا علاؤالدین کرمانی نے فرمایا تھا۔

بعد میں اسی موقع کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک روز شیخ بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ' العزیز بیٹھے تھے۔ ایک آدمی آیا۔ اور آداب بجا لا کر بیٹھ گیا۔ شیخ صاحب پر حالت طاری ہوئی۔ تو آپ بار بار پاؤں پھیلاتے اور پھر سکیڑ لیتے۔ اس آدمی نے بھی پاؤں پھیلائے۔ لیکن جب سکیڑنے چاہے تو سکیڑ نہ سکا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ تجھے ان گستاخیوں سے کیا واسطہ۔ ہم جانیں یا ہمارا دوست۔ جس نے ہمیں فرمایا تھا۔ پھر اس کو فرمایا۔ کہ پاؤں سکیڑ لے۔ جب یہ الفاظ آپ کی زبان مبارک سے نکلے۔ تو اس نے پاؤں سکیڑ لئے۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ خواجہ ابراہیم ادھم رحمتہ اللہ علیہ مسجد میں چوکڑی لگائے بیٹھے تھے۔ فرشتہ غیبی نے آواز دی۔ کہ اے ابراہیم! کیا بادشاہوں کے روبرو اس طرح بیٹھا کرتے ہیں کہا آئندہ اس طرح نہ بیٹھوں گا۔ چنانچہ آخری دم تک پھر آپ کو اس طرح بیٹھا کسی نے نہ دیکھا۔

اس کے بعد بہشت کی صفت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ امام زاہدی کی تفسیر میں میں نے لکھا دکھا ہے۔ کہ حق تعالیٰ نے آٹھ بہشت پیدا کئے ہیں۔ اور آٹھ دروازے جن میں سے ہر ایک دروازہ چالیس سالہ راہ کے برابر فراخ ہے۔ جب مومنوں کو بہشت میں جانے کا حکم ہو گا۔ تو یک بارگی اس قدر خلقت داخل ہو گی۔ کہ دروازے گر پڑیں گے۔

پھر فرمایا۔ کہ ناصری لبی رحمتہ اللہ علیہ کی تفسیر میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے چار بہشت عدن۔ خلد۔ نعیم اور فردوس پیدا کئے ہیں۔ پھر ان میں سے ہر ایک میں اس قدر بہشت بنائے ہیں۔ کہ اگر ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں۔ اور ہر ایک ٹکڑا دانہ سپید کے برابر ہو۔ تو ان ٹکڑوں کی تعداد کے برابر ان بہشتوں کی تعداد ہو۔ اور ان بہشتوں میں سے ہر ایک اس قدر وسیع ہے۔ کہ جس قدر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ہیں۔ قیامت کے دن جس کو تھوڑے سے تھوڑا حصہ

Marfat.com

بہشت کا ملے گا۔ وہ بھی اس دنیا سے سات گنا ہو گا۔

بعد ازاں زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ میں نے امام مجاہد کی تفسیر میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے بہشت میں ایسے درخت بھی پیدا کئے ہیں۔ جن کے تنے سونے کے، جڑیں چاندی کی، شاخیں زبرجد کی ہیں اور ان کے میوے دودھ سے سفید۔ انگبین سے میٹھے اور مکھن سے نرم ہیں۔ اور ان میووں کے چھلکے نہیں۔ اگر بہشتی ان میووں کی آرزو کریں گے۔ اور درخت کے نزدیک آئیں گے تو خود بخود وہ میوے ان کے پاس آجائیں گے۔ اور جب کھا چکیں گے۔ تو پھر اڑ کر اپنی جگہ جا لگیں گے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ان میں کمی نہ آئے گی۔

پھر خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ اس وقت انسان بیٹھتے اٹھتے اور سوتے جس کی خواہش کرے گا سب بن مانگے مہیا ہو جائے گا۔

پھر فرمایا۔ کہ ان درختوں کا سایہ اس قدر ہو گا۔ کہ اگر گھوڑے کا سوار سو سال گھوڑا دوڑائے جائے تو بھی ایک درخت کے سایہ تلے سے نہیں گزر سکے گا۔

بعد میں فرمایا۔ کہ امام ابو لیث سمرقندی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے بہشت میں ایک سیب اس قسم کا پیدا کیا ہے۔ کہ جب مومن شخص اسے دو ٹکڑے کرے گا۔ تو اس میں سے ایسی حور ملے گی۔ جس کی صفت کا بیان نہیں ہو سکے گا۔

پھر فرمایا۔ کہ بہشت میں طوبیٰ نام ایک درخت ہے۔ جس کی شاخیں بہشت کے ہر ایک کمرے میں موجود ہوں گی۔ اور جس کی جڑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمرے میں ہو گی۔ اس درخت میں اس قدر لباس اور تاج ہیں۔ جن کی تعداد وہم و فہم میں نہیں آسکتی۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ اس درخت پر جانور مختلف آوازوں سے طرح طرح کے گیت گائیں گے اور جب بہشتیوں کو ضرورت ہو گی۔ تو آدھا بھنا بھنایا اور آدھا پکا ہوا پرند ان کے پاس آجائے گا۔ اور جب حسب دلخواہ کھا چکیں گے۔ تو پھر فرمان الٰہی سے وہ پرند اڑ کر درخت پر جا بیٹھے گا۔

Marfat.com

پھر مولانا وجیہہ الدین باہلیؒ نے عرض کی۔ کہ میں نے امام ابواللیث سمرقندیؒ کی تفسیر میں لکھا دیکھا ہے آپ جنات عدن ید خلونہا' کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ کہ بہشت میں اللہ تعالیٰ نے ایسی حوریں بھی پیدا کی ہیں جو پاؤں سے زانو تک زعفران کی اور زانو سے سینے تک کستوری کی اور سینے سے گردن تک عنبر کی اور گردن سے سر تک سفید کافور کی بنی ہیں۔ اگر ان میں سے ایک حور دنیا پر نگاہ ڈالے۔ تو ساری تاریکی دور ہو جائے۔ ان میں سے ہر ایک ستر لباس پہنے ہوئے ہو گی۔ جن میں سے ہر لباس کا نور آفتاب کی روشنی کے برابر ہو گا۔ اور ان کی پنڈلیوں کا مغز اس طرح شفاف ہے۔ جیسے شیشہ۔ ہر ایک کے گیسو ستر تھالوں میں رکھے ہوئے ہیں اور سینے پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں۔ جن پر لکھا ہے۔ کہ جس کسی کو اس قسم کی حور درکار ہو۔ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے۔ جب ان سے صحبت کی جائے گی۔ تو ہر مرتبہ باکرہ ہوں گی۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ شاہ شجاع کرمانی قدس اللہ سرہ' العزیز نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک بہشتی حور آپ کے گھر آئی ہے۔ خواجہ صاحب اس سے لپٹنے لگے تو اس نے کہا۔ میرا دامن وہ شخص پکڑ سکتا ہے۔ جو دن کو دن اور رات کو رات نہ سمجھ کر ہر وقت یاد الٰہی میں رہے۔ اور سوائے عبادت الٰہی کے کسی اور کام میں مشغول نہ ہو۔ یہ کہہ کر نظر سے غائب ہوئی۔ جب شاہ شجاع بیدار ہوئے۔ تو پھر چالیس سال تک زندہ رہے لیکن اس عرصے میں ہرگز نہ سوئے۔

اس کے بعد یعقوب علیہ السلام کے بارے میں زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ یعقوب علیہ السلام کو جب کبھی بھوک لگتی۔ تو یوسف علیہ السلام کے نام کا ورد کرتے۔ اور جب پیاس لگتی تو بھی ایسا ہی کرتے۔ بھوک پیاس جاتی رہتی چنانچہ حکم الٰہی ہوا۔ کہ اگر پھر یوسفؑ کا نام لو گے تو تمہارا نام پیغمبروں کے دفتر سے کاٹ دیا جائے گا۔ آپ نے جبرائیل علیہ السلام کو کہا۔ کہ یہ تازیانہ ادب اس روز مارنا چاہئے تھا۔ جب یوسفؑ کی محبت میں دل گم گشتہ ہوا تھا۔ اسی روز کہہ دیا ہوتا۔ کہ یوسف سے دل نہ لگانا پھر یعقوب علیہ السلام نے یوسفؑ کی بہنوں کو کہا۔ کہ تم یوسفؑ کا نام لیا کرو۔ اور میں سنا کروں۔ چنانچہ ایسا ہی کرتے رہے۔ اور دل کو تسلی دیتے رہے۔

Marfat.com

پھر خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر یہ شعر زبان مبارک سے فرمایا۔

گر ہیچ نباشد کہ کسے بنشانم　　تا نام ترا کیرب و من مے شنوم

بعد ازاں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ جب حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہما السلام کی ملاقات ہوئی۔ اور فراق وصل سے بدل گیا اور بغل گیر ہوئے۔ تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے آپ کو لاغر پا کر فرمایا۔ اے جان پدر! میں تو تیرے فراق میں لاغر ہو گیا۔ مگر تو تو ناز و نعمت میں تھا تو کیوں لاغر ہو گیا۔ عرض کی۔ ابا جان! جب نعمتوں کا دستر خوان میرے پاس لایا جاتا۔ تو میں کھانا چاہتا تو فورا" جبرائیل آکر طعنہ مارتا۔ کہ یعقوب علیہ السلام نے کئی سالوں سے تیرے فراق میں کھانا نہیں کھایا۔ تیرا دل کس طرح چاہتا ہے کہ رنگا رنگ کی نعمتیں کھائے۔ یہ سن کر وہ نعمتیں زہر ہو جاتیں اور میں ایک ایک دو دو روز کا فاقہ کرتا۔

اس کے بعد میں (مؤلف کتاب) نے آداب بجا لا کر عرض کی۔ کہ یہ یوسف علیہ السلام مرسل تھے۔ آپ کے فرزند کیوں پیغمبر نہ ہوئے۔ خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ اس کا سبب یہ ہے۔ کہ جب باپ بیٹوں کی ملاقات ہوئی۔ تو یوسف علیہ السلام سوار تھے۔ گھوڑے پر سے نہ اترے۔ یعقوب علیہ السلام نے اسی حالت میں آپ کو بغل میں لیا۔ فورا" فرمان الٰہی ہوا۔ کہ اے یوسفؑ! تو نے جو یعقوب علیہ السلام کی بے ادبی کی ہے یعنی گھوڑے پر سے نہیں اترا۔ اس کے پاداش میں جو تیرا فرزند ہو گا۔ وہ پیغمبر نہیں بنایا جائے گا۔

بعد ازاں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ جب یوسف علیہ السلام اور زلیخا کو نگار خانے میں ایک جگہ اکٹھا کیا گیا۔ تو یوسف علیہ السلام نے زلیخا کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہا۔ اور زلیخا سے ہم بستری کرنی چاہی تو دیوار پھٹ گئی اور یعقوب نمودار ہوئے اور فرمایا۔ اے یوسف! یعقوب کی اولاد زنا نہیں کرتی۔ یوسفؑ نعرہ مار کر باہر دوڑ گئے۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ نیشاپوری علماء کی تفسیر میں میں نے لکھا دیکھا ہے کہ جس روز یوسف علیہ السلام اور زلیخا ایک جگہ اکٹھے تھے۔ تو ابلیس لعین ساتویں زمین کے نیچے تخت بچھائے بیٹھا تھا اور دائیں بائیں اس کے کارکن

Marfat.com

کھڑے تھے۔ کارکنوں کو کہا۔ کہ آج میں نے ایسا کام کیا ہے کہ اگر وہ مکمل ہو گیا۔ تو ابراہیم خلیل اللہ کی ساری آل نگوں سار دوزخ میں ڈالی جائے گی۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ خواہ لاکھوں ابلیس درپے کار ہوں۔ اسے ذرہ بھر ضرر نہیں پہنچتا چنانچہ یوسف علیہ السلام کو قدیمی دشمن (ابلیس) نے بہتیرا چاہا۔ کہ ملامت کی گرد آپ کے دامن پر لگے۔ لیکن چونکہ اللہ خود حافظ و ناصر تھا۔ آپ کو ضرر نہ پہنچا۔

بعد اس کے خواجہ بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ العزیز کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ ایک روز لوگوں نے شیطان کو خواجہ صاحب کے محلہ میں سولی پر دیکھا۔ اور خواجہ صاحب نے اس کا ذکر کیا۔ فرمایا۔ کہ اس نے عہد کر لیا تھا۔ کہ جب تک آپ زندہ رہیں گے۔ میں بسطام میں نہیں آؤں گا۔

اس نے وعدہ خلافی کی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حکم کیا ہے۔ کہ فرشتے اسے لا کر سولی پر چڑھائیں اب بھی اسے جا کر کہہ دو۔ کہ اب کی مرتبہ ہم تمہیں چھوڑ دیتے ہیں۔ لیکن اگر پھر آئے گا۔ تو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ چنانچہ جب ابلیس کو رہا کیا گیا۔ تو پھر آپ کی زندگی تک کبھی بسطام میں آنے کا نام بھی نہ لیا۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ خواجہ داؤد طائی رحمتہ اللہ علیہ سے لوگوں نے پوچھا۔ کہ آپ اپنے مجاہدے کا حال بیان فرمائیں۔ فرمایا۔ اگر میں بیان کروں۔ تو تم سننے کی تاب نہیں لا سکو گے۔ لیکن تھوڑا سا بیان کرتا ہوں۔ جو میں نے نفس سے کیا۔ وہ یہ کہ ایک روز میں نے اسے مجبور کر کے طاعت پر لگانا چاہا کہ آج کی رات ہزار رکعت نماز ادا کروں۔ لیکن اس نے موافقت نہ کی۔ سو میں نے دس سال تک اسے کھانا نہ دیا۔ اور پھر اسے مٹی کھلاتا رہا۔ تاکہ اہل جہان کو معلوم ہو جائے۔ کہ جب تک نفس کو اس طرح نہیں مارا جاتا۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ ٹھیک نہیں ہو سکتا۔

الحمد للہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل ۔۔ ۱۸ ۔۔

رویت

بروز بدھ پانچویں ماہ ذیقعد کو پابوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ رویت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ مولانا وجیہہ الدین بابلی۔ مولانا فخرالدین زاہد حاضر خدمت تھے۔ زبان مبارک سے۔ فرمایا۔ کہ خبر میں آیا ہے۔ کہ جب بندے اللہ تعالیٰ کا دیدار دیکھیں گے۔ تو دیکھتے ہی دس ہزار سال تک بے ہوش پڑے رہیں گے۔ پھر حکم ہو گا۔ کہ سر اٹھاؤ۔ جب پھر دوسری مرتبہ تجلی ہو۔ تو چودہ ہزار سال تک بے ہوش پڑے رہیں گے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ قیامت کے دن موسیٰ علیہ السلام عرش کے کنگرے پر ہاتھ مار کر اس قدر فریاد کریں گے۔ کہ ساکنان عرش اپنے تئیں بھول جائیں گے۔ پھر حکم ہو گا۔ کہ اے موسیٰ! واپس چلے جاؤ۔ دیدار کا وعدہ بہشت میں ہے۔ اور جب تک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امتیں مجھے نہ دیکھ لیں گی۔ میں کسی کو دیدار نہ دوں گا۔

بعد میں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ میں نے مولانا عمر نسفی رحمتہ اللہ علیہ کے فتویٰ میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ ایک مرتبہ امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ محلے میں سے گزر رہے تھے۔ جہاں پر کچھ لڑکے کھیل رہے تھے ایک نے ان میں سے کہا۔ کہ ٹھہر جاؤ۔ امام اعظمؒ آرہے ہیں۔ اور آج کل یہ ہر رات پانچ سو رکعت نماز ادا کرتے ہیں۔ آپ یہ سن کر جب گھر آئے تو فرمایا۔ کہ ان لڑکوں سے اللہ تعالیٰ نے کہلوایا ہے۔ کہ امام پانچ سو رکعت نماز ادا کرتا ہے۔ سو ان کے گمان کو درست کرنا چاہیے۔ آپ نے اس رات پانچ سو رکعت نماز ادا کی۔ دوسرے روز جب اس محلے میں سے گزر ہوا۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ دور ہو جاؤ امام اعظم آرہے ہیں۔ جو ہر رات ہزار رکعت نماز ادا کرتے ہیں۔ جب آپ گھر آئے تو ہزار رکعت نماز ادا کی۔ پھر خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ آپ نے اس قدر ترقی کی۔ کہ تیس سال پشت مبارک زمین پر نہ لگائی۔ اور نہ اس عرصے میں سوئے۔

Marfat.com

پھر جناب کی بزرگی کے بارے میں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ ماہ رمضان میں آپ نے ایک سو بیس مرتبہ قرآن شریف ختم کیا۔ ہر روز چار مرتبہ قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جب امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ نے سنا۔ کہ امام اعظمؒ دن میں چار مرتبہ قرآن شریف ختم کرتے ہیں۔ تو فرمایا کہ چونکہ ہم بھی آپ کے مذہب میں ہیں۔ اس لئے ہمیں بھی کچھ کرنا چاہئے۔ تاکہ قیامت کے دن آپ کے روبرو شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ پھر حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ کیا تم میں سے کوئی امام بن کر قرآن شریف ختم کر سکتا ہے۔ حاضرین میں سے کوئی اس کا متکفل نہ ہوا۔ خواجہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز نے وظیفہ مقرر کر لیا۔ کہ دس مرتبہ قرآن شریف ختم کر کے پھر کسی اور کام میں مشغول ہوں گے۔ چنانچہ صبح سے دس بجے تک دس مرتبہ قرآن شریف ختم کر کے پھر کسی اور طاعت میں مشغول ہوتے۔

بعد میں امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کی بزرگی کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ آپ ابھی بچے ہی تھے۔ تو ہر روز امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کے دروازے پر آبیٹھتے اور جو فتویٰ اندر سے آتا اسے لے کر پڑھتے۔ اور اس شخص کو فرماتے۔ کہ واپس جا کر امام صاحب سے کہو۔ کہ کتاب میں دیکھیں۔ کیونکہ یہ مسئلہ کے موافق نہیں۔ جب وہ شخص واپس جا کر امام صاحب کی خدمت میں عرض کرتا۔ اور امام صاحب اچھی طرح مسئلہ کی تلاش کرتے۔ تو واقعی ویسا ہی ہوتا۔ جیسا کہ امام شافعیؒ فرماتے۔ پھر فرماتے۔ کہ یہ لڑکا علامہ روزگار ہو گا۔ اور اس سے اللہ کی مخلوق کو بہت فائدہ پہنچے گا۔

اس کے بعد امام شافعیؒ کی بزرگی کے بارے میں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ بغداد میں قیصر روم کے قاصد آئے۔ اور ہارون الرشید سے کہا۔ کہ ہم بحث کرنا چاہتے ہیں اور وعدہ یہ ہے کہ جو عالم غالب رہے گا اسے یہ مال دیں گے۔ ہارون الرشید نے امام شافعی کو کہلا بھیجا۔ کہ آپ ان سے بحث کریں۔ آپ نے منظور فرمایا اور کہلا بھیجا۔ کہ انہیں کہہ دو۔ کل دجلہ کنارے ان سے بحث کی جائے گی۔ ہارون

Marfat.com

الرشید نے دوسرے دن ویسا ہی کیا۔ جیسا امام شافعیؒ نے فرمایا تھا۔ روم کے قاصد تخت کے پاس بیٹھے بار بار بحث کے لئے تقاضا کرتے تھے۔ ہارون رشید کہتا تھا۔ کہ امام صاحب آکر مباحثہ کریں گے۔ اتنے میں امام شافعیؒ بھی آپہنچے۔ مسلمانوں کو سلام کر کے پاؤں دریا میں رکھا۔ اور منجدھار میں مصلے بچھا دوگانہ ادا کیا۔ اور مصلے پر بیٹھے ہی۔ قاصدوں کو فرمایا کہ جو ہم سے بحث کرنی چاہتا ہے۔ یہاں آکر کرے۔ جب انہوں نے آپ کی یہ کرامت دیکھی۔ تو اٹھ کر پگڑیاں گلے میں ڈالیں۔ اور کہا کہ آپ ہی یہاں تشریف لے آئیں۔ تاکہ ہم معافی مانگیں۔ آپ تشریف لے آئے۔ سب نے قدموں پر سر رکھ دئے۔ جب یہ خبر قیصر روم نے سنی۔ تو کہا الحمدللہ۔ اگر امام صاحب یہاں تشریف لاتے تو روم کے لوگ مسلمان ہو جاتے۔ پھر اس قدر مال و اسباب بھیجا۔ جس کا کوئی شمار نہ تھا۔

بعد ازاں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ جب امام شافعیؒ کے علم کا شہرہ سارے جہان میں ہو گیا۔ تو لوگوں نے کہا کہ آپ صاحب مذہب ہونے کے لائق ہو گئے ہیں۔ کس واسطے مذہب کی بنیاد نہیں ڈالتے۔ فرمایا میری یہ بھول ہے۔ کہ مذہب کی بنیاد رکھوں۔ کیونکہ امام اعظم کے مذہب میں اور سب کچھ کر سکتا ہوں لیکن یہ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ ایک مرتبہ شیخ عبدالکریم خانی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا۔ یا ابا عبداللہ! آپ مذہب کی وجہ سے کیوں لوگوں کو تعصب میں ڈالتے ہیں؛ فرمایا۔ میں امام اعظم کے مذہب میں ہوں۔ میرے اصل و نسب میں کسی نے ایسا نہیں کیا۔ میں نے خواہ مخواہ علم میں تکلیف اٹھائی۔ اب دیکھو اللہ پر توکل کرتا ہوں۔ جیسا ہو گا دیکھا جائے گا۔ پھر میں (مصنف کتاب) نے عرض کی۔ کہ جب امام شافعی صاحب مذہب کی بنیاد رکھنے سے انکار کرتے تھے۔ تو پھر یہ مذہب کیسے جاری ہو گیا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ امام شافعیؒ امام محمد حسن کے شاگرد تھے۔ الغرض ایک دفعہ امام شافعیؒ کچھ شعر حسب حال علم امام محمد لکھ کر لائے۔ امام محمد صاحب نے انہیں دیکھا۔ تقاضائے بشریت کی وجہ سے فرمایا کہ چونکہ انہوں نے اپنے استاد کے مسائل سے اختلاف کیا ہے میں بھی ان کے مسائل سے اختلاف کروں گا۔ جب یہ خبر شیخ عبدالکریم نے سنی۔ تو کہا۔ کہ خلاف وہ شخص

Marfat.com

کرتا ہے جس نے استاد سے اجازت حاصل کر لی ہو۔ بعد ازاں امام نے بارہ آدمیوں کو اجازت دی کہ استاد کے خلاف کریں۔ پھر امام شافعیؒ نے فرمایا۔ کہ اگرچہ میں ان بارہ میں سے نہیں۔ لیکن امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کی وجہ سے مختار ہوں۔ چنانچہ فرمایا ہے و خلاف امتی رحمتہ) نیز اس خلاف سے میرا منشاء یہ ہے کہ میرا نام باقی رہے۔ اور میرے بعد میرے لئے دعا کا باعث ہو۔

بعد ازاں اللہ تعالیٰ کے غضب کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جس روز جنگ احد میں جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک اور کئی ہزار اصحاب شہید ہوئے۔ تو جناب سرور کائناتؐ شہیدوں میں سے ہر ایک کو دیکھتے تھے۔ اتنے میں جبرائیلؑ نے آکر کہا۔ کہ اٹھیئے گا۔ پوچھا اس میں کیا حکمت تھی۔ کہا۔ اس وقت تک غضب الٰہی فرد نہیں ہوا تھا۔ اگر آپ نہ لیٹتے۔ تو شائد شہید ہو جاتے۔

پھر قاضی ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں فرمایا۔ کہ جب آپ کی موت کا وقت قریب آپہنچا۔ اور یار بیمار پرسی کے لئے آئے۔ تو یہ حالت دیکھ کر غمناک ہوئے۔ پوچھا۔ کیا مسئلہ پوچھنا چاہتے ہو۔ آگے بڑھ کر مسئلہ پوچھا۔ یار خوش باہر نکلے۔ ابھی دروازے پر ہی تھے۔ کہ قاضی صاحب کا انتقال ہو گیا۔

الحمدللہ علی ذالک۔

— ☆ —

Marfat.com

فصل — ۱۹ —

مناقب امام حسنؒ

بعد ازاں امام حسن رحمتہ للہ علیہ کے مناقب کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ آپ امیرالمومنین اور امیرزادہ تھے۔ آپ نے اس قدر کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ کہ بہت سے قاضیوں کو ان کتابوں کے نام بھی معلوم نہیں۔ امام محمد رحمتہ اللہ علیہ نے "کتاب حیض" تیار کرنے کے لئے سات سو لونڈیاں خرید کی تھیں۔ دو سو ہندی سیقلانی جن کا مزاج سرد تر تھا۔ دو سو رومی جن کا مزاج سرد خشک تھا۔ اور دو سو والانی جن کا مزاج گرم خشک تھا۔ کسی سے صحبت نہ کی۔ صرف ان کے خون کی رنگتوں کو دیکھتے رہے تب کتاب حیض' تصنیف ہوئی۔

بعد میں فرمایا۔ کہ جب قاضی ابو یوسف' رحمتہ اللہ علیہ ہارون الرشید کے داماد بنے۔ تو آپ کی یہ شان ہوئی کہ مطلا لباس پہنتے ہزار غلام سنہری اور روپہلی چوبیں ہاتھوں میں لئے آپ کے آگے آگے چلتے۔ ایک روز اسی شان میں جا رہے تھے۔ تو محمد بن حسن خرقہ پہنے سامنے سے آئے۔ اور قاضی صاحب کو سلام کیا۔ جواب حسب مراد نہ پاکر بہ مقتضائے بشریت فرمایا۔ اے یوسف! تو دنیائے بے وفا پر فخر کرتا ہے۔ جو کہ پائیدار ہی نہیں۔ اور یہ شعر پڑھے ۔

بدو شهره یا بد بهمه رنگ و بوے — الا تا توانی نه پیچی سر از علم
چو خواهی که از علم خوب بهره یابی — سوائے عمل نیست حاصل ترا ز علم

پھر قاضی صاحب گھوڑے سے اتر آپ سے بغل گیر ہوئے۔ اور معافی مانگی۔ کہ میں ورد کر رہا تھا۔ اس واسطے میں نے بلند آواز سے جواب نہیں دیا۔ اور مجھ سے یہ خطا ہوئی۔ لیکن آپ پر واضح رہے۔ کہ میری نظروں میں دنیا کی کچھ وقعت نہیں۔ ذرا میری رکابوں کی طرف دیکھو۔ ایک سونے کی ہے۔ اور ایک لکڑی کی۔ یہ اس لئے کہ جب کوئی سنہری رکاب دیکھے۔ تو علم کی امید پر قدم بڑھائے۔ اور جب لکڑی کی رکاب پر نگاہ پڑے۔ تو سمجھے کہ دنیا عالم کو دھوکا نہیں دے سکتی۔ اور یہ کہ عالم شخص دنیا کی

Marfat.com

کچھ قدر نہیں کرتا۔

اس کے بعد فرمایا۔ کہ ایک روز قاضی ابو یوسف ہاتھی پر سوار جا رہے تھے۔ ایک مست علوی کندھے پر دھوبیوں کی طرح کپڑے ڈالے سامنے سے آیا۔ اور آواز دی۔ کہ قاضی صاحب میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ ٹھہر کر اس کا جواب دے جاؤ۔ آپ ٹھہر گئے۔ اور فرمایا پوچھیے۔ آپ نے ایسا کام کون سا کیا۔ جس کے سبب آپ کو یہ دولت نصیب ہوئی۔ اور میں نے کون سا فعل کیا۔ جس کی وجہ سے اس طرح پریشان ہوں۔ فرمایا۔ میں نے وہ کیا۔ جو آپ کے آباؤ اجداد نے فرمایا۔ اور آپ نے وہ کیا۔ جو میرے آباؤ اجداد نے کیا۔ یعنی علم کے درجے نے میرے سارے عیب چھپا لئے۔ خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ یہ اس واسطے ہے تاکہ اہل جہان کو معلوم ہو جائے۔ کہ درجہ علم سے بڑھ کر اور کوئی درجہ نہیں۔ اس واسطے کہ کلام الٰہی میں ہے۔ کہ والذین اوتوالعلم برجات'

پھر فرمایا۔ کہ قاضی القضات" فرماتے ہیں۔ کہ ابو حنیفہؒ نے قرآن اور حدیث سے فقہ نکالی۔ چنانچہ سورۂ بقرہ سے اور احادیث سے نو سو مسئلے نکالے۔ پھر ہر مسئلے میں بہت سے مسائل بیان کئے۔ تب اللہ کی مخلوق کو علم سیکھنے کی تحریص و ترغیب دی۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے مولانا شہاب الدین میرٹھی کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ آپ علم کی جڑ تھے۔ آپ کے یار اس کی شاخیں۔ جن بارہ کو آپ نے مخصوص کیا۔ ان کو خاص خاص کاموں کے لئے مخصوص کیا۔ چنانچہ ابو یوسف اور محمد رحمتہ اللہ علیہا کو فتویٰ کے لئے مخصوص کیا۔ پھر فرمایا۔ کہ فتویٰ کی صورت انہیں کے قول اور اجتہاد پر تھی۔ کیونکہ اصل مفتی نے انہیں اجازت دی تھی۔ اس واسطے کہ ابو یوسف کو علم بدرجہ کمال حاصل تھا۔ اور محمدؒ خود یگانہ روز گار تھے۔ اور ہمیشہ تصنیف میں مشغول رہتے۔ چنانچہ ابو حنیفہ" فرماتے ہیں۔ کہ محمدؒ بن حسن نے آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر اپنی ذات سے مسئلے پیدا کئے۔ جن سب کے جواب قاضی ابو یوسف نے دیئے۔ داؤد طائی نے عبادت کا رخ کیا۔ اور ایک روز بے حرمتی کی۔ جس کی وجہ سے آپ کا نام روشن نہ ہوا۔ اور ابو سلیمان نے زہد اختیار کیا۔

Marfat.com

اس کے بعد خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ داؤد طائی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ اللہ اور رسولؐ سے ادب سیکھنا چاہئے اپنے استاد ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی طرف نہیں دیکھتے۔ کہ جیل وغیرہ کی مصیبتیں قبول کیں۔ لیکن حاکم بننا منظور نہ کیا۔

بعد میں متدعیوں کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ ایک روز خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ ایک متدعی کی مجلس میں گئے۔ اس سے متدعیانہ بات سن کر بیس سال اس بات کی کوشش کرتے رہے۔ کہ اس کے دل سے وہ بات نہ گئی۔ پھر خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ میں بہتیری کوشش کرتا ہوں۔ کہ اس کے دل سے یہ بات نکل جائے۔ لیکن نہیں نکلتی۔ اب مجھے ڈر ہے۔ کہ کہیں یہ بات قبر میں میرے ساتھ نہ جائے۔ پھر خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ یہ اس واسطے ہے۔ کہ متدعیوں کو تکلیف نہ دی جائے۔

الحمدللہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل ـــ ۲۰ ـــ

حفظ قرآن

بروز بیسویں ماہ ذوالحج کو پابوسی کا شرف حاصل ہوا۔ مولانا وجیہہ الدین باکلی۔ مولانا برہان الدین غریب اور دوسرے عزیز حاضر خدمت تھے۔ قرآن شریف حفظ کرنے کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ ایک دفعہ خواجہ امام حداد رحمتہ اللہ علیہ مدرسے میں بیٹھے تھے۔ کہ امیر احمد معزی نے آکر سرزمین پر رکھ دیا۔ اور عرض کی کہ آپ دعا کریں۔ تاکہ مجھے قرآن شریف اس طرح حفظ ہو جائے۔ جس طرح قل ہواللہ احد حفظ ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ دعا تو اچھی ہے۔ میں ممنون ہوں گا اگر تم قرآن شریف کو اس طرح پڑھو۔ جس طرح قل ہواللہ احد پڑھتے ہو۔ چنانچہ دعا کی گئی۔ اور ویسا ہی ہوا۔ اس سے مطلب یہ تھا۔ کہ بار بار پڑھنا چاہیے۔ تاکہ علم کی قدر معلوم ہو۔ کیونکہ علم سب سے بڑھیا نعمت ہے۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے علم کا شہرہ تمام جہان میں ہو گیا۔ اور علم کی ساری لذتیں آپ نے چکھیں۔ چنانچہ حضرت آدم صفی اللہ سے لے کر انبیا اور اصحاب کے بعد کسی کو اس قدر یاد نہیں کیا جاتا۔ جتنا آپ کو یاد کیا جاتا ہے۔ یہ صرف رسول علیہ السلام کی قوت سے علم پھیلانے کا نتیجہ ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ خواجہ قطب الدین مودود چشتی قدس اللہ سرہ العزیز کو قرآن شریف حفظ نہ تھا آخری عمر میں اپنے پیر کو خواب میں دیکھا۔ جنہوں نے فرمایا۔ کہ ہر روز قل ہواللہ ہزار بار پڑھا کرو۔ جب بیدار ہوئے تو ہر روز ہزار بار سورۂ اخلاص پڑھنی شروع کی۔ چند ہی روز میں قرآن شریف حفظ ہو گیا۔

الحمد للہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل --- ۲۱ ---

ظلم

بروز ہفتہ پچیسویں ماہ ذالج کو پا بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ بات اس بارے میں ہو رہی تھی۔ کہ جب کسی پر ظلم ہو۔ تو اسے بددعا نہیں کرنی چاہیے۔ نہیں تو مظلوم ظالم ہو جائے گا۔ پھر فرمایا کہ جب مظلوم بددعا کرتا ہے۔ تو عوض معاوضہ گلہ ندارد کا معاملہ ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر اس وقت خاموش رہے تو ضرور انصاف ہو جاتا ہے۔

پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ کوئی عورت امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں آئی۔ اور عرض کی۔ کہ امام صاحب! میرے ہاں مرغی تھی۔ جس کے چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ کسی نے وہ مرغی پکڑ لی ہے۔ جس کے سبب وہ بچے بے قرار ہیں۔ آپ میری دادرسی کریں۔ پوچھا کوئی بددعا تو نہیں کی؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا۔ خبردار۔ بددعا نہ کرنا۔ دروازے پر بیٹھو۔ تھوڑی دیر بعد آنا۔ تجھے مرغی مل جائے گی۔ اتنے میں ایک اور عورت آئی اور کہا۔ کہ میرا چھوٹا بچہ ہے۔ جس کے پیٹ میں سخت درد ہو رہی ہے۔ فرمایا بچے کو لاؤ۔ پوچھا۔ لڑکے سچ بتا! تو نے آج کیا کھایا ہے۔ عرض کی۔ فلاں محلے میں مرغی تھی۔ اسے پکڑ کر ذبح کیا اور کھایا ہے۔ فرمایا۔ اس کی قیمت دے دو۔ جب اس لڑکے کی ماں نے مرغی کی قیمت دے دی۔ تو فرمایا۔ جاؤ۔ تندرست ہو جائے گا۔ پھر مرغی والی آئی۔ اسے پوچھا۔ کہ کیا تجھے مرغی مل گئی۔ عرض کی نہیں۔ فرمایا۔ تو پھر بددعا کیوں نہیں کرتی۔ اس نے کی۔ ایک شخص دوڑے آیا۔ کہ اس لڑکے کا پیٹ پھول گیا ہے۔ اور مارے درد کے بے قرار ہے۔ پھر آپ نے مرغی کی قیمت دے دی۔ اور فرمایا کہ اسے معاف کر دو۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ جب انسان کو کوئی شخص تکلیف پہنچائے یا کوئی چیز زبردستی چھین لے۔ تو اسے بددعا نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ دانت پیس کر رہ جانا چاہیے۔ تاکہ اس کا مقصد حاصل ہو جائے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ لے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے افعال کو بڑی اچھی طرح سے جانتا ہے۔

Marfat.com

بعد میں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ سلطان محمود غزنوی انار اللہ برہانہ' کے زمانے میں دو کافر مع مال و اسباب غزنی میں آئے۔ راہزنوں نے ان کا مال لوٹ لیا۔ وہ روتے ہوئے بت خانے میں آئے اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہا۔ اے پروردگار! اگرچہ ہم مسلمان تو نہیں لیکن پھر بھی تیرے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ اور سب کا خالق تو ہی ہے۔ جب تک تو ہماری دادرسی نہ کرے گا۔ ہم یہاں سے نہیں نکلیں گے اور نہ ایک دوسرے سے بات چیت کریں گے۔ اسی وقت ایک دوسرے کا دامن باندھ کر بیٹھ گئے۔ اسی روز سلطان محمود کے پیٹ میں درد اٹھا۔ اور ایسا بے قرار ہوا کہ زمین سے تخت پر اور تخت سے زمین پر پڑتا تھا۔ تمام اولیاء اور حکما نے دعا اور دوا کی۔ لیکن کچھ کارگر نہ ہوا۔ بلکہ پہلے کی نسبت دوگنی ہو گئی۔ جب سب عاجز آگئے۔ تو سلطان محمود نے جو نہایت عقل مند تھا۔ حسن میمندی کو بلا کر کہا۔ کہ اے حسن! اب لوگ علاج سے عاجز آگئے ہیں۔ اب معاملہ اللہ سے ہے۔ سو خواجہ بہلول دیوانے کے پاس جا کر دعا کے لئے التماس کرو۔ جب حسن میمندی خواجہ بہلول کے پاس آئے۔ تو خواجہ صاحب نے مسکرا کر فرمایا۔ کہ شاید محمود کو کوئی ضرورت پیش آئی ہے۔ جو تجھے ہمارے پاس بھیجا ہے۔ حسن میمندی نے درد شکم کا حال سنایا۔ فرمایا محل پر چڑھ کر ڈھول بجاؤ اسی وقت تندرست ہو جائے گا۔ حسن نے واپس آکر بادشاہ کو کہا۔ ویسا ہی کیا گیا۔ ان دو کافروں نے ایک دوسرے سے بات کی۔ کہ یا تو سلطان محمود فوت ہو گیا ہے۔ یا کسی نے اسے ہمارے حال کی اطلاع کی ہے۔ یہ شادیانہ اس لئے بجا رہے ہیں۔ جب انہوں نے یہ بات کی۔ تو فوراً" پیٹ درد جاتا رہا۔ بادشاہ سوار ہو کر خواجہ بہلول کے پاس آئے۔ اور معافی مانگی۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ راہزنی اور کریں اور پیٹ درد تیرے ہو۔ ہاں ٹھیک ہے۔ غلام چوری کرتے ہیں۔ تو مصیبت ان کے مالکوں پر پڑتی ہے۔ پھر ان دونوں کافروں کی کیفیت سلطان محمود کو بتائی بادشاہ نے وہاں سے آکر ان کو خوش کیا۔ اور عزت و توقیر سے انہیں واپس بھیجا۔

پھر بعد خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ جبکہ بیگانوں کو ستانے کا یہ نتیجہ ہوتا ہے تو یگانوں کو ستانے۔ والے کا دنیا و آخرت میں کیا کچھ حال ہو گا۔ پھر خواجہ

Marfat.com

نظامی گنجوی رحمتہ اللہ علیہ کا یہ شعر پڑھا۔

آہ بدل آں بوسہ آرزوہ مرد بر تن محمود لگر تا چہ کرد

پھر فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ خواجہ ذوالنون مصری قدس اللہ سرہ العزیز گلی میں سے جا رہے تھے وہ مسلمانوں کو شطرنج کھیلتے دیکھ کر انہیں فرمایا۔ کہ اگر یہی وقت یاد الٰہی یا تلاوت قرآن میں بسر کیا جائے تو کیسا اچھا ہو۔ انہوں نے توجہ ہی نہ کی۔ آپ چند قدم آگے بڑھے۔ تو دل میں خیال آیا کہ کہیں اس بات سے وہ ناراض نہ ہو گئے ہوں۔ مومن کا دل دکھانا ٹھیک نہیں۔ واپس آکر ان سے معافی مانگی۔ صاحبان! مجھے معاف فرما دیں۔ میں نے دیوانہ پن سے کچھ کہہ دیا تھا آپ ناراض تو نہیں ہوئے۔ جب خواجہ صاحب نے معافی مانگی۔ تو جوان شرمندہ ہوئے۔ اور ساری چیزوں سے توبہ کی۔

بعد ازاں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ خواجہ بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ العزیز ایک محلے میں سے جا رہے تھے۔ ایک مست جوان ہاتھ میں رباب لئے سامنے سے ملا۔ خواجہ صاحب نے ازروئے شفقت اسے نصیحت فرمائی۔ چونکہ وہ مست تھا۔ اس نے وہی رباب خواجہ صاحب کے سر پر دے ماری۔ جس سے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ آپ شرمندہ ہوئے۔ کہ میں نے یہ کیسی حرکت کی۔ کہ اس کی رباب توڑ ڈالی۔ الغرض جب گھر آئے۔ تو دوسرے روز پانچ ٹکے اور تھوڑا سا حلوا لے کر اس کے پاس گئے۔ اور فرمایا۔ کہ یہ اس رباب کی قیمت ہے اور یہ حلوا اس لئے ہے۔ کہ رباب ٹوٹنے سے تیرا حلق کڑوا ہو گیا ہو گا۔ سو کھا کر اس تلخی کو دور کر۔ جب جوان نے یہ سلوک دیکھا۔ تو آپ کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ اور توبہ کی۔

الحمدللہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل ۔۔ ۲۲ ۔۔

مناقب فریدؒ

بروز جمعرات ماہ محرم ۷۱۵ھ ہجری کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت شیخ الاسلام فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کا عرس تھا۔ مولانا وجیہہ الدین پائلی۔ مولانا شمس الدین یحیٰؒ۔ مولانا برہان الدین غریب۔ شیخ عثمان سیاح شیخ حسین نواسہ شیخ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز۔ مولانا فخر الدین زاہد۔ مولانا شہاب الدین میرٹھی۔ مولانا نصیر الدین گیلانی۔ حسن علی سنجری اور عزیز حاضر خدمت تھے۔ اور خواجہ صاحب ذکر اللہ بالخیر شیخ فرید الحق کی بزرگی اور اخلاق حمیدہ بیان فرما رہے تھے۔ اور رو رہے تھے۔ جس کا اثر حاضرین پر بھی ہوا۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ خواجہ فرید قدس اللہ سرہ العزیز نے پانچویں محرم کو انتقال فرمایا۔ اور یہ اس طرح ہوا۔ کہ جس رات انتقال ہونے والا تھا۔ مجھے یاد فرمایا۔ کہ مولانا نظام الدین موجود نہیں۔ اور یہ بھی فرمایا۔ کہ میں بھی اپنے خواجہ شیخ قطب الدین کے انتقال کے وقت موجود نہ تھا۔ وہ بھی موجود نہیں۔ پھر فرمایا۔ کہ جب آپ کے انتقال کا وقت قریب آیا۔ تو اٹھ کر کھڑے ہوئے اور صبح سے دس بجے تک پانچ مرتبہ قرآن شریف پڑھا۔ پھر ذکر الٰہی میں ایسے مشغول ہوئے۔ کہ آپ کے ہر بن مو سے خون جاری ہوا اور جو قطرۂ خون زمین پر گرتا۔ اس سے اللہ' کا نقش زمین پر بنتا۔ اور یہ رباعی پڑھ کر سجدہ کرتے اور پھر سر اٹھا لیتے۔

رباعی

بوئے خوش تو ز پیراہن می شنوم شرح غم تو ز خویشتن مے شنوم
گر ہیچ نباشد کہ کسے بنشانم تانام تو میگوندومن مے شنوم

جب ذکر سے فارغ ہوئے۔ لوگ نزدیک آبیٹھے۔ آپ نے انھیں فرمایا۔ کہ تم باہر جا کر بیٹھو۔ جس وقت میں بلاؤں گا اندر آجانا۔ دیر بعد آواز آئی۔ کہ اب دوست دوست سے ملے گا۔ وہ سب اندر آئے تو خواجہ صاحب کو کسی اور ہی عالم میں مشغول پایا۔ جب عشاء کا وقت ہوا۔ تو آپ نے چار مرتبہ عشاء کی نماز ادا کی۔ پھر سجدے میں

Marfat.com

سر رکھ کر جان اللہ کے حوالے کی۔ پھر یہ آواز آئی۔ جسے اجودھن کے سارے باشندوں نے سنا۔ کہ روئے زمین پر امانت تھی۔ سو اللہ کے سپرد ہوئی۔ جب خواجہ صاحب نے یہ حکایت ختم کی تو مجلس سے نعرے اٹھے۔ اور ایسی رقت طاری ہوئی۔ جو کبھی نہ ہوئی تھی۔ پھر ملک یمین الملک معہ چند امراء کے حاضر خدمت ہوا۔ اور آداب بجا لایا۔ فرمایا۔ بیٹھ جاؤ۔ بیٹھ گیا۔ اتنے میں مولانا علاؤ الدین اور مولانا کمال الدین آئے۔ فرمایا۔ بیٹھ جاؤ۔ پھر شیخ کبیر کی طرف سے بیس درویش اور حاضر خدمت ہوئے اور مرحبا کہا۔ خواجہ صاحب نے چند قدم ان کا استقبال کیا۔ اور بڑی بشاشت ظاہر فرمائی۔ وہ آپ کے پاس ہی بیٹھ گئے۔ ایک ان میں سے واصل حق تھا۔ اس نے خواجہ صاحب کی خدمت میں یہ حکایت بیان کی۔ کہ ایک روز میں شیخ کبیر کی پائنتی میں معتکف تھا۔ خواب میں دیکھ کر سر قدموں پر رکھ دیا۔ اور پوچھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیسا سلوک کیا۔ فرمایا۔ وہی جو اپنے دوستوں سے کرتا ہے۔ پھر میں نے پوچھا کہ کس طرح۔ فرمایا۔ جب میری روح عرش کے نیچے لے گئے۔ تو حکم ہوا کہ سجدہ کرو۔ میں نے سجدہ کیا۔ جب سجدے سے سر اٹھایا۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ خواجہ معین الدین سنجری۔ خواجہ قطب الدین بختیار اور اولیاء اللہ عرش کے نیچے کھڑے ہیں۔ حکم ہوا۔ کہ تاج لاکر فرید الدین اجودھنی کے سر پر رکھو۔ اور مغفرت کا لباس پہنا کر سارے ملکوت میں اس کا جلوس نکالو۔ کہ ہم نے شیخ فرید الدین کو بخش دیا ہے۔ کیونکہ اس نے ہماری خدمت میں کسی قسم کی کوتاہی یا کمی نہیں کی۔ جب خواجہ صاحب نے یہ حکایت سنی تو زار زار روئے۔ اور اللہ کا شکر بجا لائے۔ پھر درویش نے عرض کی۔ کہ شیخ کبیر نے مجھے پیغام دیا تھا۔ کہ مولانا نظام الدین کو جا کر کہنا۔ کہ یہ کلمہ بکثرت پڑھا کرے۔ کیونکہ جو کچھ فضل و کرم کیا گیا ہے۔ اسی کلمے کی فضیلت کے سبب کیا گیا ہے۔ وہ کلمہ یہ ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یا بائم العزیز والبقایا یاذوالجلال والجود العطایا یااللہ یا رحمٰن یا رحیم بحق ایاک نعبدو و ایاک نستعین۔ بعد ازاں خواجہ صاحب نے اس دعا کو اپنا ورد مقرر کیا۔ اور فرمایا۔ کہ اس کلمے میں ایک فرمان ہے جسے میں ہی جانتا ہوں۔ پھر خواجہ صاحب نے سبز صوف کا خرقہ اس درویش کو عنایت فرمایا۔ جو قبول

Marfat.com

ہوا۔ پھر طعام اور حلوا جو موجود تھا۔ حضرت شیخ کبیر کی روح کو ثواب پہنچانے کی خاطر لایا گیا۔ جب دسترخوان بچھا۔ تو خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے ہر ایک سے معذرت کی۔ جب کھانا کھا چکے۔ تو آپ نے حاضرین کو فرمایا۔ کہ شیخ کبیر کی روح موجود ہے۔ اگر کہو تو قوال کچھ کہیں۔ سب نے آداب بجا لا کر عرض کی۔ کہ زہے سعادت۔ قوالوں نے یہ گانا شروع کیا۔

چنانت دوست میدارم کہ گر روزے فراق افتد   تو صبر از من توانی کرد و من صبر از تو نتوانم

اس کے شروع ہوتے ہی خواجہ صاحب اور حاضرین مجلس پر ایسی حالت طاری ہوئی۔ کہ سب اپنے تئیں زمین پر دے دے مارتے تھے۔ شیخ عثمان نواسہ خواجہ قطب الدین۔ مولانا فخر الدین زاہد اور وہ درویش جو شیخ کبیر کی پائنتی معتکف ہوا تھا۔ رقص کرنے لگے۔ اس قدر رقص کیا۔ کہ پاؤں کے تلووں کا چمڑا ذرہ ذرہ ہو گیا۔ لیکن انہیں اپنے آپ کی ذرا بھر خبر نہ تھی۔ جب سماع ختم ہوا۔ تو ہر ایک نے اپنے مقام پر قرار پکڑا۔ خواجہ صاحب نے خاص بارانی شیخ عثمان کو عطا فرمائی۔ اسی طرح اوروں کو بھی خاص خاص چیزیں عنایت فرمائیں۔ وہ دن بہت ہی باراحت تھا ہر ایک آداب بجالا کر واپس چلا گیا۔ اور خواجہ صاحب معذرت کرتے رہے۔ ہر ایک یہی کہتا تھا۔ کہ اللہ تعالٰی کی امان کی کوشش کرو۔ اور اس روز قوالوں نے یہ غزل گائی۔

غزل

عاشقا خیز و گام بر رہ زن   عشق خواہی بعافیت آہ زن
جان بر انداز و راہ جاناں گیر   برتر از کائنات خرگہ زن
جاں بکف کربہ بر سراچہ عشق   لیس فی جبنی سوی اللہ زن
مصر خواہی چو یوسف کنعان   خیمہ اعتکاف برچہ زن

الحمد للہ علیٰ ذالک

Marfat.com

فصل ــ ۲۳ ــ

توحید

بروز ہفتہ تیئسویں ماہ محرم سن مذکور کو پابوسی کا شرف حاصل ہوا۔ توحید کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ توحید کے معنی اللہ تعالیٰ کو ایک کہنا ہے۔ اور معرفت سے مراد اس کی شناخت ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ میں نے سلوک اولیاء میں لکھا دیکھا ہے۔ شیخ ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سب مخلوق کا حشر کرے گا اور فرشتوں کو ان کے جمع کرنے کا حکم کرے گا۔ پھر فرمان کے مطابق ہر ایک گروہ اپنے اپنے معبود کے پاس جائے گا۔ صرف اہل معرفت و توحید کا گروہ وہیں کھڑا رہے گا۔ پھر انہیں آواز آئے گی۔ کہ تم یہاں کیوں کھڑے رہ گئے وہ عرض کریں گے۔ کہ اے پروردگار! ہم تیرے لئے کھڑے ہیں۔ کیونکہ دنیا میں بغیر دیکھے تیری پرستش کی ہے جب تک تیرا حکم نہ ہو گا۔ ہم کہاں جا سکتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے نور کی تجلی کرے گا۔ سب سجدہ کریں گے۔ پھر آواز آئے گی۔ کہ او مجھے اللہ کہنے والو! سر اٹھاؤ۔ چونکہ تم نے مجھے واحد جانا تھا۔ اس لئے میں تمہیں سب کو بخشتا ہوں۔ اور بہشت تم پر واجب کرتا ہوں۔ اور تمہارے عوض یہودی اور آتش پرست دوزخ میں بھیجتا ہوں۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ قیامت کے دن عرش تلے سے یہ منادی کی جائے گی۔ کہ اے مجھے ایک کہنے والو! میں نے تمہیں بخشا۔ بہشت میں آؤ۔ تاکہ میں تمہیں اپنا دیدار دوں۔ بعد ازاں خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر یہ شعر زبان مبارک سے فرمایا۔

فلیسون النعیم اذ ارہ　　فلیست نعمتہ مما سواہ

(ترجمہ) جب مومن دیدار الٰہی دیکھیں گے۔ تو بہشت کی ساری نعمتیں بھول جائیں گے۔

کیونکہ رویت کی نعمت سے بڑھ کر اور کوئی نعمت نہیں۔ پھر خواجہ صاحب نے فرمایا۔

Marfat.com

کہ کیوں نہ بھولیں جبکہ وصل الجیب الی الحبیب' سے مشرف ہوں۔

پھر معراج کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ معراج کے بارے میں بعض روایت کرتے ہیں۔ کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت بیداری میں معراج ہوا۔

پھر خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ حضرت جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام پیغمبروں سے افضل ہیں۔ اور رسالت میں مقتدا اور امتوں کے شفیع ہیں پھر فرمایا۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ تو تمام شریعتیں منسوخ ہو گئیں۔ جناب کی شریعت قیامت تک قائم رہے گی۔ جو کسی پیغمبر کی شریعت کی طرح نہیں۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی شناخت فرض ہے۔ اسی طرح جب تک اس کی تصدیق دل سے اور اس کا اقرار زبان سے نہ کیا جائے ایمان درست نہیں ہوتا پھر فرمایا۔ کہ انبیاء کی عصمت میں وحی سے پہلے کسی قسم کا شک و شبہ نہیں۔ اور وحی کے بعد بالکل ثابت ہے لیکن ممکن ہے کہ وحی کے بعد ان سے کوئی لغزش ہو گئی ہو یا نہ۔ مگر ان کے حق میں ہمیشہ یہی اعتقاد رکھنا چاہئے کہ وہ جادو گر یا جھوٹے نہ تھے۔ جو شخص اور خیال کرتا ہے۔ وہ کافر مطلق ہے۔ پھر میں نے (مصنف کتاب) عرض کی۔ کہ کیا لقمان اور سکندر بھی پیغمبر تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ان کا ذکر فرمایا ہے ارشاد فرمایا کہ روایت صحیح کے مطابق میں نے لکھا دیکھا ہے۔ کہ وہ پیغمبر نہ تھے۔ بلکہ ولی اللہ اور ان کے نیک بندے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان سے محبت کی۔

پھر فرمایا۔ کہ سکندر کو جو ذوالقرنین کہتے ہیں۔ اس بارے میں کئی ایک اقوال ہیں۔ بعض تو کہتے ہیں کہ اس کے سر پر دو گیسو تھے اس واسطے اسے ذوالقرنین کہتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ وہ زمین کے دونوں کناروں تک پہنچ گیا تھا۔ اس لئے ذوالقرنین کہتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اس نے خواب دیکھا تھا۔ کہ وہ آفتاب کے نزدیک پہنچ گیا ہے اور آفتاب کی دونوں طرفیں یعنی مشرق اور مغرب ہاتھ میں پکڑلی ہیں۔ جب یہ خواب اس نے کسی رفیق کے اوپر بیان کیا۔ تو اس نے اسے ذوالقرنین کہا۔ اور اسی وجہ سے آگے اسے

Marfat.com

ذوالقرنین کہنے لگے۔ اور بعض کی یہ رائے ہے۔ کہ کسی بادشاہ کو اس نے کہا تھا۔ کہ خدا کو مانو۔ لیکن اس نے نہ مانا۔ تو اس کے سر کے دونوں طرف تلوار کے دو وار کیے۔ بہت سے لوگ اسی وجہ سے اسے ذوالقرنین کہتے ہیں۔

بعد ازاں اس بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ کہ امیرالمومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کو صدیق کیوں کہتے ہیں۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام یاروں سے افضل تھے۔ آپ کو صدیق کہنے کے بارے میں دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ جب جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات واپس تشریف لائے۔ تو جو کچھ آنحضرتؐ نے بیان فرمایا۔ آپ نے اس کی تصدیق کی۔ دوسرے یہ کہ آپ کا صدق اعلٰی درجے کا تھا۔ اس واسطے صدیق نام ہوا۔

پھر فرمایا۔ کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رسالت سے مشرف ہوئے۔ تو سب سے پہلے امیرالمومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہٗ ہی نے تصدیق کی۔ کہ واقعی آنحضرت رسول برحق ہیں۔ اور آخری زمانے میں صرف ایک ہی بات پر ایمان لے آئے۔ زیادہ گفتگو اور بحث و مباحثہ نہ کیا۔ اس واسطے آپ کا نام صدیق ہوا۔ پھر آنجناب کی بزرگی کے بارے میں فرمایا۔ کہ آپ کا اسم مبارک قرص آفتاب پر لکھا ہوا ہے۔ جب سورج بام کعبہ پر پہنچتا ہے۔ تو وہاں سے آگے نہیں بڑھتا۔ جب فرشتے آپ کے نام کی سوگند دیتے ہیں۔ تو پھر آگے بڑھتا ہے۔

پھر ان عزیزوں میں سے ایک نے جو حاضر خدمت تھے۔ پوچھا۔ کہ امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ کو فاروق کس سبب سے کہتے ہیں۔ فرمایا۔ آپ حق و باطل میں فرق کیا کرتے تھے۔ اور امیرالمومنین عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہٗ کو ذوالنورین اس واسطے کہتے ہیں۔ کہ آپ نے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو دختران فرخندہ اختر سے نکاح کیا۔ پہلے ایک سے نکاح کیا۔ جب آپ انتقال فرما گئیں۔ تو دوسری سے نکاح کیا۔ پھر خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو امیرالمومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہٗ کی دامادی پر فخر تھا۔ چنانچہ بارہا فرمایا کرتے تھے۔ کہ اگر میری ستر لڑکیاں بھی ہوتیں۔ اور ایک مرجاتی تو دوسری کا نکاح عثمانؓ سے کر دیتا۔ اور امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ کو اسداللہ

Marfat.com

اس واسطے کہتے ہیں۔ کہ آپ کو یہ خطاب آسمان سے حاصل ہوا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ علی میرا شیر ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ جب امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ ' نعرہ مارتے۔ تو اس نعرے کی ہیبت سے چرند۔ پرند۔ درند۔ ہلاک ہو جاتے۔

پھر اسی موقع کے مناسب فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں داؤد علیہ السلام کی بابت بیان ہو رہا تھا۔ کہ آپ کے ہاتھ میں لوہا موم ہو جاتا۔ اور پھر اس سے زرہ تیار کرتے۔ آنحضرتؐ نے مسکرا کر فرمایا۔ کہ جب داؤد علیہ السلام ہاتھ میں لوہا لیا کرتے۔ یہ ان کے معجزہ سے نرم ہو جاتا۔

بعد ازاں معرفت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ عارف کی علامت ہے۔ کہ وہ خاموش رہتا ہے۔ اگر بات کرتا بھی ہے۔ تو حسب ضرورت۔

پھر فرمایا۔ کہ میں نے ایک بزرگ سے سنا ہے کہ جو شخص اپنے نفس کا عاشق بنتا ہے۔ اس پر خودپسندی۔ حسد اور خواری عاشق ہو جاتے ہیں۔

پھر فرمایا۔ کہ تمام چیزوں کی چابی صبر ہے۔ ارادت میں صبر سے کام بنتا ہے۔ جب ارادت درست ہو جاتی ہے۔ تو برکتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

پھر اسی موقع کے مناسب فرمایا۔ کہ خواجہ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ ' العزیز فرماتے ہیں۔ کہ مراقبہ اس شخص کو کرنا چاہئے۔ جس کی نظروں سے کوئی چیز غائب نہ ہو۔ اور شکر اس شخص کو کرنا چاہئے۔ جو اللہ تعالیٰ کی سلطنت سے قدم باہر نہ رکھے۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ وہ لوگ کیسے اچھے ہیں۔ جو پہلے روز ہی باخبر ہو جاتے ہیں اور دوسرے تیسرے روز ان کا نشان بھی نہیں رہتا۔ ایسے شخص آسان ہیں۔ کامل وہ ہے جو عشق کے آغاز اور انجام میں قائم رہے اور ہل من مزید ' ہی پکارتا رہے۔

پھر اس موقع کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ خواجہ یحییٰ معاذ رازی رحمتہ اللہ علیہ نے خواجہ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھوا بھیجا۔ کہ آپ ایسے

Marfat.com

شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ جو محبت کے ایک ہی پیالے میں مست ہو جائے۔ خواجہ بایزید رحمتہ اللہ نے کہلا بھیجا۔ کہ یہاں وہ مرد ہیں۔ کہ ازل سے ابد تک پیالے پر پیالہ چڑھائے جاتے ہیں۔ اور پھر ہل من مزید پکارتے ہیں۔ جو آپ نے لکھا ہے یہ تنگ حوصلوں کا حال ہے۔

پھر خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جو شخص راہ محبت اور معرفت میں کامل ہے اس سے ظاہر و باطن میں کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ اور نہ ہی پوشیدہ رہتی ہے۔

پھر اس موقعہ کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ جب خواجہ ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ کمالیت کو پہنچ گئے۔ اور آپ کا شہرہ اطراف و جوانب میں ہو گیا۔ تو جب آسمان کی طرف نگاہ کرتے۔ تو عرش سے فرش تک اور فرش سے حجاب عظمت تک کوئی چیز آپ سے پوشیدہ نہ رہتی۔ اور جب زمین کی طرف دیکھتے۔ تو روئے زمین سے لے کر تحت الثرےٰ تک کی ساری چیزیں دکھائی دیتی۔

پھر خواجہ صاحب سے پوچھا گیا۔ کہ لوگ اس مرتبے پر کس طرح پہنچتے ہیں۔ فرمایا۔ کہ جب سب سے قطع تعلق کر لیتے ہیں۔ اور صرف اللہ تعالیٰ کے ہو رہتے ہیں۔ تو پھر ساری مملکت اور جو کچھ اس میں ہے ان پر ایثار کیا جاتا ہے اور کوئی چیز ان سے چھپائی نہیں جاتی۔ پھر جس کی طرف دیکھتے ہیں۔ کوئی ان کی نظر سے چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔

بعد ازاں سماع کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ خانوادہ چشت کا ایک عزیز حاضر خدمت تھا۔ اس نے عرض کی۔ کہ یہ کیا وجہ ہے؟ کہ پہلے تو لوگ آرام میں ہوتے ہیں۔ جب سماع سنتے ہیں۔ تو بے قرار ہو جاتے ہیں۔ فرمایا۔ کہ جب حق تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے خدمت کرنے کا وعدہ لیا۔ یعنی ارواحوں سے پوچھا۔ کہ "الست بربکم" یعنی کیا میں تمہارا پروردگار ہوں؟ تو تمام ارواحیں مستغرق ہوئیں۔ سو وہی حالت سماع میں ہوتی ہے۔ کہ پہلے بالکل آرام کی حالت میں ہوتے ہیں۔ جب سماع سنتے ہیں۔ تو مضطرب ہو جاتے ہیں۔ پھر اسی عزیز نے پوچھا۔ کہ مراقبت اور حیا میں کیا فرق ہے۔ فرمایا۔ کہ مراقبت انتظار کی غایت ہے۔ اور حیاء مشاہدہ سے شرمندگی کا حاصل ہونا۔

پھر پوچھا کہ صوفی کسے کہہ سکتے ہیں۔ فرمایا۔ جس کا دل ابراہیم علیہ السلام کی طرح

Marfat.com

سلیم ہو۔ یعنی دنیاوی محبت سے مبریٰ اور فرمان الٰہی بجا لانے والا ہو۔ اور جس کی تسلیم اسمٰعیل علیہ السلام کی تسلیم کی سی ہو۔ جس کا اندوہ داؤد علیہ السلام کے اندوہ کا سا۔ اور جس کا فقر عیسیٰ علیہ السلام کے فقر کا سا۔ اور جس کا صبر ایوب علیہ السلام کے صبر کا سا اور جس کا شوق موسیٰ علیہ السلام کے شوق کا سا۔ اور جس کا اخلاص حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاص کا سا ہو۔

پھر مولانا برہان الدین غریب نے پوچھا۔ کہ تصوف کسے کہتے ہیں۔ فرمایا۔ کہ ظاہر حال کو نہ لے اور آتش پرستی نہ کرے کیونکہ یہ اس پر گویا ظلم کرتا ہے۔ اس واسطے کہ اہل سلوک کہتے ہیں۔ کہ کن بلا وصف تدرک ملا وصف لہ' یعنی بے وصف ہو جا۔ تو تجھے بے وصف مل جائے گا۔

اس کے بعد فرمایا۔ کہ عارف کے ستر مقام ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک اس جہان کی مرادوں کا نہ ملنا ہے۔

بعد میں خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ جو شخص دوست کی محبت کا دم بھر لے اور آخر وہ عورت کر لے یا علم سیکھے۔ تو سمجھو کہ وہ کچھ بھی نہیں۔ اور اس سے کچھ تعلق نہیں ہو سکے گا۔ وہ بالکل جھوٹا مدعی ہے۔ بعد ازاں غلبات شوق میں فرمایا۔ کہ تمام علماء کا علم ابھی دو باتوں کو بھی نہیں پہنچا۔ اول تصحیح ملت دوم تجرید خدمت۔

پھر فرمایا۔ کہ میں نے بارہا شیخ الاسلام فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ' العزیز کی زبان مبارک سے سنا ہے جو کہہ کر بیہوش ہو جاتے۔ کہ جو کچھ بھی نہیں۔ اس سے مردہ بہتر۔ جو آنکھ حق تعالیٰ کے بغیر کسی اور میں مشغول ہو۔ اس کا اندھا ہونا بہتر ہے۔ جو زبان اس کے ذکر میں مستغرق نہیں وہ گونگی بہتر ہے۔ جو کان حق کے سننے میں مست نہیں ہوتا وہ بہرہ بہتر ہے۔ اور جو بدن اس کی خدمت میں کام نہیں کرتا۔ وہ مرا ہوا اچھا ہے۔

بعد اس کے فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ میں نے شیخ الاسلام فرید الحق قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان مبارک سے سنا ہے۔ کہ ایک روز شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز عالم سکر میں یہ فرماتے تھے کہ جو شخص بغیر قدموں کے راہ حق چلا۔ وہ منزل مقصود پر پہنچ گیا۔ اور جس نے بغیر زبان اس کا ذکر کیا۔ اسے نعمت وصال حاصل ہو گئی۔

Marfat.com

اور جس نے بے آنکھ دوست کا جمال دیکھا۔ وہ ہمیشہ کے لئے بینا ہو گیا۔ جس نے بغیر منہ کے اس کی محبت کی شراب پی وہ کامل مرد ہو گیا۔ خواجہ صاحب جب اس بات پر پہنچے۔ تو زار زار روئے اور فرمایا۔ کہ مرد کامل خواجہ خلوت میں ہو۔ کوئی دم ایسا نہیں گزرتا۔ کہ وہ عرش کے ستون نہیں ہلاتا۔ اور اس کا شور عالم ملکوت میں برپا نہیں ہوتا۔

پھر میں (مصنف) نے عرض کی۔ کہ اگر ارشاد ہو۔ تو خواجہ نظامیؒ کی نظم یاد ہے۔ عرض کروں فرمایا۔ پڑھو۔

نظم

چو مست خلوتش گشتی فلک را خیمہ برہم زن ستون عرش در جنباں طناب آسمان در کش
طریقش بے قدم میرو حدیثش بے زبان میگو حجابش بے بصری بیں شرابش بے دہاں در کش

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ جب تک انسان ایسا نہ ہو وہ مرد کامل نہیں ہو سکتا۔

بعد ازاں اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ خواجہ علی سہیل احمد رحمتہ اللہ علیہ نے خواجہ جنیدؒ کی طرف خط لکھا۔ جس کے سبب مقصود سے باز رہے۔ وہ یہ کہ داؤد علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی۔ کہ وہ شخص ہماری محبت کے دعویٰ میں جھوٹا ہے جو رات کو سوتا ہے۔ خواجہ جنیدؒ نے یہ خط دیکھ کر اس کی پشت پر یہ جواب لکھا۔ کہ ہماری بیداری راہ حق میں ہمارا معاملہ ہے اور ہمارا خواب بھی فعل حق ہے یعنی محبت میں دونوں یکساں ہیں۔ والنوم موهبته الله على المحسنين' یعنی ينام عيني ولا ينام و قلبي' نیک لوگوں کے لئے نیند بھی اللہ تعالیٰ کی بخشش ہے۔ یعنی میری آنکھ سوتی ہے۔ لیکن دل نہیں سوتا۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ کسی اور بزرگ نے خواجہ جنید رحمتہ اللہ علیہ کی طرف لکھا۔ کہ محب وہ لوگ ہیں۔ کہ اگر حق تعالیٰ انہیں اختیار دے کہ بہشت اور دوزخ میں سے جسے چاہیں۔ پسند کریں۔ تو وہ دوزخ کو اختیار کریں۔ کیونکہ بہشت ان کی مراد ہے۔ اور دوزخ دوست کی مراد ہے۔ جو دوست کے اختیار کو اپنے اختیار پر ترجیح دے۔ محب وہی ہے۔ خواجہ جنیدؒ نے فرمایا۔ کہ نہیں جو ایسا کرتے ہیں وہ گویا بچوں کا سا فعل

Marfat.com

کرتے ہیں۔ اگر مجھے اختیار دیا جائے۔ تو میں کچھ بھی پسند نہ کروں۔ بلکہ یہی عرض کروں۔ کہ بندے کو اختیار سے کیا واسطہ؟ جہاں تو بھیج دے میں وہیں جانے کو تیار ہوں۔ میرا کوئی اختیار نہیں۔ میرا اختیار وہی ہے جو تو چاہتا ہے۔

پھر خواجہ جنید رحمتہ اللہ علیہ کی بزرگی کے بارے میں فرمایا۔ کہ ایک بزرگ نے آپ کی وفات کے بعد یہ حکایت بیان کی۔ کہ ایک روز میں نے خواب دیکھا۔ کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہیں اور خواجہ جنیدؒ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے ہیں۔ ایک شخص فتویٰ لا کر جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھانا چاہتا ہے۔ لیکن آنحضرتؐ فرماتے ہیں۔ کہ جنید کو دکھاؤ۔ تاکہ وہ جواب دے۔ شیخ جنیدؒ عرض کرتے ہیں کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے حضور میں دوسرے کو کس طرح دیں۔ فرمایا۔ مجھے تجھ اکیلے پر اتنا فخر ہے۔ جتنا باقی تمام انبیاء کو اپنی تمام امتوں پر۔

بعد ازاں اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ خواجہ جنیدؒ کی یہ عادت تھی۔ کہ رات بھر اللہ اللہ کرتے اور یہ شعر پڑھتے۔

من لم یکن الموصال اھلا　　فکل احسان لہ' ذنوب

بعد ازاں خرقے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ محض خرقہ قابل اعتبار نہیں۔ اگر معتبر ہوتا۔ تو ساری دنیا خرقہ پہنتی۔ اعتبار اس خرقہ پوش کا ہوتا ہے جو خرقہ پہن کر اس کا حق ادا کرے۔ اور اگر کام میں کوتاہی کرے۔ تو ماخوذ ہو گا۔ اور اس کے خرقہ کی کچھ قدر و منزلت نہ ہو گی۔ خرقہ پہننا ان بزرگوں کی نقل کرنا ہے۔ جنہوں نے خرقہ پوشی کر کے طاعت الٰہی میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی۔

بعد ازاں زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ ایک دفعہ خواجہ جنید رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا۔ کہ آیا خرقہ قابل اعتبار ہے یا نہیں؟ فرمایا نہیں۔ پوچھا کیوں؟ فرمایا۔ اس واسطے کہ بہت سے خرقہ پوش ایسے ہیں۔ جن سے افعال قبیحہ سرزد ہوتے ہیں۔ اور قیامت کے دن وہی خرقہ ان کا مدعی بنے گا۔ اور وہ اشخاص دوزخ کے مستوجب ہوں گے۔ اور بہت سے قباپوش ایسے ہیں۔ کہ وہ سارے نیک کام کرتے ہیں۔ ایسے لوگ خرقہ پوشوں سے پہلے بہشت میں داخل ہوں گے۔ پس معلوم ہوا۔ کہ محض خرقہ معتبر نہیں۔ بلکہ خرقہ اس

Marfat.com

خرقہ پوش کی وجہ سے قابل اعتبار ہوتا ہے۔ جو اسے پہن کر اس کی حق ادائی کرے۔ ایسے شخص کے خرقے کی عزت ہوتی ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ لا اعتبار فی الخرقتہ' یعنی خرقہ معتبر نہیں۔

بعد میں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ میں نے تحفتہ العارفین میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ ایک دفعہ خواجہ یحیٰ معاذ رازی رحمتہ اللہ علیہ بیٹھے تھے اور اصحاب گرداگرد حاضر تھے۔ اتنے میں ایک قباپوش آیا۔ اور آداب بجا لا کر بیٹھ گیا۔ آپ اس کی طرف دیکھ کر مسکراتے۔ جب دو تین مرتبہ آپ نے ایسا کیا۔ تو حاضرین نے وجہ پوچھی۔ فرمایا۔ کہ جو بات میں خرقہ پوشوں میں تلاش کرتا تھا وہ اس قباپوش میں پاتا ہوں۔ وہ شخص اٹھ کر آداب بجا لایا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ تو ایک ایسا مرد ہے۔ کہ اس لباس میں ہو کر خرقہ پوشوں سے سبقت لے گیا ہے۔ اور منزل مقصود کو پہنچ گیا ہے۔

الحمدللہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل ـــ ۲۴ ـــ

پیدائش زمین و آسمان

بروز جمعرات دسویں ماہ صفر سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ آسمان اور زمین کی پیدائش کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمان اور جو کچھ ان میں ہے۔ چھ روز میں پیدا کیا۔ جیسا کہ امام مجاہد کی تفسیر میں لکھا ہے۔ قولہ تعالیٰ ھوالذی خلق السموات والارض فی ستتہ ایام' وہ ایسی ذات ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں پیدا کئے۔

بعد میں خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ اس جہان کا ایک دن اس جہان کے ہزار سال کے برابر ہے۔ قولہ تعالیٰ و انا یوما عندربک کالف سنتہ مما تعدون' تیرے پروردگار کے نزدیک ایک دن تمہارے ہزار سال کے برابر ہے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے لوح پیدا کی۔ اور جو کچھ اس جہان کی ابتداء سے اس جہان کی انتہا تک ہونے والا تھا۔ قلم کو لکھنے کا حکم ہوا۔ جب اس نے لکھا۔ تو پھر عرش پیدا کیا اور اس کے بعد کرسی۔ اور پھر آسمان اور زمینیں۔

پھر خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ پیدائش کی ابتداء اتوار کے روز ہوئی۔ اور جمعہ کے دن ختم ہوئی۔ اور ہفتے کے روز کوئی چیز پیدا نہ کی۔

پھر فرمایا۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ایک لحظہ میں یہ کیا بلکہ اس جیسی لاکھوں پیدا کر دیتا۔ کیونکہ ہر چیز پر قادر ہے۔ لیکن اس سے بندوں کو یہ دکھلانا منظور تھا کہ کام آہستگی سے کرنے چاہئیں نہ کہ جلدی۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ امام زاہد کی تفسیر میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ جب یہ آیت حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ تو یہودی عالموں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کی پیدائش کی تفصیل پوچھی۔ فرمایا۔ کہ اتوار اور سوموار کو زمین اور جو کچھ اس میں ہے پیدا کیا گیا۔ منگل کے روز پہاڑ اور جو کچھ ان میں ہے۔ بدھ کے روز درخت اور انسانی

Marfat.com

ضروریات جمعرات کے روز آسمان اور جو کچھ ان میں ہے۔ جمعہ کے روز سورج چاند اور ستارے پیدا کیے۔ جب ساری چیزیں چھ دنوں میں پیدا کر لیں۔ اور جہان آراستہ ہو گیا۔ تو ہفتے کے روز جس کی مدت ہزار سال ہے گردش افلاک اور بقائے آدم صفی اللہ قائم کی۔ قلم کی پیدائش سے لے کر روز قیامت تک چودہ ہزار سال ہوتے ہیں۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ میں نے حقائق میں خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کی روایت سے لکھا دیکھا ہے۔ کہ گردش افلاک سے لے کر جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت تک چھ ہزار سال گزرے۔

بعد ازاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک نے فرمایا۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ تو سارے بت سرنگوں ہو گئے۔ اور گر پڑے۔ آنجنابؐ کے دونوں مبارک کندھوں پر نور کے قلم سے "لا الہ اللہ محمد رسول اللہ" لکھا ہوا تھا۔ اور ان دونوں کے بیچ میں مہر نبوت تھی۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جب آنحضرتؐ زمین پر پڑے۔ تو حجرہ ایسا منور ہو گیا۔ کہ گویا لاکھوں مشعلیں وہاں روشن ہیں۔

پھر فرمایا۔ کہ جس رات آنجنابؐ کی پیدائش ہونے والی تھی۔ اسی رات جناب کے چچا ابو طالب نے خواب میں دیکھا۔ کہ فرشتے آسمان سے روشن مشعل لے کر عبد اللہ (والد بزرگوار رسول علیہ الصلواۃ والسلام) کے گھر آئے ہیں۔ اور قبیلہ قریش کے آدمی اور پڑوسی (جن کی قسمت میں اسلام تھا) اس مشعل سے اپنے اپنے چراغ روشن کر رہے ہیں۔ اور اپنے اپنے گھروں میں لے جا رہے ہیں۔ میں نے اپنا چراغ اس مشعل سے جلانے کی بہت کوشش کی۔ کہ مشعل مجھ سے دور ہٹتی گئی۔ اور میرا چراغ روشن نہ ہوا۔ آخر جب میں بیدار ہوا۔ تو سنا کہ عبد اللہ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔

پھر خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ ابو طالب نے جو کچھ ممکن تھا کیا۔ لیکن چونکہ اس کی قسمت میں اسلام نہ تھا۔ اس لئے اس نعمت سے محروم رہا۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ ابتداء میں جناب رسول علیہ الصلواۃ والسلام نے بہتیری کوشش کی۔ کہ ابو طالب اسلام لائیں۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کی مرضی نہ تھی۔ وہ کوشش بے

Marfat.com

فائدہ گئی۔ چنانچہ کہتے ہیں۔ کہ ایک روز آنجناب کی ملاقات ایک کوچہ میں ابو طالب سے ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ اے چچا! آپ ایک مرتبہ میری پیغمبری کا اقرار کریں۔ تا کہ قیامت کے دن دوزخ سے آپ کی رہائی کی دلیل میرے پاس ہو جائے۔ ابو طالب نے بہتیری کوشش کی۔ کہ کہے۔ لیکن نہ کہہ سکا۔ کہ اے جان عم! میں جب کلمہ طیب کہنا چاہتا ہوں۔ تو لاکھوں تالے میرے منہ پر لگ جاتے ہیں۔ جن کی گرانی کی وجہ سے میں نہیں کہہ سکتا۔

بعد ازاں امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ کی ولادت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جب آنجناب پیدا ہوئے۔ تو جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں رکھے گئے۔ کہ آپ اپنے دست مبارک سے غسل دیں۔

پھر شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمتہ کی بزرگی کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ ایک دفعہ خواجہ جنیدؒ بغداد میں درگاہ الٰہی میں یہ کہہ رہے تھے۔ کہ کوئی زمانہ وہ بھی تھا۔ کہ مجھ پر اہل آسمان اور اہل زمین روتے تھے۔ اور پھر وہ بھی زمانہ گزرا۔ کہ میں ان پر روتا تھا۔ اب یہ حالت ہے کہ نہ مجھے اپنی خبر ہے نہ ان کی۔ پھر کہا۔ کہ دس سال میں بیابان میں پھرتا رہا۔ اور دل کی نگہداشت کرتا رہا۔ اب بیس سال سے مجھے کسی کی بھی خبر نہیں۔ پھر کہا۔ کہ بیس سال حق تعالیٰ جنید کی زبان سے بات کرتا رہا۔ لیکن جنیدؒ کا بیچ میں کوئی دخل نہ تھا۔ اور نہ ہی خلقت کو اس بات کی خبر تھی۔

پھر خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ جب محبوں کے دل میں نماز کے وقت دنیا کا خیال آئے۔ تو نماز از سرنو شروع کرتے ہیں۔ اور اگر عاقبت کا خیال آجائے تو سجدہ سہو بجالاتے ہیں۔

پھر فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ خواجہ جنید قدس اللہ سرہ العزیز سے عرض کی گئی۔ اے پیر طریقت! کیا اچھا ہو۔ اگر آپ ہماری خاطر گودڑی پہن لیں۔ فرمایا۔ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا۔ کہ صرف گودڑی سے کام نکل آتا ہے تو میں لوہے اور آگ کی گودڑی بھی پہن لیتا۔ لیکن معاملہ یہ ہے۔ کہ ہر روز ہمارے باطن میں یہ کی جاتی ہے۔ کہ **لیس الاعتبار بالخرقتہ انما الاعتبار بالخرقتہ** یعنی خرقے کا کوئی اعتبار نہیں۔ صرف کام کرنا معتبر ہے۔

بعد ازاں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک دفعہ خواجہ ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ سفر

Marfat.com

کر رہے تھے ایک آدمی نے سامنے سے آکر سوال کیا۔ کہ محبت کی انتہا بھی ہے یا نہیں۔ فرمایا۔ او جھوٹے! محبت کی انتہا نہیں۔

بعد ازاں رابعہ بصریؒ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ قیامت کے دن سب سے پہلے رجال اللہ میں قدم رکھیں گی۔

پھر فرمایا۔ کہ اس زمانے میں آپ محبت کے کام میں بے مثل تھیں چنانچہ خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ ایک دن اور ایک رات رابعہؒ بصری کی خدمت میں رہا۔ اور محبت کے بارے میں گفتگو ہوتی رہی۔ نہ میرے دل میں خیال آیا۔ کہ میں مرد ہوں۔ نہ اس کے دل میں خیال گزرا کہ عورت ہے۔ آخر جب میں اٹھا۔ تو اپنے تئیں مفلس اور اسے مخلص پایا۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے آپ کے عقیدے اور صدق کے بارے میں یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک روز درگاہ الٰہی میں مناجات کر رہی تھیں۔ کہ اے باری تعالیٰ! اگر تو قیامت کے دن مجھے دوزخ میں بھیجے گا۔ تو میں تیری محبت کا ایک بھید جو میرے اندر ہے۔ اس سے بیان کروں گی۔ جس کے سبب دوزخ ہزار سالہ راہ کے برابر مجھ سے دور بھاگ جائے گا۔ پھر عرض کی۔ کہ اے پروردگار! اگر میں دوزخ کے خوف سے تیری عبادت کرتی ہوں تو مجھے دوزخ میں جلانا۔ اور اگر بہشت کی امید پر تیری پرستش کرتی ہوں۔ تو جمال ضرور دکھانا۔

بعد میں فرمایا۔ کہ ایک دفعہ کعبہ نے رابعہ بصریؒ کا استقبال کیا۔ تو پکار اٹھیں۔ کہ من تقرب الی بشر یقرب اللہ ذراعا' جو میری طرف بالشت بھر بڑھتا ہے۔ میں اس کی طرف گز بھر بڑھتا ہوں اور بارگاہ الٰہی میں دعا کی۔ کہ مجھے کعبہ درکار نہیں۔ مجھے اس کے دیدار سے خوشی نہیں۔ میں کعبہ کے مالک کا دیدار چاہتی ہوں۔

پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ شیخ علی ترندی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ رابعہ بصریؒ نے جنگل کا رخ کیا۔ اور سات سال تک پہلو کے بل لڑھک لڑھک کر عرفات میں پہنچیں۔ تو غیب سے آواز آئی۔ کہ اے مدعی! یہ کیسی خواہش تیرے دامنگیر ہوئی ہے۔ اگر تو ہمیں طلب کرتی ہے۔ تو ہم ایک ہی تجلّی سے تیرا کام سنوار دیتے۔ عرض کی

Marfat.com

یارب العزت! مجھے اس درجے کا سرمایہ حاصل نہیں۔ میں فقط فقر چاہتی ہوں۔ آواز آئی۔ کہ اے رابعہ! سر جھکا لے۔ کیونکہ یہاں پر یہ معاملہ ہے۔ کہ جو لوگ ہمارا وصال چاہتے ہیں۔ اور اس قدر قریب ہو جاتے ہیں۔ کہ بال کا فرق نہیں رہتا۔ تو پھر کام دگرگوں ہو جاتا ہے۔ اور وصال فراق سے بدل جاتا ہے۔ تو تو ابھی ستر پردوں میں ہے۔ جب تک ان سارے پردوں کو پھاڑ کر ہماری راہ میں قدم نہ رکھے گی فقر حاصل نہیں کر سکے گی۔ ذرا نگاہ اٹھا کر اوپر کی طرف دیکھ۔ جب نگاہ کی۔ تو دیکھا۔ کہ ہوا میں خون کا دریا بہہ رہا ہے۔ آواز آئی۔ کہ اے رابعہ! یہ ہمارے ان عاشقوں کی آنکھوں کا خون ہے۔ جنہوں نے اس راہ میں قدم رکھا۔ اور پہلی ہی منزل میں ایسے ہی فرد ہوئے۔ کہ دونوں جہان میں ان کا نام و نشان تک نہیں پایا جاتا۔ عرض کی۔ اور غیب سے ان کی ایک صفت مجھے بھی دکھلا۔ یہ کہنا ہی تھا۔ کہ آپ کو عورتوں والا خون جاری ہو گیا۔ اور غیب سے آواز آئی کہ رابعہ! یہ ان کا پہلا مقام ہے خواجہ صاحب اس پر بہت روئے۔ کہ سات سال پہلو کے بل لیٹ لیٹ کر دو ڈھیلوں کی زیارت کی خاطر گئیں۔ اور جب قریب پہنچیں۔ تو وہ بھی اس علت کی وجہ سے نصیب نہ ہوئی۔ اتنے میں حسن علاء سنجری اور ندیم خاص خواجہ عزیز بیگ نے آکر سر زمین پر رکھا۔ خواجہ صاحب غلبات شوق میں تھے۔ اس لئے ان پر نہایت شفقت فرمائی۔ اور فرمایا۔ کہ بیٹھ جاؤ جب بیٹھ گئے۔ تو خواجہ عزیز بیگ کو فرمایا۔ کہ کوئی غزل پڑھنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں وقت پر بھیجا ہے۔ جب خواجہ عزیز نے تیسرے پردے میں غزل گانی شروع کی۔ تو خواجہ عزیز اور حاضرین مجلس پر ایسی رقت طاری ہوئی۔ کہ عقل و فکر میں نہیں آسکتی۔ خواجہ صاحب اور برادرم حسن کو خاص جامہ عنایت فرمایا۔ وہ دن بہت ہی باراحت تھا۔ کہ سعادت پر سعادت سے مشرف ہوئے تھے۔ وہ غزل جو خواجہ عزیز نے پڑھی یہ ہے۔

Marfat.com

غزل

گر پردہ برکشائی ازاں روئے در بہشت — روشن شود براہل نظر حال خوب و زشت
رضواں اگر بہ بیند خشت درت کند — جملہ نگار خانہ فردوس خشت خشت
کاغذ زگر یہ ترشد و خامہ زآہ سوخت — حال دل خراب بگوچوں تواں نوشت
کشت امید کشتم و توابر رحمتی — مگذار کشت زار کہ زار است کشت کشت
چندیں حسن برشتہ جان دل چہ بستہ — مہلت اگر گست ازیں تن سرشت زشت
الحمد للہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل ۔۔۔۲۵۔۔۔

فضیلت سورۂ مزمل

بروز اتوار بیسویں ماہ صفر کو پائبوسی کا شرف حاصل ہوا۔ امام زاہدی کی تفسیر پاس پڑی تھی۔ اور سورۂ مزمل کی فضیلت کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ امام شافعی امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ سے اور آنجناب حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ستائیسویں ماہ مبارک رمضان کو مسجد مدینہ میں معہ اصحاب بیٹھے تھے۔ اور گزشتہ پیغمبروں کی حکایت بیان فرما رہے تھے۔ کہ جبرائیل اور میکائیل معہ چوبیس ہزار مقرب فرشتوں کے جو عرش کے گرداگرد رہتے ہیں۔ سورۂ مزمل کو ریشمی کاغذ پر قلم نور سے لکھا ہوا لے کر آئے آنحضرتؐ نے اٹھ کر بڑی تعظیم و تکریم سے ہاتھ میں لے کر بوسہ دیا۔ اور سر پر رکھی۔ اور پوچھا کہ بھائی جبرائیل' فرمان الٰہی کیا ہے۔ عرض کی۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے۔ کہ اگر میں اس سورت کو پہلے پیغمبروں کے عہد میں بھیجتا۔ تو اس کی برکت سے ان میں سے ایک بھی گنہگار نہ ہوتا۔ اور اس کی برکت سے میں سب کو بخش دیتا۔ پس جو بھی تیری امت میں سے اس کو فریضہ نماز کے بعد پڑھے گا۔ اسے ہر حرف کے بدلے ایک لاکھ نیکی عطا ہو گی۔ اور اسی قدر بدیاں اس کے نامہ اعمال سے مٹائی جائیں گی۔ اور آنحضرت کے ہمراہ بہشت میں داخل ہو گا۔ اس سورۃ کے پڑھنے والے کو بہشت میں ہزار محل سبز زمرد کے بنے ہوئے ملیں گے۔ جن میں سے ہر ایک میں ہزار ہزار چھوٹے محل ہوں گے۔ اور جن میں ہزارہا حوریں ہوں گی۔

بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ اے میرے امتیو اس سورۃ کو اپنا ورد مقرر کر لو۔ اور اسے دس مرتبہ ہر روز پڑھا کرو۔ جو ہر روز اسے دس مرتبہ پڑھے گا۔ اللہ تعالٰی اسے برے آدمیوں اور آفات کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ اور وہ ہمیشہ اللہ تعالٰی کی پناہ میں ہو گا۔ اور اس سورۃ کی برکت سے اسے کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ اور جو شخص کسی مہم کے لئے اس کو پڑھے گا۔ وہ مہم

Marfat.com

سر انجام ہو گی۔ اس سورۃ کا ثواب اگر اہل آسمان اور اہل زمین لکھنے لگیں۔ تو بھی نہیں لکھ سکتے۔

بعد میں فرمایا۔ کہ جب میں شیخ الاسلام فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کا مرید ہوا۔ تو شروع میں مجھے فرمایا۔ کہ سورہ مزمل بہ کثرت پڑھا کرو۔ آخر جب تفسیر میں اس سورۃ کی فضیلت دیکھی۔ تو سمجھا کہ آپ جو مجھے اس سورۃ کے پڑھنے کے لئے فرمایا کرتے تھے۔ تو اس سے مقصد یہ تھا۔ کہ میں اس سعادت سے محروم نہ رہ جاؤں۔

پھر فرمایا۔ کہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ کہ پروردگار اس سورۃ کو جمعہ کی رات بے کام دہے زبان پڑھتا ہے۔ پس جو شخص اس رات اس سورۃ کو پڑھے۔ گویا وہ حق تعالیٰ سے ہمکلام ہوتا ہے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ خواجہ حسن بصریؒ اس سورۃ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ کہ جو شخص اس سورۃ کا پڑھنے والا ہے۔ اسے خواہ لاکھ دشمن۔ حاسد۔ جادوگر۔ ظالم اور بدخواہ تکلیف پہنچانی چاہیں۔ تو اس کا بال بیکا نہیں کر سکتے۔ بلکہ سب مغلوب ہو کر جائیں گے۔

اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ امام شعبی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ خلیفہ وقت نے مجھ پر ظلم کیا۔ اور مجھے ہلاک کرنا چاہا۔ ایک روز میں بیٹھا تھا۔ تو ایک شخص مجھے لینے کے لئے آیا۔ کہ خلیفہ وقت بلاتے ہیں۔ میں نے سورہ مزمل پڑھ کر اپنے بدن پر پھونکی۔ جب خلیفہ کے پاس پہنچا۔ تو اس کا چہرہ زرد پڑ گیا۔ اور تخت سے نیچے اتر کر میرے قدموں پر گر پڑا۔ اور مجھے خلعت سے مشرف کیا۔ اور کہا۔ کہ اے استاد! جب تو اندر آیا۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ دو اژدہا منہ کھولے تیرے پہلوؤں سے نمودار ہوئے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اے خلیفہ! شعبیؒ کو چھوڑ دو تو بہتر ورنہ حکم الٰہی سے تجھے پارہ پارہ کر دیں گے۔ مجھے یہ بتاؤ۔ کہ یہ کرامت کہاں سے نصیب ہوئی۔ میں نے کہا۔ سورۂ مزمل کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ درجہ عنایت فرمایا ہے۔ پھر خلیفہ نے اس سورۃ کو ہر روز پڑھنا شروع کیا۔ تو جو بادشاہ خراج نہیں دیا کرتے تھے۔ اور سرکش تھے۔ سب باجگزار اور مطیع ہو گئے۔

Marfat.com

بعد ازاں فرمایا۔ کہ امام مفضل رحمتہ اللہ علیہ نے اس سورۃ کے چھ فائدے لکھے ہیں۔ اول یہ کہ جو اس سورۃ کو متواتر پڑھے گا۔ وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہے گا۔ اور کوئی مصیبت اس کے نزدیک نہیں پھٹکے گی۔ اور دینی اور دنیاوی تمام آفات سے محفوظ رہے گا۔ اور بادشاہوں اور بزرگوں کی نظروں میں عزیز ہو گا دوسرے یہ کہ جو شخص اس صورت کو دن کے وقت یا رات کے وقت ایک مرتبہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرمائے گا۔ کہ گواہ رہنا۔ میں اس بندے کو بخشتا ہوں۔ اور اپنا ولی بناتا ہوں اور تمام دشمنوں پر اسے مظفر و منصور بناتا ہوں۔ تیسرے یہ کہ جو شخص اس سورۃ کو پڑھے گا۔ اور پتھر پر دم کرے گا۔ تو عجب نہیں کہ وہ سونا بن جائے۔

بعد میں اسی موقعہ کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک دفعہ شیخ عبداللہ مبارک رحمتہ اللہ علیہ کو کسی خطا کے بدلے بغداد میں قید کر دیا گیا۔ مدت بعد جب خلیفہ کے روبرو لائے گئے۔ تو خلیفہ نے کہا۔ اگر تو واقعی درویش ہے۔ تو جو پتھر تیرے روبرو پڑا ہے۔ دعا کر کہ یہ سونے کا ہو جائے۔ پھر میں تجھے رہا کر دوں گا۔ آپ نے کہیں تفسیر میں لکھا دیکھا تھا۔ فوراً" سورۂ مزمل پڑھ کر پتھر پر پھونکی جو فرمان الٰہی سے سونا بن گیا۔ خلیفہ یہ کرامت دیکھ کر تائب ہوا۔ پھر خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ شیخ صاحب جو محبوس رہے تو اس کی وجہ یہی تھی۔ کہ خلیفہ آپ کے سبب تائب ہو۔

اس کے بعد فرمایا۔ کہ چوتھے جو اس سورۃ کو پڑھے گا۔ اور اپنے پاس رکھے گا۔ اس پر کوئی مصیبت نازل نہ ہو گی۔ اور لوگوں اور درگاہ الٰہی میں معزز ہو گا۔ پانچویں، اس سورۃ کو پڑھنے والے پر زہر اور جادو کا اثر نہیں ہو گا۔ اور تمام بلاؤں سے امن میں رہے گا۔ چھٹے جو شخص اس کو بہتے پانی پر پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ پانی کھڑا ہو جائے گا۔ اور اگر پہاڑ پر دم کرے گا۔ تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ اگر مردہ پر پڑھ کر دم کرے گا۔ تو فرمان الٰہی سے وہ زندہ ہو جائے گا۔ اگر قیدیوں کی رہائی کے لئے پڑھے گا۔ قید سے رہا ہو جائیں گے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ مولانا بدرالدین اسحاق رحمتہ اللہ علیہ یہ حکایت بیان فرماتے

Marfat.com

ہیں۔ کہ ایک دفعہ میں اور شیخ الاسلام فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز سفر کرتے ہوئے دریا کے کنارے پہنچے۔ جہاں عبور کرنے کے لئے کشتی موجود نہ تھی۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ کہ میری اور اپنی نعلین ہاتھ میں پکڑ لے۔ جب ہم پانی کے قریب پہنچے۔ تو فرمایا۔ آنکھیں بند کر۔ جب میں نے آنکھ بند کی۔ تو ہم پانی سے گزر گئے۔ آپ کی ہیبت مجھ پر طاری ہوئی۔ اور وجہ نہ پوچھ سکا۔ جب ایک منزل میں پہنچے۔ تو عمدہ موقعہ پا کر میں نے اس حالت کی بابت عرض کیا۔ تو فرمایا۔ کہ میں نے سورہ مزمل پڑھی تھی۔ اور اپنے پر اور تجھ پر دم کی تھی۔ تو راستہ بن گیا تھا۔

پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ شیخ سلیمان سمرقندی بڑے بزرگ تھے۔ آپ کو حجاج یوسف نے ایک مرتبہ قید کر دیا۔ اور سر سے پاؤں تک آہنی زنجیروں میں جکڑ دیا۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ مجھے سورۂ مزمل کی فضیلت یاد آئی۔ فوراً پڑھنی شروع کی۔ ابھی ختم نہ کرنے پایا تھا۔ کہ تمام ہتھ کڑیاں۔ بیڑیاں اور طوق گر پڑے اور لوگ آکر مجھے رہا کر کے لے گئے۔ آخر معلوم ہوا۔ کہ فرشتگان عذاب اسے ہلاک کیا چاہتے تھے۔

بعد ازاں اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ نے اس سورۃ کی برکت سے ایک سو ستر میدان مارے۔ اور خیبر کے دروازے کو اسی کی برکت سے اکھیڑ پھینکا۔ امیرالمومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جناب کی زیارت خواب میں اسی سورۃ کی برکت سے ہوا کرتی تھی۔ پھر فرمایا۔ کہ امام یحیٰی معاذ رازی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ اس سورۃ کے پڑھنے والے کو قیامت کے دن اس قدر ثواب ملے گا۔ جسے دیکھ کر ساری خلقت حیران رہے گی۔ اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح روشن ہو گا۔ اور نوری براق پر اسے سوار کر کے بہشت میں لے جائیں گے۔

پھر اسی موقعہ کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ خواجہ شفیق بلخی رحمتہ اللہ علیہ کی تفسیر میں میں نے لکھا دیکھا ہے۔ کہ میں نے سات سو استادوں کی شاگردی کی۔ اسی قدر فضیلت اس سورۃ کے پڑھنے کی انہوں نے بیان کی۔ کہ مجھے گمان ہوا۔ کہ اگر ساری عمر اس کی فضیلت اور اس کا ثواب لکھوں۔ تو بھی لکھا نہ جائے۔

الحمدللہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل ۔۔ ۲۶ ۔۔

آخری زمانہ

بروز بدھ پانچویں ربیع الاخر کو پابوسی کا شرف حاصل ہوا۔ مولانا وجیہہ الدین پائلی۔ مولانا نصیرالدین گیلانی اور مولانا برہان الدین غریب حاضر خدمت تھے۔ آخری زمانے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ یہ علامات جو زمانے میں دم بدم نمودار ہو رہی ہیں۔ یہ سب آخری زمانے کی علامات ہیں۔ لیکن لوگ ان علامتوں سے غافل ہیں۔

پھر فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ آخری زمانے میں فرزند آدم بہت کم پیدا ہوں گے۔ عورتیں مردوں کے ساتھ شراب پئیں گی۔ اور ان پر سوار ہو کر کوچہ بہ کوچہ پھریں گی۔ دف بجانے والے بکثرت ہوں گے بے عمل علماء زیادہ ہو جائیں گے۔ اور بادشاہ کھلم کھلا ظلم کریں گے۔

بعد میں فرمایا۔ کہ امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب عورتیں گھوڑوں پر سوار ہو بازاروں میں پھریں۔ تو سمجھ لینا۔ کہ یہ قیامت کی علامت ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ' آخری زمانے کی علامات کے بارے میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے۔ امیرالمومنین ابوبکر اور علی رضی اللہ عنہما نے پوچھا۔ کہ دنیا کب تک ہے فرمایا سات روز۔ یہ سن کر اصحاب تنگ دل ہوئے۔ فرمایا۔ یہ سات دن آخرت کے سات دنوں کے برابر ہیں۔ جس میں کا ہر دن یہاں کے ہزار سال کے برابر ہوتا ہے۔

بعد اس کے خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ میری امتوں کی ناخوش زندگانی میری وفات کے بعد ہو گی۔ ان میں سے اسی کی زندگی خوش ہو گی۔ جو دنیا سے قطع تعلق کرے گا۔

بعد ازاں زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ' فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چھ سو سال بعد فتنے برپا

Marfat.com

ہوں گے۔ اور ہندوستان اور ترکستان میں ایک دوسرے سے لڑائی ہو گی۔ اور ایک دوسرے کی چغلی اور غیبت کریں گے۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ آخری زمانے میں عالم تو بہت ہوں گے لیکن برکت کم ہو گی اور درویشوں کو بیت المال سے کچھ نہ ملے گا عورتیں گھروں میں سوداگری شروع کریں گی۔ اور کھلم کھلا مطربوں اور بھانڈوں کو مال دیا جائے گا۔ عورتیں کھلم کھلی مصیبتیں برپا کریں گی۔ بادشاہ ولائتیں فتح کریں گے اور فساد برپا کریں گے۔ اور پارساؤں کو عذاب کریں گے۔ اور زاہدوں کو مار ڈالیں گے۔ شرابخوروں کو پسند کریں گے۔ جہان کو ویران کریں گے۔ اور تمام خلقت ان کے ہاتھوں درویش ہو جائے گی۔ شرابخوری کریں گے۔ بیگانی عورتوں سے عیش کریں گے۔ اور اپنے آدمیوں سے لڑائی جھگڑے میں گزرے گی۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ آخری زمانے میں ایسا وقت بھی آئے گا۔ جبکہ رنڈیاں۔ مطرب۔ بھانڈ۔ اور اہل فساد اہل دنیا کی نظروں میں عزیز ہوں گے۔ اور عالموں اور قرآن خوانوں کی کچھ قدر و منزلت نہ ہو گی۔ اور لوگ تمام رنگین کپڑے پہنیں گے۔ اور مرد عورت اکٹھے کھانا کھائیں گے۔ اور لواطت کو پیشہ قرار دیں گے۔ حاکم حکم کو بیچیں گے۔ اور لوگوں میں بددیانتی پیدا ہو جائے گی۔ دنیاوی مال کی خاطر حق کو ناحق قرار دیں گے۔ عدل و انصاف اٹھ جائے گا۔ سوداگر لین دین میں جھوٹ بولیں گے۔ پانچ درم لے کر جھوٹی گواہی دیں گے۔ نباتات میں برکت نہیں رہے گی۔ آسمان سے مینہ کم برسے گا۔ اگر برسے گا بھی تو بے وقت جب یہ علامتیں نمودار ہوں۔ تو سمجھ لینا کہ قیامت بالکل نزدیک ہے۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ دجال لعین لعنۃ اللہ علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوا ہے۔ یہ اس طرح پر ہوا۔ کہ ایک روز آنحضرتؐ بیٹھے تھے۔ کہ ایک شخص نے آکر عرض کی۔ کہ یارسول اللہ! عجب چیز پیدا ہوئی ہے۔ ایک یہودی کی عورت نے بچہ جنا ہے۔ جو صبح سے دس بجے تک

Marfat.com

باتیں کرنے لگا۔ اور ظہر کی نماز تک بڑا ہو گیا۔ اور عصر تک اس کے داڑھی نکل آئی۔ آنجناب ؐ نے سن کر فرمایا۔ کہ یہ آخری زمانے کی علامت ہے۔ اٹھ کر اسے دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ جب اس کے مکان کے پاس پہنچے۔ تو کسی نے دجال کو اطلاع دی۔ کہ رسول خدا تیرے دیکھنے کو آئے ہیں۔ آنحضرت ؐ نے جا کر سلام کیا۔ اس ملعون نے جواب نہ دیا۔ پھر کہا۔ کہ تونے سخت جادو کیا ہے۔ کہ مجھے عاجز کر دیا ہے۔ مجھے بھی یہ سکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں جادوگر نہیں۔ بلکہ پیغمبر خدا ہوں۔ میں تیرے پاس آیا ہوں۔ تا کہ تو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ' کہے۔ امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ ہمراہ تھے۔ عرض کی۔ یا رسول اللہ ! حکم ہو تو اسے ریزہ ریزہ کر دوں۔ اتنا کہہ کر تلوار نکالی۔ تو وہ ملعون چلا کر غائب ہو گیا۔ آنحضرت ؐ نے غمناک ہو کر یاروں کو فرمایا۔ کہ شیاطین اسے ملک شام میں لے گئے ہیں۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ جس روز دجال نکلے گا۔ اس سال سخت قحط ہو گا۔ بارش نہیں ہو گی۔ نباتات کم اگیں گی۔ یہ ساری خاصیتیں اس لمعون کے نمودار ہونے کی ہیں۔ پھر فرمایا۔ کہ وہ نمودار ہو کر پیغمبری کا دعویٰ کرے گا۔ اس کی علامت یہ ہو گی کہ اس کی پیشانی میں لکھا ہو گا۔ ھوالکافر باللہ العظیم' گدھے پر سوار ہو گا۔ جس کی لگام سونے کی ہو گی۔ پس جو اہل عذاب ہوں گے وہ اس کی پیروی کریں گے۔ اور خضر علیہ السلام اس کے ہمراہ ہوں گے۔ اور فرماتے جائیں گے۔ کہ یہ جھوٹا ہے وہ مسلمانوں کو سیدھی راہ سے بھٹکائے گا۔ اور کافر کرے گا۔ اور تمام جہان میں ایک ہی ہفتے پھرے گا۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ آخری زمانے میں غافل نہ رہنا۔ جوں جوں اس کی علامتیں ظاہر ہوں گی۔ تم عاجز ہوتے جاؤ گے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو۔ اور توبہ کرو۔

پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے۔ اور گردا گرد اصحاب حاضر خدمت تھے۔ امیرالمومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' نے آنجناب ؐ سے پوچھا۔ کہ آیا سورج اسی زمین سے نکلتا ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ اس کی گردش

Marfat.com

آگ پر ہے۔ اگر دن رات میں ایک مرتبہ بھی اس کا گذر پانی پر نہ ہوتا۔ تو بہت سے لوگ جل جاتے۔ اور یہ ستارے جو آسمان میں دکھائی دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں خاص کر یہ آفتاب جو ہر روز اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کرتا ہے۔ کہ یااللہ! مجھے حکم دے تاکہ میں سارے کافروں اور نافرمانوں کو جلا دوں۔

بعد میں خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ آخری زمانے میں ایسا وقت بھی آئے گا۔ کہ اس وقت کا سال اب کے مہینے کے برابر ہو گا۔ اور مہینہ ہفتے کے برابر اور ہفتہ دن کے برابر اور دن اس قدر چھوٹا ہو گا۔ اور عمریں اس قدر کم ہو جائیں گی۔ کہ ایک نماز بھی پوری ادا نہیں ہو سکے گی۔ جب خواجہ صاحب اس بات پر پہنچے تو آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ میری ہجرت کے بعد امت کے پانچ طبقے ہوں گے اور ہر ایک سو سال رہے گا۔ پھر خواجہ صاحب نے اس کی تفصیل یوں فرمائی۔ کہ پہلا طبقہ صاحب تقویٰ اور عمل صالح ہو گا۔ دوسرا اہل تواضع و تراحم کا۔ تیسرا ایک دوسرے کے ساتھ جنگ و جدال کرے گا۔ چوتھا صلۂ رحم چھوڑ کر ایک دوسرے سے روگردانی کرے گا۔ اور عاجزوں کی مدد نہیں کرے گا۔ یہ پانچ سو سال تک رہے گا۔ پانچواں طبقہ ظالم۔ عاصی اور نافرمان ہو گا۔

پھر خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ جب سات سو سال گزر چکیں گے۔ تو زلزلے بہت آئیں گے۔ باعمل علماء فوت ہو جائیں گے۔ امر معروف اور نہی منکر یکساں ہو جائیں گے۔ کوچہ بکوچہ خونریزیاں ہوں گی۔ یہ کام سات سو بیس سال تک ہو گا۔ پھر حیوانات کی کثرت ہو گی۔ اور انسان ان میں سے مشکل سے گزر سکیں گے۔ زمین کی پیداوار کم ہو گی۔ زراعت مختلف آفتوں کے سبب برباد ہو جائے گی۔ مسلمانی نہیں رہے گی۔ لوگ ایک دوسرے کی بدگوئی اور غیبت کریں گے۔ برے برے کام کریں گے۔ شراب پئیں گے۔ بے شرمی بڑھ جائے گی۔ بے گناہ مسلمان قتل کئے جائیں گے۔ دنیاوی مال کی طمع سے مسلمان مسلمان سے لڑے گا۔ اور فساد برپا ہو گا۔ مشائخ ناحق قتل کئے جائیں گے۔ برکت اٹھ جائے گی۔ یہ کام سات سو تیس سال تک ہو گا۔ پھر جنگلی درندے شہروں میں آگھسیں گے۔ اور روز روشن میں مسلمانوں کے بچوں کو لے

Marfat.com

جائیں گے۔ امراء اور بادشاہ ظالم ہو جائیں گے۔ ان کے حکم سے شہر برباد ہو جائیں گے۔ اور مسلمانوں کو بری طرح قتل کریں گے۔ شہروں میں اسلام بہت کم رہ جائے گا۔

بے عمل علماء بہت ہوں گے۔ اس زمانے میں جو فساد برپا ہو گا۔ وہ علمائے بے عمل اور مشائخ ریائی کی وجہ سے ہو گا۔ ہر شہر کا جدا جدا بادشاہ ہو گا۔ شہروں میں اسلام اور مسلمانوں کی حالت ردی ہو جائے گی۔ دوست دشمن بن جائیں گے۔ جو دنیاوی چیز دیکھے گا۔ اس کی دھن میں محو ہو جائے گا۔ مسلمان مفلس ہو جائیں گے۔ درویشوں کے سوا ان کے پاس کچھ نہیں رہے گا۔ کھلم کھلا ظلم ہو گا۔ لیکن خلقت فساد کا کچھ خیال نہ کر کے دن رات جھوٹ۔ غیبت۔ حسد۔ فحش۔ لہو و لعب۔ قمار بازی۔ مطربی اور برے کاموں میں مشغول رہے گی۔ یہ کام سات سو چالیس سال تک رہے گا۔ پھر عورتوں میں شہوت زیادہ ہو جائے گی۔ حتیٰ کہ ایک عورت ایک خاوند پر قناعت نہیں کرے گی۔ بلکہ سو سے بھی زیادہ کی خواستگار ہو گی۔ اور عورتیں بے شرم ہو جائیں گی۔ اور گلی بازاروں میں فساد برپا کرتی پھریں گی۔ اور مردوں کی خاطر ایک دوسرے کو قتل کریں گی۔ ولائتیں آباد نہیں رہیں گی۔ تمام شہر برباد ہو جائیں گے۔ ایک شہر سے دوسرے شہر تک بڑی مشکل سے جایا جائے گا۔ اہل علم قتل ہوں گے۔ مشائخ اور درویش کی کچھ عزت نہ ہو گی۔ نہ کوئی ان کا پرساں حال ہو گا۔ یتیم اور بیوہ خوار ہوں گے۔ اور بھوک کے مارے ہلاک ہو جائیں گے۔ ولایت ستمرو ہو جائے گی۔ سادات۔ عالم۔ درویش اور دانش مند مصحف کو بیچنے جائیں گے۔ اور کوئی نہیں خریدے گا۔ قحط اور تنگی دم بدم بڑھتی جائے گی۔ شرابخوروں کی کثرت ہو گی۔ شرابخوری اور بدافعالی کو فخر سمجھیں گے۔ اہل فساد اور مسخروں کی عزت ہو گی۔ اہل صلاح بے عزت ہوں گے۔ دوستی زبانی ہو گی۔ مسلمان بغیر ہاتھ۔ زبان۔ دل اور کان کے ہوں گے۔ (یعنی ان سے کچھ کام نہ لے سکیں گے) خیانت بہت ہو گی۔ راہزن اور دشمنوں کی تعداد بڑھ جائے گی۔ اور تمام جہان میں فساد مچ جائے گا۔ یہ حالت سات سو پچاس سال تک رہے گی۔ پھر جب آفتاب نکلے گا۔ تو اس کا مطلع خون آلود ہو گا۔ اور آسمان کے کنارے قریب دو نیزے کے خون کی طرح ہوں گے۔ اس روز تین گھنٹے تک آفتاب کے مطلع میں خون

Marfat.com

رہے گا۔ اسی روز آدھے جن اور انسان مرجائیں گے۔ ہوا سخت چلے گی۔ مرگ زیادہ ہو گی۔ طوفان آئیں گے۔ شہروں میں آگ لگ جائے گی۔ یہ حالت سات سو ساٹھ سال تک رہے گی۔ پھر بارش ہو گی۔ جس کے قطرے مرغی کے انڈے کے برابر ہوں گے۔ اس سال ہزارہا مویشی اور کھیتیاں برباد ہوں گی۔ یہ حالت سات سو ستر سال تک رہے گی۔ پھر قرآن شریف اٹھا لیا جائے گا۔ اور آفتاب مغرب سے نکلے گا۔ توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ جس روز آفتاب مغرب سے نکلے گا۔ زوال تک برقرار رہے گا۔ پھر اسی طرح غروب ہو جائے گا۔ یہ حالت سات سو اسی سال تک رہے گی۔ پھر دجال لعین نمودار ہو گا۔ اس کی پیشانی میں ایمان کا نقش ہو گا۔ اور جو منافق ہو گا۔ اس کی پیشانی میں کفر کی علامت ہو گی۔ نعوذ باللہ منہا۔ جب خواجہ صاحب اس بات پر پہنچے۔ تو زار زار روئے۔ اور فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔ کہ اس کے بعد کیا کیا پیدا ہو گا۔ اور قیامت کب آئے گی۔

الحمدللہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل ــ ۲۷ ــ

ذکر اولیاء

بروز ہفتہ چھٹی ماہ جمادی الاخر کو قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ اولیاء کی بزرگی کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ ذکر الاولیاء منزل الراحۃ' یعنی اولیاء کا ذکر کرنے سے راحت نازل ہوتی ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ میں نے شیخ نجم الدین صغریٰ رحمتہ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے سنا ہے۔ کہ امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ذکر اولیاء عباد تا' یعنی اولیاء کا ذکر کرنا بھی عبادت ہی ہے۔ اور جو ذکر کرتا ہے۔ اس کے نامہ اعمال میں عبادت کا ثواب لکھا جاتا ہے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ' نے ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ سے سوال کیا۔ کہ عقل مند کون ہے؟ فرمایا۔ جو نیک و بد میں تمیز کر سکے۔ امام جعفر صادقؒ نے فرمایا۔ کہ چوپائے بھی نیک و بد میں تمیز کر سکتے ہیں۔ یعنی جو انہیں مارتا ہے اور جو انہیں کھلاتا پلاتا ہے۔ ان میں تمیز کر سکتے ہیں۔ ابو حنیفہؒ نے پوچھا۔ کہ پھر آپ کی رائے میں عقلمند کی کیا پہچان ہے؟ فرمایا۔ جو دو نیکیوں میں سے اچھی نیکی اختیار کرے اور دو بدیوں میں سے بری سے بچے۔

پھر خواجہ اویس قرنیؒ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہونے والا تھا۔ تو صحابہ نے عرض کی۔ کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب کا خرقہ کس کو دیا جائے۔ فرمایا اویس قرنیؒ کو۔ بعد ازاں جب امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ' خلیفہ بنے۔ تو کوفے میں منبر پر خطبہ پڑھا۔ اور پھر پوچھا۔ کہ اے اہل مسجد! تم میں سے کوئی قرن کا رہنے والا ہے۔ عرض کی ہے۔ فرمایا۔ میرے پاس بھیج دو۔ جب قرنی لوگ آپ کے پاس آئے۔ تو آپ نے اویسؒ کی بابت پوچھا۔ انہوں نے کہا۔ اسے تو ہم نہیں جانتے۔ امیرالمومنین نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا پتہ بتایا ہے۔ کہ اس کی کوئی بات

Marfat.com

خلاف نہیں ہوتی۔ پھر ان میں سے ایک نے عرض کی۔ کہ وہ اس سے تو حقیر ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے۔ وہ دیوانہ اور احمق ہے۔ خلقت سے دور ہی رہتا ہے۔ اور آبادی میں نہیں آتا۔ اور نہ کسی سے مل بیٹھتا ہے۔ جو کچھ لوگ کھاتے ہیں۔ وہ نہیں کھاتا۔ اور غم اور خوشی اسے کچھ بھی نہیں۔ جب لوگ روتے ہیں۔ تو وہ ہنستا ہے اور جب لوگ ہنستے ہیں وہ روتا ہے۔ امیرالمومنین نے پوچھا وہ کہاں ہے۔ عرض کی۔ وادی عرفہ میں اونٹ چرایا کرتا ہے۔ پھر امیرالمومنین عمر اور علی رضی اللہ عنہما اس وادی میں گئے۔ اور اسے نماز میں مشغول دیکھا۔ حق تعالیٰ نے فرشتے مقرر کر رکھے تھے۔ جو اس کے اونٹوں کی رکھوالی کیا کرتے تھے۔ جب اویس قرنیؒ نے آدمیوں کی آہٹ سنی۔ تو نماز کوتاہ کی۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ، نے سلام کہا۔ جواب دیا۔ پھر امیرالمومنین عمرؓ نے نام پوچھا۔ کہا عبداللہ۔ فرمایا۔ ہم بھی عبداللہ یعنی اللہ کے بندے ہیں۔ خاص نام بتاؤ۔ کہا۔ اویسؒ فرمایا۔ ہاتھ دکھاؤ۔ دکھایا تو وہی نشان موجود تھا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا پھر امیرالمومنین نے فرمایا اے اویس! رسول اللہ نے سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ میری امتوں کے لئے دعا کرنا۔ عرض کی۔ یا عمرؓ! آپ اچھی طرح دعا کر سکتے ہیں۔ کہ دنیا میں آپ سے بڑھ کر عزیز نہیں۔ فرمایا۔ میں بھی یہی کام کرتا ہوں۔ لیکن رسول اللہ نے وصیت فرمائی تھی۔ اسے بجا لائیں۔ عرض کی۔ یا عمرؓ! ذرا پہاڑ میں اور جستجو کر لو۔ شائد کوئی اور اویسؒ نہ ہو۔ فرمایا۔ نہیں آپ ہی کا پتہ بتلایا تھا۔ کہا تو پہلے مجھے خرقہ دو۔ تاکہ میں امتوں کے لئے دعا کر لوں۔ امیرالمومنین نے خرقہ دیا۔ اور فرمایا۔ کہ پہن کر دعا کرو۔ خرقہ لے کر کہا۔ صبر کرو۔ مجھے ذرا کام ہے۔ پھر دور جا کر وہ خرقہ رکھ دیا۔ اور اللہ تعالیٰ سے امت محمدیؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دعا کی۔ تو آواز آئی۔ کہ اے اویس! خرقہ پہن لے۔ ہم نے اتنے ہزار امت محمدی تیری خاطر بخشی۔ عرض کی۔ جب تک ساری امت نہ بخشی جائے گی میں نہیں پہنوں گا۔ کیونکہ رسولؐ اللہ، عمرؓ اور مرتضیٰؓ نے اپنا اپنا کام کیا ہے۔ اب میرا کام باقی رہ گیا ہے۔ آواز نہ آئی۔ کہ اتنے ہزار امت تیری خاطر بخشی۔ پہن لے۔ عرض کی جب تک ساری امت نہ بخشی جائے گی۔ میں نہیں پہنوں گا۔ اتنے میں علی المرتضیٰؓ آپہنچے۔ اویسؒ نے فرمایا۔

Marfat.com

اگر آپ نہ آتے تو میں یہ خرقہ نہ پہنتا جب تک ساری امت نہ بخشوا لیتا۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ یہ ان لوگوں کی حکایت ہے۔ جو جہاں جہاں جاتے ہیں۔ ان کو کوئی نہیں پوچھتا اور جب وہاں سے چلے جاتے ہیں تو ان کا نشان کوئی نہیں بتلاتا۔

پھر فرمایا۔ کہ امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اویس کو اونٹ کی پشم کی گودڑی پہنے ہوئے سر اور پاؤں سے ننگا دیکھا۔ کہ اس گودڑی میں اٹھارہ ہزار عالم موجود تھے۔ اس وقت حضرت عمرؓ کے دل میں خیال آیا ہے۔ کہ کوئی مجھ سے یہ خلافت لے لے اور مجھے رہائی دے۔ کہا اے عمر۔ یہ غافلوں کا قول ہے۔ یہاں خود فروشی نہیں۔ اس کو پھینک دے۔ جو چاہے گا لے لے گا۔ خرید و فروخت کا کیا تعلق۔ پھر حضرت عمرؓ بہت روئے۔ اور خلافت چھوڑنی چاہی۔ صحابہ نے جمع ہو کر عرض کی۔ کہ جو چیز صدیق اکبرؓ نے قبول فرمائی ہے۔ اسے نہیں چھوڑ سکتے۔ کیونکہ ایک روز کا عدل ساٹھ سال کی عبادت سے بڑھ کر ہے۔

پھر خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے۔ کہ اویس قرنیؓ کا مقام امیرالمومنین عمرؓ کے مرتبے سے اعلیٰ اور عمدہ ہے۔ ایسا ہرگز نہیں۔ دیگر اویس قرنیؓ میں یہ خاصیت تھی۔ کہ آپ کا دل کسی چیز کو نہ چاہتا تھا۔ جیسا کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بڑھیا کے گھر جا کر اس سے یہ التجا کیا کرتے تھے۔ کہ محمدؐ کے حق میں دعا کرنا۔ پس حضرت عمرؓ نے پوچھا۔ یا اویسؓ! آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیوں نہ ہوئے۔ اور شرف زیارت سے کیوں مشرف نہ ہوئے۔ اویس قرنیؓ نے پوچھا۔ کیا آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ پوچھا۔ کیا آنحضرت کی پیشانی مبارک کو دیکھا ہے۔ آیا ابرو کشادہ تھے یا ملے ہوئے۔ دونوں میں سے کوئی اس کا جواب نہ دے سکا۔ پھر پوچھا کیا آپ آنحضرتؐ کے دوست ہیں۔ اگر ہم دوست صادق ہوتے تو جس دن آنحضرتؐ کے دندان مبارک شہید ہوئے تھے۔ کیوں آپ نے اپنے دانت موافقت کے مطابق نہ توڑ ڈالے۔ کیونکہ دوستی اور موافقت کی شرط یہی ہے۔ یہ کہہ کر اپنا منہ دکھایا۔ جس کے

Marfat.com

سارے دانت ٹوٹے ہوئے تھے۔ پھر فرمایا۔ کہ گو میں نے آنحضرت ؐ کی زیارت نہیں کی۔ لیکن یہ دینی موافقت کی وجہ سے ہے۔ پھر دونوں صاحبوں کو معلوم ہوا۔ کہ اویس قرنیؓ کا منصب بلند ہے۔ کہ انہوں نے بن دیکھے موافقت کی۔

بعد ازاں امیرالمومنین عمرؓ نے فرمایا۔ کہ یا اویسؓ! آپ میرے حق میں دعا کریں۔ فرمایا۔ کہ میں نماز کے وقت دعا کروں گا۔ اگر آپ دنیا سے ایمان سلامت لے گئے۔ تو سمجھنا۔ کہ میری دعا کارگر ہوئی۔ ورنہ میری دعا ضائع ہو گئی۔

پھر خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ امام محمد احمدؒ کو کئی سال کسی نے ہنستے نہ دیکھا۔ لیکن جب انتقال کا وقت قریب آگیا۔ تو مسکرائے۔ حاضرین نے وجہ پوچھی۔ تو فرمایا۔ کہ میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ ابلیس لعین میرے سامنے کھڑا ہے۔ اور کف افسوس ملتا ہے۔ میں نے پوچھا۔ کیوں افسوس کرتے ہو۔ تو کہا۔ کہ آپ بڑی اچھی طرح میرے ہاتھوں سے ایمان بچا کر لے چلے ہو۔ میں ایمان کی سلامتی کی خوشی میں مسکرایا ہوں۔ کہ الحمد للہ اس سے ایمان تو بچا کر لے چلا ہوں۔

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ نے خواجہ اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں آکر عرض کی۔ کہ مجھے کچھ نصیحت کرو۔ خواجہ صاحب نے پوچھا۔ کہ آپ اللہ کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا۔ پہچانتا ہوں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ اگر اللہ تعالیٰ کے پیارے ہو۔ تو آپ کے حق میں یہی بہتر ہے۔

بعد ازاں امیرالمومنینؓ نے خواجہ صاحب کو کچھ دینا چاہا۔ خواجہ صاحب نے جیب میں سے کچھ روپے نکال کر فرمایا۔ کہ یہ میں نے اونٹ چرا کر جمع کئے ہیں۔ اگر آپ اس بات کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ کہ جتنے روپے آپ دیتے ہیں۔ یہ کھا کر کسی اور کا محتاج نہ ہوں گا۔ تو پھر میں آپ سے لیتا ہوں۔

پھر خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ خواجہ اویس قرنیؒ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ ناراض نہ ہونا۔ واپس جاؤ اور اپنے کام میں مشغول ہو جاؤ۔ کیونکہ قیامت نزدیک ہے۔ پھر قیامت کو ملاقات ہو گی۔ جبکہ پھر کبھی جدائی نہ ہو گی۔ اب میں قیامت کے لئے تیاری کر رہا ہوں۔ پھر امیرالمومنین حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ

Marfat.com

عنہما واپس چلے آئے۔

پھر اسی موقعہ کے مناسب یہ فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ ہرمز رحمتہ اللہ علیہ نے کوفہ پہنچ کر دریائے فرات کے کنارے خواجہ اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا۔ اور صفات سے پہچان کر سلام کیا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا حیاک یا ہرمز بن برخیا اے ہرمز برخیا کے بیٹے! اللہ تعالیٰ تجھے زندہ رکھے۔ اور پوچھا۔ تو نے مجھے کس طرح پہچان لیا۔ اور تجھے یہاں کون لایا۔ ہرمز نے پوچھا۔ آپ کو میرا اور میرے باپ کا نام کس نے بتایا؟ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے جو علیم و خبیر ہے بتایا۔ جس کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں۔ میں نے تیری روح کو پہچان لیا تھا۔ کیونکہ مومنوں کی روحیں آپس میں ایک دوسرے کی آشنا ہوتی ہیں۔ ہرمز نے عرض کی۔ کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ روایت فرمائیں۔ فرمایا۔ ظاہر میں تو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف نہیں ہوا۔ لیکن اوروں کی زبانی بہت سے اوصاف حمیدہ اور اقوال پسندیدہ سنے ہیں۔ تاکہ محدث ہو جاؤں۔ چونکہ میں اپنے ہی شغل میں مشغول ہوں۔ اس لئے ان کی طرف اتنی توجہ نہیں کرتا۔ پھر ہرمز نے عرض کی۔ کہ قرآن شریف کی کوئی آیت پڑھے گا۔ تاکہ بندہ سنے۔ فرمایا اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم' پھر زار زار روئے۔

پھر فرمایا۔ کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون وخلقنا السماء والارض وما بینہما لا عبین وما خلقنا ھما الا بالحق ولکن اکثر ہم لا یعلمون ان یوم الفصل میقاتھم اجمعین یوم لا یغنی مولا عن مولی شیئا" ولا ھم ینصرون الا من رحم اللہ انہ ھوالعزیز الرحیم'اور میں نے جنوں اور انسانوں کو عبادت کے لئے ہی پیدا کیا ہے اور ہم نے زمین و آسمان اور جو کچھ ان کے مابین ہے۔ صرف کھیل ہی نہیں بنایا۔ بلکہ حق پر پیدا کیا ہے۔ مگر ان میں کے بہت سے اس بات کو نہیں جانتے۔ قیامت کا دن ان کا وعدہ ہے۔ وہ ایک ایسا دن ہے۔ جبکہ نہ کوئی کسی کو کسی قسم کی مدد دے سکے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ غالب اور رحم کرنے والا ہے' بعد ازاں نعرہ مار کر اس طرح بیہوش ہو کر گر پڑے۔ کہ ہم نے تو سمجھا۔ کہ شاید اب ٹھنڈے ہو گئے۔ لیکن

Marfat.com

جب ہوش میں آئے۔ تو پوچھا۔ بیٹا! کس واسطے آئے ہو۔ میں نے عرض کی۔ اس واسطے کہ آپ سے محبت کروں اور مجھے آرام و تسکین حاصل ہو۔ فرمایا۔ میں نے تو ایسا شخص کوئی نہیں دیکھا۔ کہ جس نے خدا کو پہچان لیا ہو۔ اور پھر اس کے غیر سے الفت کرے۔ اور اس کے غیر سے اسے تسلی یا اطمینان ہو۔ بعد ازاں ہرمز نے یوں عرض کی۔ کہ مجھے کوئی وصیت فرمائیں۔ فرمایا کہ سوتے۔ جاگتے۔ اٹھتے۔ بیٹھتے موت کا خیال رکھو۔ گناہ کو چھوٹا نہ سمجھنا بلکہ اسے بڑا ہی سمجھنا۔ اگر تم گناہ کو چھوٹا خیال کرو گے۔ تو گویا تم اللہ تعالیٰ کو چھوٹا خیال کرو گے۔ پھر ہرمز نے پوچھا۔ کہ میں کہاں مقام کروں۔ فرمایا۔ ملک شام میں۔ عرض کی۔ یہاں روزی کا کیا بندوبست ہو گا۔ فرمایا۔ اے برخیا کے بیٹے! چونکہ آدم۔ حوا۔ نوح۔ ابراہیم۔ داؤد اور محمدؐ علیہم السلام فوت ہو گئے۔ اور ہم تم بھی آخر کو مر ہی جائیں گے۔ اس لئے میری وصیت یہی ہے۔ کہ صالح مردوں کے پاس اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ موت سے ایک گھڑی بھی غافل نہ ہونا۔ اور جب تو اپنی قوم کے پاس جائے۔ تو ایسے وعظ و نصیحت کرنا۔ اور خلق کو نصیحت کرنا۔ اور اس امت کی موافقت سے ایک قدم بھی پیچھے نہ رہنا۔ تاکہ تو بے دین نہ ہو جائے۔ اور اس کے سبب تو دوزخ میں نہ جائے۔ پھر دعا دے کر فرمایا۔ کہ واپس چلے جاؤ۔ اور میرے حق میں دعا کرنا۔ میں بھی تیرے حق میں دعا کروں گا۔

بعد میں خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ راحت الارواح' میں میں نے لکھا دیکھا ہے کہ ربیع حشام علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ میں اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے گیا۔ اس وقت آپ نے صبح کی نماز ادا کی تھی۔ اور درود و وظائف میں مشغول تھے۔ میں نے دل کو کہا کہ صبر کر۔ ذرا انہیں فارغ ہو لینے دے۔ لیکن آپ ایک نماز کے وقت سے دوسری نماز کے وقت تک برابر یاد الٰہی میں مشغول رہے۔ حتیٰ کہ تین دن گزر گئے۔ اس عرصے میں نہ کچھ کھایا۔ اور نہ ہی سوئے چوتھی رات ذرا آنکھ لگ گئی۔ تو فوراً" بیدار ہو کر فرمانے لگے۔ اللہ تعالیٰ! میں بہت سونے والی آنکھ اور بہت کھانے والے پیٹ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ کہ بس میرے لئے اتنی ہی نصیحت کافی ہے۔ میں واپس چلا آیا۔ اور آپ کو

Marfat.com

تکلیف نہ دی۔

پھر خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ میں نے یہ بھی سنا ہے۔ کہ آپ عمر بھر کبھی نہیں سوئے کسی رات رکوع کرتے اور کسی رات سجود۔ شام سے صبح تک رکوع یا سجود میں رہتے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ شام سے صبح تک سجدے میں کس طرح بسر کرتے ہیں۔ فرمایا۔ سجدے میں تین بار سبحان ربی الاعلیٰ پڑھتے ہیں۔ میں ابھی ایک مرتبہ بھی نہیں پڑھنے پاتا۔ کہ سورج نکل آتا ہے نیز فرمایا۔ کہ میں ایسا اس واسطے کرتا ہوں۔ کہ میں بھی فرشتوں کی سی عبادت کروں۔

بعد ازاں ایک عزیز حاضر خدمت تھا۔ اس نے پوچھا۔ کہ نماز میں خشوع کے کیا معنی ہیں فرمایا۔ یہ کہ اگر اس وقت تیرے پہلو میں تیر بھی ماریں۔ تو بھی تجھے خبر نہ ہو۔

اس کے بعد اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ شیخ سعد الدین حمویہؒ سے پوچھا گیا۔ کہ آپ کی کیا حالت ہے۔ فرمایا۔ اس شخص کی حالت کیا پوچھتے ہو۔ جو صبح اٹھے اور اسے معلوم نہ ہو۔ کہ شام تک کیونکر زندگی بسر کرے گا۔ اور آیا زندہ بھی رہے گا یا نہیں۔ پھر پوچھا۔ کہ آپ کا کام کس طرح بنا۔ فرمایا۔ آہ و زاری سے۔

بعد اس کے خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ اگر کوئی شخص توحید پرست ہے تو وہ اہل زمین و آسمان کی سعادت بھی قبول نہیں کرتا۔ کیا تو اس پر یقین نہیں کرتا۔ میں نے عرض کی۔ کہ ہم کیونکر یقین کریں۔ فرمایا۔ جو کچھ تجھ سے قبول کر لیا گیا ہے۔ اس کے سبب تو بے کھٹکے ہو جائے گا۔ اور اپنے تئیں پرستش میں فارغ دیکھے گا۔

پھر خواجہ صاحب نے اسی موقعہ کے مناسب یہ فرمایا۔ کہ جو شخص تین باتوں کو عزیز جانے گا۔ دوزخ اس کی شاہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہو گا۔ اول اچھا کھانا کھانا۔ دوم اچھا کپڑا پہننا۔ سوم دولت مند کے ساتھ مل کر بیٹھنا۔

پھر فرمایا۔ کہ ایک دن خواجہ اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں لوگوں نے عرض کی۔ کہ ایک شخص تیس سال سے قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے بیٹھتا ہے۔ اور قبر

Marfat.com

میں کفن لٹکا رکھا ہے۔ کفن اور گور میں مشغول ہے اور انہیں دو کے سبب یاد الٰہی سے رہ گیا ہے۔ اور ہمیشہ روتا رہتا ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا مجھے ان کے پاس لے چلو۔ جب آپ نے اس کو اس حالت میں دیکھا۔ تو فرمایا۔ کہ تو تیس سال سے کفن اور گور کے سبب یاد الٰہی سے رہ گیا ہے۔ اور ان دونوں بتوں کو آراستہ کیا ہے۔ جب اس نے خواجہ صاحب کو دیکھا۔ تو اصل حال اس پر منکشف ہوا۔ نعرہ مار کر جان اللہ کے حوالے کی۔ اور قبر میں گر پڑا۔

بعد میں خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ اگر کفن اور گور حجاب ہے تو دوسری چیزوں کا کیا ٹھکانا۔

پھر خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ خواجہ تراب نخشی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک مرید تھا۔ جب اس نے کام کمالیت کو پہنچا لیا۔ تو پھر جب کبھی وہ خواجہ صاحب کے خدمت میں حاضر ہوتا آپ یہی فرماتے کہ تجھے خواجہ بایزیدؒ کی خدمت میں جانا چاہیے۔ تاکہ باقی نعمت ان سے تجھ پر منکشف ہو۔ چونکہ وہ مرید بدرجہ کمال ترقی کر چکا تھا۔ اس لئے وہ خواجہ بایزیدؒ کی خدمت میں حاضر نہیں ہونا چاہتا تھا۔ آخر جب بہت گفتگو ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ باتیں نہیں بنانی چاہیں۔ جانا چاہیے۔ اٹھ کر روانہ ہوا۔ جب آدھی راہ پہنچا۔ تو خواجہ بایزیدؒ سے ملاقات ہوئی۔ جونہی آنکھیں چار ہوئیں۔ مرید نعرہ مار کر گر پڑا۔ اور جان اللہ کے حوالے کی۔ جب باقی نعمت اس پر منکشف ہوئی۔ تو اس کو برداشت نہ کر سکا۔ اس لئے جان دے دی۔

بعد اس کے خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ خواجہ بایزیدؒ کیا ہی کامل مرد تھے۔ کہ کامل لوگ آپ کے دیدار کی تاب نہ لا سکتے تھے۔ پھر یہ بھی فرمایا۔ کہ جب انسان بدرجہ کمال ترقی کر جاتا ہے۔ تو حق داری کے تمام اوصاف اس میں مرکب ہو جاتے ہیں۔ پس اچھا وہی ہے۔ جس میں باری تعالیٰ کے اوصاف یگانگت پیدا کر دیں۔

بعد ازاں اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ ایک بزرگ نے تین دن تک کچھ نہ کھایا۔ چوتھے روز ایک اشرفی دیکھی تو اسے نہ اٹھایا۔ بلکہ یہی کہا کہ شاید کسی کی گر

Marfat.com

پڑی ہو۔ پھر دیکھا کہ ایک بکری منہ میں روٹی لئے آرہی ہے۔ وہ بھی نہ لی۔ اس واسطے کہ شاید کسی کی اٹھا کر لے آئی ہو۔ پھر اس نے کہا۔ کہ مجھے معلوم ہے۔ تو اسی کا بندہ ہے یہ روٹی لے لے۔ یہ حلال روزی ہے۔ جب اس بزرگ نے ہاتھ بڑھا کر روٹی لینی چاہی۔ تو وہ بکری غائب ہو گئی۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ خواجہ ابوالقاسم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ خواجہ اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے۔ اس پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔ نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ ہی سے پہچان سکتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کو جانتا ہے وہ سب چیزوں کو جانتا ہے۔

بعد اس کے خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ انسان کی سلامتی تنہائی میں ہے۔ اور تنہائی کا یہ مطلب ہے۔ کہ اس کی وحدت میں فرد ہو یعنی غیر کا خیال تک اس کے دل میں نہ آئے۔ تاکہ سلامت رہ سکے۔ اگر ظاہر کو دیکھے گا۔ تو ٹھیک نہیں ہو گا۔

پھر فرمایا۔ کہ ایک اللہ تعالیٰ کا پرتو تیرے دل پر ہر وقت رہنا چاہئے۔ یعنی ہر دم دل حاضر رہے۔ تاکہ غیر کا خیال اس میں داخل نہ ہو سکے۔ جیسا کہ خواجہ اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ **طلبت الرفعته فوجدته' فی التواضع و طلبت الریاسته فوجدته فی الصحته و طلبتا المروۃ فوجدته فی الصدق و طلبت الفخر فوجدته فی الفقر و طلبت اللّٰه فوجدته فی التقویٰ و طلبت الشرف فوجدته فی القناعة و طلبت الراحته فوجدته فی الزهد'** میں نے بلندی طلب کی تو اسے تواضع میں پایا۔ اور ریاست طلب کی تو اسے صحت میں پایا۔ مروت کو طلب کیا تو اسے صدق میں پایا۔ فخر کو طلب کیا تو اسے فقر میں پایا۔ اللہ تعالیٰ کو طلب کیا تو اسے تقویٰ میں پایا۔ شرف کو طلب کیا تو اسے قناعت میں پایا۔ راحت کو طلب کیا تو اسے زہد میں پایا۔ الحمد للہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل ــ ۲۸ ــ

بوجہ تحریر

ستائیسویں ماہ جمادی الآخر کو پائبوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اس روز میں نے چند خبریں جن میں خواجہ راستان کے الفاظ دُربار لکھے تھے حاضر خدمت کیے۔ اور عرض کی۔ کہ آج تک جو کچھ بندہ نے جناب کی زبان مبارک سے سنا اپنی سمجھ کے مطابق اسے قلم بند کرتا رہا۔ اور اس کا نام افضل الفوائد رکھا۔ جناب نے یہ سن کر ان جزوں کا مطالعہ کر کے فرمایا۔ کہ اچھا لکھا ہے۔ اور عمدہ نام رکھا ہے۔ اور جہاں کہیں مجھ سے کوئی بات رہ گئی تھی۔ خود دست مبارک سے لکھ دی۔

بعد ازاں حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ خسرو نے جو یہ فوائد قلمبند کیے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ ہر وقت دریائے معانی میں سر سے پاؤں تک غرق رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خسروؔ کے سارے اعضا اپنے فضل و کرم سے عقل اور بزرگی کے بنائے ہیں۔ کیونکہ وہ سارا دن بحرِ معانی میں شناوری کر کے معانی کے موتی نکال کر لکھتا رہتا ہے۔

پھر خواجہ صاحب نے کمال بندہ پروری اور ذرہ نوازی فرمائی۔ میں اٹھ کر آداب بجا لایا اور عرض کی۔ کہ یہ معانی جو لکھتا ہوں۔ یہ سب کچھ جناب ہی کی قوت اکرام کی برکت سے ہے۔ کہ آپ اپنی نظر خاص سے میری پرورش فرماتے ہیں۔

الحمد للہ علی ذالک ۔ بعد ازاں خواجہ صاحب نے کلاہ خاص اور پیراہن خاصہ بندے کو عطا فرمایا۔

پھر شیخ معین الدین حسن سنجری قدس اللہ سرہ العزیز کی بزرگی کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جس روز شیخ معین الدین قدس اللہ سرہ العزیز نے خواجہ عثمان ہارونی کی خدمت میں بیعت کی۔ تو آپ بھی جو فوائد شیخ صاحب کی زبانی سنتے رہے قلمبند کرتے رہے۔ چنانچہ شیخ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کی بزرگی کی یہ حکایت آپ کے فوائد میں میں نے لکھی دیکھی۔ خواجہ حسن بصری رحمتہ

Marfat.com

اللہ علیہ کی والدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی تھیں۔ جب کبھی آپ کام میں مشغول ہوتیں۔ اور خواجہ صاحب روتے۔ تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے پستان مبارک سے چند قطرے دودھ کے خواجہ حسن بصریؒ کو پلا دیتیں۔

پھر خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ یہ تمام برکات جو خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کو حاصل تھیں۔ وہ سب اسی دودھ کی برکت سے تھیں۔

پھر اسی موقعہ کے مناسب یہ فرمایا۔ کہ جب مرید پیر کی خدمت میں حاضر ہو۔ تو جو کچھ اپنے پیر کی زبانی سنے۔ اسے قلم بند کرتے رہے۔ اور نیز اس پر عمل کرے یعنی عبادت کے بارے میں جو کچھ پیر فرمائے اسے عملی صورت میں لائے۔ اور جو وعظ و نصیحت سنے اسے قلمبند کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر حرف کے بدلے بہشت میں ایک محل عطا فرمائے گا۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ مریدوں کو جو نعمت حاصل ہوتی ہے وہ سب پیر کی برکت سے حاصل ہوتی ہے اس لئے جو کچھ پیر سے سنے ہمہ تن گوش ہو کر سنے اور اس پر عمل کرے۔ تاکہ نعمت اس سے ضائع نہ ہو جائے۔

پھر فرمایا۔ کہ جب شیخ الاسلام فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز نے سنا۔ کہ میں جو کچھ شیخ صاحب کی زبان مبارک سے سنتا ہوں۔ قلمبند کر لیتا ہوں۔ تو پھر یہ حالت ہو گئی۔ کہ جب کبھی میں مجلس سے غائب ہوتا۔ اور پھر حاضر خدمت ہوتا۔ تو آپ پوچھتے۔ کہ میاں! کہاں تھے۔ اور جو فوائد آپ نے پہلے بیان کئے ہوتے۔ پھر اعادہ فرماتے۔ اور اگر مجھ میں غفلت کا اثر دیکھتے۔ تو مجھے مخاطب کر کے فرماتے۔ کہ حاضر ہو۔

بعد ازاں خواجہ حسن بصریؒ کے برکت حاصل کرنے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ خواجہ صاحب ابھی بچے ہی تھے۔ کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے کوزے سے پانی پی لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ کہ اس کوزے سے کس نے پانی پیا؟ عرض کی حسن نے۔ فرمایا۔ چونکہ اس نے اس کوزے سے پانی پیا ہے۔ اس لئے علم اس میں اثر کرے گا۔ اسی اثناء میں ام سلمہ

Marfat.com

رضی اللہ عنہما نے حسن آنحضرتؐ کی گود میں رکھ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی۔ پس جو نعمت خواجہ حسن بصری کو ملی۔ وہ اس کوزے کے پانی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے ملی۔

پھر ان درویشوں کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ جو سماع کے وقت نعرے مارتے ہیں اور رقص کے وقت طرح طرح کی آوازیں نکالتے ہیں۔ خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا کہ ایسے لوگ جو ایسی حرکات کرتے ہیں۔ بہت برا کرتے ہیں۔ اہل سماع ایسا نہیں کرتے۔ اور یہ کہ یہ کام کاملوں کا نہیں۔ جہاں فضول بوالہوس ہوتے ہیں۔ ان سے ایسی حرکات سرزد ہوتی ہیں۔ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص سماع کے وقت آہ و فریاد کرے۔ سمجھ لو کہ شیطانی کام ہے اور جو روحانی ہے وہ عالم ملکوت میں ہے جس میں سماع کے وقت حس و حرکت ہی نہیں ہوتی۔ وہ آشنائی کے سمندر میں تیرتا پھرتا ہے۔ اور اس وقت اسے اٹھارہ ہزار عالم کی بھی مطلع خبر نہیں ہوتی۔ جس طرح سونا کٹھالی میں پگھلتا ہے۔ اسی طرح اہل سماع تحیر میں گداز ہوتے ہیں۔

بعد ازاں اسی موقعہ کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ ایک مجلس میں وعظ کر رہے تھے۔ اتنے میں حجاج شاہی رعب و داب کے ساتھ سوار لئے آپہنچا لشکر نے تلواریں سونتی ہوئی تھیں۔ وہاں پر ایک بزرگ موجود تھا۔ اس نے کہا۔ اچھا آج حسنؒ کا امتحان کروں گا۔ حجاج آکر بیٹھ گیا۔ خواجہ حسنؒ نے اس کے آنے کی ذرا پرواہ نہ کی۔ اور اسی طرح اپنے کام میں مشغول رہے۔ جب مجلس برخواست ہوئی۔ تو اس بزرگ نے کہا۔ کہ اے حسن! تو راستی پر ہے۔ حجاج نے آگے بڑھ کر حسن بصریؒ کا بازو پکڑ کر حاضرین کو کہا۔ کہ اگر تم کسی مرد کو دیکھنا چاہتے ہو۔ تو خواجہ حسن بصریؒ کو دیکھو۔

پھر اسی موقعہ پر حجاج بن یوسف کے بارے میں زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ لوگوں نے حجاج کو خواب میں میدان قیامت میں دیکھا۔ اس سے پوچھا گیا کہ کیا چاہتے ہو۔ اس نے کہا۔ جو کچھ موحد چاہتے ہیں۔ جب یہ بات خواجہ حسن بصریؒ نے

Marfat.com

سنی تو فرمایا۔ ہرگز اس پر اعتقاد نہ کرنا۔ جو جو کچھ وہ چاہتا ہے کہ وہ چالاکی سے آخرت کا بدلہ بھی لے جائے گا۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ اس کی یہ بات اس وجہ سے تھی۔ کہ اس نے حالت نزع میں بارگاہ الٰہی میں مناجات کی تھی۔ کہ اے پروردگار! مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ تو غفار اور اکرم الاکرمین ہے۔ اور یہ سارے اس بات پر متفق ہیں۔ کہ تو مجھے نہیں بخشے گا۔ اور مجھ سے درگزر نہیں کرے گا۔ اور ان کی خصلت کے مطابق میری آبرو انہیں دکھائے گا۔ فانت قیوم فعال لمایرید' پس تو قیوم ہے اور جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ جب خواجہ صاحب اس حکایت پر پہنچے۔ تو آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ تو وہ شخص جو دن رات سبحان ربی العظیم' کا ورد کرتا ہے۔ وہ کیونکر اپنی معافی کا امیدوار نہ ہو گا۔

پھر اس موقعہ کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ بصرہ میں آئے۔ اونٹ کی مہار درمیان باندھ کر تین دن تک منبروں کو ڈھانے اور مذکروں کو منع کرنے میں صرف کی۔ جب خواجہ حسن بصریؒ کی مجلس میں آئے۔ تو آپ سے سوال کیا۔ کہ آپ عالم ہیں یا متعلم۔ خواجہ صاحب نے عرض کی۔ کہ میں دونوں میں سے کچھ بھی نہیں۔ صرف جو بات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجھے پہنچی ہے۔ میں اسے بیان کرتا ہوں۔ آنجنابؓ نے آپ کو منع نہ فرمایا۔ بلکہ فرمایا۔ کہ آپ نے بہت عمدہ جواب دیا۔ پھر علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے۔ جب خواجہ صاحب کو معلوم ہوا۔ کہ یہ امیرالمومنین تھے تو آنجناب کے پیچھے روانہ ہوئے۔ اور حاضر خدمت ہو کر آرزو کی۔ کہ آپ وضو کا طریق سکھائیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ نے پانی منگا کر خواجہ صاحب کو وضو کا طریقہ سکھایا۔ اور واپس چلے گئے۔

اسی اثناء میں قلت بارش کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ بصرے میں قحط سالی ہوئی۔ تو تقریباً" دو لاکھ آدمیوں نے خواجہ حسن بصریؒ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ آپ دعا کریں۔ فرمایا۔ اگر تم باران رحمت چاہتے ہو تو مجھے بصرہ سے نکال دو۔

پھر خوف کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے حسب موقعہ یہ حکایت

Marfat.com

بیان فرمائی۔ کہ ایک بزرگ ایسا تھا۔ کہ جب کبھی خوف الٰہی اس پر طاری ہوتا۔ تو کہتا کہ میں اس وقت گویا جلاد کے روبرو بیٹھا ہوں۔ پھر فرمایا۔ کہ اسے کسی نے مسکراتے ہوئے نہ سنا۔

بعد ازاں اسی موقعہ پر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک روز لوگوں نے ایک شخص کو روتے ہوئے دیکھ کر یحییٰ سے کہا میں محمدؐ قبطی رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس میں گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ ایک مومن ایسا بھی ہو گا۔ جو دوزخ میں ایک ہزار سال تک رہے گا۔ سو اس سبب سے میں روتا ہوں۔ خواجہ حسنؒ نے فرمایا۔ کاش! وہ مومن میں ہی ہوتا۔ کہ ہزار سال بعد خلاصی تو ہو جاتی۔

منقول ہے۔ کہ ایک روز خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ اس حدیث انه قال لخرالزمان خرجت امتی سبعین الف سنته یعنی میری امت میں سے سب سے دیر بعد جو شخص دوزخ سے نکلے گا۔ وہ ستر ہزار سال بعد نکلے گا۔

پھر فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ رات کے وقت شیخ سیف الدین باخرزی قدس اللہ سرہ العزیز اپنے گھر میں دردمند کی طرح رو رہے تھے۔ صبح لوگوں نے پوچھا۔ کہ آپ کل رات رو کیوں رہے تھے۔ فرمایا۔ ڈرتا ہوں کہ کہیں میری لاعلمی سے ناپسندیدہ کام ہو گیا ہو۔ یا کہیں ایسی جگہ قدم رکھا گیا ہو جو حق کو نامنظور ہو۔ اور یہ کہہ دیں کہ جاؤ ہماری درگاہ میں تمہاری گنجائش نہیں۔ اور تیری کوئی طاعت قبول نہیں ہو گی۔ اس وقت میں کیا کروں گا؟

پھر ہنسی کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ قہقہہ بھی ایک قسم کا کبیرہ گناہ ہے۔ پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک روز شیخ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز ایسے آدمیوں کے پاس سے گزرے جو آپس میں ہنس رہے تھے۔ فرمایا۔ تمہاری ہنسی سے مجھے تعجب آتا ہے شائد تم موت سے بے خبر ہو۔

اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک شخص قبرستان میں روٹی کھا رہا تھا۔ ایک بزرگ نے جو پاس سے گزرا فرمایا۔ تو منافق ہے۔ پوچھا۔ کیوں؟ فرمایا۔ مردوں کے پاس بیٹھ کر کھانا کھاتا۔ اور ہنسی میں آخرت اور موت کو بھی بھول جانا منافق کی

Marfat.com

علامت ہے۔

بعد ازاں اسی موقعہ کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ جب خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کی وفات کا وقت نزدیک آپہنچا۔ تو ہنسے۔ حالانکہ زندگی میں آپ کو کسی نے ہنستے ہوئے نہ دیکھا۔ موت کے وقت آپ ہنس کر پوچھ رہے تھے۔ کونسا گناہ؟ کہ اتنے میں جان دے دی۔ پھر ایک بزرگ نے آپ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا۔ کہ زندگی میں تو جناب کو مسکراتے ہوئے نہ دیکھا۔ حالت نزع میں آپ کے ہنسنے کا کیا سبب تھا؟ فرمایا۔ جب ملک الموت روح قبض کرنے کے لئے آیا۔ تو کہتا تھا۔ کہ ابھی ایک گناہ اور رہ گیا ہے۔ مجھے اس خوشی کے مارے ہنسی آئی۔ اور جان نکل گئی۔

بعد میں اسی موقعہ پر شیخ الاسلام فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے بارے میں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ جس رات آپ کا وصال ہونے کو تھا۔ ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا۔ کہ آسمان کے دروازے کھلے ہیں۔ اور یہ ندا آرہی ہے۔ کہ خواجہ فریدالحق حق سے جا ملے۔ اور اللہ تعالیٰ آپ سے خوش ہے۔

الحمدللہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل ۔۔ ۲۹ ۔۔

مالک بن دینارؒ

بروز بدھ چھ ماہ رجب سن مذکور کو پابوسی کا شرف حاصل ہوا۔ خواجہ مالک دینار رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ آپ کو مالک دینار اس وجہ سے کہتے ہیں۔ کہ آپ کشتی میں سوار تھے۔ جب کشتی منجدھار میں پہنچی۔ تو آپ سے محصول طلب کیا گیا۔ فرمایا۔ میرے پاس کچھ نہیں۔ کہا اسے پاؤں سے پکڑ کر دریا میں گرا دو۔ دریا کی مچھلیوں کو حکم ہوا۔ تو ہر ایک منہ میں دینار لے کر کشتی کے پاس آئی۔ آپ نے لے کر کشتی والے کو دیا۔ آپ پانی پر قدم رکھ کر روانہ ہو گئے۔ تب سے آپ کا نام مالک دینار پڑ گیا۔

بعد ازاں زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ آپ نے توبہ یوں کی۔ کہ ایک رات تماشہ دیکھنے گئے۔ مطرب گاتا بجاتا رہا۔ جب اوہ یار سو گئے۔ تو رباب سے آواز آئی۔ کہ توبہ کیوں نہیں کرتے۔ آپ اسی وقت توبہ کر کے مسجد میں آئے۔

اس کے بعد خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ خواجہ مالک دینار نے اس درجہ ترقی کی۔ کہ ایک روز آپ دیوار کے سائے میں آرام کئے ہوئے تھے۔ تو سانپ منہ میں نرگس کی شاخ لے کر مگس رانی کر رہا تھا۔

پھر اسی موقعہ پر فرمایا۔ کہ مالک دینار رحمتہ اللہ علیہ کی کئی سال تک یہی آرزو رہی۔ کہ کس طرح نمازی بنوں۔ سوء اتفاق عین جنگ کے روز آپ کو بخار ہو گیا۔ خواب میں غیب سے آواز سنی۔ کہ اگر تم آج لڑائی میں جاتے۔ تو اسیر ہو جاتے۔ اور تم کو سور کا گوشت کھلایا جاتا۔ جس کے سبب کافر ہو جاتے۔ بعد ازاں خواب سے بیدار ہو کر شکر الٰہی بجا لائے۔ اور فرمایا۔ کہ الحمدللہ مجھے آج تپ ہوا۔ یہ واقعی بڑا بھاری تحفہ تھا۔

پھر بزرگوں کی دست بوسی کی برکت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ کسی بزرگ کا کسی دہریے سے مناظرہ ہوا۔ جب بات

Marfat.com

حد تک پہنچ گئی۔ تو آخر یہ قرار پایا۔ کہ دونوں کے ہاتھ باندھ کر آگ میں ڈالو۔ جس کا ہاتھ جل جائے گا۔ وہ جھوٹا قرار دیا جائے گا۔ جب ایسا کیا گیا۔ تو کسی کا بھی ہاتھ نہ جلا۔ کہا دونوں سچے ہیں۔ وہ بزرگ ناراض ہو کر گھر آیا۔ اور سجدے میں عرض کی۔ کہ مجھے دہرئے سے ملا دیا۔ غیب سے آواز آئی کہ تجھے معلوم نہیں۔ کہ تیرا اور دہریے کا ہاتھ اکٹھے تھے۔ اگر صرف اس کا ہاتھ ہوتا تو تماشا دیکھتا۔

بعد ازاں یہ فرمایا۔ کہ کئی سال سے مالک دینار رحمتہ اللہ علیہ نے کوئی کھٹی یا میٹھی چیز نہ کھائی تھی۔ ہر رات نانبائی سے روٹی خرید کر روزہ افطار کرتے۔ جب آپ بیمار ہوئے۔ تو گوشت کی آرزو کی۔ کچھ رات صبر کیا۔ ایک روز کچھ گوشت خریدا۔ اور آستین میں رکھ کر ایک خاص مقام پر پہنچے۔ گوشت نکال کر فرمایا۔ اے نفس اگر تو ایسی خواہشوں سے باز آئے گا۔ تو میں تجھے کچھ دوں گا۔ ورنہ نہیں۔ یہ کہہ کر فی الفور وہ گوشت دوست کو دے دیا اور خود نہ کھایا۔

پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک درویش کہا کرتا تھا۔ کہ جو شخص چالیس روز تک گوشت نہیں کھاتا اس کی عقل میں فتور آجاتا ہے۔ لیکن مجھے گوشت کھائے بیس سال کا عرصہ ہو گیا ہے۔ میری عقل تو ترقی پر ہے۔

بعد ازاں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ بصرہ آگ لگی۔ مالک دینارؒ نعلین اٹھا کر کوٹھے پر چڑھ کر دیکھنے لگے بعض لوگ جل رہے تھے میں بھاگا بھاگ میں تھے۔ غرضیکہ خلقت سخت اضطراب کی حالت میں تھی۔ یہ حالت دیکھ کر فرمایا۔ کہ قیامت کے دن بھی یہی کیفیت ہو گی۔

پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک روز کوئی بزرگ کسی آدمی کی بیمار پرسی کے لئے گیا۔ نگاہ کی تو معلوم ہوا۔ کہ اس کی اجل قریب آگئی ہے۔ فرمایا۔ کلمہ پڑھ۔ وہ نہ پڑھ سکا۔ صرف یہی کہتا تھا۔ دس اور گیارہ اور بارہ۔ اس بزرگ سے اس کی حالت پوچھی۔ تو عرض کی۔ کہ جب میں کلمہ پڑھنا چاہتا ہوں۔ تو آگ کا پہاڑ دکھلا کر کہتے ہیں۔ کہ اگر تو کلمہ پڑھے گا۔ تو تجھے اس میں جلایا جائے گا۔

الحمدللہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل ــ ۳۰ ــ

مقام بختیار کاکیؒ

بروز جمعرات ۵ ماہ شعبان سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز کی بزرگی کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ میں نے عرض کی۔ کہ خواجہ صاحب کو قطب الدین بختیار کاکی کیوں کہتے ہیں۔ فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ آپ معہ یاروں کے سلطان کے حوض پر تھے۔ وقت باراحت تھا۔ یاروں نے عرض کی۔ کہ اگر ایسے وقت میں گرم کاک (روٹی کی قسم) ہو۔ تو کیا ہی اچھا ہو۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا۔ اچھا اگر مل جائے تو کیا کرو گے۔ عرض کی۔ کھائیں گے۔ آپ وہاں سے اٹھ کر پانی میں گئے۔ پانی میں ہاتھ ڈال کر گرما گرم کاک نکال کر یاروں کو دیئے۔ اس سبب سے آپ کو بختیار کاکی کہتے ہیں۔

بعد ازاں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ ایک فاسق شخص خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ کی پائنتی میں دفن کیا گیا۔ اسی رات لوگوں نے خواب دیکھا۔ کہ وہ شخص بہشت میں ٹہل رہا ہے۔ لوگوں نے تعجب سے پوچھا۔ کہ یار یہ رتبہ کہاں سے ملا۔ کہا۔ جب آپ لوگ مجھے دفن کر کے گئے۔ اور عذاب کو فرشتے آئے۔ تو وہاں پر خواجہ صاحب موجود تھے۔ آپ کا دل پریشان ہوا۔ فرشتوں کو فوراً حکم ہوا۔ کہ اس بندے سے ہاتھ اٹھالو۔ کیونکہ اس کو میرے دوست شیخ قطب الدین کی پائنتی میں جگہ ملی ہے۔ اور اس کا دل ہماری طرف لگا ہوا ہے ہم نے اس کی خاطر اسے بخشا اور اس کے قصور معاف کئے۔

پھر شیخ الاسلام فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی بزرگی کے بارے میں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ چند مسافر حاضر خدمت ہوئے۔ آپ سے جو سوال کرتے بطور امتحان کرتے۔ آپ کے سامنے لکڑیوں کا ایک گٹھا رکھا تھا۔ ان میں سے ایک نے یہ سوال کیا۔ کہ درویش کی ذات میں کس قدر روحانی قوت ہو سکتی ہے۔ آپ نے فوراً دونوں ہاتھ لکڑیوں کے گٹھے پر مار کر فرمایا۔ کہ اگر اس گٹھے کو کہے تو یہ

Marfat.com

سونے کا بن جائے۔ ابھی یہ کلمات شیخ صاحب کی زبان مبارک سے نکلنے نہ پائے تھے۔ کہ لکڑیوں کا گٹھا سونے کا بن گیا۔

پھر اسی موقعہ کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ شیخ عثمان ہارونی معہ یاروں کے جماعت خانے میں بیٹھے تھے۔ چند درویشوں نے آکر سلام کیا۔ فرمایا۔ بیٹھ جاؤ۔ جب بیٹھ گئے۔ تو سلوک کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ کہ اہل سلوک ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ کہ جب وہ عالم تحیر میں مستغرق ہوں۔ تو اس وقت خواہ تلوار کا لاکھ واران پر کیا جائے۔ انہیں خبر تک نہیں ہوتی۔ پھر خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ جس وقت لوگ عالم تحیر میں اپنے دوست کی محبت میں متحیر ہوتے ہیں اگر لاکھ مقرب فرشتے ایک کان سے داخل ہو کر دوسرے سے نکل جائیں۔ انہیں خبر تک نہیں ہوتی۔ پھر ان درویشوں نے التماس کی۔ کہ کچھ بطور زادراہ مل جائے۔ تاکہ ہم چلتے بنیں۔ اس روز آپ کے جماعت خانے میں کوئی چیز دینے کے لئے موجود نہ تھی۔ شیخ صاحب نے مٹھی بھر مٹی اٹھا کر انہیں دی اور فرمایا۔ کہ اسے باندھ لو۔ جہاں خرچ کی ضرورت ہو اسے استعمال کرنا۔ وہ آداب بجالا کر باہر نکلے۔ اور گرہ کھول کر دیکھا۔ تو وہ مٹی سونا بن گئی۔

خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جو شخص کامل ہے۔ مٹی کیا خواہ کوئی چیز ہو۔ ہاتھ میں لیتے ہی سونا ہو جاتی ہے۔

الحمدللہ علی ذالک۔

Marfat.com

فضیلت یونسؑ

بروز بدھ پانچویں ماہ مبارک رمضان کو پابوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ مولانا فخر الدین زرادی اور مولانا وجیہہ الدین پائلی حاضر خدمت تھے۔ حضرت یونس علیہ السلام کی فضیلت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جب آپ پر اللہ تعالٰی کا عتاب ہوا۔ اور آپ کو مچھلی کے پیٹ میں ڈالا گیا۔ تو چالیس دن رات وہاں رکھا۔ مچھلی نے منہ کھول کر حضرت یونس علیہ السلام کو نگل لیا۔ اسی وقت اس مچھلی پر وحی نازل ہوئی۔ کہ اے مچھلی! یونس ہمارا برگزیدہ ہے۔ ہم نے اسے تیری روزی نہیں بنایا۔ کیونکہ جانوروں پر پیغمبروں کا گوشت حرام ہے۔ صرف تیرے پیٹ کو اس کا جیل خانہ مقرر کیا گیا ہے۔ اس کی ہڈیوں کو تکلیف نہ پہنچانا۔ اور نہ ہی اس کے گوشت و پوست کو خراب کرنا۔ جب مچھلی نے یہ آواز سنی۔ تو چالیس دن رات کو کچھ نہ کھایا پیا اور نہ ہی اپنے جوڑے سے ہم بستری کی۔ اس طرح منہ کھولے رہی۔ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں نماز کے لئے کھڑے ہوتے اور اس کے جگر کو اپنا قبلہ قرار دے کر نماز ادا کرتے مچھلی دریا کی گہرائی میں جاتی۔ اور اپنے ساتھ یونس علیہ السلام کو بھی لے جاتی۔ اللہ تعالٰی نے اس مچھلی کا چمڑا ایسا نازک بنا دیا۔ کہ اس میں سے یونس علیہ السلام دریا کے عجائبات دیکھتے رہے۔ حتیٰ کہ جانوروں کی تسبیح سنتے رہے۔ اور وہ مچھلی آنجناب کو ایک دریا سے دوسرے دریا میں پھراتی پھری۔ آپ اسی کے پیٹ میں نماز ادا کرتے۔ اور اللہ تعالٰی کی حمد و ثناء کرتے تو آپ کی آواز آسمان تک پہنچتی۔ فرشتے بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے۔ کہ ہمیں یہ آواز یونس علیہ السلام کی معلوم ہوتی ہے۔ وہ دریا کے اندر کیا کر رہے ہیں۔ جواب آیا۔ کہ ہم نے اسے باز رکھا ہے۔ اور مچھلی کے پیٹ کو اس کا جیل خانہ قرار دیا ہے۔ سب فرشتوں نے مل کر سفارش کی۔ اور رہائی کے لئے دعا اور آہ و زاری کی۔ اللہ تعالٰی نے منظور فرمائی۔ اور اس مچھلی پر وحی نازل ہوئی۔ اور وہ دریا کے کنارے آئی۔ تو حضرت یونس علیہ السلام باہر آ کر طاعت الٰہی میں مشغول ہوئے۔

الحمد للہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل ـــ ۳۲ ـــ

حضرت جرجیسؑ

بروز منگل آٹھویں ماہ شوال سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت جرجیس علیہ السلام کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جرجیس علیہ السلام کا قصہ ہے تو عجیب لیکن بہت طویل ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ آپ کے عہد میں ایک بادشاہ نہایت جابر۔ ظالم اور بت پرست تھا۔ اس کے پاس اقاون نام ایک بت تھا۔ جسے جواہرات سے آراستہ کر کے لوگوں کو اسے سجدہ کرنے کے لئے مجبور کرتا جو اس کی پرستش کرتا اسے رہا کر دیتا۔ ورنہ اسے مار ڈالتا۔ ایک روز وہ جنگل میں آیا۔ اور لوگوں کو بلا کر اس بت کو آراستہ کر کے سجدہ کرنے کے لئے حکم دے رہا تھا۔ اور اس کے پاس ہی آگ جلا رکھی تھی۔ جو اسے سجدہ نہیں کرتا تھا۔ اسے آگ میں جلاتا تھا جب جرجیس علیہ السلام نے یہ حالت دیکھی۔ تو غمناک ہوئے۔ اور دل میں سوچا۔ کہ میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے ایک بہت اچھا کام کروں۔ وہ یہ کہ اس کو بت پرستی سے منع کروں۔ اور اسلام پیش کروں۔ جو کچھ مجھ پر گزرے گی۔ میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی خاطر بھگت لوں گا۔ خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ آپ کے پاس جو مال تھا۔ سب راہ للہ میں دیا۔ جب کوئی چیز باقی نہ رہی تو بادشاہ کے پاس آئے۔ اور فرمایا۔ کہ خلق کو ناحق کیوں ستاتے ہو۔ تم ایک کمزور اور عاجز بندے ہو۔ تمہارا رب قوی و قادر اور قاہر ہے۔ جس نے تمہیں یہ سلطنت دے رکھی ہے۔ کیوں شکریہ ادا نہیں کرتے۔ اور مفت میں اس کے بندوں کو تکلیف دیتے ہو۔ اور بت پرستی کرتے ہو۔ پتھر کو کوئی بھی اپنا رب نہیں کہتا۔ اللہ تعالیٰ تو کریم اور رحیم اور قدیم ہے۔ تیرے کفر اور تیری نافرمانی کو اچھی طرح جانتا ہے اور پھر اپنے فضل و کرم سے پردہ پوشی کرتا ہے۔ اس کی عظمت اس کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ تم کس باغ کی مولی ہو۔ جو اتنا اتراتے ہو۔ بادشاہ نے جب یہ سنا۔ تو حکم دیا کہ زمین میں لکڑی گاڑ کر اس کے ساتھ اسے ننگا کر کے میخیں ٹھونک دو چنانچہ آپ کا چمڑا اکھڑ گیا۔ اور خون بہ

Marfat.com

نکلا۔ لیکن آپ اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء ہی کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہوئی۔ پھر لوہے کی میخ گرم کر کے آپ کے سر پر رکھی گئی۔ تا کہ دماغ پگھل کر باہر نکل جائے۔ لیکن بفضل تعالیٰ آپ صحیح سلامت رہے جب لوگوں نے یہ حالت دیکھی۔ تو پوشیدہ طور پر اور نیز کھلم کھلا اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے قائل ہو گئے۔

بعد ازاں اس بادشاہ کے خاصوں نے عرض کی۔ کہ بادشاہ سلامت! اب کام ہاتھ سے گیا۔ اور ایسا فتنہ قائم ہو گیا۔ جسے ہم دور نہیں کر سکتے۔ اگر آپ حکم دیں۔ تو اسے جیل خانے میں قید کر دیا جائے۔ تا کہ اسے کوئی نہ دیکھے۔ اور یہ وہیں مر جائے۔ چنانچہ آپ کو جیل میں لے جا کر آپ کی پشت پر بھاری پتھر رکھ دیا۔ آپ ہر رات پتھر تلے شکر الٰہی بجا لاتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتہ بھیجا۔ جس نے آپ کو پتھر تلے سے نکال صحیح سلامت باہر پہنچا دیا۔ اور آپ کو یہ کہا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام بھیجا ہے۔ اور پیغمبری عنایت فرمائی ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ دنیا کی رنج و مصیبت میں صبر کر۔ اور میرے دشمنوں کو پرستش کی دعوت دے۔ اور کسی قسم کا خوف نہ کر۔ تجھے چار مرتبہ جان سے مار ڈالیں گے۔ اور میں چاروں مرتبہ تجھے زندہ کر دوں گا۔ پھر اس شہادت کے بعد تجھے بہشت میں لایا جائے گا۔ آپ نے یہ سن کر اللہ تعالیٰ کا شکر کیا۔ جب بادشاہ نے دربار عام کیا۔ تو آپ بھی وہاں تشریف لے گئے۔ بادشاہ نے کہا۔ میں نے تو تجھے جیل میں ڈالا تھا۔ وہاں سے کس نے رہائی دی۔ فرمایا جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں۔

بعد ازاں بادشاہ نے حکم دیا۔ کہ آرہ لا کر آپ کو پرزے پرزے کیا جائے۔ بادشاہ کے پاس سات شیر بھوکے ایک ہی کوٹھڑی میں بند تھے۔ جب آپ کو اس کوٹھڑی میں بھیجا گیا۔ تو شیروں نے آپ کو بجائے پھاڑ ڈالنے کے سجدہ کیا۔ جب رات ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فرشتہ بھیجا۔ جس نے آپ کو وہاں سے نکالا اور کھانا کھلایا۔ اور کہا کہ دنیاوی رنج و مصیبت پر صبر کرو۔ جب دن ہوا۔ تو بادشاہ نے لوگوں کو جمع کیا۔ اور کہا۔ کہ خوشی کرو۔

Marfat.com

بعد ازاں جرجیس علیہ السلام بادشاہ کے پاس آئے۔ بادشاہ نے پوچھا۔ کہ کیا تو جرجیس ہے؟ فرمایا۔ ہاں۔ کہا۔ میں نے تو تجھے مار ڈالا تھا۔ فرمایا۔ اپنے مارنے کی طرف کیا دیکھتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے زندہ کرنے کی طرف دیکھو۔ کہ مجھے کس طرح زندہ کیا۔ مجھے کیا وہ ساری خلقت کو زندہ کرے گا۔ یہ سن کر سارے حیران رہ گئے۔ ایک نے کہا۔ اے جرجیس! ہماری ایک التجا ہے۔ اگر وہ تو پوری کرے۔ تو ہم تیرے اللہ کی پرستش کریں گے۔ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس نے کہا۔ ہم چار شخص کرسیوں پر بیٹھے ہیں اور ہمارے سامنے مختلف قسم کی لکڑی کے بنے ہوئے تھال موجود ہیں۔ تو اپنے اللہ تعالیٰ کو کہہ تاکہ یہ لکڑیاں ہری بھری اور باردار ہو جائیں۔ آپ نے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سوکھی لکڑیوں کو سبز بنایا۔ جڑیں۔ شاخیں۔ پتے۔ پھل۔ پھول وغیرہ سب کچھ نکل آیا۔ یہ دیکھ کر ملتجی نے کہا۔ کہ یہ شخص جادوگر ہے اس کو میرے حوالے کرو۔ تاکہ میں اسے سخت عذاب دوں۔ اس مرد نے ایک بت اندر سے خالی بنایا۔ اور آپ کو اس میں رکھ کر اس کا منہ بند کر کے چند روز جلتی آگ میں رکھا۔ جب آپ جلے تو غضب الٰہی جوش میں آیا۔ تمام جہان تیرہ و تار ہو گیا۔ اور آگ برسنے لگی۔ تمام لوگ بیہوش ہو گئے۔ آپ جب اس بت سے نکلے۔ تو قہر الٰہی خدا کی وجہ سے خاموش رہے۔ چند روز بعد وحی آئی۔ کہ بادشاہ کے پاس جاؤ۔ اور اسے میرے عذاب سے ڈراؤ۔ آپ پھر بادشاہ کی بارگاہ میں گئے۔ اور نصیحت کرنی شروع کی۔ اس کے وزراء میں سے ایک نے کہا۔ کہ اب ہمارے اور تمہارے درمیان ایک بات اور رہ گئی ہے۔ اگر تیرا خالق مردوں کو زندہ کر دے۔ تو ہم اس کی پرستش کریں گے۔ پاس ہی ایک پرانا قبرستان تھا۔ آپ نے دعا کی۔ تو سترہ آدمی حکم الٰہی سے زندہ ہو گئے۔ جن میں سے ۹ - آدمی۔ پانچ عورتیں اور تین بچے تھے۔ ان میں ایک بوڑھا بھی تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا۔ بوڑھے تمہارا کیا نام ہے؟ کہا لومائیل۔ پوچھا۔ کب مرے تھے؟ کہا فلاں زمانے میں حساب لگایا گیا تو معلوم ہوا کہ چار سو سال کا عرصہ گزر گیا ہے بادشاہ حیران رہ گیا اور کہا۔ کہ یہ مرد جادوگر نہیں۔ جادوگر مردے کو زندہ نہیں کر سکتا۔ ہم نے اس پر اتنی سختی کی۔ لیکن اسے کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچی۔

Marfat.com

یہ آسمانی کام ہے۔ اس پوچھنے والے مرد نے کہا۔ کہ اب میں جرجیس کے رب کی پرستش کروں گا۔ اور یہ میں ان بتوں سے بیزار ہوں۔ بادشاہ یہ سن کر ناراض ہوا۔ اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کروا دئے۔ بادشاہ نے وزرا سے پوچھا۔ کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ تاکہ اس مرد کے شر سے رہائی ہو۔ ایک نے کہا۔ اسے درویش کے گھر میں رکھو۔ تاکہ بھوک کے سبب ہلاک ہو جائے۔ چنانچہ ایک مفلس بڑھیا کے گھر میں آپ کو رکھا گیا۔ جس کا ایک بیٹا بیمار اندھا اور معیوب تھا۔ اور اس بڑھیا سے بڑھ کر مفلس شہر میں اور کوئی نہ تھا۔ اور دروازے پر پہرہ بٹھا دیا۔ تاکہ کوئی شخص ان کو روٹی اور پانی نہ دے۔ اور وہ بھوک پیاس کے سبب ہلاک ہو جائے۔ آپ ایک کونے میں نماز میں مشغول ہوئے۔ دن کو روزہ رکھتے۔ جب شام کا وقت ہوتا۔ تو بڑھیا سے پوچھتے کہ بڑھیا! تیرے گھر میں کھانے کی کوئی چیز ہے۔ وہ کہتی۔ اے جوان! میں مفلس بڑھیا اور میرا بیٹا بیمار اور اندھا میرے گھر میں کوئی چیز کھانے پینے کی نہیں۔ اس بڑھیا کے گھر میں ایک ستون تھا۔ جس پر چھت قائم تھی۔ آپ نے اس پر ہاتھ رکھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی۔ تو فی الفور وہ درخت ہرا بھرا اور بار آور ہوا۔ اور ایسا پھل لگا۔ جو کبھی کسی نے نہ دیکھا تھا۔ آپ نے پھل کھایا۔ اور بڑھیا کو کہا۔ کہ اللہ تعالیٰ کو پہچان۔ پہلے وہ بت پرست تھی۔ اب مسلمان ہو گئی۔ پھر اس بڑھیا نے کہا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تیری ایسی قدر و منزلت ہے۔ کہ خشک درخت تیری خاطر ہرا بھرا ہو گیا۔ تو میرے بیٹے کے لئے دعا کر۔ کہ وہ بھی تندرست ہو جائے۔ آپ نے لڑکے کی آنکھ کو دم کیا۔ تو بھلا چنگا ہو گیا۔ بڑھیا نے بہت منت و سماجت کی۔ بعد ازاں چند روز اور آپ اس کے گھر میں رہے۔ ایک روز بادشاہ ادھر سے گزرا۔ تو سبز درخت دیکھ کر کہنے لگا۔ کہ میں نے تو یہاں کبھی درخت نہیں دیکھا تھا۔ لوگوں نے کہا۔ اس جادوگر کو اس عورت کے گھر رکھا گیا تھا۔ جس نے یہ درخت اگایا ہے۔ بادشاہ نے حکم دیا۔ کہ درخت اکھاڑ دو۔ اور گھر برباد کر دو۔ حکمت الٰہی سے وہ درخت پھر ستون بن گیا۔ بادشاہ نے حکم دیا۔ کہ جرجیس کو لاؤ۔ اور ایک آہنی میخ سے زمین پر لٹا کر پارہ پارہ کر دو۔ اور جلاؤ۔ ایسا کیا گیا۔ اور خاکستر کو بٹور کر اس پر مہر لگائی گئی۔ پھر اپنے معتمدوں کو کہا۔ کہ اسے لے جا

Marfat.com

کر ذرہ ذرہ کر کے دریا میں پھینکو۔ تاکہ نیست و نابود ہو جائے۔ اور ہم اس کے شر سے محفوظ رہیں۔ جب اس خاکستر کو لاکر تھوڑا تھوڑا کر کے دریا میں ڈالا گیا۔ تو آواز آئی۔ کہ اے ہوا! زمین و آسمان کا بادشاہ حکم دیتا ہے۔ کہ ذروں کو جمع کر۔ کیونکہ ہم پھر اسے زندہ کریں گے۔ ہوا نے اکٹھا کر کے پانی پر ڈھیر لگا دیا۔ چنانچہ اسے بادشاہ کے معتمدوں نے دیکھا۔ تھوڑی دیر بعد تو وہ جنبش کرنے لگا۔ اور بیچ میں سے جرجیس پیغمبر علیہ نمودار ہوئے۔ جو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کر رہے تھے۔ جب وہ لوگ شہر میں واپس آئے۔ تو آپ ان سے پہلے ہی بادشاہ کی کچہری میں موجود تھے۔ بادشاہ نے پوچھا۔ تو تو مر گیا تھا۔ خاکستر ہو گیا تھا۔ پھر کس طرح زندہ ہو گیا۔ واقعی تو سچا ہے۔ اور تیرا رب قادر ہے۔ اور ہمارے بت عاجز ہیں۔ لیکن اگر اب میں تیرے رب کی پرستش کروں۔ تو لوگ مجھے ملامت کریں گے۔ اور کہیں گے کہ ایک آدمی کا بھی مقابلہ نہ کر سکا۔ اب ایک کام اور ہے۔ جس میں ہم دونوں کی بھلائی ہے۔ وہ یہ کہ تو ایک مرتبہ ان بتوں کو سجدہ کرے۔ تاکہ لوگوں کی قیل و قال درمیان سے اٹھ جائے۔ پھر میں تیرے اللہ کی پرستش کروں گا۔ اور بتوں سے بیزار ہو جاؤں گا۔ اور انہیں توڑ ڈالوں گا۔ آپ نے چاہا کہ محبت للہ ظاہر کریں۔ فرمایا۔ اچھا منظور ہے۔ بادشاہ خوش ہوا۔ اور آپ کے سر و چشم کو بوسہ دیا۔ اور کہا کہ آج کی رات اور کل کا دن میرے پاس رہو۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے۔ کہ ہمارے مابین صلح ہے۔ پھر ہم دونوں بت خانے میں جائیں گے ایک دفعہ بت کو سجدہ کرنا۔ بعد میں جو کچھ تو کہے گا۔ مجھے منظور۔ آپ رات کو نماز میں مشغول ہوئے۔ ایک عورت بھی آپ کے پیچھے نماز میں مشغول ہوئی۔ جب آپ نے دیکھا تو اسے اسلام سکھایا۔ وہ عورت مسلمان ہو گئی۔ مسلمان تو غم ناک تھے۔ اور یہودی خوش تھے۔ لوگ بت خانے کی طرف روانہ ہوئے۔ بادشاہ اور آپ بھی اس بت خانے کی طرف آئے۔ جس میں ستر بت تھے۔ جو مروارید اور جواہرات سے آراستہ تھے۔ آپ دیر تک ان کی طرف دیکھتے رہے۔ کہ اتنے میں وہی عورت بچے کو اٹھائے آئی۔ آپ نے اس بچے کو آواز دی۔ کہ اے فلاں! لڑکے نے اسی وقت کہا "لبیک یا نبی اللہ"۔ فرمایا اندر جا کر بتوں کو کہہ دے۔ کہ جرجیس پیغمبر بلاتے

Marfat.com

ہیں۔ جب اس نے اندر جا کر پیغام دیا۔ تو سارے بت سر کے بل لڑھکتے باہر آئے۔ آپ نے زمین پر پاؤں مارا تو سب زمین میں نابود ہو گئے۔ بادشاہ نے کہا۔ تو نے مجھے فریفتہ کیا۔ اور میرے دیوتاؤں کو ہلاک کیا۔ فرمایا۔ یہ میں نے اس واسطے کیا۔ تاکہ تجھے معلوم ہو جائے۔ کہ وہ کچھ بھی نہیں۔ اور یہ کہ وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ پھر ان میں سے شیطان کو پکڑ لیا۔ اور کہا اے ملعون! یہ کیا بات ہے۔ جو تو کر رہا ہے۔ خود بھی ہلاک ہوا اور خلقت کو بھی ہلاک کر رہا ہے۔ خود تو دوزخ میں گیا ہے۔ اب خلق کو بھی دوزخ میں لے جاتا ہے۔ شیطان نے کہا۔ کیا آپ کو معلوم نہیں۔ کہ میرے نزدیک ایک آدمی کو راہ راست سے بھٹکانا تمام چیزوں سے پیارا ہے۔ نیز کہا یہ آپ کو معلوم نہیں۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو سجدے کا حکم دیا۔ تو سب نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ میں نے نہ کیا۔ میں نے دوزخ منظور کیا۔ پر سجدہ نہ کیا۔

پھر بادشاہ کی عورت نے بادشاہ کی طرف دیکھا۔ اور کہا۔ کہ اب اللہ تعالیٰ کے عذابوں میں سے باقی اور کیا رہ گیا ہے یا کون سی اور حجت ہے۔ جو تو نے نہیں کی۔ اب یہ کہو۔ کہ وہ دعا کرے۔ تاکہ تم غرق ہو جاؤ۔ بادشاہ نے ناراض ہو کر کہا۔ کہ تو اس کے جادو پر فریفتہ ہو گئی ہے۔ بیس سال سے وہ مجھے دکھا رہا ہے۔ اور مجھے فریفتہ نہیں کر سکا۔ یہ سن کر بادشاہ کی عورت مسلمان ہو گئی۔ اور بادشاہ نے اسے مروا ڈالا۔ اس عورت نے برجیس کو کہا۔ کہ آپ دعا کریں۔ آپ نے دعا کی۔ تو فرشتے بہشتی حلے لے کر اس کی روح کو لے جانے کے منتظر ہوئے۔

بعد ازاں جب آپ نے دعا کی۔ کہ پروردگار! جب تک انہیں میرے روبرو زمین پر غرق نہ کرو۔ مجھے نہ اٹھانا۔ یہ دعا کرتے ہی بجلی چمکی۔ پھر سارا جہان تاریک ہو گیا۔ اور زلزلہ شروع ہوا۔ جس سے زمین پھٹ گئی۔ اور وہ بادشاہ معہ لشکر زمین میں غائب ہو گیا۔ جس کا پھر نام و نشان تک نہ رہا۔

الحمد للہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل ۔۔ ۳۳ ۔۔

فضیلت مشائخ

بروز منگل بیسویں ماہ جمادی الاول سن مذکور کو پابوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ اولیاء اور مشائخ کبار کی فضیلت کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ مولانا شمس الدین یحییٰ۔ مولانا برہان الدین غریب اور مولانا فخر الدین زرادی آئے اور آداب بجا لائے۔ حکم ہوا۔ کہ بیٹھ جاؤ۔ بیٹھ گئے۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ ایک دفعہ کسی بزرگ نے حج کی نیت کی۔ کہ خانہ کعبہ کی زیارت کر لے۔ جب بغداد پہنچا تو ایک رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ جو فرماتے ہیں۔ کہ واپس چلا جا۔ تیرے گھر میں حج ہے۔ یعنی تیری ماں زندہ ہے۔ جا کر اس کی خدمت کرو۔ وہ تیرے حق میں حج سے بہتر ہے۔ اس کی رضامندی کی طلب کر۔ وہ بزرگ واپس چلا گیا۔ اور اپنی والدہ کی خدمت کو غنیمت سمجھا۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ اگر کوئی شخص والدین کو گردن پر اٹھا کر ساری عمر حج کرائے تو بھی اس ایک رات کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ جو انہوں نے اس کی خاطر تلخی میں گزاری ہو۔

بعد ازاں رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ رابعہ بصری خواجہ حسن بصری کی مجلس میں خاموش رہتیں اور کسی قسم کی گفتگو نہ کرتیں۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جس رات رابعہ بصری پیدا ہوئیں۔ گھر میں کپڑا موجود نہ تھا۔ اور گھر میں اس قدر سامان بھی نہ تھا۔ کہ چراغ جلا سکیں۔ آپ کو آپ کی والدہ نے دامن میں لپیٹ کر آپ کے والد کو کہا۔ کہ ہمسائے کے گھر سے تیل لے آؤ۔ آپ کے والد بزرگوار ہمسائے کے گھر کے کواڑ کو ہاتھ لگا کر چپ چاپ واپس چلے آئے محسوس کیا۔ کہ وہ سوئے ہوئے ہیں۔ اسی طرح ملول خاطر ہو کر سو رہے اسی رات

Marfat.com

خواب میں دیکھا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ ملول نہ ہو۔ یہ نتیجہ تمہارے حق میں نیک ہو گا۔ کیونکہ اس کی خاطر میری امت کے ستر ہزار آدمی بخشے جائیں گے۔ پھر فرمایا۔ کہ عیسیٰ بن داؤد امیر بصرہ کے پاس جاؤ۔ اور اسے کہو۔ کہ ہر رات تم سو مرتبہ درود بھیجا کرتے تھے۔ اور جمعرات کو نہیں بھیجا اور چار سو رکعت نماز ادا کیا کرتے ہو۔ اس کا کفارہ سو دینار مجھے دو۔ جب بیدار ہوئے۔ تو زار زار روئے۔ اور خواب کو کاغذ پر لکھ کر امیر بصرہ کو دیا۔ اس نے دس ہزار درم بطور صدقہ اس شکریے میں دیا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یاد فرمایا ہے۔ نیز یہ بھی کہا۔ کہ آئندہ جس بات کی ضرورت ہو مجھے کہا کرو میں انشاء اللہ پوری کروں گا۔

بعد ازاں رابعہ بصریؒ کی بزرگی کے بارے میں فرمایا۔ کہ جب آپ کچھ بڑی ہوئیں۔ تو آپ کے والدین کا انتقال ہو گیا۔ اور جب بصرے میں قحط پڑا۔ اور آپ کی بہنیں جدا جدا ہو گئیں۔ تو آپ ایک ظالم کے ہاتھ آئیں۔ جس نے آپ کو چند درم لے کر فروخت کر دیا۔ ایک روز بدبخت نامحرم نے آپ کا ہاتھ پکڑنا چاہا۔ آپ نے سرزمین پر رکھ کر بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔ کہ میں غریب ہوں۔ یتیم ہوں اور اسیر ہوں۔ مجھے دوسری مصیبتوں کی پرواہ نہیں۔ میں صرف تیری رضا چاہتی ہوں۔ آیا تو مجھ سے راضی ہے یا نہیں۔ آواز آئی کہ غم نہ کر۔ قیامت کے دن تجھے وہ مرتبہ عنایت کروں گا۔ کہ مقربان درگاہ بھی تجھ پر فخر کریں گے۔ اس روز سے آپ گھر میں داخل ہوئیں۔ ہر روز مناجات میں کہا کرتیں۔ کہ اے پروردگار! میں دن کو روزہ رکھتی ہوں۔ اور رات جاگتی رہتی ہوں۔ اپنے آقا کی بھی خدمت کرتی ہوں اور تیری بھی۔ ایک رات آقا کی آنکھ کھلی۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ رابعہ سر بسجود ہو کر بارگاہ الٰہی میں عرض کر رہی ہیں۔ کہ پروردگار! تجھے اچھی طرح معلوم ہے۔ کہ میرے دل کی خواہش عین تیری مرضی کے موافق ہے۔ اور میں بسرو چشم تیری بارگاہ کی خدمت گزار ہوں۔

اور کسی دم بھی تجھ سے غافل نہیں۔ لیکن میں کیا کروں۔ اس آقا نے ایک نورانی قندیل دیکھی جو آپ کے سر پر لٹک رہی تھی۔ اور جس سے سارا گھر دن کی طرح منور ہو رہا تھا۔ آقا نے رابعہ کی بڑی عزت کی۔ اور کہا کہ میں نے تجھے آزاد کیا۔

Marfat.com

اگر یہاں رہو۔ تو ہم سب تمہارے خدمت گار ہیں۔ اگر جانا چاہو۔ تو تمہاری مرضی۔ آپ وہاں سے چلی گئیں۔ توبہ کر کے جنگل میں مقام کیا۔ مدت تک وہیں عبادت کرتی رہیں۔

پھر خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ رابعہ بصریؒ دن رات میں ہزار رکعت نماز ادا کیا کرتیں۔ اور خواجہ حسن بصریؒ کی مجلس میں آیا جایا کرتیں۔ اور جو کچھ آپ سے سنتیں اس پر عمل کرتیں۔ پھر جنگل میں کچھ مدت عبادت کر کے حج کا ارادہ کیا۔ اور ایک گدھے پر اسباب لاد حج کو روانہ ہوئیں۔ جنگل میں پہنچ کر گدھا مر گیا اہل قافلہ نے کہا۔ کہ لاؤ ہم تمہارا اسباب اٹھا لیں۔ فرمایا۔ تم جاؤ۔ میں توکّل بخدا ہوں۔ قافلہ چلا گیا۔ اور آپ تن تنہا جنگل میں رہ گئیں۔ بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔ اے بادشاہ! تو عاجز عورت سے کیا کر رہا ہے۔ خود ہی تو مجھے اپنے گھر بلایا۔ اور خود ہی راستے میں میرا گدھا مار ڈالا۔ اب میں جنگل میں تنہا رہ گئی ہوں۔ یہ کہتے ہی گدھا زندہ ہو گیا۔ اس پر اسباب لاد پھر روانہ ہوئیں۔ مدت کے بعد میں نے دیکھا۔ کہ اسی گدھے کو فروخت کر رہی تھیں۔

بعد ازاں اسی موقعہ پر فرمایا۔ کہ جب رابعہ بصریؒ عراق پہنچیں۔ تو کہا۔ اے پروردگار! میرا دل ملول ہے۔ میں کہاں جاؤں۔ میں ڈھیلے کو کیا کروں۔ وہ تو ایک پتھر ہے۔ مجھے تیرا دیدار چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے بغیر وسیلہ خود فرمایا۔ کہ اے رابعہ! تو اٹھارہ ہزار عالم کی جستجو میں جا رہی ہے۔ کیا تو نہیں جانتی۔ کہ موسیٰؑ نے میرے دیدار کی درخواست کی۔ اور جب ذرہ بھر تجلی پہاڑ پر کی۔ تو اس کے چالیس ٹکڑے ہو گئے۔ یہ بات تو کہتی ہے۔ اس کا کون سا موقع ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ جب پھر ایک دفعہ آپ مکے کی طرف روانہ ہوئیں۔ تو کیا دیکھتی ہیں۔ کہ جنگل ہی میں کعبہ آپ کے استقبال کو آ رہا ہے۔ فرمایا۔ مجھے کعبے کی ضرورت نہیں۔ مجھے کعبہ دیکھ کر کیا خوشی ہو سکتی ہے میں تو کعبہ والے کا دیدار چاہتی ہوں۔ مجھے کعبہ درکار نہیں۔

الحمد للہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل ـــ ۳۴ ـــ

اہل سماع

بروز جمعرات ساتویں ماہ شوال سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ سماع اور اہل سماع کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ اتنے میں ایک شخص نے آکر اطلاع دی۔ کہ جناب کے یاروں کی ایک جماعت اکٹھی ہوئی ہے۔ اور بانسریاں بھی لائی گئی ہیں۔ خواجہ صاحب نے یہ سن کر فرمایا۔ کہ میں نے تو منع کیا تھا۔ کہ بانسریاں اور نیز اور حرام چیزیں جو ہیں بیچ میں نہیں ہونی چاہئیں۔ جو کچھ انہوں نے کیا ہے۔ اچھا نہیں کیا۔ اس بارے میں آپ نے یہاں تک فرمایا۔ کہ ہاتھ پر ہاتھ مارنا بھی نہیں چاہیے۔ کیونکہ یہ بھی کھیل میں شامل ہے۔ جبکہ تالی بجانے کی ممانعت ہے۔ تو بانسری کی تو ضرور ممانعت ہونی چاہیے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ اگر کوئی شخص کسی مقام سے گرے۔ تو شرع میں گرے۔ کیونکہ اگر شرع سے گر گیا۔ تو پھر اس کا ٹھکانا نہیں۔

پھر فرمایا۔ کہ مشائخ کبار نے سماع سنا ہے۔ جو اہل سماع ہے اور صاحب ذوق و درد ہے۔ اسے قوال سے صرف ایک شعر ہی سن کر رقت طاری ہو جاتی ہے۔ خواہ بانسری ہو یا نہ ہو۔ لیکن جو صاحب درد اور ذوق نہیں۔ اس کے پاس خواہ کچھ گائیں۔ اور خواہ کتنی ہی بانسریاں ہوں تو بھی کچھ اثر نہیں ہوتا۔ پس معلوم ہوا۔ کہ یہ کام درد کے متعلق ہے۔ نہ کہ بانسری وغیرہ کے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ لوگوں کو ہر وقت حضوری حاصل نہیں ہو سکتی۔ اگر دن بھر میں کوئی ایک وقت بھی خوش ہو۔ تو سارے تفرقہ انداز وقت اس کی ذیل میں آجاتے ہیں۔ اسی طرح اگر کسی مجمع میں ایک شخص صاحب ذوق اور درد ہو۔ تو تمام اشخاص اس کی پناہ میں ہوتے ہیں۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ پچھلے دنوں اجودھن میں ایک قاضی تھا۔ جو ہمیشہ شیخ الاسلام فرید الحق کے برخلاف رہتا۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ وہ ملتان میں گیا اور بڑے بڑے

Marfat.com

علماء کو کہلا کہ کیا یہ جائز ہے۔ کہ ایک شخص کھلم کھلا مسجد میں سماع سنے اور کبھی کبھی رقص بھی کرے۔ انہوں نے پوچھا وہ کون ہے۔ کہا شیخ فرید۔ انہوں نے کہلا۔ ہم اس کا کچھ نہیں کر سکتے۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ جب کبھی میں نے سماع سنا۔ مجھے خرقہ شیخ کی قسم میں نے ان سب باتوں کو شیخ صاحب کے اوصاف و اخلاق پر محمول کیا۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ آپ کی حین حیات میں ایک مجمع میں قوالوں نے یہ شعر پڑھا۔

مخرام بدیں صفت مبادا کز چشم بدت رسد گزندے

یہ سن کر مجھے شیخ صاحب کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ یاد آئے۔ مجھے یہ شعر ایسا پسند آیا۔ کہ کچھ کہا نہیں جاتا۔ قوال نے بتیرا چاہا کہ اور کچھ پڑھے۔ لیکن میں اس سے بار بار یہی شعر پڑھواتے گیا۔ خواجہ صاحب جب اتنی بات کر چکے تو روئے اور فرمایا۔ کہ اس کے بعد مدت نہ گزری۔ کہ جناب شیخ صاحب انتقال فرما گئے۔

پھر فرمایا۔ کہ قیامت کے دن ایک سے پوچھا جائے گا۔ کہ ہمارے اوصاف حادث ہیں۔ اور ہم قدیم ہیں۔ حادث قدیم سے کیونکہ جائز ہو سکتا ہے۔ کہے گا۔ اے باری تعالیٰ! میں نے فرط محبت سے ایسا کیا۔ حکم ہو گا۔ کہ اچھا۔ تو نے فرط محبت سے ایسا کیا۔ ہم فرط رحمت سے تجھ سے سلوک کرتے ہیں۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ جو شخص اس کی محبت میں مستغرق ہے۔ اس پر یہ عنایت ہے تو دوسروں سے کیا کیا پوچھا جائے گا۔

پھر فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ خواجہ ابراہیم ادھم رحمتہ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا۔ کہ کیا آپ کو اسم اعظم یاد ہے؟ فرمایئے! کون سا ہے؟ فرمایا۔ کہ معدے کو لقمہ حرام سے پاک رکھو۔ اور دل کو دنیاوی محبت سے خالی تو پھر جو اسم پڑھو گے۔ وہی اسم اعظم ہے۔

الحمدللہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل ــ ۲۵ ــ

صلواۃ السعادت

بروز پیر پانچویں' ذیقعد و سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ نماز اور دعاؤں کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی' مولانا شمس الدین یحیٰؒ۔ مولانا وجیہہ الدین پائلی اور مولانا نصیر الدین گیلانی حاضر خدمت تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مہمات کے لئے صلواۃ السعادت ادا کیا کرتے تھے۔ اور وہ مہمات سرانجام ہو جایا کرتی تھیں۔ میں (مصنف کتاب) نے عرض کی۔ کہ کیا اس نماز کا کوئی مقررہ وقت ہے فرمایا۔ ہاں۔ جب عشاء کی نماز کے فرض ادا کرنے کے بعد دو رکعت سنت ادا کر چکے۔ تو پھر چار رکعت نماز ایک سلام سے بہ نیت صلواۃ السعادت اس طرح ادا کرے۔ کہ ہر رکعت میں الحمد ایک مرتبہ' آیتہ الکرسی ایک مرتبہ۔ انا انزلناہ تین مرتبہ اور سورۃ اخلاص پندرہ مرتبہ۔ پھر سلام کے بعد سر سجدے میں رکھ کر تین مرتبہ یہ کہے یاحیی یا قیوم ثبتنی علی الایمان'

بعد ازاں اولیاءؒ کی بزرگی کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ ایک دفعہ خواجہ ابراہیم ادھم رحمتہ اللہ علیہ نے یہ نیت کی۔ کہ اور لوگ تو پاؤں کے بل کعبہ پہنچتے ہیں۔ میں آنکھوں کے بل جاؤں گا۔ چنانچہ ہر قدم پر دوگانہ ادا کرتے گئے۔ جب چودہ سال بعد خانہ کعبہ پہنچے۔ تو کعبہ کو اپنے مقام پر نہ دیکھ کر حیران ہوئے۔ غیب سے آواز آئی۔ کہ اے ابراہیم! کعبہ رابعہ بصریؒ کی زیارت کے لئے گیا ہے۔ عرض کی۔ پروردگار! اب میں کہاں جاؤں۔ آواز آئی۔ کہیں مت جاؤ۔ ابھی آجائے گا۔

پھر خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ شیخ صاحب سے کسی نے کچھ لینا تھا۔ اس نے بازار میں پکڑ لیا کہ مجھے میرا روپیہ دو۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ خاموش رہ! کہا نہیں رہتا۔ شیخ صاحب نے ناراض ہو کر کندھے سے چادر اتار زمین پر دے ماری۔ تو تمام بازار سونے سے پر ہو گیا۔ فرمایا۔ اپنا حق لے لے۔ اگر زیادہ اٹھائے گا۔ تو تیرا ہاتھ

Marfat.com

خشک ہو جائے گا۔ اس مرد نے اپنا حق اٹھا لیا۔ جب زیادہ اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ تو ہاتھ سوکھ گیا۔

اس کے بعد خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ جو شخص درویشوں سے الجھتا ہے۔ اس کی جڑ اکھڑ جاتی ہے۔ نعوذ باللہ منہا

Marfat.com

فصل ــ ۳۶ ــ

اتوار کے روز دسویں ماہ ذیقعدہ کو پا بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ مولانا شمس الدین یحییٰ۔ مولانا برہان الدین غریب۔ شیخ چندیری۔ مولانا فخر زراوی۔ مولانا شہاب میرٹھی۔ شیخ عثمان سیاح۔ شیخ ضیاء الدین پانی پتی۔ مولانا وجیہہ الدین باکلی اور عزیز حاضر خدمت تھے۔ وہ دن نہایت ہی بارحمت تھا۔ مولانا شرف الدین اور نجم الدین سنامی اسی روز آداب بجا لائے۔ اور چار ترکی کلاہ سے مشرف ہوئے۔ اور مجھے (مصنف کتاب) بھی اسی روز کلاہ عنایت ہوئی۔ اور ہر ایک کو اپنا اپنا نصیبہ ملا۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ جس طرح آج دنیا میں ہم ایک جگہ اکٹھے ہیں۔ قیامت میں ہمارا حشر بھی اکٹھا ہو گا۔ جب خواجہ صاحب نے یہ فرمایا۔ تو میں نے اور اور عزیزوں نے عرض کی۔ کہ مولانا شہاب الدین میرٹھی انصاری جناب کے خادم ہیں۔ انہوں نے ایک شعر لکھا ہے۔ اگر حکم ہو تو عرض کروں۔ فرمایا کہو۔

من از تو ہیچ مرادے دگرے نمے خواہم
ہمیں قدر بکنی کز خودم جدا نکنی

Marfat.com

ملفوظات حضرت محبوب الٰہی محمّد نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ

یعنی
حصّہ اوّل

راحت المحبین

افضل الفوائد

مرتبہ
امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ

مترجم
عنصر صابری

ناشر

پروگریسو بکس لاہور

یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ
اردو بازار لاہور ☎ 7352795

Marfat.com

Marfat.com

فہرست

فصل ۱	تکالیف
فصل ۲	فضیلت رجب
فصل ۳	قصص الانبیاء
فصل ۴	فضیلت رمضان
فصل ۵	ذکر انبیاءؑ
فصل ۶	داؤدؑ
فصل ۷	موسیٰؑ
فصل ۸	لوطؑ
فصل ۹	ماہ صفر
فصل ۱۰	ولادت حضورؐ
فصل ۱۱	اسرار حق تعالیٰ
فصل ۱۲	ماہ شعبان
فصل ۱۳	فضیلت رمضان
فصل ۱۴	فضیلت محرم

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

فصل ۔۔۱۔۔

تکالیف

یہ الٰہی اسرار و انوار اور یہ لامتناہی آثار و اخبار خواجہ راستان صاحب الکلام فی الارضین ختم المشائخ والاولیاء وارث اہل السلوک والانبیاء۔ تاج المحققین۔ برہان العاشقین۔ نظام الحق والشرع والدین آدام اللہ تقواہ' کے نفاس متبرکہ سے تاریخ دار جبکہ حاضر خدمت ہوا جمع کیے گئے۔

سوموار کے روز بیسویں ماہ رجب ۷۱۹ ہجری کو مہتر آدم علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر ہو رہا تھا۔ بندۂ گنہگار امیدوار رحمت پروردگار خسرو خوشہ چین نے جو سلطان المشائخ والاولیاء کا ایک غلام ہے۔ تاریخ مذکورہ کو قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔ اور عزیز بھی حاضر خدمت تھے۔ انبیاء گذشتہ کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ آپ نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ وہ دن کیا ہی اچھے تھے۔ جبکہ خواجہ قطب الدین حیات تھے۔ جب خواجہ صاحب اس بات پر پہنچے۔ تو میں نے کھڑے ہو کر عرض کی۔ آپ نے فرمایا بیٹھ جا۔ جو کچھ کہنا ہے کہہ۔ میں دوبارہ آداب بجا لایا۔ فرمایا۔ کہو۔ میں نے عرض کی۔ کہ اس سے پیشتر جو کچھ میں نے جناب کی زبان مبارک سے سنا۔ اسے قلمبند کرتا رہا۔ اور اس کا نام افضل الفوائد رکھا۔ جو منظور نظر عالی ہو چکا اب بھی اگر فرمان ہو۔ تو جو کچھ جناب کی زبان مبارک سے سنا جائے۔ وہ قلمبند کیا جائے۔ تاکہ دوسری مرتب ہو جائے۔ لیکن اس جلد میں زیادہ تر انبیاء اور سلوک کی حکایات ہوں۔ تاکہ میرے دل کو اطمینان ہو۔ آپ نے فرمایا۔ بہتر۔ مسکرا کر فرمایا۔ کہ چونکہ تمہارے دل میں ایسی تمنا تھی۔ اس لئے میں نے نماز کے بعد انبیاء کا ذکر شروع کیا ہے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ اے درویش عزیز! سنو۔ جب اللہ تعالٰی نے مصیبتوں کا خزانہ پیدا کیا۔ تو خاص کر انبیاء اور اولیاء کے لئے پیدا کیا۔ فرشتوں نے جب اس خزانے کو

Marfat.com

دیکھا۔ تو سب مارے ہیبت کے سربسجود ہو گئے۔ کہ الہٰی یہ کس کے لئے ہے۔ فرمایا۔ فرشتو! تم اس نعمت سے فارغ ہو۔ یہ نعمت ہم اپنے خلیفہ کو دیں گے۔ جسے ہم روئے زمین پر پیدا کریں گے۔ یعنی آدم صلوٰۃ اللہ علیہ اور اس کے فرزند جو میرے محب ہیں اور انہیں ان مصیبتوں کے ذریعے امتحان کیا جائے گا۔ جو ہماری محبت میں ثابت قدم ہو گا۔ اس پر ہم بلائیں نازل کریں گے۔ اور جب نہ نازل کریں گے۔ تو وہ اس کے نازل ہونے کی آرزو کریں گے۔

پھر فرمایا۔ کہ اے درویش! جو لوگ دوست کے عشق میں مستغرق ہیں۔ وہ صبح سے شام تک بڑی آرزو سے بلا کے طلب گار ہوتے ہیں۔ کیونکہ جو مصیبت دوست کی طرف سے ہو۔ وہ مصیبت نہیں ہوتی۔ وہ عین نعمت ہے جو دوست سے دوست کو ملتی ہے۔

بعد ازاں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ کا ذکر ہے۔ کہ ایک عاشق ہر صبح جب اٹھتا تو یہی فریاد کرتا۔ کہ پروردگار! میرا رزق بھی تیری بلا ہے۔ اس سے پوچھا گیا۔ کہ یہ کیا کہتے ہو۔ کہا۔ جب دوست مصیبت میں ممنون ہو۔ تو پھر اگر ہم اس کی آرزو نہ کریں۔ تو ہم اہل سلوک میں ثابت نہیں۔ پھر خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر یہ رباعی پڑھی۔

رباعی

ہر جاکہ بلائے تست برجانم باد چوں بر رضائے تست برجانم باد
گر برسر عاشقاں بلاہا باشد آنجملہ بلائے تست برجانم باد

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جب آدم علیہ السلام کو عالم وجود میں پیدا کیا گیا۔ اور روح قالب میں داخل ہوئی۔ قالب اٹھ کر بیٹھا ہی تھا۔ کہ چھینک آئی۔ اور الحمدللہ کہا۔ جبرئیلؑ پاس ہی کھڑے تھے۔ انہوں نے کہا۔ یرحمک اللہ اس وقت فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ اے ملائکہ آسمان! تم تو کہتے تھے۔ کہ وہ دنیا میں فساد برپا کریں گے۔ اور خونریزیاں کریں گے۔ دیکھا ابھی اچھی طرح اٹھا بھی نہ تھا۔ کہ میری حمد و ثناء

Marfat.com

کی قولہ تعالیٰ ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک و نقدس لک' پھر فرشتے سر بسجود ہوئے۔ اور عرض کی قولہ تعالیٰ انی اعلم ما لا تعلمون' یعنی جو کچھ تجھے معلوم ہے ہم نہیں جانتے۔ جبرائیل۔ میکائیلؑ اور اسرافیلؑ کو حکم ہوا۔ کہ تم بہشت میں جاؤ۔ جبرائیلؑ بہشتی لباس لائے۔ میکائیل براق اور اسرافیل تاج۔ جب لائے تو حکم ہوا۔ کہ لباس پہناؤ۔ اور تاج سر پر رکھ کر براق پر بٹھا بہشت میں لاؤ۔ جب آدم علیہ السلام تخت پر بیٹھے۔ تو تمام ملا ئکہ کو حکم ہوا۔ کہ جا کر آدم کو سجدہ کرو۔ قولہٗ تعالیٰ واذ قلنا للملائکتہ اسجد والادم فسجد وا الا ابلیس واستکبرو کان من الکافرین' شیطان کے سوا سب فرشتوں نے سجدہ کیا۔ جب شیطان مردوز ہوا۔ تو سب فرشتوں نے با آواز بلند کہا۔ کہ شیطان پر لعنت ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر لعنت کی ہے اس وقت سے شیطان مردود ہو گیا۔ جب خواجہ صاحب اس بات پر پہنچے۔ تو آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ وہ تو ایک لعنت سے مردود ہو گیا۔ اب فی زمانہ ایسے مسلمان بھی ہیں۔ جن پر ہر روز ہزاروں مرتبہ اللہ تعالیٰ کی لعنت نازل ہوتی ہے لیکن انہیں اس کی خبر نہیں۔ وہ غافل ہیں۔

پھر فرمایا۔ کہ جب آدم علیہ السلام نے بہشت میں قرار پکڑا اور تمام فرشتوں اور اہل بہشت نے آپ کا اعزاز و اکرام دیکھا۔ تو سب آپ کی طرف رجوع ہوئے۔ پھر فرشتوں کو حکم ہوا۔ کہ آدم علیہ السلام سے فضل و کرامت کا سبق سیکھیں۔

پھر فرمایا۔ کہ جب آدم علیہ السلام کو اختیار دیا گیا۔ کہ بہشت کے تمام میووں کو کھاؤ۔ لیکن شیطان کا شجرہ نہ اختیار کرنا۔ اس کے سبب بہشت سے نکل کر دنیا میں پھینکے گئے۔ محبت کی آگ آپ کے سینے میں بھڑک اٹھی۔ اور تاج سر سے اتر گیا۔ لباس دور ہو گیا۔ جب آپ ننگے کھڑے رہ گئے تو درخت سے آواز آئی۔ قولہ تعالیٰ فکلا منہا فبد ت لہما سواتہا وطفقا یخصفان علیہا من ورق الجنتہ وعصیٰ آدم ربہ فغویٰ' یعنی اے عاصی! باہر نکل جا۔ یہ تیرا مقام نہیں۔ پس آدم علیہ السلام جس درخت سے پتہ مانگتے۔ یہی سنتے۔ کہ تو نافرمان ہو گیا ہے۔ میں تجھے پتہ نہیں دوں گا۔ آخر انجیر کے درخت کے پاس گئے۔ تو اس نے پتے دیئے۔ حکم ہوا۔ کہ تو نے پتے

Marfat.com

کیوں دیئے۔ عرض کی۔ کہ جس عزت کی نگاہوں سے اسے پہلے دیکھا تھا۔ اب بھی اسی نگاہوں سے دیکھتا ہوں۔ اس واسطے میں نے اسے پتے دیئے پس فرمان ہوا۔ کہ اے انجیر! جس طرح تو نے ہمارے آدم کو معزز کیا۔ ہم نے تجھے خلق میں عزیز کیا۔ جب آدم علیہ السلام بہشت سے نکلے۔ تو کوہ سراندیپ گئے۔ تین سو ستر سال تک اسی ذلت کی حالت میں روتے رہے۔ جس وقت آپ سجدہ کرتے۔ کوئی نہ دیکھتا کہ آدم یہاں پر ہے بھی یا نہیں۔ جب خواجہ صاحب اس بات پر پہنچے۔ تو رو کر فرمایا۔ کہ ہاں صبح اربعین کو جب اس کی آنکھ کھلی۔ تو اس کی نگاہ جمال عشق پر پڑی تھی۔ سو آخر اسی شعلے نے اثر کیا۔ اور اسے بہشت کے شارستان میں قرار نہ دیا۔ آخر دنیا کے خرابے اور ویرانے میں لا ڈالا۔ تاکہ اس قول اشد البلاء فی الاولیاء واشد فی الانبیاء' کی تصدیق کرے۔ پھر خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ بے شک عاشق لوگ مصیبتوں کو دوست کی آرزو کے مطابق ہزارہا طرح کی منت و زاری سے طلب کرتے ہیں۔ پھر کہیں واصل زبان بنتے ہیں۔ المحبت فی المحبین۔

بعد ازاں زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ وہ شخص جس نے سب سے پہلے عشق کیا۔ اور عشق کی بلاؤں کو قبول کیا۔ وہ آدم صفی اللہ ہیں۔ اس واسطے کہ آدم علیہ السلام کو بہشت کی خاک سے بنایا گیا۔ اگر اس خاک میں عشق کی چاشنی نہ ہوتی۔ تو اہل سلوک میں عشق نہ ہوتا۔ چونکہ اس نے عشق کی ابتدا کی۔ اس لئے اس کے فرزندوں میں عشق پایا گیا۔

پھر فرمایا۔ کہ اولیائے کرام میں اشتیاق اور شوق کا جو ولولہ پایا جاتا ہے۔ وہ بھی آدم صفی اللہ سے ہے۔ جب آپ اس بات پر پہنچے۔ تو آبدیدہ ہو کر یہ رباعی زبان مبارک سے فرمائی۔

Marfat.com

رباعی

از بہر رخ تو مبتلا مے باشم   وندر غم عشق تو بلامے باشم
بریار جمال تو چناں مد ہوشم   کز خود خبرے نیست کجا مے باشم

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جب آدم علیہ السلام کی توبہ کے قبول ہونے کا وقت آیا۔ تو حکم ہوا۔ کہ اے آدم! ہر ایک مہینے کی تیرھویں چودھویں اور پندرھویں کو روزہ رکھا کرو۔ تاکہ میں تمہاری توبہ قبول کروں۔ تین سو سال بعد آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کی گئی۔

پھر فرمایا۔ کہ درویش! مدت بعد جب آدم علیہ السلام سے سوال کیا گیا۔ کہ کبھی آپ نے اپنے تئیں اپنی مراد کے موافق بھی پایا یا نہیں۔ فرمایا۔ اس وقت نہیں۔ بلکہ ان تین سو سال میں جبکہ میں مصیبت میں گرفتار تھا۔ وہ تین سو سال اس طرح گزرے کہ ہر روز مجھ پر ایک ولایت منکشف ہوتی۔

خواجہ صاحب یہی فوائد بیان فرما رہے تھے۔ کہ اتنے میں چھ جوالقی درویش آئے۔ کسی نے سلام وغیرہ نہ کیا۔ بلکہ صحن میں سماع و رقص کیا۔ دیر بعد جب فارغ ہوئے۔ تو زبان درازی شروع کی۔ خواجہ صاحب نے اپنی خوش خلقی کے سبب مولانا فخر الدین کو اور مجھے فرمایا۔ کہ ان کو جا کر کھانا دو۔ پھر جو کچھ اور مانگیں گے ہم دیں گے۔ اور ساتھ ہی معافی مانگنا۔ جب ہم کھانا لے کر گئے تو انہوں نے پسند نہ کیا۔ بلکہ الٹا ڈانٹنے لگے۔ جو کچھ ان کے دل میں آیا۔ زبان سے کہہ دیا۔ ہم حیران کھڑے تھے۔ کہ خواجہ صاحب کو کیا جا کر کہیں گے۔ الغرض جب خواجہ صاحب کو یہ معلوم ہوا۔ تو اٹھ کر روٹی کا ایک ٹکڑا لیا۔ اور چاہ اور لے کر ان درویشوں کے پاس آئے۔ اور سلام کیا۔ لیکن ان میں سے کسی نے بھی خواجہ صاحب کی طرف توجہ نہ کی۔ خواجہ صاحب کھڑے منت سماجت کرتے رہے۔ اور وہ برا بھلا کہتے رہے۔ دیر بعد خواجہ صاحب نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ صاحبو! یہ کھانا کیوں نہیں کھاتے۔ آخر یہ کھانا اس کھانے سے تو بدرجہ بہتر ہے۔ جو تم نے قرن میں کھایا تھا۔ ان درویشوں نے اٹھ کر

Marfat.com

کلاہ زمین پر رکھ دیئے۔ اور ایک پاؤں پر کھڑے ہو گئے اور معافی مانگنے لگے۔ کہ آپ بیٹھیں ہم کھانا کھا لیتے ہیں۔ ہم نے واقعی آپ کو مرد حق پایا ہے۔ جیسا کہ ہم چاہتے تھے۔ بعد ازاں جب خواجہ صاحب واپس چلے گئے۔ تو میں نے اور مولانا فخر الدین زرادی نے کھانا کھانے کے بعد ان درویشوں سے سوال کیا۔ کہ یہ کیا معاملہ تھا۔ کہا۔ صاحبو! ہم قرن کی طرف بطور مسافر وارد تھے۔ جب ہم وہاں پہنچے۔ تو تین دن رات تک ہمیں کھانے کے لئے کچھ نہ ملا۔ دن کو جنگل میں پھرتے پھرتے وہاں پہنچے۔ جہاں خواجہ اویس قرنی نے اپنے بتیس دانت نکال کر زمین میں دفن کئے تھے۔ وہاں کی زیارت کر کے جب آگے بڑھے۔ تو کیا دیکھتے ہیں۔ کہ ایک اونٹ مرا پڑا ہے۔ اور گل سڑ گیا ہے۔ صرف ہڈیاں اور گوشت رہ گیا ہے۔ باقی سب خاک ہو گیا ہے۔ ہم نے آپس میں کہا۔ کہ ہم تین دن کے بھوکے ہیں۔ ہلاک ہو جائیں گے۔ سو اس مردار میں سے تھوڑا سا گوشت ہم نے لیا اور بھون کر کھایا۔ آج خواجہ نظام الدین نے مکاشفہ سے اس کو معلوم کر لیا ہے اس لئے ہم کہتے ہیں۔ کہ واقعی درویشی اسی بات کا نام ہے۔ جو خواجہ صاحب کو حاصل ہے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ میں نے خواجہ صاحب یعنی شیخ الاسلام فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان مبارک سے سنا کہ ایک دفعہ میں بغداد کی طرف بطور مسافر وارد تھا۔ مسجد کنف میں شیخ اوحد کرمانی کی خدمت میں اور عزیز بھی حاضر خدمت تھے۔ اور بات اس کے متعلق ہو رہی تھی۔ کہ یہ کیا وجہ ہے۔ کہ لوگ شکل و صورت طبیعت اور اوضاع و اطوار میں آپس میں نہیں ملتے۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ کہ آثار الاولیاء میں میں نے لکھا دیکھا ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں۔ کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ کہ آدم صفی اللہ صلواۃ اللہ علیہ کو کس طرح پیدا کیا۔ اس کے فرزند ایک دوسرے سے نہیں ملتے جلتے فرمایا: اے عبداللہ بن عباس۔ حق سبحانہ' تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے چہرے کو کعبے کی زمین سے بنایا اور سر کو بیت المقدس کی خاک سے۔ چہرا بہشت کی خاک سے۔ اور مژگان اور آنکھ دنیا کی خاک سے۔ دونو پاؤں کو ہندوستان کی زمین سے اور اعضاء کو جزیرہ سر

Marfat.com

اندیپ کی زمین سے۔ اور سر کو مدینہ کی زمین سے۔ پس اے عبداللہ ! اگر آدم کی خاک ایک جگہ سے لی جاتی۔ تو آپ کے فرزندوں میں سے ایک دوسرے کو پہچانا نہ جاتا۔ سب ایک ہی شکل کے ہوتے۔

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ جب آدم علیہ السلام دنیا میں آکر کوہ سراندیپ کی چوٹی پر بیٹھے اور بہشت کے غم میں رونے لگے۔ چنانچہ پتھر اور پہاڑ بھی رونے لگے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ یاقوت سرخ کا بہشتی گھر آپ کے لئے لایا جائے۔ جہاں آج کل خانہ کعبہ ہے وہاں رکھا گیا۔ اس گھر کے دو دروازے تھے۔ ایک مشرق کی طرف دوسرا مغرب کی طرف۔ اس گھر میں تین سنہری قندیلیں تھیں۔ جن کی روشنی سے سارا گھر جگمگ جگمگ کرتا تھا۔ اور فرشتے اس گھر کے گرداگرد صف باندھ کر کھڑے ہوتے تھے اور قندیلیں اس مقام پر تھیں۔ جہاں کی زیارت آج کل کی جاتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہاں جاکر اس گھر کی زیارت کرے۔ فرشتوں نے آپ کو حج کرنا سکھایا۔ آپ ہر سال ایک مرتبہ اس گھر کی زیارت کیا کرتے تھے۔ اب وہ گھر کعبہ کی سیدھ میں چوتھے آسمان پر ہے۔ جس کا طواف فرشتے کرتے ہیں۔ اور ہر روز ستر ہزار فرشتے وہاں آتے ہیں اور طواف کرتے ہیں۔ جو قیامت تک اسی طرح کئے جائیں گے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جب درویش اپنا کام بدرجہ کمال پہنچا لیتا ہے۔ تو جہاں کہیں مصیبتوں کا خزانہ ہوتا ہے۔ وہ اس کے نام پر نامزد کیا جاتا ہے۔ تاکہ فقر اس پر ثابت ہو سکے۔ یعنی آیا وہ مصیبتوں کی برداشت کر سکتا ہے یا نہیں۔ اگر کامل ہو گا تو سب برداشت کر جائے گا۔ بلکہ اور مصیبتوں کی بھی خواہش کرے گا۔

پھر فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ میں شیخ الاسلام فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر تھا۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ ایک روز میں نے بخارا کے علاقے میں غار کے اندر ایک بزرگ کو عبادت کرتے ہوئے دیکھا۔ جو از حد بزرگ۔ صاف دل اور صاحب نفس تھا۔ ایسا بزرگ اور باہیبت شخص میں نے نہیں دیکھا تھا۔ الغرض جب قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ تو اس بزرگ نے فرمایا۔ اے فرید ! میں ساٹھ سال سے

Marfat.com

اس غار میں رہتا ہوں۔ کوئی دن یا کوئی گھڑی ایسی نہیں۔ کہ عالم بلا سے مجھ پر مصیبت نازل نہیں ہوتی۔ لیکن میں ان کو جھیلتا ہوں۔ بلکہ جس روز بلا نازل نہیں ہوتی۔ میں بڑی آرزو سے خواستگار ہوتا ہوں۔ اس لئے کہ جب دوست کی مرضی اور آزمائش بلا میں ہے۔ تو میں کیوں نہ اس کی خواہش کروں۔

پھر فرمایا۔ کہ اے فرید! سچے لوگوں کی راہ تو یہ ہے۔ کہ اس میں صدق سے قدم رکھا جائے۔ اور دوست کی محبت کا دعویٰ کیا جائے۔ تو جہاں کہیں کوئی مصیبت ہو۔ وہ اسی پر نازل ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں صادق اور صابر رہنا چاہئے۔ جب خواجہ صاحب نے یہ حکایت ختم کی۔ تو روئے۔ اور زبان مبارک سے یہ رباعی پڑھی۔

رباعی

برعشق ہمہ برب و جفا ہا باشد ۔ اندر رہ عاشقی بلا ہا باشد

پس مرب بموست کہ بر رہ عشق کہ لو پیوستہ بعشق و جفا ہا باشد

بعد ازاں اسی موقعہ کے مناسب زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ خواجہ بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ العزیز سے پوچھا گیا۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء سے دنیا میں کیسا سلوک کرتا ہے۔ فرمایا یفعل اللہ باولیاءہ فی دارالدنیا ما یفعل اللہ باعدائہ فی الدار الاخرۃ العقبی یعنی اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء سے دنیا میں ایسا سلوک کرتا ہے۔ جیسا وہ آخرت میں اپنے دشمنوں سے کرے گا۔ یعنی بلا و عذاب میں رکھتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ خواجہ شبلی رحمتہ اللہ علیہ کو شیطان دیکھنے کی آرزو ہوئی۔ ایک رات جب اسے دیکھا۔ تو آپ ڈر گئے۔ شیطان نے کہا ڈرو مت۔ میں ہی شیطان ہوں۔ خواجہ صاحب نے اس سے بڑے بڑے عجیب سوال کئے۔ ان میں سے ایک یہ بھی تھا۔ کہ کیا تو نے کبھی اولیاء پر بھی دسترس پائی ہے۔ کہا نہیں۔ صرف اس وقت جبکہ وہ سماع میں ہوتے ہیں۔ اس وقت ان کا دل بیہوش ہوتا ہے۔ اور وہ بیدل ہو جاتے ہیں۔ اس وقت ان تک میری رسائی ہوتی ہے۔

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ مومن کے دل کا ستانا گویا اللہ تعالیٰ کا ستانا

Marfat.com

ہے۔ پس اے درویش ! مومن وہ شخص ہے۔ کہ اگر وہ مشرق میں ہو اور مومن کے پاؤں میں مغرب میں کانٹا چبھے۔ تو اس کے درد کو محسوس کرے۔

بعد میں فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ کسی بزرگ نے مہتر خضر علیہ السلام سے پوچھا۔ کہ مومن کے دل کو ستانا کیسا ہے؟ فرمایا۔ مومن کے دل کو ستانا گویا اللہ تعالیٰ کو ستانا ہے۔ ایک مرتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ جناب کی زبان مبارک سے سنا۔ کہ مومن کا ستانا میرا ستانا ہے۔ اور میرا ستانا اللہ تعالیٰ کا ستانا ہے۔ اسی طرح اس شخص کے بارے میں حکم ہے۔ جو کسی گھر کے تباہ کرنے کی کوشش کرے۔

بعد ازاں چغلی کے بارے میں فرمایا۔ کہ سب سے برا کام چغلی کرنا ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ جس روز حضرت یوسف علیہ السلام کو آپ کے بھائیوں نے کنوئیں میں ڈالا۔ اور بھیڑئے کو پکڑ کر یعقوب علیہ السلام کے پاس لائے۔ کہ اس بھیڑیئے نے یوسفؑ کو ہلاک کیا ہے۔ اور یعقوب علیہ السلام نے پوچھا۔ کہ سچ بتا بھیڑیئے ! تو نے میرے یوسف کو ہلاک کیا ہے۔ تو اس نے عرض کی۔ نہیں۔ فرمایا۔ کیا تجھے معلوم ہے کہ وہ اس وقت کہاں ہے۔ عرض کی۔ اے یعقوب علیہ السلام اگرچہ ہم درندے ہیں۔ اور خونخواری ہمارا پیشہ ہے لیکن ہم کسی کی چغلی نہیں کرتے۔

پھر فرمایا۔ کہ جس رات حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کو گئے۔ اور نگاہ مبارک دوزخ پر پڑی۔ تو وہاں پر ایک گروہ دیکھا۔ جن کی زبانوں میں سوراخ ہیں۔ اور دوزخ کی زنجیروں سے لٹکے ہوئے ہیں۔ پوچھا بھائی جبرائیل یہ کون ہیں؟ عرض کی یارسول اللہ ! یہ چغل خور ہیں۔

بعد ازاں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ خانہ کعبہ میں حجر الاسود نام جو پتھر ہے۔ اس پر ایک مرتبہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ دیا تھا الغرض روایت ہے کہ جس شخص نے آنجنابؐ کے روئے مبارک کو دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ستر سالہ گناہ معاف کئے ہیں آنجنابؐ کے وصال کے بعد جو امتی شخص اس پتھر کو دیکھتا ہے اس کے ستر سالہ گناہ معاف ہوتے ہیں۔ وہ پتھر خانہ کعبہ میں اسی غرض سے رکھا گیا

Marfat.com

ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ اے عزیز! ایک مرتبہ شیطان سے پوچھا گیا۔ کہ تیرے مردود ہونے کی کیا وجہ ہے کہا۔ جس روز اللہ تعالیٰ نے دوزخ پیدا کیا۔ تو میں ہر روز ستر ہزار فرشتے لے کر اسے دیکھنے جایا کرتا تھا۔ دوزخ میں ایک منبر تھا۔ مالک سے میں نے پوچھا۔ کہ یہ منبر کس کے لئے ہے۔ کہا۔ فرشتے کے لئے جو مردود ہو گا میں اٹھ کر اس منبر پر جا بیٹھا۔ کہ شائد وہ مردود فرشتہ میں ہی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس وجہ سے مجھے مردود کیا۔ اور وہ میرا منبر بنا۔ میرے مردود ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ ایوب علیہ السلام نے مناجات میں کہا۔ پروردگار مجھے بارہ ہزار زبانیں عنایت کر۔ تاکہ میں ساری زبانوں سے تیری تسبیح کروں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی۔ اور کیڑوں کی بیماری میں مبتلا کیا۔ پس آپ بارہ ہزار کیڑوں کی زبانوں سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے رہے۔

پھر خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ انبیاء اور اولیاء نے خواہش سے بلا طلب کی ہے۔ تب کہیں بارگاہ الٰہی میں عزت حاصل کی ہے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ زکریا علیہ السلام نے مناجات میں عرض کی۔ کہ پروردگار تیری بارگاہ میں مصیبت کے قدم کے سوا نہیں پہنچا جاتا۔ فوراً" حکم ہوا۔ کہ لو ہم بھیجتے ہیں۔ وہ یہ تھا۔ کہ آپ کے سر پر ہزار دندانے والا آرہ چلایا گیا۔ پھر آپ مقام قرب کو پہنچے۔

اسی طرح ابراہیم علیہ السلام نے مناجات میں عرض کی۔ کہ الٰہی طعام کے مہمان تو بہت ہیں۔ جان کا مہمان کون ہے۔ حکم ہوا۔ کہ اے ابراہیم علیہ! جب تک تو مصیبت کی ٹھینکلی پر نہیں بیٹھے گا۔ میں تجھے دوست خیال نہیں کروں گا۔ پس اے درویش! اس راہ میں سراسر بلا و مصیبت اور رنج ہے۔ مرد کو چاہئے کہ جو مصیبت دوست کی طرف سے آئے۔ اس میں ثابت قدم رہے۔

پھر فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ ایک واصل مصیبت کے لئے رو رہا تھا۔ حکم ہوا۔ کہ تجھ میں اس نعمت کی طاقت نہیں۔ اس سے ہاتھ اٹھا لے۔ تاکہ اسے دوسرے کے گلے

Marfat.com

ڈالا جائے۔ تو اس سے محروم ہے۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ یہ شعر میں نے ایک بزرگ کی زبانی سنا ہے۔

ما بوست کشیم تو نداری سرِما   داری سرِما وگرنہ بور از سرِما

بعد میں فرمایا۔ کہ ایک اعرابی معہ چار بھوکے ننگے بچوں کے جن کے پیٹ پیٹھ سے مل گئے تھے۔ دامن میں پتھر لئے ہوئے آیا۔ اور کہا کہ میں تو کعبے کو ویران کروں گا۔ نہیں تو مجھے اور میرے بچوں کو کچھ کھانے کے لئے دو۔ اسی وقت کعبہ کی چھت سے ایک ہاتھ نمودار ہوا۔ جس نے ہزار دینار باہر پھینک دیئے۔ کہا۔ میں دیناروں کو کیا کروں۔ اسی وقت دو روٹیاں نمودار ہوئیں۔ جنہیں لے کر اس نے خود بھی کھایا۔ اور بچوں کو بھی کھلایا۔ پھر اس سے پوچھا گیا۔ کہ تو نے دینار کیوں نہ لئے۔ کہا۔ میرا مقصود زر نہ تھا۔ میں تو نمک یعنی روٹی چاہتا تھا۔ تاکہ اس کا حق ادا کروں۔

پھر خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ نمک کا حق بہت بڑا ہے۔ لوگوں کو چاہئے کہ اس حق کو ملحوظ رکھیں۔

بعد ازاں پردہ پوشی کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ ایک دفعہ شعیب علیہ السلام کے عہد میں کسی شخص کا گدھا گم ہو گیا۔ وہ آپ کی خدمت میں دعا کے لئے آیا۔ آپ سات دن رات دعا کرتے رہے۔ لیکن اس گدھے کا پتہ نہ ملا۔ اسی وقت جبرائیل علیہ السلام نے آکر کہا۔ کہ حکم الٰہی یوں ہے۔ کہ ہم پردہ پوش ہیں۔ ہم پردہ دری نہیں کریں گے۔ اس بارے میں دعا نہ کرنا یہ قبول نہیں ہو گی۔

پھر خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ درویش کو بھی پردہ پوش ہونا چاہئے۔ کیونکہ پردہ پوشی سب عبادتوں سے افضل ہے۔ خواہ کوئی اپنی آنکھوں کسی کا عیب دیکھے۔ پھر بھی اسے چھپانا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔

بعد میں اس بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ کہ چاند گرہن اور سورج گرہن کیوں ہوتا ہے۔ فرمایا۔ میں نے عبداللہ بن مسعود کی روایت کے مطابق لکھا دیکھا ہے۔ کہ

Marfat.com

جس رات جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج کو تشریف لے گئے۔ تو آسمان کے گنبد تلے دو شخصوں کو امت کا گلہ کرتے ہوئے دیکھا۔ کہ ہم ان کے گناہ کرنے سے عاجز آگئے ہیں۔ حکم ہوا۔ کہ انہیں ہلاک کر دو۔ نیز حکم ہوا۔ کہ ہم تمہاری نسبت انہیں اچھی طرح دیکھتے اور جانتے ہیں۔ ان کا کوئی گناہ ہم سے پوشیدہ نہیں۔ ہم غفار ہیں۔ تمہیں اس سے کیا واسطہ۔ جونہی آنحضرتؐ نے یہ خطاب سنا۔ چاند اور سورج کے بال پکڑ لئے۔ اور ہیبت کی نگاہوں سے ان کی طرف دیکھا۔ تو ان کے چہرے سیاہ ہو گئے۔ مالک وہاں پر حاضر تھا۔ آنحضرتؐ نے دونوں کو ان کے سپرد کیا۔ کہ انہیں لو ان کے چہرے سیاہ ہو گئے ہیں مالک وہاں پر حاضر تھا حضورؐ نے دونوں ان کے سپرد کئے کہ انہیں لے جا کر آسمان کے گرد پھراؤ۔ کیونکہ رسم ہے۔ کہ جو شخص چغلی کرے۔ اس کا چہرہ سیاہ کر کے اس کی تشہیر کریں۔ جب جناب رسول کریم معراج سے واپس تشریف لانے لگے۔ تو دونوں آنحضرتؐ کے دامن گیر ہوئے۔ کہ آپ ہمارے حق میں دعا کریں۔ کہ پھر روشنی ہمیں مل جائے۔ ہم توبہ کرتے ہیں۔ پھر ایسی حرکت نہیں کریں گے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ کہ میری وفات کے بعد ہر سال تم سے روشنی لی جایا کرے گی۔ اور تمہارا چہرہ سیاہ ہو جایا کرے گا۔ تاکہ اہل جہان کو معلوم ہو جائے۔ کہ جو شخص چغل خوری کرتا ہے۔ اس کا چہرہ قیامت کے دن اسی طرح سیاہ ہو گا۔ جب آنحضرتؐ نے یہ فرمایا۔ دونوں نے سر بسجود ہو کر عرض کی۔ کہ جب جناب نہیں ہوں گے۔ تو ہمارے حق میں کون دعا کرے گا۔ فرمایا۔ میری امتیں۔ میرے اہل بیت چھتوں پر چڑھ کر مجھ پر درود بھیجیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ اس درود کی برکت سے تمہاری روشنی پھر تمہیں عنایت کرے گا۔

اس کے بعد خواجہ صاحب نے فرمایا۔ میں نے حدیث میں دیکھا ہے۔ کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اور اسے باخبر بناتا ہے۔ اور اسے ایسا نور عنایت کرتا ہے۔ جس کے سبب وہ پل صراط سے آسانی کے ساتھ گزر جائے گا۔

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ جس روز آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا۔

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو آپ کی پشت مبارک میں ظاہر کیا۔ اور فرشتوں کو حکم دیا۔ کہ نماز میں اس کے مقتدی بنیں۔ اس بارے میں مفسر کہتے ہیں۔ کہ فرشتوں نے جو سجدہ کیا۔ تو اسی نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا۔ الغرض آدم علیہ السلام نے مناجات کی۔ کہ الٰہی۔ اس نور کو میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ پھر وہ نور آپ کی پیشانی میں ظاہر ہوا۔ تو تمام حوریں اس نور کے دیکھنے کی خاطر دن رات آدم علیہ السلام کے پاس بیٹھی رہتیں۔ بعد ازاں آدمؑ نے پھر یہ دعا کی۔ کہ پروردگار ! اس نور کو ایسی جگہ ہویدا کر۔ کہ میں بھی دیکھ سکوں۔ پھر آپ کی مسبحہ انگشت میں ظاہر کیا گیا۔ کچھ عرصے بعد جب آدم علیہ السلام سو گئے۔ تو وہ نور گم ہو گیا۔ جب آپ بیدار ہوئے تو اس نور کو نہ دیکھ کر دیوانے سے ہو گئے۔ بہشت میں اس کی تلاش میں مارے مارے پھرتے تھے۔ جب گیہوں کے درخت کے پاس پہنچے۔ تو کہا۔ کہ اپنے محب کی کچھ کچھ شکل اس میں پائی جاتی ہے۔ فوراً لے کر کھا گئے۔ آواز آئی۔ کہ تو نے اپنے مقصود کو پا لیا۔ سو اب دنیا میں جا۔ وہ تیرا دوست وہیں پیدا ہو گا۔ پھر آدم علیہ السلام دنیا میں آئے۔ مفسروں نے لکھا ہے۔ کہ آپ کے بہشت سے نکلنے کا سبب ایک یہ بھی تھا۔ جو لکھا گیا ہے۔

الحمدللہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل — ۲ —

فضیلت رجب

ستائیسویں ماہ رجب سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ نوح علیہ السلام اور اور انبیاء وغیرہ ماہ رجب کے فوائد و فضیلت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ مولانا فخر الدین زرادی۔ مولانا برہان الدین غریب اور دوسرے عزیز حاضر خدمت تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جب آدم علیہ السلام کے بعد نوحؑ کو پیدا کیا اور ہزار سال عمر عطا فرمائی اس ہزار سال کے عرصے میں صرف ستر آدمی مسلمان ہوئے۔ قصوں میں لکھا ہے۔ کہ ایک روز آپ قوم کے ہاتھوں بھاگ کھڑے ہوئے اس قوم نے اس قدر اینٹوں اور پتھروں کی بوچھاڑ کی۔ کہ ساق لہو لہان ہو گئی۔ آپ بارگاہ الٰہی میں روئے۔ جبرائیل علیہ السلام نے یہ پیغام الٰہی سنایا۔ کہ جہان میں جو دکھ اور تکلیف ہے۔ وہ میں نے انبیاء اور اولیاء کے لئے پیدا کی ہے۔ اگر تجھ میں برداشت کی طاقت ہے تو قدم آگے بڑھا ورنہ دور ہو جا۔ ہم کسی اور کو دے دیں گے۔ خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ روایت کرتے ہیں کہ جب سے نوح علیہ السلام نے یہ سنا پھر دم نہ مارا۔ بلکہ ہل من مزید پکارتے رہے۔

بعد ازاں اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ نوح علیہ السلام کی یہ عادت تھی۔ کہ ہر رات ہزار رکعت نماز ادا کیا کرتے۔ پھر فارغ ہو کر سر بسجود ہو کر یہ کہتے۔ کہ پروردگار! میں نے کوئی ایسی طاعت نہیں کی۔ جو تیری بارگاہ کے لائق ہو۔ اور کوئی ایسا سجدہ نہیں کیا۔ جو تجھے پسندیدہ ہو۔ مجھے معلوم نہیں۔ کہ قیامت کے دن میری کیا حالت ہو گی۔ جب اس مناجات سے فارغ ہوتے۔ تو اس قدر ذکر الٰہی کرتے۔ کہ آپ کے بدن کے ہر رونگٹے سے خون جاری ہو تا۔ اور جو قطرہ خون زمین پر گرتا اس سے اس تسبیح کا نقش بن جاتا دن کو آپ لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے۔ اور رات طاعت و عبادت میں بسر کرتے۔ اسی طریق پر آپ کی ساری عمر بسر ہوئی۔ پھر ایک عزیز نے جو حاضر خدمت تھا۔ پوچھا۔ کہ دریاؤں کی اصل کہاں سے ہے۔ فرمایا۔ طوفان نوح سے

Marfat.com

اور یہ واقعہ اس طرح ہوا۔ کہ جب قوم نوح پر قہرالٰہی نازل ہوا تو سب غرق ہو گئے۔ قولہ تعالیٰ ففتحنا ابواب السماء بما منہر و فجر تا الارض عیونا فالتقی الماء علی امر قد قدر' پس زمین تلے سے چشمے پھوٹ نکلے۔ جیسا کہ کلام مجید میں لکھا ہے و فجرنا الارض عیونا اور یہ اس طرح ہوا۔ کہ زمین اور پہاڑوں سے پانی نکلنے لگا۔ اور آسمان سے بارش ہونے لگی۔ جب چالیس روز بارش ہوتی رہی۔ اور زمین سے بھی پانی نکلتا رہا۔ تو پہاڑوں کی چوٹیوں سے تقریباً" چالیس نیزے پانی اوپر چڑھ گیا۔ جب چالیس روز پورے ہوئے۔ تو آسمان کو حکم ہوا۔ کہ اپنا پانی واپس لو۔ قولہ تعالیٰ یا ارض ابلعی ماء ک ویاسماء اقلعی و غیض الماء و قضی الامر واستوت علی الجودی و قیل بعد للقوم الظالمین' پس زمین نے اپنا پانی نگل لیا۔ اور جو پانی آسمان سے برسا تھا۔ وہ بھی برابر نہ رہا۔ اور وہ اللہ کے قہر سے جب تلخ ہو گیا تھا۔ زمین اسے نگل نہیں سکتی تھی۔ بلکہ جہاں لگتا ہے۔ زخم کر دیتا ہے سو دریا کی اصل طوفان نوح سے ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ جب آپ کی قوم نافرمان ہو گئی۔ تو مناجات کی انہم محصونی' یہ لوگ نافرمانبردار ہو گئے واتبعوا من لم یزدہ مالہ و ولدہ الا خسارہ جو ان کے مال و دولت اور فرزندوں کو زیادہ نہیں کر سکتے بلکہ نقصان ہی پہنچاتے ہیں۔ پس ان کے ہاتھوں تنگ آکر آپ نے یہ دعا کی ولا تزد الظالمین الا ضلالا یعنی وہ لوگ کافر اور ظالم ہو گئے ہیں۔ مجھ میں ان کے سدھارنے کی طاقت نہیں۔

مفسر لکھتے ہیں۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان پر طوفان بھیجنا چاہا۔ تو نوح علیہ السلام کو حکم کیا۔ کہ ہم انہیں پانی میں غرق کریں گے۔ تو اپنے لئے کشتی بنا۔ عرض کی۔ یا الٰہی۔ میں کیا جانوں کشتی کس طرح بناتے ہیں۔ حکم ہوا۔ کہ جبرائیل سکھا دیں گے۔ ایک سو چوبیس تختے ہر پیغمبر کے نام بناؤ۔ عرض کی مجھے پیغمبروں کے نام یاد نہیں۔ حکم ہوا۔ کہ تو لکڑی تیار کر۔ نام میں خود لکھ لوں گا۔ بعد ازاں جب پہلا تختہ تیار ہوا۔ تو اس پر آدم علیہ السلام کا نام ظاہر ہوا۔ دوسرے پر شعیب علیہ السلام کا تیسرے پر نوح علیہ السلام کا چوتھے پر ادریس علیہ السلام کا۔ اسی طرح ہر ایک تختے پر ایک ایک پیغمبر کا نام لکھا گیا آخر جب ایک تختے پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک

Marfat.com

لکھا گیا۔ تو فوراً جبرائیل نے آکر کہا۔ کہ اب آپ کا کام اختتام کو پہنچا۔ کیونکہ آپ پیغمبر آخر الزمان ہیں۔ اور چراغ اولیاء اور انبیاء آپ ہی ہیں۔ پھر ایک لاکھ بیس میخیں لائی گئیں۔ اور ہر میخ پر ایک ایک پیغمبر کا نام لکھا گیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ جب یہ تختے مکمل ہو جائیں تو چار تختے اور تیار کرنا۔ تاکہ کشتی مکمل ہو جائے۔ عرض کی۔ پروردگار! حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو پیغمبر آخر الزمان ہیں اور چار تختے کیسے تیار کروں جبرائیل علیہ السلام نے پیغام پہنچایا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چار یار ہیں۔ جن کے اسماء بغیر کشتی مکمل نہ ہو گی۔ عرض کی۔ ان کے اسماء مبارک۔ فرمایا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ عمر رضی اللہ عنہ۔ عثمان رضی اللہ عنہ۔ اور علی رضی اللہ عنہ۔ ان کے نام چار تختے تیار کر۔ کیونکہ یہ چاروں دنیا اور آخرت کے محتشم ہیں۔ تاکہ کشتی مکمل ہو جائے اگر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آنحضرتؐ کے چاروں یاروںؓ کے اسماء مبارک کشتی میں نہ ہوں گے۔ تو طوفان سے سلامت نہ بچو گے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جب طوفان کا وقت نزدیک آپہنچا۔ اس وقت آدم علیہ السلام صفا و مروہ کے مابین مدفون تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا۔ اے نوحؑ! فرمان الٰہی یوں ہے۔ کہ تابوت بنا۔ اور اس میں حضرت آدمؑ کی لاش مبارک رکھ کشتی میں رکھو۔ پھر پاؤں کشتی پر رکھنا۔ ویسا ہی کیا۔ جب آپ سوار ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے زمین سے پانی کو ظاہر کیا۔ کہتے ہیں۔ کہ چھتیس نیزے پانی چڑھ گیا۔ یہاں تک کہ سب کو غرق کر دیا۔ صرف وہی لوگ بچے جو کشتی میں سوار تھے۔ اور جن کے حق میں آپ نے دعا کی تھی۔ اور بعض یوں روایت کرتے ہیں۔ کہ جیسا کہ قرآن شریف میں لکھا ہے۔ رب اغفرلی و الو الدی یعنی اے پروردگار! تو مجھے اور میرے والدین کو بخش یعنی آدم اور حوا کو ولمن دخل بیتی .... اور جو لوگ میرے دین میں ہیں یعنی جو کشتی میں ہیں۔ یہ دعا ہے جس نے آپ کی قوم کو ہلاک کیا اور مومنوں کو بچایا۔ نیز اسی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے مومن قیامت تک عذاب دوزخ سے محفوظ رہ کر بہشت میں پہنچیں گے۔

Marfat.com

پھر فرمایا۔ کہ میں نے تفسیر میں لکھا دیکھا ہے کہ جب طوفان آیا۔ اور کشتی تیرنے لگی۔ تو اس میں شیطان بھی آبیٹھا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اسے باہر نکالنا چاہا۔ حکم الٰہی ہوا۔ کہ اسے نہ نکالو۔ جب تک دنیا قائم ہے۔ تب تک اسے زندگی دی گئی ہے۔ آپ کی غرض یہ تھی۔ کہ یہ دشمن ہے۔ اسے بھی غرق کرنا چاہئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مرضی اسی میں تھی۔ کہ وہ ہلاک نہ ہو۔

اسی موقعہ پر ایک عزیز نے سوال کیا۔ کہ لوگ جب نماز ادا کرتے ہیں۔ تو بھولی بسری باتیں یاد آجاتی ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ فرمایا۔ حدیث ہے۔ کہ الصلوٰۃ نور یعنی نماز روشنی ہے۔ جس میں کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ پس لوگ جب نماز میں ہوتے ہیں۔ تو فراموش شدہ باتیں اس روشنی میں یاد آجاتی ہیں۔ یہ تفاوت نماز کی روشنی کی وجہ سے ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ الصلواۃ نورٌ کا مطلب خواجہ شقیق بلخی رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا۔ فرمایا۔ نماز ایک ایسی روشنی ہے۔ کہ جس میں مشرق سے مغرب تک کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔ چنانچہ کہتے ہیں۔ کہ ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے۔ کہ جب میں نماز میں مشغول ہوتا ہوں۔ تو نماز کی روشنی کے سبب کوئی چیز مجھ پر پوشیدہ نہیں رہتی۔

پھر فرمایا۔ کہ ماہ رجب کی تیرھویں۔ چودھویں۔ پندرھویں اور ستائیسویں کو خواجہ اویس قرنیؓ کی نماز ادا کرنی آئی ہے۔ جو شخص مہینے کے شروع میں ادا نہ کرسکے وہ آخیر میں ادا کرے۔ تو بھی جائز ہے۔ اس نماز میں بارہ رکعت تین سلام سے اس طرح ادا کی جاتی ہیں۔ پہلی چار رکعتوں میں جو چاہے پڑھے۔ ان سے فارغ ہو کر ستر مرتبہ لا الہ الا اللہ الملک الحق پڑھے۔ دوسری چار رکعتوں میں فاتحہ ایک مرتبہ۔ انا جاء نصراللہ ایک مرتبہ۔ ان سے فارغ ہو کر ستر مرتبہ اقوی معین و لعدی بلیل بحق ایاک نعبد و ایاک نستعین پڑھے۔ پھر آخری چار رکعت ادا کرے۔ ان میں فاتحہ ایک مرتبہ اور اخلاص تین مرتبہ پڑھے۔ اور فارغ ہو کر ستر مرتبہ سورہ الم نشرح معہ بسم اللہ پڑھے پھر سینے پر ہاتھ پھیر کر جو دعا مانگے انشاء اللہ قبول ہو گی۔

Marfat.com

بعد ازاں فرمایا۔ کہ میں نے شیخ المشائخ قطب الاسلام فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان مبارک سے سنا ہے۔ کہ جو شخص ستائیسویں ماہ رجب کو بارہ رکعت نماز ادا کرے اور روزہ رکھے جو حاجت اللہ تعالیٰ سے مانگے گا پوری ہو گی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ روز مذکور کو ظہر کی نماز ادا کر کے پھر چار نفل ادا کرے۔ اور ہر رکعت میں فاتحہ ایک مرتبہ۔ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ایک ایک مرتبہ انا انزلناہ تین مرتبہ اور قل ہو اللہ احد پچاس مرتبہ پڑھے۔ اور سلام کے بعد قبلہ رخ عصر تک بیٹھا رہے۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ سے مانگے گا مل جائے گا۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ میں نے شیخ الاسلام فرید الملت والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ ریاحین میں اس کا مصنف لکھتا ہے۔ کہ جو شخص ستائیسویں ماہ رجب کو بارہ رکعت نماز ایک سلام سے ادا کرے۔ اور جتنا قرآن شریف حفظ ہو اس میں پڑھے۔ اور فارغ ہو کر سو مرتبہ سبحان اللہ تا آخر سو مرتبہ استغفار اور سو مرتبہ درود پڑھے۔ جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ سے مانگے گا۔ مل جائے گا۔

اس کے بعد فرمایا۔ کہ اولیاء اس رات کو خاص کر کے اللہ تعالیٰ کی خاطر بیدار رہتے ہیں۔ صرف ان واسطے کہ ممکن ہے۔ کہ معراج ہو جائے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی رات معراج ہوا تھا۔ اے درویش! اس قدر اولیاؤں کو جو یہ رات ملی ہے۔ اسی کی برکت سے انہیں معراج نصیب ہوا ہے۔ پس لوگوں کو چاہیے۔ کہ اس سعادت کو غنیمت سمجھیں۔ ممکن ہے۔ کہ اس رات کی سعادت انہیں حاصل ہو جائے۔

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ کسی زمانے میں ایک واصل ہر سال اس رات جاگا کرتا۔ اس امید سے کہ شاید اسے اس رات کی سعادت حاصل ہو جائے۔ کئی سال وہ اس طرح کرتا رہا۔ جب نعمت کا وقت آیا۔ تو ایک رات جبکہ وہ جاگ رہا تھا۔ دروازہ کھل گیا۔ حجاب دور ہو گیا۔ اور عرش سے تحت الثریٰ تک کی چیزوں کا اسے مکاشفہ حاصل ہوا۔ اس نے اٹھ کر بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔ کہ جب مجھے ایسی نعمت دکھائی گئی ہے۔ اور اس رات کی دولت عنایت فرمائی ہے تو مجھے اس وجہ سے [illegible]

Marfat.com

چھوڑ۔ ابھی یہ بات اچھی طرح سے کہنے بھی نہ پایا تھا۔ کہ روح پرواز کر گئی۔

پھر فرمایا۔ کہ جب مرد کمالیت کو پہنچ جاتا ہے۔ تو پھر اسے اس دنیا میں نہیں چھوڑتے۔ پھر آبدیدہ ہو کر یہ شعر زبان مبارک سے فرمایا۔

چوں جان محباں زجہاں برگیرند آنجا ملک الموت کجا یا بد جائے

بعد ازاں فرمایا۔ جب اہل تحیر اللہ کی قدرت و حکمت کے عجائبات دیکھتے ہیں۔ تو ان کی زبان سے عالم میں موجودہ چیزوں کی بابت ایک لفظ بھی نہیں نکلتا۔ اور نہ ان کو وہ بھولے سے یاد بھی کرتے ہیں۔

پھر فرمایا۔ کہ گذشتہ زمانے میں ایک واصل کلام مجید پڑھ رہا تھا۔ سورہ نوح پڑھتے پڑھتے اس آیت پر پہنچا۔ مالکم لا ترجون للہ وقارا اس آیت میں فرمان ہوتا ہے۔ کہ جو کچھ تم کو پہنچا ہے اور تم اسے نہیں جانتے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بزرگواری کو نہیں پہچانتے۔ پس اللہ تعالیٰ کی ہیبت سے کیوں نہیں ڈرتے۔ تمہارے دل کیوں نہیں ڈرتے۔ وقد خلقکم اطوارا حالانکہ اس نے تمہیں ایک حال سے پیدا کیا۔ یعنی گندے پانی سے جسے تمہاری پشتوں میں نطفہ بنایا۔ پھر نطفے سے علقہ علقہ سے گوشت کا لوتھڑا۔ اور پھر لوتھڑے سے ہڈیاں' اعضاء' گوشت پوست اور رگ پٹھے اور خون پیدا کیا۔ الم تراکیف خلق اللہ سبع سموات' کیا تم نے نہیں دیکھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو کس طرح پیدا کیا۔ اور زمین سے سبزی اگاتا ہے۔ وجعل القمر فیھن نورا اور چاند کو آسمان میں منور بنایا۔ اور اس سے تاریک چیزوں کو روشن کیا۔ وجعل الشمس سراجا اور آفتاب کو بمنزلہ چراغ بنایا۔ تاکہ سارے جہان کو روشنی دے۔ واللہ انبتکم من الارض نباتا اور اللہ تعالیٰ نے تمہاری خاطر زمین سے سبزی اگائی۔ ثم یعید کم فیھا' پھر تمہیں زمین میں لے جائے گا۔ و یخرجکم اخراجا' اور پھر قیامت کے دن اس میں سے تمہیں نکالے گا۔ جونہی واصل اس مقام پر پہنچا۔ نعرہ مار کر ایک دن رات بے ہوش پڑا رہا۔ جب ہوش میں آیا۔ تو پھر عالم تحیر میں محو ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ جب اس واصل کی موت کا وقت قریب آگیا۔ تو بھی کسی نے اس کو عالم صحو میں نہ دیکھا۔ اسی تحیر کی حالت میں جان دے دی۔ موت کے وقت وہ درویش بغداد کے باہر

Marfat.com

دجلہ کے پاس ایک غار میں سر بسجود پایا گیا۔ پھر خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر یہ شعر پڑھا۔

چوں جان محبان زجہاں برگیرند آنجا ملک الموت کجا یابد جائے

بعد ازاں فرمایا۔ کہ اے درویش! جسے اپنا عاشق بناتے ہیں۔ اسے ملک غیب کے عجائب و غرائب دکھاتے ہیں۔ اور عرش سے تحت الثریٰ تک کی ساری چیزیں اس پر منکشف کرتے ہیں۔ تاکہ اس کی محبت اور بھی زیادہ ہو جائے۔ بعد ازاں اس کے ساتھ وہی معاملہ ہوتا ہے۔ جو اس درویش سے ہوا۔ تاریخ مذکورہ کو خواجہ صاحب عالم سکر میں تھے۔ جب اس بات پر پہنچے۔ تو کھڑے ہو گئے۔ میں اور اور لوگ واپس چلے آئے۔ الحمد للہ علی ذالک۔

جمعرات کے روز دوسری ماہ شعبان کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ مہتر ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے بارے میں ذکر شروع ہوا۔ مولانا برہان الدین غریب۔ مولانا شمس الدین یحیٰی اور اور عزیز حاضر خدمت تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے جو سعادتیں ہمیں عنایت کی ہیں۔ وہ اور کسی کو نہیں کیں۔ یعنی اول تو ہمیں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بنایا۔ دوسرے ابراہیم خلیل اللہ کی ملت میں۔ تیسرے امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رحمتہ اللہ علیہ کے مذہب میں۔ چوتھے مسلمان پیدا کیا۔ اور کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والا بنایا۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جب مہتر ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ تو نمرود لعین سے ڈر کر آپ کے والد غار میں ڈال آئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے آپ کے انگوٹھے سے دودھ پیدا کیا جب آپ چودہ سال کے ہوئے۔ تو ایک رات غار سے باہر نکلے۔ جب چاند پر نگاہ پڑی۔ تو خیال کیا۔ کہ شاید اسی نے مجھے پیدا کیا ہے۔ اسے سجدہ کرنا چاہا۔ جب تھوڑی دیر بعد اسے گردش کرتے ہوئے دیکھا۔ تو کہا۔ کہ جو خود پھر رہا ہے۔ وہ خدائی کے لائق نہیں۔ مجھے ایسی چیز تلاش کرنی چاہیے۔ جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔ صبح کو جب سورج نکلا تو دیکھ کر دل میں خیال کیا۔ ہو نہ ہو یہی میرا پیدا کرنے والا ہے۔ لیکن جب اسے بھی گردش میں پایا۔ تو کہا۔ کہ یہ بھی خدائی کے لائق نہیں۔

Marfat.com

جب سب سے مبرا ہوئے تو کہا۔ کہ ایسی چیز کی پرستش کرنی چاہئے۔ جس نے ان سب کو پیدا کیا ہے۔ پھر آپ اللہ تعالیٰ کی پرستش میں مشغول ہوئے۔ اور نیز اپنے والد کے گھر آئے۔ مدت تک وہیں رہے۔ عبداللہ عباسؓ لکھتے ہیں۔ کہ جب آذر بت تراش بت بنا کر آپ کو فروخت کرنے کے لئے دیتے۔ تو آپ اس کام کو پسند نہ کر کے بتوں کے گلے میں رسی ڈال کھینچ کر بازار میں فروخت کر آتے۔ جب جب یہ خبر نمرود کو پہنچی۔ کہ آذر بت تراش کے پاس ایک لڑکا ابراہیم نام ہمارے بتوں کی اس طرح بے عزتی کرتا ہے۔ تو اس نے کہا کہ اس کے سبب ضرور میری سلطنت میں فرق آئے گا۔ کیونکہ اس کا نام سننے سے میرا دل دہلتا ہے۔

الغرض قصوں میں لکھا ہے۔ کہ ایک مرتبہ نمرود کی عید کا دن تھا۔ اور بت خانہ کے بت زیوروں سے آراستہ تھے۔ نمرود زیارت کے لئے آیا۔ آذر نے آپ کو کہا۔ کہ جب تک میں نہ آؤں۔ ان بتوں کے پاس بیٹھنا۔ جب آپ ان کے پاس بیٹھے۔ تو پیغمبری غیرت جوش میں آئی۔ کلہاڑی اٹھا سارے بتوں کے سر اڑا دئے اور بڑے سے بت کے کندھے پر کلہاڑی رکھ دی۔ جب آذر آئے اور پوچھا کہ یہ کیا حال ہے۔ کہا۔ میں نے نہیں کیا۔ اس بڑے بت نے ساروں کے سر قلم کئے ہیں آذر نے کہا۔ اس میں تو جان نہیں۔ وہ کیوں کر ایسا کام کر سکتا ہے۔ فرمایا۔ جب ان میں اتنا کام کرنے کی بھی طاقت نہیں۔ تو ان کی پرستش کرنی کیسے جائز ہو سکتی ہے؟ جب یہ کہا۔ تو آذر نے جان لیا۔ کہ یہ پیغمبر ہے۔ کیونکہ ہم نے کتاب میں پڑھا تھا۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے جبرائیلؑ کو بھیجا۔ جس نے رسالت کی چادر آپ کو پہنائی۔ اور حکم الٰہی سنایا۔ کہ نمرود کو میری راہ کی طرف بلاؤ۔ اور کہو کہ ایمان لائے۔ جب آپ نمرود کے پاس پہنچے۔ اور اپنی رسالت ظاہر کی۔ کافروں میں تہلکہ سا مچ گیا اور کہنے لگے۔ کہ نمرود! اب فساد کھڑا ہو گیا۔ ہمیں تمہیں ضرور اس شخص سے نقصان پہنچے گا۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جب مسلمانی ظاہر ہوئی۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام قوت پکڑ گئے۔ تو پھر نمرود نے کہا۔ کہ اے ابراہیم! اگر تو معجزہ دکھائے تو ہم تجھ پر ایمان لائیں گے۔ آپ نے فرمایا۔ بولو کیا معجزہ؟ کہا اگر تیرا رب مردے کو زندہ کر دے۔ تو

Marfat.com

ہم ایمان لائیں گے۔ آپ نے فرمایا۔ صبر کر اور میرے اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت دیکھ۔ کہا۔ چار پرند لے کر ان کو کوٹو۔ تاکہ مر جائیں۔ پھر اگر وہ زندہ ہو جائیں۔ تو ہم مسلمان ہو جائیں گے۔ آپ نے دعا کی۔ حکم ہوا۔ کہ کرو۔ آپ نے چاروں پرند اکٹھے کر کے نمرود کے کہنے کے مطابق کیا۔ اور پہاڑ پر رکھ دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان چاروں کو زندہ کیا۔ اور پہلی حالت پر آگئے نمرود نے کہا ابراہیم! واقعی تو نے اچھا جادو سیکھا ہے۔ جو کافر کچھ سمجھدار تھے۔ وہ مسلمان ہو گئے۔ الغرض جب نمرود آپ سے تنگ آگیا۔ تو کہا کہ اسے کسی طرح مار ڈالنا چاہئے۔ مشیروں نے کہا۔ کہ اسے آگ میں جلا دو۔ راوی روایت کرتا ہے۔ کہ اس قدر آگ جلائی گئی۔ کہ آٹھ آٹھ کوس تک کے چرند پرند سب جل گئے۔ پھر آپ کو ڈھینکلی میں رکھ کر آگ کی طرف پھینکا گیا۔ تمام اہل زمین و آسمان یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ کہ دیکھو یہ عاشق صادق ہے۔ جبرائیل نے آکر پوچھا۔ کہ کیا کسی قسم کی مدد کی ضرورت ہے۔ فرمایا۔ تجھ سے مدد نہیں مانگتا۔ پوچھا کس سے ۔ فرمایا۔ جس نے مجھے یہاں ڈالا۔ جبرائیل نے بارگاہ الٰہی میں سر بسجود ہو کر عرض کی۔ کہ واقعی میں نے ابراہیم کا سا صادق کسی کو نہیں دیکھا۔ محبت میں واقعی وہ صادق اور راست ہے۔ الغرض جب آپ نے یہ کہا۔ تو حکم الٰہی ہوا۔ یا نار کونی بردا و سلاما علیٰ ابراہیم یعنی اے آگ ابراہیم پر سرد ہو جا۔ اور اسے سلامت رکھ۔ فوراً وہ سارا مقام باغ بن گیا۔

باز ازوے باغ و بستان تازہ شد صبح را از بوئے گل جاں تازہ شد

اس باغ میں ایک تخت نمودار ہوا۔ جس پر آپ بیٹھ گئے۔ نمرود کی لڑکی نے آکر اسلام قبول کیا۔ اور آپ نے اس سے نکاح کر لیا۔

پھر فرمایا۔ خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ جب آگ کو یہ حکم ہوا تھا۔ کہ اگر سلامتی کا فرمان نہ ہوتا تو ابراہیم علیہ السلام مارے سردی کے ہلاک ہو جاتے۔

پھر فرمایا۔ کہ جب ابراہیم وہاں سے باہر نکلے۔ تو نمرود نے کہا۔ کہ تو نے بہت اچھا جادو سیکھا ہے۔ کہ ہلاک نہیں ہوتا۔ بعد ازاں جب کچھ مدت گزری۔ تو اللہ تعالیٰ نے نمرود کو مچھر کی مصیبت میں گرفتار کیا۔ اور اسی سے اسے ہلاک کر ڈالا۔

Marfat.com

بعد میں فرمایا۔ کہ میں نے شیخ الاسلام فرید الحق والدین کی زبان مبارک سے سنا ہے۔ کہ جس روز نمرود کے لشکر پر مچھر متعین ہوئے۔ تو جس کی پیشانی پر ڈنگ مارتے اسے ہلاک کر دیتے سب کے سب ہلاک ہوئے۔ اے درویش! یہ اس لئے ہے۔ تاکہ اہل جہان کو معلوم ہو جائے۔ کہ ذرہ بھر قہر الٰہی مشرق سے مغرب تک کی چڑیوں کو ذرہ ذرہ کر دیتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا۔ کہ میں نے قصص انبیاء میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ جس مچھر نے نمرود کو ہلاک کیا۔ اس کے پر اور ایک پاؤں نہ تھا۔ جو اس روز کی آگ میں جل گئے تھے۔ جبکہ ابراہیم علیہ السلام کو اس میں ڈالا گیا تھا۔ اس نے بارگاہ الٰہی میں رو کر عرض کی تھی۔ اور اسے حکم ہوا تھا۔ کہ مت رو۔ میں تیرے ہاتھوں غرور کو ہلاک کروں گا۔

پھر فرمایا۔ کہ اے درویش! کسی کو نہ ستا۔ تاکہ تو ستایا نہ جائے۔ اور کسی کو نہ مار تاکہ تو مارا نہ جائے اور کسی کو نہ جلا۔ تاکہ تو جلایا نہ جائے۔ اور کسی کی ہلاکت میں کوشش نہ کر تاکہ تو ہلاک نہ کیا جائے۔ دیکھا نمرود نے جیسا کیا ویسا پا لیا۔ سچ ہے جیسا بوؤ گے ویسا کاٹو گے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جب ابراہیمؑ نے خانہ کعبہ کی تکمیل کر لی۔ تو حکم ہوا۔ کہ تیرے نزدیک جو سب سے عزیز چیز ہے تو اسے میری راہ میں قربان کر۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ اسمٰعیل سے بڑھ کر اور کوئی عزیز نہیں۔ جب بیدار ہوئے۔ تو وضو کر کے اسمٰعیل کو بلایا۔ اور چھری آستین میں رکھ کر خانہ کعبہ کے پرنالے کے پاس پہنچے۔ اسمٰعیلؑ کو لٹا کر قربان کرنا چاہا۔ فوراً" جبرائیلؑ بہشت سے ایک دنبہ لے کر آئے۔ اور کہا فرمان الٰہی ہے۔ کہ ہم نے تجھے اپنی محبت میں صادق پایا۔ اور تو نے حق محبت ادا کیا۔ اب اسمٰعیل کی بجائے اس دنبے کو قربان کر۔

پھر فرمایا۔ کہ جب ابراہیمؑ کے گھر اسحاقؑ پیدا ہوئے۔ تو آپ بہت خوش ہوئے۔ اور شکر الٰہی بجا لائے۔ کہ لڑکا تو پیدا ہوا ہے۔ اب دیکھئے کیا حکم ہوتا ہے۔ جبرائیلؑ نے آکر سلام پہنچایا۔ اور بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ یہ لڑکا پیغمبر ہو گا۔ اور اس کی نسل سے ستر ہزار پیغمبر پیدا ہوں گے۔ اور تجھے ہم نے صاحب ملت کیا۔ قولہ

Marfat.com

تعالیٰ ملتہ بیکم ابراہیم' جب آپ نے یہ سنا۔ تو اٹھ کر وضو کیا۔ اور دوگانہ شکر ادا کیا۔ کہ الحمدللہ اگر لڑکا دیا تھا۔ تو پیغمبر بھی کیا۔ اور اس کی نسل سے ستر ہزار اور پیغمبر بھی پیدا کرے گا۔ الغرض جب اسماعیل ہاجرہ کے بطن سے پیدا ہوئے تو آپ بہت خوش ہوئے۔ اور دل میں کہا کہ دیکھئے اس سے کیا نعمت حاصل ہوئی ہے۔ آپ انہیں خیالوں میں تھے۔ کہ جرائیل علیہ السلام نے آکر سلام پہنچایا۔ اور فرمان الٰہی سنایا۔ کہ اس لڑکے سے اور کوئی پیغمبر پیدا نہ ہو گا۔ لیکن یہ خود پیغمبر ہو گا۔ اور مرسل ہو گا۔ آپ یہ سن کر ملول ہوئے۔ کہ ایک فرزند سے اس قدر پیغمبر اور دوسرے سے ایک بھی نہیں۔ جرائیل علیہ السلام نے آکر یہ فرمان الٰہی سنایا۔ کہ آپ ملول کیوں ہوتے ہیں۔ اس کی پشت سے ایک ایسا پیغمبر پیدا کریں گے۔ جس کی خاطر دونوں جہان پیدا کئے گئے ہیں۔ پوچھا وہ کون؟ فرمایا۔ حضرت محمد پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جب آپ نے یہ سنا۔ تو ہزار بار شکریہ ادا کیا۔ اور ہزار رکعت نماز ادا کی۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ اے درویش! واضح رہے۔ کہ جہان میں کوئی شخص سعادت سے خالی نہیں۔ جو جہان میں آیا ہے۔ اس میں خواہ دینی خواہ دنیاوی سعادت ضرور رکھی گئی ہے۔ لیکن خوش وقت وہ ہے۔ جس میں دونوں ہوں۔

اس کے بعد فرمایا۔ کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل میں اللہ تعالیٰ کی دوستی متمکن ہو گئی۔ تو جرائیل علیہ السلام نے امتحان کے طور پر خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑے ہو کر "اللہ" کہا۔ آپ دوست کا نام سنتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جب ہوش میں آئے۔ تو ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ آخر کعبہ کی محبت پر ایک آدمی کو ذکر کرتے ہوئے دیکھا تو آپ کو حیرت ہوئی۔ اور دل میں کہنے لگے۔ کہ میں تو جانتا تھا۔ کہ صرف میں ہی اس گھر میں یاد الٰہی کرتا ہوں۔ لیکن اب یہ ایک اور پیدا ہو گیا ہے۔ الغرض پاس جا کر کہا۔ اللہ کے دوست! ذرا دوست کا نام پھر لینا۔ جرائیل علیہ السلام نے فرمایا۔ بغیر شکرانے میں نہیں کہتا۔ فرمایا۔ سب مال و ملک میں نے قربان کیا۔ جب جرائیل علیہ السلام نے نام لیا۔ تو آپ نے دوسری مرتبہ نام لینے کی درخواست کی۔ اور کہا۔ کہ باقی جو کچھ ہے۔ وہ بھی دے دوں گا۔ جرائیل علیہ السلام نے پوچھا وہ کیا؟

Marfat.com

فرمایا۔ جان۔ یہ سنتے ہی جرائیل نظر سے غائب ہو گئے۔ اور بارگاہ الٰہی میں سربسجود ہو کر عرض کی۔ کہ واقعی ابراہیم اعلیٰ درجے کے صادق اور محب ہیں۔ اور جس طرح کے اوصاف سنے تھے۔ اس سے بڑھ کر پائے۔

پھر مہر نبوت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جس نے مہر نبوت کو ایک نظر دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دی ہے۔ اس واسطے کہ حدیث میں ہے۔ کہ جس روز ابو جہل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کشتی لڑنی چاہی۔ آنحضرت صلعم کو فرمان الٰہی ہوا۔ کہ کپڑوں سمیت لڑائی کرنا۔ ایسا نہ ہو کہ ابو جہل مہر نبوت دیکھ لے۔ اور دوزخ کی آگ اس پر حرام ہو جائے۔

نیز فرمایا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔ تو اس وقت مہر نبوت پشت مبارک پر نہ تھی۔ کہا کہ اسے جرائیل علیہ السلام لے گئے ہیں۔ اور اس سے زمین و آسمان کے دروازوں پر مہر کی ہے۔ تاکہ آئندہ کوئی آنحضرتؐ کا سا پیدا نہ ہو۔ اور نیز اس واسطے کہ جرائیل علیہ السلام آسمان سے نیچے نہ اترے۔ اس وقت ایک عزیز حاضر خدمت تھا۔ اس نے سوال کیا۔ کہ جب سے زمین و آسمان کے دروازوں پر مہر لگائی گئی ہے۔ آیا جرائیل نازل ہوئے ہیں یا نہیں؟ فرمایا۔ میں نے سنا ہے۔ کہ ہر رات جرائیل علیہ السلام معہ ان تمام مقرب فرشتوں کے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت بندوں کی طرح کرتے ہیں۔ خانہ کعبہ کی چھت پر آتے ہیں۔ اور امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی بخشش کے لئے دعا کرتے ہیں۔ جب خواجہ صاحب ان فوائد کو ختم کر چکے۔ تو اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں اور اور لوگ واپس چلے آئے۔

الحمدللہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل ـــ ۳ ـــ

قصص الانبیاء

پھر جب قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ تو مولانا شمس الدین یحییٰ۔ مولانا فخرالدین زرادی۔ مولانا برہان الدین غریب اور عزیز حاضر خدمت تھے۔ اور ادریسؑ۔ اسحاقؑ اور اور انبیاء علیہم السلام اور دیگر فوائد کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے جو علم مستر ادریسؑ کو دیا ہے۔ وہ کسی اور کو نہیں دیا۔ وہ علم علم رمل تھا۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جو بزرگ ان دنوں میں تھے۔ وہ ادریس علیہ السلام سے پہلے پیدا ہوئے۔ پھر فرمایا۔ کہ قصص انبیاء میں عبداللہ مسعود کی روایت سے لکھا ہے۔ کہ اس جہان میں اللہ تعالیٰ نے چار پیغمبروں کو ہمیشہ کی زندگی دی ہے۔ اول ادریس علیہ السلام جو بہشت میں ہیں۔ دوسرے عیسیٰ علیہ السلام تیسرے خضر علیہ السلام جن کے متعلق تری کا انتظام ہے۔ اور چوتھے الیاس علیہ السلام جن کے متعلق خشکی کا انتظام ہے۔ جب دنیا ختم ہو گئی۔ تو ان چاروں کا بھی انتقال ہو جائے گا۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جب ادریس علیہ السلام کو بہشت میں لایا گیا۔ تو کہا گیا۔ کہ یہی تیرا مقام ہے۔ یہیں رہ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ آپ عبادت میں مشغول ہوئے۔ ایک روز آپؑ کو بہشت کا سارا کارخانہ دکھایا گیا۔ آپ ہر ایک محل کو دیکھ کر پوچھتے کہ یہ کس کا ہے۔ آخر جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آنحضرتؐ کے چاروں یاروں کے محلوں کے پاس پہنچے۔ تو کھڑے ہو کر کہا۔ کہ ان محلوں سے بڑھ کر کوئی اور محل اچھا نہیں۔ پروردگار! یہ کس کے لئے ہیں۔ فرمایا۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے چاروں یاروں کے محل ہیں۔ پس ادریس علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں مناجات کی۔ کہ کاشکے! ادریس امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتا۔

بعد میں اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ جب ادریس علیہ السلام کو بہشت میں لایا گیا۔ تو فرمان الٰہی ہوا۔ کہ اے ادریس! تیری عبادت یہی ہے۔ کہ تو ہمیشہ طاعت میں

Marfat.com

رہے۔ اور ایک دم بھی میری یاد سے غافل نہ رہے۔

پھر اسحاق علیہ اسلام کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جب آپ سارہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ تو اسی رات یہاں کے بت خانوں میں سارے بت سرنگوں ہو گئے اور وہ بت یہ پکار اٹھے۔ لا الہ الا اللہ اسحق نبی اللہ بعد ازاں جب آپ بڑے ہوئے۔ اور رسالت کی چادر پہنی۔ تو ہمیشہ طاعت اور نماز میں مشغول رہتے۔ کسی وقت بھی خوف الٰہی سے خالی نہ رہتے۔ ہمیشہ ڈر کے مارے کانپتے رہتے۔ چنانچہ قصص انبیاء میں لکھا ہے۔ کہ جب رات ہوتی۔ تو آپ گلے میں زنجیر ڈال پیٹھ باندھ لیتے۔ اور ساری رات اس طرح بسر کرتے۔ اور دن کو تبلیغ رسالت کا کام کرتے۔ چنانچہ آپؑ کی ساری عمر اسی طرح بسر ہوئی۔ آپ کو معجزہ صرف یہ ملا۔ کہ آپ کی نسل سے ستر پیغمبر مرسل پیدا ہوئے۔ اور بنی اسرائیل کے صاحب ملت بنے۔

پھر فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ آپ سے عبادت کے وظیفے میں ناغہ ہو گیا۔ اس غفلت کی ندامت سے ستر سال اس طرح روئے۔ کہ رخساروں کا گوشت پوست گل گیا۔ جب سجدہ کرتے تو بسا اوقات سال بھر یا کم و بیش سجدے میں رہتے۔ جب آپ سے پوچھا گیا۔ کہ اس قدر کیوں روتے ہیں تو فرمایا کہ مسلمانو! میں ڈرتا ہوں۔ کہ قیامت کے دن مجھے میرے والد بزرگوار (ابراہیم خلیل اللہ) کے روبرو کھڑا کر کے یہ نہ کہیں۔ کہ یہ تیرا بیٹا تھا۔ جس سے عبادت کے وظیفے میں ناغہ ہوا۔ اس وقت میں انبیاء کو کیا منہ دکھاؤں گا۔

اس کے بعد خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ انبیاء اور اولیاء سے اگر کوئی تقصیر خدمت سہواً ہو جاتی۔ کفارہ کرنے کے لئے بکثرت روتے۔ پس اے درویش! لوگوں کو ہر حالت میں خوف و امید رکھنی چاہئے اور خوف سے تو کسی حالت میں بھی خالی نہیں رہنا چاہئے۔

پھر فرمایا۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز ادا کرتے۔ تو اوراد سے فارغ ہو کر انبیاء اور اولیاء کی حکایات بیان کرتے۔ اور فرماتے۔ کہ جو شخص انبیاء

Marfat.com

اور اولیاء کی حکایات بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ دوزخ اس پر حرام کر دیتا ہے۔ اور اس کا حشر بھی قیامت کے دن انہیں کے ساتھ ہو گا۔ انہیں کے ہمراہ بہشت میں داخل ہو گا۔ جونہی خواجہ صاحب نے یہ فوائد ختم کیے۔ اذان سنی اور آپ یاد الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ اور میں اور اور لوگ واپس چلے آئے۔

الحمد للہ علی ذالک۔

فصل ــــ ۴ ــــ

فضیلت رمضان

بروز ہفتہ نویں ماہ رمضان سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ ماہ مبارک رمضان کی فضیلت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ اور نیز یعقوب اور یوسف علیہ السلام کے بارے میں خواجہ صاحب جماعت خانہ میں تشریف فرما تھے۔ جب میں حاضر خدمت ہوا۔ تو فرمایا۔ اے افضل الشعراء تو نے اچھا کیا۔ تو آگیا۔ میں دوبارہ آداب بجا لایا۔ بیٹھ جاؤ۔ بیٹھ گیا۔ اس وقت مولانا شمس الدین یحییٰ۔ مولانا فخرالدین زرادی۔ مولانا شہاب الدین یحییٰ اور اور صوفی حاضر خدمت تھے۔ ماہ مبارک رمضان کی فضیلت کے بارے میں آپ نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ ماہ رمضان بڑا بزرگ مہینہ ہے۔ اس مہینے میں سراسر رحمت اور برکت ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے۔ کہ اس مہینے کے ایک روزے میں اس قدر رحمت و برکت ہے۔ جو باقی تمام سال میں ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ شیخ الاسلام خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کی یہ عادت تھی۔ کہ جب رمضان کا مہینہ ہوتا آپ باقی تمام کاموں سے فارغ ہو کر گوشہ نشینی اختیار کرتے۔ اور فرماتے۔ کہ ماہ رمضان رحمت اور غنیمت ہے جس طرح لشکر کے لوگ لوٹ کے مال پر پڑتے ہیں۔ اور ہر طرف سے نعمت حاصل کرتے ہیں۔ اسی طرح رمضان مبارک میں ہر طرف سے رحمت اور غنیمت حاصل ہوتی ہے۔ لوگوں کو ماہ رمضان میں ضرور عبادت کرنی چاہیئے۔

Marfat.com

بعد میں فرمایا۔ کہ شیخ الاسلام فرید الحق والشرع والدین قدس اللہ سرہ العزیز تراویح کے بعد ہر رات دو رکعتوں میں قرآن شریف ختم کرتے۔ اور اسی وضو سے صبح کی نماز ادا کرتے۔ چنانچہ بیس سال تک آپ کا یہی وطیرہ رہا۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ ماہ رمضان میں جب لوگ روزہ افطار کرتے ہیں۔ تو حکم الٰہی ہوتا ہے کہ اس کو اس کے اہل بیت کے ہوتے دوزخ کے عذاب سے خلاصی دی۔ اور ان کے گناہوں کو بخش دیا۔

پھر یعقوب علیہ السلام کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو برگزیدہ بنایا اور بارہ بیٹے عنایت فرمائے۔ جن میں سے آپ یوسف علیہ السلام کو زیادہ عزیز رکھتے۔ اور آپ کے دل میں زیادہ محبت یوسف علیہ السلام ہی کی تھی۔ جب علم بیان فرماتے۔ تو یوسفؑ کو مخاطب کر لیتے۔ اور اور بیٹوں کی نسبت اس کو زیادہ پیار کرتے۔ اور اپنے ساتھ سے جدا نہ کرتے۔ چنانچہ دوسرے بھائیوں نے حسد کھا کر کہا ایسا حیلہ کرنا چاہیے۔ کہ یوسفؑ کو والد بزرگوار سے جدا کر دیں۔ تا کہ ہماری طرف بھی خیال کریں کیونکہ وہ ہم کو نہیں چاہتے۔ ہر وقت اسی کی طرف خیال رکھتے ہیں۔ اس کے بعد ایک رات یوسف علیہ السلام نے خواب دیکھا۔ کہ گویا آفتاب۔ مہتاب اور ستارے مجھے سجدہ کرتے ہیں۔ صبح جب یہ خواب اپنے والد بزرگوار کو سنایا تو آنجناب نے آہستہ سے فرمایا۔ بیٹا خبردار! اس خواب کو بھائیوں کے پاس بیان نہ کرنا کیونکہ ان کے روبرو بیان کرنا اچھا نہیں ہو گا۔ قولہ تعالیٰ اذ قال یوسف لا بیہ یا ابت انی رایت عشر کو کبا والشمس والقمر رایتم لی ساجدین قال یا بنی لا تقصص رویاک علیٰ خوتک فیکید والک کیدا ان الشیطان للانسان عدو مبین'

اس کے بعد فرمایا۔ کہ اے یوسف! شیطان ملعون انسان کا دشمن ہے۔ اگر تو یہ خواب بھائیوں سے بیان کرے گا۔ تو اپنے تئیں برباد کرے گا۔ الغرض آپ چونکہ بچے تھے۔ ایک روز یہی خواب ان کو بھی سنا دیا۔ آپ کا سب سے بڑا بھائی یہودہ نام تھا۔ اس نے باقی بھائیوں سے مشورہ کیا۔ کہ یہ ضرور بادشاہ ہو گا۔ اور والد بزرگوار جب یہ خواب سنیں گے۔ تو پہلے کی نسبت بھی اسے زیادہ محبت کریں گے۔

بعد ازاں ایک روز سارے مل کر یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں آئے۔ کہ

Marfat.com

ہم شکار کو جاتے ہیں اگر آپ یوسف علیہ السلام کو ہمارے ہمراہ بھیج دیں تو بہتر ہو گا۔ یوسف علیہ السلام بھی موجود تھے۔ یعقوب علیہ السلام نے جب یہ بات سنی تو فرمایا۔ کہ اس کے لے جانے کی کیا ضرورت ہے۔ جب انہوں نے بہت منت و ساجت کی۔ تو فرمایا کہ اچھا لئے تو جاتے ہو۔ لیکن اسے بھیڑیئے سے بچانا۔ انہوں نے اس بات کو حیلہ قرار دے لیا۔ کہ اگر ہم یوسف علیہ السلام کو تلف بھی کر دیں گے۔ تو کہہ دیں گے کہ بھیڑیا کھا گیا ہے۔

پھر خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ بے شک جس وقت بلا نازل ہونے کو ہوتی ہے خواہ آدمی کے پاس ہی چیز ہو تو بھی اسے دکھائی نہیں دیتی۔ اگر یعقوب علیہ السلام جاتے وقت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی سپرد کرتے۔ تو ہرگز ہرگز فراق کی مصیبت میں گرفتار نہ ہوتے۔ لیکن چونکہ آپ نے بیٹوں کے سپرد کیا تھا۔ اس لئے اس قدر عذاب فراق سہنا پڑا۔ الغرض جب شکار کو گئے۔ تو واپس آتے وقت یوسفؑ کو کنویں میں پھینک دیا اور آپ چلے آئے۔ اسی وقت جبرائیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ یوسف علیہ السلام کو اس کے بھائیوں نے کنوئیں میں ڈال دیا ہے۔ اور وہ وہاں اکیلا ہے۔ اس کی دل دہی کرو تاکہ ہمت نہ ہار بیٹھے۔ یہ کہنا کہ ہم تیرے یار و مددگار ہیں۔ اور ایک بہشتی پیراہن آپ کو بتایا گیا ایک روایت میں یہ بھی ہے۔ کہ خرقے کی اصل یہیں سے شروع ہوئی جو یوسفؑ کو کنوئیں میں عطا ہوا الغرض جب آپ کے باقی بھائی آئے۔ تو آتی دفعہ ایک بھیڑیئے کو لائے۔ اور کہا۔ کہ ہم ذرا آگے بڑھ گئے تھے۔ اور یوسف علیہ السلام پیچھے رہ گیا تھا۔ سو اس بھیڑیئے نے پھاڑ کھایا۔ ہم نے بہتیرا ڈھونڈا۔ لیکن کہیں نشان نہ پایا۔ یہ سنتے ہی یعقوب علیہ السلام نعرہ مار کر بیہوش گر پڑے۔ اور کہا۔ اپنے کئے کا کیا علاج۔ جو مخلوق کے سپرد کرتا ہے۔ اسے یہی بدلہ ملتا ہے جو مجھے ملا۔ اگر جاتے وقت اسے خدا کے سپرد کرتا۔ تو اس کے بھائی اسے کیوں جدا کرتے۔ اٹھ کر کہا۔ "رضینا بقضاء اللہ"۔ اے اللہ! میں تیری قضاء پر راضی ہوں اچھا جو کچھ ہوا سو ہوا۔ الغرض آپ اس قدر روئے۔ کہ بصارت جاتی رہی۔ اور گھر کا نام بیت الاحزان یعنی غم کدہ رکھا۔ اور یوسفؑ کے فراق میں چالیس سال دن رات کی تمیز نہ رہی۔ بعد ازاں خواجہ صاحب آبدیدہ ہوئے اور نعرہ مار کر بیہوش ہو کر گر پڑے اور یہ رباعی زبان مبارک سے فرمائی۔

Marfat.com

رباعی

یعقوب چہل سال زہجراں بگریست ۔۔۔۔ نابینا شدہ زبرہ چنداں بگریست

از نور بل اوکسے چہ باند کہ چہ بود ۔۔۔۔ غم او باند وآنکس کہ زہجراں بگریست

اس کے بعد فرمایا۔ کہ جس وقت یعقوب علیہ السلام کو بھوک لگتی۔ تو کبھی یوسف علیہ السلام کا نام لیتے تو سیراب ہو جاتے۔ چنانچہ جرائیل علیہ السلام نے آکر طعن کی۔ کہ اے یعقوب! اگر پیدا کرنے والا یوسف ہوتا۔ تو کیا اچھا ہوتا۔ کہ سب سے فارغ ہو کر تو یوسف کی دوستی میں مشغول ہوتا۔ فرمایا۔ اے جرائیل۔ یہ تازیانہ ادب اس روز سے مارا ہوتا۔ جبکہ یوسفؑ کی دوستی میرے دل میں شروع ہوئی تھی۔ اب کیا فائدہ ہے اب تو کام حد سے بڑھ گیا ہے۔

پھر خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ میں نے خواجہ جنید بغدادی علیہ الرحمتہ کے حالات میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ آپ نے یوسف علیہ السلام کے قصے میں لکھا ہے۔ کہ اہل سلوک کا قول ہے کہ اولیاء اور انبیاء میں سے جو شخص محبت الٰہی کا دعویٰ کرے اور پھر غیر کی محبت کو اپنے دل میں جگہ دے جان لو۔ کہ وہ شخص بڑی سخت مصیبت میں مبتلاء ہو گا۔ جیسا کہ یعقوب علیہ السلام چنانچہ آپ نے پہلے تو دوستی حق کا دعویٰ کیا۔ اور بعد میں یوسف علیہ السلام سے محبت کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ آپ کو یوسفؑ کے فراق میں چالیس سال رونا پڑا۔ اور فرمان الٰہی ہوا۔ کہ اگر پھر یوسف کا نام لو گے۔ تو تمہارا نام پیغمبروں کے زمرے سے کاٹ دیا جائے گا اے درویش! اس خطاب کی برداشت یعقوب کے سوا اور کون کر سکتا ہے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جب یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں پھینکا گیا۔ تو اتفاقاً سوداگروں کا ایک قافلہ جو مصر کو جا رہا تھا۔ اس کنوئیں کے پاس اترا۔ جب کنوئیں میں سے پانی نکالنے گئے۔ اور ڈول ڈالا تو یوسف علیہ السلام نے ڈول پکڑ لیا۔ انہوں نے بہتیری کوشش کی۔ لیکن ڈول نہ نکلا۔ جب انہوں نے کنوئیں میں نگاہ کی۔ تو دیکھا۔ کہ ایک آدمی اس میں گرا ہوا ہے۔ باہر نکال کر پوچھا۔ کہ کون ہے؟ فرمایا۔ میں بنی آدم ہوں۔ اور جو حادثہ مجھ پر گزرا ہے وہ بہت طویل ہے۔ میں کیا بیان کروں "رانی فضی

Marfat.com

طول وانت ملول" راوی روایت کرتا ہے۔ کہ جب آپ کو کنوئیں میں سے نکالا گیا۔ تو آپ کے چہرے کی خوبصورتی سے کنعان میں روشنی ہو گئی۔ آپ کے بھائی تاڑ گئے۔ کہ شائد کسی نے کنوئیں میں سے یوسف کو نکالا ہے۔ جب آکر دیکھا۔ تو آپ کا دامن پکڑ لیا۔ قافلے والوں نے وجہ پوچھی۔ تو بھائیوں نے کہا کہ یہ ہمارا غلام ہے جب ان سے دریافت کیا گیا تو کہا کہ میں واقعی ان کا غلام ہوں۔ سوداگروں نے کہا۔ اگر تم بیچنا چاہتے ہو تو ہم خریدنے کو حاضر ہیں چونکہ آپ سے انہیں حسد تھا کہا ہم بیچنا چاہتے ہیں جو مرضی ہو دے دو۔ جب سوداگروں نے روپیہ تلاش کیا تو صرف سترہ کھوٹے درم نکلے۔ آپ کے بھائیوں نے کہا۔ اچھا ہم انہی کے بدلے فروخت کرتے ہیں۔ یہ سن کر آپ روئے۔ کہ سبحان اللہ ! میری قیمت سترہ درم ہے۔ حکم الٰہی ہوا۔ کہ اے یوسف ! چونکہ تونے اپنے تئیں بیچ جانا ہے۔ ذرا صبر کر تیری قیمت تجھے معلوم ہو جائے گی۔

پھر فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ یوسف علیہ السلام نے آئینے میں اپنی صورت دیکھی۔ تو کہا سبحان اللہ وہ پیدا کرنے والا کیسا ہو گا جس نے مجھے ایسا خوبصورت پیدا کیا ہے۔ اگر مجھے بازار میں بیچا جائے۔ تو کوئی شخص میری قیمت ادا نہیں کر سکتا۔ پس اے درویش ! چونکہ یوسف علیہ السلام نے خود بینی سے کام لیا۔ اس لئے تونے دیکھ لیا۔ کہ آپ کی قیمت پندرہ کھوٹے درم مقرر ہوئی۔ پس جو شخص اپنے تئیں کچھ سمجھتا ہے۔ اس کی وہی قیمت ہوتی ہے جو یوسف علیہ السلام کی ہوئی۔ لیکن جو شخص اپنے تئیں بیچ جانتا ہے اس کی قدر و قیمت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں۔ کہ جب سوداگر آپ کو خرید کر روانہ ہوئے اور مصر میں پہنچے۔ تو یوسف علیہ السلام کو بنا سنوار کر بازار میں بیچنے لے گئے۔ مصر کے تمام سوداگر آئے اور اپنا اپنا مال لائے۔ لیکن ابھی آپ کی قیمت ان کے مال سے کہیں زیادہ تھی۔ جب یہ خبر عزیز مصر کو پہنچی۔ تو وہ معہ اپنے تمام اراکین کے آیا اور کہا۔

بازار حسن جملہ خوباں شکستہ   رہ نیست کز تو ہیچ خریدار بگزرد

اس نے اپنا مال خزانہ دے کر آپ کو خرید لیا۔ الغرض جب یوسف علیہ السلام نے دیکھا کہ زر سونے کا ڈھیر آپ کی قیمت ہے۔ تو دل میں خیال کیا کہ افسوس اگر آج

Marfat.com

میرے بھائی یہاں ہوتے۔ تو میری قیمت دیکھتے۔ یہ خیال آتے ہی جرائیل علیہ السلام نے آکر کہا۔ اے یوسف! تیری قیمت وہی تھی۔ جو تیرے بھائیوں نے وصول کی۔

پھر خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ اے درویش! یہ خطاب یوسف علیہ السلام کو اس واسطے ہوا۔ کہ وہ خودبین نہ بن جائیں اور آپ میں غرور نہ آجائے۔

بعد میں فرمایا۔ کہ بے شک جو شخص حق کو پالیتا ہے۔ اس پر وہی خطاب ہوتا ہے۔ جو یوسف علیہ السلام پر ہوا۔

اس کے بعد فرمایا۔ کہ جب یعقوب اور یوسف علیہ السلام کے وصال کے دن نزدیک آئے۔ تو یعقوب علیہ السلام آپ کے رستے میں کھڑے ہوئے۔ جو شخص گزرتا فرماتے۔ کہ یہی یوسفؑ ہے۔ جب فوجیں گزر گئیں۔ اور یوسف علیہ السلام کا خاص لشکر آیا۔ تو یوسف علیہ السلام نے گھوڑے سے اترنا چاہا۔ لیکن یعقوب علیہ السلام نے خود دوڑ کر گھوڑے پر ہی گلے لگایا۔ اسی وقت جرائیلؑ نے یوسف علیہ السلام کو کہا۔ فرمان الٰہی یوں ہے۔ کہ چونکہ تونے بے ادبی کی ہے یعنی گھوڑے سے جلدی اتر کر والد بزرگوار کو نہیں ملا۔ اس لئے تیری نسل سے کوئی پیغمبر نہیں ہو گا۔ الغرض جب بغلگیر ہوئے تو یوسف علیہ السلام کو بہت لاغر پا کر فرمایا۔ کہ بیٹا! میں تو تیرے فراق میں مبتلا تھا۔ اور کھاتا پیتا نہ تھا۔ تو تو سلطنت کا حکمران تھا۔ تو کیوں ایسا لاغر ہو گیا ہے عرض کی۔ آپ سچ فرماتے ہیں۔ لیکن جب میں نعمتوں کے دسترخوان پر بیٹھتا۔ تو جرائیل طعن کرتے۔ کہ دیکھ تیرا باپ تیرے فراق میں کچھ نہیں کھاتا پیتا۔ اور تو گلچھرے اڑاتا ہے۔ یہ سن کر وہ کھانا زہر ہو جاتا۔ اور کئی کئی دن کا فاقہ کرتا۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ اللہ تعالٰی نے خوبصورتی کے بیس حصے کر کے ایک حصہ ساری دنیا کو اور انیس حصے یوسف علیہ السلام کو عنایت فرمائے۔

پھر فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ مصر میں بارہ سال قحط پڑا۔ جس کے سبب لوگ بھوکوں مرنے لگے۔ یوسف علیہ السلام نے دعا کی۔ جرائیل نے کہا۔ کہ لوگ ہلاک ہو جائیں گے۔ آپ اپنے محل پر چڑھ کر لوگوں کو بلایا کریں تاکہ وہ آپ کو دیکھ کر سیر ہو جایا کریں۔ اور ایک ہفتے تک انہیں بھوک پیاس نہ ستائے۔ اس کے بعد آپ اسی طرح

Marfat.com

کیا کرتے۔ قصص انبیاء میں لکھا ہے۔ کہ لوگ جب آپ کو دیکھ لیتے۔ تو پھر ایک ہفتے تک انہیں کھانے پینے کی ضرورت نہ رہتی۔ صرف دیدار میں مستغرق رہتے۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ اہل سلوک اس بارے میں یہ کہتے ہیں۔ کہ جب یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر لوگوں کو سات دن تک بھوک نہ لگتی تھی۔ اور بے ہوش ہو جاتے تھے۔ تو قیامت کے دن جب مسلمانوں کو دیدار الٰہی ہو گا۔ تو وہ ضرور ستر ہزار سال ایک ہی تجلی میں محو رہیں گے۔

پھر فرمایا۔ کہ جس وقت یعقوب علیہ السلام آپ کو نہلانا چاہتے۔ تو کئی ایک پردے کرتے تاکہ نظر بد نہ لگ جائے۔ آپ سوداگروں کے پاس فروخت ہوئے تو انہوں نے کہا۔ کہ اس چشمے میں غسل کر لو۔ جب آپ پانی میں آئے تو رو دیئے۔ کہ پروردگار! ایک وہ وقت تھا۔ کہ مجھے میرے والد بزرگوار پردہ کئے بغیر نہیں نہلاتے تھے۔ اور اب یہ وقت ہے۔ کہ میں ننگا پانی میں جاتا ہوں۔ آبی جانور میرا جسم دیکھیں گے۔ یہ کہتا تھا۔ کہ جبرائیلؑ کو حکم ہوا۔ کہ نوری پردہ آپ کے گرد پانی میں کر دے۔ تاکہ کوئی آبی جانور آپ کا جسم نہ دیکھنے پائے۔

پھر خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ ہر عزت کے لئے خواری اور ہر خواری کے لئے عزت ہے۔ خواجہ صاحب یہ فوائد ختم کرتے ہی اٹھ کر اندر چلے گئے۔ اور میں اور لوگ واپس چلے آئے۔

الحمدللہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل --- ۵ ---

ذکر انبیاء

بروز جمعرات بائیسویں ماہ مذکور سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اسمٰعیلؑ اور دوسرے انبیاءؑ کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ مولانا شمس الدین یحیٰؒ۔ مولانا برہان الدین غریب اور اور عزیز حاضر خدمت تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جب اسماعیلؑ پیدا ہوئے۔ تو ابراہیم علیہ السلام بہت خوش ہوئے۔ اور دوگانہ شکر بجا لائے۔ جرائیلؑ نے آکر کہا۔ کہ آپ کا یہ لڑکا پیغمبر مرسل ہو گا۔ آپ سن کر بہت ہی خوش ہوئے۔ پھر پوچھا۔ کہ بھائی جرائیلؑ کیا اس کی نسل سے کوئی پیغمبر بھی پیدا ہو گا؟ کہا نہیں آپ یہ سن کر ملول ہوئے۔ کہ ایک لڑکے کی نسل سے تو ستر ہزار پیغمبر ہوں۔ اور ایک کی نسل سے ایک بھی نہیں۔ فوراً دوبارہ جرائیل نے آکر کہا۔ کہ حکم الٰہی ہے۔ کہ اس کی نسل سے ہم ایک پیغمبر پیدا کریں گے۔ جس کا نام محمدؐ رسول اللہ ہے۔ اور جو پیغمبر آخر الزمان ہو گا۔ اگر اسے پیدا نہ کرتا۔ تو میں اپنا رب ہونا ظاہر نہ کرتا۔

اس کے بعد فرمایا۔ کہ جس روز ابراہیم علیہ السلام نے اسمٰعیلؑ کو قربان کرنا چاہا۔ تو اسمٰعیل نے عرض کی۔ ابا جان! میرے ہاتھ، پاؤں باندھ لو۔ تاکہ کارد پھیرتے وقت میں نہ تڑپوں اگر تڑپوں گا۔ تو بے ادبی میں شمار ہو گا۔ اور اس کی وجہ سے ہمیں قیامت کے دن انبیاء کے روبرو شرمسار ہونا پڑے گا۔ وہ کہیں گے۔ کہ یہ محبت میں صادق نہ تھا۔

پھر فرمایا۔ کہ جس روز زکریا علیہ السلام کے سر پر آرہ چلنے لگا۔ تو آپ نے واویلا کرنا چاہا۔ حکم الٰہی ہوا۔ کہ خبردار! اگر ذرا چوں چرا کی۔ تو پیغمبروں کے دفتر سے نام کاٹ دوں گا۔

پھر دعا کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جب آدمؑ نے دعا کی۔ اور معافی کے خواستگار ہوئے۔ تو فرمان ہوا۔ کہ پہلے حضرت محمدؐ پر درود بھیجو تا کہ تمہاری دعا قبول ہو۔ جب آپ نے درود پڑھا۔ تو دعا قبول ہو گئی۔ قولہ تعالیٰ

Marfat.com

مفتلقی ادم من ربه کلمات فتاب علیہ مفسر لکھتے ہیں۔ کہ وہ کلمات یہ تھے۔ یعنی الصلوۃ علی النبی الامیؐ پس اے درویش جب آپ نے اس کے مطابق دعا کی تو قبول ہو گئی حدیث اور قرآن میں لکھا ہے ابعونی استجب لکم ان الذین یشکرون عن عباتی سید خلون جھنم و اخرین واللہ ولی الاجابت والا ستجابتہ۔

بعد ازاں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ شیخ ہراب کے زمانے میں آپ کا ایک مرید سفر کو گیا۔ جب ساٹھ سال بعد آیا۔ تو آپ نے پوچھا۔ کہ کہاں تک پہنچے۔ عرض کی قطب عالم۔ پوچھا۔ کیا اس سے پوچھا تھا۔ کہ مرد کون ہے اور نیم مرد کون۔ عرض کی پوچھا تھا۔ مرد تو وہ ہے۔ جو بھائی کو سونے کی روٹی دے اور نیم مرد وہ ہے جو ہوا میں اڑے اور پانی پر مصلے بچھا نماز ادا کرے۔

پھر فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ اور رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا دجلے کنارے گئے۔ خواجہ حسنؒ نے پانی پر مصلے بچھایا۔ اور رابعہ ہوا میں سر بسجود ہوئیں۔ جب خواجہ حسن نے نماز سے فارغ ہو کر ادھر ادھر دیکھا۔ تو رابعہ کو نہ پایا۔ جب اوپر نگاہ کی۔ تو رابعہ کو نماز میں مشغول پایا۔ کہا۔ اے رابعہ! یہ کیا؟ رابعہؒ نے کہا۔ اے حسن! وہ کیا؟ اگر تو پانی پر تیرے گا۔ تو تنکا ہے اور اگر ہوا میں اڑے گا۔ تو مکھی ہے۔ تو دل کو قابو کر۔ تاکہ تو کچھ بن جائے۔

بعد میں پھر فرمایا۔ کہ ایک بزرگ کی ملاقات خضر علیہ السلام سے ہوئی۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ خواجہ بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ العزیز کی زبانی سنا ہے کہ یاخضر من ظن انہ خیر من الکلب لا یصلح الصحبتہ معہ یعنی جو مسلمان اپنے تئیں کتے سے اچھا خیال کرے۔ اس سے مل بیٹھنا مصلحت نہیں۔

جب خواجہ صاحب نے یہ فوائد ختم کئے۔ تو نماز کی اذان سنی۔ آپ یاد الٰہی میں مشغول ہوئے اور میں اور اور لوگ واپس چلے آئے۔

الحمد للہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل ــ ۶ ــ

داؤد علیہ السلام

بروز پیر پانچویں ماہ شوال سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ مولانا شمس الدین یحییٰ۔ مولانا فخر الدین زرادی۔ امیر حسن علاء سنجری اور اور صوفی حاضر خدمت تھے۔ داؤد علیہ السلام اور انبیاء کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ داؤد علیہ السلام اپنے صحیفوں کا مطالعہ کر رہے تھے۔ کہ انبیاء نے مصیبتوں کو بڑی آرزو سے طلب کیا ہے۔ اور پھر ان پر صبر کیا ہے۔ اس دن سے آپ ہر رات مناجات میں مصیبت کی خواہش کرتے۔ جبرائیل نے آکر کہا۔ اے داؤد! آپ بلا تو چاہتے ہیں۔ لیکن اسے برداشت نہیں کر سکیں گے۔ ہر بار آپ کو یہی خطاب ہوتا۔ چنانچہ ایک روز آپ مصلے پر بیٹھے۔ زبور کا مطالعہ کر رہے تھے۔ کہ فرمان الٰہی ہوا۔ کہ اچھا آپ مصیبت کے خواستگار ہیں۔ تو لو تیار ہو جاؤ۔ مصیبت نازل ہوا چاہتی ہے۔ الغرض اسی روز مطالعہ کر رہے تھے۔ کہ ایک ایسے جانور پر نظر پڑی۔ جو پہلے کبھی نہ دیکھا۔ دل میں کہا۔ اگر یہ جانور سلیمان کے لئے لے جاؤں تو اچھا ہو گا۔ مصلے اور زبور کو طاق میں رکھ کر اس کا پیچھا کیا۔ وہ اڑ کر پرنالے پر جا بیٹھا۔ آپ اوپر چڑھ گئے۔ وہ نیچے اتر آیا۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ داؤد علیہ السلام اعلیٰ درجے کے خوش الحان تھے۔ جب آپ زبور پڑھتے۔ تو اتنے پرند اکٹھے ہو جاتے۔ کہ آپ کے سر پر سایہ ہو جاتا۔ اور خوش الحان کے سبب وہ سب بیہوش ہو جاتے۔

بعد میں فرمایا۔ کہ جب آپ کی موت کا وقت قریب آن پہنچا۔ تو جبرائیل علیہ السلام ریشمی کاغذ پر ایک صحیفہ لائے۔ جس میں بیس سوال لکھے تھے۔ آپ کو دے کر کہا۔ کہ فرمان الٰہی ہے۔ کہ آپ کے لڑکوں میں سے جو ان سوالوں کا جواب دے۔ اس کو ملک کی انگوٹھی دینا۔ آپ نے سارے بیٹوں کو بلا کر سوال پوچھے۔ سوائے سلیمان علیہ السلام کے کسی نے ایک سوال کا بھی جواب نہ دیا۔

Marfat.com

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ چونکہ ازل میں ملک سلیمان کے نام لکھا تھا۔ اس لئے آپ نے ان سوالوں کے جواب دیئے۔ اور ملک کے لائق بنے۔ ملک بھی ایسا ملا کہ نہ اس سے پہلے کسی کو ملا۔ اور نہ بعد میں ملے گا۔

پھر فرمایا۔ کہ سلیمان علیہ اسلام سارے حیوانات کی بولی سمجھتے تھے۔ اور سب آپ کے محکوم تھے۔ یہاں تک کہ انسان۔ حیوان۔ جن۔ دیو۔ پری اور شیاطین سب زیر فرمان تھے۔ جہاں چاہتے۔ ہوا آپ کے تخت کو اڑا کر پل میں پہنچا دیتی۔ اور پھر رات کو واپس لے آتی۔ اس تخت پر تقریباً بارہ ہزار آدمی بیٹھ سکتے تھے۔ آپ کے مطبخ میں ستر ہزار سیر نمک خرچ ہوتا تھا۔ باقی چیزوں کا کوئی شمار نہ تھا۔ لیکن خود اس وقت روٹی کھاتے۔ جب اپنے ہاتھ کی بنائی ہوئی زنبیل فروخت کرتے۔ اور اس کے داموں سے روٹی خرید کر تناول فرماتے۔ رات درویشوں کے ہمراہ مسجدوں میں رہتے۔ اور ان سے دعا کے خواستگار ہوتے۔ جب خواجہ صاحب نے یہ فوائد ختم کئے۔ میں اور اور لوگ واپس چلے آئے۔

الحمدللہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل ۔۔ ۷ ۔۔

موسیٰ [۱۴۱]

بروز ہفتہ پچیسویں ماہ شوال سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ مولانا شمس الدین یحیٰ۔ مولانا برہان الدین غریب اور مولانا فخر الدین زرادی اور اور عزیز حاضر خدمت تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جس رات موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ فرعون اس وقت سو رہا تھا۔ کانپ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ حکیموں اور نجومیوں کو بلا کر پوچھا۔ کہ دیکھو وہ شخص جس کے سبب میرے ملک میں خلل آئے گا۔ اب پیدا ہو گیا ہے یا نہیں۔ سب نے قرعہ پھینک کر کہا۔ کہ ہو گیا ہے۔ اسی وقت فرعون نے دائیوں کو مقرر کیا۔ کہ جس گھر میں فرزند جناؤ۔ مجھے خبر کرو۔ تاکہ اسے مروا ڈالوں۔ موسیٰ علیہ السلام کو پیدا ہوتے ہی تنور میں پھینک دیا گیا۔ جب فرعون کے آدمی آئے۔ تو کہیں نشان نہ پایا۔ ان کے جانے کے بعد موسیٰ علیہ السلام کی بہن نے جا کر دیکھا۔ تو تنور باغ بنا ہوا تھا۔ اور آپ انگوٹھا چوس رہے تھے۔ پھر ایک صندوقچے میں لٹا آپ کی والدہ نے آسمان کی طرف منہ کر کے کہا۔ کہ پروردگار! اسے میں تیرے حوالے کرتی ہوں۔ یہ کہہ کر آپ کی ہمشیرہ کو دیا۔ کہ اسے دریائے نیل میں پھینک دے۔ آپ کی ہمشیرہ نے دریا کے کنارے آ یہ کہہ کر کہ میں اللہ کے سپرد کرتی ہوں صندوقچے کو پھینک دیا۔ اور خود واپس چلی آئی۔ قضائے کار وہ صندوقچہ تیرتا ہوا فرعون کے محل کے مقابل پہنچا۔ فرعون اور اس کی عورت آسیہ دونوں محل پر کھڑے نظارہ کر رہے تھے۔ جب ان کی نگاہ صندوقچے پر پڑی۔ تو آسیہ نے کہا۔ دیکھ فرعون صندوقچہ بہا چلا آتا ہے۔ دیکھیں اس میں کیا ہے۔ فرعون نے ملاحوں کو بلا کر کہا۔ کہ اس صندوقچے کو نکال لاؤ۔ جب صندوقچہ کھولا گیا۔ تو کیا دیکھتے ہیں۔ کہ ایک نہایت خوبصورت بچہ لیٹا ہوا دونوں انگوٹھے چوس رہا ہے۔ فرعون یہ دیکھتے ہی کانپ اٹھا۔ اور کہا۔ آسیہ! یہ لڑکا اچھا نہیں۔ ہے تو ہدیہ۔ لیکن ایسا ہدیہ لینا نہیں چاہئے۔ آسیا نے کہا۔ او نادان! اللہ تعالیٰ نے مجھے کوئی فرزند نہیں دیا۔ میں بجائے فرزند اسی کی پرورش کروں گی۔ یہ رب کا دیا ہوا ہے۔

Marfat.com

الغرض دایہ بلا کر بڑے ناز و نعمت سے پرورش شروع ہوئی۔

بعد میں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ اے درویش! واضح رہے۔ کہ فرعون کی اس میں مرضی نہ تھی۔ لیکن اسے اللہ تعالیٰ کی حکمت معلوم نہ تھی۔ کہ جس شخص کے سبب اس کے ملک میں خلل آنے والا تھا۔ اسی کو اس سے پرورش کرایا۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ میں نے قصص انبیاء میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ جب موسیٰ علیہ السلام چار سال کے ہوئے۔ تو ایک روز آسیا نے آپ کو فرعون کی گود میں رکھا۔ فرعون کی داڑھی لمبی تھی۔ آپ نے پکڑ کر زور سے جھٹکی۔ جس سے فرعون کے سارے اعضاء جنبش میں آئے۔ آسیہ کو کہا۔ کہ یہ لڑکا ہمارے حق میں نیک نہیں۔ اس نے میری داڑھی ایسی جھٹکی ہے۔ کہ میرے تمام اعضاء کانپ اٹھے ہیں۔ آسیہ نے کہا۔ کوئی ڈر کی بات نہیں۔ بچوں کی عادت ہی ہوتی ہے۔ کہ والد کی داڑھی سے کھیلا کرتے ہیں۔ اگر تجھے یقین نہیں۔ تو ایک تھال سونے سے پُر اور دوسرا آگ سے پُر منگا کر اس کے سامنے رکھ۔ اگر دانا ہو گا۔ تو زر کو پکڑے گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے زر والے تھال کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہا۔ لیکن حکم الٰہی کے مطابق جبرائیل نے آپ کا ہاتھ کوئلوں والے تھال میں ڈال دیا۔ آسیہ نے کہا۔ دیکھ۔ اگر دانا ہوتا۔ تو آگ میں ہاتھ کیوں ڈالتا۔ یہ بچے ہیں۔ انہیں کیا تمیز۔ تب فرعون کو اطمینان ہوا۔ الغرض جب پندرہ سال کے ہوئے۔ تو تازی گھوڑے پر سوار ہوا کرتے۔ اور لوگ اور اراکین آپ کے ہمراہ ہوتے۔ اسی طرح بازار میں ایک روز گشت کر رہے تھے۔ کہ ایک فرعونی نے فرعون کی قسم کھائی۔ کہ مجھے فرعون کے پروردگار ہونے کی قسم ہے۔ آپ نے پوچھا یہ کیسی قسم ہے؟ کہا۔ آپ کے باپ کی۔ جو ہمارا مالک ہے۔ موسیٰؑ نے فرمایا۔ اس کے منہ میں خاک۔ یہ کہہ کر تلوار کا ایسا وار کیا۔ کہ اس شخص کو وہیں ڈھیر کر دیا کہتے ہیں کہ ایسی قسم کھانے کے بدلے میں کئی ایک آدمیوں کو قتل کیا۔ کہ وہ نہیں۔ بلکہ پروردگار ہے۔ جس نے زمین آسمان اور ہمیں تمہیں پیدا کیا ہے۔ جب یہ خبر فرعون نے سنی۔ تو آسیہ سے گلہ کیا۔ کہ کیا میں نہیں کہتا تھا۔ کہ یہ لڑکا نیک نہیں۔ اس سے میرے ملک میں خلل آئے گا۔ آسیہ نے عذر معذرت سے ٹال دیا۔

Marfat.com

الغرض ایک روز فرعون تخت پر بیٹھا تھا۔ اور لوگ آکر اسے سجدہ کرتے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام بھی پاس ہی تھے۔ آپ یہ دیکھ کر ناخوش ہوتے۔ اور لوگوں کو سجدہ کرنے سے منع کرتے۔ کہ سجدہ خالق کو کرنا چاہئے آسیہ نے جب دیکھا۔ کہ اب فرعون آپ کو ضرور مروا ڈالے گا۔ تو کہا۔ کہ اس شہر سے نکل جا۔ اور جب رسالت کی چادر پہن لے تو پھر آنا۔ آپ آسیہ کے حکم کے مطابق روانہ ہوئے۔ چلتے چلتے ایسے مقام پر پہنچے۔ جہاں شعیب علیہ السلام کی لڑکیاں بھیڑ بکریاں چرا رہی تھیں۔ وہاں پر ایک کنواں تھا۔ جس کا ڈول اس قدر وزنی تھا۔ کہ جب تک سو آدمی اکٹھے نہ ہوتے وہ کھینچا نہ جاتا۔ اب بکریاں کنوئیں پر کھڑی تھیں۔ اور آدمی موجود نہ تھے۔ آپ نے پاس جا کر لڑکیوں سے پوچھا۔ کہ بکریوں کو پانی کیوں نہیں پلاتیں۔ انہوں نے ڈول کی کیفیت بیان کی۔ آپ نے ڈول بھر کر کنوئیں سے نکالا۔ حتیٰ کہ تین ڈول کھینچ بکریوں کو پیٹ بھر پانی پلایا۔ جب بکریاں گھر آئیں۔ تو شعیب علیہ السلام نے انہیں سیراب دیکھ کر لڑکیوں سے وجہ دریافت کی۔ انہوں نے کہا۔ کہ آج ایک آدمی آیا ہے۔ جس نے اکیلے ہی تین ڈول نکالے ہیں۔ شعیبؑ نے فرمایا۔ کہ ہم نے کتاب میں پڑھا ہے۔ کہ موسیٰؑ پیدا ہو گا۔ جا کر اسے بلا لاؤ۔ آپ کی بڑی لڑکی تلاش کے بعد موسیٰ علیہ السلام کو بلا لائی۔ شعیب علیہ السلام نے اٹھ کر آپ کو گلے لگایا۔ اور نوازش فرمائی۔ اور اسی لڑکی سے آپ کا نکاح کر دیا۔ پھر حق تعالیٰ نے آپ کو پیغمبری عنایت فرمائی۔ اور رسالت کی چادر پہنائی۔ جبرائیل نے آکر کہا۔ کہ حکم الٰہی یوں ہے۔ کہ آپ جا کر فرعون کو یہ پیغام پہنچائیں۔ کہ وہ اسلام قبول کر لے۔ اور اللہ پر ایمان لائے۔ آپ فرمان الٰہی کے مطابق شعیب علیہ السلام سے رخصت لے کر مصر میں آکر اپنی والدہ ہمشیرہ اور بھائی ہارون سے ملے۔ اور پھر فرعون کو جا کر فرمان الٰہی سنایا۔ کہ اے فرعون! میں اللہ کا پیغمبر ہوں۔ اور تو اس کا بندہ ہے۔ میری رسالت کا اقرار کر۔ تا کہ تجھے عذاب سے نجات حاصل ہو۔ نہیں تو مصیبت کے لئے تیار رہ۔ جب یہ پیغام فرعون نے سنا۔ تو اندر جا کر آسیہ کو کہا۔ کہ دیکھ یہ ساری مصیبت تو نے ہی مجھ پر برپا کی ہے۔ اگر ہم اسے پرورش نہ کرتے۔ تو اب وہ کہاں سے پیغمبری کا دعویٰ کرتا۔ کہا۔ اچھا۔

Marfat.com

الٰہی حکم کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ اب صبر کرنا چاہئے اور دیکھنا چاہئے۔ کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔

پھر خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ موسیٰ علیہ السلام نے کئی ایک پیغبری معجزے دکھائے۔ لیکن فرعون کسی پر بھی ایمان نہ لایا۔ ہاں اتنا ہوا۔ کہ بنی اسرائیل کے کئی ہزار آدمی مسلمان ہو گئے۔ پھر جب بنی اسرائیل زور پکڑتے گئے۔ اور موسیٰ علیہ السلام کو کچھ تقویت ہو گئی۔ تو حق تعالیٰ نے فرعون کو مقہور کیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی جو قبول ہو گئی۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ علمائے تفسیر لکھتے ہیں۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کرنا چاہا۔ تو موسیٰ علیہ السلام معہ بارہ بنی اسرائیلیوں کے مصر سے باہر نکلے۔ علماء یوں روایت کرتے ہیں۔ کہ جس روز فرعون کے ستر ہزار سوار زرق برق لباس پہن۔ عربی گھوڑوں پر سنہری زینیں ڈال چمکتی ہوئی تلواریں لے کر نکلے تو موسیٰ علیہ السلام کو اطلاع ہونے پر دریائے نیل کے کنارے پہنچ چکے تھے۔ بنی اسرائیلیوں نے جب فرعون کی سپاہ دیکھی۔ کہ ہم پر چڑھائی کے لئے آ رہی ہے۔ تو موسیٰ علیہ السلام سے آکر کہا۔ کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ فرعون کی سپاہ تو آپہنچی۔ اگر وہ شر پر آمادہ ہوئے۔ تو ہم میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑیں گے۔ آپ نے دعا کی اللھم لک الحمد والیک المتکی وانت المستعان ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم تو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی۔ کہ موسیٰ! اپنا عصا دریا پر مارو۔ آپ نے ویسا ہی کیا تو قدرت الٰہی سے دریا میں شگاف ہو گیا۔ اور بارہ راستے بن گئے۔ جن سے بنی اسرائیل گروہ در گروہ گزرنے لگے جیسا کہ قرآن شریف میں لکھا ہے واوحینا الیٰ موسیٰ ان اضرب بعصاک البحر فانفلق فکان کل فرق کالطود العظیم دائیں بائیں دریا اس طرح پھٹ گیا۔ جس طرح طوق ہوتے ہیں۔ جو بارہ راستے بنے ان میں سے ہر ایک کی فراخی چھ میل تھی۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو کہا۔ کہ ان راستوں سے گزر جاؤ۔ انہوں نے کہا۔ کئی ہزار سال سے اس زمین پر پانی پھرتا رہا ہے اور کیچڑ بہت ہے۔ ہم کس طرح گزر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورج کو حکم دیا۔ تو ایک دو گھڑی میں ساری

Marfat.com

زمین خشک ہو گئی۔ بنی اسرائیل کی تعداد چھ ہزار تھی۔ جب عین بیچ میں پہنچے۔ تو کہا۔ کہ ہم تو جا رہے ہیں۔ لیکن معلوم نہیں کہ فرعون ہمارے پس ماندگوں کے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔ ہمیں ان کا حال معلوم نہیں یا تو وہ غرق ہو گئے ہوں گے یا فرعونی لشکر کے ہاتھوں قتل ہوئے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا۔ بے فکر رہو۔ وہ سلامت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حکم بھیجا۔ کہ دائیں بائیں اشارہ کرو۔ جب دائیں بائیں اشارہ کیا۔ تو دریچے نمودار ہوئے۔ جن میں سے ان چھ ہزار نے اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو دیکھا۔ جب بنی اسرائیل دریا سے پار ہو گئے۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے پھر کر دریا میں عصا مارنا چاہا۔ تاکہ پہلی حالت پر آجائے۔ اور فرعون کی سپاہ غرق ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم بھیجا۔ کہ آپ چلے جائیں۔ اور دریا کو اسی طرح چھوڑ دیں۔ جب فرعونی لشکر دریا کے کنارے پہنچا۔ تو دریا کو پھٹے ہوئے دیکھا۔ اور بنی اسرائیل صحیح و سلامت پار ہو گئے تھے۔ یہ دیکھ کر فرعون نے اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہا۔ دیکھو دریا کس طرح پھٹ گیا ہے۔ اور پانی کس طرح الگ الگ ٹھہر گیا ہے۔ اور دریا کی تہہ دکھائی دے رہی ہے۔ آؤ ہم اس سے گزر کر اپنے بھاگے ہوئے غلاموں کو پکڑ لیں۔ دریا کے کنارے کھڑا ہوا انا ربکم الاعلیٰ میں تمہارا بڑا رب ہوں' کہا۔ میرے خاص بندے آئیں۔ یہ سن کر سب نے آکر سجدہ کیا۔ موسیٰ ابھی دریا میں تھے۔ کہ جبرائیل علیہ السلام دریا میں فرعون کے سامنے ابلق گھوڑی پر سوار سیاہ عمامہ پہنے ہوئے آئے۔ اصحاب توریت کہتے ہیں۔ کہ اس روز فرعونی لشکر میں گھوڑی کا نام تک نہ تھا۔ صرف وہی تھی۔ جس پر جبرائیل علیہ السلام سوار تھے۔ جب گھوڑی ہنہنائی تو فرعون کا گھوڑا بے اختیار اس کے پیچھے دریا میں گرا۔ فرعون نے اسے بہتیرا روکا۔ لیکن نہ رک سکا۔ فرشتوں نے دائیں بائیں سے اس کی سپاہ سمیٹ کر کہا۔ کہ جاؤ بنی اسرائیل کا پیچھا کرو۔ وہ لشکر بھی دریا میں آیا۔ اللہ تعالیٰ نے دریا کو حکم دیا۔ تو ساری فوج غرق کر لے فرعونی قوم کا ایک آدمی بھی زندہ نہ چھوڑا۔

پھر خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ اے درویش! واضح رہے۔ کہ حق تعالیٰ کا قہر ایسا سلوک کرتا ہے۔ جیسا فرعون سے کیا۔ کہ اس کو نیست و نابود کر کے چھوڑا۔

Marfat.com

جب خواجہ صاحب یہ فوائد ختم کر چکے تو اذان سنی اور نماز میں مشغول ہو گئے۔ اور میں اور اور لوگ واپس چلے آئے۔

الحمدللہ علی ذالک۔

بیسویں ماہ ذی الحجہ سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ خاندان چشت کے پانچ درویش شیخ بہاؤالدین غزنوی۔ مولانا جلال الدین۔ مولانا عماد الدین مذکور اور آپ کے بھائی حاضر خدمت تھے عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے انبیاء کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جس روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اس روز مریم پارسا رضی اللہ عنہا یہودیوں کے ڈر کے مارے جنگل میں چھپی ہوئی تھیں۔ اور حضرت عیسیٰ کی پیدائش کے وقت اور کوئی موجود نہ تھا۔ الغرض پانی نہ تھا۔ آپ نے پاؤں زمین پر مارا۔ تو چشمہ جاری ہو گیا۔ جس کے پانی سے عیسیٰ علیہ السلام کو اور اپنے تیئں نہلایا۔ اور لوگوں میں مشہور ہو گیا۔ کہ مریم نے بغیر باپ کے بیٹا جنا ہے۔ سب مل کر زکریا علیہ السلام کے پاس گئے۔ اور انہیں یہ خبر دی۔ آپ نے یہ سن کر یہودیوں کو منع کر فرمایا۔ ایسی بات نہ کہو۔ کیونکہ ہمارا خالق ایسا ہے۔ جو بغیر باپ کے بیٹا پیدا کر سکتا ہے۔ آپ نے بہتیرا سمجھایا۔ لیکن یہودیوں نے ایک نہ سنی۔ جو کچھ ان کی زبان پر آیا۔ کہہ دیا۔ اسی وقت جبرائیل علیہ السلام نے آکر زکریا علیہ السلام کو کہا۔ کہ ان یہودیوں کو لڑکے کے پاس بھیج دو۔ وہ سب کا جواب دے لے گا۔ آپ نے ویسا ہی کیا۔ یہودیوں کو اکٹھا کر کے وہاں بھیج دیا۔ جب آئے تو پوچھا۔ کہ لڑکے ! تو کون ہے؟ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمان الٰہی کے مطابق یہ کہا۔ کہ یہودیو ! تمہیں واضح رہے۔ کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں۔ اور وہ میرا پیدا کرنے والا ہے۔ میں اس کا پیغمبر ہوں اور عیسیٰ روح اللہ ہوں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بے باپ پیدا کیا ہے۔ اور اس میں ہر چیز کی قدرت ہے۔ جب آپ نے گہوارے میں یہ کہا۔ تو اس روز کئی ہزار یہودی مسلمان ہوئے۔

پھر خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ جب عیسیٰ علیہ السلام بڑے ہوئے اور رسالت کی چادر پہنی۔ جبرائیل علیہ السلام نے آکر فرمان الٰہی سنایا۔ کہ ان یہودیوں اور کافروں کو

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی طرف بلا۔ تا کہ ایمان لائیں۔ آپ ہر روز ایسا ہی کرتے اور معجزے دکھاتے۔ لیکن سنگ دلوں پر کچھ اثر نہ ہوتا۔ وہ صرف یہ کہہ دیتے کہ ہاں اچھا جادو سیکھا ہے۔

پھر یہودیوں نے جمع ہو کر کہا۔ کہ اے عیسیٰ! اگر تو مردے کو زندہ کرے گا۔ تو ہم تجھ پر ایمان لائیں گے فوراً" جبرائیل علیہ السلام نے آکر کہا۔ کہ یہ تیرا معجزہ ہے۔ انہیں کہو کہ مردہ لائیں۔ پھر دعا کرنا وہ زندہ ہو جائے گا۔ آپ نے ویسا ہی کیا۔ جب سب یہودی جمع ہوئے۔ اور مردے کو لائے۔ تو آپ نے دوگانہ ادا کر کے سر سجدے میں رکھ کر دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس مردے کو زندہ کیا۔ وہ مردہ لا الہ الا اللّٰہ عیسیٰ روح اللّٰہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس روز جن کے نصیب میں اسلام تھا۔ مسلمان ہو گئے لیکن بعض نے اس روز بھی یہی کہا۔ کہ تو نے اچھا جادو سیکھا ہے۔

بعد ازاں مہتر خضر علیہ السلام کے بارے میں فرمایا کہ حق تعالیٰ نے آپ کو حیات ابدی عنایت کی ہے اس واسطے کہ آپ نے سارے انبیاء کو دیکھا ہے۔ اور اب بھی جو اولیاء ہوتے ہیں۔ ان سے ملاقات کر کے ان کو عجائبات قدرت دکھلاتے ہیں۔ اور ہر ایک کا مفصل حال بتاتے ہیں۔ خاص کر اسی کام کی خاطر آپ کو ہمیشہ کی زندگی عطا ہوئی ہے۔ پانی کا انتظام آپ کے متعلق ہے۔ تا کہ مسافروں کی دستگیری کریں۔ جب خواجہ صاحب یہ فوائد ختم کر چکے۔ تو اذان ہوئی۔ آپ یاد حق میں مشغول ہوئے۔ اور میں اور اور لوگ واپس چلے آئے۔

الحمد للہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل ــ ۸ ــ

لوطؑ

جمعہ کے روز پندرھویں ماہ محرم ۶۹۰ ہجری کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ مولانا فخرالدین زرادی۔ مولانا شمس الدین یحیٰی۔ مولانا شہاب الدین اور اور عزیز حاضر خدمت تھے۔ لوط علیہ السلام کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ آپ اللہ کے پیغمبر تھے۔ ہر وقت طاعت و عبادت میں مشغول رہ کر اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہتے۔ ایک گھڑی بھی یاد الٰہی سے غافل نہ رہتے۔ آپ کی قوم نے لواطت اختیار کی۔

پھر فرمایا۔ کہ میں نے قصص انبیاء میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ جب قوم لوطؑ کا فساد حد سے بڑھ گیا۔ تو ان میں حسب ذیل دس عادتیں راسخ ہو گئیں۔ شراب خوری۔ سرخ لباس پہننا۔ مرد کا مرد کے ساتھ بد فعلی کرنا۔ رنگدار نازک کپڑے پہننا۔ کمان سازی۔ کبوتر بازی۔ غیبت۔ راگ رنگ مسخرگی۔ ایک دوسرے کے ستر کو دیکھنا۔ لوط پیغمبر سے برابری کرنا۔

جب مندرجہ بالا عادتیں راسخ ہوئیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ان پر پتھر برسائے۔ اور زمین کو حکم ہوا۔ کہ انہیں نگل جاؤ۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ عبداللہ مسعود روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ ایک وقت ایسا آئے گا۔ کہ میری امت میں ان دس کے علاوہ گیارھویں اور عادت ہو گی۔ یعنی عورت عورت سے جماع کرے گی۔

پھر فرمایا۔ کہ میں نے تفسیر میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ جب ایسا زمانہ آئے گا۔ تو آسمان سے پتھر برسیں گے۔ اور زمین ایسے لوگوں کو نگل جائے گی۔

جب خواجہ صاحب یہ فوائد ختم کر چکے۔ تو یاد الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ میں اور اور لوگ واپس چلے آئے۔

الحمد للہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل ۔۔۹۔۔

ماہ صفر

بروز جمعرات ماہ صفر سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ ماہ صفر کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ مولانا برہان الدین غریب۔ مولانا شمس الدین یحیٰی اور دوسرے عزیز حاضر خدمت تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ ماہ صفر بہت گراں مہینہ ہے۔ جو بلا دنیا میں نازل ہوتی ہے۔ وہ اسی مہینے میں نامزد ہوتی ہے۔ آثار میں میں نے لکھا دیکھا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ سارے سال میں ایک لاکھ چوبیس ہزار بلائیں نازل کرتا ہے۔ اس واسطے لوگوں کو چاہیئے۔ کہ دعا اور نماز میں مشغول رہیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہیں۔

بعد ازاں اسی کے مناسب فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص ماہ صفر کے ختم ہونے کی بشارت دے اس پر اللہ کی رحمت ہو۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی ماہ میں اس دار خانی سے کوچ کیا۔

پھر سلوک کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ خواجگان کا قول ہے۔ کہ سلوک کے پندرہ درجے ہیں۔ جن میں سے پانچواں کشف و کرامت کا ہے۔ جو شخص پانچویں درجے میں کشف و کرامت ظاہر کرے۔ وہ بس اسی درجے پر رہتا ہے۔ وہ آگے ترقی نہیں کر سکتا۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ ماہ سلوک میں سالک جب پانچویں درجے پر پہنچے۔ تو اپنے تئیں ظاہر نہ کرے تاکہ گمراہی میں پڑ کر دوسرے درجوں سے محروم نہ رہے۔

پھر فرمایا۔ کہ شیخ بہاؤ الدین زکریا اور شیخ الاسلام فرید الحق والدین رحمتہ اللہ علیہما ایک مرتبہ دریا کے کنارے پہنچے۔ جہاں پر چوروں کا ڈر تھا۔ ایک دوسرے کو کہنے لگے۔ کہ کشتی موجود نہیں۔ ڈاکو آکر ہمیں ہلاک کر دیں گے۔ یہ ٹھیک نہیں۔ شیخ الاسلام فوراً" پانی پر قدم رکھ کر دوسرے کنارے جا پہنچے۔ اور بہاؤ الدین زکریا وہیں کھڑے رہ گئے۔ شیخ الاسلام نے فرمایا۔ کہ اس موقع پر کشف جائز ہے۔ کیونکہ دشمنوں

Marfat.com

سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ البتہ اور موقعوں پر جائز نہیں۔ جب شیخ بہاؤ الدین نے یہ بات سنی۔ تو آپ بھی پانی پر قدم رکھ کر دوسرے کنارے آپہنچے۔ پھر خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ اپنے تئیں کشف کرنا بہتر ہے۔ لیکن موقعہ پر نہ کہ بے موقعہ۔

پھر جبرائیل علیہ السلام کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ جب جبرائیلؑ سے پوچھا گیا۔ کہ آپ کا پسینہ سفید کیوں ہے۔ تو فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کافور سے پیدا کیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے مجھے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو لانے کے لئے بھیجا۔ تو آنجنابؐ سوئے ہوئے تھے۔ پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ حکم الٰہی ہوا۔ کہ خبردار جگانا مت۔ میں نے بیٹھ کر بڑے ادب سے پائے مبارک کو بوسہ دیا۔ آپ بیدار ہوئے۔ اس میں یہی حکمت تھی۔ کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے مبارک پر بوسہ دو گے۔ اور چونکہ کافور کی تاثیر سرد ہے۔ اس بوسے کی سردی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو جائیں گے۔ پھر خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ اس بات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جبرائیلؑ ضرور کافور کے بنائے گئے ہیں۔

بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جس رات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم معراج سے واپس آئے۔ فرمایا۔ کہ میں نے ایک ایسا فرشتہ دیکھا ہے۔ جس کے پانچ لاکھ منہ ہیں۔ اور ہر منہ میں پانچ لاکھ زبانیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے۔ جب میں نے جبرائیل سے پوچھا۔ کہ یہ کون سا فرشتہ ہے۔ فرمایا۔ وہ شخص جو پھول کو سونگھ کر آپ پر درود بھیجتے۔ اللہ تعالیٰ اس فرشتے کی تسبیح کا ثواب اسے دیتا ہے۔ اور نیز دوسرے ثوابوں سے بھی اسے محروم نہیں رکھتا۔

پھر فرمایا۔ کہ میں نے لکھا دیکھا ہے۔ کہ جو شخص شراب کی مجلس میں گلاب کا پھول رکھے شراب نوشی کرے ڈرے۔ کہ اس کا ایمان جاتا رہے۔ کیونکہ پھول اجزائے محمدیؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جز ہے۔ اور ایسا کرنے سے گویا ایک قسم کی حقارت ہے۔ جو شخص قرآن شریف پڑھے یا جانتا ہو۔ اور پھر شراب نوشی کرے۔ بے شک حدیث کے مطابق اس کا ایمان جاتا رہتا ہے۔

Marfat.com

بعد میں ایک بزرگ نے پوچھا کہ یونس علیہ السلام کو پانی میں ڈالنے کی کیا وجہ تھی۔ فرمایا۔ کہ اسے عشق کی آگ لگی تھی۔ اور جسے آگ لگتی ہے۔ اس پر پانی ڈالتے ہیں۔ تا کہ جل نہ جائے۔ اس واسطے آپ کو بھی پانی میں ڈالا گیا۔ جب خواجہ صاحب یہ حکایت ختم کر چکے۔ تو اذاں ہوئی۔ آپ یاد الٰہی میں مشغول ہوئے۔ اور میں اور اور لوگ واپس چلے آئے۔

الحمدللہ علی ذالک۔

— ☆ —

فصل ـــ ۱۰ ـــ

ولادت حضورؐ

بروز منگل بیسویں ماہ ربیع الاول سن مذکور کو پابوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ مولانا عماد الدین مذکور۔ مولانا شمس الدین یحیٰی۔ مولانا برہان الدین غریب اور چند اور درویش حاضر خدمت تھے۔ خواجہ کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آنجنابؐ کے صحابہ کرامؓ کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جس رات آنحضرتؐ کی ولادت ہوئی۔ آپ کے چچا ابو طالب نے خواب میں دیکھا۔ کہ گویا آسمان سے ایک شمع آپ کے والد بزرگوار عبداللہ کے گھر میں اتری ہے۔ اور آپ کے اقربا (جن کے نصیب اسلام تھا) اس شمع سے اپنا اپنا چراغ روشن کر کے لے جا رہے ہیں۔ جس وقت آپ بیدار ہوئے۔ آپ کی والدہ صاحبہ آمنہ حجرے میں تنہا تھیں۔ اور اس حجرے میں کوئی چراغ نہ تھا۔ لیکن روشنی دن کی طرح ہو گئی۔ تمام ملکوت دنیا میں آئے اور آسمان پر سر بسجود ہوئے۔ کہ پروردگار! رحمت عالیان جہاں میں آیا ہے۔ الغرض جب آپ زمین پر آئے۔ تو روئے زمین پر جہاں کہیں بت تھے۔ سرنگوں ہو گئے۔ جب آنجنابؐ کے دادا عبدالمطلب نے یہ دیکھا۔ تو فوراً آپ کے والد بزرگوار کے گھر آکر دستک دی۔ کہ کواڑ کھولو۔ اندر آکر آنجناب کو گود میں لیا۔ کہا۔ کہ یہ پیغمبر ہے ہم نے

Marfat.com

انجیل میں پڑھا تھا۔ الغرض سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں میں قلم نور سے یہ لکھا تھا " اشہد ان لا الہ اللہ وحدہ لاشریک لہ واشہد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ' اور دونوں کندھوں کے مابین مہر نبوت تھی۔

بعد ازاں شیخ الاسلام نے فرمایا۔ کہ جس حجرے میں آنحضرتؐ کی پیدائش واقع ہوئی ہے۔ اب تک اس کے اندر جو شخص جاتا ہے۔ ہفتہ بھر اس کے بدن سے خوشبو آتی رہتی ہے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار سالہ ہوئے۔ تو ایک روز لڑکوں میں کھیل رہے تھے۔ جبرائیل کو حکم ہوا۔ کہ ان بچوں میں سے محمدؐ کو لے کر اس کے سینہ مبارک کو شگاف دے کر اندرونی آلائش دور کر کے بہشتی عطریات مشک اور عنبر سے بھر دے۔ جبرائیل علیہ السلام نے ویسا ہی کیا۔ کہ جہاں کہیں بہشت میں خوشبو تھی لا کر سینہ مبارک میں بھر دی۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ اے درویش! چاند اور سورج کا نور بھی سرور کائنات کے نور سے ہے۔ پھر فرمایا کہ بہشت میں جو درخت وغیرہ ہیں۔ ان پر آنحضرتؐ کا اسم مبارک لکھا ہوا ہے۔ اور انہیں حکم ہے کہ قیامت تک اسی نام کا ورد کرتے رہو۔ آسمان اور زمین میں کوئی ایسی جگہ نہیں۔ جہاں آنحضرتؐ کا اسم مبارک نہ لکھا ہو۔ حجاب عظمت سے لے کر عرش عظیم تک بھی ایسا ہی ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ جب آنحضرتؐ کہیں جاتے۔ تو حکم الٰہی کے مطابق بادل آنجناب پر سایہ رکھتا۔ نیز آنحضرت کا یہ بھی معجزہ تھا۔ کہ جس طرح آپ کو سامنے کی چیزیں دکھائی دیتیں اسی طرح پیچھے کی بھی۔ اور جس طرح حالت بیداری میں سنتے۔ اسی طرح خواب کے وقت بھی۔

بعد میں فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تمام ملکوت کے روبرو اس بات کا حلف اٹھایا ہے۔ کہ مجھے اپنے عزو جلال کی قسم اگر محمدؐ نہ ہوتا۔ تو میں اپنے ملک کو ظاہر نہ کرتا۔

بعد اس کے فرمایا کے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ وہی کرے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا حبیب قرار دیا ہے۔ اور محبت کا اقتضاء بھی یہی ہے۔

Marfat.com

پھر فرمایا۔ کہ جس روز عیسیٰ علیہ السلام نے مردے کو زندہ کرنا چاہا۔ تو حکم الٰہی ہوا۔ کہ محمدؐ کا نام لو جب آپ نے آنجنابؐ کا اسم مبارک پڑھا۔ تو حق تعالیٰ نےؐ رسم مبارک کی برکت سے مردے کو زندہ کیا۔

پھر فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ امیرالمومنین عثمان رضی اللہ عنہ بازار سے مچھلی خرید کر ائے۔ اس مچھلی کو بھوننا چاہا۔ ساری لکڑیاں خرچ کر دیں۔ لیکن وہ بھونی نہ گئی۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے فرمایا۔ میرے پاس لاؤ۔ آنحضرتؐ نے اس سے پوچھا۔ کہ تو بھونی کیوں نہیں جاتی۔ عرض کی۔ میں ایک روز دریا میں تھی۔ جہاز پر تاجر درود پڑھ رہے تھے۔ ان کی آواز میں نے سنی۔ تو میں بھی درود پڑھتی رہی۔ سو اللہ تعالیٰ نے اس درود کی برکت سے آگ مجھ پر حرام کر دی ہے۔

پھر خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ اے پروردگار! جس نے ایک مرتبہ درود پڑھا۔ اس پر آگ حرام ہے۔ تو جو شخص صبح سے شام تک آنحضرتؐ کی محبت میں مستغرق ہے۔ امید ہے کہ اسے تو کوئی آگ بھی نہیں جلا سکے گی۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ ایک دن جبرائیلؑ نے آنحضرتؐ کی خدمت میں آکر عرض کی۔ کہ جناب یہ ساری خدمات جو میں بجا لاتا ہوں۔ یہ اس واسطے ہے۔ کہ قیامت کے دن آپ میرے حق میں سفارش کریں۔ اور مجھے بھول نہ جائیں۔ میں آپ کی آل کی بہت سی خدمت کروں گا۔

پھر فرمایا۔ کہ داؤد علیہ السلام نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا۔ کہ آسمان میں فرشتے کس شغل میں مشغول ہیں۔ کہا جس روز سے اللہ تعالیٰ نے تمام ملکوت کو پیدا کیا ہے۔ انہیں حکم ہوا ہے۔ کہ محمدؐ آخرالزمان کا اسم مبارک ورد زبان رکھو۔ اور اس کی دوستی دل میں رکھو۔ اگر اس سے محبت نہ کرو گے۔ اور اس کے اسم مبارک کو شفیع نہ جانو گے تو تمہیں علیحدہ کیا جائے گا۔

اس کے بعد فرمایا۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی توبہ قبول کرنی چاہی۔ تو فرمایا۔ کہ ہماری بارگاہ میں محمدؐ کے اسم مبارک کو شفیع بنا۔ تاکہ ہم تیری توبہ قبول

Marfat.com

کریں۔ پھر فرمایا۔ کہ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو کچھ موجودات میں ہے۔ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل ہے۔

پھر امیرالمومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ ہماری بارگاہ میں محمدؐ کے اسم مبارک کو شفیع بنا۔ تاکہ ہم تیری توبہ قبول کریں۔ پھر فرمایا۔ کہ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو کچھ موجودات میں ہے۔ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل ہے۔

پھر امیرالمومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ سب سے پہلے آنحضرتؐ کی پیغمبری پر ایمان لائے وہ ابوبکر صدیقؓ ہی تھے۔ اور یہ اس طرح ہوا۔ کہ جب آنحضرتؐ پر رسالت مقرر ہوئی۔ تو آپ کو فرمایا۔ اے ابوبکر! کہو کہ میں رسول اللہ ہوں نیز اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ آپ نے فوراً" کہہ دیا۔ صدقت یارسول اللہ' یعنی زبان و دل سے میں تصدیق کرتا ہوں کہ آپ پیغمبر برحق ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ یہ کہہ کر آپ مسلمان ہو گئے۔

پھر آپ کی بزرگی کے بارے میں فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ رستہ چلتے پاؤں تلے چیونٹی آگئی۔ چیونٹی کی آہ سن کر ٹھہر گئے۔ دایاں پاؤں اٹھا کر دیکھا تو تڑپتی ہوئی چیونٹی دکھائی دی۔ اسے اٹھایا۔ تو وہ مر گئی۔ اسے ہتھیلی پر رکھ کر آسمان کی طرف منہ کر کے کہا۔ اے پروردگار اگر تیری بارگاہ میں مجھے بال بھر بھی دخل ہے۔ تو اس کی حرمت سے اس چیونٹی کو زندہ کر۔ ابھی ٹھیک طور پر یہ الفاظ کہنے بھی نہ پائے تھے۔ کہ چیونٹی زندہ ہو گئی۔

بعد ازاں آپ کی بزرگی کے بارے میں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک روز امیرالمومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنی داڑھی کو شانہ کر رہے تھے۔ کہ ایک بال جدا ہو کر یہودیوں کے قبرستان میں جا پڑا جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ایک سو تین ن تک اس قبرستان سے عذاب ہٹا لیا۔

پھر فرمایا۔ کہ جب امیرالمومنین ابوبکر صدیقؓ نماز ادا کرتے تو ستر ہزار مقرب فرشتے

Marfat.com

دیکھا کرتے آپ اس خشوع و خضوع سے نماز ادا کرتے۔ کہ جس وقت اللہ کہتے۔ اس کی ہیبت سے فرشتوں کے اعضاء کانپ اٹھتے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جب امیرالمومنین ابوبکر صدیقؓ نماز ادا کرتے تو آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانہ مبارک پر سر رکھ دیتے جب حضورؐ آپ کو دیکھتے تو بغلگیر ہو کر پوچھتے آپ کیوں اتنے سویرے آتے ہیں عرض کرتے اس لئے کہ سب سے پہلے آپ کا دیدار میں کروں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے۔ کہ اٹھو مجھے اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کی قسم۔ کہ آپ کی داڑھی کے بالوں کی سپیدی کے سبب مجھے تحت الثریٰ تک کی چیزیں نظر آتی ہیں۔

اس کے بعد فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی۔ کہ ماہ رمضان کو ہر رات معہ چاروں یاروں اور حسنؓ اور حسینؓ کے مدینے کے جنگل میں جا کر امتوں کی بخشش کے لئے دعا کرتے۔ جب رات کا آخری حصہ ہوتا۔ تو جرائیل علیہ السلام آکر عرض کرتے۔ کہ اٹھو حکم الٰہی ہے۔ کہ ہم نے ابوبکر صدیقؓ کے ایک سفید بال کی خاطر اتنے ہزار امتی بخشے۔ اور انہیں آتش دوزخ سے آزاد کیا۔

پھر فرمایا۔ کہ جب کبھی مدینے کے جنگل میں مناجات کے لئے جاتے۔ تو یہی آواز آتی۔ کہ ہم نے ابوبکر صدیقؓ کے سفید بالوں کی خاطر ہزارہا امتیوں کو نجات دی۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں تھے۔ اور امیرالمومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر ہو رہا تھا۔ آنحضرتؐ نے پوچھا۔ عائشہؓ! کیا تمہیں اپنے والد بزرگوار کی بزرگی کی بھی خبر ہے۔ عرض کی نہیں۔ فرمایا۔ تمہارے والد بزرگوار کا نام قرص آفتاب پر لکھا ہوا ہے۔ جب سورج کعبہ کی چھت پر پہنچتا ہے۔ تو وہاں کھڑا ہو کر کہتا ہے۔ کہ اس مقام سے بڑھ کر اور کوئی مقام ذی مرتبہ نہیں۔ یہاں سے آگے نہیں بڑھوں گا۔ جب وہ کھڑا ہو رہتا ہے۔ تو فرشتے جو اس پر موکل ہیں۔ تمہارے والد کی قسم اسے دیتے ہیں۔ کہ اس کے نام کی برکت سے تو یہاں سے گزر جا تو پھر وہ وہاں سے آگے بڑھتا ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ ایک روز امیرالمومنین عمر خطاب رضی اللہ عنہ نے صدیقؓ اکبر کی

Marfat.com

بزرگی کی بابت سوال کیا فرمایا۔ مجھ میں طاقت نہیں۔ کہ میں ذرہ بھر بزرگی کا بیان کر سکوں۔ لیکن سالہا سال سے مناجات میں کہتا ہوں۔ کہ کاش اس کے بالوں سے اتنے ہزار گناہ بخشے جائیں گے۔

بعد ازاں امیرالمومنین عمر خطاب رضی اللہ عنہ' کی عظمت کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جس روز حق تعالیٰ نے آپ کو اسلام کی دولت ملی۔ اسی روز آپ نے اٹھ کر یہودیوں سے کہا تھا۔ کہ اگر محمدؐ کو زندہ دست بستہ نہ لاؤں۔ تو پھر مجھے عمر کون کہے گا۔ یہودیوں نے کہا۔ اگر تو ایسا کرے تو ہم مدینے کا مالک تجھے بنا دیں گے۔ آپ یہ دعویٰ کر کے گھوڑے پر سوار ہو روانہ ہوئے۔ اتفاقاً" آپ اپنی ہمشیرہ کے دروازے کے پاس سے گزرے جو کلام مجید پڑھ رہی تھی۔ اور اس وقت سورہ طٰہٰ پر تھی۔ آپ دروازے پر کھڑے ہو کر بڑی توجہ سے سنتے رہے۔ چونکہ آپ کے مسلمان ہونے کا وقت قریب آگیا تھا۔ آپ کو کلام الٰہی سننے سے ذوق اور وجد ہوا۔ نعرہ مارا اور دروازہ کھول کر ہمشیرہ سے پوچھا۔ سچ بتا کیا پڑھ رہی تھی۔ اس نے انکار کیا۔ آپ نے تلوار سونت کر کہا۔ اگر سچ نہ بتائے گی۔ تو قتل کر دوں گا۔ اس نے کہا۔ وہ کتاب پڑھ رہی تھی۔ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے۔ کہا مجھے دے تاکہ میں بھی پڑھوں۔ کیونکہ اس کے سننے سے میرا اندرونہ کانپ اٹھا ہے۔ کہا۔ اے عمر! ابھی تو ناپاک ہے۔ جب تک تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر مسلمان نہ ہو لے گا۔ اور خطاؤں کا خرقہ پارہ پارہ نہ کر لے گا۔ تو کلام الٰہی ہاتھ میں نہیں لے سکتا۔ یہ سنتے ہی فرمایا۔ چلو مجھے لے چلو۔ تاکہ میں بھی ایمان لاؤں۔ کہا اس طرح نہیں۔ پوچھا کس طرح؟ کہا۔ وہاں عاجزی' نرمی اور بیچارگی سے جانا چاہئے۔ فرمایا۔ بہن! مجھے اسی رسی سے (جس سے میں محمدؐ کے ہاتھ پیٹھ پر باندھنا چاہتا تھا) میرے ہاتھ میری پشت پر باندھ اور آنحضرتؐ کی خدمت میں لے جا کر عرض کر۔ کہ یہ غلام آپ کی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے بھاگ گیا تھا۔ آپ براہ عنایت اسے قبول فرمائیں۔ آپ کی ہمشیرہ نے ویسا ہی کیا۔ اور آنحضرتؐ نے بڑی نوازش فرمائی۔ جبرائیلؑ نے آکر حکم الٰہی سنایا۔ کہ اسے جلدی مسلمان کرو۔

Marfat.com

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جب عمرؓ مسلمان ہوئے۔ تو پہلے تو غار کے اندر ازان کہی جاتی اب مسجد کے اوپر کھڑے ہو کر ازاں دینے لگے۔ اور اسلام کو تقویت حاصل ہوئی۔

اس کے بعد فرمایا۔ کہ میں نے ابواللیث کی تنبیہہ میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر قیامت کے دن مجھے پوچھا جائے گا۔ کہ ہماری بارگاہ میں کیا تحفہ لائے ہو۔ تو میں کہوں گا کہ عمرؓ

پھر فرمایا۔ کہ آپ کا عدل و انصاف اس درجے کا تھا کہ اپنے بیٹے سے بھی ٹھیک انصاف سے پیش آئے یہ قصہ یوں مشہور ہے۔ کہ ابو شحمہ نے شراب پی اور زنا کیا۔ جب اسے پکڑ کر مدینہ کی مسجد کے پاس لائے۔ جہاں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کبار تشریف فرما تھے۔ تو فرمایا۔ کہ اسے اسی درے لگاؤ۔ جب اسی مارے گئے۔ تو ابو شحمہ ہلاک ہو گیا۔ فرمایا۔ باقی بارہ اس کے مردے پر مارو۔ جس کی تعمیل کی گئی۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ الحمدللہ وہ دوزخ کی آگ سے تو بچ گیا۔ پہلی رات ہی اسے خواب میں دیکھا۔ کہ سبز لباس پہنے بہشت میں ٹہل رہا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ میرے والد پر رحمت کرے۔ جس نے مجھے دوزخ کے عذاب سے نجات دلوائی۔ پھر فرمایا۔ کہ عدل اسی کا نام ہے جو حضرت عمرؓ نے کیا۔

پھر امیرالمومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ' کے بارے میں فرمایا۔ کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یار بھی تھے۔ اور داماد بھی۔ آنحضرتؐ آپ کی دامادی پر فخریہ فرمایا کرتے۔ کہ اگر میری سو لڑکیاں بھی ہوتیں۔ تو میں یکے بعد دیگرے سب کا نکاح عثمانؓ سے کرتا۔ اس واسطے کہ اہل زمین و آسمان اس پر فخر کرتے ہیں۔

پھر فرمایا۔ کہ جس قدر مال آپ کے پاس تھا۔ صحابہ کرام میں سے کسی کے پاس نہ تھا۔ آپ سخی بھی اعلیٰ درجے کے تھے۔ چنانچہ حدیث ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ میں مال کی بہتات سے تنگ آگیا ہوں۔ آپ دعا کریں۔ تاکہ اس میں کمی آجائے۔ کیونکہ اس میں مشغول رہنے سے طاعت کا کام ٹھیک طور پر نہیں ہو سکتا۔ آنحضرتؐ نے دعا کرنی چاہی تو جبرائیل نے آکر فرمان الٰہی

Marfat.com

سنایا کہ عثمانؓ کے حق میں یہ دعا نہ کرنا۔ کیونکہ وہ اکثر مال ہماری راہ میں صرف کرتا ہے اور ہم اس کے مال کو زیادہ کرتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ آپ نے آنحضرتؐ کو معہ صحابہ کرام مدعو کیا۔ میزبانی کی شرائط ادا کرنے کے بعد دست بستہ عرض کی۔ کہ مسجد سے میرے گھر تک ستر قدم کا فاصلہ ہے۔ سو اے یارو! گواہ رہنا میں آنحضرتؐ کے ایک قدم کے بدلے ایک بردہ آزاد کرتا ہوں۔ جب آپ نے ایسا کیا تو آنحضرتؐ نے دعا کی۔ جس سے دینی مطلب حاصل ہوا۔ پھر فرمایا۔ کہ ایک روز امیرالمومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کسی لونڈی سے ہم بستری کرنی چاہی۔ خاتون قیامت دختر رسول اللہ کی نگاہ پڑی تو رشک سے برقعہ لے کر آنحضرتؐ کے حجرے میں آئیں اور سارا حال عرض کیا۔ فرمایا۔ اگر تو جا کر عثمان کو خوش نہ کرے گی۔ تو قیامت کے دن میں تیرا منہ نہیں دیکھوں گا۔ اس وقت عثمانؓ بھی مارے شرمندگی کے حیران کھڑے تھے کہ دیکھئے کیا حکم صادر ہوتا ہے۔ جب آنحضرتؐ نے اپنی دختر فرخندہ اختر کو یہ فرمایا تو آپ نے الٹے پاؤں آکر عثمانؓ کے پاؤں پر سر رکھ دیا۔ آپؓ نے حیران ہو کر کہا یا بنت رسول اللہ آپ یہ سن کر اٹھے اور تین سو لونڈیوں کو آپ کے سر صدقے آزاد کیا۔

پھر فرمایا کہ قیامت کے دن امیرالمومنین عثمانؓ کو وہ درجے عطا ہوں گے کہ تمام انبیاء رشک کریں گے۔ کہ کاش ہم ہی عثمانؓ ہوتے۔ بعد ازاں امیرالمومنین علیؓ کے بارے میں فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ گذشتہ انبیا کے وقت جب وہ کسی قلعہ کے فتح کرنے سے عاجز آجاتے۔ تو اللہ تعالیٰ امیرالمومنین علیؓ کی صورت پیدا کرتا۔ اور وہ قلعہ فتح ہو جاتا۔ پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ آپ نے غول بیابانی کی جنگ میں عاجز آکر ایسا نعرہ مارا کہ آسمان و زمین کے چودہ طبقات کانپ اٹھے اور نعرہ مدینہ میں آنحضرتؐ نے بھی سنا۔ اسی وقت جبرائیل علیہ السلام سورۂ اخلاص لائے اور فرمان الٰہی سنایا۔ کہ یہ سورہ علیؓ کے پاس بھیجو۔ تاکہ غول بیابانی پر فتح حاصل ہو آنحضرتؐ نے ویسا ہی کیا۔ امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ نے ایک دن رات سورہ اخلاص کا ورد کیا تو دوسرے روز فتح نصیب ہوئی۔

پھر فرمایا کہ جب داؤد علیہ السلام آہنی زرہ بنانا چاہتے تو ہاتھ میں لوہا لے کر اللہ کا

Marfat.com

نام لیتے۔ جس کی برکت سے لوہا موم ہو جاتا۔ بعد ازاں فرمایا کہ آنحضرتؐ کی خدمت میں سلمان فارسیؓ اور امیرالمومنین کرم اللہ وجہہ حاضر تھے۔ آپؐ کی عادت تھی کہ بوڑھوں سے خوش طبعی کیا کرتے تھے۔ چنانچہ چھوٹے کنکر اٹھا کر بار بار سلمان فارسیؓ کی طرف پھینکتے۔ آخر تنگ آکر سلمان نے کہا تجھے شرم نہیں آتی مجھے کنکر پھینکتا ہے۔ کیا میں نے تجھے گود میں اٹھا کر کھلایا نہیں۔ آپ نے فرمایا مجھے کیا یاد۔ تو ہی یاد کر۔ کہ تجھے فلاں جنگل میں شیر کے منہ سے چھڑایا تھا۔ یہ واقعہ اس طرح ہوا کہ ایک مرتبہ سلمان فارسی جنگل میں شیر کے قابو میں آگئے۔ اللہ تعالیٰ نے امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ کی صورت پیدا کی۔ جس کا سلمان فارسیؓ نے اقرار کیا کہ ٹھیک ہے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ نے آنحضرتؐ کو معہ صحابہ کرام مدعو کیا جب افطار کا وقت ہوا۔ تو آپ اس سوچ میں تھے۔ کہ مسجد سے میرے گھر تک اٹھارہ قدم کا فاصلہ ہے۔ اور میرے پاس کوئی بردہ نہیں جسے آزاد کروں۔ عثمانؓ نے تو سترہ غلام آزاد کئے تھے۔ ابھی اسی سوچ میں تھے کہ جبرائیل علیہ السلام نے آکر فرمان الٰہی سنایا۔ کہ یارسول اللہ! مسجد سے لے کر امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ کے مکان تک اٹھارہ قدم کا فاصلہ ہے۔ ہم نے آپ کے قدم کے عوض اٹھارہ ہزار عالم کو آتش دوزخ سے نجات دی۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ میں نے فتویٰ میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے بہشت میں مومنوں کے لئے چار ندیاں پیدا کی ہیں۔ ایک پانی کی۔ دوسری دودھ کی۔ تیسری شراب کی۔ چوتھی شہد کی۔

پھر فرمایا۔ کہ ابوبکرؓ کی مثال پانی کی ندی کی طرح ہے۔ پانی سے ہر چیز زندہ ہوتی ہے۔ اور عمرؓ کی مثال دودھ کی ندی کی سی ہے۔ کہ جب تک بچہ دودھ نہ پیئے نشو و نما نہیں پاتا۔ پس اسلام نے بھی جو نشو و نما حاصل کی۔ وہ عمرؓ کی وجہ سے کی۔ عثمان کی مثال شراب کی ندی کی سی ہے۔ جس سے نمازیوں کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔ اور امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ کی مثال شہد کی سی ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے شفا رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بہشت میں سلسبیل۔ زنجبیل۔ عین اور کافور کے چشمے پیدا کئے ہیں۔ جیسا کہ کلام مجید میں فرمایا ہے۔ "وعینا یشرب بھا عباداللہ یفجرونہا تفجیرا و

Marfat.com

عینا یشرب بها المقربون وعینا فیها تسمی سلسبیلا"

بعد ازاں فرمایا۔ کہ اے درویش! کہ ان چار کلمات کی ابتداء عین سے ہے۔ مثلاً" عشق ابوبکر۔ عمر۔ عثمان اور علی رضی اللہ عنہم۔ پس یہ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ ان چار چشموں سے اسی شخص کو حصہ ملتا ہے جو چاروں یاروں کو دوست رکھے۔

پھر فرمایا۔ کہ حدیث میں ہے اختار اصحابی علی العالمین سوی المومنین والمرسلین واختار من اصحابی و بعث فجعلھم اربعا" وھم ابوبکرؓ عثمانؓ و عمرؓ و علیؓ .یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے اصحاب کو برگزیدہ بنایا۔ اور ان میں سے چار کو خاص کر یعنی ابوبکر' عثمان' عمر اور علی رضی اللہ عنہم اجمعین۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ میری امت کو اپنے پاس بلائے گا۔ اس وقت صدیق' ابوبکر صدیقؓ کے ہمراہ بہشت میں داخل ہوں گے۔ امرو معروف کے بجا لانے والے عمرؓ کے ساتھ۔ اہل حرم عثمانؓ کے ہمراہ۔ اہل سخا اور نیک خو امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ۔ اہل علم معاذ جبل کے ساتھ۔ اہل قرآن ابی کعب کے ساتھ۔ درویش ابی دردا کے ہمراہ۔ اہل زہد ابی درد کے ہمراہ۔ شہید حمزہ کے ہمراہ اور اہل مودت بلال کے ہمراہ بہشت میں داخل ہوں گے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ حدیث میں آیا ہے۔ کہ "ابوبکر و زیر و القایم امتی بعدی و عمر حبیبی و عثمان منی و علی اخی و صاحب لوائی' یعنی ابوبکر میرے وزیر ہیں۔ اور میری امت کو قائم کرنے والے۔ عمر میرے دوست ہیں۔ اور عثمان مجھ سے ہیں۔ اور علی میرے بھائی ہیں۔ اور میرے جھنڈے کے مالک ہیں۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے باقی پیغمبروں کو مختلف درختوں سے پیدا کیا۔ لیکن مجھے اور علی کرم اللہ وجہہ کو ایک ہی درخت سے بنایا۔ جس کا سر میں ہوں اور شاخیں علیؓ۔ حسنؓ اور حسینؓ میوے اور باقی اولاد اور تابعین پتے ہیں۔ پس جو کسی شاخ سے تعلق رکھے۔ وہ دوزخ کی آگ سے نجات پا جاتا ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ جب امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ شکم میں تھے۔ تو جب کبھی آپ کی والدہ صاحبہ بت کو سجدہ کرنا چاہتیں۔ آپ شکم میں کچھ اس قسم کی ہلچل مچاتے۔ کہ

Marfat.com

وہ سجدہ نہ کر سکتیں۔

بعد ازاں والدین کی بزرگی کے بارے میں فرمایا۔ کہ والدین کی شفقت و رحمت اللہ تعالیٰ کی شفقت و رحمت ہے۔ اور والدین کا قہرو غضب اللہ تعالیٰ کا قہرو غضب ہے۔ جس فرزند سے والدین خوش نہیں اس سے اللہ تعالیٰ بھی خوش نہیں۔

پھر فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جب بے بسی کے وقت بارگاہ الٰہی میں والدین کو شفیع بنائیں۔ تو وہ مہم سر انجام ہو جاتی ہے۔ اور اس عاجزی و بے بسی سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ میں نے آثار اولیاء میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ ایک مرتبہ کوئی بزرگ قبرستان سے گزرا۔ تو آہ و بقا کی آواز سن کر وہیں ٹھہر گیا۔ جب دیکھا تو معلوم ہوا۔ کہ ایک مردے کو عذاب کر رہے ہیں۔ اور وہ اماں اماں پکارتا ہے۔ یہ دیکھ کر اس بزرگ نے بارگاہ الٰہی میں التجا کی۔ کہ اس مردے سے مٹی کا تودہ دور ہو جائے۔ اور اسے دیکھ لوں۔ کہ وہ کون ہے۔ اس بزرگ نے دیکھا۔ کہ سخت عذاب میں مبتلا ہے۔ اور اماں ہی اماں پکارتا ہے۔ اس بزرگ نے کہا۔ ماں کو کیوں یاد کرتے ہو۔ حق تعالیٰ کو یاد کرو۔ تاکہ تمہیں نجات حاصل ہو۔ کہا۔ زندگی میں جب کبھی میں کسی مصیبت میں گرفتار ہوتا تھا۔ تو ماں ہی پکارتا تھا۔ جس کے سبب اس مصیبت سے نجات حاصل ہو جاتی تھی سو اسی وقت اسے عذاب سے خلاصی دی۔

پھر خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ واقعی والدین کا نام لینا۔ اور ان کی عزت کرنا نجات کا موجب ہے۔ پس خوش وقت وہ فرزند ہے۔ جو والدین کا حق بجا لائے۔ اور اس سے ذرہ بھر تجاوز نہ کرے۔ کیونکہ جنت والدین کے قدموں تلے ہے۔

بعد ازاں اس بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ کہ تارک الصلوۃ کو روٹی۔ پانی نہیں دینا چاہئے۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "من ایمان تارک اصلوۃ ولو بلقہتہ اوبشربتہ قد قتل الانبیاء اولھم آبم وآخر ھم محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" یعنی جو شخص تارک الصلوٰۃ کی مدد روٹی پانی سے کرتا ہے۔ وہ گویا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک سارے پیغمبروں کو ہلاک کرتا ہے۔ جب خواجہ صاحب یہ فوائد ختم کر چکے۔ تو میں اور اور لوگ واپس چلے آئے۔

Marfat.com

بدھ کے روز بیسویں ماہ جمادی الاول کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ مولانا شمس الدین یحیٰ۔ مولانا فخر الدین زرادی مولانا برہان الدین غریب اور اور عزیز حاضر خدمت تھے۔ اہل سلوک کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ بعض مشائخ طبقات نے سلوک کے سو درجے مقرر کئے ہیں۔ جن میں ستروان مرتبہ کشف و کرامت کا ہے۔ سو کامل مرد وہ ہے۔ جو اپنے تئیں سترویں مرتبے پر کشف نہ کرے۔ اگر کرے گا۔ تو آگے ترقی نہیں کر سکے گا۔ اگر سویں درجے پر پہنچ کر کشف کرے تو جائز ہے۔ خواجہ بایزید بسطامیؒ اور شاہ شجاعؒ کرمانی نے سلوک کے پچاس مرتبے مقرر کئے ہیں۔ جن میں دسواں مرتبہ کشف و کرامت کا ہے۔ جو دسویں مرتبے پر پہنچ جائے۔ وہ ان کے نزدیک صاحب کشف و کرامت ہوتا ہے۔ خواجگان چشت نے سلوک کے پندرہ درجے مقرر کئے ہیں۔ جن میں پانچواں درجہ کشف و کرامت کا ہے۔ اگر پانچویں میں کشف و کرامت ظاہر کرے۔ تو باقی دس درجے طے نہیں کر سکتا۔ کامل مرد وہی ہے۔ جو پندرھویں پر بھی کشف نہ کرے۔ جب خواجہ صاحب یہ بیان فرما چکے تو مولانا شمس الدین یحیٰ نے عرض کی۔ کہ گزشتہ مشائخ نے سلوک کے بہت درجے مقرر کئے ہیں۔ یہ کیونکر ہے۔ اور مشائخ چشت تھوڑے ہی مرتبے طے کرنے سے صاحب کشف و کرامت ہو جاتے ہیں۔ یہ نعمت بغیر مجاہدہ کس طرح حاصل ہو سکتی ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ ہاں واقعی ایسا ہی ہے۔ وہ انبیاء جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گزرے ہیں۔ ان کی عمر ہزارہا سال کی ہوتی تھی۔ ان کا مجاہدہ بھی ان کی عمر کے مطابق تھا۔ اور نعمت کم تھی۔ جب آنحضرتؐ کا زمانہ آیا۔ تو مجاہدہ کم اور نعمت زیادہ ہوئی۔ پس ہمارے خواجگان بھی مشائخ آخرین ہیں۔ اس لئے جو نعمت ان میں ہے۔ وہ پہلوں کی نسبت زیادہ ہے گزشتہ مشائخ کو ان کی نسبت نعمت کا تیسرا حصہ حاصل تھا۔ لیکن جو مجاہدہ گزشتہ مشائخ کو حاصل تھا۔ وہ ہمارے مشائخ کو حاصل نہیں۔ مگر کرامت و نعمت بے اندازہ ہے۔ اس لئے اگر وہ تھوڑے ہی مرتبے طے کرنے سے صاحب کشف و کرامت ہو جائیں۔ تو جائز ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ خواجہ قطب الدین مودود چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس سلوک کا ذکر ہو رہا تھا آپ نے فرمایا۔ کہ راہ سلوک میں مرد کامل وہ ہے۔ کہ جب

Marfat.com

پندرھویں درجے میں پہنچے جو کہ ولایت کا درجہ ہے۔ تو اس وقت اگر مردے کے حق میں دعا کرے تو زندہ ہو جائے۔ خواجہ قطب الدینؒ ابھی یہ بات کر رہے تھے۔ کہ اتنے میں ایک بڑھیا روتی ہوئی آئی۔ اور عرض کی۔ یا شیخ! میری فریاد رسی فرمایئے۔ کیونکہ بادشاہ شہر نے میرے بیٹے کو بے گناہ سولی چڑھایا ہے۔ یہ سنتے ہی آپ سب اصحاب کو ہمراہ لے عصا ہاتھ میں لے کر وہاں پہنچے۔ نزدیک جا کر اس لڑکے کی گردن پکڑ کر آسمان کی طرف منہ کر کے کہا اے خالق اگر اسے بے گناہ سولی پر چڑھایا گیا ہے تو اسے زندہ کر ابھی یہ بات اچھی طرح کہنے بھی نہ پائے تھے۔ کہ لڑکا زندہ ہو گیا۔ اور سولی سے اتر کر چلنے لگا۔

پھر خواجہ صاحب نے حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ مرد کی کمالیت اسی قدر ہوتی ہے جب انسان اس درجے پر پہنچ جائے۔ تو پھر اس سے آگے اس کی بزرگی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں ہوتی۔

بعد ازاں درویشی کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جس روز جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے درویشی اختیار کی۔ اس روز جبرائیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ دونوں جہان آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کرے۔ آنحضرتؐ نے جب دونوں جہانوں کو دیکھا۔ تو پہلے دنیا پر نگاہ پڑی۔ دنیا نے فخر کیا۔ کہ اب میں آنحضرتؐ کی نگاہ سے مشرف ہو گئی ہوں۔ پھر عالم فقر کو دیکھا۔ تو دنیا سے دست بردار ہوئے اور فقر کو اختیار فرمایا۔

بعد ازاں حکم الٰہی صادر ہوا۔ کہ یا رسول اللہ! ہم دنیا بغیر حساب کے آپ کو دیتے ہیں۔ اسے قبول فرمائیں۔ عرض کی۔ اب میں دنیا کو رد کر چکا ہوں۔ اور فقر کو اپنی مرضی سے اختیار کر لیا ہے۔

پھر خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ مشائخ طبقات زہد کو اصل خیال کرتے ہیں۔ کہ باوجود دنیا کے فقر اختیار کرے۔ لیکن اگر مفلس ہو کر تارک دنیا بنے تو کوئی بڑی بات نہیں۔ بات تو یہ ہے کہ باوجود دنیا ہونے کے پھر تجرید سے کام لے۔

اس کے بعد فرمایا۔ کہ میں نے شیخ الاسلام فرید الحق والدین کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ درویشی کے ستر مرتبے ہیں۔ جن میں سے پہلا یہ ہے۔ کہ اگر درویش اسے

Marfat.com

طے کرے تو اس میں اس قدر روحانی قوت ہو جائے۔ کہ اگر زمین کی طرف نگاہ کرے۔ تو تحت الثریٰ تک کی چیزیں اسے دکھائی دیں اور اگر آسمان کی طرف نگاہ کرے۔ تو عرش عظیم دیکھ سکے۔ لیکن جو درویش ستر ہزار مرتبے طے کر لیتا ہے۔ اس کی روح عظمت کبریا کے ساتھ مل جاتی ہے۔ یہ بات عقل فکر میں نہیں آسکتی۔ یہ عقل کی حد سے باہر ہے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جس طرح درویشی کا مقام ستر ہزار عالم سے بالا تر ہے۔ اسی طرح جو درویش ستر ہزار عالم سے باخبر نہیں۔ وہ درویش ہی نہیں۔ اس میں پہلا مرتبہ یہ ہے۔ کہ جب مراقبہ کرے تو اٹھارہ ہزار عالم کے گرد پھر آئے۔ اور جب واپس آئے۔ تو اپنے تئیں سجادے پر پائے۔ اور یہ عجائبات مسلمانوں سے بیان کرے۔

پھر خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ اگر مایۂ عمر کو ثبات ہوتا۔ تو کرتا۔ لیکن چونکہ مایۂ عمر کو ثبات نہیں اس واسطے درویشی کے لئے اسی قدر کافی ہے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ اگر درویش جہان میں نہ ہوتے۔ تو ہزاروں بلائیں نازل ہوتیں۔ چنانچہ موسیٰؑ کے عہد میں حق تعالیٰ نے آپ کو فرمایا تھا۔ کہ اے موسیٰ! جہاں پر درویش ہیں۔ وہیں ہماری معرفت اور رحمت ہے۔

پھر خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ جہاں تو درویشوں اور گودڑی پوشوں کو سرگردان دیکھے۔ یقین جان۔ کہ وہاں بلا نازل ہونے والی ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ پچھلے زمانے میں ایک درویش گجرات میں آیا۔ ان دنوں گجرات میں ہر سال بلا نازل ہوا کرتی۔ وہاں ہندو بکثرت آباد تھے۔ اور مسلمان کم۔ جس دن سے وہ درویش آیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے وہاں کوئی وبایا بلا نہ نازل کی۔ لوگ حیران رہ گئے۔ کہ اس کی کیا وجہ ہے۔ یہاں تو ہر سال ہزارہا لوگ وبا کی نذر ہوا کرتے تھے۔ اب کے کس طرح امن و امان رہا۔ وہاں کا راجہ بڑا عقل مند تھا۔ اس نے کہا دیکھو کوئی اجنبی تو یہاں نہیں آیا۔ آخر تلاش کے بعد اس درویش کو راجہ کے پاس لے گئے۔ راجہ نے اس کی بڑی تعظیم و تکریم کی۔ درویش نے پوچھا۔ اس تعظیم و تکریم کی وجہ۔ راجہ نے کہا۔ یہ شہر ہر سال وبا میں مبتلا ہوا کرتا تھا۔ اس سال آپ کی برکت سے وبا نہیں پھیلی۔ درویش نے کہا۔ واقعی ایسا ہی ہوتا ہے۔ جہاں کہیں کوئی صاحب نعمت درویش ہوتا ہے۔ وہاں سے

Marfat.com

بلا اور مرگ دور رہتی ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ اس روز سے گجرات سے وباء دور ہو گئی۔

اس کے بعد خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ اے درویش! واضح رہے۔ کہ درویشوں کا قدم شہر میں ہوتا تو نیک ہے۔ لیکن درویش کو بھی چاہئے۔ کہ وہ درویشی کا حق ادا کرے۔ تاکہ وہ شہر اس کی حمایت میں ہو۔ نہیں تو جس شہر میں درویش مزے اڑائیں اور درویشی کا حق ادا نہ کریں۔ اس شہر میں راحت نہیں ہوتی۔

پھر اسلام کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ اے درویش! اسلام کا نام لے لینا سہل ہے۔ لیکن اس کے فرائض کو انجام دینا بہت مشکل ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ خواجہ بایزید بسطامیؒ نے ستر سال تک نفس کو مجاہدہ سے مارا۔ چنانچہ دس دس بیس بیس سال تک پانی نہیں دیتے تھے۔ اور مجاہدے میں رکھتے تھے۔ لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ چونکہ میں مسلمان کہلاتا ہوں۔ اس لئے مجھے مسلمانی کا حق بھی ادا کرنا چاہئے۔

بعد میں فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ ایک یہودی سے پوچھا گیا۔ کہ تجھے خواجہ بایزید سے اتنی الفت ہے۔ تو تو مسلمان کیوں نہیں ہو جاتا۔ کہا۔ اگر مسلمانی اس بات کا نام ہے۔ جو تم کرتے ہو۔ تو ایسی مسلمانی سے مجھے شرم آتی ہے۔ اور اگر مسلمانی وہ ہے۔ جو خواجہ صاحب کرتے ہیں۔ تو وہ مجھ سے ہو نہیں سکتی۔ اب بتاؤ۔ میں مسلمان کیونکر بنوں۔ خواجہ صاحب ابھی یہی فرما رہے تھے۔ کہ اتنے میں خواجہ قطب الدین ہانسوی اور شیخ برہان الدین غریب قوالوں کے ہمراہ آئے۔ خواجہ صاحب اٹھ کھڑے ہوئے۔ آنے والوں میں سے ہر ایک آداب بجا لایا۔ حکم ہوا۔ کہ بیٹھ جاؤ بیٹھے تو سلوک اور سماع کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ سماع سننے کے لائق چیز ہے۔ لیکن سننے والے کو چاہئے۔ کہ جب سنے۔ تو گوش ہوش سے سنے۔ تاکہ وجد ہو۔ جو صاحب درد ہے۔ اسے تو اثر ہو جاتا ہے۔ لیکن جو صاحب درد نہیں اس کے روبرو خواہ دوست کے ہزارہا اسرار بیان کئے جائیں۔ اس پر ذرہ بھر بھی اثر نہیں ہوتا۔

پھر فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ میں شیخ الاسلام فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر تھا۔ آنجناب کی زبان مبارک سے سنا۔ کہ ایک دفعہ خواجہ قطب

Marfat.com

الدین۔ قاضی حمید الدین ناگوری۔ خواجہ شمس الدین ترک۔ مولانا علاؤالدین کرمانی اور شیخ محمود موزہ دوز قدس اللہ سرہ العزیز ایک ہی جگہ تھے۔ وقت باراحت تھا۔ اور ان کی خانقاہ میں سماع ہو رہا تھا۔ صرف ایک ہی شعر کا ان اصحاب پر یہ اثر ہوا۔ کہ تین دن رات رقص کرتے رہے۔ اور اپنے آپ سے بالکل بے خبر رہے۔

پھر خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ واقعی بزرگ اسی طرح سماع سنتے ہیں۔ پھر شیخ عثمان سیاح نے اٹھ کر عرض کی۔ کہ قوال حاضر ہیں۔ اگر حکم ہو تو کچھ کہیں۔ فرمایا۔ زہے سعادت۔ قوالوں نے شروع کیا۔ ابھی پہلا ہی شعر کہا تھا۔ کہ خواجہ صاحب شیخ عثمان سیاح۔ شیخ حسین اور اور عزیز رقص کرنے لگے۔ اور چاشت سے لے کر شام کی نماز تک رقص کرتے رہے۔ اور انہیں اپنے آپ کی کوئی خبر نہ تھی۔

بعد ازاں ہر ایک اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ پھر خواجہ صاحب نے سرمائی صوف شیخ عثمان کو عطا فرمائی۔ اور کلاہ خاص مجھے اور اسی طرح ہر ایک کو اپنا اپنا حصہ ملا۔ وہ دن بہت ہی باراحت تھا۔ قوالوں نے یہ غزل گائی تھی۔

Marfat.com

غزل

بزار سختی اگر برمن آید آسان ست　　که بوستی و اربات بزار چندانست
سفر برازنه باشد بیار طالب بوست　　که خار بست محباں گل و ریحانست
اگر تو جور کنی جورنیست و بیدار لست　　اگر تو باغ نہی باغ نیست برمانست
نه آبروئے که کز خون من بخواہی ریخت　　مخالفت کنم آں کنم که فرمانست
زعقل من عجب آید صواب گویانرا　　که بل بدست تو مربن خلاف فرمانست
گمان برند که برباغ عشق شعله را　　نظر به سیب زنخدان و نارپستانست

الحمدللہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل — ۱۱ —

اسرار حق تعالیٰ

بیسویں ماہ جمادی الآخر کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ مولانا شمس الدین یحییٰ۔ مولانا فخرالدین زرادی۔ مولانا برہان الدین غریب اور امیر حسن علا سنجری حاضر خدمت تھے۔ اسرار عشق کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے اسرار و انوار کے لئے حوصلہ وسیع ہونا چاہیے۔ تاکہ وہ اسرار جاگزین ہو سکیں۔ اگر دوست کا پہلا ہی بھید برداشت نہ کر کے ظاہر کر دیا جائے تو پھر اور اسرار کے لائق نہیں ہو سکتا۔

پھر فرمایا۔ کہ اے درویش! راہ سلوک میں کامل مرد وہی ہے۔ کہ دوست کے عالم انوار سے جو کچھ اس پر ظاہر ہو۔ اسے افشا نہ کرے۔ اگر افشا کرے گا۔ تو اس کے ساتھ منصور حلاج کا سا سلوک ہو گا۔

پھر فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ کسی بزرگ نے کسی اور بزرگ کو لکھا۔ کہ آپ اس شخص کے حق میں کیا فرماتے ہیں جو محبت کا ایک ہی پیالہ پی کر مدہوش ہو جائے۔ اس بزرگ نے جواب میں لکھا۔ کہ جو آپ نے لکھا ہے۔ یہ کم حوصلہ لوگوں کا کام ہے۔ مرد وہی ہے۔ جو ازل و ابد کے دریا پی کر بھی "ہل من مزید" ہی پکارتا رہے۔ پھر کسی کو یہ نہ لکھنا۔ ورنہ اہل سلوک میں شرمندہ ہو گے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ میں نے اسرار اولیاء میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ راہ سلوک میں صادق وہ شخص ہے کہ عالم اسرار سے جو کچھ اس پر مصیبت وغیرہ نازل ہو۔ اس پر صبر کرے اور رضا بہ قضا رہے۔ جیسا کہ کلام مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ربنا افرغ علینا صبر و ثبت اقد امنا وانصرنا علی القوم الکافرین۔

پھر فرمایا۔ عزیزو! مفسروں اور مشائخ نے یہ مرتبہ ان اشخاص کو دیا ہے۔ جو رنج و مصیبت کے وقت صبر کرتے ہیں۔ درویش وہی ہے جو دوست کی بھیجی ہوئی مصیبت کو برداشت کرے۔

Marfat.com

بعد میں فرمایا۔ کہ اس راہ میں عاشق اسی کو کہتے ہیں۔ جس کی حضوری اور غیبت یکساں ہو۔ یعنی جو حالت اس کی حضوری کے وقت ہو۔ وہی غیبت کے وقت ہو۔ ہر حالت میں وصال کی خواہش کرتا رہے۔ لیکن راہ سلوک میں کامل مرد وہ ہے۔ جو خلقت میں رہ کر دوست میں مشغول رہے۔ اور جو کچھ اسے ملے اپنے پاس جمع نہ رکھے۔

پھر فرمایا۔ کہ خواجہ عبداللہ سہیل تستری" لکھتے ہیں۔ کہ کلاہ کے چار خانے ہوتے ہیں۔ اول اسرار و انوار کا دوسرا محبت و توکل کا۔ تیسرا عشق و اشتیاق کا اور چوتھا رضا و موافقت کا۔

بعد اس کے فرمایا۔ کہ اے عزیز! جو شخص کلاہ پہنے۔ اس میں چار چیزوں کی ترک چاہئے۔ پہلی اسرار و انوار کی۔ لوگوں کو ایسی نعمت سے کیوں محروم رکھے۔ اور کیوں اس کا حق ادا نہ کرے۔

پھر فرمایا۔ کہ قاضی حمید الدین ناگوری قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں۔ کہ طاقیہ دوست کا مونس ہے۔ اور اس میں عشق ہی عشق ہے۔ پس اس راستے میں صادق وہ شخص ہے۔ جو طاقیہ کی قدر شناسی کرے کیونکہ اس میں سراسر عشق اور شوق ہے۔ اور نیز اس سے جمال دوست کے اسرار معلوم ہوتے ہیں۔

پھر فرمایا۔ کہ شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز کی عادت تھی۔ کہ خواہ سو یا دو سو آدمی مرید ہونے کے لئے حاضر خدمت ہوتے۔ سب کو طاقیہ دے کر فرماتے۔ کہ جو شخص اس کی حق ادائی نہ کرے گا اور اپنے پیروں کے طریقے پر نہ چلے گا۔ طاقیہ خود اسے سزا دے گا۔ لیکن آپ جس شخص کو طاقیہ عنایت فرماتے وہ آپ کی نظر کی برکت کے سبب ایک قدم بھی بیجا نہ رکھتا۔

پھر فرمایا۔ کہ اہل طاقیہ کو طاقیہ خود ہی سزا دیتا ہے۔ لیکن انہیں معلوم نہیں ہوتا۔ کہ یہ سختی ہم پر کیوں ہوئی۔ جو طاقیہ کا حق ادا کرتا ہے۔ وہ دنیا اور آخرت میں ہرگز بے دوستی کا اثر نہیں دیکھتا۔ جب خواجہ صاحب یہ فوائد ختم کر چکے۔ تو نماز کی اذاں ہوئی۔ آپ یاد الٰہی میں مشغول ہوئے۔ اور میں اور لوگ واپس چلے آئے۔

الحمدللہ علی ذالک

Marfat.com

فصل ۔۔ ۲ ۔۔

ماہ شعبان

بروز ہفتہ دسویں ماہ شعبان کی فضیلت اور سلوک کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ ماہ شعبان ماہ رسولؐ ہے۔ جو شخص اس مہینے میں ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہزار کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھتا ہے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ شب برات کو سارے بخشے جاتے ہیں۔ لیکن حسب ذیل اشخاص نہیں بخشے جاتے اول والدین کو ستانے والا۔ دوم جادو گر۔ سوم شراب خور۔ چہارم قطع رحم کرنے والا۔ پنجم تارک الصلوۃ ۔ ششم زانی۔ ہفتم لوطی۔ ہشتم دروغ گو۔ نہم غیبت کرنے والا۔ دہم بت بنانے والا۔

پھر فرمایا۔ کہ لوگوں کو چاہئے۔ کہ اس رات تمام ممنوعہ چیزوں سے دور رہیں۔ اور لوگوں کو بھی منع کریں۔ کیونکہ اس رات میں سراسر جمعیت اور مغفرت ہے۔ تاکہ اس سعادت سے محروم نہ رہ جائیں۔

اس کے بعد عارفوں کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ خواجہ منصور عمادؒ فرماتے ہیں۔ کہ عارفوں کے تین نفس ہوتے ہیں۔ ایک جو دنیا میں ہوتا ہے۔ دوسرا قبر میں۔ تیسرا بہشت میں۔ جو دنیاوی نفس ہے۔ وہ حوروں کی طرف مائل ہوتا ہے۔ دوسرا صرف قبر میں ہمراہ رہتا ہے۔ اس کی شرح بیان نہیں ہو سکتی۔ تیسرا بہشتی نفس موت کے وقت سے لے کر آخر تک رہتا ہے۔ چنانچہ کلام اللہ میں لکھا ہے۔ " ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللّٰہ اموتا بل احیاء عند ربھم' جو راہ خدا میں قتل ہوئے ہیں۔ انہیں مردہ نہ سمجھو۔ وہ اپنے پروردگار کے نزدیک زندہ ہیں۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ خواجہ منصور عماد فرماتے ہیں۔ کہ عارف چار چیزوں کی سی خاصیت رکھتے ہیں۔ بعض پانی اور ہوا کی طرح کہ کسی چیز سے آلودہ نہیں ہوتے۔ بلکہ اوروں کو پاک کرتے ہیں۔ بوجھ اٹھا لیتے ہیں۔ لیکن انہیں ناگوار نہیں گزرتا۔ بعض خاک کی طرح ہیں۔ کہ جو کچھ انہیں دیا جائے۔ اسے ضائع نہیں کرتے۔ بلکہ کچھ زیادہ

Marfat.com

ہی کرتے ہیں۔ اور بعض آگ کی طرح ہیں۔ جو اوروں کو جلاتے ہیں۔ لیکن خود نہیں جلتے۔ اور کسی قسم کی غفلت نہیں کرتے۔ پھر آپ سے پوچھا گیا۔ کہ علیک اثقالھم لا اثقالھم' کس قوم کو خطاب ہوا تھا۔ فرمایا۔ یہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا تھا۔ کہ اے محمدؐ! جو شرع کا بوجھ اٹھائے۔ وہ تیرے ذمے ہے۔ اور جو حقیقت اور طریقت کا بوجھ اٹھائے اس سے تو فارغ رہ۔ اس کا حساب ہمارا ذمے ہے۔

خواجہ صاحب یہی فرما رہے تھے۔ کہ آپ کے ایک مرید نے اپنی عورت کا گلہ کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ جو کچھ تم عورت اور فرزندوں کے حق میں خرچ کرتے ہو۔ اس کا حساب قیامت کے دن تم سے نہیں لیا جائے گا۔ یعنی مرد کو عورت پر پوری دسترس ہے۔ سو بھی چند باتوں کے لئے جو اگر نہ کرے تو اسے مارے۔ اول نماز کے لئے۔ دوسرے امر معروف کے لئے یعنی فرمانبرداری کے لئے۔ تیسرے صحبت کے لئے۔ اگر نافرمانی کرے اور خاوند سے جھگڑا کرے۔ تو اسے مارنا چاہئے۔ اگر اس طرح درست نہ ہو۔ تو کپڑے اتار لے چنانچہ کلام اللہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ واللاتی تخافون نشو زھن فعظو ھن واھجروھن فی المضاجع واضربو ھن' لیکن عورت کو چاہئے۔ کہ خاوند کے اسباب کی نگہداشت کرے۔ اور کوئی چیز خاوند کی رضامندی کے بغیر نہ لے۔ نہ چھپائے۔ نہ کسی کو دے اور نہ بخشے۔ اس کے علاوہ عورت پر کچھ واجب نہیں۔ اگر روٹی پکانے چرخہ کاتنے۔ کپڑا سینے۔ بچوں کو دودھ دینے میں تغافل کرے۔ تو اسے سزا نہ دے۔ کیونکہ مرد پر واجب ہے۔ کہ معاش کی ساری چیزیں مہیا کرے۔ اور کوئی خدمت گار مقرر کرے۔ جو یہ ساری خدمات بجالائے۔ اس واسطے کہ عورت آزاد ہے۔ اگر عورت یہ کام کرے۔ تو اس کی مروت ہے۔ ورنہ اس پر واجب نہیں۔

پھر فرمایا۔ کہ اگر عورت یہ کام ازراہ مروت کرے۔ تو وہ گویا خاتونؓ جنت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے طریقے پر چلتی ہے۔ اور قیامت کے دن اسے خاتونؓ جنت کی شفاعت نصیب ہو گی۔

بعد ازاں انصاف کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ

Marfat.com

ایک مرتبہ سلطان محمود کو نیند نہیں آتی تھی۔ بہتیرا لیٹتا تھا۔ لیکن نیند نہ آتی تھی۔ آخر حکم دیا۔ کہ دیکھو دروازے پر کوئی حاجت مند تو نہیں کھڑا۔ نوکر کئی مرتبہ گئے۔ لیکن کوئی نہ ملا۔ آخر خود اٹھ کر گیا۔ جب پاس کی مسجد میں گیا۔ تو کیا دیکھتا ہے۔ کہ ایک شخص کونے میں سر بسجود ہو کر بارگاہ الٰہی میں عرض کر رہا ہے۔ کہ محمود سے میرا انصاف لے۔ یہ سن کر اسے بغل میں لیا۔ اور پوچھا میں نے تجھ سے کونسی بے انصافی کی ہے۔ تو تو میرے پاس کبھی نہیں آیا۔ اور نہ مجھے خبر کی ہے۔ کہا۔ تیرے شہر میں ایک آدمی ہے جو ہر روز میرے گھر میں آتا ہے۔ اور میری عورت سے بدفعلی کرتا ہے۔ مجھ میں اس قدر قدرت نہیں۔ کہ اس کا مقابلہ کروں اگر تو انصاف نہ کرے گا۔ تو قیامت کے دن تیرا دامنگیر ہوں گا۔ سلطان محمود نے اس سے معافی مانگی۔ اور کہا کہ اب کی مرتبہ جب وہ آئے تو مجھے اطلاع کرنا۔ تاکہ میں تیرا انصاف کروں۔ الغرض اس کے تیسرے دن بعد جب وہ مرد اس کے گھر آیا۔ تو اس نے سلطان محمود کو اطلاع دی۔ سلطان محمود تلوار سونت اس کے گھر پہنچا۔ اور کہا کہ چراغ گل کر دو۔ اندر جا کر اس مفسد کا سر قلم کیا۔ پھر کہا۔ کہ چراغ روشن کرو۔ سلطان محمود نے اس شخص کو دیکھ کر الحمدللہ کہا۔ اور پھر کچھ کھانا مانگا۔ وہ مرد روٹی کے ٹکڑے لے آیا۔ محمود نے کھا کر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔ جب جانے لگا۔ تو اس مرد نے کہا۔ کہ مجھے اس حال سے آگاہ کرو۔ کہا۔ جس وقت میں نے چراغ بجھانے کے لئے کہا تھا اس کا سبب یہ تھا۔ کہ شاید میرا کوئی قریبی یا رشتہ دار ہی ہو۔ جس کو قتل نہ کر سکوں۔ اور اس کے سبب انصاف نہ کر سکوں۔ اور جب میں نے چراغ روشن کروایا۔ تو اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ دیکھوں۔ کوئی آشنا تو نہیں۔ سو الحمدللہ کہ میرے خاندان سے نہ تھا۔ بلکہ ہمارے شہر کا بھی نہ تھا۔ اور کھانا مانگنے کی یہ وجہ تھی۔ کہ میں نے جس روز سے تجھ سے وعدہ کیا تھا۔ ٹھان لی تھی۔ کہ جب تک اس کا انصاف نہ کر لوں گا۔ کھانا نہیں کھاؤں گا۔ اب جبکہ میں نے انصاف کر لیا۔ تو بھوک نے غلبہ کیا۔

پھر خواجہ صاحب نے زار زار رو کر فرمایا۔ کہ واقعی انصاف اسی بات کا نام ہے۔ اور اسی قسم کے انصاف سے جہان قائم رہتا ہے۔ لیکن اس زمانے میں عدل و انصاف

Marfat.com

معدوم ہے۔ جب خواجہ صاحب یہ حکایت ختم کر چکے۔ تو نماز کی اذاں ہوئی۔ اور آپ یاد الٰہی میں مشغول ہوئے۔ اور میں اور اور لوگ واپس چلے آئے۔

الحمدللہ علی ذالک۔

فصل ۔۔ ۱۳ ۔۔

فضیلت رمضان

ہفتے کے روز دوسری ماہ رمضان کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ مولانا شمس الدین یحیٰ۔ مولانا برہان الدین غریب اور اور عزیز حاضر خدمت تھے۔ اور نیز شیخ عثمان سیاح۔ شیخ حسین نبیرہٗ شیخ الاسلام حضرت قطب الدین بختیار اوشی اور خاندان چشت کے چار درویش بھی آکر اداب بجا لائے۔ جب بیٹھ گئے۔ تو ماہ رمضان کی فضیلت اور اولیاء اور انبیاء کی محبت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ اللہ تعالٰی ماہ مبارک رمضان کے روزے کی ہر ساعت کے عوض ایک لاکھ گنہگاروں کو آتش دوزخ سے نجات بخشتا ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ جب مومن نماز تراویح سے فارغ ہوتا ہے۔ تو ایک ہزار فرشتے کو حکم ہوتا ہے۔ کہ رحمت کے طبق اس کے ہر حرف کے بدلے ایک حور اسے دیتے ہیں۔ اور ہر رکعت کے عوض ایک محل بہشت میں اس کے نام کا بنایا جاتا ہے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ اے درویش! یہ مہینہ غنیمت ہے۔ سو انسان کو چاہئے۔ کہ ذکر میں مشغول رہے۔ اور جس قدر ہو سکے قرآن شریف پڑھے۔ ہر حرف کے بدلے دس غلاموں کی آزادی کا ثواب ملتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ ماہ رمضان میں دن رات میں دو مرتبہ قرآن مجید ختم کیا کرتے۔ اس حساب سے سارے مہینے میں ساٹھ مرتبہ ختم کرتے۔ اور خواجہ قطب الدین مودود چشتی قدس اللہ سرہ العزیز ماہ رمضان میں ہر روز چار مرتبہ ختم کیا کرتے۔ اور دو سیپارے زائد پڑھا کرتے تھے۔ چنانچہ مہینے میں ایک سو

Marfat.com

بائیس مرتبہ ختم کرتے۔

بعد میں فرمایا۔ کہ جب تک ایسا مجاہدہ نہ کیا جائے۔ ہرگز ہرگز مشاہدہ حاصل نہیں ہوتا۔

پھر فرمایا۔ کہ شیخ الاسلام فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کا عمر بھر یہی وطیرہ رہا۔ کہ ماہ رمضان میں ہر رات دو مرتبہ قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے۔

شیخ شیوخ شیخ کبیر قدس اللہ سرہ العزیز کی یہ عادت تھی۔ کہ ماہ رمضان المبارک میں ہر رات دو مرتبہ قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے۔ آخر عمر تک آپ کا یہی حال رہا۔ اس کے بعد حضرت شیوخ العالم شیخ کبیر فرید الحق والدین کی بزرگی کے بارے میں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ شیخ الاسلام قدس اللہ سرہ' العزیز خود بیان فرماتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ ملک کرمان میں شیخ احدالدین کرمائیؒ سے ملاقات ہوئی۔ چند روز آپ کی خدمت میں رہا۔ ایک روز ہم دونوں جماعت خانے کے صحن میں بیٹھے تھے۔ کہ چار درویش صاحب نعمت وحال آئے اور سلام و مصافحہ کر کے بیٹھ گئے۔ کرامت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ ایک نے کہا۔ ہم میں جو صاحب کرامت ہوں۔ کرامت دکھائیں۔ سب نے احد الدین کرمائیؒ کی طرف اشارہ کیا۔ کہ صاحب خانقاہ یہی ہیں انہیں سے ابتدا ہونی چاہیے۔ الغرض شیخ احد الدینؒ نے فرمایا۔ کہ اس شہر کے حاکم کا عقیدہ میرے حق میں درست نہیں آج وہ میدان میں گیند بلا کھیلنے گیا ہے۔ بڑے ہی تعجب کی بات ہو گی۔ اگر وہ سلامت آگیا الفاظ کا زبان مبارک سے نکلنا تھا۔ کہ آپ کے ایک مرید نے آکر ذکر کیا۔ کہ اس شہر کا حاکم گیند کھیلتا ہوا گھوڑے سے گر کر مر گیا ہے۔ یہ سن کر حاضرین نے آپ کی کرامت تسلیم کی۔ پھر میری (شیخ کبیرؒ) طرف اشارہ کر کے کہا۔ کہ آپ بھی کچھ کرامت دکھائیں۔ میں نے کہا۔ آنکھیں بند کرو بند کر کے جب کھولیں۔ تو اپنے تئیں خانہ کعبہ میں دیکھا۔ پھر اقرار کیا۔ کہ واقعی اللہ کے بندے ایسے ہی ہوتے ہیں۔ یہ بیان فرما کر خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ مجھے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت شیخ شیوخ العالم قدس اللہ سرہ العزیز صبح اور عشاء کی نماز خانہ کعبہ میں ادا کیا کرتے تھے۔

Marfat.com

پھر فرمایا۔ کہ ایک روز حضرت شیخ کبیر اور شیخ جلال الدین اوچی یک جا بیٹھے تھے۔ کہ ایک درویش نے آکر دہی کا سوال کیا۔ دہی موجود نہ تھی۔ آپ نے شیخ جلال الدین کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ اس درویش کو کہہ دو۔ کہ فلاں مقام پر دہی رکھی ہے۔ لے آوے۔ دراصل وہاں پر پانی کے سوا اور کوئی چیز نہ تھی۔ الغرض جب درویش نے جا کر دیکھا۔ تو سارے پانی کو دہی پایا۔ آپ یہی بیان فرما رہے تھے۔ کہ حسن بالا اور برہان قوال آئے۔ آپ نے اجازت دی۔ کہ قوالی ہو۔ آغاز سماع میں حضرت خواجہ صاحب اور شیخ عثمان سیاح پر ایسا اثر ہوا۔ کہ رقص کرنے لگے اور بیہوش ہو گئے۔

سماع سے فارغ ہو کر شیخ عثمان کو بارانی عطا فرمائی۔ اور مجھے دستار۔ وہ دن بہت ہی باراحت تھا۔ قوالوں نے یہ غزل گائی۔

Marfat.com

غزل

آں مطرب از کجاست که برگفت نام دوست تاجان و جامه پاره کنم من بنام دوست
دل زنده می شود بامید وفائے یار جاں رقص میکند به سماع کلام دوست
تانفخه صوربازنیاید به خویشتن ہر کوفتابه مست زشربت بجام دوست

بعد ازاں فرمایا۔ کہ مومن کے دِل میں انبیاء اور اولیاء کی دوستی کا ہونا ہزارہا سال کی عبادت سے بڑھ کر ہے۔ پس لوگوں کو چاہئے۔ کہ انہیں کاذکر خیر کرتے رہاکریں۔

پھر فرمایا۔ کہ جب قارون زمین میں غرق کیا گیا۔ تو جب چوتھے طبقے پر پہنچا۔ اور وہاں کے لوگوں نے پوچھا تو کون ہے اور کس کی قوم ہے۔ کہا۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے ہوں۔ اسی وقت حکم الٰہی ہوا۔ کہ اسے یہیں رکھو۔ کیونکہ اس نے ہمارے دوست کا نام لیا ہے۔ ہم اب اسے اس سے نیچے نہیں لے جائیں گے۔ پھر خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ یہ اس شخص کا حال ہے جو خدا سے دشمنی رکھتا تھا۔ اور جسے صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام لینے کی خاطر خلاصی نصیب ہوئی۔ مومن جو کہ قیامت تک ان کی محبت اپنے دل میں رکھتا ہے۔ امید ہے کہ وہ دوزخ کی آگ میں نہیں جلایا جائے گا۔ خواجہ صاحب نے یہ فوائد ختم کئے۔ تو آپ یادالٰہی میں مشغول ہوئے۔ اور میں اور اور لوگ واپس چلے آئے۔

الحمدللہ علی ذالک۔

Marfat.com

فصل --- ۱۴ ---

فضیلت محرم

بروز ہفتہ پانچویں ماہ محرم ۷۱۹ ہجری کو پابوسی کا شرف حاصل ہوا۔ مولانا شمس الدین یحییٰ مولانا فخر الدین زرادی۔ مولانا برہان الدین غریب اور شیخ نصیر الدین محمود رحمتہ اللہ علیہم اجمعین حاضر خدمت تھے۔ ماہ محرم الحرام اور امام حسن اور حسین رضی اللہ عنہا کی فضیلت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ اسی مہینے میں حضرت شیخ شیوخ العالم نے انتقال فرمایا تھا۔

پھر فرمایا۔ کہ جس رات آپ نے انتقال فرمایا۔ تین مرتبہ عشاء کی نماز ادا کی۔ اور ہر بار یہی فرمایا۔ کہ دیکھئے پھر پڑھنی نصیب ہوتی ہے یا نہیں۔

پھر فرمایا۔ کہ حضرت شیخ العالم کا انتقال سجدہ میں ہوا۔ اور جس وقت آپ کا انتقال ہوا۔ آسمان سے آواز آئی۔ کہ مولانا فرید نے انتقال فرمایا ہے۔ اور مقامات قرب میں داخل ہوئے ہیں۔

پھر خواجہ صاحب یہ فرما کر زار زار روئے۔ جس کا اثر حاضرین پر بھی ہوا۔ پھر فرمایا۔ کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ جو شخص عاشورے کے دن سات قسم کے دانے پکائے۔ ہر دانے کے بدلے اس کے نام نیکی لکھی جاتی ہے۔ اور اسی قدر بدیاں مٹائی جاتی ہیں۔

پھر حضرت خاتون جنت بی بی فاطمتہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی پیدائش کے بارے میں فرمایا کہ جس رات بی بی فاطمہؓ نے رحم مادر میں قرار پکڑا۔ اس سے ایک روز پہلے حضرت جبرائیلؑ نے ایک بہشتی سیب لا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کر کے عرض کی۔ کہ آپ اسے خود کھائیں کسی کو نہ دیں۔ آنحضرتؐ نے ایسا ہی کیا۔ اسی رات جب ام المومنین حضرت خدیجہؓ سے ہمبستر ہوئے تو حضرت بی بی فاطمتہ الزہرا عالم وجود میں آئیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت بی بی فاطمتہ الزہرا کی پیدائش خاص بہشت سے ہے۔ پھر خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ فاطمتہ الزہراؓ کے جگر گوشوں کا حال سب کو معلوم ہے۔ کہ ظالموں نے آپ کو دشت کربلا میں کس طرح بھوکا پیاسا شہید کیا۔

Marfat.com

پھر فرمایا۔ کہ کتب سیر میں لکھا ہے۔ کہ جب امیرالمومنین حسنؓ اور حسینؓ گھوارے میں روتے اور بی بی فاطمۃ الزہراؓ کسی کام میں مشغول ہوتیں۔ تو جرائیلؑ کو حکم ہوتا۔ کہ جا کر صاحبزادوں کا گھوارہ ہلاؤ۔ تاکہ وہ آرام سے سو جائیں۔

پھر فرمایا۔ کہ امام حسینؓ کی شہادت کے دن سارا جہان تیرہ و تار ہو گیا۔ بجلی چمکنے لگی۔ آسمان اور زمین جنبش کرنے لگے۔ فرشتے غضب میں تھے اور بار بار اجازت چاہتے تھے۔ کہ حکم ہو تو تمام ایذا دہندوں کو ملیامیٹ کر دیں۔ حکم ہوا کہ تمہیں اس سے کچھ واسطہ نہیں۔ تقدیر یونہی ہے۔ میں جانوں اور میرے دوست۔ تمہارا اس میں کیا دخل۔ میں قیامت کے دن ظالموں کے بارے میں انہیں سے انصاف کراؤں گا۔ جو کچھ امام حسین ان کے حق میں فرمائیں گے۔ ویسا ہی ہو گا۔ یہ فرما کر خواجہ صاحب رونے لگے اور فرمایا۔ کہ خاندان نبوت کا خاصہ جواں مردی ہے۔ کچھ عجب نہیں کہ شہزادے ان ظالموں کی شفاعت کریں۔ اور انہیں بخشوا لیں۔ اگرچہ ظاہر میں ان بدبختوں کو آتش دوزخ سے رہا ہونا ناممکن ہوتا ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ قیامت کے دن تمام ظالموں کو حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے سپرد کیا جائے گا۔ تو آپ انہیں بخش دیں گے۔ کربلا کے معاملے کی بابت معافی مانگی جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ فرمائیں گے آپ اس خون کو معاف فرما دیں ہم اس کے عوض آپ کے والد بزرگوار کی تمام امت بخش دیں گے۔ یہ سن کر آپ خون کا دعویٰ چھوڑ دیں گی۔ اور امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے عاصی آتش دوزخ سے رہا کئے جائیں گے۔

پھر فرمایا۔ کہ آج حضرت شیخ شیوخ العالم کا عرس ہے۔ حلوا اور طعام موجود ہے۔ فقراء اور مساکین کو تقسیم کرنا چاہئے۔ یہ حکم ہوتے ہی حلوا اور طعام تقسیم کیا گیا۔ پھر سماع شروع ہوا۔ ایک رات دن یہ مجلس گرم رہی۔ حضرت خواجہ صاحب اور اور درویشوں کو اپنے حال کی خبر نہ تھی دوسرے روز ہوش آیا۔ قوالوں نے یہ اشعار گائے۔

ترا سماع نباشد چو سوز عشق نبود — گماں مبرکہ برآید زخام ہرگز بود
چوہرچہ میرود از دست دوست فرقے نیست — میان شربت نوشیں و تیغ زہر آلود

Marfat.com

ملفوظات

سلطان المشائخ محمد نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ

— یعنی —

فوائد الفواد

مرتبہ

حضرت خواجہ امیر حسنؒ علا سنجری دہلوی

مترجم

عنصر صابری

Marfat.com

Marfat.com

میں تو ایسا رنگ اور نہیں دیکھوں ری
موہے تورا رنگ بھائیو نظام الدین

Marfat.com

Marfat.com

شجرہ طریقت

اس ناچیز نے ایک مختصر کتاب "باغ فدک" لکھی حسن اتفاق سے اپنے پیرو مرشد حضرت مولانا غلام ربانی چشتی صابری قادری رحمتہ اللہ علیہ جو اس وقت حیات تھے آپ رائے ونڈ میں جلوہ افروز تھے ان کی قدم بوسی کی سعادت کے لئے حاضر خدمت ہوا۔ محفل میں بہت سے میرے پیر بھائی موجود تھے حاضرین میں مرزا عثمان غنی موجود تھے انہوں نے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ وہ آستانہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جا رہے ہیں میرے پاس باغ فدک کی کتابوں کا بنڈل تھا میں نے انہیں اس شرط پر پیش کیا کہ آپ یہ کتابیں سیدنا صدیق اکبرؓ کے قدموں میں کھڑے ہو کر اردو جاننے والوں میں تقسیم کریں گے۔ وہ گئے انہوں نے ایسا کیا۔

اس سے چند یوم کے بعد بندہ کو کاہنہ جانا پڑا میں اپنی زوجہ کے ہمراہ واپس آرہا تھا تو بیگم سے کہا کیوں نہ ہو تمہارے نانا مرزا محمد اکرم بیگ سے ملتے چلیں ہم ویگن سے اتر کر ان کی خدمت میں چلے گئے۔ آپ حکیم محمد حسن امید پوری ضلع جالندھر کے خلیفہ مجاز تھے انہوں نے جناب مرزا صاحب کو سلسلہ نقشبندیہ چشتیہ' نظامیہ قادریہ میں بیعت لینے کی اجازت بحیثیت اپنا خلیفہ مجاز ہونے کے اجازت دے رکھی تھی جب یہ ناچیز حاضر ہوا تو آپ نے اشارہ کیا کہ کھڑے رہو اپنے مریدوں کا سہارا لے کر کھڑے ہوئے آپ اس وقت عمر کے لحاظ سے سو سال کے پیٹے میں تھے۔ میرا ہاتھ تھام کر فرمایا "تمہاری کتاب باغ فدک سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ نے پسند فرمائی"۔

انہوں نے مجھے حکم دیا کہ "مرزا فضل الٰہی بیگ عنصر صابری تمہارے پاس آئے گا آپ اس کو میرے سلسلہ کی اور دیگر سلاسل کی تمام نعمتیں خلیفہ مجاز مقرر کر کے عطا کرنا۔" مجھے بیعت میں لے کر خلافت عطا فرما کر سلطان المشائخ محمد نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ کے دامن سے وابستہ کر دیا۔ اس طرح سے بندہ جناب زہدالانبیاء حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے دونوں معروف سلسلوں کے فیض سے اپنی جھولی بھر رہا ہے۔ یہ میرے باباؒ کا کرم ہے ورنہ مجھ میں ایسی کوئی بات نہیں۔ وہ نوازیں تو نوازش کرم ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

زہد الانبیاء شیخ الاسلام فرید الدین مسعود گنج شکرؒ

|

سلطان المشائخ محمد نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ

|

خواجہ نصیر الدین چراغؒ

|

بدر الدینؒ

|

نصیر الدینؒ

|

علاء الدینؒ

|

بڈھن شاہؒ

|

بدر الدین ثانیؒ

|

شیخ فرید الدینؒ

|

بہاؤ الدینؒ

|

پیر علاء الدین

|

شاہ عبداللہ

Marfat.com

احمد شاہ

|

عبدالکریم

|

محمد شاہؒ

|

پیر فریدالدینؒ

|

حیدر شاہؒ

|

محبوب علی شاہؒ

|

پیر نصیرالدینؒ

|

نجف علیؒ

|

محمد یحییٰ شاہ گنگوہیؒ

|

عمرالدینؒ

|

حکیم محمد حسنؒ

|

مرزا محمد اکرم بیگؒ

|

عنصر صابری

Marfat.com

ملفوظات حضرت محبوب الٰہی

فوائد الفواد

جلد اول

مرتبہ

حضرت امیر حسن علی سنجری رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

عنصر صابری

ناشر

پروگریسو بکس

Marfat.com

Marfat.com

فہرست

جلد (۱)

۳ شعبان ۷۰۷ھ تا ۲۹ ذی الحجہ

مجالس ۳۴

مجلس ۱۔	خواجہ حسنؒ کی تجدید بیعت
مجلس ۲۔	غلام بلخ کی آزادی
مجلس ۳۔	آمد جوالقی
مجلس ۴۔	نماز۔ روزہ
مجلس ۵۔	تراویح میں ختم قرآن
مجلس ۶۔	ترک و تجرید
مجلس ۷۔	آداب تصوف
مجلس ۸۔	نماز اور حضوری امام
مجلس ۹۔	صحبت کا اثر
مجلس ۱۰۔	"کھانا پیش کرنا
مجلس ۱۱۔	نیک آدمیوں کی برکت
مجلس ۱۲۔	نفس کا قبول اور ترک
مجلس ۱۳۔	اطاعت
مجلس ۱۴۔	ولایت
مجلس ۱۵۔	مردان غیب
مجلس ۱۶۔	ذکر سلوک
مجلس ۱۷۔	فضیلت کھانا کھلانا

Marfat.com

مجلس ۱۸۔ ذکر روزہ

مجلس ۱۹۔ سنت نمازیں

مجلس ۲۰۔ صبر جمیل

مجلس ۲۱۔ شعر ابو سعیدؒ

مجلس ۲۲۔ خرابی عمارت کعبہ

مجلس ۲۳۔ تلقین کتب مشائخ

مجلس ۲۴۔ تلاوت قرآن

مجلس ۲۵۔ اشتیاق درویشاں

مجلس ۲۶۔ کوشش اطاعت

مجلس ۲۷۔ ایک در پکڑو

مجلس ۲۸۔ محبوب الٰہیؒ کا ملفوظات جمع کرنا

مجلس ۲۹۔ حکایت

مجلس ۳۰۔ تبریزیؒ اور ناگوریؒ

مجلس ۳۱۔ سماع اور وجد

مجلس ۳۲۔ خدمت پیر

مجلس ۳۳۔ تلاوت اور سماع

مجلس ۳۴۔ مناقب ابراہیم ادھمؒ

Marfat.com

مجلس --- ا ---

خواجہ حسن سنجری کی تجدید بیعت

خواجہ راستین المتلقب بہ رحمتہ اللعالمین ملک الفقر و الساکین شیخ نظام الحق والشرع و الہدے والدین اللہ تعالیٰ انہیں دیر تک زندہ رکھے۔ (اللہ مسلمانوں کو آپ سے مستفیض کرے) کے یقین کے نہاں خانے اور تلقین کے خزانے سے یہ غیبی جواہرات اور لاریب پھول جمع کئے گئے ہیں۔ جو کچھ آپ کی زبان مبارک سے سنا۔ خواہ بعینہ انہیں لفظوں میں یا اس کا مطلب کسی اور عبادت میں اپنی مختصر فہم کے مطابق لکھا گیا ہے۔ چونکہ اس مجموعے سے درد مند دلوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اس لئے اس کا نام "فوائد الفوائد" رکھا الحمد المستعان و علیہ التکلان۔

بروز اتوار ماہ شعبان ۷۰۷ ہجری کو بندۂ گنہگار امید وار و حسن علاء سنجری' کو جوان معانی کا جمع کرنے والا ہے۔ اس شاہ فلک جاہ مل دستگاہ کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اسی وقت اس قطب آفتاب ضمیر کی بے نظیر نظروں میں معزز ہوا۔ اور چار ترکی کلاہ عنایت ہوئی۔ الحمد للہ علی ذالک۔

اسی روز مقررہ نمازوں چاشت کی نماز' شام کی نماز کے بعد کی چھ رکعتوں اور ایام بیض کے روزوں کی بابت جانا۔

زبان مبارک سے فرمایا۔ توبہ کرنے والا متقی یعنی پرہیز گار کے برابر ہوتا ہے۔ متقی تو وہ ہے جس سے عمر بھر کوئی گناہ ظاہر نہ ہوا ہو۔ یا اس نے ساری عمر شراب نہ پی ہو۔ لیکن توبہ کرنے والا وہ ہے جس نے گناہ کیا ہو۔ پھر اس سے توبہ کرلی ہو۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ اس حدیث کے مطابق دونوں برابر ہیں۔ حدیث التائب من الذنب کمن لاذنب لہ' گناہ سے توبہ کرنے والا ایسے شخص کی طرح ہے۔ جس نے کوئی گناہ نہ کیا ہو۔

پھر فرمایا۔ جس نے گناہ اور نافرمانیاں کی ہوں۔ اور ان نافرمانیوں سے حظ اٹھایا ہو۔ جب وہ توبہ کرکے طاعت کرے گا۔ تو اسے طاعت میں بھی خط آئے گا۔ ممکن

Marfat.com

ہے کہ طاعت کی راحت کا ایک ذرہ اس کی نافرمانیوں کے سارے کھلیان کو جلا دے۔

پھر تھوڑی دیر اس بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ کہ اللہ کے بندے اپنے آپ کو پوشیدہ رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں ظاہر کرتا ہے۔ فرمایا۔ کہ خواجہ ابوالحسن نوری نور اللہ مضجعہ' مناجات میں عرض کیا کرتے تھے۔ کہ الٰھی استرنی فی بلابک بین عبابک' اے پروردگار! مجھے اپنے شہر میں اپنے بندوں کے مابین پوشیدہ رکھ' غیب سے آواز آئی۔ یا اباالحسن الحق لا یسترہ' شیئی' یعنی اے ابوالحسن! حق کو کوئی چیز نہیں چھپا سکتی۔ اور حق کبھی پوشیدہ نہیں رہتا۔ پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ناگور کے علاقے میں حمید الدین نام ایک بزرگ تھے۔ ان سے سوال کیا گیا۔ کہ اس کی کیا وجہ ہے۔ کہ بعض مشائخ جب تک زندہ رہتے ہیں۔ تب تک تو مشہور رہتے ہیں۔ لیکن مرنے کے بعد ان کا کوئی نام بھی نہیں لیتا اور بعض وفات کے بعد مشہور ہو جاتے ہیں۔ فرمایا۔ جو زندگی میں اپنی شہرت کی کوشش کرتے ہیں۔ وفات کے بعد ان کا نام و نشان مٹ جاتا ہے۔ اور جو زندگی کی حالت میں اپنے تئیں پوشیدہ رکھتے ہیں۔ وفات کے بعد مشہور ہو جاتے ہیں۔

اس کے بعد مشائخ کبار کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ کہ ان کا مرتبہ ابدال سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ زبان سے فرمایا۔ کہ ایک شخص شیخ عبدالقادر گیلانی قدس اللہ سرہ العزیز کی خانقاہ میں آیا۔ تو دروازے پر ایک شخص کو پڑا ہوا پایا۔ جو خستہ حال اور ٹوٹے پاؤں والا تھا۔ اس شخص نے شیخ صاحب کی خدمت میں اس شخص کی بابت عرض کی۔ اور دعا کی درخواست کی۔ فرمایا۔ اس نے بے ادبی کی ہے۔ پوچھا کون سی بے ادبی۔ فرمایا۔ کہ وہ ابدال میں سے ہے۔ کل ایک یہ اور دو اور اس کے ہمراہی ہوا میں اڑتے جا رہے تھے۔ جب ہماری خانقاہ کے برابر آئے۔ تو اس کا ایک یار خانقاہ سے منحرف ہو گیا۔ اور ادب کی وجہ سے بائیں طرف ہو کر گزر گیا۔ اور دوسرا دائیں طرف۔ یہ بے ادبی کر کے اوپر سے گزرا۔ جس کی وجہ سے یہ گر پڑا۔

پھر اسی موقعہ پر فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ خواجہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ عید کی رات اپنی خانقاہ میں بیٹھے تھے۔ اور مردان غیب میں سے چار آدمی حاضر خدمت تھے۔

Marfat.com

ان میں سے ایک کو مخاطب کر کے پوچھا۔ کہ تم صبح عید کی نماز کہاں ادا کرو گے۔ اس نے کہا مکہ مبارک میں۔ بعد ازاں دوسرے سے پوچھا۔ اس نے کہا مدینہ منورہ میں۔ تیسرے سے پوچھا۔ اس نے کہا بیت المقدس میں چوتھے سے پوچھا۔ تو اس نے کہا۔ کہ بغداد ہی میں خواجہ صاحب کی خدمت میں چوتھے کے بارے میں آپ نے فرمایا۔ " انت ازهد هم و اعلمهم و افضلهم" تو ان میں سے سب بڑھ کر زاہد۔ عالم اور افضل ہے۔

بعد میں تزکیہ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ مرد کا کمال چار چیزوں سے ہوتا ہے۔ کم کھانا۔ کم بولنا۔ لوگوں سے کم میل جول کرنا اور کم سونا۔

پھر وجد اور اجتہاد کے بارے میں گفتگو ہوئی۔ تو اس بارے میں یہ دو شعر پڑھے۔

گرچہ ایزد دہد ہدایت ہیں بندہ را اجتہاد باید کرد
نامہ کاں را بحشر خواہی خواند ہم ازینجا سواد باید کرد

ترجمہ :۔ دین کی ہدایت اگرچہ اللہ کی طرف سے ہوتی ہے لیکن بندے کو کوشش کرنی چاہئے وہ نامہ اعمال جو حشر کو تمہیں پڑھنا پڑے گا اس کی مشق اس دنیا میں کر لینا چاہئے۔

Marfat.com

مجلس — ۲ —

غلام بلخ کی آزادی

بروز جمعہ آٹھویں ماہ شعبان ۷۰۷ ہجری کو نماز کے بعد قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ میرا ایک غلام بلخ نام تھا۔ اسے میں نے خواجہ صاحب کے روبرو ارادت کے شکرانے میں آزاد کیا اس کے حق میں دعائے خیر کی۔ اسی وقت اس غلام نے جناب کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ اور بیعت سے مشرف ہوا۔

اس موقعہ پر خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ اس راہ میں خواجگی اور غلامی کی کوئی تمیز نہیں۔ جو عالم محبت میں کھرا اترتا ہے۔ اسی کا کام بن جاتا ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ غزنی میں ایک پیر کا ایک غلام زیرک نام تھا۔ وہ غلام نہایت صادق اور صالح تھا جب اس پیر کا آخری وقت نزدیک آپہنچا۔ تو مریدوں نے پوچھا۔ آپ کی جگہ کون سنبھالے گا؟ زیرک۔ اس پیر کے چار لڑکے تھے۔ اختیار۔ اجلد۔ احبا۔ اور اجلا۔ زیرک نے عرض کی۔ کہ اے خواجہ مجھے آپ کے فرزند آپ کا قائم مقام نہیں ہونے دیں گے۔ انہیں ضرور مجھ سے دشمنی ہو جائے گی۔ پیر نے کہا۔ تو اطمینان سے بیٹھ۔ اگر وہ تجھ سے جھگڑا کریں گے۔ تو میں ان کی شرارت تجھ سے رفع کر دوں گا۔ الغرض جب پیر کا وصال ہو گیا تو زیرک اس کا قائم مقام ہوا۔ پیر کے بیٹوں نے جھگڑا شروع کیا۔ کہ تو ہمارا غلام ہو کر ہمارے باپ کا قائم مقام بنتا ہے۔ جب معاملہ حد سے گزر گیا۔ تو زیرک پیر کے روضہ پر آیا اور کہا۔ اے خواجہ! آپ نے کہا تھا۔ کہ اگر میرے بیٹے تجھ سے جھگڑیں گے تو میں ان کا شر تجھ سے رفع کروں گا۔ اب وہ میرے ایذا کے درپے ہیں۔ سو آپ کو اپنا وعدہ پورا کرنا چاہیئے۔ یہ کہہ کر اپنے مقام پر واپس آگیا انہیں دنوں کافر غزنی پر حملہ آور ہوئے۔ لوگ لڑائی کے لئے باہر نکلے وہ چاروں لڑکے بھی لڑائی میں شامل تھے۔ وہ مارے گئے۔ اور وہ مقام بلا روک ٹوک زیرک کو ہی ملا۔ بلخ مذکور کو مرید کرنے کے بعد دوگانہ نماز کے لئے فرمایا۔ آنجناب سے پوچھا۔ کہ اس دوگانے کی نیت کیسے کرنی چاہیئے۔ عرض کی نفی ماسوئی اللہ کے لئے۔

Marfat.com

مجلس ۔۔ ۳ ۔۔

آمد جوالقی

پندرھویں ماہ شعبان سن مذکور کو نماز کے بعد قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ ایک جوالق آکر تھوڑی دیر بیٹھ کر چلا گیا خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اسی وجہ سے اے لوگوں کو بہاؤ الدین زکریا کی خدمت میں حاضر ہونے کا کم موقعہ ملتا تھا البتہ شیخ الاسلام فرید الدین" کی خدمت میں ہر قسم کے درویش وغیرہ حاضر ہوا کرتے تھے۔ پھر فرمایا۔ کہ عام لوگوں ہی میں خاص بھی ہوا کرتے ہیں۔ اس بارے میں ایک حکایت بیان فرمائی۔ کہ شیخ بہاؤالدین زکریاؒ بہت سیاحت کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ جوالقیوں کے ایک گروہ کے پاس جا نکلے۔ ان کے درمیان بیٹھ گئے۔ وہاں پر نور مجمع ہو گیا۔ جب اچھی طرح غور کی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ انہیں میں سے ایک سے نور نکل رہا ہے اس کے پاس جا کر آہستہ سے پوچھا۔ کہ ان لوگوں میں تو کیا کرتا ہے۔ جواب دیا۔ اس لئے کہ تجھے معلوم ہو جائے۔ کہ عام لوگوں میں خاص بھی ہوا کرتے ہیں۔ پھر اسی باب میں ایک اور حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ ایک بزرگ نے ایک گروہ میں اسی بابت پوچھا۔ ایک کو دیکھا۔ جو دو رکعت میں قرآن شریف ختم کرتا تھا۔ وہ بزرگ حیران رہ گیا۔ اور دل میں کہا۔ کہ اس مسکن میں کہ یہ مرد رہتا ہے۔ اس قسم کی عبادت واقعی تعجب کے قابل ہے۔ اس کام میں کس طرح مستقیم رہ سکتے ہیں۔ الغرض جب ان سے آگے چلا گیا۔ تو پھر دس سال بعد انہیں لوگوں کے پاس آیا۔ تو پھر اس شخص کو ویسا ہی پایا۔ تو پھر کہا۔ کہ اب مجھے حقیقتاً" معلوم ہو گیا ہے۔ کہ عام لوگوں میں خاص بھی ہوا کرتے ہیں۔

Marfat.com

مجلس --۴--

نماز روزہ

جمعہ کے روز بائیسویں ماہ شعبان سن مذکور کو نماز کے بعد قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے پوچھا۔ کہ عشائین کے مابین جو چھ رکعت کے لئے میں نے کہا ہوا ہے ادا کرتا ہے۔ عرض کی۔ جناب کرتا ہوں۔ بعد ازاں ایام بیض کے روزوں کی بابت پوچھا۔ کہ روزے رکھتا ہے۔ عرض کی جناب رکھتا ہوں۔ پھر چاشت کی نماز کی بابت پوچھا۔ عرض کی ادا کرتا ہوں۔ بعد چار رکعت صلوۃ السعادت کی بابت فرمایا۔ اس روز سعادت پر اور سعادت ختم ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

مجلس --۵--

تراویح میں ختم قرآن

بروز جمعہ پانچویں ماہ مبارک رمضان سن مذکور کو نماز سے پہلے قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ فرمایا۔ نماز سے پہلے برخلاف قاعدہ آنے کی کیا وجہ تھی۔ عرض کی۔ کہ تراویح کی نماز مولانا ظہیر الدین حافظ سلمہ اللہ تعالیٰ پڑھایا کرتے ہیں۔ وہ ہر رات تین سپارے ختم کرتے ہیں۔ میری خواہش ہے کہ متواتر دس راتیں ان کے پیچھے نماز تراویح ادا کروں تاکہ قرآن مجید کے ختم کا ثواب ملے۔ اگر اجازت ہو تو جمعہ کی نماز کے بعد واپس آؤں۔ تاکہ تراویح ادا کی جائے فرمایا بہتر۔

بعد ازاں اس موقعہ کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک رات شیخ بہاؤالدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ نے حاضرین کو مخاطب کر کے پوچھا۔ کیا تم میں سے کوئی ہے۔ جو آج رات دو رکعت نماز ادا کرے۔ اور ہر رکعت میں ایک مرتبہ قرآن مجید ختم کرے۔ حاضرین میں سے کوئی متکفل نہ ہوا۔ تو خود امام بن کر پہلی رکعت میں ایک ختم اور چار سپارے اور پڑھے اور دوسری میں سورۂ اخلاص پڑھ کر نماز ختم کی۔

Marfat.com

پھر ایک حکایت یوں فرمائی۔ کہ شیخ بہاؤالدین زکریاؒ فرمایا کرتے تھے۔ کہ ورد اور نماز وغیرہ جو کچھ میں نے سنا کیا۔ لیکن ایک چیز مجھ سے نہ ہو سکی۔ وہ یہ کہ میں نے سنا کہ ایک بزرگ صبح سے لے کر سورج نکلنے تک قرآن مجید ختم کرتا ہے۔ بہتیرا زور مارا لیکن مجھ سے نہ ہو سکا۔

اسی موقعہ پر ایک اور حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ کعبہ مبارک کا طواف کر رہے تھے۔ ایک شخص کو دیکھا۔ اور اس کے پیچھے پیچھے طواف کرنا شروع کیا۔ جہاں پر وہ قدم رکھتا وہیں آپ رکھتے۔ اس مرد کو یہ بات معلوم ہو گئی۔ کہا ظاہری متابعت کیا کرتا ہے۔ اگر کرنی ہے تو باطنی کر۔ قاضی صاحب نے پوچھا۔ آپ کیا کرتے ہیں؟ کہا میں ہر روز سات سو مرتبہ قرآن مجید ختم کرتا ہوں۔ قاضی صاحب نہایت متعجب ہوئے اور خیال کیا۔ کہ شاید قرآن کے معنی اس کے دل پر گزرتے ہوں گے اور خیال میں پڑھتا ہو گا۔ اس مرد نے مڑ کر دیکھا۔ اور کہا لفظاً" نہ کہ خیالاً"۔ جب خواجہ صاحب نے یہ حکایت ختم فرمائی۔ تو اعزالدین علی شاہ سلمہ اللہ تعالیٰ نے جو آپ کا ایک خاص مرید تھا سوال کیا۔ کہ شاید یہ کرامت ہے۔ فرمایا۔ ہاں جو بات عقل میں نہیں آسکتی۔ وہ کرامت ہی میں ہوتی ہے۔

پھر اطاعت مشائخ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ شیخ ابو سعید ابوالخیر رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کی بابت جو کچھ مجھے پہنچا۔ وہ سب میں نے کیا۔ جب یہ حکایت ختم کی۔ تو میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ جو شخص کسی مرتبے پر پہنچا ہے۔ وہ حسن عمل سے پہنچتا ہے۔ فضل الٰہی تو ہوتا ہے۔ لیکن اپنی طرف سے بھی کوشش کرنا ضروری ہے۔

Marfat.com

مجلس ـــ ٦ ـــ

ترک و تجرید

بروز جمعہ پانچویں ماہ شوال سن مذکور کو نماز کے بعد قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اس وقت ترک اور تجرید کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ ایک درویش نہایت مفلس اور مسکین مارے بھوک کے پیٹ پکڑ کر راہ چل رہا تھا۔ خواجہ محمد پڑہ نے جو میرا یار ہے۔ اس نے ایک دانگ اس کے سامنے رکھا۔ اس نے جواب دیا۔ کہ میں نے آج بھوسی پیٹ بھر کر کھائی ہے۔ کھانے کی طرف سے بے پرواہ ہوں۔ آج مجھے اس دانگ کی کوئی ضرورت نہیں۔ بعد ازاں خواجہ صاحب نے اس کے صدق کی غیبت کی بابت تعجب کیا۔ اور فرمایا۔ کہ واہ کیا ہی قناعت۔ قوت اور صبر ہے۔

پھر اسی موقعہ پر قناعت اور غیر حق سے طمع نہ کرنے کے متعلق فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ ایک بزرگ شیخ علی نام اپنا خرقہ سی رہا تھا۔ پاؤں دراز کئے ہوئے تھے۔ اور ان پر خرقہ ڈال کر بخیہ کر رہا تھا۔ اسی اثنا میں اسے کہا گیا۔ کہ خلیفہ وقت آرہا ہے۔ اس نے ذرا پرواہ نہ کی۔ اور اسی طرح بیٹھا رہا۔ اور کہا آنے دو خلیفہ نے آکر سلام کیا۔ اور بیٹھ گیا۔ شیخ نے سلام کا جواب کہا۔ مگر دربان نے جو خلیفہ کے ہمراہ تھا درویش کو کہا۔ کہ پاؤں سمیٹ لو۔ شیخ نے اس کی بات کی ذرا پرواہ نہ کی۔ چنانچہ دو تین مرتبہ دربان نے کہا۔ غرض جب خلیفہ واپس جانے لگا۔ تو شیخ نے ایک ہاتھ دربان کا اور ایک خلیفہ کا پکڑ کر کہا۔ کہ میں نے اپنے ہاتھ سمیٹ لئے ہیں۔ اس لئے جائز ہے اگر میں پاؤں نہ سمیٹوں یعنی مجھے تم سے کسی قسم کی طمع نہیں۔ اور نہ میں کچھ لیتا ہوں۔ چونکہ میں نے اپنے ہاتھ سمیٹ لئے ہیں۔ اس لئے اگر میں پاؤں نہ سمیٹوں تو کوئی جرح کی بات نہیں۔

پھر سلوک کے اصول کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ ایک شخص خواجہ اجل شیرازی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا۔ اور مرید ہو کر خواجہ صاحب کے حکم کا منتظر تھا۔ کہ اب مجھے نماز یا ورد بتلاتے ہیں۔ خواجہ صاحب نے صرف یہ کہا کہ جو

Marfat.com

بات اپنے لئے پسند نہیں کرتا۔ وہ اوروں کے لئے بھی پسند نہ کرے۔ اور اپنے لئے اسی بات کی خواہش کرے۔ جس کی اوروں کے لئے خواہش کرتا ہے مدت بعد جب وہ شخص پھر حاضر خدمت ہوا۔ تو عرض کی۔ کہ میں فلاں روز آپ کا مرید ہوا تھا۔ اور منتظر تھا۔ کہ آپ مجھے نماز یا ورد کی بابت فرمائیں گے۔ لیکن آپ نے کچھ نہ فرمایا۔ اب بھی میں اسی بات کا منتظر ہوں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ اس روز تجھے کیا سبق دیا گیا تھا۔ مرید حیران رہ گیا۔ اور کچھ جواب نہ دیا۔ خواجہ صاحب نے مسکرا کر فرمایا۔ اس روز میں نے کہا تھا۔ کہ جو بات اپنے لئے پسند نہیں کرتا دوسروں کے لئے بھی نہ کرے۔ چونکہ تو نے پہلا سبق یاد نہیں کیا۔ اب میں دوسرا سبق کس طرح سکھلاؤں۔

بعد ازاں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک پارسا بزرگ بارہا کہا کرتا تھا۔ کہ نماز۔ روزہ۔ ورد اور وظیفہ تو بمنزلہ مصالح ہے۔ دیگ میں اصلی چیز تو گوشت ہے۔ جب گوشت ہی نہ ہو گا۔ تو مصالح کس کام۔ پوچھا گیا۔ کہ آپ یہ بات بارہا فرماتے ہیں۔ لیکن اس کی تشریح نہیں فرماتے۔ فرمایا۔ گوشت دنیا کا ترک کرنا ہے اور نماز روزہ ورد اور تسبیح سب کچھ مصالح ہے۔ مرد کو چاہیئے کہ پہلے تارک الدنیا ہو۔ اور کسی سے تعلق نہ رکھے۔ خواہ اس میں نماز۔ روزہ وغیرہ پایا جاتا ہو یا نہ کچھ ڈر نہیں۔ ترک دنیا میں دنیا کی دوستی ہو گی۔ تو ورد وظیفے وغیرہ کچھ فائدہ نہ دیں گے۔ بعد ازاں خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ اگر گھی۔ مرچ۔ مصالح وغیرہ دیگ میں ڈالا جائے۔ اور صرف پانی ڈال کر شوربا پکایا جائے۔ تو اسے شوربائے زور یعنی جھوٹا شوربا کہتے ہیں۔ اصلی شوربا وہی ہوتا ہے۔ جو گوشت سے تیار کیا جائے۔ خواہ اس میں مصالح ہو یا نہ ہو۔

پھر ترک دنیا کی دوستی کے بارے میں گفتگو ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ دنیا کی ترک سے یہ مراد نہیں کہ انسان اپنے تئیں ننگا رکھے۔ اور لنگوٹا باندھ بیٹھ جائے۔ بلکہ ترک دنیا اس بات کا نام ہے کہ لباس بھی پہنے اور کھائے بھی۔ لیکن جو کچھ اسے ملے اس کی طرف راغب نہ ہو اور نہ اس سے دل لگائے۔

Marfat.com

مجلس ۔۔۔ ۷ ۔۔۔

آداب تصوف

بروز جمعہ انیسویں ماہ شوال سن مذکور کو نماز کے بعد پائبوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس وقت تصوف کے آداب۔ مشائخ کے اشارات اور ان کے حالات و اصطلاحات کے اخذ کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ شیخ جمال الدین بسطامی" شیخ الاسلام حضرت دہن" اہل صفہ کی رسموں اور ان کے آداب اچھی طرح جانتے تھے۔ یہاں تک کہ جس لوٹے کو آپ استعمال کرتے اس کے چار کونے تھے۔ یعنی چار مقام سے اسے پکڑ سکتے تھے۔ وہاں پر ایک بزرگ تھا۔ اس نے کہا۔ اس لوٹے کو لقمانی لوٹا کہتے ہیں۔ شیخ جمال الدین بسطامی علیہ الرحمتہ نے پوچھا کیسے کہا کہ اسے ایک بزرگ شیخ لقمان خرنسی نام تھا۔ اس کے مناقب بے شمار ہیں۔ ایک مرتبہ اس سے جمعہ کی نماز یا اور کوئی شرعی کام فوت ہو گیا۔ تو اس شہر کے تمام امام اس سے محاسبہ لینے کے لئے باہر آئے۔ اسے کہا گیا۔ کہ شہر کے امام تجھ سے بحث کرنے آئے ہیں۔ شیخ نے پوچھا سوار آرہے ہیں یا پیدل۔ کہا سوار۔ اس وقت شیخ صاحب دیوار پر بیٹھے تھے۔ دیوار کو کہا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے چل دے۔ دیوار فوراً" روانہ ہوئی۔ مقصود یہ کہ شیخ لقمان نے ایک مرتبہ مرید سے پانی کا لوٹا مانگا۔ اس نے لا دیا۔ لیکن پکڑنے کے لئے اس میں کوئی مقام نہ تھا۔ شیخ نے فرمایا۔ کہ کوزہ ایسا ہونا چاہئے۔ جس میں پکڑنے کی جگہ ہو۔ مرید نے یک گوشہ کوزہ تیار کیا اور پکڑ کر شیخ صاحب کو دیا۔ اور فرمایا۔ یہ تو نے پکڑا ہے۔ میں کہاں سے پکڑوں۔ مرید دو گوشہ کوزہ تیار کر کے لایا۔ ایک گوشہ اپنے ہاتھ میں رکھا اور دوسرا شیخ صاحب کی طرف کیا۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ کہ یہ دونوں تو تیرے پکڑنے کے لئے ہیں۔ میں کہاں سے پکڑوں۔ جاؤ سہ گوشہ بنا کر لاؤ۔ مرید نے سہ گوشہ بنایا۔ دو گوشے اپنے ہاتھ سے پکڑے اور تیسرا اپنے سینے کی طرف رکھا۔ شیخ صاحب نے مسکرا فرمایا۔ کہ چار گوشہ بنا کر لاؤ۔ چار گوشہ بنا کر لایا۔ اس واسطے اس قسم کے کوزے کو لقمانی کوزہ کہتے ہیں۔

Marfat.com

مجلس ــ ۸ ــ

نماز اور حضوری امام

بروز چھبیسویں ماہ شوال سن مذکور کو نماز کے بعد پا بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اس وقت نماز اور امام اور مقتدیوں کے حضور کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ فرمایا۔ کہ حضور کا شروع یہ ہے کہ نمازی جو کچھ پڑھے دل میں اس کے معنوں کا خیال کر لے۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ شیخ بہاؤالدین زکریا علیہ الرحمتہ کا ایک مرید حسن افغان تھا۔ جو صاحب ولایت اور نہایت بزرگ تھا۔ چنانچہ شیخ بہاؤالدین فرمایا کرتے تھے۔ کہ اگر قیامت کو مجھ سے پوچھا جائے گا۔ کہ ہماری بارگاہ میں کیا لایا ہے۔ تو میں کہوں گا۔ حسن افغان کو لایا ہوں۔ ایک دفعہ یہی حسن افغان گلی میں سے گزر کر مسجد گیا۔ موذن نے اذاں کہہ کے تکبیر کہی اور امام بنا۔ اور لوگ مقتدی بنے۔ خواجہ حسن نے بھی اقتدا کیا۔ جب لوگ نماز سے فارغ ہو کر واپس چلے گئے۔ تو آہستہ سے امام صاحب سے پوچھا جب تو نے نماز شروع کی تو میں تیرے ساتھ تھا تو یہاں سے دہلی پہنچا اور غلام خریدے۔ اور واپس آیا۔ اور پھر ان غلاموں کو خراسان لے گیا۔ اور وہاں سے پھر ملتان آیا میں تیرے پیچھے مارا مارا پھرا ہوں۔ آخر تم ہی کہو کہ نماز اسی کو کہتے ہیں۔

بعد ازاں اس کی بزرگی کی شرح کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ ایک گاؤں میں مسجد بنائی۔ خواجہ حسن وہاں پہنچے۔ تو اہل عمارت کو کہا۔ کہ محراب اس سمت رکھو۔ کیونکہ قبلہ اس طرف ہے۔ وہاں پر ایک دانشمند تھا۔ اس سے اس کے متعلق جھگڑا ہو پڑا۔ اس نے کہا نہیں قبلہ اور طرف ہے۔ آخر دیر کے جھگڑنے کے بعد خواجہ حسن نے فرمایا۔ اچھا جس طرف میں کہتا ہوں۔ ادھر ذرا نگاہ تو کرو۔ اس دانشمند نے غور سے نظر کی۔ تو کعبہ دکھائی دیا۔ بعد ازاں اس کے احوال کی نسبت فرمایا۔ کہ وہ بالکل ان پڑھ تھا۔ لوگ آکر تختی یا کاغذ اس کے سامنے رکھتے۔ جن پر کچھ نثر۔ کچھ نظم۔ کچھ عربی اور کچھ فارسی میں لکھی ہوتی۔ اور ان سطروں میں ایک سطر قرآن شریف کی لکھتے۔ اور اس سے پوچھتے۔ کہ ان سطروں میں قرآن مجید کی کون سی سطر ہے۔ تو وہ بتا

Marfat.com

دیا کرتا۔ پوچھتے کہ تو نے قرآن تو پڑھا نہیں۔ پھر کس طرح تمیز کر لیتے ہو۔ کہتا کہ اس سطر میں مجھے دینی نور دکھائی دیتا ہے۔ جو اور سطروں میں نہیں پایا جاتا۔

پھر نماز میں استغراق کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ ایک مرد خواجہ کریم نام پہلے دہلی میں حال نویس تھا۔ اور آخر تارک الدنیا ہو کر واصل بنا۔ وہ بارہا کہا کرتا تھا۔ کہ جب تک میری قبر دہلی میں ہے کوئی کافر اس پر غالب نہیں آئے گا۔ اس کی نماز کے حضور کی بابت فرمایا۔ کہ ایک روز دروازہ کمال کے پاس شام کی نماز میں مشغول تھا۔ ان دنوں میواتیوں کی دھوم تھی۔ کوئی شخص بے وقت اس دروازے کے ارد گرد نہ پھٹکتا۔ خواجہ صاحب نماز میں مشغول تھے اور آپ کے یار دروازہ پر کھڑے آوازیں دے رہے تھے۔ کہ جلدی شہر میں چلے آؤ۔ دربانوں نے بھی غلبہ کیا۔ الغرض جب خواجہ صاحب نے نماز ادا کی۔ اور وہاں سے واپس آئے۔ تو آپ سے پوچھا گیا۔ کہ کوئی آواز بھی سنی تھی۔ فرمایا نہیں۔ کہا بڑے تعجب کی بات ہے کہ ہم نے اتنا شور مچایا اور آپ نے سنا تک نہیں۔ فرمایا۔ تعجب تو اس پر ہے۔ جو نماز میں مشغول ہو۔ اور کسی کا شور سنے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جب سے خواجہ کریم اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے۔ پھر عمر بھر درم و دینار کو ہاتھ نہ لگایا۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے ترک دنیا اور اس کی لذتوں کے بارے میں فرمایا۔ کہ ہمت بلند رکھنی چاہئے۔ اور دنیا کی آلائشوں میں نہیں پھنسنا چاہئے۔ حرص و شہوت چھوڑ دینی چاہئے پھر یہ شعر پڑھا۔

یک لحظه شهوتے که باری برخیز　　تابنشید هزار شاهد برپیش

ترجمہ :۔ لحہ بھر کے لئے اپنی خواہشوں سے بلند ہو جا تاکہ ہزار معشوق تمہارے سامنے بیٹھ جائیں۔

Marfat.com

مجلس ۔۔۹۔۔

صحبت کا اثر

پانچویں ماہ ذیقعد سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ پوچھا۔ مقرر تو جمعہ کا دن تھا۔ آج کیسے آنا ہوا۔ میں نے عرض کی۔ کہ سعادت نے آج ہی رخ دکھلایا۔ جس وقت سعادت ہوتی ہے یہ دولت نصیب ہو جاتی ہے۔ فرمایا۔ بہتر۔ جو غیب سے ہوتا ہے اچھا ہوتا ہے۔

بعد ازاں صحبت کے اثر کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ صحبت کا بڑا بھاری اثر پڑتا ہے۔ ترک دنیا کے بارے میں غلو کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ جب کسی ادنےٰ چیز کو چھوڑا جاتا ہے۔ تو ایک شریف چیز ضرور ملتی ہے۔

Marfat.com

مجلس ـــ ۱۰ ـــ

کھانا پیش کرنا

بروز دسویں ماہ ذی القعدہ سن مذکورہ کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ مولانا وجیہہ الدین بائلی۔ مولانا حسام الدین حاجی اس کے یار مولانا تاج الدین۔ مولانا جمال الدین اور اور اصحاب حاضر خدمت تھے کھانا لایا گیا۔ فرمایا۔ جو روزہ دار نہیں وہ کھائے۔ ان میں سے بہت سے ایام بیض کی وجہ سے روزے سے تھے۔ صرف دو تین آدمی روزے سے نہ تھے۔ انہیں کھانا دیا گیا۔

پھر فرمایا۔ کہ جب عزیز آئیں۔ تو انہیں کھانا لا دینا چاہئے۔ اور کسی سے یہ نہیں پوچھنا چاہئے۔ کہ روزے سے ہے یا نہیں۔ کیونکہ اگر روزے سے نہیں ہو گا۔ تو خود کھا لے گا۔ نہ پوچھنے میں یہ حکمت ہے۔ کہ اگر وہ کہے تو ریا پایا جاتا ہے۔ اگر روزے سے ہے اور صادق اور راسخ ہے۔ تو کہے گا۔ کہ روزے سے ہوں۔ اس وقت اس کی طاعت علانیہ دفتر میں لکھی جائے گی۔ اگر کہے کہ میں روزے سے نہیں۔ تو جھوٹ بولتا ہے۔ اگر چپ رہے۔ تو سائل کی تحقیر ہو گی۔

Marfat.com

مجلس ــ ۱۱ ــ

نیک آدمیوں کی برکت

بروز ہفتہ اکیسویں ماہ مذکور سن مذکور قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ نیک مردوں کے قدموں کی برکت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ جو مقام مروج ہے۔ وہ بزرگوں کے یمن قدم سے ہے۔ جیسا کہ جامع مسجد دہلی۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ جب کسی مقام میں بزرگوں کا قدم مبارک پڑتا ہے آرام دہ ہو جاتا ہے۔ اسی اثناء میں فرمایا۔ کہ میں نے محمود کبیر سے سنا ہے۔ وہ کہتا تھا۔ کہ میں نے ایک صبح ایک بزرگ کو دیکھا۔ کہ جامع مسجد کے ملمعی کنگروں پر جو محراب کے طاق پر ہیں چڑھتا اترتا تو اس قدر جلدی جیسے پرند۔ میں دور سے دیکھ رہا تھا۔ جب صبح ہوئی تو کنگرے سے اترا۔ میں نے جا کر سلام کیا۔ کہا۔ دیکھا تھا۔ میں نے کہا ہاں۔ کہا۔ کسی سے نہ کہنا۔ اسی اثناء میں میں نے عرض کی بہت سے بزرگ اپنے احوال کو پوشیدہ رکھتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ فرمایا۔ اگر بھید ظاہر کریں تو محروم رہ جائیں۔ اور اور بھید کے لائق نہ رہیں۔ جب کسی سے راز کہا جائے۔ اور وہ دوسرے کو ظاہر کر دے۔ تو اس سے اور کوئی بھید نہیں کہنا چاہئے۔ میں نے عرض کی۔ کہ یہ کیا بات ہے کہ خواجہ ابو سعید ابوالخیر رحمتہ اللہ علیہ بارہا غیبی باتیں بیان فرمایا کرتے تھے۔ فرمایا۔ اس وقت اولیاء شوق کے غلبات میں ہوتے ہیں۔ اور سکر کی وجہ سے کچھ کہہ دیتے ہیں لیکن جو کامل ہیں۔ ان سے کسی قسم کا بھید ظاہر نہیں ہونے پایا۔ بعد ازاں یہ مصرعہ پڑھا۔ ع

مرداں ہزار دریا خوردند و تشنہ رفتند

ترجمہ :۔ مردوں نے ہزار دریا پیئے پھر بھی پیاسے رہ گئے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ حوصلہ وسیع ہونا چاہئے۔ جو اسرار کے قابل ہو سکے۔ اس بات والے سب اہل صحو ہوتے ہیں۔ بندے نے پوچھا۔ کہ آیا اصحاب سکر کا مرتبہ اعلیٰ ہے یا اصحاب صحو کا۔ فرمایا اصحاب صحو کا۔

Marfat.com

مجلس ــ ۱۲ ــ

نفس کا قبول اور ترک

بدھ کے روز چودھویں ماہ ذی الحجہ سن مذکور کو قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ دعا کے قبول ہونے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جو طاعت یا ورد کسی صاحب نعمت کی زبانی قبول کیا جائے۔ اس کے ادا کرنے میں راحت ہوتی ہے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ چند ورد ہیں۔ جو میں نے اپنے اوپر لازم کر دیئے ہیں۔ اور چند اوراد مجھے اپنے پیر سے ملے ہیں۔ دونوں قسم کے وردوں کے ادا کرتے وقت جو راحت حاصل ہوتی ہے۔ ان میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

بعد ازاں ترک اختیار کے بارے میں گفتگو ہوئی۔ یعنی اپنے اختیار سے کوئی کام نہیں کرنا چاہئے۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ دوسرے کا محکوم ہونا اپنا خود حاکم بننے کی نسبت بہتر ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ شیخ ابو سعید ابوالخیرؒ جمعہ کے روز نماز کے لئے خانقاہ سے نکلے۔ تو مریدوں کو پوچھا کہ جامع مسجد کی راہ کون سی ہے۔ اور وہاں کس طرح جانا چاہئے۔ حاضرین میں سے ایک نے کہا۔ یہ راستہ ہے۔ آپ سے پوچھا۔ کہ اتنی مرتبہ جمعہ کی نماز کے لئے گئے ہیں۔ اور راستہ معلوم نہیں۔ فرمایا۔ جانتا تو ہوں۔ لیکن اس واسطے پوچھا ہے۔ تاکہ میں کسی کا محکوم ہو جاؤں۔ بعد ازاں ترک وطن اور محبت محل وغیرہ کی بابت وعظ و نصیحت فرمائی اور یہ شعر پڑھے۔

خانمانرا بجاں بگربہ و موش   بشت و کہسار گیر ہمچو وحوش
ہم چوبداں جاش خانہ بربارنند   قوت عیسیٰ چواز آسماں سازند
مورو زبنور و عنکبوت کنند   خانہ را گر برائے قوت کنند

ترجمہ :۔ پہاڑ اور جنگل کو جنگلی جانوروں کی طرح سے ٹھکانہ بناؤ گھر کو چوہے بلی کے لئے چھوڑ دو حضرت عیسیٰؑ کی روزی آسمان پر تھی۔ زمین ان کا گھر بنا دیا گیا۔ کھانے کے لئے اگر گھر بناتے ہیں تو چیونٹیاں بھڑیں اور مکڑیاں بناتی ہیں۔

Marfat.com

مجلس — ۱۳ —

اطاعت

بروز اتوار تیسری ماہ محرم ۷۰۸ ہجری کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ طاعت کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ طاعت لازمی اور متعدی ہے۔ لازمی وہ ہے جس کا نفع صرف کرنے والے کی ذات کو پہنچے اور یہ نماز۔ روزہ۔ حج۔ ورد اور تسبیح ہے۔ متعدی وہ ہے۔ جس سے اوروں کو فائدہ پہنچے۔ انفاق۔ شفقت۔ غیر کے حق میں مہربانی کرنا وغیرہ اسے متعدی طاعت کہتے ہیں۔ اس کا ثواب بے شمار ہے لازمی اطاعت میں اخلاص ہونا ضروری ہے۔ تاکہ قبول ہو۔ لیکن متعدی طاعت کسی طرح کی جائے ثواب مل جاتا ہے۔ واللہ الموفق

مجلس — ۱۴ —

ولایت

بروز جمعرات ساتویں ماہ مذکور سن مذکور کو قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ اس وقت وِلایت اور وَلایت کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ فرمایا۔ کہ شیخ میں ولایت اور ولایت دونوں ہوتی ہیں۔ ولایت تو یہ ہے کہ مریدوں کو اللہ تک پہنچایا اور طریقت کے ادب سکھلائے اور جو کچھ اس کے اور خلقت کے مابین ہے۔ اسے ولایت کہتے ہیں۔ لیکن جو اس کے اور مولا کے مابین ہے۔ وہ وَلایت ہے اور وہ خاص محبت ہے۔ اور جب شیخ دنیا سے انتقال کر جائے۔ تو وَلایت اپنے ساتھ لے جائے۔ لیکن ولایت کسی کو سکھا جائے۔ اور جسے چاہے دے۔ اگر وہ خود نہ دے تو اللہ تعالیٰ کسی کو دے دیتا ہے۔ لیکن ولایت ضرور اپنے ہمراہ لے جائے۔ اس سلسلہ میں ایک حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک بزرگ نے اپنے مرید کو کسی اور بزرگ کے پاس بھیجا۔ اور پوچھا کہ اس رات

Marfat.com

جہاں میں کیا گزرا۔ کہلا بھیجا۔ کہ گزشتہ رات شیخ ابو سعید ابوالخیر قدس اللہ سرہ العزیز مہینہ میں انتقال فرما گئے ہیں۔ پھر اس بزرگ نے پچھوا بھیجا۔ کہ اس کی ولایت کسے دی گئی ہے۔ کہا اس کی مجھے خبر نہیں۔ جو کچھ معلوم ہوا ہے اس کی اطلاع دے دی ہے۔ بعد ازاں معلوم ہوا کہ وہ ولایت شمس العارفین علیہ الرحمتہ کو دی گئی ہے۔ وہ شمس العارفین کے دروازے پر آئے۔ تو انہوں نے گفتگو کرنے سے پہلے ہی کہہ دیا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے کئی شمس العارفین ہیں۔ معلوم نہیں کس شمس العارفین کو ولایت دی گئی ہے۔ پھر شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کے بھائی شیخ نجیب الدین متوکلؒ کی حکایت بیان فرمائی۔ کہ جب وہ تحصیل علم کے لئے مدرس کے پاس گئے۔ تو مدرس نے پوچھا۔ کہ کیا نجیب الدین متوکل آپ ہی ہیں۔ جواب دیا۔ میں تو نجیب الدین متاکل ہوں۔ متوکل کون ہو سکتا ہے۔ بعد ازاں مدرس نے فرمایا۔ کہ کیا تم شیخ الاسلام فرید الدینؒ کے بھائی ہو۔ کہا۔ ہاں ظاہری تو ہوں۔ لیکن معلوم نہیں باطنی بھی ہوں یا نہیں۔

•

پھر تھوڑی دیر اصحاب نعمت کی بخشش کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ کہ جو اصحاب خدمت کے حق کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ فرمایا۔ کہ ایک خواجہ صاحب نعمت و جوانمرد بھی تھا۔ کبھی کبھی قاضی عین القضاۃ کے پاس خرچ بھیجا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ قاضی صاحب نے کسی دوسرے سے کوئی چیز اپنی غرض کے لئے مانگی۔ جب اس خواجہ نے سنا۔ تو ناراض ہوا۔ اور قاضی صاحب پر بھی ناراضگی ظاہر کی۔ کہ آپ کسی اور سے کیوں مانگتے ہیں۔ اور یہ دولت کیوں اوروں کے نصیب کرتے ہیں۔ قاضی صاحب نے لکھا کہ مصلحت مرغ کے لئے چھوڑ۔ تاکہ دوسرے بھی یہ دولت حاصل کر سکیں۔ تو اس شخص کی طرح نہ بن جو کہا کرتا تھا۔ کہ اے پروردگار! تو مجھ پر رحم کر اور اس وقت کسی اور پر رحم نہ کر۔ اور نہ ہی ان میں کا ہو۔ جن میں سے ایک نے کہا ہے۔

اے باغباں بیاو بہ رباغ بازکن چوں من براثیم و بت من بر فرازکن

اسی روز میرا (مؤلف کتاب) بھتیجا مرید ہوا۔ اور اس کا بھائی شمس الدین محلوق (سر منڈا ہوا) بنا۔ اس دن شیخ جمال الدین کا دوہتا بھی مرید ہوا۔ مولانا برہان الدین

Marfat.com

غریب سلمہ اللہ تعالیٰ دوبارہ از سر نو مخلوق ہوئے۔ اور شیخ عثمان سیوستانی علیہ الرحمتہ نے کلاہ کی درخواست کی۔ اور پائی۔ شمس الدین کو خرقہ ملا وہ دن بہت ہی آرام کا دن تھا۔ اسی موقعہ پر شیخ بدرالدین غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کی حکایت بیان فرمائی۔ کہ جب وہ شیخ کی خدمت میں آتے تو سر جھکا لیتے۔ اس وقت شیخ صاحب فرماتے۔

بحقیقت چراغ کشتہ شوبہ   چوں بروں رفت از سرش روغن

مجلس — ۱۵ —

مردان غیب

بروز بدھ چھٹی ماہ جمادی الاول سن مذکور کو خضر آباد کے لشکر سے آکر قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ مردان غیب کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ کہ جس کو عالی ہمت۔ قابلہ اور صاحب طاعت و مجاہد دیکھتے ہیں لے جاتے ہیں۔ اسی اثناء میں زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ ایک جوان نصیر نام بدایوں میں رہتا تھا۔ اس سے میں نے سنا۔ کہ وہ کہتا تھا۔ کہ میرا باپ ایک واصل مرد تھا۔ ایک رات اسے آواز دی گئی۔ تو باہر گیا۔ اندر سے میں نے صرف سلام علیکم کی آواز سنی۔ اور یہ بھی سنا۔ جو میرا باپ کہتا تھا۔ کہ میں فرزندوں اور اہل بیت کو وداع کر لوں۔ انہوں نے کہا فرصت نہیں۔ بعد ازاں ہمیں کچھ معلوم نہیں ہوا۔ کہ وہ اشخاص اور میرا باپ کہاں گئے۔

اس موقعہ پر شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ کی حکایت بیان فرمائی۔ کہ آپ نے ایک کتاب لکھی ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ ہمارے زمانے میں ایک جوان قرونی نام تھا۔ جس کے گھر میں مردان غیب اکٹھے ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ نماز کے وقت خلقت صف باندھ کھڑی ہوتی اور ایک شخص امامت کراتا۔ اور قرأت بڑی اونچی آواز سے سنائی دیتی۔ اور بھی سب کچھ۔ لیکن کوئی آدمی دکھائی نہ دیتا۔ صرف قرونی انہیں دیکھ سکتا تھا۔ شیخ شہاب الدین فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ انہیں مردان غیب میں سے ایک نے قرونی کے ہاتھ ایک مہرہ بھیجا۔ اور وہ میرے پاس ہے۔ اسی موقعہ پر ایک اور

Marfat.com

حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک شخص علی نام تھا۔ اس کے دروازے پر ہر دفعہ مردان غیب آیا کرتے اور کہا کرتے السلام علیک خواجہ علی۔ چند مرتبہ اس نے یہی آواز سنی۔ ایک دن وہ سب مل کر آئے۔ اور سلام علیک کہا۔ خواجہ نے کہا۔ مردو! تم سلام علیک ہی کہو گے یا کبھی دکھائی بھی دو گے۔ اس کے بعد پھر اس نے آواز بھی نہ سنی۔ میں نے (مؤلف کتاب) عرض کی۔ کہ شاید خواجہ علی نے گستاخی کی۔ فرمایا بے شک خوش طبعی کی۔ تو اس دولت سے بھی محروم رہ گیا۔ پھر فرمایا۔ کہ مردان غیب آواز دیا کرتے ہیں۔ اور باتیں سناتے ہیں۔ اور ملاقات بھی کرتے ہیں پھر لے جاتے ہیں اس حکایت کے آخر پر زبان مبارک سے فرمایا۔ وہ کون سا مقام اور راحت ہے۔ جہاں پر اس بندے کو نہیں لے جاتے۔

مجلس ـــ ۱۶ ـــ

ذکر سلوک

بروز پیر انیسویں ماہ مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ سلوک کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ چلنے والا کمال کا امیدوار اور متلاشی ہوتا ہے یعنی سالک جب تک سلوک میں ہے کمالیت کا امیدوار ہے۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ ایک سالک ہوتا ہے۔ ایک واقف اور ایک راجع۔

سالک وہ ہے۔ جو صرف رستہ چلے۔ واقف وہ ہے۔ جسے وقفہ پڑے۔ میں (مؤلف کتاب) نے عرض کی۔ کہ سالک کو بھی وقفہ پڑتا ہے۔ فرمایا بے شک۔ جس وقت سالک سے اطاعت میں کچھ فتور آجاتا ہے اور وہ اطاعت کے ذوق سے رک جاتا ہے۔ تو اسے وقفہ پڑ جاتا ہے۔ اگر جلدی اس سے واقف ہو کر توبہ کرے۔ تو پھر سالک بنتا ہے۔ ورنہ اسی حالت میں رہتا ہے۔ اور اس بات کا بھی اندیشہ ہوتا ہے۔ کہ کہیں اسے رجعت لاحق نہ ہو۔ اس راہ کی لغزش سات قسم کی ہوتی ہے۔ اعراض۔ حجاب۔ تفاصل۔ سلب مزید۔ سلب قدیم۔ تسلی اور عداوت۔ پھر ان قسموں کی تفصیل یوں

Marfat.com

فرمائی۔ کہ فرض کرو۔ دو دوست ہیں۔ جو آپس میں عاشق و معشوق ہیں اور ایک دوسرے کی محبت میں مستغرق ہیں۔ اگر عاشق سے کوئی حرکت یا روک ظاہر ہو۔ جو اس کے دوست کو ناپسند ہو۔ اور وہ اس سے منہ پھیر لے۔ تو عاشق پہ واجب ہے۔ کہ فورا" معافی مانگ لے۔ اگر ایسا کرے گا۔ تو اس کا دوست راضی ہو جائے گا۔ اور کدورت اور روگردانی جاتی رہے گی۔ لیکن اگر وہ محب اسی خطا پر اصرار کرے۔ اور معافی نہ مانگے۔ تو اعراض حجاب میں بدل جائے گا اور معشوق رخ نہ دکھائے گا۔ اس موقعہ پر خواجہ صاحب نے تمثیل کے لئے آستین مبارک اٹھا کر چہرہ مبارک پر کر لی۔ اور فرمایا۔ کہ اس طرح حجاب کر لے گا۔ اس وقت محب کو واجب ہے۔ کہ عذر اور توبہ کرے۔ اگر نہ کرے گا۔ تو حجاب تفاصل جدائی میں بدل جائے گا۔ پس پہلے اعراض تھا۔ جو معافی نہ مانگنے کے سبب حجاب ہوا۔ اور پھر آہستہ آہستہ جدائی میں بدل گیا۔ اگر پھر بھی معافی نہ مانگے تو سلب مزید ہو جاتا ہے۔ یعنی طاعت اور اوراد وغیرہ کی لذت اس سے چھین لی جاتی ہے۔ اگر پھر بھی معافی نہ مانگے۔ تو سلب مزید سلب قدیم میں بدل جائے گا۔ یعنی سلب مزید سے پہلے جو طاعت اور راحت اس میں تھی وہ بھی لے لی جاتی ہے۔ پس اگر پھر بھی توبہ نہ کرے اور معافی نہ مانگے۔ تو پھر سلب قدیم تسلی میں بدل جاتا ہے۔ یعنی پھر اس کے دل کو اس کی طرف سے اطمینان ہو جاتا ہے۔ اس کا کچھ خیال ہی نہیں کرتا۔ اگر پھر بھی معافی نہ مانگے۔ تو عداوت پیدا ہو جاتی ہے۔ یعنی محبت دشمنی میں بدل جاتی ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔

Marfat.com

مجلس ـــ ۱۷ ـــ

فضیلت کھانا کھلانا

بروز پیر چھبیسویں ماہ مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ کھانا کھلانے کی فضیلت کے متعلق ارشاد فرمایا لوگوں کو کھانا کھلانا بڑی اچھی بات ہے۔ اسی اثناء میں فرمایا۔ کہ خواجہ بزرگ شیخ رکن الدین کے فرزند خواجہ علی تاتاری کافروں سے جنگ میں گرفتار ہوئے۔ اور چنگیز خان کے پاس لائے گئے۔ اس خاندان کا ایک مرید وہاں پر تھا۔ جو وہاں صاحب مرتبہ تھا۔ جب خواجہ علی کو اسیر دیکھا۔ تو حیران رہ گیا۔ دل میں اس کی رہائی کی تدبیریں سوچنے لگا۔ کہ کس طرح چنگیز خاں کے روبرو اس کا ذکر کروں۔ اگر یہ کہوں۔ کہ وہ بزرگ خاندان ہے تو وہ نہیں مانے گا۔ اسے کیا معلوم۔ اگر ان کی طاعت اور عبادت کا ذکر کروں۔ تو اس کا بھی اثر نہ ہو گا۔ آخر بہت سوچ بچار کے بعد چنگیز خاں کے پاس گیا۔ اور کہا اس شخص کا باپ بہت بزرگ مرد تھا۔ وہ لوگوں کو کھانا کھلایا کرتا تھا۔ اس کو چھوڑ دینا چاہیے۔ چنگیز خاں نے کہا کہ گھر کے لوگوں کو کھانا کھلایا کرتا تھا یا باہر کے لوگوں کو۔ کہا گھر والوں کو تو ہر ایک کھلاتا ہے۔ انسان اسے سمجھو جو دوسروں کو کھانا کھلائے۔ فوراً" حکم دیا۔ کہ اسے چھوڑ دو۔ اور خلعت دے کر معافی مانگو۔ بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ کھانا کھلانا تمام مذاہب میں پسندیدہ ہے۔

بعد ازاں خطرہ عزیمت اور فعل کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ اول خطرہ ہے یعنی وہ چیز جو دل میں گزرے۔ اور بعد ازاں عزیمت ہے۔ یعنی اسی اندیشے پر دل لگے۔ اور پھر فعل ہے۔ یعنی وہ ارادہ فعل میں بدلتا ہے۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ عوام کو جب تک فعل نہ کریں۔ مواخذہ نہیں کیا جاتا۔ لیکن خواص کو خطرہ کی صورت ہی میں مواخذہ کر لیتے ہیں۔ اس واسطے ضروری ہے۔ کہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے۔ اس واسطے کہ خطرہ۔ عزیمت اور فعل سب اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے ہیں۔ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی پناہ ڈھونڈے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ شیخ ابو سعید ابوالخیر رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو خیال

Marfat.com

میرے دل میں گزرا اس کے فعل کی مجھے تہمت لگی۔ خواہ وہ فعل میں نے نہ ہی کیا۔ چنانچہ ایک مرتبہ جب ایک صادق درویش آپ کی خانقاہ میں آیا۔ تو آپ نے درویش کی حرمت کی۔ افطار کے وقت اپنی لڑکی کو فرمایا کہ اس کے واسطے پانی کا کوزہ لائے۔ لڑکی نے نہایت ادب و عزت سے درویش کے سامنے پانی کا کوزہ رکھا۔ شیخ ابو سعید کو لڑکی کا ادب نہایت پسند آیا۔ دل میں خیال کیا۔ کہ وہ کیسا ہی نیک بخت ہو گا۔ جس کی یہ منکوحہ لڑکی بنے گی۔ جب یہ خیال دل میں آیا۔ تو حسن موذن کو جو خانقاہ کا خادم تھا بازار بھیجا۔ کہ دریافت کرو کہ شہر میں کیا ہو رہا ہے۔ اس نے واپس آکر کہا۔ کہ آج بازار میں ایسی بات سنی ہے۔ جس کی سننے کی تاب کان نہیں لا سکتے۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ کہو۔ عرض کی۔ زبان زیب نہیں دیتی۔ فرمایا۔ جو سنا ہے کہہ دے۔ حسن نے کہا۔ کہ بازار میں ایک آدمی دوسرے کو کہہ رہا تھا۔ کہ شیخ ابو سعید اپنی لڑکی۔ کا نکاح کیا چاہتا ہے۔ شیخ صاحب ہنس پڑے اور فرمایا۔ کہ صرف دل میں یہ بات گزری تھی۔ تو مجھے مواخذہ کیا گیا ہے۔ جب خواجہ صاحب نے یہ حکایت بیان فرمائی۔ تو میں (مولف کتاب) نے عرض کی۔ کہ اس حکایت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ شیخ ابو سعید ابوالخیر رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے سب سے نیک آدمی تھے۔ فرمایا۔ بے شک اور میری تعریف کی۔

پھر استقامت توبہ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ اگر کوئی شخص شراب سے توبہ کر لے تو اس کے پہلے ساتھی ضرور اس کی مزاحمت کریں گے۔ اور ہر مرتبہ اسے اس مقام میں جہاں شراب نوشی کے مزے اڑائے.ہوں گے اسے بلائیں گے۔ اور اسے پھر شراب پلانے کی کوشش کریں گے۔ لیکن یہ بات اسی وقت ہو سکتی ہے۔ جبکہ اس کے دل میں پہلے کچھ رغبت باقی ہو۔ لیکن اگر توجہ سے اس کا دل بالکل صاف ہو گیا ہے۔ تو کوئی ساتھی اس کی مزاحمت نہیں کر سکتا۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جس شخص کو لوگ بدکار کہیں۔ ضرور اس کا دل اسی بدی کی طرف مائل ہوتا ہے لیکن جب توبہ کر کے دل کو اس سے ہٹا لے۔ اور پھر اسے بھولے سے بھی یاد نہ کرے۔ تو یہ استقامت توبہ کی علامت ہے۔ یعنی توبہ کرنے والا

Marfat.com

توبہ پر پکا ہے۔ نہ اسے گنہگار کہہ سکتے ہیں اور نہ فاسق۔ لیکن اگر گناہ کی طرف مائل ہو۔ تو بے شک طلب میں اس کی مزاحمت کریں گے۔ اور زبانی بھی اس کے فسق کا ذکر کریں گے۔

پھر حیدریہ کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ وہ ترک بچہ اور صاحب حال درویش تھا۔ جب چنگیز خاں نکلا۔ تو کافروں نے ہندوستان کا رخ کیا۔ ان دنوں اس نے یاروں کی طرف رخ کیا۔ اور کہا کہ بھاگ چلو۔ وہ ضرور غالب آئیں گے۔ پوچھا۔ تجھے کس طرح معلوم ہے۔ فرمایا۔ وہ ایک درویش کو اپنے ہمراہ لائے ہیں۔ اور خود اس درویش کی پناہ میں ہیں۔ میں اس درویش سے کشتی لڑا۔ لیکن اس نے مجھے پچھاڑ لیا۔ اب حقیقت یہ ہے۔ کہ وہ غالب آئیں گے۔

تم بھاگ جاؤ گے۔ بعد ازاں خود غار میں چھپ گئے۔ اور نظر سے غائب ہو گئے۔ انجام ویسا ہی ہوا۔ جیسا کہ کہا تھا۔ بعد ازاں اس حکایت کی تقریر میں میں (مؤلف کتاب) نے عرض کی۔ کہ حیدریہ فقراء جو لوہے کے کڑے اور طوق ہاتھوں اور گلے میں پہنتے ہیں۔ کیا اس کی متابعت کرتے ہیں۔ فرمایا۔ ہاں۔ لیکن اس پر تو ایک حالت طاری ہوئی تھی۔ جس میں وہ گرم لوہا پکڑ کر اپنے ہاتھ سے کبھی طوق بناتا تھا اور کبھی کڑے اور لوہا اس کے ہاتھ میں موم کی طرح تھا۔ یہ گروہ اب کڑے اور طوق تو پہنتے ہیں۔ لیکن وہ حالت نہیں۔

پھر اس کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ کہ زندگی اس بات کا نام ہے۔ کہ درویش ذکر حق میں مشغول رہے۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ ایک درویش امیرک گرامی نام تھا۔ ایک اور درویش کو اس کی زیارت کا اشتیاق ہوا۔ اس درویش میں کرامت تھی۔ کہ جو خواب دیکھتا۔ سچ ہوتا۔ اس کی تعبیر عین وہی ہوتی تھی۔ جو وہ دیکھتا تھا۔ جب اسے اشتیاق غالب ہوا۔ تو زیارت کے لئے روانہ ہوا۔ اثنائے راہ میں ایک منزل پر خواب میں سنا۔ کہ میرک گرامی فوت ہو گیا۔ صبح اٹھ کر کہا کہ افسوس میں نے اتنی راہ اس کی زیارت کے لئے قطع کی۔ اور وہ بھی مر گیا۔ اب کیا کرنا چاہئے۔ چلو وہاں چل کر اس کی قبر کی ہی زیارت کریں گے۔ وہاں پہنچ کر پوچھنا شروع کیا۔ کہ میرک گرامی کی قبر

Marfat.com

کہاں ہے۔ سب نے کہا کہ وہ تو زندہ اور صحیح سلامت ہے۔ اور تم قبر کی بابت پوچھتے ہو۔ وہ درویش حیران رہ گیا۔ کہ میرا خواب جھوٹ کس طرح ہو گیا۔ الغرض میرک گرامی کے پاس جا کر سلام کہا۔ اس نے وعلیکم السلام کہا۔ فرمایا۔ خواجہ تیرا خواب فی الواقع ٹھیک تھا۔ اس لئے کہ میں ہمیشہ یاد الٰہی میں رہا کرتا تھا۔ آج اس کے سوا کسی اور چیز میں مشغول تھا۔ سو جہان میں ڈھنڈورا پڑا دیا۔ کہ میرک گرامی مر گیا ہے۔

مجلس --- ۱۸ ---

ذکر روزہ

جمعرات کے بروز تیرھویں ماہ جمادی الثانی سن مذکور کو پابوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ روزے کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ تو زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین مہینے روزے رکھتے۔ لیکن یہ معلوم نہیں۔ کہ وہ تین مہینے کون سے ہیں۔ پھر فرمایا۔ کہ درویشی کے آداب تو یہ ہیں۔ کہ سال کا تیسرا حصہ روزوں میں گذارا جائے۔ یعنی سال میں چار مہینے روزے رکھنے چاہئیں۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ جو لوگ تین مہینے کے روزے رکھتے ہیں۔ وہ ان کے علاوہ دس محرم کے۔ دس ذالحج کے اور دس اور متفرق روزے رکھتے ہیں۔ جو مل ملا کر سال کا تیسرا حصہ بنتا ہے۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ اس قسم کو اور طرح سے مقرر کیا ہے یعنی ہفتے میں دو روزے سوموار اور جمعرات کے رکھے جائیں۔ تو بھی سال کا تیسرا حصہ ہو جاتا ہے۔ پھر صائم الدہر کے بارے میں گفتگو ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "من صام الدھر کلہ لا صام ولا افطر" جس نے ساری عمر روزہ رکھا۔ اس نے نہ رکھا۔ نہ افطار کیا۔ ایک اور حدیث میں ہے۔ من صام الدھر تضیق علیہ جہنم و عقد ا یستعین جس نے ہمیشہ روزہ رکھا۔ اس پر دوزخ اور نوے گرہ تنگ ہو جاتی ہے۔ یعنی وہ شخص نہ دوزخ میں جاتا ہے اور نہ نوے گرہ اس پر اثر کرتی ہیں۔

Marfat.com

بعدازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ جو شخص ہمیشہ روزہ رکھتا ہے وہ روزے کا عادی ہو جاتا ہے۔ اس لئے اسے روزے کی تکلیف چنداں محسوس نہیں ہوتی۔ پس ایسے روزے میں اور بھی زیادہ صواب ہوتا ہے۔ جس میں نفس کو تکلیف ہو۔ یہ داؤدی روزہ ہے کہ ایک روز روزہ رکھے اور دوسرے روز افطار کرے۔

مجلس ــ ۱۹ ــ

سنت نمازیں

بروز بدھ ۱۹ ماہ مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا جب میں آداب بجالایا تو فرمایا کہ ظہر کی نماز کے بعد دس رکعت نماز اور پانچ سلام سے ادا کیا کرو۔ ان دس رکعتوں میں قرآن شریف کی آخری صورتیں پڑھا کرو۔ بعدازاں فرمایا۔ کہ اس نماز کو صلوٰۃ الخضر کہتے ہیں۔ دراصل یہ نماز خضر علیہ السلام کی ہے۔ جو شخص اس نماز کو ہمیشہ ادا کرتا ہے۔ اسے خضر علیہ السلام سے ملاقات حاصل ہوتی ہے۔

بعد ازاں نماز سنت میں سورتوں کو مقرر فرمایا۔ کہ صبح کی سنتوں میں فاتحہ کے بعد الم نشرح اور الم ترکیف ظہر کی سنتوں میں سوۃ قل یا ایہا الکافرون سے لے کر قل ہواللہ احد تک اور دوسری رکعتوں میں آیتہ الکرسی اور آمن الرسول۔ عصر کی سنتوں میں اذا زلزلت الارض سے لے کر سورہ التکاثر تک۔ شام کی سنتوں میں سورہ کافرون اور سورہ اخلاص۔ عشاء کی سنتوں میں آیتہ الکرسی۔ آمن الرسول۔ شہد اللہ۔ قل اللھم مالک الملک اور وتر کی نماز میں انا انزلنا سورہ الکافرون اور سورہ اخلاص پڑھنی چاہیے۔

Marfat.com

مجلس ـــ ۲۰ ـــ

صبر جمیل

بروز جمعرات ستائیسویں ماہ مذکور کو قدم بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ صبر جمیل کے متعلق گفتگو شروع ہوئی یعنی جو شخص اپنے عزیزوں کے انتقال پر صبر کرے۔ تو واقعی وہ عجیب کام کرتا ہے اور برخلاف اس کے جو روتے پیٹتے ہیں اور اس کا نام لے لے کر پکارتے ہیں۔ یہ جائز نہیں۔ اس بارے میں فرمایا۔ کہتے ہیں کہ بقراط حکیم کے بیس لڑکے تھے۔ ایک ہی دن بیسوں مر گئے۔ شاید ان پر چھت گر پڑی تھی۔ جب یہ خبر حکیم نے سنی۔ تو ذرہ بھر بھی اس کے مزاج میں تغیر نہ آیا۔ پھر اسی موقع کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ مجنوں کو کہا گیا۔ کہ لیلی مر گئی ہے۔ کہا شرمندگی میرے لئے ہے۔ کہ میں نے ایسی چیز سے دوستی کی۔ جو قابل فنا ہے۔

بعدازاں جب رات ہوئی۔ تو جمعرات تھی۔ ایک عورت نے بیعت کی۔ فرمایا۔ کہ اندیدیت میں ایک عورت تھی۔ جو نہایت پاک دامن تھی۔ جس کی بابت شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرالعزیز فرمایا کرتے۔ کہ یہ عورت مرد ہے۔ جو عورت کی صورت میں پیدا کیا گیا ہے۔ بعدازاں فرمایا۔ کہ درویش دعا کیا کرتے ہیں۔ اس واسطے کہ عورتیں غریب ہوا کرتی ہیں۔ پہلے نیک عورتوں کی حرمت کرنی چاہیے۔ اور بعد میں نیک مردوں کی۔ پہلے نیک عورتوں کو یاد کیا کرتے ہیں اور پھر نیک مردوں کو۔ بعدازاں فرمایا۔ کہ جب کوئی شیر جنگل سے نکلتا ہے۔ تو اس کے متعلق یہ کوئی نہیں پوچھتا کہ نر ہے یا مادہ۔ یعنی یہ بات ضروری ہے۔ کہ خواہ مرد ہو خواہ عورت۔ تقوی میں مشہور ہونا چاہیے۔ بعدازاں پارساؤں کی فضیلت اور ان کی حکایت میں یہ مصرعے فرمائے۔

گر نیک ایم مرا ازیشاں گیرند　　ور بد باشم مرا بدیشاں بخشند

Marfat.com

مجلس ۔۔ ۲۱ ۔۔

شعر ابو سعیدؒ

تیرھویں ماہ رجب سن مذکور کو پابوسی کا شرف حاصل ہوا۔ مجھ سے پوچھا۔ کہ کس سے زیادہ میل جول رکھتے ہوئے میں نے آپ کے بعض بڑے بڑے یاروں کے نام لئے۔ فرمایا۔ انہیں کی خدمت میں رہا کرو۔ اور میری تعریف کی۔ اور یہ شعر زبان مبارک سے فرمایا۔

باعاشقان نشین و غم عاشقی گزین　　باہر کہ نیست عاشق کم کن ازو قرین

بعدازاں فرمایا۔ کہ یہ شیخ ابو سعید ابوالخیر کا فرمایا ہوا ہے۔ کہ مشائخ کا طریق یہ ہے۔ کہ جب انہیں کسی کے حال کی اطلاع ہوا کرتی ہے۔ تو پوچھا کرتے ہیں۔ کہ وہ کن لوگوں سے میل جول رکھتا ہے۔ اسی سے معلوم کر جاتے ہیں۔ کہ وہ کس قسم کا ہے۔

پھر لیلتہ الرغائب کی فضیلت کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ رغائب رغیب کی جمع ہے یعنی اس رات میں بہت سی چیزیں ہیں۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جو نماز لیلتہ الراغب میں آئی ہے۔ جو اسے ادا کرتا ہے۔ وہ اس سال نہیں مرتا۔ پھر فرمایا۔ کہ ایک شخص ہمیشہ وہ نماز ادا کیا کرتا تھا جس سال اس نے مرنا تھا۔ اس سال اس سے وہ نماز ادا نہ ہو سکی۔ اسی روز فوت ہو گیا۔ پھر حضرت خواجہ اویس قرنی کی نماز کے بارے میں فرمایا۔ کہ یہ نماز تیسرے۔ چوتھے اور پانچویں ماہ رجب کو ادا کی جاتی ہے۔ بعدازاں فرمایا۔ کہ تیرھویں۔ چودھویں اور پندرھویں میں بھی آئی ہے۔ اور ایک روایت کے مطابق تیئسویں۔ چوبیسویں اور پچیسویں تاریخیں ہیں۔ بعدازاں اس نماز کی فضیلت کے متعلق بڑا غلو فرمایا۔ اسی اثناء میں ایک حکایت بیان فرمائی۔ کہ معزی مدرسہ میں ایک عالم مولانا زین الدین نام نہایت عجیب مرد تھے۔ جو مسئلہ آپ سے پوچھا جاتا۔ اس کا شافی جواب دیتے اور مباحثہ میں نہایت عالمانہ گفتگو کرتے۔ آپ کی تعلیم کی بابت آپ سے پوچھا گیا۔ تو فرمایا۔ کہ میں نے کچھ نہیں پڑھا۔ اور نہ کسی کی

Marfat.com

شاگردی کی ہے۔ جب میں بڑا ہوا۔ تو ایک مرتبہ خواجہ اویس قرنی علیہ رحمتہ کی نماز ادا کی اور دعا کی۔ کہ پرورد گار ! میں بڑا ہو گیا ہوں۔ اور کچھ نہیں سیکھا۔ مجھے علم عنایت کر۔ اللہ تعالیٰ نے اس نماز کی برکت سے علم کا دروازہ مجھ پر کھول دیا۔ اب میں مشکل سے مشکل مسئلہ کی شرح بخوبی کر سکتا ہوں۔

اس کے بعد فرمایا۔ کہ رجب کے آخر میں بھی ایک نماز آئی ہے جو درازی عمر کے لئے پڑھی جاتی ہے اس بارے میں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ شیخ بدرالدین غزنوی علیہ الرحمتہ والغفران یہ نماز ادا کیا کرتے تھے۔ بعدازاں فرمایا۔ کہ شیخ ضیاء الدین پانی پتی کے فرزند رشید نظام الدین سے میں نے سنا ہے کہ جس سال شیخ بدرالدین غزنوی علیہ الرحمتہ والغفران فوت ہونے کو تھے۔ اس سال یہ نماز ادا نہ کی۔ آپ سے پوچھا گیا۔ کہ اس سال یہ نماز کیوں ادا نہ کی۔ فرمایا۔ اب میری عمر باقی نہیں۔ چنانچہ اسی سال وفات پائی۔

مجلس ـــ ۲۲ ـــ

خرابی عمارت کعبہ

بروز منگل تیئسویں ماہ رجب سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ کعبہ کی آبادی اور بربادی کے متعلق گفتگو ہوئی آپ نے فرمایا کہ کعبہ کو دو مرتبہ برباد کیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ دو مرتبہ کعبہ خراب کیا جائے گا۔ تیسری مرتبہ آسمان پر لے جایا جائے گا۔ اور یہ آخری زمانے میں ہو گا۔ بعدازاں قیامت قائم ہو گی۔ جب قیامت نزدیک ہو گی۔ تو بتوں کو لا کر کعبے میں رکھیں گے۔ اور اسی نام قبیلے کی عورتیں ان بتوں کے سامنے ناچیں گی۔ اس وقت کعبے کو آسمان پر لے جایا جائے گا۔

Marfat.com

بدھ کے روز پندرھویں ماہ شعبان سن مذکور کو قدم بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ مجھے پاس بلا کر فرمایا۔ کہ ہمیشہ طاعت اور عبادت اور اوراد میں مشغول رہنا۔ مشائخ کی کتابوں کا مطالعہ بھی کرنا۔ بیکار ہرگز نہ رہنا۔ پھر کلاہ۔ چوغہ عنایت فرمایا۔ الحمد للہ علی ذالک۔

مجلس — ۲۳ —

تلقین کتب مشائخ

بروز ہفتہ اسی سال ۱۱ شعبان کو قدم بوسی نصیب ہوئی بندہ کو سامنے بلا کر فرمایا کہ تمہیں چاہیے کہ ہمیشہ طاعت و عبادت میں مشغول رہو نیز اوراد اور دعاؤں کو پڑھنے میں محنت کرو۔ تمہیں مشائخ کی کتابوں کا مطالعہ کرنے میں مشغول رہنا چاہیے اور بیکار نہ رہو اس کے بعد خاص اپنے لباس سے مشرف فرمایا اور کلاہ و کرتا پہنایا و الحمد للہ رب العالمین۔

Marfat.com

مجلس ـــ ۲۴ ـــ

تلاوت قرآن

پچیسویں ماہ مذکور کو پابوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ قرآن پڑھنے اور قیام شب اور جو لوگ مسجد میں قیام فرماتے ہیں۔ ان کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ میں نے عرض کی۔ اگر اپنے گھر میں قیام کریں۔ فرمایا۔ اپنے گھر میں ایک سیپارہ پڑھنا مسجد میں ختم قرآن پڑھنے سے بہتر ہے۔ بعدازاں ایک شخص کی بابت فرمایا۔ کہ وہ دمشق کی مسجد میں ہمیشہ رات کو جاگا کرتا تھا۔ اور شیخ الاسلامی کے شغل کی امید پر رات کو قیام کرتا۔ خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ پہلے شیخ الاسلامی کو جلاؤ۔ اور پھر خانقاہ کو اور بعدازاں اپنے تئیں۔ پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک نبی پچیس سال تک روزہ رکھتا رہا۔ لیکن کسی کو اس کے حال کی خبر نہ تھی۔ یہاں تک کہ اس کے گھر والوں کو بھی معلوم نہ تھا۔ کہ وہ روزہ رکھتا ہے۔ اگر گھر جاتا۔ تو ظاہر کرتا کہ دکان سے کچھ کھا آیا ہے۔ اگر دکان میں ہوتا۔ تو ظاہر کرتا کہ گھر سے کچھ کھا آیا ہے پھر فرمایا۔ کہ نیت درست اور نیک رکھنی چاہیے۔ اس لئے کہ خلقت کی نگاہ عمل پر ہوتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی نظر نیت پر ہوتی ہے۔ جب نیت للہ ہو گی۔ تو تھوڑا عمل بھی کافی ہو گا۔ اس سلسلہ میں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ دمشق کی جامع مسجد کے متعلق وقف بہت ہے۔ سو وہاں کا متولی قوی حال ہوتا ہے گویا دوسرا بادشاہ ہے۔ یہاں تک کہ اگر بادشاہ کو مال کی ضرورت پڑے۔ تو متولی مسجد سے قرض لیتا ہے۔ الغرض ایک درویش نے ان اوقات کی طمع پر جمعہ مسجد میں طاعت اور عبادت کرنی شروع کی۔ جو شخص شہرت پاتا تھا اس کو متولی بنایا جاتا تھا۔ وہ مدت تک طاعت میں لگا رہا۔ لیکن کوئی شخص اس کا نام تک زبان پر نہ لایا۔ ایک رات اس دکھاوے کی عبادت سے پشیمان ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ سے عہد کر لیا کہ تیری پرستش خالص تیری ہی خاطر کیا کروں گا۔ نہ کہ اس عہدہ کے شغل کی طمع ہے۔ چنانچہ نیک نیتی اور خلوص سے عبادت کرنی شروع کی۔ انہیں دنوں اسے متولی ہونے کے لئے بلایا گیا۔ اس نے کہا نہیں میں نے اسے ترک کر دیا

Marfat.com

ہے۔ میں نے پہلے اس کی بہت طلب کی۔ لیکن نہ ملی۔ اور اب میں اس کا تارک ہوا ہوں۔ تو مجھے یہ عمدہ ملتا ہے۔ الغرض وہ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہا۔ اور اس شغل سے آلودہ نہ ہوا۔

مجلس --- ۲۵ ---

اشتیاق درویشاں

بروز جمعہ ۹ ماہ رمضان سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا حاضرین میں سے ایک نے یہ حکایت بیان کی۔ کہ ایک مرد نہایت صالح دریشوں کی خدمت کا بڑا مشتاق تھا۔ اسے میں نے کہا کہ خواجہ صاحب کی خدمت میں کیوں حاضر نہیں ہوئے۔ کہا میں ایک مرتبہ بیعت کی نیت سے وہاں گیا۔ تو دستر خوان بچھے ہوئے اور مشعلیں جلتی ہوئی دیکھیں۔ میرا اعتقاد بدل گیا۔ اور واپس چلا آیا۔ خواجہ صاحب نے جب یہ بات سنی۔ تو حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ یہاں دسترخوان اور مشعلیں کب دیکھی ہیں۔

بعد ازاں مسکرا کر فرمایا۔ کہ چونکہ اس کے نصیب بیعت کی دولت نہ تھی۔ اس لئے اسے اس طرح دکھائی دیا میں (مولف کتاب) نے عرض کی کہ اگر کپڑے اور مشعلیں ہوں بھی تو بھی اعتقاد نہیں بگاڑنا چاہئے۔ فرمایا بعض کا اعتقاد تھوڑی سی بات سے بگڑ جاتا ہے۔ اور بعض کا اور بھی مضبوط ہو جاتا ہے۔ پھر تھوڑی دیر پیر کے فرمان کی نگہداشت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا کہ ایک مرتبہ شیخ الاسلام حضرت شیخ فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا کر فرمایا۔ کہ کوئی شخص ہے۔ جو اسے یاد رکھے۔ میں نے معلوم کیا۔ کہ آپ کا مقصد یہ ہے۔ کہ میں یاد رکھوں۔ میں نے عرض کی۔ کہ آپ کی خدمت میں ایک بار پڑھوں۔ تو مجھے یاد ہو جائے گی۔ فرمایا۔ پڑھ۔ جب میں نے پڑھی تو اعراب صحیح فرمائے۔ کہ اس طرح پڑھ۔ میں نے اسی طرح پڑھی۔ اگرچہ جس طرح میں نے پڑھی تھی وہ بھی بامعنی تھی۔ الغرض وہ دعا اسی وقت مجھے یاد ہو گئی۔ میں نے عرض کی۔ کہ دعا مجھے یاد ہو گئی ہے۔

Marfat.com

فرمایا۔ پڑھ۔ میں نے آپ کے فرمان کے مطابق بااعراب پڑھی۔ جب وہاں سے چلا آیا۔ تو مولانا بدالدین اسحاق علیہ الرحمتہ والغفران نے مجھے کہا۔ کہ تم نے بہت اچھا کیا۔ جو شیخ صاحب کے فرمائے ہوئے اعراب کے مطابق پڑھی۔ میں نے کہا۔ اگر سیبویہ جو اس کا علم واضح ہے۔ اور ان قواعد کے اور بانی بھی آکر مجھے کہیں۔ کہ یہ اعراب اس طرح ٹھیک نہیں جس طرح تو نے پڑھے ہیں۔ تو بھی میں اسی طرح پڑھوں گا جس طرح کہ شیخ صاحب نے فرمایا ہے۔ مولانا بدرالدین نے فرمایا۔ کہ جیسے تو آداب کو ملحوظ رکھتا ہے ہم میں سے کوئی نہیں رکھ سکتا۔

پھر خدمت پیر کے آداب کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ میں نے شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبانی سنا ہے۔ کہ میں نے عمر بھر میں ایک جرات کی تھی۔ یعنی اپنے پیر حضرت قطب العالم خواجہ قطب الدین بختیار قدس اللہ سرہ العزیز سے یہ اجازت طلب کی۔ کہ میں ایک چلہ بھر گوشہ نشینی اور تنہائی اختیار کروں۔ قطب العالم شیخ قطب الحق والشرع والدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا۔ کہ کوئی ضرورت نہیں اس سے شہرت حاصل ہوتی ہے۔ ہمارے خواجگان نے ایسا نہیں کیا۔ میں نے جواب دیا۔ کہ وقت مجھ پر حاضر ہے میری نیت شہرت کی ہرگز نہیں۔ اور نہ ہی میں شہرت کے لئے ایسا کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت قطب العالم شیخ قطب الحق والشرع والدین قدس اللہ سرہ العزیز خاموش ہو گئے۔ بعدازاں ساری عمر میں اس بات کا افسوس ہی کرتا رہا۔ اور استغفار کرتا رہا۔ کہ کیوں میں نے جواب دیا۔ جو آپ کے حکم کے مطابق نہ تھا۔ جب یہ حکایت ختم ہوئی تو خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ میں نے بھی ایک مرتبہ اپنے شیخ کی خدمت میں بے مقصد جرأت کی۔ وہ یہ کہ ایک روز عوارف کا نسخہ آپ کی خدمت میں تھا۔ اس سے فوائد بیان فرما رہے تھے۔ چونکہ باریک قلم سے لکھا گیا تھا۔ یا اس میں کچھ کچھ سقم تھے۔ اس لئے تھوڑی دیر کے لئے رک جاتے تھے۔ میں نے اور نسخہ شیخ نجیب الدین متوکل علیہ الرحمتہ کی خدمت میں لکھا ہوا دیکھا۔ مجھے یاد آگیا۔ میں نے عرض کی کہ شیخ نجیب الدین کے پاس صحیح نسخہ ہے۔ شاید یہ بات آپ کو ناگوار گذری۔ ایک گھڑی بعد فرمایا۔ کہ مجھ میں غلط نسخے کی

Marfat.com

تصحیح کی قوت نہیں۔ یہ الفاظ دو مرتبہ فرمائے۔ پہلے تو مجھے کچھ خیال نہ آیا پھر میں نے سوچا کہ یہ الفاظ میرے حق میں ہیں۔ اس وقت مولانا بدالدین اسحاق علیہ الرحمتہ والغفران نے بھی مجھے کہا کہ یہ الفاظ تیرے حق میں فرمائے ہیں۔ میں اٹھ کر ننگے سر آپ کے قدموں پر پڑا۔ اور عرض کی۔ کہ نعوذ باللہ اگر میرا یہ مطلب ہو میں نے واقعی صحیح نسخہ دیکھا تھا۔ سو میں نے عرض کیا۔ لیکن میرے دل میں ہرگز کوئی اور خیال نہ تھا۔ میں نے بہتیری معذرت کی لیکن نا رضامندی کے آثار باقی تھے۔ جب میں وہاں سے اٹھا۔ تو مجھے کچھ نہ سوجھا۔ کہ میں کیا کروں۔ مجھے اس روز غم ہوا میں روتا ہوا گھبرایا اور حیران باہر نکلا۔ ایک کنوئیں پر جاکر اپنے تئیں اس میں گرانا چاہا۔ پھر دل میں سوچا کہ فرض کر اگر تو مر بھی گیا۔ تو شاید یہ بدنامی کسی اور کو ہو۔ اسی خیال میں روتا ہوا جنگل سے آیا۔ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ اس وقت میری کیا حالت تھی۔ الغرض شیخ صاحب کے ایک فرزند شہاب الدین نام سے میری دوستی تھی۔ اسے میں نے اس حال کی خبر کی وہ شیخ صاحب کی خدمت میں گیا اور میری حالت اچھی طرح بیان کی۔ شیخ محمد کو میرے بلانے کے لئے بھیجا۔ جب میں گیا۔ تو سر قدموں پر رکھ دیا۔ پھر خوش ہوئے دوسرے روز مجھے بلا کر نہایت شفقت و عنایت سے پیش آئے۔ فرمایا کہ یہ سب کچھ میں نے تیرے حال کے کمال کے لئے کیا تھا۔ اس روز میں نے یہ لفظ آپ کی زبان مبارک سے سنا تھا۔ کہ پیر مرید کو سنوارنے والا ہوتا ہے۔ پھر مجھے خاص لباس عنایت فرمایا۔ الحمد للہ رب العالمین۔

Marfat.com

مجلس ــ ۲۶ ــ

کوشش اطاعت

تیئسویں ماہ مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ طاعت کی کوشش کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا کہ لوگ جب پہلے پہل کوئی طاعت شروع کرتے ہیں۔ تو بیشک نفس کو ناگوار گذرتی ہے۔ لیکن جب صدق سے اسے کرتا رہتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ توفیق عنایت کرتا ہے۔ اور وہ کام آسان ہو جاتا ہے۔ ہر ایک کام پہلے دشوار معلوم ہوتا ہے۔ لیکن جب انسان شروع کرتا ہے۔ تو آسان ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ شیخ نجیب الدین متوکل علیہ الرحمتہ نے بارہا یہ چاہا۔ کہ جامع الحکایات کو لکھیں۔ وجہ معاش تنگ تھی اور کتابت اور نساخ کی اجرت بہت مشکل سے ادا ہوتی تھی۔ اگر کاتب ہوتا۔ تو کتابت کی اجرت نہ ملتی۔ اگر اجرت ملتی تو کاغذ اور دوسرے اسباب حاصل نہ ہوتے۔ الغرض ایک روز ایک نساخ حمید نام آپ کی خدمت میں آیا شیخ صاحب نے فرمایا۔ کہ دیر سے میری یہ خواہش ہے کہ جامع الحکایات لکھواؤں لیکن کسی طرح نہیں ہو سکتی۔ حمید نے پوچھا۔ اب اس وقت کچھ موجود ہے۔ فرمایا ایک درم۔ حمید نے اس درم کا کاغذ خریدا۔ اور کتابت شروع کی۔ ابھی وہ کاغذ لکھنے نہ پایا تھا۔ کہ کچھ اور فتوح مل گئی۔ کاغذ کی دوسری جز کی قیمت اور کتابت کی اجرت ادا کی۔ بعدازاں متواتر فتوح پہنچتی رہی اور کتاب جلدی ہی بخوبی ختم ہوئی۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جب کوئی کام شروع کیا جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے انجام کو پہنچا ہی دیتا ہے۔

پھر شیخ نجیب الدین متوکل علیہ الرحمتہ کے مناقب کے حقائق کے بارے میں فرمایا۔ کہ ایک روز میں آپ کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ اس روز میری چوٹی تھی۔ میں نے آپ کو کہا۔ کہ میرے لئے دعا کرو۔ کہ میں قاضی ہو جاؤں۔ آپ خاموش رہے۔ پھر میں نے دوبارہ کہا شاید کہ آپ نے سنا ہو۔ لیکن پھر بھی خاموش رہے۔ پھر تیسری مرتبہ کہا۔ تو مسکرا کر فرمایا۔ تو قاضی نہ بن کچھ اور بن۔ الغرض خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ آپ اس کام سے شاید کسی قدر متنفر تھے۔ جو اس کے لئے دعا بھی نہ کی۔

Marfat.com

پھر بخشش اور معافی کے بارے میں گفتگو ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ حدیث میں آیا ہے کہ اگر کسی مرد کے کیسے میں ایک درم ہو۔ اور وہ بوقت ضرورت اسے نکالنا چاہے لیکن وہ کیسے کے کونے میں گھسا رہے۔ اور اسے یہ خیال ہو جائے۔ کہ کہیں گر پڑا ہے۔ تو وہ ضرور مغموم ہو گا اور حق تعالیٰ اسے بخش دے گا۔ بعدازاں فرمایا۔ کہ یہ حدیث اس شخص کے بارے میں ہے جس کے پاس صرف ایک ہی درم ہو۔ لیکن اگر کسی کے پاس بہت سے درم ہوں۔ اور ایک گم ہو جائے تو وہ غم نہیں کرے گا۔ لیکن جس کے پاس ایک ہی درم ہو۔ اور وہی گم ہو جائے۔ تو وہ ضرور غم کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا۔ ان معنوں کا کشف اسی روز ہوا۔ اور اسی روز خلعت اور خاص پاپوش مرحمت ہوئی۔ الحمد للہ رب العالمین۔

مجلس ۔۔۔ ۲۷ ۔۔۔

ایک در پکڑو

دسویں ماہ کو سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ آپ چھت پر بیٹھے تھے۔ پاس ہی ایک سیڑھی رکھی تھی۔ جب میں آداب بجالایا۔ تو فرمایا۔ کہ اسی جگہ سیڑھی کے پاس بیٹھ جا میں بیٹھ گیا۔ ہوا سے دروازہ بار بار بند ہوتا تھا۔ میں نے طاق کو ایک ہاتھ سے پکڑ رکھا۔ تاکہ بند نہ ہو۔ ایک گھڑی بعد مجھے دروازہ پکڑے ہوئے دیکھ کر فرمایا۔ چھوڑتا کیوں نہیں۔ میں نے آداب بجا لا کر عرض کی کہ میں نے پکڑا ہوا ہے۔ مسکرا کر فرمایا۔ یہ دروازہ تو نے پکڑا ہے۔ اور مضبوطی سے پکڑا ہے۔

پھر فرمایا بہاؤ الدین زکریا بار بار فرمایا کرتے تھے کہ ہر دروازے اور ہر شخص کے پاس نہیں جانا چاہئے۔ صرف ایک دروازہ پکڑنا چاہیے۔ اور مضبوط پکڑنا چاہیے۔

بعدازاں حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک دیوانہ صبح کے وقت ایک دروازے پر کھڑا تھا جب دروازہ کھلا تو لوگ باہر نکلے۔ کوئی دائیں طرف گیا اور کوئی بائیں۔ اور کوئی سیدھا یہ دیکھ کر دیوانے نے کہا۔ کہ پریشان اور مخالف چلتے ہیں۔ اسی واسطے کہیں نہیں پہنچ

Marfat.com

سکتے۔ اگر سارے ایک ہی راہ چلیں تو ضرور مقصود تک پہنچ جائیں۔

پھر تھوڑی دیر کے لئے کھانا کم کھانے اور اس کے فوائد اور کھانے پر کھانے اور اس کے نقصان پر گفتگو ہوئی۔ فرمایا۔ جب ایک دفع پیٹ بھر جائے تو پھر اور نہیں کھانا چاہیے۔ البتہ دو شخصوں کو کھانا جائز ہے۔ ایک وہ جس کے ہاں مہمان آئے ہوئے ہوں۔ اور وہ ان کی خاطر ان کے ساتھ مل کر اور کچھ کھا لے۔ اور دوسرے وہ جو روزہ رکھتا ہے اور سمجھتا ہو کہ سحری کے وقت شاید کچھ نہ مل سکے۔ اگر وہ کھائے ہوئے پر کھا لے۔ تو جائز ہے۔

پھر دعائے ماثورہ کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ اگر کوئی شخص کسی ایسے رنج و بلا میں گرفتار ہو۔ جو کسی طرح علاج پذیر نہ ہو۔ تو جمعہ کے روز عصر کی نماز سے لے کر شام تک اور کوئی کام نہ کرے۔ فقط ان تین اسماء کو پڑھتا رہے وہ اسما یہ ہیں۔ یا اللہ۔ یا رحمٰن۔ یا رحیم۔ ضرور بالضرور اس رنج و بلا سے خلاصی پائے گا۔

Marfat.com

مجلس ــ ۲۸ ــ

محبوب الٰہیؒ کا ملفوظات جمع کرنا

بروز ہفتہ آٹھ ماہ شوال سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ تو میں (مولف کتاب) نے ان معانی کے جمع کرنے کا حال عرض کیا۔ وقت نیک اور خلوت با راحت تھی۔ میں نے آداب بجا لاکر التماس کی۔ کہ اگر حکم ہو تو کچھ عرض کروں۔ فرمایا۔ کہو۔ میں نے عرض کی کہ سال سے زیادہ عرصہ گزر گیا ہے۔ کہ میں جناب کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ اور جب کبھی حاضر ہوتا ہوں۔ جناب سے فوائد کے بارے میں کچھ نہ کچھ سنتا ہوں۔ خواہ وعظ و نصیحت خواہ حکایات مشائخ اور ترغیب طاعت یہ تمام میں نے لکھ لئے ہیں۔ جس سے میری غرض یہ ہے کہ وہ میرا دستور الحال اور دستور العمل ہو۔ میں نے اپنی فہم کے مطابق اسے لکھا ہے۔ کیونکہ جناب کی زبان مبارک سے میں نے بارہا سنا ہے۔ کہ مشائخ کی کتابوں اور اشارات کا جو انہوں نے سلوک کے بارے میں لکھی ہوں مطالعہ کرتے رہنا چاہیے۔ پس کوئی مجموعہ میرے لئے جناب کے جاں بخش اقوال سے بڑھ کر نفیس نہیں۔ اس واسطے میں نے جو کچھ جناب کی زبانی سنا۔ سب قلبند کر لیا ہے۔ اور اب تک اس واسطے ظاہر نہیں کیا۔ کہ میں فرمان کا منتظر تھا۔ جب خواجہ صاحب نے التماس سن لی۔ تو فرمایا۔ کہ جب میں شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کا مرید ہوا۔ تو میں نے دل میں ٹھان لی۔ کہ جو کچھ آپ کی زبان مبارک سے سنوں گا۔ اسے قلبند کرتا جاؤں گا۔ پہلے روز ہی جب قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ تو جناب کی زبان مبارک سے سنا۔

اے آتش فراقت و لہا کباب کربہ سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کربہ اے کہ تیرے فراق کی آگ نے دلوں کو کباب کر دیا۔ تیرے اشتیاق کے سیلاب نے جانوں کو کھنڈر کر رکھا ہے۔

بعد ازاں میں نے قدم بوسی کا اشتیاق آپ کی خدمت میں ظاہر کرنا چاہا۔ لیکن جناب کی دہشت کے سبب صرف اسی قدر عرض کر سکا۔ کہ قدم بوسی کا اشتیاق نہایت

Marfat.com

غالب آگیا ہے۔ شیخ صاحب نے جب مجھ میں دہشت کے آثار دیکھے۔ تو فرمایا۔ کہ ہر ایک داخل ہونے والے پر رعب چھایا ہی کرتا ہے۔ الغرض اس روز خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ جو کچھ میں نے اپنے شیخ سے سنا۔ اسے قلبند کیا۔ جب اپنے ڈیرے آیا۔ تو کتاب بند رکھی۔ بعدازاں جو کچھ سنتا۔ اسے لکھتا رہتا۔ یہاں تک کہ شیخ صاحب کی خدمت میں اس بات کی اطلاع بھی کر دی۔ پھر جب کبھی کوئی حکایت یا اشارت بیان فرماتے۔ تو پوچھ لیتے۔ کہ تو حاضر ہے۔ یہانتک کہ اگر میں غیر حاضر ہوتا۔ تو میری غیر حاضری میں جو فوائد بیان فرماتے۔ جب میں واپس آتا۔ تو پھر انہیں فوائد کا اعادہ فرماتے۔

بعدازان خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ میں نے ایک کرامت دیکھی۔ کہ انہیں دنوں ایک شخص نے مجھے سفید کاغذ دیا۔ میں نے اس کی ایک جلد بنا لی۔ اور شیخ صاحب کے بیان کردہ فوائد کو اس میں لکھتا رہا۔ اس کے اوپر یہ لکھا۔ سبحان اللہ و الحمد اللہ و لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور پھر نیچے فوائد لکھنے شروع کئے۔ اب تک وہ مجموعہ میرے پاس ہے۔ بعدازاں بندے (مولف کتاب) کو فرمایا کہ کاغذ لائے ہو۔ عرض کی۔ جناب لایا ہوں۔ فرمایا۔ دکھاؤ۔ میں نے چھ کاغذ پیش کئے۔ آپ نے مطالعہ فرمائے۔ اور تعریف کی۔ کہ اچھے لکھے ہیں۔ ایک دو مقام پر خالی جگہ چھوڑ گیا تھا۔ فرمایا یہ کیوں چھوڑ گئے ہو۔ عرض کی کہ باقی حروف مجھے اچھی طرح یاد نہ تھے۔ سو آپ نے کمال شفقت سے انہیں مکمل فرمایا۔ یہ تھی آنجناب کی شفقت رحمت اور شکستہ پروری الحمد للہ رب العالمین۔

پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل کے بارے میں فرمایا۔ کہ وہ خلقت کے اندیشے کے برعکس کارسازی کرتا ہے۔ پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ کسی خلیفہ بغداد نے ایک جوان کو قید کر لیا۔ اس کی ماں نے آکر خلیفہ کے پاس آہ و زاری کی۔ کہ میرے بیٹے کو رہا کر دے۔ خلیفہ نے کہا۔ میں نے حکم دیا ہے۔ کہ اسے ہمیشہ کے لئے قید میں رکھا جائے۔ جب تک کہ خلیفوں کی اولاد سے کوئی باقی رہے گا۔ تیرا فرزند قید میں ہی رہے گا۔ بڑھیا یہ سن کر آنکھوں میں آنسو بھر لائی اور آسمان کی طرف منہ کر

Marfat.com

کے کہا کہ خلیفہ نے تو اپنا حکم یہ کیا ہے۔ اب تو کیا حکم کرتا ہے۔ خلیفہ نے جب یہ بات سنی۔ تو اس کا دل پسیجا۔ حکم دیا۔ کہ اس کے لڑکے کو چھوڑ دو۔ اور پھر اسے ایک قیمتی گھوڑا بھی مرحمت فرمایا۔ کہ اس جوان کو گھوڑے پر سوار کر کے بغداد میں پھرائیں۔ اور ساتھ ہی یہ منادی کرتے پھریں۔ کہ یہ خلیفہ کے خیال پر اللہ تعالیٰ کی بخشش ہے۔

پھر پیر کی بخشش اور مرید کی قابلیت کی بابت گفتگو ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ شیخ الاسلام فرید الدین" کا ایک مرید یوسف نام اپنے شیخ کی خدمت میں کہہ رہا تھا۔ کہ میں آپ کی خدمت اتنے سال سے کر رہا ہوں۔ ہر شخص کو آپ نے مستفیض کیا۔ مجھے ان سے زیادہ مستفیض کرنا چاہئے تھا وغیرہ وغیرہ باتیں کر رہا تھا۔ شیخ الاسلام نے فرمایا۔ کہ میری طرف سے کوئی کوتاہی نہیں۔ تجھ میں قابلیت اور استعداد چاہیے۔ اگر تجھ میں قابلیت اور استعداد ہوتی تو میں بھی کچھ کرتا۔ اگر خدا تعالیٰ ہی نہ دے۔ تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ مرید اسی طرح کہے گیا۔ اسی اثناء میں شیخ صاحب کی نگاہ ایک چھوٹے لڑکے پر پڑی۔ اسے فرمایا۔ کہ میرے لئے اینٹوں کے ڈھیر سے ایک اینٹ لا۔ وہ عمدہ سی اینٹ اٹھا لایا۔ پھر یوسف کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ کہ اس کے واسطے بھی ایک اینٹ لا۔ وہ آدمی اینٹ ٹوٹی پھوٹی اٹھا لایا۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ میں اس میں کیا کروں۔ کیا میں نے خود یہ کام کیا ہے۔ چونکہ تیرا نصیبہ ہی ایسا ہے۔ اس لئے میں کچھ نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی میرا قصور ہے۔

Marfat.com

مجلس ۔۔ مجلس ۲۹ ۔۔

حکایت

بروز جمعرات بیں ماہ شوال سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ شیخ عثمان خیر آبادی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں فرمایا۔ کہ وہ بہت بزرگ آدمی تھا۔ اس نے ایک تفسیر بھی تیار کی ہے۔ بعدازاں فرمایا۔ کہ وہ غزنی میں رہا کرتا تھا۔ اور شلغم اور چقندر وغیرہ کی سبزی پکایا کرتا تھا۔ اور فروخت کیا کرتا تھا۔ پھر عنایت غیبی کے بارے میں یہ شعر زبان مبارک سے فرمایا۔

حق بشباں تاج نبوت نہد　　ورنہ نبوت چہ شناسد شباں

اللہ تعالیٰ چرواہے کو تاج نبوت دے دیتا ہے ورنہ چرواہے نبوت کو کیا جانیں۔

بعدازاں اس کے احوال کی بابت فرمایا۔ کہ اگر کوئی شخص اسے کھوٹا پیسہ دے جاتا۔ جو کچھ اس نے پکایا ہوتا خرید تا۔ تو وہ دیدہ دانستہ اس کھوٹے پیسے کو رکھ لیتا۔ گویا اسے کھوٹے کھرے کی تمیز ہی نہیں۔ بہت آدمی کھوٹے پیسے لا کر کھرے بدل لے جاتے۔ اور کھانا خرید لے جاتے۔ جب وہ فوت ہونے لگا۔ تو آسمان کی طرف منہ کر کے کہا۔ اے پروردگار! تو اچھی طرح جانتا ہے۔ کہ لوگ مجھے کھوٹے پیسے دے جایا کرتے تھے۔ اور میں انہیں قبول کرتا تھا۔ اور کبھی نہیں لوٹاتا تھا۔ اگر مجھ سے بھی کوئی کھوٹی طاعت ہوئی ہو۔ تو اپنے فضل و کرم سے رونہ کرنا۔

بعدازاں فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ ایک صاحب حال درویش نے آکر اس کی دیگ سے کھانا طلب کیا شیخ عثمان نے چمچہ دیگ میں ڈالا۔ جب باہر نکالا۔ تو سب مروارید اور موتی تھے۔ اس درویش نے کہا میں اسے کیا کروں پھر شیخ عثمان نے دوبارہ چمچہ ڈالا تو تمام سونا ہی سونا نکلا اس درویش نے کہا۔ یہ پتھر اور کنکر ہیں۔ کوئی ایسی چیز نکالو۔ جو میں کھا سکوں۔ تیسری مرتبہ جب چمچہ ڈالا۔ تو سبزی پکی ہوئی نکلی۔ درویش نے جب یہ حال دیکھا۔ تو کہا۔ کہ اب تجھے یہاں نہیں رہنا چاہیے۔ انہیں چند دنوں بعد شیخ عثمانؒ فوت ہو گئے۔

Marfat.com

بعدازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ جب درویش کو ان باتوں کا کشف ہوتا ہے۔ تو وہ رہ نہیں سکتا حکیم سنائی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔

آں جمال تو چیست مستی تو وآں شنید تو چیست ہستی تو

بعدازاں زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ اولیاء اللہ جو کچھ ظاہر کر دیتے ہیں۔ وہ ان کی مستی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اصحاب سکر ہوتے ہیں۔ برخلاف ان کے انبیاء صاحب صحو ہوتے ہیں۔ حکیم سنائی اسے مستی کہتے ہیں۔ یعنی کوئی سر ظاہر کر دیا۔ تو دیر نہیں کرنی چاہیے۔ اسے اس عبارت میں ادا کیا ہے۔

آں جمال تو چیست مستی تو وآں شنید تو چیست ہستی تو

بعدازاں زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ مرد کے لئے کشف و کرامات بمنزلہ حجاب ہیں استقامت کا کام محبت ہے۔ الحمد للہ علی ذالک۔

Marfat.com

مجلس ــ ۳۰ ــ

تبریزیؒ اور ناگوریؒ

بروز پیر ۲۸ ماہ ذوالقعدہ سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ ایک جوان آیا۔ تو خواجہ صاحب نے اس سے پوچھا۔ کہ تیرے جد بزرگوار کس پیر کے مرید تھے۔ جواب دیا۔ کہ شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ شیخ جلال الدین کسی کو بہت کم مرید کیا کرتے تھے۔ قاضی حمید الدین ناگوری۔ مولانا برہان الدین غریب حاضر تھے۔ پوچھا کہ ایسے بزرگ اور شیخ ہو کر کیوں لوگوں کو مرید نہیں کرتے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا خواہ مرید کریں یا نہ کریں۔ ان کی بزرگی اور شیخی میں کچھ فرق نہیں آتا۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے دو آدمی ہوں۔ اور دونوں میں قوت رجولیت ہو۔ ایک کے ہاں تو اولاد پیدا ہو۔ اور دوسرے کے ہاں نہ ہو۔ تو اس سے یہ تو لازم نہیں آتا۔ کہ اس کے نر ہونے میں کچھ فرق ہے لیکن ایسا بہت دیکھا گیا ہے۔ انبیاء بھی اسی طرح گزرتے ہیں۔ چنانچہ قیامت کے دن ہر ایک پیغمبر اپنی امت کو ہمراہ لائے گا۔ کسی کے ساتھ کم ہو گی۔ کسی کے ساتھ زیادہ۔ ایک پیغمبر ایسا آئے گا۔ کہ اس کے ہمراہ صرف ایک آدمی ہو گا۔ لیکن اس سے یہ لازم تو نہیں آتا۔ کہ ان کی نبوت کا قصور ہے۔ اسی طرح شیخ اور مرید سمجھ لو۔

Marfat.com

مجلس ـــ ۳۱ ـــ

سماع اور وجد

بروز اتوار ۲۹ ذوالقعدہ سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ سماع کے وقت جو وجد ہوتا ہے اس کی بابت گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ ننانوے نام میں الواجد الماجد بھی شامل ہیں۔ واجد بمعنی معطی (عطا کرنے والا) بعدازاں فرمایا۔ کہ واجد وجد سے نکلا ہے۔ یعنی بخشش کرنے والا۔ جیسا کہ شکور کے معنی شکر کرنے والے کے ہیں۔ لیکن اسمائے الٰہی میں اس کے معنے شکر قبول کرنے والے ہیں۔ اسی طرح یہاں پر واجد کے معنی وجد عطا کرنے والے کے ہیں۔

بعدازاں شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر شروع ہوا۔ کہ وہ سماع نہیں سنا کرتے تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ شیخ نجم الدین کبری علیہ الرحمتہ والرضوان فرمایا کرتے تھے۔ کہ زیادہ سے زیادہ جو نعمت ہو سکتی ہے۔ وہ شیخ شہاب الدین رحمتہ اللہ علیہ کو دی گئی تھی۔ مگر سماع کا ذوق عطا نہیں فرمایا گیا تھا۔ بعدازاں شیخ شہاب الدین کے استغراق شغل کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا کہ ایک مرتبہ شیخ اوحد کرمانی رحمتہ اللہ علیہ شیخ شہاب الدین کے پاس آئے۔ تو شیخ صاحب نے اپنا مصلے لپیٹ گھٹنے تلے دبا لیا۔ یہ بات مشائخ کے نزدیک نہایت اعلیٰ درجے کی تعظیم ہے۔ الغرض جب رات ہوئی تو شیخ اوحد نے سماع طلب کیا۔ شیخ شہاب الدین نے قوالوں کو بلایا۔ اور سماع ترتیب دیا۔ اور خود کونے میں چلے گئے۔ اور طاعت اور ذکر میں مشغول ہو گئے۔ شیخ اوحد اور اہل سماع، سماع میں مشغول ہوئے۔ جب صبح ہوئی تو خادم خانقاہ نے شیخ شہاب الدین کی خدمت میں عرض کی کہ رات سماع تھا۔ ان لوگوں کو کھانا کھلانا چاہیے۔ شیخ صاحب نے پوچھا کیا رات کو سماع تھا۔ خادم نے عرض کی۔ کہ بے شک تھا۔ فرمایا۔ مجھے اس کی مطلق خبر نہیں۔

بعدازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ اس سے شیخ شہاب الدین قدس اللہ سرہ العزیز کا استغراق وقت معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ آپ ذکر میں اس طرح مشغول ہوئے۔

Marfat.com

کہ سماع کے غلبہ کی آپ کو مطلق خبر نہ ہوئی۔ جب سماع بند کر دیتے تو شیخ صاحب قرآن مجید سنتے۔ شیخ صاحب نے ان کا سماع باوجود اس قدر غلبہ کے بالکل نہ سنا۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ آپ کس حد تک یاد الٰہی میں مشغول تھے۔

پھر لہاور (لاہور) کے مزاروں کی بابت گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ وہاں پر بہت سے بزرگ مدفون ہیں۔ بعدازاں مجھ سے پوچھا۔ کہ تو نے لہاور کو دیکھا ہے۔ عرض کی جناب دیکھا ہے۔ اور بعض بزرگوں کی زیارت کی ہے۔ مثلاً" شیخ حسین زنجانی اور شیخ علی ہجویری دونوں ایک ہی پیر کے مرید تھے۔ اور وہ اپنے زمانے کے قطب تھے۔ حسین زنجانی مدت سے لہاور (لاہور) میں رہتے تھے۔ کچھ مدت بعد ان کے پیر نے خواجہ علی ہجویری کو فرمایا۔ تو جا۔ شیخ علی ہجویریؒ فرمان کے مطابق لہاور پہنچے۔ تو رات تھی۔ دوسری صبح شیخ حسین کا جنازہ اٹھا۔

پھر نظم کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ مشائخ نے بہت اور عمدہ نظمیں کہیں ہیں۔ مثلاً" شیخ اوحد کرمانی۔ شیخ ابو سعید ابوالخیر اور دوسرے بزرگ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔ خاص کر شیخ سیف الدین باخرزی جنہیں تقریباً" سارے علوم یاد تھے۔ ایک مرتبہ مریدوں نے آپ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ ہر ایک شخص نے کوئی نہ کوئی کتاب تالیف کی ہے۔ آپ کیوں نہیں لکھتے۔ جواب دیا۔ کہ ہمارا ہر ایک شعر کتاب ہی سمجھو۔ اسی روز مجھے (مولف کتاب) نماز اشراق کی بابت فرمایا۔ کہ دو رکعت نماز اس طرح ادا کیا کرو۔ کہ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد آیتہ الکرسی خالدون تک اور دوسری رکعت میں آمن الرسول سے سورۃ کے آخری تک اور اللہ نورالسموات والارض سے علیم تک پڑھو۔ اس کے بعد دو رکعت اور نماز استعاذہ اس طرح ادا کیا کرو۔ کہ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ فلق۔ اور دوسری رکعت میں والناس پڑھا کرو۔

بعد ازاں دو رکعت نماز استخارہ کی بابت فرمایا۔ کہ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ کافرون اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص پڑھنا۔ اس کے بعد دوگانہ ادعیہ۔ پھر فرمایا۔ کہ دو رکعت نماز اور میں تجھے بتاؤں گا۔ یہ فرما کر آبدیدہ

Marfat.com

ہوئے۔ اور فرمایا۔ کہ جس روز شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز نے مجھے اشراق کی نماز کی بابت چھ رکعت کا حکم دیا تھا۔ اور نیز فرمایا تھا۔ کہ کچھ اور بھی کہوں گا۔

مجلس ۔۔ ۳۲ ۔۔

خدمت پیر

بروز جمعرات گیارھویں ماہ ذوالحج سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ آداب مجلس۔ پیر کے خدمت میں حاضر ہونے اور آداب نشستن کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ ادب اس بات کا نام ہے۔ کہ جب مجلس میں آئیں۔ تو جو جگہ خالی دیکھیں وہیں بیٹھ جائیں یعنی جب پیر کی خدمت میں حاضر ہوں۔ تو اوپر یا نیچے بیٹھنے کا خیال نہ کریں۔ بلکہ جہاں جگہ ملے۔ وہیں بیٹھ جائیں۔ کیونکہ آنے والے کی جگہ وہی ہوتی ہے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مقام پر بیٹھے تھے۔ اور یار گرداگرد حلقہ باندھے بیٹھے تھے۔ تین شخص آئے۔ ایک اس حلقے میں خالی جگہ دیکھ کر بیٹھ گیا۔ دوسرے کو حلقہ میں جگہ نہ ملی۔ وہ پیچھے بیٹھ گیا۔ تیسرا واپس چلا گیا۔ ایک گھڑی بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اس وقت جبرائیل علیہ السلام نے آکر مجھے خبر دی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ جو شخص حلقہ میں بیٹھ گیا ہے۔ اسے ہم نے اپنی پناہ میں لے لیا ہے۔ اور جو حلقہ کے پیچھے بیٹھ گیا ہے۔ ہم اس سے شرمندہ ہیں۔ قیامت کے دن ہم اسے رسوا نہیں کریں گے۔ اور جو شخص واپس چلا گیا ہے۔ وہ ہماری رحمت سے دور ہو گیا ہے۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ ادب اس بات کا نام ہے کہ جو شخص مجلس میں آئے جہاں پر خالی جگہ دیکھے وہیں بیٹھ جائے۔ اگر مجلس میں خالی جگہ نہ پائے۔ تو پیچھے ہٹ کر بیٹھ جائے۔ لیکن درمیان میں نہ بیٹھنا چاہئے۔ کیونکہ جو درمیان بیٹھتا ہے۔ وہ ملعون ہوتا ہے۔

Marfat.com

مجلس ـــ ۳۳ ـــ

تلاوت اور سماع

بروز اتوار اکیسویں ماہ ذوالحج سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ تلاوت قرآن کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جب پڑھنے والے کو کسی آیت کے پڑھنے سے ذوق اور راحت حاصل ہو۔ تو اسے بار بار پڑھنا چاہئے۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ تلاوت اور سماع کی حالت میں جو سعادت حاصل ہوتی ہے۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔ انوار۔ احوال اور آثار اور وہ تین عالم یعنی۔ ملک۔ ملکوت۔ اور جبروت سے نازل ہوتی ہیں۔ اور وہ تین مقامات ارواح۔ قلوب اور جوارح پر نازل ہوتی ہیں۔ انوار ملکوت سے ارواح پر۔ احوال جبروت سے قلوب پر اور آثار ملک سے جوارح پر۔

یعنی پہلی حالت سماع میں عالم ملکوت سے ارواح پر نازل ہوتے ہیں۔ بعد ازاں جو کچھ دل میں پیدا ہوتا ہے۔ اسے احوال کہتے ہیں۔ اور وہ عالم جبروت سے قلوب پر نازل ہوتا ہے۔ بعد ازاں جو حرکت جنبش اور آہ دبکا ظاہر ہوتا ہے۔ اسے آثار کہتے ہیں۔ اور یہ عالم ملک سے جوارح پر نازل ہوتا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین۔

پھر تھوڑی دیر کے لئے صدقے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ جب صدقے میں پانچ شرطیں ہوں تو بے شک صدقہ قبول ہوتا ہے۔ ان میں سے دو عطا سے پہلے دو عطا کے وقت اور ایک بعد میں ہوتی ہے۔ عطا سے پہلے کی دو شرطیں یہ ہیں۔ کہ جو کچھ دے وہ حلال کی کمائی ہو۔ دوسرے کسی نیک مرد کو دے جو اسے برے کام میں خرچ نہ کرے۔ عطا کے وقت کی دو شرطیں یہ ہیں۔ کہ اول تواضع اور ہنسی خوشی سے دے۔ دوسرے پوشیدہ دے۔ بعد کی شرط یہ ہے۔ جو کچھ دے اس کا نام تک نہ لے۔ بلکہ بھول جائے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ ایک صدقہ اور دوسرا صُدقہ ہے۔ صدقے کے معنے تو معلوم ہو گئے۔ اب رہا صُدقہ سودہ کا دین ہے اور دونوں کے معنی صدق محبت کے مقتضی

Marfat.com

ہیں۔ یعنی جس سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ اس سے سچی محبت پیدا کرنی چاہئے۔ پس وہ درمیان میں کاوین لاتا ہے اور جو چیز راہ حق میں دی جاتی ہے اس سے بھی حق تعالیٰ سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ اس کا نام صدق محبت کی وجہ سے صدقہ ہوا ہے۔

پھر امیرالمومنین ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حکایت فرمائی۔ کہ آپ چالیس ہزار دینار حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔

شکرانۂ چہل ہزار بینار بہد تا شینۂ و گلیم را بخوبہ بار بہد

یہ اس طرح ہوا کہ اس روز ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس چالیس ہزار دینار تھے۔ وہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ بال بچے کے لئے بھی کچھ باقی رکھا ہے۔ عرض کی خدا اور رسولؐ کافی ہیں۔ بعد ازاں عمر خطاب رضی اللہ عنہ' آئے۔ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نصف مال لائے۔ آنحضرتؐ نے پوچھا۔ کہ گھر والوں کے لئے بھی کچھ رکھا ہے۔ عرض کی نصف لایا ہوں۔ اور نصف رکھ آیا ہوں۔ بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی لائی ہوئی چیز کے مطابق حکم فرمایا۔

بعد ازاں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بابت حکایت فرمائی۔ کہ جس روز چالیس ہزار دینار لائے اور گودڑی پہن کر اس پر میخ ٹھونک کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ اسی وقت جبرائیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گودڑی پہن کر اور میخ ٹھونک کر آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ یہ کیسا لباس ہے۔ جبرائیل نے عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آج تمام فرشتوں کو حکم ہوا ہے۔ تاکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی موافقت سے گودڑی پہنو۔ اور اس پر میخ ٹھونکو بعد ازاں خواجہ صاحب نے یہ شعر پڑھا۔

شکرانہ چہل ہزار بینار بہند تامیخ و گلیم عشق را بار بہند

یہاں سے صدق کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ ایک مرد کے پاس پچیس دینار تھے اس نے دل میں سوچا۔ کہ میں کعبہ کی زیارت کر آؤں۔ اور یہ روپیہ کعبہ کے مجاوروں اور وہاں کے رہنے والوں کو دوں۔ یہ نیت کر کے روانہ ہوا۔ اثنائے

Marfat.com

راہ میں ایک عیار اسے ملا اور اس نے تلوار سونت لی۔ تو مرد نے ہمیانی نکال اس کے آگے پھینک دی۔ اور کہا مجھے کیوں مارتا ہے۔ یہ لے پچیس دینار ہمیانی میں ہیں۔ عیار نے ہمیانی اٹھالی۔ اور پچیس دینار نکال اس شخص کے سامنے رکھ دیئے۔ کہ لے تیری سچائی نے میرے قہر کو ٹھنڈا کر دیا ہے۔

بعدازاں تصدق کے بارے میں حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو گھوڑا بخش دیا تھا۔ وہ گھوڑا اس کے پاس لاغر ہو گیا۔ امیرالمومنین نے قیمتاً" اس سے پھر خریدنا چاہا۔ جب یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی۔ تو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا۔ اور فرمایا۔ کہ دی ہوئی چیز کو پھر نہیں خریدنا چاہیے۔ خواہ ایک دانگ کو ملے۔

بعدازاں کھانا کھلانے کی فضیلت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ بیس درم صدقہ کرنے کی نسبت ایک درم کا کھانا یاروں کو کھلانا بہتر ہے پھر اسی بارے میں ایک اور حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک درویش صاحب حال بخارا میں امیر کے پاس آیا۔ اور کہا مجھے بادشاہ شہر سے کچھ کام ہے۔ ذرا میری سفارش کر دینا۔ پوچھا تیرا کیا حق ہے جو میں سفارش کروں۔ کہا مجھے تجھ پر حق ہے۔ امیر نے پوچھا کیا حق ہے۔ کہا۔ ایک مرتبہ تو نے کھانا پکایا تھا۔ اور میں نے تیرے دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کھایا تھا۔ یہ ہے تجھ پر میرا حق۔ جب یہ سنا۔ تو فوراً" اٹھ کر بادشاہ کے ہاں جا کر اس کا کام بنوایا۔ بعدازاں فقرا کے معاملات اور لین دین کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ شیخ بدرالدین اسحاق علیہ الرحمتہ والغفران نے ایک شخص کو شطرنجی دے کر فرمایا۔ کہ بازار جا کر فروخت کر آؤ۔ اور ساتھ ہی فرمایا۔ کہ درویشانہ طور پر بیچنا۔ پوچھا اس کا کیا مطلب۔ فرمایا۔ جو ملے سو لے آنا۔

Marfat.com

مجلس ـــ ۴۴ ـــ

مناقب ابراہیم ادھمؒ

بروز پیر ۲۹ ماہ ذالج سن ۶۸۷ ہجری کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ ابراہیم ادہم رحمتہ اللہ علیہ کے مناقب اور مراتب کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ آپ نو سال ایک غار میں رہے اس غار میں ایک چشمہ تھا۔ جس پر آپ رہتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ ایک رات نہایت سردی تھی۔ چنانچہ ہلاکت کا اندیشہ تھا۔ اس تاریکی میں آپ کے ہاتھ ایک پوستین لگی۔ اسے پہن کر گرم ہوئے۔ جب دن چڑھا تو پوستین دور پھینکی۔ جب غور سے دیکھا۔ تو پوستین دراصل اژدہا تھا۔ جس نے آنکھیں کھولی ہوئی تھیں۔ اور پھن پھیلائے حرکت کر رہا تھا۔ آپ حیران رہ گئے۔ اتنے میں آواز سنی۔ نجیناک من التلف بالتلف کہ تجھے ہلاکت کرنے والے سے ہلاک کرنے والے کے ذریعے بچایا۔ یعنی سردی اور سانپ دونوں ہلاک کرنے والے تھے۔ سو سردی سے سانپ کے ذریعے تجھے بچا لیا۔

بعدازاں فرمایا۔ کہ ایک درویش کنوئیں میں گر پڑا۔ رسی نہ تھی جو باہر نکلتا۔ اب مرنے پر ٹھان لی کہ اتنے میں ایک رسی اوپر سے لٹکتی ہوئی اسے دکھائی دی۔ سمجھا کہ یہ نجات کا سبب ہے۔ اسے پکڑ کر باہر نکلا۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ شیر ہے۔ جو نیچے لٹک گیا تھا۔ اس نے یہی آواز سنی۔ نجیناک من التلف بالتلف

یہاں سے اولیاء کی کرامت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ ایک محجوب ولی تھا۔ ایک مدعی آکر اس کے پاس بیٹھ گیا۔ اور آزمائش کرنی چاہی۔ دل میں خیال کیا۔ کہ جو آنکھ ظاہر میں نابینا ہو۔ واجب ہے۔ کہ عالم باطن میں بھی اس کی بینائی میں کچھ فرق ہو۔ پس اس نے محجوب کی طرف مخاطب ہو کر پوچھا۔ کہ ولایت کی کیا علامت ہے۔ اسی اثناء میں ایک مکھی آکر اس کے ناک پر بیٹھی۔ اس نے تین مرتبہ اڑائی۔ پھر آبیٹھی۔ اسی اثناء میں پھر اس نے پوچھا۔ کہ ولایت کی کیا علامت ہے۔ کہا۔ ایک علامت تو یہ ہے۔ کہ اولیاء پر مکھی نہیں بیٹھتی۔

Marfat.com

پھر لقمہ کی نگاہداشت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ ایک جوان شیخ ابراہیم ادھم رحمتہ اللہ علیہ کا مرید ہوا۔ جو کثیر الطاعۃ تھا۔ چنانچہ ابراہیم ادھم رحمتہ اللہ علیہ کو اس کی طاعت اور عبادت سے تعجب ہوا۔ اپنے نفس کو جھڑکا۔ کہ یہ جوان جو مرید بنا ہے۔ اس قدر طاعت کرتا ہے۔ اور تو اس قدر نہیں کر سکتا۔ بعدازاں نور ضمیر سے معلوم کیا۔ کہ یہ سب کچھ شیطانی ہے۔ کیونکہ وہ جوان مشتبہ لقمہ کھایا کرتا تھا۔ اس لئے شیطان ہی اس سے وہ طاعت کرایا کرتا تھا۔ جب ابراہیم ادھم کو یہ حال معلوم ہوا۔ تو جوان کو کہا۔ کہ جہاں سے میں کھانا کھاتا ہوں۔ وہیں سے کھایا کرو۔ جوان نے لکڑیاں بیچ کر کھانا کھانا شروع کیا تو وہ بے اصل طاعت کا غلبہ جاتا رہا پھر تھوڑی عبادت کرنے لگا۔ یہاں تک کہ نماز فریضہ بھی بڑی مشکل سے ادا کرتا۔ اس جوان کا کام بن گیا۔ اور اپنے اصل پر آگیا۔

بعدازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ یہ سر جو تمام اسرار کی سعادت ہے ظاہر کر دیا۔ فرمایا۔ شیخ کو یہی کام کرنا چاہیے۔ بعدازاں اسی بارے میں فرمایا۔ کہ طاعت خواہ تھوڑی ہو صدق زیادہ ہونا چاہیے۔ پھر مجاہدے کے ثمرے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ شاہ شجاع کرمانی رحمتہ اللہ علیہ چالیس سال نہ سوئے۔ چالیس سال بعد ایک رات خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔ اس دن کے بعد جہاں کہیں جاتے۔ سونے کے کپڑے اپنے ہمراہ لے جاتے اور سو جاتے۔ تاکہ پھر خواب میں وہ دولت نصیب ہو۔ ایک روز آواز آئی۔ کہ وہ دولت اس بیداری کا ثمرہ تھا۔

پھر دنیا کے جمع خرچ کے بارے میں فرمایا۔ کہ یہ بات دو طرح پر بیان کی گئی ہیں۔ اول یہ کہ حلال کا حساب ہو گا اور حرام کا عذاب یعنی جو حلال کی روزی سے جمع کیا جائے اس کا حساب ہو گا۔ اور جو حرام کی کمائی ہو گی۔ اس کے واسطے عذاب کیا جائے گا۔ دوسرے یہ کہ حلال حرام دونوں کے لئے عذاب ہو گا۔ حرام کے لئے عذاب کا ہونا تو ظاہر ہے۔ اب سنو کہ حلال مال کے لئے عذاب کس طرح ہو گا۔ وہ اس طرح کہ آفتاب قیامت تلے کھڑا کر کے پوچھا جائے گا۔ کہ کہاں سے حاصل کیا اور کہاں خرچ کیا۔

اس کے بعد فرمایا۔ کہ بعض کہتے ہیں۔ کہ یہ امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے۔ کہ حلالہا حساب و حرامہا عذاب و شبہاتہا عقاب دنیا کے حلال مال کا

Marfat.com

حساب ہو گا۔ حرام کا عذاب اور شبہات کی تنبیہہ اور عذاب۔

پھر اس بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ کہ بعض مشائخ سونا چاندی قبول نہیں کرتے۔ فرمایا۔ کہ اس کے لینے اور خرچ کرنے کی شرائط ہیں۔ لینے والے کو چاہیے۔ کہ جو کچھ لے حق سے لے۔ اس بارے میں فرمایا۔ کہ اگر کوئی شخص کسی کو علوی سمجھ کر کچھ دے۔ کہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرزند ہے۔ اور دراصل وہ علوی نہ ہو۔ تو اس کے لئے لینا حرام ہے۔

پھر اس کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ کہ مرد کو کسی سے کوئی چیز لینی نہیں چاہیے۔ اور نہ ہی یہ خیال کرنا چاہیے۔ کہ فلاں شخص فلاں چیز دے۔ تو بہتر ہو گا۔ اگر بغیر طلب اور بغیر سوچ مل جائے۔ تو جائز ہے۔

اسی اثناء میں ایک حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں کسی سے کوئی چیز نہیں مانگتا۔ اور نہ ہی کسی چیز کی طمع کرتا ہوں۔ ہاں اگر کوئی مجھے کچھ دیتا ہے۔ تو لے لیتا ہوں۔ خواہ وہ دینے والا شیطان ہی کیوں نہ ہو۔ خواجہ صاحب نے مسکرا کر فرمایا۔ کہ اس بزرگ نے جو یہ کہا ہے۔ تو اس سے اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جو شخص مجھے کوئی چیز دیتا ہے۔ مجھے معلوم نہیں ہوتا۔ کہ وہ کیسی ہے اور کہاں سے لایا ہے۔ اس لئے میں خود نہیں مانگتا۔

پھر انبیاء کے احوال کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ ہر ایک پیغمبر کو رحلت کے وقت اختیار دیا گیا تھا۔ کہ اگر کچھ اور دنیا میں ٹھیرنا ہو تو ٹھیرو۔ اگر نہیں تو چلے آؤ۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا وقت قریب آیا۔ تو خاتون جنت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دل میں خیال آیا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات معلوم ہی ہے۔ اب دیکھنا چاہیے۔ کہ صحابہ میں کچھ مدت اور رہنا چاہتے ہیں یا نہیں۔ خیال دل میں لاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان مبارک سے فرمایا کہ۔ مع النبین والصدیقین والشھداء والصالحین یہ فوائد تھے جو شروع شعبان ۷۷۷ ہجری سے لے کر آخر ذالج ۷۸۸ ہجری تک لکھے گئے۔ جو ایک سال اور پانچ ماہ ہوتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہے۔ تو اور بھی لکھے جائیں گے۔

Marfat.com

ملفوظات حضرت محبوب الٰہی

فوائد الفوائد

جلد دوم

مرتّبہ

حضرت امیر حسن علی سنجری رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

عنصر صابری

ناشر

پروگریسو بکس

Marfat.com

Marfat.com

فہرست

جلد ۲

۲۹ شوال ۷۰۹ھ تا ۱۳ شوال ۷۱۲ھ

مجالس ۳۸

دیباچہ
مجلس ۱ خلقت سے علیحدگی
مجلس ۲ زیارت پیر
مجلس ۳ طاعت و مشغولی
مجلس ۴ احوال ایک عزیز
مجلس ۵ بوقت موت علامت ایمان
مجلس ۶ جمع دولت
مجلس ۷ اصحاب ولایت
مجلس ۸ فریدؒ کا انتقال
مجلس ۹ دعا
مجلس ۱۰ حکایات بزرگ
مجلس ۱۱ امیر عالمؒ
مجلس ۱۲ عظمت امیر عالم
مجلس ۱۳ فضیلت رجب
مجلس ۱۴ استقرار توبہ
مجلس ۱۵ تنگی روزگار
مجلس ۱۶ تجدید بیعت
مجلس ۱۷ زیارت قبور

Marfat.com

مجلس ۱۸ یاد حق میں مستغرق
مجلس ۱۹ ذکر سماع
مجلس ۲۰ صدق ارادت
مجلس ۲۱ درویشی
مجلس ۲۲ تذکرہ شمس الملک
مجلس ۲۳ نظر اور جادو
مجلس ۲۴ ترک دنیا
مجلس ۲۵ فال از قرآن
مجلس ۲۶ فاتحہ
مجلس ۲۷ ذکر خواب
مجلس ۲۸ کھانا کھلانا
مجلس ۲۹ کھانے کا ذکر
مجلس ۳۰ ذکر خواب
مجلس ۳۱ عالم طریقت
مجلس ۳۲ ترک دنیا
مجلس ۳۳ مشائخ کے نوشتے
مجلس ۳۴ خواجہ عثمان حزب"
مجلس ۳۵ تحمل اور بردباری
مجلس ۳۶ دوستی
مجلس ۳۷ نفل نماز
مجلس ۳۸ بیان حدیث

Marfat.com

پیش لفظ

فوائد الفوائد

جلد دوم

یہ مہکتے پھول اور اعلیٰ اوصاف الفاظ خواجہ راستین قطب الاقطاب فی الارضین۔ ختم المشائخ فی العالمین شیخ نظام الحق والشرع والدین (اللہ تعالیٰ آپ کو دیر تک زندہ رکھ کے مسلمانوں کو مستفیض کرے) کی زبان مبارک سے سن کر جمع کئے ہیں۔ اس طرح کی چند چیزیں پہلے بھی لکھی ہیں۔ اس کا نام فوائدالفوائد رکھا گیا ہے۔ امید ہے کہ انشاء اللہ اس کے پڑھنے سننے والے کو دونوں جہان کی جمعیت حاصل ہو گی۔

صفحیے کہ جمع کہ ہم تحفہ ایست پیش یاراں حسن علاء سنجری یکے از امیدواراں

Marfat.com

Marfat.com

مجلس --۱--

خلقت سے علیحدگی

بروز اتوار دوسری ماہ شوال ۷۰۹ ہجری کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ خلقت سے میل جول کی ترک کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جوانی کے دنوں میں میں لوگوں سے مل جل بیٹھتا تھا۔ لیکن ہمیشہ دل میں یہی خواہش رہتی۔ کہ ان سے کب خلاصی ہو گی۔ اگر وہ لوگ پڑھے لکھے اور خدا کی یاد والے ہوتے۔ پھر بھی بحث کے وقت میرے دل میں ضرور نفرت آجاتی۔ چنانچہ بارہا میں نے یاروں کو کہا۔ کہ میں تم میں نہیں رہوں گا۔ میں تمہارے پاس چند روز بطور مہمان رہوں گا۔ میں (مولف کتاب) نے عرض کی کیا آپ جناب شیخ الاسلام فرید الدین رحمتہ اللہ علیہ کے مرید ہونے سے پہلے یہ فرمایا کرتے تھے۔ فرمایا۔ ہاں۔

مجلس --۲--

زیارت پیر

بروز پیر دسویں ماہ ذالحج سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ گفتگو اس بارے میں شروع ہوئی کہ پیر کی زیارت کرنی چاہیے۔ خواہ بحالت زندگی خواہ بحالت وفات۔ فرمایا۔ کہ میں نے اپنے پیر کی زندگی میں تین مرتبہ زیارت کی اور وصال کے بعد چھ سات مرتبہ۔ لیکن اغلب ہے کہ سات مرتبہ اس حساب سے ساری عمر میں اب تک دس مرتبہ زیارت کی ہے۔

بعد میں فرمایا۔ کہ شیخ جمال الدین سات مرتبہ ہانسی سے زیارت کے لئے گئے تھے۔ پھر فرمایا کہ شیخ نجیب الدین متوکل رحمتہ اللہ علیہ جب پہلی مرتبہ گئے۔ تو وداع ہوتے وقت شیخ صاحب سے دعا کے لئے التماس کی۔ کہ جس طرح اب کی مرتبہ حاضر خدمت ہوا ہوں۔ پھر بھی ہوں۔ اور قدم بوسی حاصل کروں۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔

Marfat.com

کوئی ضرورت نہیں۔ تم کئی مرتبہ آؤ گے۔ چنانچہ اس کے بعد اٹھارہ مرتبہ آئے۔ جب اٹھارہویں مرتبہ واپس ہوئے۔ تو پھر اسی نیت سے دعا کی التماس کی۔ فرمایا۔ کئی مرتبہ آؤ گے۔ اس دن سے اب تک انیس مرتبہ پھر آئے۔ پھر التماس کی۔ تو شیخ صاحب خاموش ہو گئے۔ شیخ نجیب الدین نے خیال کیا۔ کہ شاید سنا نہیں۔ پھر التماس کی۔ پھر بھی کچھ جواب نہ دیا۔ پھر وہ چلا گیا۔ بعد میں ملاقات نصیب نہ ہوئی۔

پھر شیخ بہاؤ الدین زکریاؒ کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ جب آپ شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردیؒ کے مرید ہوئے۔ تو سترہ دن سے زیادہ نہ رہے۔ سترھویں روز شیخ شہاب الدین قدس اللہ سرہ العزیز نے نعمتیں عنایت فرمائیں۔ جب شیخ بہاؤ الدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ ہندوستان آئے۔ تو پھر شیخ کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا۔ جب روانہ ہوئے۔ تو شیخ جلال الدین تبریزیؒ سے ملے۔ جنہوں نے آپ کو واپس لوٹایا۔ اور کہا۔ کہ شیخ الشیوخؒ کا فرمان یہی ہے۔ کہ آپ واپس چلے جائیں۔

بعد ازاں آپ کی بزرگی کے بارے میں فرمایا۔ کہ آپ نے سترہ روز میں وہ نعمتیں حاصل کیں جو باقی یاروں کو سالوں میں بھی نصیب نہ ہوئیں۔ یہاں تک کہ اس بات سے قدیمی یار برگشتہ مزاج بھی ہوئے۔ کہ ہم نے کئی سال محنت کی۔ اور ہمیں کچھ نصیب نہ ہوا۔ اور ایک ہندوستانی آکر چند روز میں نعمت لے گیا۔ جب شیخ الشیوخ نے یہ بات سنی۔ تو فرمایا۔ کہ تم گیلی لکڑیاں لاتے ہو۔ گیلی لکڑیوں میں کس طرح آگ لگ سکتی ہے۔ وہ خشک لکڑی لایا تھا۔ جس میں ایک ہی پھونک سے آگ لگ گئی۔

Marfat.com

مجلس -- ۳ --

طاعت و مشغولی

بروز جمعرات تیرھویں ماہ ذالحج سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ بات طاعت و مشغولی حق کے بارے میں شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ جو موجود ہے۔ وہ دو عدموں کے مابین ہے۔ اور جو وجود دو عدموں کے مابین ہو اسے بھی معدوم سمجھنا چاہیے جیسا کہ حیض کے دنوں میں کوئی عورت پہلے روز خون کا نشان دیکھے۔ دوسرے روز کوئی نشان نہ ہو۔ اور تیسرے روز پھر نشان ظاہر ہو۔ تو بیچ کے دن کو بھی پاک نہ خیال کرنا چاہیے۔

بعد میں فرمایا کہ۔ الوجو بین العدمین کا الطہر المتخلل بین الا مین خلاصہ یہ کہ جو عمر بمنزلہ عدم ہے۔ اس پر کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔ اور ایسے کم عرصے کو کیوں غفلت اور بیکار میں برباد کرنا چاہیے۔ بعد ازاں ایک بزرگ کی بابت فرمایا۔ کہ وہ ہمیشہ یاد الٰہی میں مشغول رہتا اور خلقت سے بالکل میل جول نہ کرتا۔ لوگوں نے وجہ پوچھی۔ جواب دیا۔ کہ اس سے پیشتر کئی ہزار سال میں معدوم رہا۔ اور اس کے بعد بھی معدوم ہو جاؤں گا۔ سو جو عمر مجھے ملی ہے۔ وہ کیوں ضائع کروں۔ اسے یاد حق ہی میں کیوں نہ بسر کروں۔ اس وقت مولانا محمود اودھی نے جو حاضر الوقت تھے۔ اسے پوچھا کہ رہتے کہاں ہو؟ کہا۔ مولانا برہان الدین غریب کے ہاں۔ فرمایا۔ ع

ھر بہ سر باش ہر کجا خواہی باش

پھر فرمایا۔ کہ زمین کے بعض قطعہ زبان حال سے بعض قطعوں کو پوچھتے ہیں۔ کہ کیا آج تم پر کوئی ذاکر گذرا۔ یا کوئی درد مند یا غمناک گذرا۔ اگر وہ کہے نہیں۔ تو جس قطع پر گذرا ہو۔ وہ اس پر اپنے تیئں فائق اور اشرف خیال کرتا ہے۔

Marfat.com

مجلس --- ۴ ---

احوال ایک عزیز

بروز منگل بیسویں ماہ ذالحج بن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اس روز آپ کسی عزیز کی نماز جنازہ ادا کر کے آئے تھے۔ اس کے احوال کی بابت فرمایا۔ کہ نیک مرد اور خوش خلق تھا۔ نیک و بد کسی سے اسے سروکار نہ تھا۔ یہاں تک کہ کسی کا ہاتھ نہ پکڑا تھا۔

بعدازاں فرمایا۔ کہ مرد جب علم سیکھتا ہے۔ تو اسے شرف حاصل ہوتا ہے۔ اور جب طاعت کرتا ہے تو اس کے کام کی بہتری ہوتی ہے۔ اس موقعہ پر پیر چاہیے۔ جو دونوں کو توڑ دے۔ یعنی علم اور عمل دونوں کو اس کی نظر سے گرا دے۔ تاکہ خود پسندی میں مبتلا نہ ہو جائے۔ اور مشہور نہ ہو جائے۔ پھر اس متوفی کے بارے میں فرمایا۔ کہ سنا گیا ہے۔ کہ وہ رحلت کے وقت تنہا تھا۔ کوئی اپنا بیگانہ اس کے پاس نہ تھا۔ صرف ذات حق تھی یا وہ۔ اور یہ بڑی بھاری سعادت ہے۔

یہاں پر شیخ شہاب الدین خطیب ہانسوی کے متعلق گفتگو شروع ہوئی فرمایا کہ وہ مناجات کیا کرتے تھے۔ کہ میں نے تیرے بہت سے اقرار پورے کئے ہیں۔ اب میں امیدوار ہوں۔ کہ تو بھی یہ اقرار پورا کرے گا۔ وہ یہ کہ مرتے وقت میرے پاس کوئی نہ ہو۔ نہ ملک الموت اور نہ کوئی اور فرشتہ صرف میں ہوں یا تیری ذات۔

پھر فرمایا۔ کہ یہ شہاب الدین بہت ہی اللہ کا پیارا تھا۔ ہر رات سورہ بقرہ پڑھ کر سوتا تھا۔ وہ بیان کرتا ہے۔ کہ ایک رات جب میں نے سورہ بقرہ پڑھی۔ تو گھر کے کونے سے یہ آواز سنی۔

باری سرما وگرنہ بور از برما　　ما بوست گشتیم و توندای سرما

اگر ہم سے تعلق ہے تو ٹھیک ہے اور اگر نہیں ہے تو ہمارے پہلو سے ہٹ جاؤ ہم تو دوست کو ہلاک کرنے والے ہیں تم اس کی تاب نہیں لا سکتے۔

گھر والے سوئے ہوئے تھے۔ میں حیران تھا۔ کہ یہ کون کہہ رہا ہے۔

Marfat.com

بھی کوئی ایسا آدمی نہ تھا جس سے یہ بات صادر ہوتی۔ پھر دوسری مرتبہ یہی آواز سنی۔

بلزی سرما وگرنہ بور لز برما ما بوست گشتیم و تو نداری سرما

خواجہ صاحب جب اس بات پر پہنچے۔ تو گریہ اسقدر غالب ہوا۔ کہ ساری حکایت بیان نہ کر سکے روتے تھے۔ اور یہی فرماتے تھے۔ کہ یہ مولانا شہاب الدین کو خطاب ہوا۔ اس پر مصیبتیں اور بلائیں نازل ہوئیں۔ اور ٹھیک اسی حالت میں گذرا۔ جس حالت میں وہ چاہتا تھا۔

پھر تھوڑی دیر کے لئے سماع اور اہل سماع کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ سماع قوی مریدوں کے لئے جائز ہے۔

پھر ایمان کی اقسام کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا کافر موت کے وقت عذاب کو دیکھ لیتے ہیں۔ پھر ایمان لاتے ہیں۔ لیکن وہ ایمان محسوب نہیں ہوتا۔ اس واسطے کہ وہ ایمان بالغیب نہیں۔ اگر مومن مرتے وقت توبہ کرے۔ تو اس کی توبہ قبول ہو جاتی ہے۔ لیکن کافر کا ایمان بھی مرتے وقت قبول نہیں ہوتا۔

Marfat.com

مجلس ــ ۵ ــ

بوقت موت علامت ایمان

بروز بدھ گیارھویں ماہ محرم ۶۱۷ ہجری کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اس وقت کتب مشائخ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ ایک عزیز حاضر خدمت تھا۔ اس نے عرض کی۔ کہ مجھے ایک شخص نے کتاب دکھلائی۔ اور کہا یہ آنجناب کی لکھی ہوئی ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ اس نے غلط کہا ہے میں نے کوئی کتاب نہیں لکھی۔

پھر فرمایا کہ شیخ علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ نے جب کشف المحجوب لکھی۔ تو شروع کتاب میں اپنا نام لکھا۔ اور دو تین جگہ اور بھی۔ اس کا سبب یہ ہے۔ کہ پہلے آپ عربی اشعار کہا کرتے تھے لیکن ان میں اپنا نام نہیں لایا کرتے تھے۔ ایک شخص نے وہ اشعار اپنے نام کر لئے۔ تو مرتے وقت بے ایمان مرا۔ جب یہ حکایت ختم ہوئی۔ تو پھر اس بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ کہ موت کا وقت سخت وقت ہوتا ہے۔ اور یہ کہ مرتے وقت یہ کس طرح معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ بے ایمان گیا ہے یا با ایمان۔ فرمایا۔ کہ ایمان کی سلامتی کی یہ علامت ہے۔ کہ مرتے وقت چہرہ زرد پڑ جائے اور پیشانی پر پسینہ ہو۔ پھر فرمایا۔ جب میری والدہ صاحب نے انتقال فرمایا۔ تو یہی علامات ظاہر تھیں۔

بعد میں حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ دو رکعت نماز ہے۔ جو ایمان کی نگہداشت کے لئے مغرب کی نماز کے بعد ادا کی جاتی ہے۔ جس میں پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سات مرتبہ سورہ اخلاص اور ایک مرتبہ سورہ فلق اور دوسری رکعت میں سات مرتبہ سورہ اخلاص اور ایک مرتبہ سورہ والناس۔ بعدازاں سجدے میں سر رکھ کر تین مرتبہ یا حی یا قیو م ثبتنی علی ا لا یما ن کہے۔ پھر اس نماز کی برکتیں بیان فرمائیں۔ جو خواجہ احمد الدین نے شیخ معین الدین قدس اللہ سرہ العزیز سے سنی اور انہوں نے خواجہ احمد عظیم سے۔ جنہوں نے بیان کیا۔ کہ میرا ایک دوست تھا۔ جو ہمیشہ یہ نماز ادا کیا کرتا تھا۔ جب ایک دفعہ اجمیر کی حدود میں تھے۔ تو شام کا وقت ہوا۔ وہاں پر چوروں کا ڈر تھا۔ ہم تو تین فرض اور دو سنت ادا کر کے چلے آئے۔ لیکن اس یار

Marfat.com

نے باوجود اس خوف کے یہ دو رکعت نماز بھی ادا کی۔ الغرض جب اس کی موت کا وقت نزدیک آیا۔ تو مجھے خبر ملی۔ میں حالت پوچھنے کے لئے اس کے پاس گیا۔ تو اس کا انتقال اس طرح ہوا۔ جیسے ہونا چاہیے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ خواجہ احمد نے اس جوان کی حکایت ایسے الفاظ میں بیان کی ہے۔ کہ اگر مجھے قضاء کی کرسی کے پاس بھی لے چلیں تو میں گواہی دوں گا۔ کہ وہ باایمان گیا ہے۔والحمدللہ۔

بعد میں اور دو رکعت نماز کا ذکر کیا۔ جو شام کی نماز کے بعد ادا کی جاتی ہے۔ میرا ایک یار تھا جس ہم سبق مولانا تقی الدین تھے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ وہ شخص صالح اور دانشمند تھا۔ اور ہمیشہ مغرب کی نماز کے بعد دو رکعت نماز ادا کیا کرتا۔ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد والسماء ذات البروج اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۃ والسماء والطارق پڑھا کرتا۔ جب وہ مرگیا۔ تو خواجہ صاحب نے اسے خواب میں دیکھا۔ اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے کیسا معاملہ کیا۔ کہا۔ جب میرا انتقال ہوا۔ تو فرمان آیا۔ کہ میں نے اسے ان دو رکعت نماز کے بدلے بخشا۔ حاضرین میں سے ایک نے سوال کیا۔ کہ اسے صلوۃ النور کہتے ہیں۔ فرمایا نہیں۔ اسے صلوۃ البروج کہتے ہیں۔ وہ دو رکعتیں جن میں یستہزون اور دوسری میں یستہزون پر ختم کرتے ہیں۔ اسے صلوۃ النور کہتے ہیں۔

پھر اس وقت طلوع و غروب کی ترغیب کے بارے میں فرمایا۔ کہ جب دن نکلتا ہے تو کعبہ کی چھت پر فرشتہ آواز دیتا ہے کہ اے اللہ کے بندو! اور اے امتیان محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں روزی بخشی۔ اور ایک روز تم پر آنے والا ہے یعنی قیامت کا دن اس کے لئے دنیا ہی میں کچھ ذخیرہ کر لو۔ وہ یہ کہ دو رکعت نماز ادا کرو۔ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد پانچ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھو۔

بعد میں جب رات ہوتی ہے۔ تو وہی فرشتہ کعبہ کی چھت پر یہ آواز دیتا ہے۔ کہ اے بندگان خدا! اور اے امتیان محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں اللہ تعالیٰ نے رات عنایت فرمائی ہے۔ اور ایک رات تمہارے درپیش ہے یعنی قبر کی رات۔ سو اس رات کے لئے کچھ ذخیرہ جمع کر لو۔ اور کچھ کام کرو۔ وہ یہ کہ جب رات ہو۔ تو شام کی

Marfat.com

نماز کے بعد دو رکعت نماز ادا کرو۔ اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد پانچ مرتبہ سورہ والکافرون پڑھو۔

بعدازاں زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ شیخ جمال الدین ہانسوی علیہ الرحمتہ نے اس حدیث کی روایت کی ہے۔ لیکن حدیث کے الفاظ یاد نہیں رہے۔ البتہ مطلب وہی ہے۔ جو اوپر بیان کر دیا ہے۔

پھر موت کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ نیز اس حال کے بارے میں جو موت کے بعد واقع ہوتا ہے۔ تو زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ اولیاء اللہ رحلت کے وقت تک ایسے ہوتے ہیں جیسے کوئی خواب میں ہو۔ اور اس کا معشوق اس کے بستر پر موجود ہو۔ موت کے وقت وہ ایسے شخص کی مانند ہوتے ہیں جو اچانک جاگ پڑے اور اپنے عمر کے بچھڑے معشوق کو بستر پر دیکھے۔ تو اندازہ کر سکتے ہو۔ کہ ایسے شخص کو اس وقت کیسی خوشی ہوتی ہو گی۔ حاضرین میں سے ایک نے سوال کیا۔ کہ بعض اولیاء کو یہیں مشاہدہ کی نعمت حاصل ہوتی ہے۔ فرمایا۔ بیشک۔ لیکن یہ نعمت اس گھڑی دیکھتا ہے۔ جب وہ نعمت بدرجہ کمال پاتا ہے۔ تو ٹھیک ایسے سوئے ہوئے کے مشابہ ہوتا ہے۔ جو بیدار ہو۔ تو اپنے معشوق کو اپنے بستر پر پائے۔ حدیث الناس نیام فاذا ماتوا انتبھوا سب لوگ سوئے ہوئے ہیں۔ جب مرتے ہیں تو جاگتے ہیں۔ یعنی جو شخص دنیا میں جس چیز میں مشغول ہے۔ جب مرے گا۔ تو اسے وہی چیز دی جائے گی۔

بعد میں اولیاء کی موت کے بارے میں فرمایا۔ کہ بداؤں میں احمد نام میرا ایک دوست نہایت صالح۔ معتقد اور ابدال صفت تھا۔ اگرچہ لکھا پڑھا تو نہ تھا۔ لیکن سارا دن شرعی احکام اور مسائل کی تحقیق میں لگا رہتا۔ اور ہر شخص سے اس بارے میں سوال کرتا۔ جب میں دہلی آیا۔ تو وہ بھی آرہا تھا۔ جب مجھ سے ملاقات ہوئی۔ تو بڑے تپاک سے ملا۔ اور میری والدہ صاحب کا حال پوچھا اسے ان کی رحلت کا حال معلوم نہ تھا۔ جب میں نے بتایا۔ تو تھوڑی دیر مضطرب اور متغیرہ کر رونا شروع کیا۔ جب خواجہ صاحب اتنی حکایت بیان فرما چکے۔ تو گریہ اس قدر غالب ہوا۔ کہ جو کچھ فرماتے وہ پورے طور پر سنائی نہ دیتا۔ اثنائے گریہ میں یہ شعر زبان سے فرمایا۔ یہ معلوم نہیں اپنا

Marfat.com

تھا یا احمد کل

افسوس بہ لم کہ ہیچ تدبیر نکرد — شبہائے وصال را بزنجیر نکرد
کہ گر وصل تو یاری کندیا نکند — یارے کہ فراق ہیچ تقصیر نکرد

پھر فرمایا۔ کہ تھوڑے عرصے بعد احمد دنیا سے انتقال کر گیا۔ میں نے ایک روز خواب میں دیکھا۔ کہ مجھ سے حسب عادت مسائل اور احکام شرعی پوچھ رہا ہے۔ میں نے اسے کہا۔ کہ جو کچھ تو پوچھ رہا ہے۔ وہ تو بحالت زندگی کام آتا ہے نہ کہ موت کے بعد۔ کہا کیا آپ اولیاء اللہ کو مردہ خیال کرتے ہیں۔ یہ حکایت بیان کرتے وقت ایک جوالق آیا۔ اور سخت ست کہنا شروع کیا۔ جیسا کہ ان کی عادت ہوتی ہے۔ خواجہ صاحب نے اسے کچھ نہ کہا جس غرض کے لئے وہ آیا تھا وہ پوری کی۔

بعد میں حاضرین نے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ ایسا بھی ہونا چاہئے۔ بہت لوگ آکر ان کے قدموں پر سر رکھتے ہیں۔ اور کچھ بطور نذر لاتے ہیں۔ پس ایسے لوگوں کو بھی آنے دینا چاہئے۔ اور جو چاہیں۔ کہہ دیں۔ خواہ وہ کفر کی باتیں ہی کیوں نہ ہوں پھر فرمایا۔ کہ ایک دفعہ اسی گروہ کا ایک آدمی آیا۔ اور مجھے برا بھلا کہنا شروع کیا۔ میں نے کچھ نہ دیا۔ کہا۔ جب تک جہان میں رہے۔ جرم ہمارا ہو۔ اور گمان تمہارا۔

پھر فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ اسی گروہ ناشائستہ کا ایک شخص شیخ الاسلام فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں آیا۔ اور کہنا شروع کیا۔ کہ تونے اپنے تئیں بت بنا رکھا ہے۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ کہ میں نے نہیں بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔ پھر کہا۔ نہیں تونے بنایا ہے۔ شیخ صاحب نے فرمایا نہیں جو کچھ بنایا اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔ وہ یہ سن کر کھسیانہ ہو کر واپس چلا گیا۔

اس کے بعد فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ چند ایک جوالقی شیخ بہاؤالدین زکریا علیہ الرحمتہ کے پاس آئے۔ اور کچھ مانگا۔ آپ نے نہ دیا۔ باہر جا کر لڑائی شروع کی۔ چنانچہ مارنے کے لئے اینٹیں اٹھائیں۔ آپ نے فرمایا۔ دروازہ بند کر دو۔ خانقاہ کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ انہوں نے دروازے پر اینٹیں مارنی شروع کیں۔ ایک گھڑی بعد شیخ بہاؤالدین رحمتہ اللہ نے فرمایا۔ کہ میں یہاں خود تو نہیں بیٹھا مجھے شیخ شہاب الدین الدین رحمتہ

Marfat.com

اللہ علیہ نے بٹھایا ہے۔ مجھے اللہ کے بندے نے یہاں بٹھایا ہے۔ دروازہ کھول دو۔ جب کھولا گیا۔ تو انہوں نے سر قدموں پر رکھ دیئے۔ اور واپس چلے گئے۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ پہلے خانقاہ کا دروازہ بند کر دینا۔ بشریت کی وجہ سے تھا۔ لیکن بعد میں بھروسے پر دروازہ کھولایا۔

پھر فرمایا۔ کہ جنگ احد میں جب بہت سے اصحاب شہید ہوئے۔ تو جرائیل علیہ السلام نے آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی۔ کہ یا محمدؐ! آپ بھی ایک لحظہ ان کشتوں میں لیٹ جائیں تاکہ غضب کی ساعت گذرے۔

مجلس --- ٦ ---

دولت جمع کرنا

بروز بدھ چھبیسویں ماہ محرم ۷۰۱ ہجری کو قدم بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ تو ان لوگوں کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ جو خزانے جمع کرتے ہیں اور جس قدر دولت زیادہ ہوتی جاتی ہے اسی قدر زیادہ طلب کرتے ہیں۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف طبیعتوں کے لوگ پیدا کئے ہیں۔ بعض ایسے ہیں کہ اگر خرچ مقررہ سے کچھ زیادہ مل جائے۔ تو جب تک اسے خرچ نہیں کر لیتے۔ انہیں چین نہیں پڑتا۔ اور بعض ایسے ہیں۔ کہ جس قدر زیادہ نہیں ملتا ہے۔ وہ اور زیادہ کی خواہش کرتے ہیں۔ یہ ازلی قسمت ہے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ سونے چاندی سے آرام اسی وقت حاصل ہوتا ہے۔ جب اسے خرچ کیا جائے جب تک اسے خرچ نہ کیا جائے آرام حاصل نہیں ہوتا۔ مثلاً اگر کوئی شخص کوئی آرزو کھانے پینے یا کپڑے وغیرہ کی کرے۔ تو جب تک وہ روپیہ خرچ نہیں کرے گا۔ حاصل نہیں کر سکے گا۔ پس معلوم ہوا۔ کہ اگر روپے سے راحت حاصل ہو سکتی ہے تو خرچ کرنے سے ہوتی ہے نہ کہ جمع کرنے سے۔

Marfat.com

بعد ازاں فرمایا۔ کہ روپیہ جمع کرنے سے مطلب یہ ہے کہ دوسروں کو آرام پہنچے۔ اسی اثناء میں فرمایا۔ کہ میرے پاس خود اوائل حال میں جمع کرنے کے لئے کچھ نہ تھا۔ اور نہ ہی کبھی میں نے دنیا کی خواہش کی۔

بعد ازاں جب شیخ الاسلام فریدالدین رحمتہ اللہ علیہ کا مرید ہوا۔ تو اور بھی طبیعت نے پلٹا کھایا۔ کیونکہ آپ نے دنیا کو باوجود ملنے کے ترک کر دیا۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ اس سے پہلے میری روزی تنگ تھی۔ اور وقت خوشی سے بسر نہیں ہوتا تھا۔ ایک روز بے وقت میرے پاس کوئی آدمی آدھی بوری لایا۔ میں نے کہا۔ آج بے وقت ہو گیا ہے اور ضروریات کی چیزیں صرف ہو چکی ہیں۔ اسے صبح خرچ کروں گا۔ جب رات ہوئی۔ اور یاد الٰہی میں مشغول ہوا۔ تو اس آدھی بوری نے میرا دامن پکڑا۔ اور مجھے کھینچا۔ جب میں نے یہ حالت دیکھی۔ تو بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔ یااللہ کب دن ہو گا۔ اور میں اسے خرچ کروں گا۔ اور اس سے پیچھا چھڑواؤں گا۔

Marfat.com

مجلس ـــ ۷ ـــ

اصحاب ولایت

بروز ہفتہ پانچویں ماہ صفر سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اصحاب ولایت کے قدم کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ کہ بعض کو ہوا میں اڑنا حاصل ہوتا ہے۔ تو زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ بدایوں میں ایک ذاکر تھا۔ جس کا منبر دیوار کے ساتھ تھا۔ اس دیوار میں منبر سے اوپر قد آدم کے برابر اونچا ایک طاق تھا۔ اس طاق پر محراب تھی۔ جس پر کوئی نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ جب تذکیر کے وقت اس پر حالت طاری ہوتی۔ تو اڑ کر اس طاق میں جا بیٹھتا۔

پھر ایک اور حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ ایک جوگی راجہ شیخ صفی الدین کی خدمت میں بطور دعویٰ آئے اور بحث شروع کی۔ شیخ صاحب کو کہا۔ کوئی کرامت دکھاؤ۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ دعویٰ تم کرتے ہو۔ تم ہی دکھاؤ۔ جوگی زمین پر سے ہوا میں اڑا۔ اور پھر اپنی جگہ پر آبیٹھا۔ پھر کہا کہ تم بھی کچھ دکھاؤ۔ شیخ صفی الدین گازرونی نے آسمان کی طرف منہ کر کے کہا۔ اے پروردگار تو نے بیگانوں کو یہ مرتبہ عنایت فرمایا ہے۔ مجھے بھی یہ عنایت کر۔ بعد ازاں شیخ صاحب اپنی جگہ سے قبلہ رخ اڑے۔ پھر شمال کی طرف پھر جنوب کی طرف اور پھر اپنی جگہ آ بیٹھے۔ جوگی یہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ قدموں پر گر پڑا۔ اور عرض کی۔ کہ ہم سے اس کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ کہ سیدھے اوپر کی طرف اڑیں اور پھر اپنی جگہ پر آبیٹھیں۔ لیکن آپ نے جس طرف چاہا پرواز کی۔ واقعی یہ حق ہے اور ہم باطل اس ارادی حرکت کے متعلق ایک حکایت بیان کی کہ ایک دفعہ ایک حکیم خلیفہ کے پاس اپنی کتاب لایا۔ کہ خلیفہ کو راہ حق سے برگشتہ کرے۔ خلیفہ کو بھی اس علم سے رغبت ہوئی۔ جب یہ خبر شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ' العزیز نے سنی۔ تو فرمایا۔ کہ جب خلیفہ اس فلسفہ کی طرف راغب ہو گا۔ تو جہان میں تاریکی اور گمراہی پھیل جائے گی۔ یہ کہہ کر اٹھے۔ اور خلیفہ کے دروازے پر پہنچے۔ اندر خبر گئی کہ شیخ صاحب آئے ہیں۔ بلایا گیا۔ تو دیکھا۔

Marfat.com

کہ حکیم اور خلیفہ اس علم و بحث میں مشغول ہیں۔ پوچھا اس وقت کیا کر رہے ہو۔ کہا۔ خاص معاملہ ہے۔ جب بار بار پوچھا۔ تو حکیم نے کہا۔ کہ ہم اس وقت یہ بحث کر رہے ہیں۔ کہ آسمان کی حرکت طبعی ہے۔ اور یہ کہ حرکت کی تین قسمیں ہیں۔ طبعی ارادی اور قسری۔ طبعی وہ حرکت ہے جس میں جسم طبعاً" متحرک ہو۔ جیسا کہ ہاتھ سے چھوڑے پتھر کی حرکت زمین کی طرف۔ ارادی وہ ہے جو اپنی خواہش سے جس طرف چاہے کرے۔ قسری حرکت وہ ہے۔ جو کسی اور جسم کے وسیلے سے ہو۔ جیسے ہوا میں پھینکا ہوا پتھر۔ جب اس کی حرکت کم ہو جائے گی۔ تو پھر وہ زمین کی طرف حرکت کرے گا۔ اس حرکت کو قسری کہیں گے۔ اب ہم یہ بحث کر رہے ہیں۔ کہ آسمان کی حرکت طبعی ہے۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ کہ آسمان کی حرکت قسری ہے۔ پوچھا کس طرح۔ فرمایا۔ ایک فرشتہ اس صورت شکل اور ہیئت کا جو اسے حرکت دیتا ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ حکیم یہ سن کر ہنس پڑا۔

بعد ازاں شیخ صاحب خلیفے اور حکیم کو باہر لائے اور کہا آسمان کی طرف دیکھو۔ اور خود دعا کی۔ کہ پروردگار! جو کچھ تو اپنے خاص بندوں کو دکھاتا ہے۔ انہیں بھی دکھا۔ جب انہوں نے نگاہ کی۔ تو واقعی دیکھا۔ کہ ایک فرشتہ آسمان کو حرکت دے رہا ہے۔ یہ دیکھ کر خلیفہ اس مذہب سے پھر گیا۔ اور دین اسلام میں پکا ہو گیا۔

الحمدللہ علی ذالک۔

Marfat.com

مجلس — ۸ —

فرید کا انتقال

بروز پیر ساتویں ماہ ربیع الاول سن مذکور کو قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز کے احوال کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ آپ کا افطار اکثر شربت کے ایک پیالے سے ہوتا۔ جس میں قدرے ستو ڈالتے۔ جس میں سے آدھا یا تیسرا حصہ حاضرین کو تقسیم فرماتے اور تھوڑا سا ایک برتن میں ڈالتے اور باقی کا خود استعمال کرتے۔ اس بقیہ میں سے بھی جس کو چاہتے۔ کچھ عنایت فرماتے۔ بعد ازاں نماز سے پہلے دو روٹیاں چپڑ کر لاتے۔ جو ایک سیر سے کم وزنی ہوتیں۔ ان میں سے ایک کے ٹکڑے کر کے حاضرین پر تقسیم کرتے۔ اور دوسری خود استعمال کرتے۔ اس خاص روٹی میں سے بھی جس شخص کو خواہش ہوتی دے دیتے۔ شام کی نماز کے بعد یاد حق میں مشغول ہوتے۔ اس مشغولی کے بعد دسترخوان لایا جاتا۔ جس میں ہر قسم کا کھانا ہوتا۔ جو تقسیم کیا جاتا۔ اس کے بعد پھر کھانا نہ کھاتے جب تک کہ دوسرے دن افطار کا وقت نہ ہوتا۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ آپ کو خلہ کا مرض تھا اور اسی مرض سے وفات پائی۔

خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ تندرستی کی حالت میں میں حاضر خدمت تھا۔ دیکھا۔ کہ ایک گوڈڑی تیار کی۔ جس پر دن کو بیٹھتے اور رات کو وہی اوڑھتے جو پاؤں تک نہ پہنچ سکتی۔ جہاں سے پاؤں ننگے رہتے۔ وہاں ٹکڑا لا کر ڈالتے۔ اگر اس ٹکڑے کو اوپر کی طرف سرکاتے تو بستر خالی رہتا۔ ایک عصا تھا۔ جو شیخ قطب الدینؒ سے ملا تھا۔ اسے لا کر سر کی طرف رکھتے۔ شیخ صاحب اس پر تکیہ لگاتے۔ اور آرام فرماتے۔ جتنی مرتبہ اس عصا کو چھوتے۔ ہاتھ کو چومتے۔

پھر فرمایا۔ کہ ایک روز اسی بیماری میں مجھے اور چند اور یاروں کو فرمایا۔ کہ فلاں مقبرہ میں جا کر میری صحت کے لئے دعا کرو۔ اور رات بھر جاگتے رہو۔ ہم نے ویسا ہی کیا۔ چنانچہ میں اور چند اور یار اس مقبرہ میں گئے۔ اس کی چھت پر گئے۔ اور کھانا ہمراہ

Marfat.com

لیتے گئے۔ رات وہیں رہے۔ ہم نے دعا کی۔ جب دن ہوا۔ تو شیخ صاحب کی خدمت میں آکھڑے ہوئے اور عرض کی۔ کہ رات فرمان کے مطابق ہم بیدار رہے۔ اور دعا کی۔ شیخ صاحب نے تھوڑی دیر تامل کر کے فرمایا۔ کہ تمہاری اس دعا کا میری صحت پر کچھ اثر نہیں پڑا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ میں جواب دینے میں تو متامل تھا۔ لیکن ایک یار علی بھاری نے جو پیچھے کھڑا تھا کہا۔ کہ ہم ناقص ہیں۔ اور آپ کامل۔ ناقصوں کی دعا کاملوں کے حق میں کب مفید ہو سکتی ہے۔ آپ نے یہ بات نہ سنی۔ میں نے یہ سن کر خدمت میں عرض کی۔ بعد ازاں میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ خواہش کی ہے کہ جو کچھ تو اللہ تعالیٰ سے مانگے پائے۔

بعد میں مجھے اپنا عصا عنایت فرمایا۔ اسی اثناء میں میں (مؤلف کتاب) نے کہا کہ کیا آپ شیخ صاحب کی رحلت کے وقت موجود تھے۔ آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ نہیں۔ مجھے شوال میں دہلی بھیجا۔ اور آپ نے پانچویں محرم کو رحلت فرمائی۔ رحلت کے وقت مجھے یاد کیا اور فرمایا۔ کہ فلاں شخص دہلی میں ہے۔ اور یہ بھی فرمایا۔ کہ میں بھی شیخ قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی رحلت کے وقت حاضر نہ تھا۔ اس وقت میں ہانسی میں تھا۔ جب یہ حکایت بیان کر چکے۔ تو اس طرح رونے لگے۔ کہ تمام حاضرین پر اس کا اثر ہوا۔

اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ جب شیخ صاحب پر بیماری غالب آئی۔ تو ماہ رمضان میں افطار کیا کرتے تھے۔ ایک روز خربزہ لائے۔ اور ٹکڑے کر کے ایک ٹکڑا مجھے عنایت فرمایا مجھے خیال آیا۔ کہ اس کے بعد دو مہینے پے در پے اس روزے کے کفارے میں روزے رکھ لوں گا۔ یہ دولت پھر کب نصیب ہو گی۔ میں کھانے ہی کو تھا۔ کہ فرمایا۔ ایسا نہ کرنا۔ مجھے تو شریعت کی طرف سے اجازت ہے۔ تجھے نہیں کھانا چاہئے۔ میں نے عمر پوچھی تو فرمایا۔ کہ ترانوے سال۔ اسی روز تقریر فرمائی۔ جس کے سننے سے اس قدر ذوق حاصل ہوا۔ جو بیان نہیں ہو سکتا۔ جب رات ہوئی۔ تو عشاء کی نماز کے بعد خاص مصلے مجھے عنایت فرمایا۔

Marfat.com

مجلس — ۹ —

دعا

بروز ہفتہ دسویں ماہ ربیع الاخر سن مذکور کو پابوسی کا شرف حاصل ہوا۔ دعا کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ بلانازل ہونے سے پہلے ہی دعا کرنی چاہئے۔ اس صورت میں جب بلانازل ہوتی ہے۔ تو راہ میں دعا اور بلا آپس میں ملتی ہیں۔ جو زیادہ قوی ہوتی ہے۔ وہ دوسری کو واپس لوٹاتی ہے۔ اس موقعہ کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ جب تاتاری کافروں کو بلانازل ہوئی۔ اور نیشاپور کافر پہنچے۔ وہاں کے بادشاہ نے کسی کو فریدالدین عطار کی خدمت میں بھیجا۔ کہ دعا کرو۔ جواب دیا۔ کہ اب دعا کا وقت گذر گیا ہے۔ اب تو رضا کا وقت ہے۔ یعنی بلا اللہ کی طرف سے نازل ہو چکی ہے۔ اب راضی رہنا چاہئے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ بلا کے نازل ہونے کے بعد بھی دعا کرنی چاہئے۔ اگرچہ بلا تو دفع نہیں ہو جاتی۔ لیکن اس کی سختی کم ہو جاتی ہے۔

یہاں سے پھر صبر اور رضا کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ صبر اس بات کا نام ہے۔ کہ جب کوئی خلاف طبع بات بندے کو پہنچے۔ تو اس کی شکایت نہ کرے۔ لیکن رضا اس بات کا نام ہے کہ اس مصیبت سے کسی طرح کی اسے کراہت نہ ہو۔ ایسا معلوم ہو۔ کہ گویا اس پر مصیبت نازل ہی نہیں ہوتی۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ متکلم اس بات کے منکر ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ یہ ممکن ہی نہیں۔ کہ کسی پر مصیبت پڑے اور اسے ناگوار نہ گزرے۔ فرمایا اس کے جواب تو بہت ہیں۔ ایک یہ ہے۔ کہ فرض کرو۔ ایک شخص راستہ چل رہا ہے۔ اس کے پاؤں میں ایک کانٹا چبھا۔ جس کے سبب خون بہ نکلا۔ لیکن وہ ایسی جلدی جا رہا ہے۔ کہ اسے اس کی کچھ خبر نہیں۔ ایک ساعت بعد اسے معلوم ہوتا ہے۔ یہ اکثر ہوتا ہے۔ کہ جب کوئی جنگ میں مشغول ہو۔ اور اسے کوئی زخم لگے۔ تو اسے خبر بھی نہیں ہوتی۔ جب اپنے مقام پر واپس آتا ہے۔ تو اسے معلوم ہوتا ہے۔ جب معمولی مشغولی سے زخموں کی خبر نہیں ہوتی۔ جب اپنے مقام پر

Marfat.com

واپس آتا ہے۔ تو اسے معلوم ہوتا ہے۔ جب معمولی مشغولی سے زخموں کی خبر نہیں رہتی۔ تو مشغولی حق سے کس طرح مصیبتوں کی خبر ہو سکتی ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ ایک جگہ قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ کہ ایک شخص کو تہمت دے کر گرفتار کر لیا گیا۔ اور ہزار بید لگایا گیا۔ لیکن ذرہ بھر آہ و فریاد نہ کی۔ اور نہ ہی اس میں درد کی کوئی علامت پائی گئی۔ سزا دینے کے بعد اس سے پوچھا۔ کہ سزا کا اثر تم پر کیوں نہیں ہوا۔ کہا جب مجھے سزا دے رہے تھے۔ تو میرا معشوق میری نظروں میں تھا۔ اور وہ مجھے دیکھ رہا تھا۔ اس کی نظر کے سبب مجھے کسی قسم کی تکلیف محسوس نہیں ہوئی۔ بعد میں خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جب مجازی معشوق کی نظر کا یہ اثر ہے۔ تو حقیقی کا تو اس سے بدرجہا بہتر ہونا چاہئے۔

پھر توکل کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ توکل کے تین مرتبے ہیں۔ پہلا مرتبہ یہ ہے کہ کوئی شخص کسی آدمی کو اپنے دعویٰ کے لئے وکیل کرے اور وہ وکیل اس شخص کا دوست بھی ہو۔ اور عالم بھی۔ تو وہ موکل بالکل بے کھٹکے ہو گا۔ کہ میں ایسا وکیل رکھتا ہوں۔ جو دعویٰ کے کاموں میں بھی دانا ہے۔ اور میرا دوست بھی ہے۔ اس صورت میں توکل بھی ہو گا۔ اور سوال بھی۔ چنانچہ کبھی کبھی وہ وکیل کو کہے گا۔ کہ اس دعویٰ کا جواب اس طرح دینا۔ اور یہ کام اس طرح سرانجام کرنا۔ یہ توکل کا پہلا درجہ ہے۔ کہ توکل بھی ہو۔ اور سوال بھی۔ دوسرا مرتبہ توکل کا یہ ہے۔ کہ ایک شیر خوار بچہ ہو جس کی ماں اسے دودھ پلاتی ہو۔ اسے توکل ہی ہو گا۔ سوال نہ ہو گا۔ بچہ یہ نہیں کہتا کہ مجھے فلاں وقت دودھ دینا۔ صرف روتا ہے۔ لیکن تقاضا نہیں کرتا۔ اور نہ ہی کہتا ہے۔ کہ مجھے دے۔ اس کے دل میں شفقت مادری کا پورا بھروسہ ہوتا ہے۔ توکل کا تیسرا درجہ ہے جیسے مردہ نہلانے والے کے ہاتھ۔ کہ وہ مردہ نہ حرکت کرتا ہے۔ نہ سوال۔ جس طرح نہلانے والا چاہے اسے حرکت دے۔ اور دھوئے۔ یہ درجہ بہت بلند اور اعلیٰ ہے۔

مجلس مذکور میں کھانا لایا گیا۔ حاضرین میں سے ایک نے بطور خوش طبعی کہا۔ کہ میں فلاں مقام پر تھا۔ اگرچہ میرا پیٹ بھرا ہوا تھا۔ لیکن جب تماج (ایک قسم کی

Marfat.com

آش) لائے۔ تو مجھ سے رہا نہ گیا۔ کھا ہی لیا۔ اور نیز خوش طبعی کی باتیں کہیں۔ خواجہ صاحب نے اس موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ میں ایک مرتبہ شیخ جمال الدین خطیبؒ ہانسوی کے پاس گیا۔ اشراق کا وقت اور سردی کا موسم تھا۔ شیخ نے میری طرف دیکھ کر یہ شعر پڑھا۔

باروغن گاؤ اندریں روز خنک　　نیکو باشد ہریسہ و نان تنک

میں نے کہا۔ غائب کا ذکر کرنا غیبت ہے۔ شیخ جمال الدین نے کہا۔ میں انہیں لے آیا ہوں۔ تبھی تو کہتا ہوں۔ بس جو کچھ کہا تھا۔ اسی وقت لاموجود کیا۔ اور طعام حاضر تھا اور دسترخوان بچھا ہوا تھا۔ اس کی نسبت یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک دفعہ ایک شخص محمدؐ نام شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ جب کھانا لایا گیا۔ تو دسترخوان وغیرہ موجود نہ تھا۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ کہ زمین پر روٹیاں رکھ دو۔ حاضرین کے دل میں خیال آیا۔ کہ اگر دسترخوان ہوتا۔ تو بہتر ہوتا۔ شیخ صاحب نے دو سبحہ انگلیوں سے زمین پر ایک گول لکیر کھینچی اور فرمایا۔ کہ محمد اسی کو دسترخوان سمجھو۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ یہ حال کے شروع کی بات ہے۔

Marfat.com

مجلس --- ۱۰ ---

حکایات بزرگ

جمعہ کے روز تیئسویں ماہ ربیع الآخر سن مذکورہ کو قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ اس ہفتہ میں کاتب بہ سبب دیری تنخواہ دل تنگ تھا۔ جب حاضر خدمت ہوا۔ تو فرمایا۔ کہ اس سے پہلے ایک مرد نہایت بزرگ سے میری چند مرتبہ ملاقات ہوئی۔ اس نے بہت سی باتیں کیں۔ فرط شکوہ کے سبب اس کا نام اور لقب نہ پوچھا گیا۔ جب کبھی مجھ سے ملتا۔ کوئی نہ کوئی حکایت بیان کرتا۔ جب پہلی مرتبہ مجھ سے ملا۔ تو کہا۔ کہ انشاء اللہ تعالٰی تو ویسا ہی ہو گا۔ جیسا لوگوں کا اعتقاد تیری نسبت ہے۔ بعد ازاں خواجہ صاحب نے اس بات کی بڑی تعریف کی۔ پھر فرمایا۔ کہ دوسری مرتبہ جب اس سے ملاقات ہوئی۔ تو کہا۔ کہ سہاور میں ایک شخص شیخ و ندول نام نہایت بزرگ تھا۔ عید کے دن جب خلقت واپس آئی۔ تو اس شیخ نے آسمان کی طرف منہ کر کے کہا۔ آج عید ہے۔ ہر ایک غلام اپنے آقا سے عیدی لیتا ہے۔ مجھے بھی عیدی دے۔ جب یہ بات کہی۔ تو آسمان سے ریشمی کپڑے کا ٹکڑا گرا۔ جس پر لکھا تھا۔ کہ ہم نے تیری جان کو دوزخ کی آگ سے نجات دی۔ جب خلقت نے یہ دیکھا۔ تو اس کے ہاتھ پاؤں چومنے شروع کئے۔ اور بڑی عزت اور آؤ بھگت کرنی شروع کی۔ اسی اثناء میں اس شیخ کا ایک دوست آیا۔ اس نے کہا۔ تو نے تو اللہ تعالٰی سے عیدی لی ہے تو مجھے دے۔ شیخ نے جب یہ بات سنی۔ تو وہ ریشمی ٹکڑا اسے دے دیا۔ اور کہا جاؤ یہ تمہاری عیدی ہے۔ قیامت کو میں اور دوزخ آپس میں نپٹ لیں گے۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ پھر ایک مرتبہ اس سے میری ملاقات ہوئی۔ تو کہا۔ کہ مجھ سے یہ حکایت سن۔ کہ ایک شہر میں کوئی مالدار برہمن رہتا تھا۔ شاید اس پر شہر کے حاکم نے جرمانہ کیا۔ اس کا سارا مال و اسباب لے لیا۔ بعد ازاں ایک روز وہی برہمن مفلس اور مضطرب کسی راستے چل رہا تھا۔ سامنے سے اسے دوست ملا۔ پوچھا کیا حال ہے۔ برہمن نے کہا اچھا اور بہت عمدہ ہے۔ اس نے کہا ساری چیزیں تو

Marfat.com

تجھ سے چھن گئیں۔ اب کیا خاک ہو گا۔ کہا۔ میرا جینو تو میرے پاس ہے۔ یہ حکایت بیان کر کے خواجہ صاحب نے میری طرف مخاطب ہو کر پوچھا۔ کہ اس تقریر سے کیا معلوم ہوتا ہے۔ عرض کی باطنی مدد۔ میں نے معلوم کیا۔ کہ یہ میری تسکین خاطر کے لئے حکایت بیان فرمائی ہے۔ یعنی مال و اسباب دنیوی ہونے یا نہ ہونے کی خوشی یا غم نہیں کرنا چاہئے۔ اگر سارا جہان بھی جاتا رہے۔ تو کچھ ڈر نہیں۔ ذات حق کی محبت دل میں ہونی چاہئے۔ الحمدللہ کہ بندے نے بھی اس تقریر سے وہی معلوم کیا۔ جو خواجہ صاحب کا مدعا تھا۔

مجلس ۔۔۔ ۱۱ ۔۔۔

امیر عالمؒ

بروز جمعہ چودہویں جمادی الاول سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ میں نے جمعرات کو خواب دیکھا تھا۔ عرض کیا۔ وہ خواب یہ تھا۔ کہ گویا امیر عالم والواجی علیہ الرحمتہ والغفران کاتب کو کچھ مٹھائی عنایت کر رہے ہیں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ کبھی اس سے تیری رشتہ داری تھی۔ عرض کی۔ نہیں۔ فرمایا۔ تو تجھے غیب سے کچھ ملے گا۔ دوسرے ہفتے غیب سے کچھ مجھے ملا۔ جس کا وہم و گمان تک نہ تھا۔

Marfat.com

مجلس ـــ ۱۲ ـــ

عظمت امیر عالم

بروز ہفتہ ۲۴ ماہ مذکور کو خواب دیکھنے کے گیارھویں دن بعد غیب سے مجھے کچھ ملا۔ الغرض اس روز امیر عالم والوالجی علیہ الرحمتہ والغفران کی بزرگی کے بارے میں بہت کچھ آپ نے فرمایا۔ اس کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ ایک بزرگ صاحب نعمت تھا۔ جس نے خواجہ اجل شیرازی سے نعمت حاصل کی تھی۔ ایک مرتبہ اس بزرگ نے منبر پر کھڑے ہو کر کہا۔ اے مسلمانو! تمہیں واضح رہے کہ میں نے خواجہ اجل شیرازی علیہ الرحمتہ سے نعمت حاصل کی ہے۔ آج رات میں نے وہ نعمت اپنے لڑکے کو عنایت کرنی چاہی۔ تو حکم ہوا کہ یہ نعمت امیر عالم والوالجی کو دو۔ بعد ازاں امیر عالم کو منبر پر لایا۔ اور اپنے دہن مبارک کا پانی اس کے منہ میں ڈالا۔

مجلس ـــ ۱۳ ـــ

فضیلت رجب

بروز اتوار نویں جمادی الآخر ۷۰۱ ہجری کو دست بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ ماہ رجب کی فضیلت کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ فرمایا۔ کہ اس مہینے میں بہت دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اور یہ کہ اس مہینے میں چار راتیں بہت ہی بزرگ ہیں۔ یعنی پہلی رات۔ پہلی جمعرات۔ پندرھویں رات۔ اور ستائیسویں جو معراج کی رات ہے۔

بعد ازاں نفلی نمازوں کے بارے میں فرمایا۔ کہ جو شخص قضا شدہ فریضہ نمازوں کے عوض نفل ادا کرے۔ تو وہ محسوب ہو جاتے ہیں۔ بعد ازاں امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رحمتہ اللہ علیہ کی حکایت بیان فرمائی۔ کہ آپ قضا شدہ نماز کو پانچ مرتبہ ادا کرتے۔

Marfat.com

مجلس ۔۔۔ ۱۴ ۔۔

استقرار توبہ

بروز اتوار تیرھویں ماہ رجب سن مذکور کو قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ استقرار توبہ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ سالک جب پیر کی بیعت میں مستقیم ہو۔ تو جو کچھ اس سے پہلے کہ گزرا ہو۔ اس کے لئے اس سے مواخذہ نہیں کیا جاتا۔

اسی اثناء میں ایک اور حکایت بیان فرمائی۔ کہ قصبہ بوہر میں معراج الدین نام ایک شخص رہتا تھا۔ جب میں وہاں جا کر اس کے مکان پر ٹھہرا۔ وہ اور اس کے ہم قوم شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کے مرید تھے۔ اس روز وہاں کے بعض باشندے سراج الدین اور اس کے ہم قوم لوگوں سے لڑائی کرنے لگے۔ اور لڑائی میں نامناسب باتیں کہیں۔ جن سے تہمت پائی جاتی تھی۔ اس کی عورت نے جواب دیا۔ کہ جو کچھ تم کہتے ہو میرے بارے میں نسوچو۔ کہ بیعت سے پہلے تھا۔ یا بعد میں بھی۔ جب یہ بات کہی تو فرمایا۔ اس عورت نے کیا اچھی بات کہی۔

Marfat.com

مجلس ۔۔ ۱۵ ۔۔

تنگی روزگار

بروز منگل ۲۹ ا تیسویں ماہ مذکور سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ ایک نے آکر اپنے احوال کے انتظام کے لئے مدد طلب کی۔ فرمایا تنگی معاش دور کرنے کے لئے ہر رات سورۃ جمعہ پڑھا کر۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ شیخ الاسلام فریدالدین قدس سرہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہر جمعرات کو پڑھنی چاہئے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ ہر رات پڑھنی چاہئے۔ لیکن میں نے اپنے لئے کبھی نہیں پڑھی۔ کسی اور کے لئے پڑھتا ہوں۔

اسی اثناء میں ایک حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ میرا گزر چند ایسے اشخاص پر ہوا۔ جو صوفیوں کے لباس میں تھے۔ ان میں ایک دوسرے کو کہہ رہا تھا۔ تیرا روزگار اچھا ہو جائے گا۔ اور تیرے لئے اسباب مہیا ہوں گے۔ اور تیری روزی فراخ ہو جائے گی۔ میں نے چاہا کہ کہوں۔ کہ خواجہ صاحب جس لباس میں آپ ہیں۔ اس لباس والے ایسی تعبیر نہیں کیا کرتے۔ پھر خیال آیا۔ کہ میری کیا ہستی ہے۔ جو جواب کہوں۔ بغیر کچھ کہے میں پاس سے گزر گیا۔ جب خواجہ صاحب نے یہ حکایت ختم کی تو جو شخص مدد طلب کرنے کے لئے آیا تھا۔ اس نے عرض کی۔ اے مخدوم! لوگوں کے لئے فراخ روزی اور اسباب کا مہیا ہونا ضروری ہے۔ خواجہ صاحب نے مسکرا کر فرمایا۔ کہ یہ حکایت میں نے اپنے حال کی بابت بیان کی ہے۔ نہ کہ تیرے حال کی بابت۔

Marfat.com

مجلس --- ۱۶ ---

تجدید بیعت

جمعرات کے روز چھٹی ماہ رجب مبارک کو سن مذکور کو قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس روز میں نے مع اور چند یاروں کے از سر نو بیعت کی۔ اس حال کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکے کا ارادہ کیا۔ تو فتح سے پہلے امیرالمومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بطور قاصد اہل مکہ کے پاس بھیجا۔ اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی۔ کہ حضرت عثمانؓ شہید کئے گئے ہیں۔ یہ خبر سن کر صحابہ کو بلایا۔ کہ آکر پھر بیعت کرو۔ تاکہ ہم اہل مکہ سے لڑائی کریں۔ یاروں نے بیعت کی۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درخت کے تنے پر تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ اس بیعت کو بیعت رضوان کہتے ہیں۔ اسی اثناء میں ایک صحابی الاکوع نام آیا۔ اور بیعت کی۔ آنحضرتؐ نے پوچھا۔ کہ تو نے اس سے پہلے تو بیعت نہیں کی۔ عرض کی۔ کی ہے۔ اس وقت از سر نو پھر بیعت کرتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بیعت فرمایا۔

پھر خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ یہ تجدید بیعت وہیں سے شروع ہوئی ہے۔

بعد میں فرمایا۔ کہ اگر کوئی مرید از سر نو بیعت کرنا چاہے اور شیخ موجود نہ ہو۔ تو شیخ کا جامہ سامنے رکھے۔ اور اس کپڑے سے بیعت کر لے۔ اسی اثناء میں فرمایا۔ کہ تعجب نہیں کہ شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز نے بھی بارہا ایسا کیا ہو۔ اور میں نے تو بارہا ایسا کیا ہے۔

پھر حسن اعتقاد کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی تو فرمایا۔ کہ میں نے شیخ رفیع الدین کی زبانی سنا ہے۔ جو شیخ الاسلام اودھ تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ مجھے اس سے قرابت تھی۔ کیونکہ وہ خواجہ اجل شیرازی کا مرید تھا۔ ایک مرتبہ اس مرید کو کوئی تہمت لگا کر گرفتار کیا گیا۔ اور قتل کرنے لگے۔ قاتل نے اسے قبلہ رخ کھڑا کیا۔ جس کے سبب اس کی پیٹھ اپنے پیر کی قبر کی طرف ہوتی تھی۔ فوراً اس نے رخ پھیر لیا۔ اور

Marfat.com

اپنے پیر کی قبر کی طرف رخ کیا قاتل نے کہا۔ اس موقعہ پر تو رو بہ قبلہ ہونا چاہیئے۔ تو کیوں رخ پھیرتا ہے۔ اس نے کہا۔ میں نے اپنے قبلہ کی طرف رخ کیا۔ تو اپنا کام کر۔ اس حکایت کو لے کر ایک اور حکایت بیان فرمائی۔ کہ میں ایک دفعہ سفر میں تھا۔ ایک روز ایک منزل میں سخت تکلیف پائی۔ اگرچہ میں سوار تھا۔ لیکن پیاس نے بڑی تکلیف دی۔ پانی کے کنارے پہنچ کر گھوڑے سے اتر پانی پینا چاہا۔ میرے دل کو سخت پیاس لگی۔ اور صفرا کا زور ہوا۔ اس حالت میں بیہوش ہو گیا۔ تو زبان سے شیخ شیخ کی آواز نکلی۔ ایک گھڑی بعد میں نے ہوش سنبھالی۔ الغرض اس کے بعد مجھے اپنے کام کے انجام پر وثوق ہو گیا۔ کہ امید ہے۔ کہ انشاء اللہ ان کی یاد پر میرا خاتمہ ہو گا۔

مجلس ۔۔۔ ۱۷ ۔۔۔

زیارت قبور

بروز ۲۳ تیئسویں ماہ مذکور سن کو قدم بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ قبروں کی زیارت کے بارہ میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ جب میری والدہ صاحبہ کو بیماری لاحق ہوئی۔ تو کئی بار مجھے فرمایا۔ کہ فلاں شہید کی زیارت کے لئے جاؤ۔ اور فلاں بزرگ کے مزار پر جاؤ۔ میں فرمان کے مطابق جاتا۔ جب آتا۔ تو فرماتیں۔ کہ بیماری میں تخفیف ہے۔ اور تکلیف کم ہے۔

پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ جب شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز بیمار تھے تو مجھے ایک مرتبہ وہاں کے شہیدوں کی زیارت کے لئے بھیجا۔ جب میں واپس آیا۔ تو فرمایا۔ کہ تیری دعا نے کچھ اثر نہیں کیا۔ مجھے کوئی جواب بن نہ آیا۔ ایک یار علی بھاری نام نے جو پیچھے کھڑا تھا کہا کہ ہم ناقص ہیں۔ اور شیخ کی ذات مبارک کامل۔ ناقصوں کی دعا کاملوں کے حق میں کس طرح اثر کر سکتی ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ یہ بات شیخ صاحب نے نہ سنی۔ پھر میں نے یہی بات عرض کی۔ تو فرمایا۔ کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ خواہش کی ہے۔ کہ اس کی جو مراد ہو پوری کرے۔ پھر مجھے

Marfat.com

عنایت کر کے فرمایا۔ کہ تم اور بدرالدین اسحاق علیہ الرحمتہ جاؤ۔ اور اسی مقبرہ میں جاکر مشغول رہو۔ ہم دونوں گئے۔ اور رات بھر یاد الٰہی میں مشغول رہے۔ جب واپس حاضر خدمت ہوئے۔ تو فرمایا۔ کہ اب کچھ اثر ہوا ہے۔

اسی اثناء میں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ مجھے فرمایا۔ کہ مناسب ہے۔ کہ تم اور باقی کے تمام یار مل کر ایک لاکھ مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھو۔ اوز یاروں کو اس بات کی اطلاع کرو۔ میں نے اطلاع کی۔ ہر ایک نے کچھ مقدار منظور کی۔ ایک نے پانچ ہزار مرتبہ دوسرے نے چار ہزار کسی نے کم کسی نے زیادہ پڑھنا منظور کیا۔ میں نے دس ہزار مرتبہ پڑھنا منظور کیا۔ تقریباً" ایک ہفتے کے اندر ختم کر لیا۔

بعد ازاں میں (مؤلف کتاب) نے عرض کی۔ کہ کیا یہ سب کچھ حالت مرض میں ہوا۔ فرمایا۔ نہیں اس سے پہلے کا ذکر ہے۔ معلوم نہیں کوئی اور غرض ہو گی۔

Marfat.com

مجلس ۔۔ ۱۸ ۔۔

یاد حق میں مستغرق

بروز ہفتہ ساتویں ذیقعدہ سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ امام ناصری کی تفسیر پاس پڑی تھی۔ وہاں سے صاحب تفسیر کی حکایت بیان فرمائی۔ کہ امام کو ایک دفعہ کوئی بیماری لاحق ہوئی۔ اور اس بیماری میں سکتہ لاحق ہوا۔ لواحقوں نے خیال کیا۔ کہ وہ مر گیا ہے۔ چنانچہ دفن بھی کر آئے۔ جب رات ہوئی۔ اور ہوش آیا۔ تو معلوم کیا۔ کہ مجھے تو قبر میں ڈال گئے ہیں۔ اسی حیرانگی اور اضطراب کی حالت میں اسے یاد آیا۔ کہ جو شخص اضطراب کی حالت میں چالیس مرتبہ سورہ یٰسین پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس تنگی سے اسے فرحت عنایت کرتا ہے۔ اور کوئی راہ نکل آتی ہے۔ سو سورۂ یٰسین پڑھنی شروع کی۔ جب انتالیس مرتبہ پڑھ چکا۔ تو کشادگی کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ اور وہ اس طرح کہ ایک کفن چور نے کفن کی طمع سے قبر کھودی۔ امام کو معلوم ہو گیا۔ کہ یہ کفن چور ہے۔ سورۂ یٰسین آہستہ پڑھنی شروع کی۔ تاکہ مراد کے موافق قبر کھودے مختصر یہ کہ جب چالیسویں مرتبہ سورہ یٰسین ختم کی۔ تو امام ناصر آہستہ سے قبر سے باہر نکلے۔ جب کفن چور نے دیکھا۔ تو مارے خوف کے وہیں ہلاک ہوا۔ امام کو اس کی موت کا بڑا افسوس ہوا۔ کہ مجھے چپ رہنا چاہئے تھا۔ تاکہ وہ کفن لے جاتا۔ جب باہر نکلے تو سوچا۔ کہ اگر لوگ مجھے یکبارگی دیکھیں گے۔ تو خوف زدہ ہو جائیں گے۔ پس شہر میں آکر آہستہ آہستہ یہ کہنا شروع کیا۔ کہ میں سکتہ کی بیماری میں مبتلا تھا۔ مجھے غلطی سے قبر میں ڈال آئے تھے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ اس واقعہ کے بعد تفسیر لکھی تھی۔

پھر ان لوگوں کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ جو ہمیشہ دین میں مستغرق رہتے ہیں۔ اور کھانے پینے کی سدھ بدھ نہیں ہوتی۔ جو کچھ کرتے ہیں۔ اسی کے لئے کرتے ہیں۔ فرمایا۔ کہ ایک بزرگ شیخ دریا کے کنارے رہا کرتا تھا۔ اس کی ایک عورت تھی۔ ایک روز عورت کو کہا۔ کہ کھانا لے کر دریا کے پار جا کر جو فقیر بیٹھتا ہے اسے دے

Marfat.com

آ۔ عورت نے کہا پانی گہرا ہے عبور کس طرح کروں گی۔ شیخ نے کہا۔ دریا کے کنارے جا کر کہنا۔ کہ میرے شوہر کی حرمت سے جس نے کبھی مجھ سے صحبت نہیں کی۔ مجھے راہ دے۔ عورت حیران رہ گئی۔ اور اپنے دل میں کہا۔ کہ اس سے میرے ہاں اتنے بال بچے پیدا ہوئے اور یہ کہتا ہے۔ کہ میں نے صحبت ہی نہیں کی۔ آخر شوہر کے فرمان کے مطابق دریا کے کنارے، پہنچی۔ اور وہی کہا۔ تو دریا نے زاستہ دیا۔ اور پار ہو گئی۔ وہاں پہنچ کر درویش کے سامنے کھانا رکھا۔ اس نے کھالیا۔ تو عورت سوچنے لگی۔ کہ آتی مرتبہ تو اس طرح آئی۔ اب جاؤں کس طرح۔ درویش نے پوچھا۔ کس طرح آئی تھی؟ عورت نے ساری بات کہہ سنائی۔ درویش نے کہا۔ اچھا اب جا کر یہ کہنا کہ اے دریا اس شیخ کی حرمت سے جس نے تیس سال سے کسی قسم کا کھانا نہیں کھایا مجھے رستہ دے۔ عورت حیران رہ گئی۔ کہ میرے سامنے ابھی اس نے کھایا ہے۔ اور ابھی اس طرح کہتا ہے۔ خیر اس نے جا کر دریا کے کنارے ایسا ہی کہا۔ رستہ مل گیا اور پار اپنے شوہر کے پاس پہنچی۔ تو کہا کہ مجھے ان دونوں باتوں کا بھید بتلاؤ۔ کہ تو نے کئی سال مجھ سے صحبت کی۔ اور اس درویش نے بھی میرے سامنے کھانا کھایا یہ دونوں جھوٹ کہہ کر دریا سے رستہ لیا۔ اس میں کیا حکمت ہے۔ شیخ نے کہا تجھے واضح رہے۔ کہ میں نے ہوائے نفسانی سے کبھی تجھ سے صحبت نہیں کی۔ اس طرح اس درویش نے بھی کبھی نفسانی طمع سے کھانا نہیں کھایا۔ بلکہ محض عبادت اور طاعت کی خاطر۔ اس لحاظ سے اس نے کبھی کھانا نہیں کھایا۔ ان دونوں باتوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو کچھ اللہ کے بندے کرتے ہیں۔ وہ اللہ کے لئے کرتے ہیں۔ ان کی نیت سب حق کی خاطر ہوتی ہے۔ اس پر موقعہ پر قطب الاولیاء شیخ قطب الدین بختیار قدس اللہ سرہ العزیز کی بابت فرمایا۔ کہ آپ کے دو فرزند توام (جوڑے) تھے۔ ایک تو چھوٹی عمر میں فوت ہو گیا۔ اور دوسرا بڑا ہوا۔ جو بڑا ہوا۔ اس کے احوال کو شیخ صاحب کے احوال سے کچھ مناسبت نہ تھی۔ اور نہ آپس میں شکل و صورت میں ملتے جلتے تھے۔ پھر فرمایا۔ کہ شیخ قطب الدین کے فرزند شیخ الاسلام نور اللہ مرقد ہما تھے۔ القصہ فرمایا۔ کہ جب شیخ صاحب کا چھوٹا لڑکا فوت ہوا۔ اور اسے دفن کر کے واپس آئے۔ تو آپ کے حرم فرزند

Marfat.com

کی وفات پر جزع و فزع کر رہے تھے۔ جو شیخ قطب الدین قدس سرہ العزیز نے سنا۔ ہاتھ پر ہاتھ مار کر افسوس کرنا شروع کیا۔ شیخ بدرالدین غزنوی علیہ الرحمتہ والرضوان نے جو حاضر خدمت تھے۔ پوچھا کہ یہ افسوس کیسا۔ فرمایا۔ کہ اب مجھے افسوس آتا ہے۔ کہ میں نے کیوں اللہ تعالیٰ سے التجا نہ کی۔ کہ دیکھو ان کا استغراق کس درجے کا ہے۔ کہ اپنے فرزند کے مرنے جینے تک کی خبر نہیں۔

پھر دعا کرنے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ دعا کے وقت کئے ہوئے گناہوں کا خیال دل میں نہیں لانا چاہئے۔ اور نہ ہی کی ہوئی عبادت اور طاعت کا۔ اگر ایسا کرے اور دعا قبول نہ ہو۔ تو بڑے تعجب کی بات ہے۔ اگر گناہ کا خیال دل میں لائے تو دعا کے ایقان میں سستی پیدا ہوتی ہے۔ پس دعا کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت پر نظر رکھنی چاہئے۔ اور یقین رکھنا چاہئے۔ کہ یہ دعا ضرور قبول ہو جائے گی۔ نیز فرمایا۔ کہ دونوں ہاتھ دعا کے وقت کھلے رکھنے چاہئیں۔ اور سینے کے برابر اور یہ بھی آیا ہے۔ کہ دونوں ہاتھ ملا کر رکھنے چاہئیں۔ اور بہت اوپر۔ ایسی شکل اختیار کرنی چاہئے۔ کہ ابھی کوئی چیز ملے گی۔ اس موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ دعا دل کی تسلی کے لئے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ کہ کیا کرنا چاہئے۔

پھر مریدوں کے عقیدے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ اس سے پہلے میرا ہمسایہ محمدؐ نام تھا۔ جو ہر سال ناروے کی بیماری میں مبتلا ہوتا۔ اور اس بیماری میں سخت تکلیف اٹھاتا۔ جب میں شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زیارت کے لئے روانہ ہوا۔ تو اس نے کہا۔ کہ شیخ صاحب سے میرے لئے تعویذ لانا۔ جب میں شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو اس مرد کا حال بیان کیا۔ اور تعویذ مانگا۔ فرمایا۔ کہ تو ہی لکھ لے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ میں نے تعویذ لکھا۔ اور شیخ صاحب کے ہاتھ دیا۔ آپ نے دیکھ کر پھر مجھے واپس دیا۔ اور فرمایا اسے دے دینا۔ جب میں شہر پہنچا۔ تو اسے تعویذ دیا۔ پھر کبھی اس بیماری میں مبتلا نہ ہوا۔ حاضرین میں سے ایک نے پوچھا۔ کہ آپ نے تعویذ میں کیا لکھا تھا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ اللّٰہ الشافی اللّٰہ الکافی اللّٰہ المعافی' لکھا تھا۔ اور کچھ اور بھی جو اس وقت مجھے یاد نہیں۔

Marfat.com

نیز حسن اعتقاد کے بارے میں فرمایا۔ کہ ایک روز میں شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ آپ کی ریش مبارک سے ایک بال آپ کی گود میں گرا۔ میں نے عرض کی۔ کہ کچھ التماس کیا چاہتا ہوں۔ اگر آپ اجازت عنایت فرمائیں۔ پوچھا۔ کیا ہے۔میں نے عرض کی۔ جناب کی ریش مبارک سے ایک بال گود میں آگرا ہے۔ اگر حکم ہو۔ تو اسے بجائے تعویذ نگاہ رکھوں۔ فرمایا بہتر۔ وہ بال بڑی تعظیم و تکریم سے لے کر کپڑے میں لپیٹا۔ اور اپنے ساتھ لے کر شہر میں آیا۔ خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ اس ایک بال کی بہت بڑی تاثیریں دیکھیں۔ جب کوئی بیمار تعویذ کے لئے میرے پاس آتا۔ میں وہی بال اسے دیتا۔ جو چند روز رکھنے سے اسے صحت ہو جاتی۔ میرا ایک دوست تاج الدین مینائی تھا۔ اس کا چھوٹا لڑکا بیمار ہو گیا۔ تو ہم سے آکر تعویذ مانگا۔ بہترا میں نے اس بال کو ڈھونڈا نہ ملا۔ نامراد واپس چلا گیا۔ اسی بیماری میں اس کا لڑکا مر گیا۔ جب کچھ دنوں بعد ایک اور شخص تعویذ کے لئے آیا تو جہاں پہلے رکھا تھا۔ وہیں پڑا پایا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ چونکہ اس لڑکے کی عمر پوری ہو چکی تھی۔ اس واسطے تعویذ غائب ہو گیا۔

Marfat.com

مجلس ــ ۱۹ ــ

ذکر سماع

بروز ۱۶ سولھویں ماہ مذکور یعنی ذیقعد کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اس وقت نثر اور نظم کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جو اچھی نظم یا غزل سنی جائے۔ اس سے ضرور حظ آتا ہے۔ اور جو مطلب نثر میں ادا کیا جائے۔ اگر نظم میں کیا جائے تو پہلے کی نسبت اس کا حظ بڑھ جاتا ہے۔ اسی طرح جو عمدہ بات عمدہ آواز میں سنی جائے۔ تو اس کا حظ بھی اور زیادہ ہو جاتا ہے۔ اسی اثناء میں میں (مؤلف کتاب) نے عرض کی۔ کہ مجھے کسی چیز میں ایسی رقت طاری نہیں ہوتی۔ جیسی سماع میں۔ فرمایا۔ اصحاب طریقت اور مشتاقوں کا یہی ذوق ہے کہ آگ لگاتے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتا۔ تو بقا بھی نہ ہوتی۔ اور بقا میں ذوق ہی کیا ہوتا۔

اسی اثناء میں آبدیدہ ہو کر آہ بھر کر فرمایا۔ کہ مجھے ایک مرتبہ خواب میں کچھ دکھلایا گیا۔ تو میں نے یہ مصرع پڑھا۔

اے بوست بدست انتظارم کُشتی

اور پھر خواب میں یہ مصرعہ دوبارہ پڑھا۔

اے بوست بزخم انتظارم کُشتی

جب میں جاگا۔ تو مجھے یاد آیا۔ کہ یہ مصرع اس طرح ہے۔

اے دوست بہ تیغ انتظارم کُشتی

اے دوست تونے انتظار کی تلوار سے مجھے مار ڈالا۔

Marfat.com

مجلس — ۲۰ —

صدق ارادت

بروز ۱۳ تیرھویں ماہ ذوالحج کو قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ صدق ارادت کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز کا ایک مرید لشکر میں ملازم تھا۔ جسے محمد شاہ کہتے تھے۔ وہ جو ارادہ کرتا۔ خواب میں شیخ صاحب کو دیکھتا۔ اور جس حالت میں دیکھتا۔ ویسی ہی اس خواب کی تعبیر کرتا۔ ایک مرتبہ اس نے ہندوستان میں آنے کا ارادہ کیا۔ رات کو خواب میں دیکھا۔ کہ شیخ صاحب اجودھن جا رہے ہیں۔ جب جاگا۔ تو دل میں کہا۔ کہ مجھے بھی اسی طرف جانا چاہیے۔ نہ شیخ سے کوئی بات سنی۔ نہ اشارہ دیکھا۔ صرف اس قدر دیکھا کہ اجودھن کی طرف جا رہے ہیں۔ اس نے ہندوستان کا ارادہ فسخ کر کے اجودھن جانے کا ارادہ کیا۔ الغرض اس سفر میں اسے آرام و آسائش بہت حاصل ہوئی۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ یہ محمد شاہ غور کا رہنے والا تھا۔ جو آخری عمر میں کعبہ کی زیارت کو گیا۔ اور پھر اس کی کوئی خبر نہ سنی۔

Marfat.com

مجلس ـــ ۲۱ ـــ

درویشی

بروز ہفتہ پندرہویں ماہ محرم ۷۱ ہجری کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ ایک شیخ نہایت بزرگ تھا۔ ایک شخص آکر اس کا مرید ہوا۔ اور خرقہ پایا۔ جیسا کہ اس کام کی رسم ہے۔ کچھ مدت بعد شیخ کو معلوم ہوا۔ کہ مرید نے برے کام اختیار کئے ہیں۔ تو شیخ اس کے گھر گیا اور کہا کہ میرے گھر آکر رہ۔ تو مجھے کیوں مشہور کرتا ہے۔ آ' میں تیری پردہ پوشی کروں گا۔ مرید نے یہ سن کر شیخ کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ اور پھر بیعت اور توبہ کی و الحمد للہ رب العالمین۔

جب یہ حکایت ختم ہو چکی۔ تو میں (مولف کتاب) نے عرض کی۔ کہ یہ امر مسلمہ ہے کہ پیر مرید کے احوال کو زیادہ تر دیکھے۔ اگر مریدوں کے احوال کو نہ دیکھے گا۔ تو ان کے اعمال کیونکر دیکھ سکے گا۔ لیکن اگر مریدوں کے اعتقاد کی طرف نگاہ کرے۔ اور انہیں درست اعتقاد پائے۔ تو مرید کو کچھ امید ہو سکتی ہے۔ فرمایا۔ بیشک اس بارے میں اصل اصول اعتقاد ہے۔ جس طرح ظاہر میں ایمان ہے۔ اس طرح باطن میں یقین ہے۔ مرد کو چاہئے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر اس کا ایمان درست ہو۔ اسی طرح مرید کو بھی چاہیے کہ پیر کے حق میں اعتقاد درست رکھے۔ جس طرح درستی ایمان کے سبب مومن گناہ سے کافر نہیں ہو جاتا اسی طرح مرید درستی اعتقاد کے سبب لغزش سے ناامید نہیں ہو جاتا۔ اگر اس کا اعتقاد درست ہے تو پھر اصلاح کی امید ہو سکتی ہے۔

پھر تلاوت قرآن اور اس کے حفظ کرنے کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ میں نے عرض کی کہ اگر یاد نہ ہو سکے تو دیکھ کر پڑھنا کیسا ہے۔ فرمایا۔ بہت اچھا ہے۔ دیکھ کر پڑھنے میں بھی حظ آتا ہے۔ بعدازاں فرمایا۔ کہ شیخ صاحب جس کو قرآن شریف حفظ کرنے کے لئے فرماتے۔ پہلے سورہ یوسف یاد کرنے کا حکم دیتے۔ جو شخص سورہ یوسف یاد کر لیتا ہے۔ اس کی برکت سے اسے سارا قرآن مجید یاد ہو جاتا ہے۔ اسی موقعہ کے

Marfat.com

مناسب فرمایا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص قرآن شریف حفظ کرنے کی نیت کرے۔ اور حفظ کئے بغیر فوت ہو جائے۔ تو جب اسے قبر میں رکھتے ہیں۔ فرشتہ آکر ایک بہشتی ترنج اسے دیتا ہے۔ جس کے کھانے سے سارا قرآن شریف حفظ ہو جاتا ہے۔ اور قیامت کے دن وہ حافظ قرآن ہو کر اٹھے گا۔

پھر ان لوگوں کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ جو درویش صفت ہوتے ہیں۔ اور ان میں نیک مردوں کے سے اخلاق پائے جاتے ہیں۔ فرمایا۔ کہ میں نے اس صفت کے آدمی مولانا شہاب الدین میرٹھی۔ مولانا احمد اور مولانا کیتھلی دیکھے ہیں۔ مولانا احمد کی بابت فرمایا۔ کہ وہ اللہ کا بندہ حافظ قرآن تھا۔ ایک دفعہ میں نے شیخ کبیرؒ کی زیارت کا ارادہ کیا۔ آپ کی وفات کے بعد حدود سرستی میں مولانا احمد سے میری ملاقات ہوئی۔ مجھے کہا۔ کہ جب روضہ شیخ پر پہنچو۔ تو میرا سلام پہنچا دینا۔ اور کہنا کہ مجھے دنیا کی طلب نہیں۔ اس کے طالب اور بہت ہیں۔ اور نہ ہی آخرت طلب کرتا ہوں۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے بحالت مسلمانی فوت کرے۔ اور نیک لوگوں سے ملائے۔

پھر مولانا کیتھلی کے متعلق فرمایا۔ کہ وہ بہت ہی بابرکت بزرگ تھا۔ اگرچہ کسی سے اسے علاقہ نہ تھا۔ لیکن مردان حق کا دیدار اس نے بہت کیا تھا۔ پہلی مرتبہ جب میں نے اسے دیکھا تو اس کی تقریر سے معلوم ہوا۔ کہ وہ مرد و اصل ہے۔ کوئی بات میرے دل میں تھی۔ وہ میں نے اس سے پوچھی۔ جواب دیا وہ اس طرح ہے۔ خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ اگر وہ مشکل بات سو مجتہد عالموں سے بھی پوچھی جاتی۔ تو بھی حل نہ ہوتی۔ نیز اس کے اخلاق کی بابت فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ میرے پاس آیا ہوا تھا۔ اسی اثناء میں میرے خدمت گار بشیر نے جو ابھی لڑکا ہی تھا کچھ بے ادبی کی۔ میں نے اسے چھڑی ماری۔ تو مولانا کیتھلی کو ایسا درد محسوس ہوا۔ گویا وہ لکڑی انہیں ماری گئی ہے۔ رونے لگے۔ اور فرمایا۔ کہ یہ میری شامت کی وجہ ہے۔ کہ اسے تکلیف پہنچی۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ اس وقت اس کی شفقت دیکھ کر مجھ پر رقت طاری ہوئی۔

ان کی بزرگی کی بابت ایک اور حکایت بیان فرمائی۔ کہ اس کی زبانی میں نے سنا کہ

Marfat.com

ایک سال دہلی میں قحط پڑا۔ جن دنوں کہ ملک قطب الدین حسن کا واقعہ گذرا ہے۔ میں کرپاسی بازار میں کھانا خریدنے کے لئے گیا۔ جب خریدا تو خیال کیا۔ کہ اسے اکیلے نہیں کھانا چاہیے۔ کسی کو اپنا ہم لقمہ بنانا چاہیے۔ ایک گدڑی پوش درویش کو دیکھا۔ جو میرے پاس سے گذرا۔ میں نے اسے کہا۔ صاحب آپ بھی درویش ہیں اور میں بھی درویش ہوں۔ میں غریب الوطن ہوں۔ اور آپ بھی مسافر معلوم ہوتے ہیں۔ آؤ کچھ کھانا ہے مل کر کھالیں۔ درویش مان گیا۔ ہم نانبائی کی دکان پر گئے۔ اور کھانا کھایا۔ اس اثناء میں میں نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ کہ میرے پاس بیس تھیلیاں پیسوں کی ہیں۔ میں انہیں ذخیرہ رکھنا چاہتا ہوں۔ درویش نے کہا فراخ دلی سے کھانا کھاؤ۔ میں تجھے بیس تھیلیاں دوں گا۔ میرے دل میں خیال آیا۔ کہ یہ پھٹے پرانے کپڑوں والا مجھے کس طرح اتنے دام دے گا۔ الغرض کھانے سے فارغ ہو کر مجھے نماز گاہ کی طرف لے گیا۔ نماز گاہ کے پیچھے ایک قبر تھی۔ اس پر کھڑے ہو کر کچھ پڑھا۔ اور چھڑی جو ہاتھ میں تھی۔ آہستہ سے دو تین مرتبہ اس پر لگائی۔ اور کہا کہ اس درویش کو بیس تھیلیاں داموں کی دینی ہیں اسے دے۔ یہ کہہ کر آسمان کی طرف منہ کیا۔ اور کہا جاؤ مولانا آپ کو مل جائیں گی۔ یہ سن کر میں ہاتھ کو بوسہ دے کر واپس چلا آیا۔ میں اسی حیرت میں تھا۔ کہ مجھے کہاں سے ملیں گی۔ میرے پاس ایک خط تھا۔ جو کسی کے گھر پہنچانا تھا۔ میں اسی روز وہ خط پہنچانے گیا۔ جب میں دروازہ کمال کے نزدیک پہنچا۔ تو ایک ترک کو اپنے گھر کے چھجے پر بیٹھا دیکھا۔ اس نے مجھے دیکھ کر آواز دی۔ اور غلاموں کو میرے پیچھے دوڑایا۔ آخر مجھے اوپر لے گئے وہ ترک بڑی خندہ پیشانی اور خوش خلقی سے پیش آیا۔ میں نے بہتیری کوشش کی۔ لیکن اسے نہ پہچان سکا۔ ترک بھی کہنے لگا۔ کہ تو وہ عالم نہیں۔ جس نے فلاں مقام پر میرے ساتھ یہ نیکی کی تھی۔ میں نے کہا۔ میں نے تو کوئی نہیں کی۔ اس نے کہا۔ میں تجھے پہچانتا ہوں۔ تو کیوں اپنے تئیں چھپاتا ہے۔ الغرض بیس تھیلیاں داموں کی لا کر بڑی معذرت سے میرے ہاتھ دیں۔

خواجہ صاحب نے اس مولانا کیتھلی کی بزرگی کے بارے میں فرمایا۔ کہ تنہا کھانا نہ کھانے کی جو عادت ان میں تھی۔ وہی اس کے رستے کو نیک بناتی تھی۔ دوسرے

Marfat.com

اخلاق کا کیا حال ہو گا۔

پھر فرمایا۔ کہ میں سفر کرتے کرتے سرستی کی حدود میں پہنچا۔ تو میں نے سنا۔ کہ کل اس راہ میں ڈاکہ پڑا۔ اور بہت سے مسلمان ہندوؤں کے ہاتھ سے مقتول ہوئے۔ ایک ان میں عالم تھا جسے کیتھلی کہتے تھے۔ وہ قرآن شریف پڑھ رہا تھا۔ اسی حالت میں شہید ہوا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ میرے دل میں خیال گزرا۔ کہ ہو نہ ہو۔ وہ مولانا کیتھلی ہوں گے۔ جب لاشوں کو جا کر دیکھا۔ اور فاتحہ پڑھ کر غور سے دیکھا۔ تو آپ ہی تھے۔

مجلس ــ ۲۲ ــ

تذکرہ شمس الملک

بروز بدھ تیسری ماہ ربیع الاول سن مذکور کو قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ اس دفعہ ایک مہینے بعد حاضر خدمت ہوا تھا۔ کبھی اس قدر غیر حاضری نہ ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اس وقت فاضلوں کا ذکر ہو رہا تھا۔ کہ تو آپہنچا میں دوبارہ آداب بجا لایا۔

بعدازاں فرمایا۔ کہ خواجہ شمس الملک علیہ الرحمتہ کی یہ عادت تھی۔ کہ اگر کوئی شاگرد ناغہ کرتا۔ یا کوئی دوست دیر کے بعد آتا۔ تو فرماتے۔ کہ میں نے ایسا کون سا کام کیا ہے۔ کہ تو نہیں آتا۔

بعدازاں مسکرا کر فرمایا۔ کہ اگر کسی کو دل گلی کرتے تو بھی یہی فرماتے۔ کہ میں نے کیا کیا ہے جو تو نہیں آتا۔ تاکہ میں وہی کروں۔ پھر فرمایا۔ کہ اگر میں ناغہ کرتا۔ یا دیر بعد حاضر خدمت ہوتا۔ تو میرے دل میں خیال آتا۔ کہ مجھے بھی یہی کہیں گے۔ لیکن مجھے یہ کہتے۔

آخر کم ازانکہ گاہ گاہے   آئی وبما کنی نگاہے

خواجہ صاحب یہ شعر پڑھتے وقت آبدیدہ ہوئے۔ چنانچہ حاضرین پر رقت طاری ہوئی۔ حاضرین میں سے ایک نے پوچھا۔ کہ میں نے سنا ہے۔ کہ جن دنوں آپ شمس الملک

Marfat.com

کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ تو آپ کی بڑی تعظیم کیا کرتے تھے۔ اور چبوترہ میں اپنے خاص مقام میں بٹھایا کرتے تھے۔ فرمایا۔ ہاں۔ جہاں پر وہ بیٹھا کرتے تھے۔ وہاں پر قاضی فخرالدین ناقلہ یا مولانا برہان الدین بیٹھا کرتے تھے۔ اور جب کبھی مجھے وہاں بیٹھنے کا حکم ہوتا تو میں کہتا۔ کہ یہ آپ کا مقام ہے۔ میں بہتیرا عذر کرتا۔ لیکن ایک نہ مانتے۔ آخر مجھے بھی وہیں بٹھاتے۔ حاضرین میں سے ایک نے پوچھا۔ کہ ایک مرتبہ وہ ملازم بھی ہو گئے تھے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ ہاں ایک مرتبہ وہ مستوفی مقرر ہوئے تھے۔ خواجہ تاج ریزہ نے آپ کے بارے میں یہ شعر پڑھا ہے۔

صدراکنوں بہ کام بل بوستاں شدی مستوفی ممالک ہندوستان شدی

میں (مولف کتاب) نے عرض کی۔ کہ خواجہ شمس الملک کی بزرگی ان کے وفور علم سے ظاہر ہے۔ لیکن کون جانتا ہے۔ کہ اسے درویشوں سے علاقہ تھا۔ یا ان سے محبت تھی۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ عقیدہ بہت خوب تھا۔ میری تعظیم جو کرتے تھے۔ اسی سے ان کے عقیدے کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

مجلس ۔۔ ۲۴ ۔۔

نظر اور جادو

بروز بدھ چوبیسویں ماہ مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اس روز کئی یاروں نے اکٹھے ہی قدم بوسی کی۔ پوچھا کیا ایک ہی مقام سے آئے ہو۔ عرض کی جدا جدا مقام سے یہاں آکر اکٹھے ہوئے ہیں۔ فرمایا۔ الگ الگ آنا بہتر ہے۔ کیونکہ فرید الدین قدس سرہ العزیز یہی فرمایا کرتے تھے کہ الگ الگ آیا کرو۔ کہ نظر برحق ہے۔

پھر اس کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ کہ نظر اور جادو کا اثر برحق ہے۔ تو فرمایا۔ کہ یہ وہ حق نہیں جو غیر باطل ہے۔ یعنی اس کا اثر ضروری ہوتا ہے۔ معتزلہ تو اس بات کے قائل ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ نظر اور جادو کا اثر ہوتا ہی نہیں۔ فرمایا وہ غلطی پر ہیں۔ یہاں سے کرامت۔ معونت اور استدراج کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ معجزہ انبیاءؑ کا کام ہے۔ جن کا علم اور عمل کامل ہوتا ہے اور وہ صاحب وحی ہوتے ہیں۔ جو کچھ ان سے ظاہر ہوتا ہے وہ معجزہ ہے۔ کرامت وہ ہے جو اولیاء سے ظاہر ہوتی ہے۔ انہیں بھی علم اور عمل بدرجہ کمال ہوتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ جو کچھ ان سے ظاہر ہوتا ہے۔ وہ اس میں مغلوب ہوتے ہیں۔ اور جو کچھ ان سے ظاہر ہوتا ہے وہ کرامت کہلاتا ہے۔ معونت کا یہ مطلب ہے۔ کہ بعض دیوانوں سے جنہیں نہ علم ہوتا ہے نہ عمل کبھی کبھی کوئی بات خلاف عادت ظہور میں آتی ہے۔ اسے معونت کہتے ہیں۔ استدراج اسے کہتے ہیں۔ جو ایک گروہ سے جسے ایمان کا مس بھی نہیں۔ جیسے اہل سحر وغیرہ کوئی بات دیکھی جائے۔

پھر اطوار کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ اطوار تین طرح کے ہوتے ہیں ایک حسی دوسرے عقلی۔ تیسرے قدسی۔ حسی جیسے کھانا۔ سونگھنا وغیرہ۔ جو حس سے معلوم ہوتے ہیں۔ عقلی دو قسم کے ہیں۔ کسبی اور بدیہی۔ لیکن جو عالم قدس میں پہنچ چکا ہو۔ وہ کسبی کو بھی بدیہی جانتا ہے پھر فرمایا۔ کہ بدیہی علم قدس نہیں۔ یہ اولیاء اور انبیاء کا کام ہے۔ بعد میں فرمایا۔ کہ اس شخص کی علامت کیا ہوتی ہے۔ جس

Marfat.com

پر عالم قدس کا دروازہ کھلا ہو بدیہی ہے۔ بارے اس شخص کو جس پر عالم عقل کا دروازہ کھلا ہو۔ اور اس پر بدیہی یا کسبی کوئی بات حل ہو جائے۔ تو اس سے اسے فرحت حاصل ہوتی ہے۔ اور عالم قدس کی راہ نہیں ملتی۔

اسی اثناء میں ایک عالم کی بابت حکایت بیان فرمائی۔ کہ وہ کہا کرتا تھا۔ کو جو چیز غیب سے دل پر گزرے گی۔ انشاء اللہ اسے لکھ سکوں گا۔ اس نے بہت کچھ لکھا۔ لیکن آخر میں یہ لکھا۔ کہ جو کچھ مقصود تھا وہ نہیں لکھ سکا۔

پھر معتزلہ کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ کہ وہ کہتے ہیں۔ کہ اہل کفر اور اہل کبائر ہمیشہ عذاب میں رہیں گے۔ فرمایا۔ یہ ان کی غلطی ہے۔ اصل یوں ہے۔ کہ کافر ہمیشہ عذاب میں رہیں گے۔ اس لئے کہ وہ بتوں پر جنکی وہ پرستش کرتے ہیں۔ اعتقاد رکھتے ہیں۔ اور وہی ان کے معبود ہیں چونکہ یہ ان کا دائمی اعتقاد ہے۔ اور ہمیشہ کفر پر جمے رہتے ہیں۔ اس لئے ان کا عذاب بھی دائمی ہو گا۔ لیکن جو لوگ کبیرہ گناہ کرتے ہیں۔ وہ ہمیشہ نہیں کرتے۔ کبھی گناہ کے ارتکاب سے فارغ بھی ہوتے ہیں۔ اور جانتے ہیں۔ کہ جو کچھ ہم نے کیا ہے۔ برا کیا ہے۔ ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ بس چونکہ ہمیشہ کے لئے کبیرہ گناہوں پر راسخ نہیں ہوتے۔ اس لئے انہیں عذاب بھی ہمیشہ نہیں ہو گا۔ پھر فرمایا۔ کہ گنہگار گناہ کی حالت میں تین باتوں کا مطیع ہوتا ہے۔ اول یہ کہ وہ جانتا ہے۔ کہ جو کچھ میں کر رہا ہوں۔ وہ ٹھیک نہیں۔ دوسرے وہ جانتا ہے۔ کہ جو کچھ میں کر رہا ہوں اسے اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور دیکھتا ہے۔ تیسرے اسے بخشش اور معافی کی امید بھی ہوتی ہے اور یہ تینوں کام فرمانبرداروں کے ہیں۔

بعد میں فرمایا۔ کہ اشعریہ مذہب میں بھی یونہی ہے۔ کہ جس کافر کا خاتمہ ایمان پر ہو گا۔ وہ مومن ہے۔ اور جس مومن کا خاتمہ کفر پر ہو گا۔ وہ کافر ہے۔ اس موقعہ پر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ خواجہ حمید الدین رحمتہ اللہ علیہ نے ناگور میں ایک ہندی کو کئی مرتبہ کہا۔ کہ یہ ولی ہے۔ اسی اثناء میں ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی حکایت شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ جب آپ سے پوچھا گیا۔ کہ کیا قیامت کے دن کافر دوزخ میں رہیں گے۔ فرمایا۔ نہیں۔ پوچھا کیوں۔ فرمایا۔ کہ قیامت کے دن جب کافر عذاب وغیرہ

Marfat.com

دیکھیں گے تو ایمان لائیں گے۔ لیکن وہ ایمان انہیں کچھ فائدہ نہ دے گا۔ اس لئے کہ ایمان وہ ہے جو بالغیب ہو۔ گو وہ دوزخ میں جائیں گے۔ لیکن مومن ہوں گے۔ پھر یہ فرمایا۔ کہ اس آیت "انا خلقت الجن والانس الا لیعبدون" میں ابن عباس کے قول کے موافق الالیوحدون ہے۔ یعنی جن و انسان سب موحد ہوں گے۔ جو ایمان پر موحد ہے۔ اس کا ایمان بالغیب ہے۔ اور فرمایا کہ جب کافر عذاب دیکھیں گے۔ تو اللہ تعالٰی کی یگانگت کا اقرار کریں گے۔ پس لیوحدون ٹھیک ہو گا۔

اس کے بعد فرمایا۔ کہ جس کو آنکھیں ہوں۔ اسے دوسرے کو اپنی نسبت اچھا خیال کرنا چاہیے خواہ دیکھنے والا مطیع ہو۔ اور دوسرا نافرماں بردار اور گنہگار۔ اس واسطے کہ شاید اس شخص کی طاعت آخری طاعت ہو۔ اور اس کا گناہ آخری گناہ ہو۔

پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ خواجہ حسن بصری نور اللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں جس کسی کو دیکھتا تھا۔ اپنے سے اچھا خیال کرتا تھا۔ مگر ایک دن ایک شخص سے اپنے تئیں اچھا خیال کیا۔ اور یہ اس طرح ہوا۔ کہ ایک روز حبشی کو دریا کے کنارے بیٹھا دیکھا۔ جس کے پاس صراحی تھی۔ اس میں سے ہر گھڑی تھوڑا تھوڑا نکال کر پیتا۔ اور اس کے پاس ایک عورت بیٹھی تھی۔ میرے دل میں خیال آیا۔ کہ گو میں کیسا ہی ہوں۔ پھر بھی اس سے تو اچھا ہوں۔ اسی اثناء میں ایک کشتی پانی میں غرق ہوئی۔ اس میں سات آدمی تھے۔ ساتوں ڈوبنے لگے۔ حبشی فوراً دریا میں کودا اور چھ کو بچا لایا۔ پھر مجھ سے کہا: کہ اے حسن! اس ایک کو تو بچالا۔ میں حیران رہ گیا۔ پھر مجھے کہا۔ کہ اس صراحی میں پانی ہے۔ اور یہ عورت میری ماں ہے۔ میں صرف تیری آزمائش کے لئے یہاں بیٹھا تھا۔ جا ابھی تو ظاہر بین ہے۔

پھر قرآن شریف کی تلاوت کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ قرآن شریف با ترتیل اور باتردید پڑھنا چاہیے۔ حاضرین میں سے ایک نے سوال کیا۔ کہ تردید کسے کہتے ہیں۔ فرمایا۔ کہ جب پڑھنے والے کو کسی آیت کے پڑھنے سے ذوق حاصل ہو۔ تو اسے بار بار پڑھنا چاہیے۔

پھر فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ پڑھنا چاہا۔ تو

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم ہی پڑھنے سے مبارک دل کو حالت ہو گئی۔ چنانچہ بیس مرتبہ بسم اللہ شریف پڑھی۔

پھر فرمایا۔ کہ قرآن شریف کے مراتب آٹھ قسم کے ہیں۔ پانچ قسم کے بیان فرمائے۔ اول یہ کہ پڑھتے وقت قاری کا دل حق کی طرف لگا ہو۔ اگر یہ نہ ہو سکے۔ تو اتنا تو ہونا چاہیے۔ دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال کا خیال ہو۔ حاضرین میں سے ایک نے کہا۔ کہ اس کے معنے یہی تو دل کا حق کی طرف لگنا ہے۔ فرمایا نہیں۔ وہ حق کی ذات سے تھا۔ اور یہ صفات سے اگر یہ دونوں باتیں حاصل نہ ہوں۔ تو اس کے معنوں کا ضرور خیال رکھنا چاہیے۔ چوتھا مرتبہ یہ ہے کہ پڑھتے وقت حیا دل پر غالب ہو۔ کہ یہ دولت کب میرے لائق ہے۔ اور میں کون ہوں کہ مجھے یہ سعات حاصل ہو۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے۔ تو اتنا تو خیال کرے۔ کہ یہ اللہ تعالیٰ کے لئے پڑھ رہا ہوں۔ اور اس کا ثواب مجھے ملے گا۔ اتنے میں (مولف کتاب) نے عرض کی۔ کہ جب میں قرآن شریف پڑھتا ہوں۔ تو پہلے ہی دل میں خیال گزر جاتا ہے۔ اگر اثنائے تلاوت میں میرا خیال کسی اور طرف لگتا ہے۔ تو دل میں کہتا ہوں۔ کہ یہ کیسا خیال اور وہم ہے۔ پھر میں دل کو اس میں پورے طور پر مشغول کرتا ہوں۔ اسی وقت کسی ایسی آیت پر جو اس آیت کی مانع ہو۔ خیال میں آجاتی ہے یا ایسی آیت نظر آتی ہے۔ جس میں وہ مشکل حال ہو جاتی ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ یہ بات بہت اچھی ہے۔ اسے اچھی طرح کرتے رہنا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

Marfat.com

مجلس ــ ۲۴ ــ

ترک دنیا

بدھ کے روز دوسری ماہ ربیع الآخر سن مذکور کو قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ دنیا کے ترک کرنے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ اصل دانائی یہ ہے کہ دنیا کو ترک کیا جائے۔ فرمایا۔ اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ میرے مرنے کے بعد میرے مال کا تیسرا حصہ ایسے مرد کو دینا جو سب سے عقلمند ہو۔ تو اس کا فیصلہ کس طرح کرنا چاہیے۔ فرمایا۔ کہ یہ مال ایسے شخص کو دینا چاہیے۔ جو تارک الدنیا ہو۔ حاضرین میں سے ایک نے کہا۔ کہ جب وہ تارک الدنیا ہو گا۔ تو مال کیسے لے گا۔ فرمایا۔ بات تو خرچ کرنے کی ہے۔ سو خرچ کرنا ایسا ہی ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ دنیا سے مراد سونا چاندی اور اسباب وغیرہ نہیں۔ بلکہ ایک بزرگ کے قول کے موافق پیٹ ہی دنیا ہے۔ جو تھوڑا کھاتا ہے وہ بھی تارک الدنیا ہے۔ اور جو پیٹ بھر کر کھاتا ہے۔ وہ تارک الدنیا نہیں۔

پھر فرمایا۔ کہ شیطان کہتا ہے۔ کہ جو آدمی پیٹ بھر کر نماز ادا کرتا ہے۔ میں اس کے گلے ملتا ہوں۔ چنانچہ جب وہ نماز پڑھ کر باہر نکلتا ہے۔ تو معلوم ہو سکتا ہے کہ اس پر میرا غلبہ ہے اور جو بھوکا سویا ہوا ہو۔ اس سے میں دور بھاگتا ہوں۔ پس جب یہ بھوکا نماز میں مشغول ہو گا تو تم اندازہ کر سکتے ہو۔ کہ مجھے اس سے کس قدر نفرت ہو گی۔

یہاں سے شیطان اور شیطانی وسوسوں کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ خناس وہ دیو ہے۔ جو ہمیشہ فرزند آدم کے دل پر ہوتا ہے۔ جب انسان یاد الٰہی میں مشغول ہوتا ہے تو وہ دفع ہو جاتا ہے۔

بعدازاں فرمایا۔ کہ مولانا علاؤ الدین ترمذی نوادرالاصول میں لکھتے ہیں۔ کہ جب آدم علیہ السلام بہشت سے دنیا میں آئے۔ تو ایک روز حوا بیٹھی ہوئی تھیں۔ اتنے میں ابلیس آیا۔ اور خناس کو ساتھ لایا۔ اور حوا کو کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے اسے اپنے پاس رکھنا۔ جب آدم علیہ السلام آئے تو انہوں نے پوچھا۔ یہ کون ہے۔ حوا نے کہا یہ

Marfat.com

شیطان کا بیٹا ہے۔ فرمایا۔ وہ تو ہمارا دشمن ہے۔ یہ کہ کر خناس کے چار ٹکڑے کئے۔ اور چاروں پہاڑوں پر رکھ دیئے۔ جب شیطان نے حوا کو پوچھا۔ کہ خناس کہاں ہے۔ تو کہا کہ آدم علیہ السلام نے اس کے چار ٹکڑے کر کے چاروں پہاڑوں پر پھینک دیئے ہیں۔ یہ سن کر شیطان نے آواز دی۔ او خناس ! او خناس! اسی وقت پہلی صورت پر آموجود ہوا۔ جب شیطان چلا گیا۔ اور آدم علیہ السلام آئے۔ تو خناس کے ٹکڑے دیکھ کر پوچھا۔ کیا حالت ہے۔ حوا نے سارا حال بیان کیا۔ آدم علیہ السلام نے پھر خناس کو مار ڈالا۔ اور جلا دیا۔ اور راکھ بہتے پانی میں پھینک دی۔ جب آدم علیہ السلام چلے گئے۔ تو شیطان نے آکر حوا سے خناس کی بابت پوچھا۔ انہوں نے سارا ماجرا بیان کر دیا۔ ابلیس نے پھر خناس کو حاضر کیا۔ پھر جب آدم علیہ السلام آئے تو خناس کو موجود پایا۔ پھر مار کر خود کھا گئے۔ شیطان نے آکر آواز دی او خناس! او خناس! تو آدم علیہ السلام کے دل سے آواز آئی۔ شیطان نے کہا۔ یہیں رہ میرا بھی مقصود یہی تھا۔

Marfat.com

مجلس ــ ۲۵ ــ

فال از قرآن

بروز بدھ تیرھویں ماہ جمادی الاول سن مذکور کو قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ قران شریف سے فال لینے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ میں نے عرض کی۔ کہ قرآن شریف سے جو فال لیتے ہیں۔ اس کا کہیں ذکر بھی آیا ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ اس بارے میں حدیث ہے۔ بعدازاں فرمایا۔ کہ جب قرآن شریف کو فال کی خاطر کھولیں۔ تو دائیں ہاتھ سے کھولنا چاہیے۔ بائیں ہاتھ سے نہیں کھولنا چاہیے۔

بعدازاں اس بارے میں حکایت فرمائی۔ کہ میں نے شیخ بدرالدین غزنی رحمتہ اللہ علیہ سے سنا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ میں جب غزنوی سے لاہور آیا تو ان دنوں لاہور بالکل آباد تھا کچھ مدت میں وہاں رہا۔ پھر وہاں سے میرا ارادہ سفر کا ہوا۔ ایک دل تو یہ چاہتا تھا۔ کہ دہلی جاؤں۔ اور کبھی چاہتا تھا۔ کہ واپس غزنی جاؤں۔ میں شش و پنج میں تھا۔ لیکن دل کی کشش غزنی کی طرف زیادہ تھی۔ کیونکہ وہاں ماں باپ بھائی اور خویش و اقربا رہتے تھے۔ اور دہلی میں ایک داماد کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ مختصر یہ کہ میں نے قرآن شریف سے فال دیکھنے کا ارادہ کیا۔ ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پہلے غزنی کی نیت سے دیکھا۔ تو عذاب کی آیت نکلی۔ پھر دہلی کی نیت سے دیکھا تو بہشت ندیوں اور بہشت کے اوصاف کی آیت نکلی۔ اگرچہ دل تو غزنی کی طرف جانے کو چاہتا تھا۔ لیکن فال کے مطابق دہلی آیا۔ جب شہر میں پہنچا۔ تو سنا۔ کہ میرا داماد قید ہے۔ میں بادشاہ کے دروازے پر آیا۔ تاکہ اس کے حال کی اطلاع دوں۔ میں نے دیکھا تو گھر سے نکلا ہی تھا۔ ہاتھ میں کچھ روپے لئے ہوئے تھا۔ مجھ سے بغلگیر ہوا۔ اور نہایت خوش ہوا۔ مجھے اپنے گھر لے گیا۔ اور روپے میرے سامنے لا رکھے۔ میری دلجمعی ہوئی۔ نہیں دنوں میں نے سنا۔ کہ غزنی سے خبر آئی ہے۔ کہ مغلوں نے آکر اس ولایت کو اخت و تاراج کیا۔ اور میرے والدین بہن بھائی اور خویش و اقربا کو شہید کیا۔

بعدازاں میں نے عرض کی۔ کہ کیا بدرالدین غزنوی جب یہاں آئے۔ تو شیخ

Marfat.com

قطب الدین بختیار قدس اللہ سرہ العزیز کے مرید ہوئے۔ فرمایا۔ ہاں۔ یہاں سے شیخ الاسلام فرید الدین کا ذکر شروع ہوا۔ فرمایا۔ ان کا کام اور تھا۔ آپ نے خلقت کی ترک اختیار کی۔ اور جنگل بیابان میں رہنا شروع کیا۔ یعنی اجودھن میں جا کر رہے۔ اور درویشانہ روٹی اور ان چیزوں پر گزارہ کیا۔ جو اس علاقے میں ملتی تھی مثلاً" پیلو وغیرہ۔ اسی پر آپ نے قناعت کی۔ لیکن پھر بھی خلقت کی آمدورفت کی کوئی حد نہ تھی۔ گھر کا دروازہ کہیں آدھی رات کو بند ہوتا۔ یعنی ہمیشہ دروازہ کھلا رہتا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر قسم کی نعمتیں لوگ لے آتے۔ اور آنے جانے والے کو ملتیں۔ کوئی شخص ایسا نہ آتا جسے کچھ نہ ملتا۔ جو آتا کچھ لے کر جاتا۔ آپ کی زندگی اور قوت عجیب قسم کی تھی۔ جو کسی فردبشر کو حاصل نہیں ہوتی۔ نیا آیا ہوا اور سالوں کا خدمت کرنے والا آپ کی نظروں میں یکساں تھا۔ اور مہربانی اور توجہ کے وقت دونوں مساوی ہوتے۔

پھر فرمایا کہ بدرالدین بن اسحاقؒ سے میں نے سنا۔ وہ کہتے تھے۔ میں محرم راز خادم تھا جو ہوتا مجھ سے ضرور بیان کرتے۔ اور ہر کام میں مجھ سے مشورہ لیتے۔ خلا و ملا میں میرے ساتھ یک سخن تھے۔ کوئی کام ایسا خلوت میں نہ فرمایا۔ جو جلوت میں فرمانے کے قابل نہ تھا۔ یعنی ظاہر و باطن میں آپ کی روش ایک ہی تھی۔ ایسا شخص عجایب روزگار ہوتا ہے۔

Marfat.com

مجلس ــــ ۴۶ ــــ

فاتحہ

بروز منگل بارھویں جمادی الاخر سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ فاتحہ کے متعلق گفتگو شروع ہوئی کہ حاجت براری کے لئے اکثر فاتحہ پڑھتے ہیں فرمایا کہ جسے کوئی مہم مشکل کام پیش آئے وہ اس طرح فاتحہ پڑھے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے۔ الرحیم کے میم کو الحمد سے ملا کر پڑھے اور جب یہاں پر پہنچے۔ تو الرحمن الرحیم تین مرتبہ کہے۔ اور جب سورۃ ختم کرے تو آمین تین مرتبہ کہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کام کو سرانجام کرے گا۔ نیز فاتحہ کے ذکر میں فرمایا۔ کہ جو کچھ قرآن مجید میں ہے وہ دس چیزیں ہیں۔ جن میں سے آٹھ سورۃ فاتحہ میں ہیں۔ اور دس چیزیں یہ ہیں۔ ذات' صفات' افعال' ذکر معاد' تزکیہ' تجلیہ' ذکر اولیاء' ذکر اعداد' محاربہ کفار اور احکام شرعی۔

بعدازاں فرمایا۔ کہ ان میں سے آٹھ سورہ فاتحہ میں ہیں۔ ذات رب العالمین' افعال الرحمن الرحیم' صفات مالک یوم الدین' ذکر معاد ایاک نعبد' تزکیہ ایاک نستعین' تجلیہ اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم' ذکر اولیاء غیر المغضوب علیہم' ذکر اعداد ولا الضالین' پس دس چیزوں میں سے جو قران میں ہیں۔ یہ آٹھ سورہ فاتحہ میں پائی جاتی ہیں۔ صرف محاربہ کفار اور احکام شرعی نہیں۔ پھر حجۃ الاسلام امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر شروع ہوا۔ تو فرمایا۔ کہ اس کا بیان بالکل محققانہ ہے۔ پھر فرمایا کہ احیاء العلوم میں لکھتے ہیں۔ الصوم نصف الصبر و الصبر نصف الایمان روزہ صبر کا نصف ہے۔ اور صبر ایمان کا نصف ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ الصوم نصف الصبر کا کیا مطلب ہے۔ پہلے صبر کی حقیقت یوں بیان فرمائی۔ کہ جو غلبہ حرص و ہوا سے پیدا ہو۔ اس پر حق کے سبب جو غلبہ پیدا ہو غالب آجائے۔ اس کے بعد فرمایا۔ کہ حرص و ہوا کے غلبے کی دو قسمیں ہیں۔ ایک غصہ دوسری شہوت۔ روزہ شہوت کو مغلوب کرلیتا ہے۔ پس یہاں سے معلوم ہوا۔ کہ روزہ نصف صبر ہوتا ہے۔ اور صبر ایمان کا نصف ہوتا ہے۔ اس کے بارے میں فرمایا۔ کہ

Marfat.com

ایمان میں دو چیزیں ہیں۔ ایک عقائد دوسرے اعمال۔

پھر شیخ شہاب الدین" کے عوارف کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ میں نے عوارف کے پانچ باب شیخ کبیر فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کے پیش کئے۔ بعدازاں فرمایا۔ کہ یہ کیا بیان تھا جو آپ کرتے تھے۔ ایسا کسی اور سے نہیں سنا گیا۔ بارہا آپ کے بیان کے ذوق میں لوگ ایسے محو ہوتے۔ کہ تمنا کرتے۔ کہ اگر اسی وقت مر جائیں تو بہتر ہو۔

بعدازاں فرمایا۔ کہ جب یہ کتاب شیخ صاحب کی خدمت میں لائی گئی۔ تو اسی روز آپ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام شہاب الدین رکھا۔

پھر اس بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ کہ جو بات کسی صاحب نعمت بزرگ سے سنی جائے۔ اس میں اور ہی لذت ہوتی ہے۔ اگر وہی بات کسی اور سے سنی جائے تو اس قدر لذت حاصل نہیں ہوتی۔ گویا جس مقام سے وہ بات نکلتی ہے۔ وہ نور معرفت سے آراستہ ہوتا ہے۔ اس بارے میں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک صالح اور صاحب نعمت مرد مسجد میں امامت کیا کرتا تھا۔ نماز کے بعد مشائخ کے کلمات اور ان کے احوال بیان کیا کرتا تھا۔ جس کے سننے سے سامعین کو راحت حاصل ہوتی۔ ان میں سے ایک اندھا تھا۔ اسے بھی ان کلمات سے حظ آتا۔ ایک روز وہ امام غیر حاضر تھا۔ اس کی جگہ موذن اسی طرح مشائخ کے کلمات اور ان کے احوال بیان کرنے لگا۔ اس اندھے نے پوچھا۔ کہ آج کون حکایات بیان کر رہا ہے۔ اس اندھے نے کہا۔ ہم ہر ایک گنہگار سے یہ کلمات نہیں سننا چاہتے۔ بعدازاں خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ جس شخص کا معاملہ نیک نہ ہو۔ اس کی بات کا کچھ مزا نہیں آتا۔

بعدازاں شیخ سعدی علیہ الرحمتہ کا یہ شعر پڑھا۔

بزبان ہر کہ جزمن رود، حدیث عشقت　　چو معاملہ ندارد سخن آشنا نباشد

ترجمہ۔ میرے سوا جس کی زبان پر تیرے عشق کی بات آئے گی وہ دل کو نہ لگے گی۔ کیونکہ جو معاملہ نہیں رکھتا اس کی بات دل کو پسند نہیں آتی۔

Marfat.com

مجلس ــ ۲۷ ــ

ذکر خواب

بروز منگل اٹھارھویں ماہ رجب سن مذکور کو قدم بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ گزشتہ رات میں نے جو خواب دیکھا تھا۔ وہ عرض خدمت کیا۔ خواب یہ تھا۔ کہ گویا صبح کا وقت ہے۔ اور میں نماز کے لئے وضو کر رہا ہوں۔ اور نماز کا وقت تنگ ہو رہا ہے۔ بڑی جلدی سے وضو کر کے سنت ادا کی۔ اور مجھے معلوم ہوا۔ کہ ابھی ابھی جماعت ہونے والی ہے۔ میں جلدی روانہ ہوا۔ تاکہ جماعت مل جائے۔ چلتے چلتے مجھے معلوم ہوا۔ کہ سورج نکل آیا ہے۔ میں ڈرا کہ ایسا نہ ہو وقت گزر جائے۔ اس وقت میں نے آفتاب کو ہاتھ سے اشارہ کیا۔ اور کہا کہ شیخ صاحب کی حرمت کے صدقے ابھی باہر نہ نکلنا۔ اتنا کہنے سے خواب ہی میں خوش وقتی حاصل ہوئی۔ تو میری نیند کھل گئی۔ ابھی رات کا کچھ حصہ باقی تھا۔ خواجہ صاحب نے یہ سن کر آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ ایک نقیب محمدؒ نام نیشا پوری نہایت نیک اعتقاد اور اللہ کا پیارا تھا۔ اس سے میں نے سنا۔ کہ میں ایک دفعہ گجرات جا رہا تھا۔ ان دنوں ہندوؤں کا قبضہ تھا۔ راستے میں دو آدمی میرے ہمراہ ہوئے۔ ہمارے پاس کوئی اوزار نہ تھا۔ اچانک ایک ہندو نکلا۔ جس کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی۔ اس حالت میں وہ ہمارے پاس آیا۔ جب میرے پاس آیا۔ تو میں نے کہا۔ شیخ صاحب حاضر ہو جائیے گا۔ اسی وقت ہندو نے تلوار ہاتھ سے پھینک دی۔ اور کہا کہ مجھے پناہ دو۔ ہم نے کہا۔ تجھے پناہ دی۔ بعدازاں ہم نے وہی تلوار اسے دی۔ اور اس نے اپنی راہ لی۔ اور ہم نے اپنی راہ لی۔ خواجہ صاحب نے یہ حکایت ختم کر کے فرمایا کہ دیکھو۔ اس ہندو نے کیا دیکھا۔ اور اسے کیا دکھایا گیا۔

Marfat.com

مجلس ــ ۲۸ ــ

کھانا کھلانا

منگل کے روز دوسری ماہ شعبان سنہ مذکور کو قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ کھانا کھلانے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ درویشی اس بات کا نام ہے۔ کہ جو شخص آئے۔ سلام کے بعد اس کے سامنے کھانا رکھنا چاہیے۔ اور خود حکایتوں اور باتوں میں مشغول ہونا چاہیے۔ بعدازاں زبان مبارک سے فرمایا۔ پہلے سلام پھر طعام پھر کلام۔

مجلس ــ ۲۹ ــ

کھانے کا ذکر

بروز بدھ آٹھویں ماہ مذکور قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ کھانا لایا گیا۔ اور کھانا شروع کیا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ ایک بزرگ نے کہا ہے۔ کہ لوگ جو کھانا میرے روبرو کھاتے ہیں۔ اسے میں اپنے حلق میں پاتا ہوں۔ گویا وہ طعام میں کھا رہا ہوں۔ حاضرین میں سے ایک نے کہا کہتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ شیخ ابو سعید ابو الخیر رحمتہ اللہ علیہ کے روبرو کسی شخص نے بیل کو سانٹے مارے۔ شیخ ابو سعید نے فرمایا۔ کہ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کا درد مجھے محسوس ہوا ہے۔ وہ شخص پاس ہی تھا۔ اس نے اسے مکر سمجھا۔ شیخ ابو سعید نے پیٹھ دکھا دی۔ جس پر سانٹے کے نشان موجود تھے۔

پھر اس حکایت کے بیان کرنے والے نے خواجہ صاحب کی طرف رخ کر کے کہا۔ کہ یہ حکایت اس سے ملتی جلتی ہے۔ کہ ایک کی حالت کا اثر دوسرے پر ہو جائے۔ لیکن مجھے یہ معلوم نہیں۔ کہ اس کی حقیقت کس طرح ہے۔

Marfat.com

بعد میں خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ روح طاقتور ہوتی ہے۔ اور کمال کو پہنچ جاتی ہے۔ تو قلب کو جذب کرتی ہے۔ اور قلب جب قوی ہوتا ہے۔ تو قالب کو کھینچتا ہے۔ پس اس اتحاد کے بموجب جو بات دل پر اثر کرتی ہے۔ اس کا اثر قالب پر جا پڑتا ہے۔ میں (مولف کتاب) نے عرض کی۔ کہ یہ حالت معراج کے مشابہ ہے۔ فرمایا بجا ہے۔ بعدازاں فرمایا۔ کہ ایک بزرگ کا قول ہے۔ کہ مجھے معلوم نہیں۔ کہ معراج کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں لے گئے ہوں۔ جہاں عرش۔ کرسی۔ بہشت اور دوزخ ہے۔ اور جو کچھ دکھایا ان چیزوں کو وہاں لایا گیا۔ جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

بعدازاں فرمایا۔ کہ اگر ان چیزوں کو وہاں لے جایا گیا ہو۔ جہاں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ تو اس صورت میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ اور بھی بڑا معلوم ہوتا ہے۔

پھر ان لوگوں کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ جو بیعت کا طریقہ نہیں جانتے۔ بعض پہلے ایک کی بیعت کر کے دوسرے کی جا کرتے ہیں۔ بعض مشائخ کے مزار کے مرید بن جاتے ہیں۔ میں نے عرض کی۔ کہ بعض جو مشائخ کی قبر کی پائینتی جا کر سرمنڈا کر مرید بن جاتے ہیں۔ کیا یہ بیعت درست ہے۔ فرمایا نہیں۔

پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کا ایک بیٹا جو سب سے بڑا تھا۔ شیخ الاسلام قطب الدین بختیار قدس اللہ سرہ العزیز کی قبر کی پائینتی جا سرمنڈا کر مرید ہوا۔ جب یہ خبر شیخ فرید الدینؒ نے سنی۔ تو فرمایا۔ کہ گو شیخ قطب الدین طیب اللہ ثراہ ہمارے صاحب اور مخدوم ہیں۔ لیکن یہ بیعت درست نہیں۔ مرید ہونا اسی طرح ہوتا ہے کہ شیخ ہاتھ پکڑ کر اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے۔ واللہ اعلم بالصواب

Marfat.com

مجلس ـــ ۳۰ ـــ

ذکر خواب

بروز بدھ اکیسویں ماہ شوال سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ رویا کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ پہلے زمانے میں کوئی ترک تھا جسے ایگلش کہتے تھے۔ وہ اللہ کا بندہ تھا۔ ایک رات اس نے خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔ صبح وہی خواب شیخ نجیب الدین متوکل کی خدمت میں بیان کی۔ لیکن پہلے سخت قسم دلائی۔ کہ جو کچھ کہتا ہوں عمر بھر کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ شیخ صاحب نے قبول کیا۔ بعدازاں اس نے کہا۔ کہ آج رات میں نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا ہے۔ اور اس کے انوار و احوال بیان کئے۔ شیخ نجیب الدین متوکل فرماتے ہیں۔ کہ وہ ترک وہ خواب دیکھنے کے بعد چالیس سال زندہ رہا۔ لیکن میں نے اس خواب کا بیان اس کی زندگی میں کسی سے نہ کیا۔ جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا۔ تو میں اس کے پاس گیا۔ جب مجھے دیکھا۔ تو کہا وعدہ یاد ہے؟ یعنی خواب والا۔ میں نے کہا۔ ہاں یاد ہے۔ میں نے پوچھا۔ یہ تو بتاؤ اب کیا حالت ہے۔ کہا اب اسی حالت میں مستغرق دنیا سے رخصت ہوتا ہوں۔

یہاں سے شیخ نجیب الدین متوکل علیہ الرحمتہ کے احوال کا ذکر شروع ہوا۔ اور شیخ فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کے مناقب بیان فرمائے۔ فرمایا۔ کہ ایک ترک نے دہلی میں ایک مسجد بنوائی جس کی امامت شیخ نجیب الدین متوکل کو دے رکھی تھی۔ اور اس کے لئے گھر بھی مہیا کر دیا۔ اس ترک نے اپنی لڑکی کا نکاح کیا۔ جس میں ایک لاکھ جتیل (سکے کا نام) بلکہ زیادہ صرف کر دیا۔ شیخ نجیب الدین متوکل نے ایک دفعہ اسے کہا۔ کہ کامل مومن وہ شخص ہوتا ہے۔ جس کے دل میں اولاد کی محبت سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی محبت ہو۔ تو نے اپنے فرزند کے حق میں ایک لاکھ جتیل بلکہ زیادہ صرف کر دیئے ہیں۔ اب اگر تو اس سے دوگنا اللہ کی راہ میں صرف کرے۔ تو پورا مومن ہو گا۔ ترک اس بات سے ناراض ہوا۔ امامت اور گھر شیخ صاحب سے چھین لئے۔ شیخ صاحب

Marfat.com

وہاں سے اجودھن آئے۔ اور سارا حال شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں بیان کیا۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ما ننسخ من آیتہ او ننسھا نات بخیر منھا او مثلھا یعنی جو آیت ہم نے منسوخ کی ہے۔ اس کے بدلے اور آیت نازل کی ہے۔ اس سے بہتر اس کام پر توجہ نہیں ہو سکتی۔ شاید اس ترک کا نام اتیمر ہے۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ کہ اب ریتکر ہو گیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کی جگہ اب ریتکر لائے گا۔ انہیں دنوں ریتکر نام ایک بادشاہ اس ولایت میں آیا۔ جس نے شیخ الاسلام فرید الدین اور اس معزز خانوادے کی بڑی تعظیم و تکریم کی۔ اور اس خاندان کا مرید ہو گیا۔

پھر شیخ بدرالدین کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ کہ نظام الدین خریطہ دار نے آپ کے لئے خانقاہ بنوائی۔ جب شیخ بدر الدین اس خانقاہ میں بیٹھے۔ تو انہیں دنوں نظام الدین کے کام میں خلل واقع ہوا۔ شیخ بدرالدین نے شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں سارا حال عرض کر بھیجا۔ کہ ایک شخص نے ہمارے لئے خانقاہ تیار کی۔ اب وہ بری حالت میں ہے جس کے سبب میری حالت بھی پریشان ہے۔ شیخ صاحب نے کہلا بھیجا۔ کہ جو شخص اپنے پیروں کے طریق پر نہیں چلتا۔ اس کی یہی حالت ہوتی ہے یعنی ہمارے پیروں کی رسم خانقاہ کی نہ تھی۔ جو خانقاہ بنا کر بیٹھے گا۔ وہ ایسی ہی باتیں دیکھے گا۔ پھر شیخ قطب الدین بختیارؒ کی بزرگی کی بابت گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ آپ نے آخری عمر میں قرآن شریف حفظ کیا۔ جب حفظ کر چکے تو انتقال ہو گیا۔

پھر اولیاء اللہ کی وفات کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ حاضرین میں سے ایک نے کسی بزرگ کی وفات کے بارے میں سوال بیان کیا۔ کہ جب وہ فوت ہونے لگا۔ تو اللہ تعالیٰ کا نام آہستہ آہستہ اس کی زبان پر جاری تھا۔ خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر یہ رباعی فرمائی۔

Marfat.com

رباعی

آیم بسر کوئے تو پایاں پویاں　　رخسارۂ بآب بیدہ شویاں شویاں
بیچارہ رہ وصل تو جویاں جویاں　　جاں میدہم و نام تو گویاں گویاں

بے چارگی میں تیرے وصل کی راہ ڈھونڈتا تیری گلی کی طرف دوڑا چلا آتا ہوں۔ رخساروں کو اپنے آنسوؤں سے دھوتا جان دے رہا ہوں اور لب پہ تیرے نام کی تکرار ہے۔

مجلس ۔۔ ۳۱ ۔۔

عالم طریقت

بروز جمعہ چھبیسویں ماہ ذالقعدہ سن مذکور کو قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ کیلوکھری کی جامع مسجد کے سامنے کے مکان میں نماز سے پہلے عالم طریقت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ اور ان لوگوں کی بابت جو یاد حق میں مستغرق رہتے ہیں۔ اور نیز ان لوگوں کے بارے میں جو بحث اور تکرار میں مشغول رہتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ اپنے تیئں انہیں لوگوں کی طرح ظاہر کریں۔ تو یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک متعلم شرف الدین نام جو قابلیت رکھتا تھا۔ ایک روز شیخ فرید الدین قدس اللہ العزیز کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ شیخ صاحب نے اس سے پوچھا۔ کہ تعلیم کا کیا حال ہے۔ عرض کی اب تو سب کچھ بھول گیا ہوں۔ شیخ صاحب اس بات سے ناراض ہوئے۔ جب وہ چلا آیا۔ تو حاضرین کو فرمایا۔ کہ اس مرد نے بہت فخر کیا ہے۔ الغرض خواجہ صاحب نے یہ حکایت ختم کی۔ اور آبدیدہ ہو کر ایک اور حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک پیر طریقت کا ایک لڑکا محمد نام مسلم بڑا ماہر ہوا۔ تو عالم طریقت میں آنا چاہا۔ اپنے باپ کو کہا۔ کہ میں درویش بننا چاہتا ہوں۔ باپ نے کہا۔ بیٹا پہلے یہ ایک چلہ کرو۔ جب چلہ کر کے باپ کے پاس آیا۔ تو باپ نے اس سے کچھ مسائل پوچھے۔ جس کا جواب اس نے بخوبی دیا۔ باپ نے کہا بیٹا۔ ابھی چلے کا اثر تجھ میں نہیں ہوا۔ جاؤ ایک اور چلہ کرو۔ جب دوسرا

Marfat.com

چلہ کر کے آیا۔ تو پھر چند مسائل پوچھے جس کے جواب میں اس نے لغزش کھائی پھر تیسرے چلے کے لئے کہا جب تیسرا چلہ کر کے آیا تو اس سے چند مسائل پوچھے۔ لیکن اس وقت لڑکا یاد الٰہی میں اس قدر مستغرق تھا۔ کہ کچھ جواب نہ دے سکا۔

پھر خواب اور اس کی تعبیر کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ میں نے یاروں کو خواب میں دیکھا۔ کہ ہر ایک نے پیراہن پہنا ہوا ہے۔ لیکن ایک یار کا پیراہن صرف سینے تک ہے۔ دوسرے کا ناف تک۔ تیسرے کا گھٹنے تک۔ مگر عمرؓ کا زمین پر پڑتا ہے۔ یاروں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تعبیر فرمایئے گا۔ فرمایا۔ ہر ایک کے پیراہن کو اس کا دین سمجھو۔

پھر ابن سیرین کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ کہ اس کی تعبیریں کس قدر درست تھیں فرمایا۔ کہ ایک دفعہ کوئی شخص اس کے پاس آیا۔ اور کہا میں نے سفرجل خواب میں دیکھا ہے۔ کہا تو سفر کرے گا۔ پوچھا۔ وجہ۔ کہا سفرجل کے پہلے سفر ہے۔ دوسرے نے آکر کہا۔ میں نے رات خواب میں سوسن دیکھی ہے۔ کہا تجھے برائی پہنچے گی۔ پوچھا۔ کس طرح۔ کہا سوسن کے پہلے سوء ہے۔ جس کے معنی بدی یا برائی کے ہیں۔ میں (مصنف کتاب) نے پوچھا۔ کہ ابن سیرین کیسا آدمی تھا۔ فرمایا۔ بزرگ مرد اور عالم شخص تھا۔ جو حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کے زمانے میں گزرا ہے۔

بعد میں فرمایا۔ کہ امام محمد غزالی طیب اللہ ثراہ احیاء العلوم میں لکھتے ہیں۔ کہ ان دو خوابوں کی جو تعبیر ابن سیرین نے کی ہے۔ وہ واقعی عجائب روزگار ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ایک دفعہ کوئی شخص ماہ رمضان میں اس کے پاس آیا۔ اور کہا۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ کہ میرے ہاتھ میں انگوٹھی ہے۔ جس سے مردوں کے منہ اور عورتوں کی اندام نہانی پر مہر لگاتا ہوں۔ کہا۔ شاید تو موذن ہے۔ جواب دیا۔ ہاں۔ فرمایا۔ کہ اذان بہت سویرے کیوں دیتے ہو۔ دوسرے شخص نے آکر کہا۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ کہ لوگ تلوں سے تیل نکالتے ہیں۔ اور میں پھر ان میں بھرتا جاتا ہوں۔ فرمایا۔

Marfat.com

جو عورت تیرے گھر ہے۔ ذرا تحقیق کر۔ کہیں تیری ماں نہ ہو۔ جب اس نے تحقیق کی۔ تو اس کی والدہ ہی تھی۔

پھر پھوڑے پھنسی اور ناروے کی بیماری کے بارے میں فرمایا۔ کہ جو شخص نماز عصر کی سنتوں میں سورۃ بروج پڑھے۔ اللہ تعالٰی اسے پھوڑے پھنسی سے محفوظ رکھتا ہے۔ چونکہ نارو ا بھی اس قسم سے ہے۔ اس لئے امید ہے کہ اس سے بھی محفوظ رکھے گا۔ پھر فرمایا۔ کہ جو شخص عصر کی نماز کے بعد سورہ والنازعات پڑھے۔ اللہ تعالٰی اسے قبر میں نہیں چھوڑتا۔ مگر ایک نماز کی مقدار۔ پھر آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ جو شخص قبر میں نہیں رہتا۔ اس کی کیا حالت ہوتی ہے۔ فرمایا جب روح کمال کو پہنچ جاتی ہے۔ تو قالب کو جذب کر لیتی ہے۔

مجلس --- ۳۲ ---

ترک دنیا

بروز جمعہ پانچویں ماہ مبارک ذالحجہ ۷۱۱ ہجری کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ جمعہ کی نماز سے پہلے اس مکان میں جو کیلوکھری مسجد کے سامنے ہے۔ ترک دنیا کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے یاروں کو فرما رہے تھے۔ کہ ایک درویش کو اس بات کا اختیار دیا گیا۔ کہ خواہ تو دنیا و مافیہا کو پسند کر۔ خواہ عاقبت کو۔ درویش نے کہا۔ جو کچھ آخرت میں میرے لئے تیار کیا گیا ہے۔ میں اسے پسند کرتا ہوں۔ جب یہ حکایت ختم ہوئی۔ تو امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رونا شروع کیا۔ صحابہ نے پوچھا۔ کیا حالت ہے۔ فرمایا کہ جس درویش کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ وہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ جب خواجہ صاحب اس مقام پر پہنچے۔ تو فرمایا۔ کہ شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز نے ایسی باتیں بارہا فرمائی ہیں۔ چنانچہ جب کبھی یہ فرماتے۔ کہ ایک درویش نے ایسا کیا یا اس کی یہ حالت تھی۔ میں سمجھ جاتا۔ کہ اپنا حال بیان کر رہے

Marfat.com

ہیں۔ پھر تارک الدنیا ہونے کا سبب بیان کیا۔ فرمایا۔ ایک بزرگ نے پانی پر مصلے بچھایا ہوا تھا۔ اور نماز ادا کر رہا تھا۔ اور کہہ رہا تھا۔ کہ پروردگار! خضر اس وقت کبیرہ گناہ کا ارتکاب کر رہا ہے۔ اسے توبہ کی توفیق عنایت کر۔ اتنے میں خضر علیہ السلام بھی آگئے۔ پوچھا۔ کون سا کبیرہ گناہ کرتا ہوں۔ تاکہ میں اس سے توبہ کروں۔ اس بزرگ نے کہا۔ کہ آپ نے جنگل میں درخت لگا رکھا ہے۔ جس کے سائے میں آرام کرتے ہو۔ اور کہتے ہو۔ کہ یہ کام ہللہ کیا ہے۔ بعدازاں اس بزرگ نے خضر علیہ السلام کو کہا۔ کہ ایسے تارک الدنیا ہو۔ جیسا میں ہوں۔ خضر علیہ السلام نے پوچھا۔ تیری کیا حالت ہے۔ کہا میری یہ حالت ہے۔ کہ اگر ساری دنیا بھی مجھے دے دیں۔ اور کہیں کہ قبول کر لے۔ تجھ سے حساب نہیں لیا جائے گا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہیں کہ اگر قبول نہیں کرے گا۔ تو تجھے دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ تو میں دوزخ قبول کروں گا۔ لیکن دنیا قبول نہیں کروں گا۔ خضر علیہ السلام نے پوچھا کیوں؟ کہا۔ اس لئے کہ دنیا پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔ پس جس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہے۔ اسے قبول کرنے کی نسبت میں دوزخ کو قبول کرلینا بہتر خیال کرتا ہوں۔

Marfat.com

مجلس ۔۔ ۳۳ ۔۔

مشائخ کے نوشتے

بروز بدھ تیئسویں ماہ محرم سن مذکور کو قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ اس روز میں نے لکھے ہوئے فوائد آپ کی خدمت میں حاضر کئے۔ تو آپ نے بڑی تعریف کی۔ اور شاباش دی۔ اسی روز از سرنو بیعت کی۔ آپ نے اپنے سر کی کلاہ اتار میرے سر پر رکھی والحمدللہ علیٰ ذالک۔ کلاہ رکھتے وقت آپ نے یہ شعر پڑھا۔

برعشق بو کار خویش ہر روز　　ازسر گیرم زہے سرو کار

آپ کے عشق میں اپنے کام کو ہر روز نئے سرے سے شروع کرتا ہوں اس تعلق کے کیا کہنے۔

فرمایا۔ مشائخ نے جو کتابیں لکھی ہیں۔ ان میں روح الارواح بہت عمدہ ہے۔ فرمایا۔ قاضی حمید الدین ناگوری کو وہ کتاب حفظ تھی۔ منبر پر اکثر اسی میں سے بیان فرمایا کرتے۔ اور عربی کتابوں میں قوت القلوب عمدہ کتاب ہے۔ اور فارسی میں روح الارواح۔ میں نے عرض کی۔ کہ عین القضات کے مکتوبات بھی عمدہ ہیں۔ جن پر پورے طور پر ضبط نہیں ہو سکتا۔ فرمایا۔ وہ حال سے لکھے گئے ہیں۔ بعدازاں فرمایا۔ کہ ابھی پچیس سالہ تھا۔ کہ اسے جلایا گیا۔ یعنی عین جوانی میں حق تعالیٰ سے اس قدر شغل اور تعلق پیدا کیا۔ جو واقعی عجیب بات ہے۔ فرمایا۔ کہ عین القضات نے اپنے والد کی نسبت لکھا ہے۔ کہ وہ ایک رشوت لینے والا حرام خور قاضی تھا۔ میں نے پوچھا۔ کہ ایسا لکھنے سے اس کا مطلب کیا تھا۔ فرمایا۔ یہ بھی لکھا ہے۔ کہ اس کو کشف کا مادہ بھی تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ کہیں سماع ہو رہا تھا۔ اور درویش اور اللہ کے پیارے وہاں پر حاضر تھے۔ عین القضات کا باپ بھی وہیں موجود تھا۔ اس نے کہا۔ میں نے شیخ احمد غزالی کو دیکھا ہے۔ جو ایک مجمع میں آیا تھا۔ اس روز اس مقام میں جہاں شیخ احمد رہتے تھے۔ بڑا فاصلہ تھا۔ ایسی جمعیت کسی اور شہر میں نہیں ہوئی۔ وہ دوسرے شہر میں تھا۔ غرض یہ کہ جب اچھی طرح جانچ پڑتال کی گئی۔ تو ٹھیک ویسا ہی نکلا۔ جیسا اس نے کہا تھا۔

Marfat.com

بعد میں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ عین القضات کا مقصود اس حکایت سے یہ تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں نماز اور وردوں سے حاصل نہیں ہوتیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی جو مرضی ہے۔ اس کی بجا آوری سے حاصل ہوتی ہیں۔ اس عرصے میں سوال کیا گیا۔ کہ کیا عین القضات کا پیر شیخ احمد غزالی تھا۔ فرمایا۔ نہیں۔ اس واسطے کہ مکتوبات میں شیخ احمد غزالی کا بھی ذکر کیا ہے۔ اور اپنے پیر کا بھی۔ اور یہ بھی لکھا ہے۔ کہ میں ایسا ہوں اور میرا شیخ ایسا۔ اگر اس کا شیخ شیخ احمد غزالی ہوتا۔ تو وہاں پر اس کا ذکر ضرور کرتا۔ اور اپنا شیخ کہہ کر لکھتا۔

پھر فرمایا۔ کہ عین القضات ابھی بچے ہی تھے۔ اور لڑکوں میں کھیل رہے تھے۔ شیخ احمد غزالی نے دیکھا اور آپ کے والدین سے مانگا۔ انہوں نے عین القضات کو چھپا لیا۔ اور کہہ دیا کہ وہ مر گیا ہے۔ شیخ احمد نے فرمایا۔ کہ تم جھوٹ کہتے ہو۔ جو نعمتیں اسے ملنی ہیں۔ جب تک اسے مل نہ رہیں گی۔ وہ مر کس طرح سکتا ہے۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ شیخ احمد کو تہمت لگائی گئی تھی۔ اس واسطے عین القضات کے والدین نے انہیں چھپا لیا تھا۔ مولانا برہان الدین غریب رحمۃ اللہ تعالیٰ حاضر تھے۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا یہ شیخ احمد کی آزمائش تھی۔ فرمایا نہیں۔ وہ خود چاہتے تھے کہ ہمیں تہمت لگائی جائے۔ اور ملامت کی جائے۔ لیکن دراصل وہ بہت پاک اور پارسا تھے۔ کہتے ہیں۔ جب آپ کو قصائی کے لڑکے کی تہمت لگائی گئی۔ تو وہ قصائی ہر ایک سے یہی گلہ کرتا۔ ایک رات جب لڑکا شیخ صاحب کے پاس تھا۔ قصائی نے حجرے کے سوراخ سے دیکھا۔ کہ شیخ صاحب نماز ادا کر رہے ہیں۔ اور لڑکا پاس بیٹھا ہے۔ نماز سے فارغ ہو کر اسے وعظ و نصیحت کی۔ پھر دوگانہ ادا کیا۔ پھر وعظ و نصیحت کی۔ پھر دوگانہ ادا کیا۔ پھر وعظ و نصیحت کی۔ غرض ساری رات اس طرح گزار دی۔ صبح قصائی کی بدظنی جاتی رہی۔ اور دونوں باپ بیٹا مرید ہو گئے۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ یہ بات ہر ایک سے نہیں ہو سکتی۔ جو ایسا کرتے ہیں۔ وہ نہایت ہی پاکدامن کامل اور صاحب حوصلہ ہوتے ہیں۔

پھر فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ میں اجودھن میں شیخ کبیر کی خدمت میں حاضر تھا۔

Marfat.com

ایک جوگی آیا۔ اس سے میں نے پوچھا۔ کہ تم کون سی راہ چلتے ہو۔ اور تمہارے کام کا اصول کیا ہے۔ کہا۔ ہمارے علم میں یوں ہے۔ کہ آدمی کے نفس میں دو عالم ہیں۔ ایک علوی۔ دوسرا سفلی۔ چوٹی سے ناف تک عالم علوی ہے۔ اور ناف سے قدم تک عالم سفلی ہے۔ عالم علوی میں صدق و صفا۔ عمدہ اخلاق اور نیک معاملہ ہے۔ اور عالم سفلی میں نگہداشت۔ پاکیزگی اور پارسائی ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ مجھے اس کی یہ بات بہت پسند آئی۔

پھر دنیا کے ترک کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو اس بارے میں بہت ہی غلو فرمایا۔ کہ اگر کوئی شخص دن کو روزہ رکھے۔ اور رات کو جاگتا رہے۔ اور حاجی ہو۔ تو بھی اصل اصول یہ ہے کہ دنیا کی راستی اس کے دل میں نہ ہو۔

بعدازاں فرمایا۔ کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی دوستی کا دعوے کرے اور دنیاوی محبت اس کے دل میں ہو۔ تو وہ شخص اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔

Marfat.com

مجلس --- ۳۴ ---

خواجہ عثمان حربؒ

بروز جمعہ بائیسویں ماہ ربیع الاول سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ خواجہ عثمان حرب آبادی رحمتہ اللہ علیہ کی بزرگی کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ آپ مدت تک خلقت سے قطع تعلق کئے رہے۔ پھر لوگوں میں بیٹھنا اور ان سے ملنا جلنا شروع کیا۔ عالم غیب سے آپ کو آواز آئی۔ کہ خلقت کو بلاؤ۔ لیکن اس شرط پر کہ ہزار مصیبتوں کی برداشت کرو۔ بعدازاں ایک راہ چلنا شروع کی۔ تو ایک نے آکر گدی پر دھپر رسید کیا۔ دوسرے نے بھی۔ تیسرے نے بھی۔ اسی طرح جب ہزار مصیبتیں پوری ہو چکیں۔ تو آواز آئی۔ کہ منبر پر چڑھ کر لوگوں کو حق کی طرف بلاؤ۔ تو عرض کی پروردگار! میں نے علم نہیں پڑھا۔ اور نہ میں کامل ہوں۔ خلقت کو تیری طرف کس طرح بلاؤں۔ فرمان ہوا۔ کہ منبر پر پاؤں رکھنا تیرا کام ہے۔ اور بخشش ہمارا کام ہے۔

پھر لوگوں میں میل جول قطع کرنے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ شیخ احمد حنبل رحمتہ اللہ علیہ سفید باف تھے۔ مدت تک لوگوں سے الگ رہے۔ جب لوگوں میں آئے۔ تو بول چال بالکل قطع کر دی۔ ایک محرم نے آکر پوچھا۔ کہ جب لوگوں میں آگئے ہو۔ تو پھر کیوں بول چال قطع کر رکھی ہے فرمایا پیدا کرنے والے کی بات کروں یا پیدا شدہ کی۔ پیدا کرنے والے کا تو بیان نہیں ہو سکتا۔ اور پیدا شدہ ذکر کے قابل نہیں۔ اور دوست سے تنہا ملنے کے بارے میں یہ رباعی بھی آپ نے کہی ہے۔

Marfat.com

رباعی

تامن بعیان رسول نیا بم باتو تنہا زہمہ جہان من و تنہا تو
خورشید نخواہم که برآید با تو اے برمن سایه نباشد باتو

بعدازاں ان لوگوں کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ جو روزے اور طی رکھتے ہیں لیکن محض دکھلاوے اور خود پسندی کے لئے۔ ان کے بارے میں زبان مبارک سے یہ فرمایا۔

لنگہت گر کند ترا فربه سیر خوربن ترا از لنگہن به

مجلس --- ۳۵ ---

تحمل اور بردباری

منگل کے روز چھبیسویں ماہ مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ درویشوں کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ مشائخ علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔ کہ تین وقتوں میں نزول رحمت ہوتا ہے۔ ایک سماع کی حالت میں۔ دوسرے وہ کھانا کھا تے وقت جو طاعت کی قوت کی نیت سے کھایا جائے اور تیسرے درویشوں کے حالات بیان کرتے وقت۔

بعدازاں فرمایا۔ کہ میں ایک مرتبہ خواجہ شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر تھا۔ کہ چھ سات درویش آئے جو سب کے سب نوجوان اور صاحب جمال تھے۔ مگر خواجگان چشت کے مرید تھے۔ انہوں نے شیخ صاحب کی خدمت میں عرض کی۔ کہ ہم میں کچھ ماجرا ہے۔ آپ وہ سن لیں آپ نے مجھے فرمایا۔ کہ سن لو۔ اور نیز بدرالدین اسحاق کو۔ انہوں نے آپس میں اس ماجرے کو نہایت نرم اور شائستہ الفاظ میں بیان کیا۔ یعنی آپ نے ایسا فرمایا اور میں نے یوں عرض کیا۔ پھر آپ نے ایسا فرمایا۔ یا میں نے غلط فہمی سے یہ جواب دیا۔ اس نے کہا۔ آپ نے جو فرمایا۔

Marfat.com

کہ مجھ سے غلطی ہوئی۔ نہیں آپ حق بجانب تھے۔ یہ میری ہی خطا تھی۔ غرضیکہ اس قسم کی گفتگو کی۔ کہ میں اور بدرالدین اسحاق ان کی تقریر سن کر رو دئے۔ اور کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ نے ہماری تعلیم کے لئے فرشتے بھیجے ہیں۔ کہ آپس میں معاملہ اس طرح طے کرنا چاہیے۔

بعدازاں زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ معاملہ کے وقت اس قسم کی گفتگو کرنی چاہیے۔ جس سے گردن کی رگیں نمودار نہ ہوں۔ یعنی تعصب اور غضب کی علامت نہ پائی جائے۔ بعدازاں تحمل اور بردباری کے بارے میں بہت غلو فرمایا۔ کہ ہر ایک کا ظلم سہنا چاہیے۔ اور اس کا بدلہ لینے کی نیت بھی نہیں کرنی چاہیے۔ یہ مصرعہ زبان مبارک نے فرمایا۔

ہر کہ مارا رنجہ دار و راحتش بسیار باد بعد میں یہ شعر پڑھا

ہر کہ اوخارے نہد بر راہ ما از بشمنی ہر گلے کز باغ عمرش بشگفد بیخار باد

پھر فرمایا۔ کہ اگر کوئی کانٹا رکھے اور تو بھی اس کے عوض کانٹا رکھے۔ تو کانٹے ہی کانٹے ہو جائیں گے عام لوگوں میں تو یہ دستور ہے۔ کہ نیک کے ساتھ نیک اور بد کے ساتھ بد ہوتے ہیں۔ لیکن درویشوں میں یہ دستور نہیں۔ یہاں نیک و بد دونوں کے ساتھ نیک ہونا چاہیے۔

Marfat.com

مجلس --- ٣٦ ---

دوستی

بروز بدھ ساتویں ماہ رجب سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ یاران دین کی دوستی کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ دوستی دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک نسبتی دوسری دینی۔ جن میں سے دینی زیادہ مضبوط ہے۔ اس واسطے کہ اگر دو نسبتی بھائی ہوں۔ ایک مومن اور ایک کافر تو مومن بھائی کا ورثہ کافر بھائی کو نہیں مل سکتا۔ پس معلوم ہوا۔ کہ ایسا بھائی ہونا کمزور ہے۔ لیکن دینی زیادہ مضبوط ہے۔ اس واسطے کہ جو پیوند دو دینی بھائیوں میں ہو گا۔ وہ دنیا اور آخرت میں برقرار رہے گا۔ اسی اثناء میں اس آیت کا ذکر ہوا۔" الا فلا بیو مئذ بعضہم لبعض عدو ا الا المتقین" جن یاروں کی دوستی بندوبست کی وجہ سے ہو گی۔ وہ ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے۔ لیکن پرہیزگار آپس میں دشمن نہیں ہوں گے۔ پھر یہ شعر زبان مبارک سے فرمایا۔

ترا بشمنا نند ایں بوستاں   کہ یار ند بر بادۂ بوستاں

یہ شراب اور باغ کے ساتھی تیرے دوست نہیں دشمن ہیں۔

Marfat.com

مجلس ـــ ۳۷ ـــ

نفل نماز

بروز اتوار چھبیسویں ماہ رجب سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ نماز کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ جو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کیا ہے۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو وقت کے متعلق ہے۔ دوسرے جو سبب کے متعلق ہے۔ تیسرے جو نہ وقت کے متعلق ہے نہ سبب کے۔ اب نمازوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جو وقت کے متعلق ہیں۔ امام غزالی طیب اللہ ثراہ احیاء العلوم میں لکھتے ہیں۔ کہ جو نمازیں وقت کے متعلق ہیں۔ وہ مکر رات ہیں۔ اس واسطے کہ بعض نمازیں جو ہر روز ادا کی جاتی ہیں۔ بعض ایسی ہیں جو ہفتے میں ایک مرتبہ بعض ایسی ہیں جو مہینے میں ایک مرتبہ اور بعض ایسی ہیں جو سال میں ایک مرتبہ ادا کی جاتی ہیں۔ جو نمازیں ہر روز ادا کی جاتی ہیں وہ آٹھ ہیں۔ پانچ پانچوں وقت کی۔ چھٹی چاشت کی۔ ساتویں بیس رکعت نماز جو شام کی نماز کے بعد ادا کی جاتی ہیں۔ آٹھویں تہجد کی نماز۔ مذکورہ بالا نمازیں دن رات میں ایک مرتبہ ادا کی جاتی ہیں۔ وہ نماز جو ہفتے ہفتے ادا کی جاتی ہیں۔ وہ ہفت روزہ نماز ہے۔ جو ہفتے اور اتوار کو ادا کی جاتی ہیں وہ نماز جو مہینے میں ایک دفعہ ادا کی جاتی ہے۔ وہ بیس رکعت ہے۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے کی پہلی تاریخ ادا کیا کرتے تھے۔ وہ نمازیں جو سال میں ایک مرتبہ ادا کی جاتی ہیں۔ وہ چار ہیں۔ دو عیدوں کی۔ تیسری تراویح کی۔ چوتھی شب برات کی۔ اب ان نمازوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جو سبب کے متعلق ہیں۔ وہ دو ہیں۔ ایک نماز استسقاء جو قلت باراں کے وقت ادا کی جاتی ہے۔ دوسری چاند گرہن اور سورج گرہن کے وقت جو ادا کی جاتی ہے۔ یعنی جب سورج چاند پکڑے جاتے ہیں تو یہ نمازیں ادا کی جاتی ہیں۔ اب ان نمازوں کا بیان کیا جاتا ہے۔ جو نہ وقت کے متعلق ہیں۔ اور نہ سبب کے۔ وہ تسبیح ہے۔

پھر اس بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ کہ آیا نفل باجماعت ادا کر سکتے ہیں۔ یا نہیں۔ فرمایا۔ کر سکتے ہیں۔ چنانچہ بعض مشائخ نے ایسا کیا ہے۔ پھر فرمایا۔ شب برأت

Marfat.com

تھی۔ کہ شیخ الاسلام حضرت فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز نے مجھے فرمایا۔ کہ جس نماز کا حکم اس رات ہے۔ اسے باجماعت ادا کرو۔ اور امام تم بنو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

پھر ان نمازوں کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ جو نفس کی حفاظت کے لئے ادا کی جاتی ہیں۔ فرمایا۔ کہ جب کوئی شخص گھر سے نکلے۔ اور دوگانہ ادا کرے۔ تو جب تک وہ باہر رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر بلا سے اسے بچائے گا۔ جب گھر آئے تو پھر دوگانہ ادا کرے تاکہ بلاؤں سے محفوظ رہے جو گھر سے اٹھتی ہیں۔ ان دوگانوں میں بہت خیر و برکت ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ اگر کوئی شخص یہ نماز ادا نہ کر سکے۔ تو گھر سے نکلتے اور داخل ہوتے وقت آیتہ الکرسی پڑھے تو بھی وہی مطلب حاصل ہو جاتا ہے۔ اگر آیتہ الکرسی پڑھے تو چار دفعہ کلمہ تمجید بھی پڑھے۔ اگر کوئی شخص تنگ وقت میں مسجد میں پہنچے۔ اور مسجد کی تحیت ادا نہ کر سکے۔ تو یہ کلمہ چار مرتبہ پڑھے وہی مطلب حاصل ہو جائے گا۔

Marfat.com

مجلس ــ ۳۸ ــ

بیان حدیث

بروز ہفتہ تیرھویں ماہ شوال سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ خواجہ نوح جو شرف قرابت سے مشرف ہے پاس بیٹھے تھے۔ اور مشارق الانوار پڑھ رہے تھے۔ اس حدیث پر پہنچے کہ اگر کوئی شخص نماز ادا کر رہا ہو۔ اور اس کے منہ میں لعاب یا بلغم آئے۔ اور اسے باہر پھینکنا چاہے۔ تو قبلہ رخ نہ پھینکے اور نہ ہی دائیں طرف۔ کیونکہ فرشتے کی طرف ہے۔ بلکہ بائیں طرف قدم کے نزدیک آہستہ پھینک دے۔ تاکہ عمل کثیر نہ ہو۔ اتنے سے نماز میں کچھ بگاڑ نہیں آتا۔

نیز یہ بیان فرمایا۔ کہ مومن کبھی ناپاک نہیں ہوتا۔ چنانچہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک راستے جا رہے تھے۔ ابوہریرہ سامنے سے ملے۔ آنخضرت صلعم آپ سے دل لگی کرتے تھے۔ آنخضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک مصافحہ کے لئے بڑھایا۔ لیکن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ پیچھے ہٹا لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وجہ پوچھی۔ عرض کی یا رسول اللہ ابھی ابھی اپنی عورت سے ہم بستر ہو کر آیا ہوں۔ اور نہایا نہیں۔ اب میں آپ جیسے پاک آدمی کا دست مبارک کس طرح چھو سکتا ہوں۔ فرمایا۔ مومن کبھی ناپاک نہیں ہوتا۔ جنبی ہو لیکن ناپاک نہیں ہوتا۔ اگر جنبی کا پس خوردہ پانی کوئی پی لے۔ تو کوئی ڈر نہیں۔ نیز فرمایا۔ اگر کوئی عورت شیطان کی صورت میں مرد کے پاس آئے۔ یعنی شیطان اگر کسی عورت کی صورت میں مرد کو دکھلائی دے۔ اور اس کا دل اس کی طرف مائل ہو۔ تو مرد کو چاہیے۔ کہ اپنی بیوی سے ہم بستری کرے۔ تاکہ وہ وسوسہ اس سے دور ہو جائے۔ متاہل آدمی کے لئے یہ بھی بہتری کی ایک صورت ہے۔ جب خواجہ نوح نے یہ فوائد سنے تو اٹھ کھڑا۔ خواجہ صاحب نے اس کی طرف اشارہ کر کے حاضرین کو فرمایا۔ کہ اس شخص کی عزت کیا کرو۔ کیونکہ یہ نیا آدمی ہے۔ جب وہ اٹھ کر چلا گیا۔ تو اس کے تزکیہ کی بابت غلو فرمایا۔ کہ اسے قرآن شریف یاد ہے اور ہر جمعرات کو ختم کرتا ہے۔

Marfat.com

اور علم کے سیکھنے کا بڑا مشتاق ہے۔ اور حاصل بھی بہت کچھ کیا ہے۔ کسی سے نہ دشمنی ہے اور نہ دوستی۔ نہایت صالح مرد ہے۔ چنانچہ ایک روز میں نے اس سے پوچھا۔ کہ تو جو اتنی طاعت اور عبادت کرتا ہے۔ کس لئے کرتا ہے۔ کہا۔ میرا مقصود آپ کی زندگی ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ یہ بات اسے کس نے سکھائی۔ یہ اس کی سعادت کی دلیل ہے۔

پھر اس کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ کہ جس سے کسی چیز کی بابت پوچھا جائے وہ اس چیز کا عالم ہو۔ یعنی ان احوال سے جو وہ رکھتا ہے۔ اس بارے میں فرمایا۔ کہ ایک عالم ضیاء الدین نام منار کے نیچے درس کیا کرتا تھا۔ اس سے میں نے سنا۔ کہ ایک دفعہ میں شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں گیا۔ اور مجھے فقہ نحو اور دوسرے علوم کی بالکل خبر نہ تھی۔ صرف علم خلافی سیکھ رکھا تھا۔ میرے دل میں خیال آیا۔ کہ اگر شیخ صاحب فقہ نحو اور دوسرے علوم کی بابت پوچھیں گے تو کیا جواب دوں گا۔ یہی خیال دل میں لے کر حاضر خدمت ہوا۔ سلام کر کے بیٹھ گیا۔ مجھے فرمایا۔ کہ مناظرہ کی تنقیح کیا ہوتی ہے۔ میں یہ سن کر خوش ہوا۔ اور نفی اثبات جو اس بارے میں آئی ہے۔ بہت عمدگی سے بیان کی۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ کمال کشفی کے سبب اس سے وہی چیز پوچھی جس کا وہ عالم تھا۔ الحمد للہ رب العالمین۔ یہ تین سال کے فوائد کا مجموعہ ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جو کچھ اور سنوں گا۔ وہ بھی قلم بند کروں گا۔

Marfat.com

Marfat.com

ملفوظات حضرت محبوبِ الٰہی

فوائد الفوائد

جلد سوم

مرتبہ

حضرت امیر حسن علی سنجری رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

عنصر صابری

ناشر

پروگریسو بکس

Marfat.com

Marfat.com

فہرست

جلد ۳

۲۷ ذی القعدہ ۱۲ے ھ تا ۲۱ ذی الحجہ ۱۳ے ھ

مجالس ۱۷

پیش لفظ

مجلس	۱	ذکر طبقات
مجلس	۲	محفل خواجہ
مجلس	۳	حفظ قرآن
مجلس	۴	نوافل اور اوراد
مجلس	۵	بد گو کو معاف کرنا
مجلس	۶	رسم مشائخ
مجلس	۷	باغ و زمیں قبول نہ کرنا
مجلس	۸	نظم اور غزل
مجلس	۹	فضیلت نماز باجماعت
مجلس	۱۰	جماعت کی نماز
مجلس	۱۱	ذکر تفسیر کشاف
مجلس	۱۲	ھود علیہ السلام کی قبر
مجلس	۱۳	عدل و ظلم
مجلس	۱۴	بشیر غلام کی بیعت
مجلس	۱۵	ذکر خرچ
مجلس	۱۶	نیت مردانِ حق
مجلس	۱۷	وہ درویش؟

Marfat.com

Marfat.com

پیش لفظ

فوائد الفوائد

حصہ سوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ انوار الٰہی اور اسرار الٰہی کے اشارات ہیں۔ جو خواجہ راستین ختم المجتہدین۔ ملک المشائخ فی الارضین خواجہ نظام الحق والدین اوام اللہ سیامن انفاسہ کی زبان گوہر فشان سے سنے گئے۔ والحمد للہ علی ذالک۔

مجموعه که بند ثه حسن نوبنا نهاد ہم وقت پاک شخص راجمعیتے بہاد

جس مجموعہ کی نئی بنیاد حسن خادم نے رکھی ہے اس کو حسن کے پیر کا وقت پاک پورا کرائے کامیاب فرمائے۔

Marfat.com

Marfat.com

مجلس --ا--

ذکر طبقات

بروز پیر ساتویں ماہ ذیقعدہ ۶۱۷ ہجری کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ طبقات کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی فرمایا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ میرے بعد میری امت کے پانچ طبقے ہوں گے۔ اور ہر ایک طبقہ کی مدت چالیس سال ہو گی۔ پہلا طبقہ علم اور مشاہدہ کا ہو گا۔ دوسرا نیکی اور پرہیز گاری کا۔ تیسرا تواصل اور تراحم کا۔ چوتھا تقاطع اور تدابر کا۔ اور پانچواں ہرج مرج کا۔

فرمایا پہلا طبقہ صحابہ کرام کا تھا۔ دوسرا تابعین کا۔ تیسرا تواصل اور تراحم کا۔ تواصل کا یہ مطلب ہے۔ کہ جب دنیا ان کی طرف آئے۔ اور دونوں میں مشترک ہو۔ تو ایک طرف اگر سختی کرے۔ تو دوسری جانب نرم ہو جائے۔ اسے تو تواصل کہتے ہیں۔ اور تراحم سے یہ مراد ہے۔ کہ اگر ساری دنیا ان کی طرف آئے۔ تو بغیر شرکت اسے راہ حق میں صرف کریں۔ چوتھا طبقہ تقاطع اور تدابر کا ہو گا۔ تقاطع کا یہ مطلب ہے کہ اگر دنیا مشارکت کے طور پر ان کی طرف رخ کرے۔ تو وہ آپس میں لڑنے جھگڑنے لگیں۔ اور تدابر کے یہ معنی ہیں۔ کہ اگر دنیا انہیں ملے۔ تو اس میں سے کسی کو کچھ نہ دیں۔ بلکہ اوروں کی طرف پیٹھ کر لیں۔ پانچواں طبقہ ہرج مرج کا ہے۔ وہ یہ کہ ایک دوسرے کی نکتہ چینی اور عیب گوئی کریں۔ یہ پانچوں طبقے دو سو سال کے عرصے میں گزر جائیں گے۔ جب دو سو سال کا عرصہ گزر جائے گا۔ تو اس کے بعد کے فرزند آدم سے کتیا کے بچے اچھے ہوں گے۔ جب خواجہ صاحب اس بات پر پہنچے۔ تو آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ یہ حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دو سو سال تک کا ہے۔ اب کی خلقت کا کیا حال ہو گا۔

پھر مشغولی حق کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ کہ اصل کام یاد حق ہے۔ اور اس کے سوا جو ہے سب یاد حق کا مانع ہے۔ فرمایا۔ کہ جو کتابیں میں نے پڑھی ہیں۔ اگر کسی وقت ان کا مطالعہ کرتا ہوں۔ تو وحشت سی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور خود بخود کہنے

Marfat.com

لگتا ہوں۔ کہ میں کہاں جا پڑا۔

پھر ایک حکایت بیان فرمائی۔ کہ شیخ ابو سعید ابوالخیر رحمتہ اللہ علیہ جب حال کے کمال کو پہنچے تو جو کتابیں پڑھنی تھیں کونے میں رکھ دیں۔ بعض کہتے ہیں کہ دھو ڈالیں۔ پھر فرمایا۔ کہ دھونے کا کہیں ذکر نہیں آیا۔ البتہ ایک جگہ محفوظ رکھیں۔ ایک روز ان کتابوں کا مطالعہ کر رہے تھے۔ کہ غیب سے آواز آئی۔ کہ اے ابو سعید! ہمارا عہد نامہ واپس دے۔ کیونکہ تو دوسری چیز میں مشغول ہو گیا ہے۔ جب خواجہ صاحب اس مقام پر پہنچے۔ تو روئے اور یہ شعر پڑھا

تو سایۂ بشمنی کجابر گنجی جائے کہ خیال بوست زحمت باشد

تم دشمن کا سایہ ہو تم کہاں سماؤ گے؟ اس جگہ جہاں خیال دوست تک زحمت ہوتا ہے؟

یعنی جہاں پر فقہ اور احکام شرعی کی کتابیں بمنزلہ حجاب ہیں۔ وہاں دوسری چیزوں کا کیا حال ہو گا۔

Marfat.com

مجلس ۔۔ ۲ ۔۔

محفل خواجہ

بروز منگل بارہویں ماہ ذوالحجہ سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اور بہت سے لوگ حاضر خدمت تھے۔ بعض کے لئے سائے میں جگہ نہ تھی۔ اس لئے دھوپ میں بیٹھے تھے۔ دوسروں کو فرمایا۔ کہ ذرا پاس پاس ہو بیٹھو۔ تاکہ وہ بھی سائے میں بیٹھیں۔ کیونکہ دھوپ میں بیٹھے تو وہ ہیں۔ اور جلتا میں ہوں۔ اس حال کی بابت ایک حکایت بیان فرمائی۔ کہ بدایوں میں ایک شیخ شاہی موے تاب نام بزرگ بدایوں میں رہتے تھے۔ ایک مرتبہ یار انہیں سیر کے لئے باہر لے گئے۔ اور کھیر پکائی۔ جب کھانا سامنے رکھا گیا۔ تو خواجہ شاہی موے تاب نے کہا۔ اس طعام میں خیانت ہوئی ہے۔ شاید دو آدمیوں نے دودھ لانے سے پیشتر کچھ پی لیا ہے۔ جو درویشوں میں بڑی بھاری خطاء بیان کی جاتی ہے۔ جب خواجہ شاہی نے یوں کہا۔ کہ جس طعام سے پہلے کچھ کھایا گیا ہو۔ وہ کیوں یاروں کے روبرو رکھا جائے۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ جوش کے سبب دیگ سے دودھ باہر ابل آیا تھا۔ جو باہر نکلتا رہا ہم اسے پیتے رہے۔ فرمایا۔ خیر وہ پینا حرام تھا۔ اسے گرنے دینا چاہئے تھا۔ غرضیکہ وہ عذر کسی طرح سنا نہ گیا۔ انہیں سزا دی گئی۔ کہ تم دھوپ میں کھڑے رہو۔ دھوپ میں کھڑے کھڑے پسینا بہنا شروع ہوا۔ پھر خواجہ شاہی نے کہا حجام کو بلاؤ۔ پوچھا کیا کرو گے۔ فرمایا جتنا خون میرے یاروں کے جسم سے نکلا ہے۔ اتنا میرے جسم سے نکال دے۔ خواجہ صاحب جب اس بات پہنچے۔ تو فرمایا۔ شاباش! محبت اسی کا نام ہے اور انصاف اسے ہی کہتے ہیں۔

پھر اس کی بزرگی کے متعلق یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک دفعہ شیخ نظام الدین ابوالموید رحمتہ اللہ علیہ بیمار ہوئے۔ تو شاہی موے تاب کو بلایا۔ اور کہا۔ دعا کرو۔ تاکہ یہ بیماری رفع ہو جائے۔ خواجہ شاہی نے عذر کیا۔ کہ آپ بزرگ ہیں۔ پھر مجھ سے اس بات کی خواہش کرتے ہو۔ میں بازاری آدمی ہوں۔ مجھ سے ایسی بات نہ کہیں لیکن شیخ صاحب نے ایک نہ مانی۔ فرمایا۔ ضرور دعا کرنی چاہئے۔ تاکہ میں صحت یاب ہوں۔

Marfat.com

کہا۔ بہتر۔ تو میرے دو یاروں کو بلاؤ۔ ایک کا نام شرف ہے۔ جو نیک بخت آدمی ہے اور دوسرا ایک درزی غرضیکہ دونوں کو بلایا گیا۔ خواجہ شاہی نے انہیں کہا۔ کہ شیخ نظام الدین صاحب نے مجھے یوں فرمایا ہے۔ اب تم میرے یار بنو۔ اور اس کام میں میری مدد کرو۔ یعنی شیخ صاحب کے سر سے لے کر سینے تک میرے متعلق رہا اور سینے سے لے کر ایک پاؤں تک ایک کے متعلق اور دوسرا پاؤں دوسرے کے متعلق۔ مختصر یہ کہ تینوں مشغول ہوئے۔ فوراً" بیماری صحت میں بدل گئی۔ اس بزرگ کی کرامت کی بابت ایک اور حکایت بیان فرمائی۔ کہ وہ بارہا کہا کرتے تھے۔ کہ میرے مرنے کے بعد اگر کسی کو کوئی مہم پیش آئے۔ تو میری قبر پر آئے۔ اگر تین دن میں یہ کام سرانجام نہ ہو۔ تو چوتھے روز آئے۔ اگر چوتھے روز بھی سرانجام نہ ہو۔ تو میری قبر کی اینٹ سے اینٹ بجا دے۔

پھر اولیاء کی پاکدامنی کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ انبیاء واجب العصمۃ ہیں۔ اور معصوم ہیں اور فقراء کے نزدیک اولیاء بھی واجب العصمۃ اور معصوم ہیں۔ لیکن انبیاء واجب العصمۃ ہیں۔ اور اولیاء جائز العصمۃ۔

Marfat.com

مجلس --- ۳ ---

حفظ قرآن

بروز جمعہ ۲۲ ماہ ذوالحجہ سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ ایک شخص نے آکر دعا کے لئے التماس کی۔ کہ مجھے قرآن شریف حفظ ہو جائے۔ پوچھا۔ کس قدر یاد کیا ہے۔ عرض کی تیسرا حصہ۔ فرمایا۔ باقی بھی تھوڑا تھوڑا کر کے یاد ہو جائے گا۔ پہلے ثلث کو بار بار پڑھو۔

بعد ازاں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ میں نے ایک رات خواب میں شیخ بدرالدین غزنوی رحمتہ اللہ علیہ سے قرآن شریف یاد کرنے کی نیت سے دعا کے لئے التماس کی۔ جب دن ہوا۔ تو کسی اور بزرگ کی خدمت میں جا کر اسی بارے میں دعا کا ملتجی ہوا۔ کہ جس طرح انہوں نے خواب میں دعا کی ہے۔ آپ بیداری میں دعا کریں۔ تاکہ آپ کی دعا کی برکت سے قرآن شریف حفظ ہو جائے۔ اس بزرگ نے دعاء دے کر یہ کہا۔ کہ جو شخص رات کو سوتے وقت یہ دو آیتیں پڑھ کر سوئے۔ اسے ضرور قرآن شریف حفظ ہو جاتا ہے۔ آیت " والھکم الہ واحد لا الہ الا ھو الرحمن الرحیم ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل..... تایعقلون"

پھر اللہ تعالیٰ کی قدرت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ اس بارے میں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کہف دیکھنے کی آرزو کی۔ حکم ہوا۔ کہ ہم نے کہہ دیا ہے۔ کہ آپ دنیا میں نہ دیکھ سکیں گے۔ البتہ قیامت کو دیکھ سکو گے۔ لیکن اگر آپ یہ چاہتے ہیں۔ کہ وہ آپ کے دین میں آجائیں۔ تو یہ ہم کر سکتے ہیں۔ بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ہوا کو جسے سلیمان علیہ السلام کام میں لایا کرتے تھے۔ بلایا اور اسے فرمایا۔ کہ اس گودڑی کو مع چاروں آدمیوں کے اصحاب کہف کی غار کے دروازے پر پہنچا دے۔ یاروں نے باہر ہی سے سلام کہا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ کیا۔ اور سلام کا جواب انہوں نے دیا۔ بعد ازاں یاروں نے دین نبویؐ ان کے پیش کیا۔ جسے انہوں نے قبول کیا۔ و لحمد للہ رب

Marfat.com

العالمین۔ خواجہ صاحب نے یہ تقریر کر کے فرمایا۔ کہ کون سی بات ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی قدرت میں نہیں۔

مجلس ـــ ۴ ـــ

نوافل اور اوراد

بروز پیر ماہ صفر کی پہلی تاریخ ۷۱۲ ہجری کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ نفلوں اور وردوں کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ میں نے ایک رات شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ' العزیز کو خواب میں دیکھا۔ تو مجھے فرمایا۔ کہ ہر روز نو مرتبہ یہ دعا پڑھا کرو۔ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ' لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شی قدیر جب میں بیدار ہوا۔ تو اس دعا کو ہمیشہ کے لئے اختیار کیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ کہ اس فرمان میں کوئی نہ کوئی مقصود ہو گا۔ بعد ازاں مشائخ کی کتابوں میں لکھا دیکھا۔ کہ جو شخص سو مرتبہ یہ دعا پڑھے۔ وہ بغیر اسباب خوش رہے گا اور اس کی زندگی خوشی سے گزرے گی۔ تب مجھے معلوم ہوا۔ کہ شیخ صاحب کا مقصود بھی یہی تھا۔

پھر اسی دعا کی فضیلت کے بارے میں فرمایا۔ کہ حدیث میں آیا ہے۔ کہ جو شخص ہر نماز کے بعد دس مرتبہ یہ دعا پڑھے۔ گویا اس نے ہزار غلام آزاد کیا ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ اور مجھے خواب میں فرمایا۔ کہ عصر کی نماز کے بعد پانچ مرتبہ سورۃ البناء پڑھا کرو۔ جب میں بیدار ہوا۔ تو یہ حکم بجا لایا۔ پھر میرے دل میں خیال آیا۔ کہ اس فرمان میں کوئی خوشخبری ضرور ہو گی۔ چنانچہ تفسیر میں لکھا دیکھا۔ کہ جو شخص عصر کے بعد ہر روز پانچ مرتبہ سورۂ بنا پڑھتا ہے۔ وہ اسیر حق ہو جاتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت اس کے دل میں جاگزین ہو جاتی ہے۔ یہ دو فائدے ختم کر کے حاضرین کو فرمایا۔ کہ تم انہیں ہمیشہ کیا کرو۔

Marfat.com

مجلس ـــ ۵ ـــ

بدگو کو معاف

بروز منگل دوسری ماہ صفر سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ حاضرین میں سے ایک نے عرض کی۔ کہ بعض آدمیوں نے جناب کو ہر موقعہ پر برا کہا۔ وہ آپ کی شان میں ایسی باتیں کہتے ہیں۔ جن کے سننے کی ہم تاب نہیں لا سکتے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ میں نے سب کو معاف کیا۔ تم بھی معاف کر دو۔ اور کسی سے دشمنی نہ کرو۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ چھجو ساکن اندیپ ہمیشہ مجھے برا بھلا کہا کرتا۔ اور میری برائی کے درپے رہتا۔ برا کہنا سہل ہے۔ لیکن برا چاہنا اس سے برا ہے۔ الغرض جب وہ مر گیا۔ تو میں تیسرے روز اس کی قبر پر گیا۔ اور دعا کی۔ کہ پروردگار ! جس نے میرے حق میں برا بھلا کہا۔ میں اس سے درگزرا۔ تو میری وجہ سے اسے عذاب نہ کرنا۔ اس بارے میں فرمایا۔ کہ اگر دو شخصوں کے مابین رنجش ہو۔ تو دور کر دینی چاہئے۔ اگر ایک شخص دور کر دے گا۔ تو دوسرے کی طرف سے اسے کم تکلیف ہو گی۔

پھر فرمایا۔ کہ لوگ کیوں ان بدگویوں سے ناراض ہوتے ہیں۔ کہا گیا ہے۔ کہ صوفی کا مال سبیل ہے۔ اور اس کا خون مباح۔ جب حالت یہ ہے۔ تو پھر کسی کی بدگوئی کا کیا شکوہ و شکایت اتنے میں ایک شخص نے آکر ایک جماعت کی بابت بیان کیا۔ کہ ابھی فلاں مقام پر آپ کے یار جمع ہوئے ہیں۔ اور بانسریاں رکھی ہیں۔ خواجہ صاحب یہ سن کر ناخوش ہوئے۔ اور فرمایا۔ کہ میں نے بانسریوں اور حرام چیزوں سے منع کر دیا ہے۔ جو کچھ انہوں نے کیا ہے۔ ٹھیک نہیں کیا۔ اس بارے میں نہایت غلو فرمایا۔ یہاں تک فرمایا۔ کہ اگر امام کوئی غلطی کر جائے۔ تو اس غلطی کو جتانے کے لئے مقتدی مرد کو سبحان اللہ کہنا چاہئے۔ اور عورت کو تالی بجا کر لیکن دونو ہتھیلیوں سے نہیں۔ بلکہ ایک ہتھیلی اور ایک پشت سے۔ کیونکہ ہتھیلیوں سے تالی بجانا کھیل میں شامل ہے۔ غرضیکہ یہاں تک کھیل کود کی باتیں منع ہیں۔ سماع میں اس سے بھی بڑھ کر احتیاط کرنی

Marfat.com

چاہئے۔ جب تالی بجانے کی بابت اس قدر احتیاط جاتی ہے۔ تو بانسری بجانے کی بابت کس قدر ممانعت ہو گی۔

بعد میں فرمایا۔ کہ اگر کوئی مقام سے گر پڑے۔ تو شرع میں گرے۔ اگر شرع سے باہر گرے۔ تو کچھ بھی نہیں رہتا۔

پھر فرمایا۔ کہ مشائخ کبار نے سماع سنا ہے۔ اور جو اس کام والے ہیں۔ اور جو صاحب ذوق و درد ہیں۔ انہیں قوال کا ایک ہی شعر سن کر رقت طاری ہو جاتی ہے۔ خواہ بانسری ہو یا نہ ہو۔ لیکن جنہیں ذوق کی مطلق خبر نہیں۔ ان کے روبرو خواہ کتنا گایا بجایا جائے انہیں کچھ فائدہ نہ ہو گا۔ پس معلوم ہوا کہ یہ کام درد کے متعلق ہے نہ کہ بانسری وغیرہ کے اس کے بعد فرمایا۔ کہ لوگوں کو سارا دن کہاں حضور حاصل ہوتا ہے۔ اگر دن بھر میں کسی ایک وقت بھی خوش وقتی نصیب ہو۔ تو باقی وقت اسی کی پناہ میں ہوتا ہے۔ اگر کسی جماعت میں ایک شخص صاحب ذوق اور صاحب نعمت ہو۔ تو باقی کے آدمی اسی ایک کی پناہ میں ہوں گے۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ پچھلے زمانے میں ایک قاضی اجودھن میں تھا۔ جو ہمیشہ شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز سے جھگڑتا رہتا۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ ملتان میں اماموں کو جا کر کہا۔ کہ یہ کب جائز ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی شخص مسجد میں بیٹھ کر سماع سنے۔ انہوں نے کہا۔ ہم تو اسے کچھ نہیں کہہ سکتے۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ میں نے جتنی مرتبہ سماع سنا ہے۔ ہر بار خرقہ شیخ کی قسم اسے شیخ صاحب کے اوصاف اور اخلاق پر متحمل رکھا ہے۔ ایک مرتبہ شیخ صاحب کی زندگی میں سماع کے وقت قوال نے یہ شعر گایا۔

مخرام بدیں صفت مبادا کز چشم بدت رسد گزندے

ترجمہ: تم اس انداز سے مت چلو کہ کسی کی بری نظر لگے۔

تو اس وقت مجھے شیخ صاحب کے اوصاف پسندیدہ کمال بزرگی اور فضل و لطافت یاد آئے اس وقت مجھ پر ایسی حالت طاری ہوئی۔ جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ قوال نے اور شعر گانے چاہے۔ لیکن میں نے اسی شعر کے لئے بار بار کہا۔ خواجہ صاحب اس بات پر

Marfat.com

پہنچے۔ تو رو دیئے۔ اور فرمایا۔ کہ اس کے بعد بہت مدت گزرنے نہ پائی۔ کہ شیخ صاحب کا وصال ہو گیا۔

بعد ازاں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ قیامت کے دن کسی سے پوچھا جائے گا۔ کہ تونے دنیا میں سماع سنا وہ کہے گا ہاں سنا پوچھا جائے گا جو شعر تونے سنا ان اوصاف کا ہم پر گماں کیا کہے گا ہاں کیا۔ پوچھا جائے گا۔ کہ ان حادث اوصاف کا ہماری قدیم ذات پر کس طرح احتمال ہو سکتا ہے۔ کہے گا۔ پروردگار! میں نے محبت کی زیادتی کے سبب یہ کہا تھا۔ حکم ہو گا۔ چونکہ تونے ہم سے محبت کی ہم تجھ پر رحمت کرتے ہیں۔

بعد ازاں خواجہ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ جو شخص اس کی محبت میں مستغرق ہے اسے یہ عتاب ہے تو دوسروں کی کیا حالت ہو گی وہ کیا جواب دیں گے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزوں کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ کہ حیوانات اور جمادات آنجنابؐ کے فرمانبردار تھے۔ اس بارے میں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ تو معاذ جبل کو یمن کی طرف بھیجا اور اسے فرمایا۔ کہ اس ولایت میں عین الرعاف نام ایک چشمہ ہے۔ جسے عین الدعاف بھی کہتے ہیں۔ اس چشمے کی یہ خاصیت ہے۔ کہ اگر اس میں سے تھوڑا سا پانی بھی پی لیا جائے۔ تو انسان فوراً ہلاک ہو جاتا ہے۔ جب اس چشمے پر پہنچو۔ تو کہنا کہ میں مبعوث ہوا ہوں۔ جب وہاں پہنچا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پہنچایا۔ اور نبوت کی حکایت ظاہر کی۔ وہ چشمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لایا اور اپنی پہلی خاصیت کھو دی۔

پھر اسم اعظم کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ ابراہیم ادھم رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا۔ کہ اگر آپ کو اسم اعظم یاد ہے۔ تو فرمایئے گا۔ جواب دیا۔ پیٹ کو حرام لقمے سے پاک رکھو۔ اور دل سے دنیا کی محبت دور کر دو۔ تو جو اسم الٰہی پڑھو گے۔ وہی اسم اعظم ہو گا۔ اسی اثناء میں کھانا لایا گیا۔ جب نمک رکھا گیا۔ تو خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ شروع نمک سے کرنا چاہیئے۔ لیکن انگلی منہ سے تر کر کے جو نمک اٹھاتے ہیں۔ اس کا کہیں ذکر نہیں آیا۔ اگر انگلی تر کر کے نہ رکھیں۔ تو نمک اس کے ساتھ

Marfat.com

نہیں چھوتا۔ اس لئے دو انگلیوں سے چٹکی بھر اٹھا کر کھانا چاہئے۔ میں نے اسی اثناء میں اس فائدے کے شکر میں کہا۔ الحمدللہ کہ نمک کا حق از سر نو معلوم ہو گیا۔ خواجہ صاحب نے مسکرا کر فرمایا۔ کہ اچھا کہا ہے۔ مولانا محی الدین کاشانی موجود تھے۔ انہوں نے میری بات کا تزکیہ فرمایا۔ وہ ملح ہے اس کام میں اس خوش طبعی کی بابت یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے خواجہ شمس الملک علیہ الرحمتہ والغفران کی خدمت میں آکر کسی چیز کی توقع کی۔ لیکن آپ نے اس کا جواب نفی میں دیا۔ مگر وہ سائل اسی طرح کھڑا رہا۔ شمس الملک نے فرمایا۔ جاتا کیوں نہیں۔ سائل نے کہا جواب چاہئے۔ فرمایا جواب۔ سائل نے عرض کی جواب چاہئے۔ فرمایا۔ کہ اس سے اچھا جواب اور میں کیا کہہ سکتا ہوں۔

مجلس ـــ ۶ ـــ

رسم مشائخ

بروز جمعہ ۲۶ چھبیسویں ماہ صفر سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ میں نے عرض کی۔ کہ اب کی مرتبہ اس طرف خویش و اقربا کو دیکھنے آیا ہوں۔ بعض یاروں نے یہ کہا۔ کہ جب کوئی شخص اس طرف کسی اور کام کی نیت سے آئے۔ نہ اس نیت سے کہ وہ جناب کی خدمت میں آئے۔ اسے پاس نہیں آنا چاہئے۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ اگرچہ طریقہ تو یہی ہے۔ لیکن میرا دل نہیں چاہتا کہ حاضر خدمت ہوئے بغیر اس حدود سے واپس جاؤں۔ میں ایک بے رسمی کروں گا۔ یہ خیال دل میں گیا۔ اور حاضر خدمت ہوا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ تو نے اچھا کیا۔ پھر یہ شعر پڑھا۔

برکوئے خرابات و سرائے اوباش منعمے نبود بیا ربنشین و بباش

ترجمہ :۔ خرابات کے کوچے اور محفل رنداں میں کوئی رکاوٹ نہیں آؤ اور بیٹھے رہو۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ مشائخ کی رسم ہے۔ کہ کوئی ان کی خدمت میں اشراق سے

Marfat.com

پہلے اور عصر سے پیچھے آنے نہیں پاتا۔ لیکن میرے لئے ایسا نہیں۔ میں جس وقت چاہوں۔ آؤں جاؤں۔

پھر اس بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ کہ بعض لوگ حج سے واپس آکر سارا دن یاد الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ اور ہر جگہ اسی کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں یہ اچھا نہیں۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ ایک شخص نے کہا۔ میں فلاں جگہ ہو آیا ہوں۔ کسی بزرگ نے اسے کہا۔ اے خواجہ! وہاں ہو آنے سے کیا فائدہ۔ جبکہ خودی اسی طرح تجھ میں باقی ہے۔

پھر خدمت اور رضا کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ جو خدمت کرتا ہے۔ وہ مخدوم بن جاتا ہے۔ خدمت کئے بغیر کس طرح مخدوم ہو سکتا ہے۔ پھر فرمایا بہ من خدم خدمن جس نے خدمت کی اس نے خدمت کرائی۔

پھر حسن معاملہ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ ایک شخص نے دس طریقوں کو جن میں سے پانچ سر میں ہیں۔ اور پانچ بدن میں ہیں۔ نظم میں بیان کیا ہے۔ جس کا آخری شعر یہ ہے۔ اور کیا ہی عمدہ ہے۔

بہ سخن بربو بیت آوربی　　کارکن کارکیں ہمہ سخنت

تو دس باتیں دو شعروں میں لے آیا ہے۔ عمل کر عمل یہ سب باتیں ہی باتیں ہیں۔

Marfat.com

مجلس ۔۔ ۷ ۔۔

باغ و زمین قبول نہ کرنا

بروز بدھ انیسویں ماہ جمادی الاول سن مذکور قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ لیکن ان دنوں بادشاہ نے باغ زمین اور بہت سا اسباب اور اس کی ملکیت کا کاغذ خواجہ صاحب کی خدمت میں بھیجا تھا۔ اور اپنا اخلاص ظاہر کر بھیجا تھا۔ خواجہ صاحب نے یہ سب چیزیں قبول نہ کیں۔ اور اس بارے میں فرمایا۔ کہ میں باغ۔ زمین اور کھیتی باڑی کے لائق نہیں۔ مسکراتے اور فرماتے۔ کہ اگر میں یہ قبول کر لوں۔ تو کیا لوگ کہیں گے۔ کہ شیخ باغ جا رہا ہے۔ اور اپنی زمین اور کھیتی باڑی دیکھنے جاتا ہے۔ کیا یہ کام کرنے کے لائق ہے۔ آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ ہمارے خواجگان اور مشائخ میں سے کسی نے قبول نہیں فرمایا۔

بعد ازاں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ جن دنوں سلطان ناصرالدین انار اللہ برہانہ' ملتان کی طرف جاتے اجودھن سے گذرا۔ ان دنوں سلطان غیاث الدین طاب اللہ ثراہ' وہاں کا حاکم تھا۔

شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زیارت کے لئے آیا۔ اور کچھ نقدی اور چار گاؤں کی ملکیت کا حکم نامہ لایا۔ شیخ صاحب نے پوچھا۔ یہ کیا۔ عرض کی۔ کچھ نقدی اور چار گاؤں کی ملکیت کا حکم نامہ لایا ہوں۔ نقدی درویشوں کے لئے اور ملکیت کا حکم نامہ جناب کے نام۔ مسکرا کر فرمایا۔ نقدی مجھے دو۔ میں اور درویش مل کر خرچ کر لیں گے۔ مگر یہ ملکیت کا حکم نامہ اٹھا لے۔ اس کے طالب اور بہت ہیں۔ ان کو دینا۔ اس حکایت کی اثناء میں اس حدیث کی روایت فرمائی۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مابخل بیتا الا دخل ذلا بعد ازاں فرمایا۔ کہ یہ حدیث کسی خاص موقع پر فرمائی گئی تھی۔ وہ یہ کہ ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھر میں آئے۔ جہاں دو لکڑیاں پڑی دیکھیں۔ جن سے کلبہ رانی کی جاتی ہے۔ جب اسے دیکھا تو فرمایا۔ مابخل بیتا الا بخل ذلا۔ یعنی یہ لکڑیاں اس گھر میں آتی ہیں جہاں خواری آنے والی

Marfat.com

ہوتی ہے۔ یہاں سے شیخ جلال الدین تبریزی کا ذکر شروع ہوا۔ فرمایا۔ آپ نے شیخ بہاؤالدین زکریا قدس اللہ سرہ العزیز کی طرف عربی میں خط لکھا۔ جسے میں نے بچشم خود دیکھا ہے۔ اس میں لکھا ہے من احب افتخاد النسماء لا یفلح ابدا جو عورتوں کے آوردہ مال سے محبت کرتا ہے۔ اس کی کبھی بہتری نہیں ہوتی' نیز ضیعہ کا بھی اس میں ذکر لکھا ہے۔ ضیعہ کے معنی زمین۔ گاؤں وغیرہ ہے۔ مختصر یہ کہ عربی لفظ یا تو یاد نہیں۔ البتہ ان کا مطلب یہ ہے۔ کہ جو شخص ضیعہ (زمین وغیرہ) پر دل لگاتا ہے۔ وہ گویا دنیا اور اہل دنیا کا بندہ بن جاتا ہے۔ شیخ نوراللہ قبرہ کی بابت پوچھا۔ کہ وہ کس کے مرید تھے۔ فرمایا شیخ ابو سعید تبریزی رحمتہ اللہ علیہ کے تھے۔

پھر اوراد کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ حاضرین میں سے ایک نے پوچھا۔ کہ یہ حدیث کس طرح پر ہے صاحب الور د ملعون وتارک الور د ملعون فرمایا یہ حدیث اہل کتاب کے بارے میں ہے۔ یہ بات اس طرح ہوئی۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی گئی۔ کہ فلاں یہودی یا آتش پرست بہت ورد کرتا ہے۔ اور اسے ان کی اصطلاح میں تمخیثا کہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ صاحب الورد ملعون جب یہ خبر اس نے سنی۔ تو وہ چھوڑ بیٹھا۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سنا تو فرمایا۔ تارک الورد ملعون بعض کہتے ہیں کہ یہ حدیث عام ہے۔ اس کی تاویل اس طرح کرتے ہیں۔ کہ اگر کوئی شخص جان بوجھ کر ورد کو چھوڑتا ہے۔ تو وہ ورد کا تارک ہے۔ ایسے شخص کو کہتے ہیں۔ کہ تارک الور و ملعون اگر کوئی شخص قوم کا سردار ہے۔ جس کے پاس لوگوں کی آمدورفت ہے۔ اور مسلمانوں کی مصلحت اس کی بات سے وابستہ ہو۔ پھر وہ ورد میں مشغول ہوا۔ اور ایسے شخص کے حق میں کہتے ہیں۔ کہ صاحب الورد ملعون'

اس موقعہ پر میں نے عرض کی۔ کہ اگر کوئی شخص کسی شغل یا عذر کے سبب وردمع موده کو نہ کر سکے اور بجائے دن کے رات کو کرے۔ تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔ فرمایا۔ بہتر رات کو کرے اگر رات کے ورد میں ناغہ ہو جائے۔ تو دن کو کرے۔ رات دن کا خلیفہ ہے۔ اور دن رات کا خلیفہ۔ بالکل ناغہ نہ کرے۔

Marfat.com

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جس ورد میں بغیر کسی عذر کے ناغہ ہو جائے۔ وہ تین حالتوں سے خالی نہیں۔ یا اسے شہوت کی رغبت ہو گی۔ یا حرام کی یا غصے کی اور یا اس پر کوئی مصیبت پڑی ہو گی۔

اس موقعہ کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ مولانا عزیز زاہد رحمتہ اللہ علیہ ایک روز گھوڑے پر سے گر پڑے۔ آپ سے وجہ پوچھی گئی۔ فرمایا۔ میں ہر روز سورہ یٰسین پڑھا کرتا تھا۔ آج نہیں پڑھی۔

مجلس ــ۸ــ

نظم اور غزل

بروز چوتھی ماہ جمادی الآخر سن مذکور کو قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ نظم اور تخیلات غزل کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز نے یہ شعر پڑھا۔

نظامی آنچه اسرار است که از خاطر عیاں کر بی

کسے سرش نغید اند زبان برکش زبابر کش

اس دن صبح پہلے ہی یہ شعر پڑھتے پڑھتے شام کا وقت آگیا۔ افطار کے وقت بھی یہی شعر زبان مبارک پر تھا۔ سحر کے وقت بھی یہی شعر پڑھ رہے تھے۔ اور جتنی مرتبہ پڑھتے۔ چہرے پر تغیر کے آثار نمایاں ہوتے۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ معلوم نہیں آپ کے دل میں کیا خیال تھا۔ اور کونسی بات آپ سے یہ شعر بار بار پڑھواتی تھی۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ شیخ بہاؤالدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ اپنے گھر کے اندر دروازے پر کھڑے تھے۔ ایک ہاتھ ایک کواڑ پر اور دوسرا دوسرے پر رکھے ہوئے یہ شعر بار بار پڑھتے تھے۔

کر بی صنماز سرمایار بگر   ماہیچ نگر بیم خد امیداند

Marfat.com

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ معلوم نہیں وہ کون سی بات تھی۔ جو آپ سے بار بار یہ شعر پڑھواتی تھی۔ اور یہ کہ آپ کے دل میں کیا خیال تھا۔

پھر توکل کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ حق تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔ اور اس کے سوا کسی سے امید نہ رکھنی چاہئے۔ پھر فرمایا۔ کہ آدمی کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوتا۔ جب تک اس کی نگاہ میں تمام خلقت مچھر سے بھی کم حقیقت نہ معلوم ہو۔

بعد ازاں اس بارے میں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ ابراہیم خواص رحمتہ اللہ علیہ کعبہ جا رہے تھے۔ ایک لڑکا آپ کے ہمراہ تھا۔ اس سے پوچھا۔ کہاں جا رہے ہو۔ کہا کعبہ کی زیارت کرنے۔ پوچھا۔ سامان سفر کہاں ہے۔ کہا۔ اللہ تعالیٰ بندے کو بغیر اسباب کے نہیں رہنے دیتا۔ ضرور مجھے بااسباب کعبہ پہنچائے گا۔ القصہ جب آپ کعبے پہنچے۔ تو دیکھا کہ لڑکا پہلے ہی پہنچ چکا ہے۔ اور کعبے کا طواف کر رہا ہے۔ جب آپ کی نگاہ اس پر پڑی۔ تو فرمایا۔ اے ضعیف الیقین! تو نے جو کچھ مجھے کہا۔ اس سے اچھا کر دکھلایا۔

اسی موقعہ پر اس بارے میں ایک اور حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ ایک کفن چور خواجہ نظامی بایزید رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا۔ اور اس فعل سے توبہ کی۔ خواجہ بایزید صاحب نے اس سے پوچھا۔ کہ تو نے کتنے مردوں کے کفن چرائے۔ کہا۔ ایک ہزار مردوں کے۔ پوچھا۔ ان میں سے کتنوں کو رو بہ قبلہ پایا۔ کہا۔ صرف دو کا۔ باقی سب کا رخ قبلے سے پھرا ہوا تھا۔ حاضرین نے خواجہ بایزید سے پوچھا۔ کہ اس کا کیا سبب ہے۔ فرمایا۔ ان دو شخصوں کو حق تعالیٰ پر بھروسہ تھا اور دوسروں کو نہیں تھا۔

بعد ازاں خواجہ صاحب ذکر اللہ بالخیر نے فرمایا۔ کہ مشائخ کا قول ہے۔ کہ رزق چار قسم کا ہوتا ہے۔ رزق مضمون۔ رزق مقسوم۔ رزق مملوک اور رزق موعود۔ رزق مضمون وہ ہے جو کھانے پینے وغیرہ کی چیزیں اور آمدنی سے ہو۔ اسے رزق مضمون کہتے ہیں۔ یعنی اس رزق کا اللہ تعالیٰ ضامن ہوتا ہے۔ قولہ تعالیٰ وما من دابتہ فی الارض الا علی اللہ رزقھا' کوئی حیوان روئے زمین پر ایسا نہیں جس کے رزق کا ضامن خدا نہ ہو۔

Marfat.com

رزق مقسوم وہ ہے جو ازل میں اس کے حصے آچکا ہے۔ اور لوح محفوظ میں لکھا جا چکا ہے۔ رزق مملوک وہ ہے جو ذخیرہ کیا جائے۔ مثلاً" روپیہ۔ پیسہ۔ کپڑا اور اسباب۔ رزق موعود وہ ہے۔ جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے نیک بندوں سے کیا ہے۔ قولہ تعالیٰ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لایحتسب' جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے آمدنی کا ذریعہ بناتا ہے۔ اور اسے اس طرح رزق پہنچاتا ہے۔ جس کا اسے وہم و گمان تک نہیں ہوتا۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ رزق مضمون میں توکل ہوتا ہے۔ دوسرے رزقوں میں نہیں ہوتا۔ کیونکہ جو رزق مقسوم ہے اس میں توکل کا کیا کام۔ اسی طرح باقی کے اقسام سمجھ لو۔ توکل صرف رزق مضمون میں ہے۔ یعنی یہ جان لے۔ کہ جو میری آمدنی ہے۔ وہ ضرور مجھے مل ہی رہے گی۔

مجلس --۹۰--

فضیلت نماز باجماعت

بروز ہفتہ انتیسویں ماہ مذکور کو قدم بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ نماز کی فضیلت کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ نماز باجماعت ہونی چاہئے۔ میں نے عرض کی۔ کہ میرے گھر کے نزدیک ہی مسجد ہے۔ لیکن جہاں پر میں رہتا ہوں۔ اگر اسے چھوڑ کر آؤں تو کاغذ کتاب کا کوئی رکھوالا نہیں۔ اس لئے گھر ہی میں باجماعت ادا کی جاتی ہے۔

بعد میں فرمایا کہ نماز باجماعت ادا کرنی چاہئے۔ لیکن مسجد میں ادا کرنا افضل ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ پہلے انبیاء کے زمانے میں نماز کے لئے مسجد ہی مقرر ہوا کرتی تھی۔ اور کہیں نماز جائز ہی نہ ہوتی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں یہ آسانی ہو گئی۔ کہ جہاں کہیں چاہو۔ ادا کرو۔ نیز پہلے پیغمبروں کے وقتوں میں زکوۃ مال کا

Marfat.com

چوتھا حصہ ہوا کرتی تھی۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مال کا چالیسواں حصہ ہو گئی۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ یہ جو چالیسواں حصہ دیا جاتا ہے۔ وہ بھی اس واسطے کہ اسے بخیل نہ کہیں۔ اور بخیل کا نام اس سے دور ہو جائے۔ لیکن اسے سخی بھی نہیں کہتے۔ سخی اسے کہتے ہیں۔ جو زکوۃ سے زیادہ دیوے۔ اسی اثناء میں میں نے عرض کی۔ کہ یہ حدیث کس طرح ہے۔ السخی حبیب اللہ وانکان کافرا" سخی حبیب اللہ ہوتا ہے خواہ کافر ہی ہو' فرمایا۔ کہتے تو اسی طرح ہیں۔ حاضرین میں سے ایک نے کہا۔ کہ اربعین میں یہ حدیث آئی ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ جو صحیحین میں ہوتی ہے۔ وہ صحیح ہوتی ہے۔

پھر سخی اور جواد کا فرق یوں فرمایا۔ کہ سخی وہ ہوتا ہے۔ جو زکوۃ سے زیادہ دے۔ لیکن جواد وہ ہے جو بہت ہی بخشش کرے۔ مثلاً" اگر دو سو درم ہوں۔ تو ان میں سے صرف پانچ رکھے اور باقی ایک سو پچانوے راہ خدا میں خرچ کرے۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں۔ کہ زکوۃ کی تین قسمیں ہیں۔ ایک زکوۃ شریعت۔ دوسری زکوۃ طریقت۔ تیسری زکوۃ حقیقت۔ شریعت کی زکوۃ یہ ہے۔ کہ دو سو درم میں سے پانچ راہ خداہ میں دے۔ طریقت کی زکوۃ یہ ہے۔ کہ دو سو میں سے پانچ اپنے پاس رکھے۔ اور باقی راہ خدا میں خرچ کرے حقیقت کی زکوۃ یہ ہے کہ دو سو ہی راہ خدا میں صرف کرے۔ اور اپنے پاس کچھ نہ رکھے۔

پھر زکوۃ کی نسبت یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانے کے علماء کو فرمایا کرتے۔ یاعلماء السوء ابو زکوۃ العلم' اے بد عالمو! اپنے علم کی زکوۃ دو۔ پوچھا گیا۔ کہ اس زکوۃ سے آپ کا کیا مطلب ہے۔ فرمایا۔ یہ کہ دو سو مسئلے جو سیکھے ہیں۔ ان میں سے پانچ پر عمل کرو۔ اور دو سو حدیثوں میں سے پانچ کو اپنا معمول بناؤ۔

پھر مولانا رضی الدین صغانی صاحب مشارق الانوار رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں گفتگو ہوئی کہ آپ نے جو لکھا ہے کہ یہ کتاب میرے اور اللہ تعالیٰ کے مابین حجت

Marfat.com

ہے۔ اگر کسی حدیث میں مشکل پیش آجاتی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھ کر صحیح کرتے۔

بعد میں فرمایا۔ کہ وہ بدایوں کے رہنے والے تھے۔ پھر کول میں آئے۔ اور نائب شرف ہوئے۔ شرف جس کے آپ نائب تھے وہ بھی بالیاقت آدمی تھا۔ ایک روز شرف بات کرتا تھا۔ اور مولانا رضی الدین مسکراتے تھے۔ شرف نے دوات آپ کی طرف بھیجی۔ اور وہ منحرف ہو گیا۔ ذرا۔ وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور فرمایا۔ ہمیں جاہلوں میں نہیں بیٹھنا چاہئے۔ پھر اور بھی آمدنی کا ذریعہ بڑھ گیا۔ کول کے مالک کے لڑکے کو پڑھایا کرتے تھے۔ اور سو اشرفیاں وہاں سے ملتیں۔ اسی پر قناعت کرتے۔ وہاں سے حج کے لئے گئے۔ اور بغداد پہنچ کر پھر دہلی پہنچے۔ ان دنوں دہلی میں بڑے بڑے عالم موجود تھے۔ علوم میں ان سب کے مساوی تھے۔ اور علم حدیث میں سب سے ممتاز۔ کوئی شخص آپ کے مقابلے کا نہ تھا۔

اس کے بعد خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ آپ کا کام ایک حدیث نے ہی بنا دیا۔ وہ اس طرح وقوع میں آیا۔ کہ جب آپ کول سے حج کے لئے روانہ ہوئے۔ تو ایک پاپوش خرید کر پہنی۔ جب ایک منزل طے کی۔ تو تھک گئے۔ تب جانا کہ پاپیادہ تو جا نہیں سکتے۔ اسی اندیشے میں تھے۔ کہ والی کول کا لڑکا گھوڑے پر سوار آپ کو واپس لانے کے لئے آیا۔ جب مولانا نے اسے گھوڑے پر سوار دیکھا۔ تو دل میں خیال کیا۔ کہ اگر یہ گھوڑا مل جائے۔ تو آسانی سے سفر طے ہو گا۔ اسی فکر میں تھے۔ کہ اس نے بہت منت و سماجت کی۔ کہ آپ واپس چلیں۔ آخر جب آپ نے نہ مانا۔ تو عرض کی۔ کہ گھوڑا تو قبول فرمائیں۔ آپ نے وہ گھوڑا لے لیا۔ اور روانہ ہوئے۔ الغرض جب حج کر کے بغداد پہنچے وہاں ایک محدث تھا۔ جسے ابن زہری کہتے تھے۔ اس کے لئے لوگوں نے منبر بنایا ہوا تھا۔ جس پر چڑھ کر وہ حدیثیں بیان کرتا۔ اور لوگ گرداگرد حسب لیاقت حلقے باندھے سنتے۔ ایک روز مولانا رضی الدین اس مجمعے میں گئے۔ اور سب سے دور کے حلقے میں بیٹھے۔ اس وقت ابن زہری یہ حدیث بیان کر رہے تھے۔ کہ موذن سے موافقت کرنی چاہئے۔ یعنی جس طرح موذن کہے۔ اسی وقت سننے والے

Marfat.com

کو بھی وہی الفاظ کہنے چاہئیں۔ حدیث کا آغاز اسی لفظ سے کیا انا سکب المونن سکوب یعنی گرانا۔ یعنی جب موذن کی آواز تمہارے کانوں میں پہنچے۔ تو تم اسی طرح کہو۔ جس طرح وہ کہے۔ جب ابن زہری نے یہ حدیث بیان کی۔ تو مولانا نارضی الدین نے جہاں پر بیٹھے تھے آہستہ سے دوسروں کو کہا۔ کہ انا سکت المونن یعنی جب موذن کلمہ کہہ کر چپ ہو جائے۔ تو پھر اسی طرح کہو۔ جس نے یہ سنا۔ اس نے دوسرے کو۔ دوسرے نے تیسرے کو ہوتے ہوتے ابن زہری نے سنا۔ تو آواز دی۔ کہ کس نے ایسا کہا ہے۔ مولانا رضی الدین نے کہا۔ کہ میں نے کہا ہے۔ پھر ابن زہری نے کہا۔ کہ دونوں باتوں کے کچھ معنی ہیں۔ اب کتاب کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ دونوں باتیں باوجہ تھیں جب اس مجلس سے اٹھے۔ تو پھر کتابوں میں دیکھا۔ دونوں باتیں بادلائل لکھی تھیں۔ لیکن اناسکت زیادہ صحیح تھا۔ جب یہ خبر خلیفہ نے سنی تو مولانا رضی الدین کو بلا کر بڑی عزت کی۔ اور کچھ آپ سے پڑھا۔ القصہ جب وہاں سے دہلی آئے۔ بدایوں میں آپ کا استاد صاحب ولایت اور بزرگ آدمی تھا۔ اس کے پاس حدیث کی ایک کتاب مخلص نام تھی۔ جو مولانا رضی الدین نے مانگی تھی۔ لیکن نہ دی تھی۔ اب جب علم حاصل کر کے دہلی آئے۔ تو ایک یار کو کہا۔ کہ ایک مرتبہ استاذ نے مجھے حدیث کی کتاب مخلص نہ دی تھی۔ اب اس کتاب والے بھی آجائیں تو میں انہیں پڑھا سکتا ہوں۔ یہ بات کسی نے آپ کے استاد تک پہنچا دی۔ اس نے کہا۔ کہ مولانا رضی الدین کا حج قبول نہیں ہوا۔ اگر قبول ہو جاتا۔ تو ایسی بات نہ کہتے خواجہ صاحب یہ بیان کر کے رو دیئے۔ اور اس بزرگ کے اعتقاد کی تعریف کی۔ بعد ازاں کھانا لایا گیا فرمایا۔ مل کر کھاؤ۔ پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ کچھ درویش شیخ بہاؤالدین زکریاؒ کی خدمت میں حاضر تھے۔ کھانا لایا گیا۔ تو شیخ صاحب ہر ایک سے ہم پیالہ وہم نوالہ ہوئے۔ ان میں سے ایک کو دیکھا۔ جو روٹی کو کھاتا۔ فرمایا۔ سبحان اللہ! درویشوں میں صرف یہ درویش کھانا جانتا ہے۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ ثرید (شوربے میں روٹی کے ٹکڑے بھگوئے ہوئے) کو دوسرے کھانوں پر ایسی فضیلت حاصل ہے۔ جیسی مجھے تمام پیغمبروں پر اور عائشہ صدیقہؓ کو تمام عورتوں پر واللہ اعلم۔

Marfat.com

مجلس — ١٠ —

جماعت کی نماز

بروز اتوار چودھویں ماہ رجب سن مذکور کو قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ نماز باجماعت کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ اس بارے میں بہت غلو کر کے فرمایا۔ کہ اگر دو شخص ہوں۔ تو بھی نماز باجماعت ادا کرنی چاہیئے۔ گو دو آدمیوں سے باجماعت تو نہیں ہوتی۔ لیکن جماعت کا ثواب مل جاتا ہے۔ ان دونوں آدمیوں کو ایک قطار میں کھڑے ہونا چاہیئے۔

اس کے بعد فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کرنی چاہی۔ مگر وہاں سوائے عبداللہ بن عباس کے اور کوئی وہاں نہ تھا۔ اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر کھڑا کر لیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ میں مشغول ہوئے۔ تو عبداللہ بن عباس پیچھے ہٹے۔ آنحضرتؐ نے نماز توڑ کر اس کا ہاتھ پکڑ کر پھر اپنے ساتھ برابر کھڑا کیا۔ جب پھر نماز شروع کی۔ تو پھر عبداللہ بن عباس پیچھے ہٹ آئے۔ بعد ازاں سرور کائنات حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ کہ پیچھے کیوں ہٹتے ہو۔ عرض کی۔ مجھ میں کیا طاقت ہے۔ کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کھڑا ہوں۔ آنحضرتؐ کو آپ کا حسن ادب بہت پسند آیا۔ آپ کے حق میں دعا فرمائی۔ اللھم فقھہ فی الدین' پروردگار! دین میں اسے فقیہ بنا۔ بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ صحابہ میں امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ کے بعد آپ بھی فقیہ تھے۔

بعد اس کے ابن عبداللہ بن مسعودؓ کے متعلق فرمایا کہ ان تینوں عبداللہ کو عباداللہ ثلاثہ کہتے ہیں وہ یہ ہیں۔ عبداللہ بن عباس۔ عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عمر۔ پھر عبداللہ بن مسعود کی بابت فرمایا۔

کہ آپ اوائل میں گڈریا تھے۔ ایک روز جہاں پر آپ بکریاں چرا رہے تھے۔ وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیقؓ تشریف فرما ہوئے۔ آپ سے کچھ دودھ طلب کیا۔ آپ نے عرض کی۔ میں امین ہوں۔ میں کس طرح دودھ دے سکتا

Marfat.com

ہوں۔ پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ یہ جناب حضرت رسالت مآب ہیں۔ اور میں آنجناب کا یار ہوں۔ اگر ایک بکری کا تھوڑا سا دودھ درویش کو دے دے گا۔ تو کوئی بڑی بات نہیں۔ عرض کی میں امانت دار ہوں۔ مجھے دودھ دینے کی اجازت نہیں۔ میں کیا کروں۔ بعد ازاں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کوئی۔ گابھن بکری لاؤ۔ جب لائی گئی۔ تو آنحضرت نے اس کی پیٹھ پر دست مبارک پھیرا۔ جس سے اس میں دودھ آگیا۔ اور دودھ لیا۔ پھر جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن مسعود کو فرمایا۔ کہ آؤ ہماری صحبت میں رہو۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ یہ عبداللہ بن مسعود کوتاہ قد تھے۔ جن کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کنیفته العلم یعنی خریطه علم۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ پست قد تھے۔

پھر فرمایا۔ کہ درویش لوگ جو چھوٹی تھیلی لیتے ہیں۔ اور جسے کنف کہتے ہیں۔ غلط ہے وہ کنیف ہے۔ بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن مسعود کو کنیفته العلم پکارا کرتے۔ پھر ایک اور حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک شخص رئیس نامی شیخ قطب الدین بختیار قدس اللہ سرہ العزیز کا مرید ہوا۔ اس نے ایک رات خواب میں ایک گنبد دیکھا۔ جس کے ارد گرد بڑا ہجوم ہے۔ ایک شخص پست قد اندر باہر آتا جاتا ہے۔ یہ رئیس بیان کرتا ہے۔ کہ میں نے پوچھا۔ کہ گنبد میں کون ہے۔ اور اندر باہر جو آمدورفت کرتا ہے۔ وہ کون ہے۔ معلوم ہوا۔ کہ گنبد میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور وہ پست قد عبداللہ بن مسعود ہیں۔ جو لوگوں کی پیغام رسانی کرتے ہیں۔ میں نے عبداللہ بن مسعود کے پاس جا کر کہا۔ کہ اندر جا کر میری طرف سے عرض کرنا۔ کہ میں زیارت کا مشتاق ہوں۔ اندر جا کر یہ جواب لائے۔ کہ ابھی تجھ میں اس بات کی قابلیت نہیں۔ بختیار کاکی کو سلام کے بعد کہنا۔ کہ جو تحفہ درود ہر رات بھیجا کرتے تھے۔ وہ آج تین رات سے نہیں پہنچا۔ خیر تو ہے۔ جب میں جاگا تو شیخ الاسلام قطب الدین نور اللہ کی خدمت میں آیا۔ اور عرض کی۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام بھیجا ہے۔ شیخ الاسلام سن کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور پوچھا کہ

Marfat.com

حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ اور بھی فرمایا ہے۔ عرض کی کہ یہ فرمایا ہے۔ کہ جو تحفہ ہر رات بھیجا کرتے تھے۔ آج تین رات سے نہیں پہنچا۔ کیا سبب ہے خیر تو ہے۔ شیخ قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز نے اسی وقت اپنی منکوحہ کو بلا کر مہر اس کے حوالے کیا۔ اور اسے چھوڑ دیا۔ کیونکہ وہ تین رات آپ نے نکاح وغیرہ میں صرف کی تھیں۔ جس کے سبب وہ تحفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نہ بھیج سکے۔

اس کے بعد خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ شیخ قطب الدین طاب اللہ ثراہ ہر رات تین ہزار مرتبہ درود پڑھ کر پھر سویا کرتے۔ شیخ قطب الدین رحمتہ اللہ علیہ کی بزرگی کی بابت فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ شیخ بہاؤالدین زکریا۔ شیخ جلال الدین تبریزی اور شیخ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہم اجمعین ملتان میں تھے۔ کافروں کا لشکر ملتان کے قریب آپہنچا۔ ان دنوں ملتان کا حاکم قباچہ تھا۔ شیخ قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز نے ایک رات تیر قباچہ کو دیا۔ اور فرمایا۔ کہ اس تیر کو دشمنوں کی طرف پھینک دو۔ قباچہ نے ویسا ہی کیا۔ جب دن چڑھا۔ تو ایک بھی کافر نہ رہا۔ سب راتوں رات بھاگ گئے۔

Marfat.com

مجلس ۔۔ ۱۱ ۔۔

ذکر تفسیر کشاف

بروز بدھ چوبیسویں ماہ رجب سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ تفسیر کشاف کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ الحمدللہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ حسن بصری الحمدللہ کی دال کی زیر سے پڑھا کرتے تھے۔ اور یہ دال کی زیرللہ کے ملنے کے سبب ہے۔ کیونکہ اس لام کی حرکت مبنی ہے۔ لیکن ابراہیمی قرأت کے مطابق دال کی زبر ہے۔ اور لام کی بھی زبر ہی ہے۔ یہ معلوم نہیں۔ کہ یہ ابراہیم نخعی ہے یا اور کوئی۔ واللہ اعلم بالصواب۔ الغرض صاحب کشاف کی رائے ہے۔ کہ حسن بصری کی قرأت سے ابراہیمی قرأت اچھی ہے۔ اس واسطے کہ حسن بصری دال کی زیرللہ کے لام کی وجہ سے پڑھتے ہیں۔ یعنی لام کی زیر مبنی ہے۔ اور نیز الحمد کا دال بھی کمسور ہے۔ لیکن ابراہیم الحمد کا دال مرفوع ہونے کے سبب لام کی زبر پڑھتے ہیں۔ کیونکہ الحمد کے دال کی حرکت عامل کے سبب سے ہے۔ اور جس اعراب کو عامل بدل دے وہ مبنی اعراب کی نسبت زیادہ قوی ہوتا ہے۔ خواجہ صاحب نے اتنی تقریر کے بعد فرمایا۔ کہ میں نے یہاں سے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ الحمد کی دال ایسے شخص کی طرح ہے۔ جس کا کوئی پیر ہو اور وہ اسے کہے۔ کہ یوں ہو۔ اور اس طرح ہو۔ لور للہ کا لام ایسے شخص کی طرح ہے۔ جس کا کوئی پیر نہیں۔ وہ جس طرح ہے۔ اسی طرح رہتا ہے۔

یہاں سے صاحب تفسیر کشاف کے عقیدے وغیرہ کی بابت گفتگو شروع ہوئی۔ خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ افسوس! باوجود اس قدر علوم اور روایات کے عقیدہ اس کا باطل تھا۔ پھر فرمایا۔ کہ ایک کفر ہوتا ہے۔ ایک بدعت اور ایک نافرمانی یا گناہ۔ بدعت نافرمانی سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ اور کفر بدعت سے بڑھ کر بدعت کفر کے نزدیک ہے۔

بعد میں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ میں نے مولانا صدرالدین کوفی سے سنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ میں ایک مرتبہ مولانا نجم الدین سنامی کے ہاں تھا۔ مجھ سے پوچھا۔

Marfat.com

آج کل کس شغل میں ہو۔ میں نے کہا۔ تفسیر کا مطالعہ کیا کرتا ہوں۔ پوچھا کونسی تفسیر۔ کہا۔ کشاف۔ ایجاز اور عمدہ۔ مولانا نجم الدین نے فرمایا۔ کشاف اور ایجاز کو جلا دے۔ عمدہ ہی کو پڑھا کرو۔ مولانا صدرالدین فرماتے ہیں۔ مجھے یہ امر ناگوار گزرا' پوچھا۔ کیوں؟ فرمایا۔ شیخ بہاؤالدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ یوں فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات بھی ناگوار گزری۔ جب رات ہوئی۔ تو تینوں کتاب چراغ کے سامنے رکھ کر پڑھ رہا تھا۔ ایجاز اور کشاف نیچے تھیں۔ اور عمدہ۔ اوپر۔ اسی اثناء میں میں سو گیا۔ اچانک شعلہ پیدا ہوا۔ میری آنکھ کھلی۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ کشاف اور ایجاز تو جل گئی ہیں۔ اور عمدہ سلامت ہے۔

پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ شیخ صدرالدین چاہتے تھے۔ کہ نحو مفصل پڑھیں۔ اس بارے میں اپنے والد بزرگوار سے عرض کی۔ شیخ بہاؤالدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ آج کی رات صبر کرو جب رات ہوئی۔ تو شیخ صدارالدین واقعہ میں کیا دیکھتے ہیں۔ کہ ایک شخص کو زنجیروں میں جکڑے لئے جا رہے ہیں۔ پوچھا۔ یہ کون ہے۔ کہا یہ زمخشری صاحب مفصل ہے۔ اسے دوزخ میں لئے جا رہے ہیں۔ واللہ اعلم۔

Marfat.com

مجلس --- ۱۲ ---

ہود علیہ السلام کی قبر

بروز منگل ساتویں ماہ شعبان سن مذکور کو دست بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ حاضرین میں سے ایک نے یہ حکایت بیان کی۔ کہ ایک مرتبہ میں سفر کرتے کرتے اس سرزمین میں جا نکلا۔ جہاں ہود علیہ السلام کی قبر ہے۔ وہ قبر بہت عظیم الشان اور بلند تھی۔ وہاں کے لوگ ہماری زبان نہیں سمجھ سکتے تھے۔ اور نہ ہم ان کی زبان سے آشنا تھے۔ القصہ چند روز بھوکے رہ کر جب وہاں پہنچے تو انہوں نے جوار کی قسم کی کوئی چیز ہمارے لئے پکائی۔ اور اس پر دودھ ڈالا۔ ہم بھوکے تو تھے ہی بڑے شوق سے کھائی۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ ایسے آدمی ایسے مقام پر ایسی قوم سے تنگ آتے ہیں۔ اس حکایت کا بیان کرنے والا کچھ حلوا گزر لایا تھا۔ اس کی نسبت یہ حکایت بیان فرمائی کہ میں نے مولانا عزیز زاہد رحمتہ اللہ علیہ سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ میں اور مولانا برہان الدین کابلی جو ان دنوں دہلی کے نائب قاضی تھے۔ ابتداء میں ایک ہی جگہ تعلیم حاصل کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ مولانا برہان الدین کو دو اشرفیاں ملیں۔ کہا ایک اشرفی سے میں قرآن شریف خریدتا ہوں۔ اس نیت سے کہ میں صاحب نصاب ہو جاؤں۔ یعنی دولت مند بن جاؤں۔ انہوں نے ویسا ہی کیا۔ ایک اشرفی کا قرآن شریف خرید لیا۔ شاید اسی دن جمال الدین نیشا پوری پہنلار کے ہاں جو اس وقت دہلی کے کوتوال تھے۔ گئے۔ کھانا لایا گیا۔ اس میں حلوا گزر بھی تھا کوتوال نے وہ حلوا مولانا برہان الدین کے سامنے رکھ دیا۔ اور پوچھا کہ یہ حلوا کیسا ہے۔ مولانا برہان الدین نے فرمایا۔ کہ طالب علم خشک روٹی کو اسی طرح کھاتے ہیں جیسے حلوا گزر کو۔ آپ یہ فرمائیں۔ کہ حلوا گزر کھایا کس طرح جاتا ہے۔ کوتوال کو یہ بات بہت ہی اچھی معلوم ہوئی۔

ایک شخص کو حکم دیا۔ کہ بیس یا تیس اشرفیاں لاکر مولانا برہان الدین کو دے دو۔ غرض مولانا کے پاس اس کے بعد بہت سا مال ہو گیا۔ اور دہلی کے نائب قاضی بھی بنے۔

Marfat.com

مجلس ۔۔ ۱۳ ۔۔

عدل و ظلم

بروز جمعہ ماہ رمضان کی آخری تاریخ سن مذکور کو قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ عدل اور ظلم کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ کا معاملہ خلقت کے ساتھ دو طرح کا ہے اور خلقت کا معاملہ آپس میں تین طرح کا۔ اللہ تعالیٰ کا معاملہ خلق سے یا عدل ہے یا فضل۔ لیکن خلقت کا آپس میں یا عدل ہے یا فضل یا ظلم۔ اگر لوگ آپس میں عدل یا فضل کریں۔ تو اللہ تعالیٰ ان پر اپنا فضل کرتا ہے۔ لیکن اگر آپس میں ظلم کریں تو اللہ تعالیٰ ان سے عدل سے پیش آتا ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ عدل سے پیش آتا ہے۔ وہ عذاب میں گرفتار ہوتا ہے۔ خواہ پیغمبروقت ہی کیوں نہ ہو۔ اس بات پر بندے نے عرض کی۔ کہ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مجھے اور میرے بھائی عیسیٰؑ کو دوزخ میں بھیج دے۔ تو عدل ہی کرے گا۔ فرمایا۔ بے شک تمام جہان اس کی ملکیت ہے۔ جو اپنی ملکیت میں تصرف کرتا ہے۔ وہ ظلم نہیں کرتا۔ ظلم تو اسے کہتے ہیں۔ جو غیر کی ملکیت میں تصرف کیا جائے۔

بعد میں فرمایا۔ کہ اشعریہ مذہب میں اسی طرح ہے۔ کہ یہ بات جائز ہے۔ کہ حق تعالیٰ مومن کو ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رکھے یا کافر کو ہمیشہ کے لئے بہشت میں رکھے۔ کیونکہ وہ اپنی ملک میں تصرف کرتا ہے۔ لیکن ہمارے مذہب میں ایسا نہیں۔ اس واسطے کہ حق تعالیٰ قران شریف میں فرماتا ہے۔ کہ نادان دانا کے برابر نہیں۔ اور اندھا بینا کے برابر نہیں۔ اسی طرح اور مثالیں بیان فرمائی ہیں۔ اب اس کی حکمت سے یہ واجب ہے۔ کہ مومن بہشت میں جائے۔ اور کافر دوزخ میں۔ اس واسطے کہ وہ حکیم ہے۔ حکمت کے موافق کام کرتا ہے۔ جیسے کسی شخص کے پاس مال ہو تو جس طرح وہ چاہے خرچ کرے۔ اگر وہ اپنے مال کو کنوئیں میں بھی پھینک دے تو بھی حکمت سے خالی نہ ہو گا۔

Marfat.com

اس کے بعد فرمایا۔ کہ اگر کوئی مومن بغیر توبہ کئے مر جائے۔ تو تین باتوں کا احتمال ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان کی برکت سے اسے بخش دے یا اپنے فضل سے اسے بخش دے۔ یا کسی کی شفاعت سے اسے بخش دے۔ اگر دوزخ میں بھی ڈالے گا۔ تو اس کے گناہوں کے مطابق اسے عذاب کر کے آخر کار بہشت میں بھیج دے گا۔ لیکن ہمیشہ کے لئے دوزخ میں نہیں رکھے گا۔ کیونکہ وہ دنیا سے باایمان گیا ہے۔

مجلس --- ۱۴ ---

بشیر غلام کی بیعت

بروز ہفتہ گیارھویں ماہ شوال سن مذکور کو قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس روز میں اپنا غلام بشیر نام ہمراہ لے گیا۔ اور عرض کی۔ کہ یہ غلام نماز ادا کرتا ہے۔ اور مدت سے مجھے کہہ رہا ہے کہ مجھے خواجہ صاحب کی خدمت میں لے چلو۔ تاکہ بیعت کی دولت نصیب ہو۔ چونکہ خواجہ صاحب کی مہربانی اور شفقت عام تھی۔ یہ بات قبول فرمائی۔ بعد ازاں پوچھا۔ کہ کیا تو اسے مرید ہونے کی اجازت دیتا ہے۔ میں نے عرض کی۔ کہ جناب میں اجازت دیتا ہوں۔ بعد ازاں اسے دست بیعت فرمایا۔ اور کلاہ عطاء فرمائی۔ اور اسے حکم کیا۔ کہ جا کر دوگانہ ادا کر آؤ۔ جب یہ غلام چلا گیا۔ تو خواجہ صاحب نے یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ اس سے پہلے ایک درویش نہایت مکلف خرقہ پہنے شیخ علی سنجری علیہ الرحمتہ کی خانقاہ میں آیا۔ مگر وہ درویش ہر جگہ دق کرتا تھا۔ شیخ علیؒ نے اسے فرمایا۔ کہ چونکہ تو اس خانقاہ میں رہتا ہے۔ بھیک نہ مانگا کر۔ میں تجھے کچھ دوں گا۔ جس سے تو فارغ البالی سے زندگی بسر کرے گا۔ یہ کہہ کر اسے پانسو جیتل عنایت فرمائے۔ اس درویش نے ان پانسو جیتل سے سودا کیا۔ تھوڑے عرصے میں تیس اشرفیاں بن گئیں۔ پھر تیس اشرفیوں کا مال خریدا۔ تو سو ہو گئیں۔ ان سو سے ایک غلام خریدا۔ شیخ علیؒ نے فرمایا۔ کہ ان غلاموں کو غزنی میں لے جاؤ۔ تاکہ تجھے زیادہ

Marfat.com

فائدہ ہو۔ درویش نے ایسا ہی کیا۔ اس کے پاس نہایت معتبر ایک غلام تھا۔ اسے کہا۔ کہ تو میرا مرید ہو جا۔ غلام اس کا مرید بن گیا۔ درویش نے اس کا سر مونڈا۔ اور کلاہ اس کے سر پر رکھ کر کہا۔ کہ یہ کلاہ سیدی احمد کی ہے۔ شاید اس درویش کا تعلق اس خاندان سے ہو گا۔ الغرض جب غزنی پہنچا۔ اور غلاموں کو فروخت کر دیا۔ باقی وہ غلام رہ گیا۔ اس کے بھی خریدار تھے۔ درویش نے کہا۔ میں اسے کس طرح بیچوں۔ یہ تو میرا مرید ہے۔ الغرض اس کے خریدنے میں لوگوں نے بہت غلو کیا۔ قیمت چوگنی ہو گئی۔ درویش کی نیت بدل گئی۔ اور اس کے بیچنے پر راضی ہو گیا۔ جب سوداگروں نے غلام کو خریدنا چاہا۔ تو اس نے آبدیدہ ہو کر درویش کو کہا۔ کہ خواجہ! جس دن میں تیرا مرید ہوا تھا۔ اور تو نے میرے سر پر کلاہ رکھی تھی تو یہ کہا تھا۔ کہ یہ کلاہ سیدی احمد کی ہے۔ اب تو مجھے فروخت کرتا ہے۔ سو قیامت کے دن میرے اور سیدی احمد کے مابین جھگڑا ہو گا۔ جب غلام نے یہ کہا۔ تو خواجہ نرم دل ہو گیا۔ حاضرین کو کہا آپ گواہ رہیں میں نے اس غلام کو آزاد کیا۔ جب خواجہ صاحب یہاں تک بات ختم کر چکے۔ تو میں نے عرض کی۔ کہ میں نے اس غلام کو آزاد کیا۔ خواجہ صاحب نے نہایت خوش ہو کر فرمایا۔ کہ بہت اچھا کیا ہے۔ ایسا ہی واجب تھا۔ جیسا تو نے کیا ہے۔ بعد ازاں نہایت شفقت اور مرحمت سے اپنے مبارک سر سے کلاہ اتار کر میرے سر پر رکھی۔

الحمد للہ رب العالمین۔

Marfat.com

مجلس -- ۱۵ --

ذکر خرچ

بروز جمعرات ستائیسویں ماہ مذکور سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ خرچ کرنے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ جب کسی کے پاس دنیا کا زر و مال آئے۔ تو اسے خرچ کرنا چاہئے اور جب اس سے منہ پھیر لے۔ تو بھی راہ خدا میں صرف کرے۔ کیونکہ اس نے چلے تو جانا ہی ہے بہتر ہے کہ اسے اپنے ہاتھ سے صرف کرے۔

اس کی بعد فرمایا۔ کہ شیخ نجیب الدین متوکل علیہ الرحمتہ نے انہیں معنوں کو اس عبادت میں بیان کیا ہے۔ کہ جب آئے تو وہ کیونکہ کم نہیں ہو جائے گا۔ اور جب جانے لگے تو محفوظ نہ رکھ۔ کیونکہ ہاتھ نہیں آئے گا۔

مجلس -- ۱۶ --

نیت مردان حق

بروز منگل پندرہویں ماہ ذی الحجہ سن مذکور کو قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ بات اس بارے میں شروع ہوئی۔ کہ اللہ کے بندے جو کھانا کھاتے ہیں۔ ان کی نیت حق کی ہوتی ہے۔

اس کے بعد فرمایا۔ کہ شیخ شہاب الدین قدس اللہ سرہ العزیز عوارف میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک درویش کھانا کھاتے وقت جو لقمہ اٹھاتا یہ کہتا اخذت باللّٰہ، میں نے اللہ کے نام پہ لقمہ اٹھایا ہے۔

Marfat.com

مجلس ۔۔۔ ۱۷ ۔۔۔

وہ درویش؟

سوموار کے روز اکیسویں ماہ مذکور سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ پوچھا۔ شہر سے آئے یا چھاؤنی سے۔ میں نے عرض کی چھاؤنی سے۔ اب تو رہتا بھی وہیں ہوں۔ پوچھا۔ کبھی شہر بھی جاتے ہو۔ عرض کی بہت کم دس بارہ دن کے بعد جاتا ہوں۔ زیادہ تر چھاؤنی میں رہتا ہوں۔ اور جمعہ کی نماز بھی کیلو کھری مسجد میں ادا کرتا ہوں۔ فرمایا۔ بہتر ہے۔ کیونکہ چھاؤنی کی آب و ہوا شہر کی نسبت اچھی ہوتی ہے۔ شہر کی ہوا گندی اور بدبو دار ہوتی ہے۔ اس بارے میں زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جس طرح بعض وقتوں کو بعض وقتوں پر فوقیت حاصل ہے۔ جیسا کہ عید کے دن کو باقی دنوں پر۔ اسی طرح مکان مکان میں فرق ہوتا ہے۔ بعض میں راحت زیادہ ہوتی ہے بعض میں کم۔ لیکن درویش کو چاہئے کہ ان باتوں کا خیال نہ کرے۔ نہ خوشی سے خوش ہو نہ غمی سے غمناک۔ یہ حالت اس شخص کی ہوتی ہے جو دنیا و مافیہا کو ترک کر دے۔ بات کرتے وقت درویش کا دل حق کی طرف مائل ہونا چاہئے اور زبان دل سے مدد طلب کرے اور دل حق سے مدد طلب کرے۔

بعد ازاں زبان سے فرمایا۔ کہ میں نے یہ کلمات شروع شروع میں مولانا عماد الدین سنامی سے سنے۔ ایک دفعہ میں سلطان کے حوض کی طرف گیا۔ وہ بھی وہاں موجود تھے۔ ایک ہی جگہ بیٹھے اور اس بارے میں گفتگو کی۔ مجھے خوش وقتی حاصل تھی۔ اس کے تین یا چار سال بعد پھر ایک ہی مقام میں اکٹھے ہوئے لیکن پھر دیکھا۔ تو اس میں اس بات کا مس تک نہ تھا۔ اس کی وجہ یہ فرمائی۔ کہ وہ خلقت میں مشغول ہو گیا تھا۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جب شیخ جلال الدین تبریزی قدس اللہ سرہ العزیز دہلی آئے۔ اور تھوڑی مدت وہاں قیام کر کے جب روانہ ہوئے تو فرمایا۔ کہ جب میں اس شہر میں آیا۔ تو خالص سونے کی طرح تھا۔ اب یہاں سے چاندی ہو کر چلا ہوں۔

پھر سماع کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ میں نے عرض کی۔ کہ میں اپنے کام

Marfat.com

میں حیران ہوں۔ اس واسطے کہ جو طاعت اور عبادت چاہیئے۔ وہ میں نے کی نہیں۔ اور نہ درویشوں کے لئے اوراد اور شغل مجھ میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن جب کبھی سماع سنتا ہوں۔ تو تھوڑی دیر راحت حاصل ہوتی ہے۔ یا جس وقت جناب کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ اس وقت دنیا و مافیہا سے دل خالی ہوتا ہے۔ فرمایا۔ کیا اس وقت دل تعلقات دنیوی سے خالی ہوتا ہے عرض کی جناب اس وقت تو ہوتا ہے فرمایا سماع کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ہاجم دوسرے غیر ہاجم۔ ہاجم اسے کہتے ہیں۔ کہ جب سماع کے وقت کوئی آواز یا شعر سنا جائے۔ اس سے بدن کو جنبش ہو۔ اسے ہاجم کہتے ہیں۔ اس کی تشریح نہیں ہو سکتی۔ غیر ہاجم وہ ہے۔ کہ جب سماع کا اثر ہو جائے۔ تو اسے برداشت کرے۔ خواہ حضرت حق پر یا اپنے پیر پر یا کسی اور چیز پر جس کا خیال دل میں گزرے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

—•☆—

Marfat.com

Marfat.com

ملفوظات حضرت محبوب الٰہی

فوائد الفوائد

جلد چہارم

مرتبہ

حضرت امیر حسن علی سنجری رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

عنصر صابری

ناشر

پروگریسو بکس

Marfat.com

Marfat.com

فہرست

جلد ۴

۲۴ محرم ۷۱۲ھ تا ۲۳ رجب ۷۱۹ھ

مجالس ۲۷

پیش لفظ

مجلس ۱ فوائد الفوائد حضور خواجہؒ
مجلس ۲ لاہور کی تباہی
مجلس ۳ دعویٰ کرامت
مجلس ۴ آخری چہار شنبہ
مجلس ۵ عرس کے معنی
مجلس ۶ تحمل
مجلس ۷ نذر قبول کرنا
مجلس ۸ کاموں میں استقلال
مجلس ۹ تراویح میں ختم قرآن
مجلس ۱۰ نو روز
مجلس ۱۱ کسی کی برائی
مجلس ۱۲ دنیا کی صفت
مجلس ۱۳ اوراد
مجلس ۱۴ عشق اور عقل
مجلس ۱۵ لباس
مجلس ۱۶ خراج اور جذبہ
مجلس ۱۷ غصہ اور شہوت

Marfat.com

مجلس ۱۸ توبہ

مجلس ۱۹ معاملات مخلوق

مجلس ۲۰ سورہ اخلاص

مجلس ۲۱ مشائخ سے رغبت

مجلس ۲۲ پیر اور مرید

مجلس ۲۳ نماز عید

مجلس ۲۴ مخدوم کی خدمت میں

مجلس ۲۵ قناعت

مجلس ۲۶ حکایت

مجلس ۲۷ حفظ قرآن

مجلس ۲۸ کمزور اعتقاد

مجلس ۲۹ حکایت حضورؐ

مجلس ۳۰ خاص مرید

مجلس ۳۱ اثر سورہ بروج

مجلس ۳۲ حکایت حضورؐ

مجلس ۳۳ تراویح

مجلس ۳۴ ایک حدیث

مجلس ۳۵ صدقہ

مجلس ۳۶ درویشوں کا تذکرہ

مجلس ۳۷ اکلھا دائم

مجلس ۳۸ دوستی کا حق

مجلس ۳۹ نذرانہ

مجلس ۴۰ مراد رسولؐ کا واقعہ

مجلس ۴۱ بیٹیوں کا ذکر

Marfat.com

مجلس	۴۲	بچوں سے محبت
مجلس	۴۳	حکایت بغداد
مجلس	۴۴	فضیلت علم
مجلس	۴۵	حسن عقیدہ
مجلس	۴۶	دنیا کی محبت
مجلس	۴۷	ذکر نماز
مجلس	۴۸	دست بوسی
مجلس	۴۹	اللہ کے ناموں کا ورد
مجلس	۵۰	حدیث
مجلس	۵۱	تذکرہ نور ترک"
مجلس	۵۲	اسراف
مجلس	۵۳	احتیاط وضو
مجلس	۵۴	کاروبار میں مصروفیت
مجلس	۵۵	استقرار توبہ
مجلس	۵۶	ایام بیض کے روزے
مجلس	۵۷	ابو الیاس
مجلس	۵۸	کھانے کا ذکر
مجلس	۵۹	بدایوں کے مدفون
مجلس	۶۰	فضیلت روزہ
مجلس	۶۱	عصمت توبہ
مجلس	۶۲	شاعری سے رغبت
مجلس	۶۳	روزہ اور سحری
مجلس	۶۴	یاد حق
مجلس	۶۵	حج اور زیارت

Marfat.com

مجلس ۶۶ آداب پیری مریدی
مجلس ۶۷ مغرور لوگ

Marfat.com

فوائد الفوائد

جلد چہارم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ اوراق نور و سطور اور یہ الواح سرور حروف خواجہ بندہ نواز سلطان دارالملک راز۔ ملک المشائخ علی الاطلاق قطب الاقطاب عالم بالاتفاق۔ نظام الحق والہدیٰ والدین (اللہ تعالیٰ آپ کو دیر تک زندہ رکھے اور مسلمانوں کو مستفیض کرے) کے اشارات شاملہ اور کلمات کاملہ سے محرم ۷۱۳ھ سے لے کر جمع کئے ہیں۔

لفظ متین خواجہ راحبل المتین گرفتہ ام　　　کس نرسد بچاہ غم جز بسعی لیں رسن

گفتہ شیخ کربہ شد جمع امید آنکہ حق　　　بر گذر انداز کرم گفتہ بگرو کربہ حسن

میں نے خواجہ کے لفظ کو حبل المتین کی طرح تھام لیا کیونکہ غم کے کنویں سے اسی رسی کے سہارے بغیر کوئی باہر نہیں نکل سکتا میں نے شیخ کے ارشادات کو اس امید کے ساتھ جمع کیا ہے اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے حسن کے قول و فعل سے درگزر کرے گا۔

Marfat.com

Marfat.com

مجلس ---ا---

فوائد الفوائد حضور خواجہ

بروز بدھ چوبیسویں محرم ۷۱۳ ہجری کو پابوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس روز بندہ فوائد الفوائد کی پہلی جلد حسب الحکم لایا۔ جب مطالعہ فرمایا۔ تو بہت سراہا۔ فرمایا۔ بہت اچھا لکھا ہے۔ درویشانہ لکھا ہے۔

بعد میں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فتح خیبر میں ایمان لائے تھے۔ جس کے بعد تین سال سے زیادہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت حیات میں نہ رہے۔ ان سالوں میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس قدر حدیثیں جمع کیں۔ کہ سارے یاروں کی جمع کردہ حدیثوں سے کہیں زیادہ ہیں۔

بعد اس کے فرمایا۔ کہ ابوہریرہؓ سے پوچھا۔ کہ آپ کو کس طرح اتنی حدیثیں تھوڑی مدت میں یاد رہیں۔ اور یاروں کو جو مدت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں رہتے تھے یاد نہ رہیں۔ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر شخص کو ایک خاص کام پر لگایا ہوا تھا۔ میرا فرض یہ تھا۔ کہ جو حدیث سنوں اسے یاد رکھوں۔

پھر فرمایا۔ کہ ایک روز ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں جو کچھ جناب کی زبان مبارک سے سنتا ہوں۔ یاد کر لیتا ہوں۔ لیکن بعض حدیثیں یاد نہیں رہتیں۔ فرمایا۔ اگر تو ساری حدیثیں یاد رکھنی چاہتا ہے۔ تو جب میں بات کر رہا ہوں۔ تو دامن پھیلا دیا کر اور جب میں ختم کر چکوں تو آہستہ سے وہ دامن لپیٹ کر اپنے سینے پر رکھ۔ اس طرح پر جو کچھ مجھ سے سنے گا تجھے یاد رہے گا۔

اس کے بعد فرمایا۔ کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی عمر میں صرف تین یا چار حدیثوں کی روایت کی ہے۔ اور عبداللہ بن عباس نے دس سے کم کی۔ عبداللہ بن مسعود نے باوجود ایسا فقیہ ہونے کے اپنی ساری عمر میں صرف ایک حدیث کی روایت

Marfat.com

کی ہے۔ اور وہ بھی جس دن کہ مارے ہیبت کے رنگ زرد پڑ گیا۔ اور رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اور دونوں کندھے مارے خوف کے تھر تھر کانپنے لگے۔ بعدازاں کہا "سمعت رسول اللہ" ...... الخ حدیث بیان کرنے کے بعد کہا ہذا الفظ او معناہ خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ بعض ذاکر جو حدیث کے بعد کہتے ہیں۔ ہذالفظ او معانہ یہ وہیں سے شروع ہوا ہے۔

یہاں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ صحابہ کرام چار ہیں۔ اور عبادلہ ثلثہ۔ پھر علی کرم اللہ وجہہ کے مناقب کے بارے میں فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یاروں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ذکر بدیں الفاظ فرمایا۔ افضلکم علی اقضی تم میں سے افضل اور سب سے بڑھ کر قاضی علیؓ ہے۔ سب سے بڑھ کر بڑا قاضی وہی ہو سکتا ہے۔ جسے سب سے زیادہ علم ہو۔

بعدازاں صحابہ کرام کی موافقت کے بارے میں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مجمع میں ایک صحابی حاضر تھا۔ اور ایک شخص اس کے پیچھے بیٹھا تھا۔ وہ ہر مرتبہ یہ کہتا تھا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ کہ ایک روز میں فلاں مقام پر تھا۔ اور میرے ساتھ ابوبکرؓ اور عمرؓ تھے۔ پھر فلاں مقام میں گیا۔ تو میں ابوبکرؓ اور عمرؓ تھے۔ اسی طرح چند مرتبہ اس نے یاد کیا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں فلاں مقام پر تھا۔ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ میرے ہمراہ تھے۔ اس صحابی نے مڑ کر دیکھا۔ کہ کون یہ حکایت بیان کر رہا ہے۔ جب غور کی تو معلوم ہوا۔ کہ امیر المومنین علیؓ تھے۔

بعدازاں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ عمرؓ نے فرمایا۔ کاش میں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے پر کا ایک بال ہی ہوتا۔

Marfat.com

مجلس ــ ۲ ــ

لاہور کی تباہی

بروز اتوار اٹھائیسویں ماہ مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ ایک درویش کے بارے میں یہ فرمایا۔ کہ وہ اللہ کا پیارا ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ جو شخص دنیا کی آلودگی سے پاک ہو۔ وہی اللہ کا پیارا ہے۔ اگر کوئی اللہ کا پیارا دنیا سے ملوث ہو۔ تو وہ اللہ کا پیارا نہیں رہتا۔ بعدازاں یہ شعر پڑھا۔

ناپاک نگر دی بتز آلش ننهند   تاخاک نگرہی بتو آبش ننہند

جب تک تو پاک نہ ہو جائے تجھے سوز عشق نہ دیں گے نیز جب تک تو خاک نہ ہو جائے پانی نہیں دیں گے۔

بعد میں گفتگو شروع ہوئی۔ کہ آج چاند کی اٹھائیسویں ہے نہ کہ انتیسویں یہاں سے یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ لہاور میں ستائیسویں یا اٹھائیسویں رمضان کو چاند دیکھا گیا۔ اور یہ اس طرح ہوا۔ کہ اس سال تین مہینے پے درپے انتیس دن کے تھے۔ بادل اور غبار کی وجہ سے چاند دکھلائی نہ دیا۔ اہل شہر نے ہر مہینہ تیس دن کا شمار کیا۔ جب تین مہینے گزر گئے۔ تو ستائیسویں یا اٹھائیسویں ہی کو چاند دکھائی نہ دیا۔ پھر معلوم ہوا کہ ہم غلطی پر تھے۔ بعدازاں فرمایا۔ کہ اس کی خرابی لہاور پر پڑی ۔ اور دوسری شامت یہ آئی۔ کہ انہیں دنوں لہاور کے بعض سوداگر گجرات کی طرف گئے۔ ان دنوں گجرات ہندوؤں کے قبضے میں تھا۔ الغرض جب ہندوؤں نے ان سوداگروں کا اسباب خریدنا چاہا۔ تو انہوں نے دگنی قیمتیں بتائیں۔ لیکن فروخت کرتے وقت بتائی ہوئی قیمت کا نصف لیا۔ وہاں کے ہندوؤں کی یہ عادت تھی۔ کہ جو اسباب فروخت کیا کرتے تھے۔ اس کی قیمت ٹھیک بیان کرتے تھے۔ اور اسے ایک ہی بھاؤ فروخت کیا کرتے۔ الغرض جب انہوں نے سوداگروں کا یہ معاملہ دیکھا۔ تو ایک نے پوچھا۔ کہ تم کس شہر کے ہو۔ کہا۔ لہاور کے۔ اس ہندو نے پوچھا۔ کیا تمہارے شہر میں اسی طرح سودا کرتے ہیں۔ کہا۔ اسی طرح۔ بعدازاں اس ہندو نے پوچھا۔ کیا وہ شہر آباد ہے۔

Marfat.com

کہاں ہاں۔ ہندو نے کہا۔ جس شہر میں ایسا معاملہ ہو۔ وہ تو آباد نہیں رہ سکتا۔ القصہ جب سوداگر گجرات سے لوٹے۔ تو اثنائے راہ میں انہوں نے سنا۔ کہ کافروں نے لاہور کو برباد کر ڈالا ہے۔

مجلس ۔۔۔ ۳ ۔۔

دعوئ کرامت

منگل کے روز بارھویں ماہ صفر سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ ان لوگوں کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ جو کرامت کا دعوی کرتے ہیں۔ اور اپنے تئیں کشف میں مشہور کرتے ہیں فرمایا اس بات کی کچھ وقعت نہیں۔ پھر فرمایا۔ کہ "فرض اللہ تعالی علی اولیاء کتمان الکرامت کما فرض علی انبیاء اظہار المعجزۃ" اللہ تعالٰی نے اپنے اولیاء پر کرامت کا پوشیدہ رکھنا ایسا ہی فرض کیا ہے۔ جیسا نبیوں پر معجزوں کا ظاہر کرنا' پس اگر کوئی ولی اپنی کرامت ظاہر کرے۔ تو گویا اس نے فرض کا ترک کیا۔ بعدازاں فرمایا۔ کہ سلوک کے سو مراتب مقرر کئے ہیں۔ جن میں سے سترواں مرتبہ کشف و کرامت کا ہے۔ اگر سالک اسی مرتبے میں رہ جائے۔ تو باقی کے تراسی کس طرح حاصل کرے گا۔

پھر خدمت کرنے کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ساقی القوم اخر ھمہ شربا یعنی جو لوگ قوم کو پانی دیتے ہیں۔ انہیں خود سب سے پیچھے پینا چاہیے۔ پھر فرمایا۔ کہ کھانا کھانے میں بھی ایسا ہی کرنا واجب ہے۔ دوسروں سے پہلے کبھی نہیں کھانا چاہیے۔

پھر فرمایا۔ کہ میزبان کو واجب ہے کہ اپنے مہمان کے ہاتھ دھلانے سے پہلے اپنے ہاتھ دھوئے۔ کیونکہ پہلے اپنے ہاتھ صاف ہوں۔ پھر دوسروں کے دھلائے۔ اور پانی پیتے وقت پہلے اوروں کو پلائے اور بعد میں آپ پیئے۔

Marfat.com

بعد میں فرمایا۔ کہ اس بارہ میں بزرگوں نے کہا ہے۔ کہ جو ہاتھ دھلائے کھڑا ہو کر دھلائے۔ بعدازاں فرمایا۔ کہ ایک شخص شیخ جنید رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں ہاتھ دھلانے کے لئے حاضر ہوا۔ اور بیٹھ گیا۔ جب بیٹھا۔ تو شیخ صاحب خود اٹھ کھڑے ہوئے۔ پوچھا۔ کیوں۔ فرمایا۔ اسے واجب تھا۔ کہ کھڑا ہو کر ہاتھ دھلاتا۔ چونکہ وہ بیٹھ گیا ہے۔ اب مجھے واجب ہے کہ کھڑا ہو جاؤں۔

اس کے بعد فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ امام شافعیؒ امام مالکؒ کے ہاں بطور مہمان وارد ہوئے۔ امام مالکؒ نے امام شافعیؒ کے ہاتھ دھلائے۔ بعدازاں فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کسی دوست کے بطور مہمان وارد ہوئے۔ اس دوست نے جو کھانا تیار کرنا تھا۔ اس کی چیزوں کی فہرست کاغذ پر بنائی۔ اور لونڈی کو کہا۔ کہ جو کھانا میں نے اس کاغذ پر لکھ دیا ہے۔ وہ ضرور تیار کرنا یہ کہہ کر خود کسی کام کے لئے باہر چلا آیا۔ امام شافعیؒ نے لونڈی سے کاغذ لے کر اپنے حسب منشاء اس میں اور کھانے درج کر دیے۔ جب لونڈی نے کاغذ دیکھا۔ تو جو کھانے امام شافعیؒ نے اور لکھ دئے تھے۔ وہ بھی پکائے۔ جب گھر کا مالک آیا۔ اور کھانا چنا گیا۔ تو کھانا بہت دیکھ کر جا کر لونڈی سے وجہ پوچھی۔ اس نے کاغذ دکھلا دیا۔ جب اس نے دیکھا۔ کہ امام شافعیؒ نے خود اپنے حسب منشاء اور کھانے اس میں درج کر دئے ہیں۔ تو بہت ہی خوش ہوا۔ اور اس لونڈی کو مع چھوٹے چھوٹے غلاموں کے آزاد کر دیا۔

پھر ضیافت کے سلسلہ میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ بغداد میں ایک درویش تھا۔ جس کے دسترخوان پر ہر روز ایک ہزار دو سو پیالے کھانے کے خرچ ہوتے۔ اور جس کے اٹھارہ باورچی خانے تھے۔

الغرض ایک روز خدمت گاروں کو پوچھا۔ کہ کیا کھانا تقسیم کرتے وقت کسی کو بھول تو نہیں جاتے کہا نہیں۔ ہم سب کو کھانا دیتے ہیں۔ پھر شیخ نے پوچھا۔ کہ سوچو۔ کہا ہم کسی کو نہیں بھولتے۔ سب کو کھانے کے وقت بلا لیتے ہیں۔ اور جسے دینا ہوتا ہے۔ دیتے ہیں۔ پھر شیخ نے کہا۔ کہ اس کام میں فروگذاشت نہیں کرنی چاہئے۔ خدمتگاروں نے کہا۔ شیخ کو یہ بات کس طرح معلوم ہو گئی۔ فرمایا آج تین دن سے مجھے

Marfat.com

کھانا نہیں ملا۔ چونکہ باورچی خانے زیادہ تھے۔ اس لئے وہ اس خیال میں رہتے کہ شائد دوسرے باورچی خانے سے شیخ صاحب کو کھانا پہنچ گیا ہو گا۔ ہر ایک یہی جانتا تھا۔ کہ کسی اور باورچی خانے سے کھانا مل گیا ہو گا۔ جب تین دن اس طرح گزر گئے۔ تو شیخ نے یہ بات ظاہر کی۔

پھر سلطان کے حوض کے پانی کی بابت گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ سلطان شمس الدین کو وفات کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے کیسا سلوک کیا۔ کہا مجھے اس حوض کے عوض بخش دیا۔

مجلس ـــ ۴ ـــ

آخری چہار شنبہ

بدھ کے روز ستائیسویں ماہ مذکور کو قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ اس سے ایک دن پہلے یعنی منگل کو نصیر الدین محمود سے جو مرید خوش اعتقاد تھا۔ مشورہ کیا۔ کہ کل آخری بدھ ہے جسے لوگ منحوس خیال کرتے ہیں۔ آؤ ہم خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوں۔ کہ وہاں تمام نحوستیں سعادت سے بدل جائیں گی۔ القصہ بدھ کو میں اور وہ حاضر خدمت ہوئے۔ اور منگل کا واقعہ بیان کیا۔ مسکرا کر فرمایا۔ ہاں لوگ اس دن کو منحوس خیال کرتے ہیں۔ لیکن یہ نہیں جانتے کہ یہ دن ہمارے لئے باسعادت ہے۔ اس لئے ہے کہ اس دن محبوب الٰہی کی پیدائش ہوئی۔ (منحوس یہ دن اس لئے ہے کہ حضورؐ کی اس دن صحت بگڑنی شروع ہوئی)۔

پھر اس کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ کہ بعض کا مزاج جلدی بگڑ جاتا ہے۔ فرمایا جس کی طبع لطیف ہو۔ وہ جلدی برہم ہو جاتا ہے۔ ان معنوں کے مناسب مولانا فخر الدین رازی کی یہ رباعی پڑھی۔

Marfat.com

رباعی

آنم کہ بہ نیم نرہ ناخوش گربم وزنیمئہ نیم نرہ بلکش گربم
از آب لطف تر مزاجے دارم برباب مرا وگرنہ آتش گربم

ترجمہ :۔ میں وہ ہوں کہ آدھے ذرے سے ناخوش ہو جاتا ہوں پھر آدھے کے آدھے ذرے سے بھی خوش ہو جاتا ہوں میرا مزاج پانی سے بھی زیادہ لطیف ہے مجھے سمجھ لو ورنہ آگ بن جاؤں گا۔

پھر بادشاہوں کے مزاج کے تغیر کی بابت فرمایا۔ کہ کلمات قدسی میں سے ایک یہ ہے کہ "قلوب الملوک بیدی" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ بادشاہوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں۔ یعنی جب خلقت اللہ تعالیٰ سے راہ راست پر ہوتی ہے۔ تو میں ان کے دلوں کو نرم کر دیتا ہوں۔ اور جب راستے پر نہ ہو۔ تو ان کے دلوں کو سخت کر دیتا ہوں۔

بعد میں فرمایا۔ کہ نظر وہاں پر رکھنی چاہیے۔ اور ہر چیز وہیں سے خیال کرنی چاہیے۔ ان معنوں کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ جن دنوں قباچہ ملتان کا حاکم تھا اور سلطان شمس الدین دہلی کا بادشاہ ان میں باہم دشمنی ہو گئی۔ شیخ بہاؤ الدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ اور ملتان کے قاضی نے سلطان شمس الدین کی طرف خط لکھے۔ وہ خط قباچہ کے ہاتھ لگے۔ جنہیں دیکھ کر وہ بہت برافروختہ ہوا۔ قاضی کو مروا ڈالا۔ اور شیخ صاحب کو گھر بلایا۔ شیخ صاحب حسب معمول بے دھڑک اندر چلے گئے۔ اور قباچہ کی دائیں طرف بیٹھ گئے۔ قباچہ نے آپ کا خط آپ کے ہاتھ میں دیا۔ شیخ صاحب نے مطالعہ کر کے فرمایا۔ ہاں میں نے ہی لکھا ہے۔ اور سچ لکھا ہے۔ جو تیری مرضی ہے کر۔ تو خود کر ہی کیا سکتا ہے۔ قباچہ نے جب یہ سنا۔ تو سوچ میں پڑ گیا۔ اشارہ کیا۔ کہ کھانا لاؤ۔ معمول یہ تھا۔ کہ شیخ صاحب کسی کے ہاں کھانا نہیں کھایا کرتے تھے۔ قباچہ کا یہ منشاء تھا۔ کہ جس وقت کھانا نہیں کھائیں گے۔ اس وقت تکلیف دوں گا۔ جب کھانا لایا گیا۔ تو سب نے کھانا شروع کیا۔ شیخ صاحب نے بھی بسم اللہ کر کے کھانا شروع کیا۔ یہ دیکھ کر قباچہ کی ناراضگی دور ہو گئی۔ اور شیخ صاحب سلامت گھر آئے میرے دل میں

Marfat.com

(مولف کتاب) مدت سے ایک بات تھی جس کی عرض کرنے کا موقعہ نہیں ملتا تھا۔ وہ یہ تھی۔ کہ اگر کوئی مرید ہو۔ جو پانچ وقت کی نماز ادا کرتا ہو۔ لیکن ورد وغیرہ بہت کم کرتا ہو۔ مگر شیخ کی محبت اس کے دل میں بہت ہو۔ اور پیر پر اس کا اعتقاد نہایت پکا ہو۔ اور دوسرا مرید جو طاعت و تسبیح اور اوراد وغیرہ بہت کرتا ہو۔ اور اس نے حج بھی کئی کئے ہوں۔ لیکن اس کا اعتقاد پیر کے حق میں درست نہ ہو۔ تو ان میں سے مرتبے میں کون افضل ہے۔ فرمایا۔ جو پیر کا محب اور معتقد ہے۔ اس کا مرتبہ دوسرے سے افضل ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ جو پیر کا محب اور معتقد ہے۔ اس کا ایک وقت دوسرے کے سارے وقتوں کے برابر ہے۔

اس کے بعد فرمایا۔ کہ بعض کا تو یہ مذہب ہے۔ کہ اولیاء کو انبیاء پر فضیلت حاصل ہے۔ اس واسطے کہ انبیاء زیادہ تر لوگوں میں مشغول رہتے ہیں۔ لیکن یہ مذہب باطل ہے۔ کیونکہ اگرچہ انبیاء لوگوں میں مصروف رہتے ہیں۔ پھر بھی جس وقت حق میں مشغول رہتے ہیں۔ وہ وقت اولیاء کے تمام اوقات پر شرف رکھتا ہے اس موقعہ کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ بنی اسرائیل میں ایک زاہد تھا۔ جس نے ستر سال اللہ تعالیٰ کی طاعت کی۔ ستر سال بعد اسے کوئی ضرورت پیش آئی۔ وہ حاجت اللہ تعالیٰ سے طلب کی۔ لیکن روا نہ ہوئی۔

بعد ازاں ایک گوشے میں جا کر نفس سے جھگڑنا شروع کیا۔ کہ اے نفس! تو نے اللہ تعالیٰ کی ستر سال عبادت کی۔ بیشک تیری طاعت میں اخلاص نہ ہو گا۔ اگر اخلاص ہوتا۔ تو ضرور حاجت پوری ہو جاتی۔ جب وہ اپنے نفس سے جھگڑ رہا تھا۔ تو پیغمبر وقت کو حکم ہوا۔ کہ اس زاہد کو کہو کہ تیرا نفس کے ساتھ جھگڑنا اس ستر سالہ عبادت سے بڑھ کر ہے۔

Marfat.com

مجلس ـــ ۵ ـــ

عرس کے معنی

بروز منگل سترہویں ماہ ربیع الاول سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ حاضرین میں سے ایک نے عرس کے معنے پوچھے فرمایا۔ عرس کے معنی عروسی کرنے کے ہیں۔ نیز عرس کے معنی رات کے وقت قافلے کا ڈیرا جمانا ہے۔ پھر مشائخ کی بزرگ کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ اور نیز ان کے صدق اور نگاہ داشت فرمان پیر اور طلب حق کے بارے میں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک دفعہ شیخ نجیب الدین متوکل نے شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز سے سوال کیا۔ کہ لوگ یوں کہتے ہیں۔ کہ جس وقت آپ نماز ادا کرتے ہیں۔ اور اس کے بعد یا رب کہتے ہیں۔ تو لبیک عبدی' کی آواز سنتے ہو۔ فرمایا نہیں پھر فرمایا کہ "الارجاف افواہ مقدمتہ السکون" جھوٹی خبریں اڑائی ہوئی خاموشی کا پیش خیمہ تھیں' یعنی جھوٹ ہے۔ بعدازاں شیخ نجیب الدین نے پوچھا۔ کہ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ خضر علیہ السلام بھی آپ کے پاس آتے ہیں۔ فرمایا نہیں۔ بعدازاں شیخ نجیب الدین نے پوچھا۔ کہ کہتے ہیں۔ کہ آپ کے پاس مردان غیب آتے ہیں۔ اس کا بھی جواب نفی ہی میں دیا۔ صرف اتنا فرمایا۔ کہ تو بھی ابدال میں سے ہے۔ یہاں سے شیخ فرید الدین نور اللہ مرقدہ کی بزرگی اور آپ کی والدہ بزرگوار کی عظمت کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ والدین کی صلاحیت بچے پر بڑا اثر کرتی ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ شیخ کبیر کی والدہ صاحبہ بہت ہی بزرگ تھیں۔ ایک رات کوئی چور آپ کے گھر آیا۔ سب سوئے ہوئے تھے۔ صرف شیخ صاحب کی والدہ صاحبہ جاگتی تھیں۔ اور یاد الٰہی میں مشغول تھیں۔ جب چور آیا۔ تو اندھا ہو گیا۔ باہر نہیں جا سکتا تھا۔ آواز دی۔ کہ اگر کوئی مرد گھر میں ہے۔ تو وہ میرا باپ ہے۔ اور اگر عورت ہے۔ تو میری ماں بہن ہے۔ جو بھی ہے۔ اس کے خوف نے مجھ پر اثر کیا ہے۔ اور میں اندھا ہو گیا ہوں۔ کہ جب تک زندہ رہوں گا۔ چوری نہیں کروں گا۔ شیخ صاحب کی والدہ صاحبہ نے دعا کی۔ وہ بینا ہو گیا۔ اور چلا گیا۔ جب دن ہوا تو شیخ صاحب کی والدہ نے

Marfat.com

کسی سے اس بات کا ذکر نہ کیا۔ ایک گھڑی بعد ایک شخص کو دیکھا کہ سر پر چھاچھ کا مٹکا دھرے اپنی بیوی کو ہمراہ لئے آیا۔ اس سے پوچھا تو کون ہے کہا میں اس رات اس گھر میں چوری کرنے آیا تھا۔ ایک بزرگ عورت یہاں بیدار تھی۔ میں اس کی ہیبت سے اندھا ہو گیا۔ پھر اس نے دعا کی تو میں بینا ہوا۔ میں نے عہد کر لیا ہے۔ کہ جب میں بینا ہو جاؤں گا۔ تو پھر کبھی چوری نہیں کروں گا۔ اب میں خود بھی آیا ہوں۔ اور اپنی بیوی کو بھی ہمراہ لایا ہوں۔ تاکہ ہم مسلمان ہو جائیں۔ الغرض اس عورت کی برکت سے سارے مسلمان ہوئے۔ اور چوری سے بالکل توبہ کی۔ الحمدللہ رب العالمین

بعد میں ایک اور حکایت اسی بارے میں بیان فرمائی۔ کہ جن دنوں شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز اجودھن میں سکونت پذیر تھے۔ ان دنوں شیخ نجیب الدین کو والدہ صاحب کو وہاں بلانے کے لئے بھیجا۔ شیخ نجیب الدین جا کر لائے۔ تو اثنائے راہ میں درختوں کی چھاؤں میں بیٹھے۔ پانی کی ضرورت ہوئی۔ شیخ نجیب الدین پانی کی تلاش میں گئے۔ جب واپس آئے۔ تو والدہ صاحبہ کو نہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ دائیں بائیں دیکھ بھال شروع کی۔ بہتیری کوشش کی۔ لیکن پتا نہ ملا۔ حیران ہو کر شیخ کبیر کی خدمت میں آکر ماجرا بیان کیا۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ کہ کھانا پکاؤ۔ اور صدقہ دو۔ مدت بعد جب شیخ نجیب الدین کو پھر اس مقام پر جانے کا اتفاق ہوا۔ تو درختوں تلے آکر خیال آیا۔ کہ یہاں دیکھوں تو سہی۔ شاید والدہ صاحبہ کا نشان مل جائے۔ ویسا ہی کیا۔ ڈھونڈتے ڈھونڈتے آدمی کی چند ہڈیاں ملیں۔ دل میں خیال کیا۔ شاید یہی والدہ صاحبہ کی ہڈیاں ہیں۔ شیر یا کسی اور درندے نے ہلاک کر ڈالا ہو گا۔ ساری ہڈیاں جمع کر کے تھیلے میں ڈالیں۔ اور شیخ فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں لا کر سارا ماجرا بیان کیا۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ تھیلی مجھے دکھاؤ۔ جب تھیلی جھاڑی تو ایک ہڈی بھی نہ ملی۔ خواجہ صاحب جب اس بات پر پہنچے۔ تو آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ یہ بات عجائب روزگار سے ہے۔

پھر مردان غیب کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ شروع میں کبھی کبھی میرے دل میں خیال آتا کہ لوگوں سے مل جل بیٹھوں۔ پھر سوچتا۔ کہ

Marfat.com

یہ کیسی خواہش ہے۔ کسی اور مصلحت کے درپے ہونا چاہیے۔ یہاں پر ایک حکایت بیان فرمائی۔ کہ شیخ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ شروع حال میں جب اوش میں تھے (اس شہر میں کنارے پر ایک غیر آباد مسجد تھی۔ اس مسجد کے ایک مینار کو ہفت منارہ کہتے تھے) تو آپ کو معلوم ہوا۔ کہ ایک دعا ہے۔ جو اس مینار پر پڑھی جائے۔ تو خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوتی ہے۔ یہ دعا تو ایک تھی لیکن اسے ہفت دعا کہتے تھے۔ ساتھ ہی اس کے ایک دوگانہ ادا کرنا پڑتا تھا۔ جو دوگانہ اس مسجد میں ادا کرے اسے بھی خضر علیہ السلام کی ملاقات نصیب ہوتی۔ الغرض شیخ قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز کو اشتیاق ہوا۔ کہ مہتر خضر علیہ السلام کو دیکھیں۔ ماہ رمضان کی ایک رات اس مسجد میں جا کر دوگانہ ادا کیا۔ اور اس منارے پر جا کر دعا پڑھی۔ نیچے اترے تو ایک گھڑی ٹھہرے۔ لیکن کوئی آدمی دکھائی دیا۔ ناامید ہو کر مسجد سے نکلے۔ تو ایک آدمی کو کھڑے دیکھا۔ اس نے آپ کو بلایا۔ اور کہا۔ کہ ایسے بے وقت یہاں کیوں آئے تھے۔ فرمایا۔ میں یہاں خضر علیہ السلام کی ملاقات کے لئے آیا تھا۔ دوگانہ ادا کر کے دعا بھی پڑھی۔ لیکن یہ دولت نصیب نہ ہوئی۔ اب گھر جاتا ہوں۔ اس مرد نے پوچھا۔ تو خضر علیہ السلام کو کیا کرے گا۔ وہ تو تیری طرح مارا مارا پھرتا ہے۔ تو اسے دیکھ کر کیا کرے گا۔

اسی اثناء میں پوچھا۔ کہ تو دنیا طلب کرتا ہے۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ نہیں۔ پھر پوچھا۔ کیا تو مقروض ہے۔ فرمایا۔ نہیں۔ اس نے کہا۔ تو پھر خضرؑ کو کیا کرو گے۔ پھر اس مرد نے کہا۔ کہ اس شہر میں ایک مرد ہے۔ کہ خضر اس کے دروازے پر بارہ مرتبہ گیا ہے۔ لیکن اندر جانا نصیب نہیں ہوا۔ وہ انہیں باتوں میں تھے۔ کہ ایک مرد نورانی صورت پاکیزہ لباس پہنے نمودار ہوا۔ اس مرد نے اس کی بڑی تعظیم کی۔ اور اس کے پاؤں پر گر پڑا۔ قطب الدین طیب اللہ ثراہ نے فرمایا۔ کہ جب وہ مرد میرے پاس آیا۔ تو پہلے مرد کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ یہ درویش مقروض نہیں۔ اور نہ دنیا طلب کرتا ہے۔ صرف آپ کی ملاقات کا خواہش مند ہے۔ اسی اثناء میں نماز کی ازان سنی۔ ہر طرف سے درویش اور صوفی ظاہر ہوئے اور تکبیر کہہ کے جماعت کی۔ ایک نے امام

Marfat.com

بن کر تراویح میں بارہ سیپارے پڑھے۔ میرے دل میں خیال آیا۔ کہ اگر اور بھی زیادہ پڑھے تو بہتر ہو گا۔ الغرض جب نماز ختم ہوئی۔ تو انہوں نے اپنی اپنی راہ لی۔ میں اپنی جگہ آگیا۔ جب دوسری رات ہوئی۔ تو میں سویرے ہی وضو کر کے اس مسجد میں جا بیٹھا۔ اور صبح تک وہیں رہا۔ کوئی۔ آدمی نمودار نہ ہوا۔

مجلس ــ ۶ ــ

تحمل

بروز جمعہ بیسویں ربیع الاول سن مذکور کو دست بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ تحمل۔ تجربے اور لڑائی سے دور رہنے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ دو چیزیں ہیں۔ ایک قلب دوسرے نفس۔ جب کوئی نفس سے پیش آئے۔ تو اس سے قلب سے پیش آنا چاہیے۔ یعنی نفس میں دشمنی غوغا۔ اور فتنہ ہے۔ اور قلب میں سکوت رضا اور نرمی۔ یعنی جب کوئی لڑے تو اس سے نرمی سے پیش آئے۔ تاکہ نفس مغلوب ہو جائے۔ لیکن اگر کوئی شخص نفس سے پیش آئے۔ اور دوسرا بھی نفس سے پیش آئے۔ تو پھر دشمنی کی کوئی حد نہیں رہتی۔ پھر تحمل اور حلم کی فضیلت میں یہ شعر پڑھا۔

زہر بادے چوکاہے گر بلرزی　　اگر کوہے شوی گا ہے نلرزی

اگر تم تنکے کی طرح ہوا کے ہر جھونکے سے لرزو گے تو پہاڑ ہونے کے باوجود بھی تنکا تمہاری قیمت نہ ہو گی۔

Marfat.com

مجلس ۔۔۷۔۔

نذر قبول کرنا

بروز جمعرات چودھویں ماہ جمادی الآخر سن مذکور کو قدم بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ فتوح کے قبول کرنے کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ میں نے عرض کی۔ کہ میں نے کبھی کسی سے کوئی چیز نہیں مانگی۔ اگر کوئی بغیر مانگے کچھ دے۔ تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔ فرمایا۔ کہ لے لینی چاہیے۔

پھر فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی چیز عمر خطاب رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ! میرے پاس کچھ ہے۔ جناب یہ کسی فقیر کو عنایت فرمائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو چیز بغیر مانگے تجھے ملے۔ اسے کھا بھی اور صدقہ بھی کر۔

Marfat.com

مجلس ـــ ۸ ـــ

کاموں میں استقلال

بروز اتوار انتیسویں ماہ رجب سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ بات اس بارے میں شروع ہوئی۔ کہ میری تنخواہ مدت سے رکی ہوئی تھی۔ جو مجھے ملی۔ جب خواجہ صاحب کو میری ملازمت اور ثابت قدمی معلوم ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ کاموں میں ثابت قدمی اور انہیں ہمیشہ کرتے رہنا بڑے کام کی چیز ہے۔

پھر فرمایا۔ شیخ الاسلام کے نواسے کبیر ملک نظام الدین کو توال کے گھر آیا جایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ نظام الدین کوتوال اس بات سے تنگ آگیا۔ اور کہہ دیا کہ آئندہ اس گھر میں نہ آنا۔ لیکن وہ کسی طرح نہ رکا۔ انہیں دنوں نظام الدین نے چھ اشرفیاں میرے پاس بھیجیں۔ جو میں نے نامنظور کیں۔ اور واپس بھیج دیں۔ جب واپس گئیں۔ تو نظام الدین نے کبیر کو دے دیں۔

بعدازاں زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ ہر ایک کام کی ملازمت پھل دیتی ہے۔ پھر میری تنخواہ کے بارے میں فرمایا۔ کہ بنی اسرائیل میں ایک زاہد نے اللہ تعالیٰ کی بہت سال طاعت کی۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کے پیغمبر کے پاس وحی بھیجی۔ کہ اس شخص کو کہہ دے۔ کہ اطاعت کے لئے تو اس قدر تکلیف کیوں اٹھاتا ہے۔ ہم نے تو تجھے ماتم پرسی کے لئے پیدا کیا ہے۔ جب پیغمبر نے یہ پیغام پہنچایا۔ تو مارے خوشی کے چکر لگانے لگا۔ پیغمبر نے پوچھا خوشی کا یہ کون سا موقع ہے۔ کہا بارے مجھے یاد تو کیا ہے۔

او سخن از کشتنئی من میکند   من بہ ہمیں خوش کہ سخن میکند

وہ ہمارے قتل کی بات کرتے ہیں اور ہم اسی سے خوش ہیں کہ بات تو کی۔

بعد میں تحمل کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ تو اسی اثناء میں شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی حکایت فرمائی۔ کہ آپ دشمنوں کی بیخ کنی کرنے میں بڑے متحمل اور بردبار تھے۔ بعدازاں زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جو قتل کرتا ہے کرنے دو۔ آخر

Marfat.com

قتل کرنے والا قاتل ہی ہے۔

پھر میں نے عرض کی۔ کہ لوگ جو دعا پڑھتے ہیں۔ لیمنوفی عباباللہ رحمکم اللہ' یہ کس طرح ہے۔ میری اصلی غرض اس سے یہ تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ کے غیر سے مدد طلب کرنا روا ہے یا نہیں فرمایا۔ دعا تو اس طرح ہے۔ لیکن اس میں "عباد اللہ مسلمین و مخلصین" مضمر ہے۔ جائز ہے کہ یہ دعا پڑھی جائے۔ اور بزرگوں نے بھی یہ دعا پڑھی ہے۔ بعدازاں فرمایا۔ کہ شیخ نجیب الدین متوکل یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

یہاں سے شیخ نجیب الدین کی عظمت کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ میں نے اس جیسا کوئی آدمی اس شہر میں نہیں دیکھا۔ اسے یہ معلوم نہ ہوتا۔ کہ آج دن کون سا ہے یا مہینہ کون سا ہے۔ یا غلہ کس بھاؤ بکتا ہے یا گوشت کس نرخ پر بیچتے ہیں۔ غرض یہ کہ کسی چیز کی اسے واقفیت نہ تھی۔ صرف یاد الٰہی میں مشغول رہتا۔ بعدازاں اس دعا کے بارے میں فرمایا کہ حاجت براری کے لئے مبعات عشر کا پڑھنا آیا ہے۔ میں نے عرض کی۔ کہ کیا ہر روز وقت مقررہ پر پڑھنا چاہیے۔ فرمایا۔ اگر کوئی دینی یا دنیاوی مشکل پیش آئے۔ تو اس نیت سے علیحدہ پڑھنا چاہیے۔ انشاء اللہ بفضل خدا وہ مہم سرانجام ہو گی۔

Marfat.com

مجلس ۔۔۹۔۔

تراویح میں ختم قرآن

بروز بدھ چوبیسویں ماہ مبارک رمضان کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ تراویح کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ اور نیز ان لوگوں کے بارے میں جو قرآن شریف ختم کرتے ہیں۔ فرمایا۔ کہ ایک دفعہ ایک درویش خواجہ جنید بغدادی علیہ الرحمتہ کی خانقاہ میں رات کو آیا۔ وہ رات شائد ماہ رمضان کی پہلی رات تھی۔ اس درویش نے التماس کی۔ کہ تراویح کی نماز کی امامت میں کرتا ہوں۔ شیخ صاحب نے تراویح کی اجازت دی۔ الغرض تیس راتوں میں تیس ہی مرتبہ قرآن شریف ختم کیا۔ شیخ صاحب ہر رات اس کے حجرے میں ایک روٹی اور پانی کا ایک کوزہ بھجوا دیتے۔ جب تراویح ختم ہوئی۔ اور عید ہوئی تو شیخ صاحب نے اسے وداع کیا۔ جب وہ چلا گیا۔ تو حجرے میں آکر دیکھا۔ کہ تیسوں روٹیاں پڑی ہیں۔ صرف پانی کے کوزہ پر گزارہ کرتا رہا۔

بعدازاں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ امام اعظم کوفی رحمتہ اللہ علیہ ماہ رمضان میں تراویح میں ایک مرتبہ قرآن شریف ختم کرتے۔ اور ایک دن اور ایک رات کو کرتے۔ جو مل ملا کر اکسٹھ ختم ہو جاتے یعنی ایک تراویح کا۔ تیس دن کے اور تیس رات کے۔

Marfat.com

مجلس — ۱۰ —

نو روز

بروز ہفتہ گیارھویں ماہ ذالحج سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ ان دنوں ایام تشریق تھے۔ میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ جمعہ کے دن عید تھی۔ کچھ آپس میں مبارک بادی کی ہے میں نے عرض کی۔ کہ اس سے چار روز پہلے نو روز تھا۔ میں نے ایک شعر کہا ہے۔ اس میں نو روز اور عید دونوں کا اکٹھا ذکر کیا ہے۔ یہ شعر سن کر بہت محظوظ ہوئے۔ اور فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ شمس دبیر شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور شیخ کی مدح میں کچھ شعر بنا لایا۔ اور پڑھنے کے لئے اجازت مانگی۔ شیخ صاحب نے فرمایا پڑھو۔ اس نے اٹھ کر پڑھے۔ پھر فرمایا۔ بیٹھ جا۔ فرمایا۔ پھر پڑھو۔ شمس دبیر نے پھر پڑھے۔ بعد ازاں شیخ الاسلام قدس اللہ سرہ العزیز نے ہر ایک شعر کو بیان فرمایا۔ خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ مشائخ کم شعر سنا کرتے ہیں۔ خاص کر وہ اشعار جن میں ان کی روح ہو۔ شیخ کے احوال کی کمالیت دیکھو۔ کہ سنے اور پھر تعریف بھی کی۔ الغرض یہ شعر سن کر فرمایا۔ کہ تیرا مطلب کیا ہے۔ شمس دبیر نے عرض کی۔ کہ تنگی ہے میری بڑھیا ماں ہے۔ اس کی پرورش کرتا ہوں۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ جاؤ شکرانہ لاؤ۔ یہاں پر خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ جس کام میں شیخ الاسلام کسی کو فرمایا کرتے۔ کہ جاؤ شکرانہ لاؤ۔ وہ کام ضرور ہی ہو جاتا۔ الغرض شمس دبیر گیا۔ اور چند چیتل لایا۔ ان دنوں چیتل تیروں کے ہوتے تھے۔ الغرض پچاس یا کم و بیش لا کر حاضر خدمت کئے۔ شیخ الاسلام قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا۔ کہ بانٹ دو۔ ان میں سے چار میرے حصے میں بھی آئے۔ تب شیخ صاحب نے دعا کی۔ اور شمس دبیر کو فراخی اور منزلت حاصل ہوئی۔ چنانچہ سلطان غیاث الدین کے بیٹے کا دبیر مقرر ہوا۔ اس کا کام بن گیا۔ اگرچہ شیخ صاحب انتقال فرما گئے تھے۔ لیکن اس نے شیخ صاحب کے فرزندوں اور اہل بیت کی اتنی خدمت نہ کی۔ شائد کسی نے اسے جتلایا نہیں۔

Marfat.com

بعدازاں شمس دبیر کے حسن اخلاق اور خوبی طبع کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو میں نے عرض کی۔ کہ میری اس سے رشتہ داری ہے۔ خواجہ صاحب نے پوچھا۔ کبھی اس کے ساتھ مل کر بھی رہے ہو۔ میں نے عرض کی۔ کہ جن دنوں سلطان غیاث الدین لکھنوتی گیا۔ تو اس سفر میں لشکر کے ساتھ میں اور وہ خشکی اور تری میں اکٹھے سفر کر رہے تھے۔ خواجہ صاحب نے پوچھا۔ کیا وہ تمہارا ہم قوم تھا۔ میں نے عرض کی۔ جناب وہ میرا ہم قوم تھا۔ بعدازاں فرمایا۔ کہ شمس دبیر نے قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ کے سوانح شیخ کبیر قدس اللہ سرہ العزیز سے پڑھے۔

پھر فرمایا۔ کہ میں شمس دبیر اور شیخ جمال الدین ہانسوی علیہ الرحمتہ ایک مرتبہ اکٹھے ہی شیخ صاحب کی خدمت سے روانہ ہوئے۔ اور چند منزلیں مل کر طے کیں۔ پھر ایسے مقام پر پہنچے۔ جہاں سے ایک راستہ سنام کو جاتا تھا۔ اور دوسرا سرمتی کو جب ایک دوسرے کو وداع کیا۔ تو شیخ جمال الدین نے شمس دبیر کی طرف دیکھ کر یہ مصرع کہا۔

اے یار قدیم راست مے روی

ترجمہ:۔ اے پرانے دوست سیدھے چلو

اس وقت اس مصرعے سے ہم تینوں کو بڑا ذوق حاصل ہوا۔

Marfat.com

مجلس ۔۔ ۱۱ ۔۔

کسی کی برائی

بروز ہفتہ انتیسویں ماہ مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اس سے مجھے کچھ فکر دامن گیر تھی۔ کہ شاید کسی نے آپ کی خدمت میں میری طرف سے بدظنی پیدا کی ہے۔ جب حاضر خدمت ہوا تو آپ نے پہلے ہی یہ بات فرمائی۔ کہ اگر کوئی کسی کے پاس کسی کی بدی کرے۔ تو ہمیں اس بات کی تمیز حاصل ہے۔ کہ وہ بات سچی ہے یا جھوٹی۔ یا اس میں کچھ لگاؤ رہا ہے۔ جب میں نے یہ بات سنی تو میرا دل خوش ہو گیا۔ میں نے عرض کی۔ کہ ہم خدمت گاروں کو اسی بات پر بھروسہ ہے۔ کہ آنجناب کا باطن ہی حاکم ہے۔

پھر اولیاء کی کشف و کرامت کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ تو شیخ سعد الدین حمویہ کے بارے میں فرمایا۔ کہ آپ پیر بزرگ تھے۔ لیکن وہاں کا حاکم آپ کا چنداں معتقد نہ تھا۔ ایک روز وہ حاکم شیخ صاحب کی خانقاہ کے پاس سے گزرا۔ تو دربان کو اندر بھیجا۔ کہ اس صوفی بچے کو باہر لاؤ۔ تاکہ میں اسے دیکھوں۔ دربان نے اندر جا کر پیغام پہنچایا۔ شیخ نے اس کی بات پر توجہ بھی نہ کی۔ اور نماز میں مشغول ہوئے۔ دربان نے باہر آکر صورت حال بیان کی۔ بادشاہ کی ناراضگی جاتی رہی۔ اندر آیا۔ تو شیخ صاحب تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور بشاشت ظاہر کی۔ دونو ایک ہی جگہ بیٹھے۔ پاس ہی ایک باغ تھا۔ شیخ سعد الدین نے فرمایا۔ کہ تھوڑے سے سیب لاؤ۔ جب لائے گئے تو شیخ صاحب ٹکڑے کر کے خود بھی کھاتے اور بادشاہ کو بھی دیتے۔ اس تھال میں ایک سیب بہت بڑا تھا۔ بادشاہ کے دل میں خیال آیا۔ کہ اگر اس شیخ میں کچھ کرامت اور صفائی ہے۔ تو وہ سیب اٹھا کر مجھے دے گا۔ جونہی اس کے دل میں یہ خیال آیا۔ شیخ صاحب نے ہاتھ بڑھا کر وہ سیب اٹھا لیا۔ اور بادشاہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ میں ایک مرتبہ سیر کرتے کرتے ایک شہر میں جا نکلا۔ وہاں پر کیا دیکھتا ہوں۔ کہ لوگوں کا مجمع ہے۔ اور ایک شخص کھیل رہا ہے۔ اس کھیل میں ایک گدھا ہے۔ جس کی آنکھیں

Marfat.com

کپڑے سے بند ہیں۔ اسی اثناء میں کھلاڑی نے اپنی انگوٹھی ناظرین میں سے ایک کو دی اور حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا۔ کہ یہ گدھا اب بتا دے گا کہ انگشتری کس کے پاس ہے۔ پھر گدھے کو اسی طرح آنکھیں باندھے ہوئے اس مجمع میں پھرایا وہ ہر ایک کو سونگھتا تھا۔ حتیٰ کہ اس شخص کے پاس جا کر ٹھیر گیا۔ جس کے پاس انگوٹھی تھی۔ کھلاڑی نے آکر اس شخص سے انگوٹھی لے لی۔ الغرض شیخ سعد الدین نے اس قدر تقریر کے بعد بادشاہ کو فرمایا کہ اگر لوگ کرامت یا کشف دکھائیں۔ تو اس گدھے کی طرح ہیں۔ اور اگر نہ دکھائیں تو تمہارے دل میں خیال گزرتا ہے۔ کہ اس میں صفائی اور کرامت ہی نہیں۔ یہ کہہ کر سیب اس کی طرف پھینک دیا۔

بعد میں شیخ سعد الدین کی وفات اور شیخ سیف الدین کی وفات اور شیخ سیف الدین باخرزی رحمتہ اللہ علیہما کی بابت حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک رات شیخ سعد الدین حمویہ کو خواب میں دکھایا گیا۔ کہ شیخ سیف الدین باخرزی کی جا کر ملاقات کرو۔ جب شیخ سعد الدین بیدار ہوئے تو اپنے مقام سے روانہ ہوئے۔ وہاں سے شیخ سیف الدین کے مقام تک تین مہینے کا راستہ تھا۔ نیز شیخ سیف الدین کو بھی خواب میں دکھایا گیا۔ کہ شیخ سعد الدین حمویہ کو ہم نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ الغرض جب تین منزلیں رہ گئیں۔ تو کسی کو شیخ سیف الدین کے پاس بھیجا۔ کہ میں نے تین مہینے کی راہ طے کی ہے۔ آپ تین منزل پر میرا استقبال کریں۔ جب یہ پیغام شیخ سیف الدین نے سنا۔ تو فرمایا۔ کہ وہ فضول ہے۔ وہ مجھے نہیں دیکھ سکے گا۔ چنانچہ اسی منزل پر انتقال فرمایا۔ اور شیخ سیف الدین کا دیدار نصیب نہ ہوا۔

اس کے بعد خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ میں نے شیخ بہاؤ الدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ کے ایک مرید کی زبانی سنا ہے۔ کہ ایک روز شیخ بہاؤ الدینؒ اپنے مقام سے باہر نکلے۔ اور انا للہ و انا الیہ راجعون کہا۔ پوچھا کیوں۔ فرمایا۔ شیخ سعد الدین حمویہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ تھوڑے دنوں بعد معلوم ہوا۔ کہ ٹھیک اسی وقت شیخ سعد الدین کا انتقال ہوا تھا۔ بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ پہلے شیخ سعد الدین حمویہ نے انتقال فرمایا۔ اور اس کے تین سال بعد شیخ سیف الدین باخرزی نے اور اس کے تین سال

Marfat.com

بعد شیخ بہاؤ الدین زکریا نے اور اس کے تین سال بعد شیخ فرید الدین رحمتہ اللہ علیہم اجمعین نے۔

مجلس --- ۱۲ ---

دنیا کی صفت

بروز جمعرات پندرھویں ماہ محرم ۷۱۵ ہجری کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ دنیا کی صفت کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ کہ کس چیز میں دنیا ہے۔ اور کس میں نہیں۔ فرمایا۔ کہ ایک لحاظ سے صورت و معنی میں دنیا ہے اور ایک لحاظ سے نہ صورت میں ہے نہ معنی میں اور ایک لحاظ سے صورت میں ہے معنی میں نہیں۔ اور ایک لحاظ سے صورت میں نہیں۔ لیکن معنی میں ہے۔

بعدازاں فرمایا۔ کہ جو چیز خرچ سے زیادہ ہے۔ وہ صورت و معنی میں دنیا ہے۔ اور جو صورت و معنی میں دنیا نہیں۔ وہ بااخلاص طاعت ہے۔ اور جو ظاہر میں دنیا نہیں۔ لیکن حقیقت میں ہے۔ وہ ایسی طاعت ہے۔ جو نفع اٹھانے کی خاطر کی جائے۔ اور جو ظاہر میں دنیا ہے لیکن حقیقت میں نہیں۔ وہ اپنے حرم کی حق ادائی ہے۔ یعنی اپنی بیوی سے اس نیت سے ہم بستری کرنا۔ کہ اس کا حق ادا ہو جائے۔ اگرچہ ظاہر میں یہ فعل دنیا ہے۔ لیکن حقیقت میں دنیا نہیں۔

Marfat.com

مجلس — ۱۳ —

اوراد

بروز اتوار پانچویں ماہ صفر سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اوراد اور ادعیہ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی' مجھ سے پوچھا کہ کون سا ورد آج کل کیا کرتے ہو۔ میں نے عرض کی جو جناب کی زبان مبارک سے سنا ہے۔ پانچویں وقت کی نماز کے بعد جو سورۃ فرمائی ہے وہ بھی پڑھتا ہوں۔ عصر کی نماز کے بعد پانچ مرتبہ سورہ بناء اور مقررہ سورتیں جو سنتوں میں فرمائی ہیں۔ اور دو وقت مبعات عشر اور سو بار "لا الہ اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شی قدیر" پڑھتا ہوں۔

بعدازاں فرمایا۔ کہ دس تسبیحیں اور ہیں۔ جن میں سے ہر ایک سو مرتبہ پڑھنی چاہیے۔ تاکہ ہزار بار ہو جائے۔ اگر کوئی سو مرتبہ نہ پڑھ سکے۔ تو دس مرتبہ پڑھے۔ جس کا مجموعہ سو مرتبہ ہو جائے گا۔ وہ دس تسبیحیں یہ ہیں۔ اول "لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی و یمیت و ہو حی لا یموت ذو الجلال والاکرام بیدہ الخیر و ہو علی کل شی قدیر" دوسری "سبحان اللہ والحمد للہ ولا لہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم" تیسری "سبحان اللہ بحمدہ سبحان اللہ العلی العظیم و بحمدہ استغفر اللہ من کل ذنب واتوب الیہ" چوتھی "استغفر اللہ الذی لا الہ الا ہو الحی القیوم واسئلہ التوبتہ استغفر اللہ من کل ذنب اذنبتہ بحمد اللہ او خطاء سرا" او علانیتہ واتوب الیہ" پانچویں "سبحان الملک القدوس سبوح قدس رب الملائکتہ والروح" چھٹی "اللہم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما سنعت ولا راد لما قضیت ولا ینفع ذاء الجدوا لمنک الجد" ساتویں "اللہم اغفر لی ولوالدی ولا ستاذی ولجمیع المومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات الاحیاء منہم والاموات" آٹھویں "اللہم صل علی محمد وعل آل محمد و بارک وسلم وصل علی جمیع الانبیاء والمرسلین" نویں "اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرحیم اعوذ بک من ہمز

Marfat.com

ات ایشا طین و آعوذ بک رب ان یحضرون" دسویں "بسم اللہ خیر الاسماء بسم اللہ رب الارض والاسماء بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شی فی الارض ولا فی السماء وہو السمیع العلیم۔

مجلس --- ۱۴ ---

عشق اور عقل

بروز اتوار گیارھویں ماہ مذکور سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ عشق اور عقل کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ یہ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ علماء اہل عقل ہیں۔ اوبر درویش اہل عشق۔ علماء کی عقل درویشوں کے عشق پر غالب ہے۔ اور درویشوں کا عشق علماء کی عقل پر۔ انبیاء میں دونوں حالتیں تھیں۔ بعدازاں غلبہ عشق کی صفت میں یہ شعر زبان مبارک سے فرمایا۔

عقل را با عشق کارے نیست زورش پیشہ کن تاچہ خواہی کرد آن اشتر بل جو لابہ را

ان معنوں کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ملتان میں علی کھوکھری نام ایک شخص ہو گزرا ہے۔ وہ جس میں عشق اور درد نہ ہوتا۔ اس کا معتقد ہی نہ ہوتا۔ خواہ وہ کیسا ہی زاہد اور اور عابد کیوں نہ ہوتا۔ اور کہا کرتا کہ فلاں شخص کچھ بھی نہیں۔ اسے تو اشک (عشق) بھی نہیں۔ اس کی زبان سے بات تک درست نہ نکلتی تھی۔ عشق کو اشک کہتا تھا۔ اسی بارے میں فرمایا۔ کہ یحیٰی معاذ رازی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ محبت کا ایک ذرہ تمام آدمیوں اور پریوں کی عبادت سے کہیں بڑھ کر ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ شیخ الاسلام فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز بارہا ایک شخص کو فرمایا کرتے کہ اللہ تعالیٰ تجھے درد عطا کرے۔ وہ حیران تھا۔ کہ یہ کیسی دعا ہے۔ اس وقت اسے معلوم ہوا۔ کہ اس دعا کا کیا مطلب تھا۔

پھر شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ آپ بداوں پہنچے۔ تو ایک روز گھر کی دہلیز پر بیٹھے تھے۔ کہ ایک شخص چھاچھ

Marfat.com

تا مٹکا سر پر رکھے پاس سے گزرا۔ وہ شخص مواسی کا رہنے والا تھا۔ جو بدایوں کے پاس ہی ایک گاؤں ہے جسے کھیتر بھی کہتے ہیں۔ وہاں پر راہزن اور لٹیرے اور ڈاکو بہت رہتے تھے۔ وہ چھاچھ فروش بھی انہیں میں سے ایک تھا۔ الغرض جب اس کی نگاہ شیخ جلال الدینؒ کے روئے مبارک پر پڑی۔ تو دیکھتے ہی اس کا دل پھر گیا۔ جب پھر غور سے دیکھا۔ تو کہا۔ دین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسے مرد بھی ہوتے ہیں۔ فوراً" ایمان لایا۔ شیخ صاحب نے اس کا نام علی رکھا۔ جب وہ مسلمان ہو گیا۔ تو گھر سے ایک لاکھ چیتل (نام سکہ) شیخ صاحب کی خدمت میں لایا۔ شیخ صاحب نے قبول کیا اور فرمایا۔ کہ اسے اپنے پاس رکھو۔ جہاں میں کہوں گا۔ وہاں صرف کرنا۔ مختصر یہ کہ وہ روپیہ ہر ایک کو دنیا شروع کیا۔ کسی کو سو درم کسی کو پچاس۔ کسی کو کم و بیش اور جس شخص کو کم سے کم ملتے اسے بھی پانچ ملتے۔ اس سے کم کسی کو نہ ملتے۔ تھوڑی مدت میں سارا روپیہ صرف ہو گیا۔ صرف ایک درم باقی رہ گیا۔ علی کہتا ہے۔ کہ میرے دل میں خیال گزرا۔ کہ اب صرف ایک درم رہ گیا ہے۔ اور کم از کم پانچ درم دیئے جاتے ہیں۔ اب اگر کسی کو دینے کے لئے فرمائیں گے۔ تو کیا کروں گا۔ اسی سوچ میں تھا۔ کہ ایک سائل آیا۔ شیخ صاحب نے مجھے فرمایا۔ کہ اسے ایک درم دے دو۔

شیخ جلال الدین تبریزیؒ کے مناقب میں فرمایا۔ کہ جب آپ بدایوں سے لکھنوتی کی طرف روانہ ہوئے۔ تو علی بھی پیچھے پیچھے روانہ ہوا۔ فرمایا۔ واپس چلا جا۔ عرض کی۔ میں کس کے پاس جاؤں۔ آپ کے سوا میں کسی کو جانتا بھی نہیں۔ پھر فرمایا واپس چلا جا۔ عرض کی۔ آپ ہی میرے پیر اور مخدوم ہیں۔ آپ کے بغیر میں یہاں کیا کروں گا۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ واپس جا۔ کیونکہ یہ شہر تیری حمایت میں ہے۔

پھر متعبدوں کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ جو طاعت بہت کرتے ہیں۔ لیکن ان کے دلوں میں دنیاوی خیالات ہوتے ہیں۔ فرمایا۔ کہ خلقت کی چار قسمیں ہیں۔ اول وہ جن کا ظاہر آراستہ لیکن باطن خراب ہوتا ہے۔ دوسرے جن کا ظاہر خراب اور باطن آراستہ ہوتا ہے۔ تیسرے جن کا ظاہر و باطن دونوں خراب ہوتے ہیں۔ چوتھے وہ جن کا ظاہر و باطن دونوں آراستہ ہوتے ہیں۔ وہ لوگ جن کا ظاہر آراستہ اور باطن خراب

Marfat.com

ہوتا ہے۔ وہ متعبد ہوتے ہیں۔ جو طاعت بہت کرتے ہیں۔ لیکن ان کے دل دنیا میں مشغول ہوتے ہیں۔ وہ گروہ جن کے باطن آراستہ اور ظاہر خراب ہوتے ہیں۔ وہ دیوانے ہیں۔ جو باطن میں یاد الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ اور ظاہر میں ان کا سرو سامان نہیں ہوتا۔ وہ لوگ جن کا ظاہر و باطن خراب ہوتا ہے۔ وہ عالم لوگ ہیں۔ اور جس کا ظاہر و باطن درست ہوتا ہے۔ وہ مشائخ ہیں۔

مجلس ۔۔ ۱۵ ۔۔

لباس

بروز بدھ بائیسویں ماہ ربیع الاول سن مذکور کو قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ راہ حق میں جس لباس میں چاہے آئے۔ انجام صدق پر ہی ہوتا ہے۔ اس موقعہ کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ ایک فقیر کی نگاہ بادشاہ کی لڑکی پر پڑی۔ دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہو گیا۔ ادھر لڑکی بھی فقیر پر عاشق ہو گئی۔ لڑکی نے کہلا بھیجا۔ کہ درویش صاحب موجودہ صورت میں میل جول تو ناممکن ہے۔ لیکن ایک طریقہ ہے۔ اگر تو وہ کرے۔ تو شائد میل ہو جائے۔ وہ یہ کہ تو اپنے تئیں متعبد بنائے۔ اور مسجد میں بیٹھ کر طاعت و عبادت کرے اور تیرا شہرہ ہو جائے۔ پھر میں باپ سے اجازت لے کر تیرے دیدار کو آسکتی ہوں۔ اس نے ویسا ہی کیا۔ ایک مسجد میں جا کر عبادت میں مشغول ہوا۔ جوں جوں ذوق کی طاقت زیادہ ہوتی گئی اس قدر زیادہ عبادت کرتا گیا۔ پھر اس کا شہرہ ہو گیا۔ تو بادشاہ کی لڑکی اجازت لے کر دیدار کے لئے آئی۔ تو درویش بھی وہی تھا اور جمال بھی وہی۔ لیکن لڑکی نے اس میں خواہش یا حرکت کے آثار نہ دیکھے۔ تو کہا آخر میں نے ہی تجھے یہ طریقہ سکھایا تھا۔ اب تو میری طرف متوجہ بھی نہیں ہوتا۔ درویش نے کہا تو کون ہے۔ میں تجھے کیا جانوں۔ تو ہے کون میں تو تجھے نہیں پہچانتا۔ الغرض اس سے رو گردان ہو کر یاد الٰہی میں مشغول ہو گیا۔

Marfat.com

خواجہ صاحب جب اس بات پر پہنچے تو آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ جس کو یہ ذوق حاصل ہو جائے پھر اسے غیر کی کیا پرواہ ہے۔

پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ شیخ عبداللہ مبارک جوانی کے ایام میں ایک عورت پر عاشق ہوئے۔ ایک رات اس کی دیوار تلے آکر اس سے جو باتیں کرنی شروع کیں۔ دن کر دیا۔ جب صبح کی اذان ملی۔ تو آپ نے سمجھا شائد عشا کی اذان ہے۔ لیکن تھی صبح کی۔ اسی اثناء میں غیب سے آواز آئی۔ کہ اے عبداللہ! تو نے ایک عورت کے عشق میں ساری رات کھڑے کھڑے گزار دی کبھی ہمارے لئے بھی ایسا کیا ہوتا۔؟ یہ سن کر توبہ کی اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہو گئے آپ کی توبہ کا سبب یہی بات تھی۔

اسی اثناء میں کھانا لایا گیا۔ ایک آیا۔ اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔ اس وقت خواجہ صاحب نے فرمایا ایک مرتبہ شیخ ابو القاسم نصیر آبادی جو شیخ ابو سعید ابو الخیر کے پیر تھے۔ یاروں کے ہمراہ کھانے میں مشغول تھے۔ کہ امام الحرمین جو امام غزالی کے استاد تھے۔ آئے اور سلام کہا۔ شیخ ابو القاسم اور ان کے یاروں نے بالکل توجہ نہ کی۔ جب کھانا کھا چکے۔ تو امام الحرمین نے فرمایا: کہ میں نے آکر سلام کیا۔ لیکن تم نے جواب تک نہیں دیا۔ یہ کیا باعث ہے۔ شیخ ابو القاسم نے فرمایا۔ کہ رسم رہی ہے۔ کہ جو شخص کسی جماعت میں آئے جو کھانے میں مشغول ہو۔ تو آکر سلام نہ کرے۔ آتا ہی بیٹھ کر کھانا شروع کر دے۔ جب کھانے سے فارغ ہوں تو ہاتھ دھو کر سلام کہے۔ امام الحرمین نے پوچھا۔ کہ یہ ازروئے عقل کہتے ہو۔ یا ازروئے نقل۔ فرمایا۔ ازروئے عقل۔ پوچھا کس طرح۔ فرمایا۔ جو کھانا طاعت کی قوت کے لئے کھایا جاتا ہے۔ اس وقت وہ انسان عین طاعت میں ہوتا ہے پس جو اللہ تعالیٰ کی طاعت میں ہو مثلاً" نماز وغیرہ میں تو وہ کسی طرح علیکم السلام کہے۔ حاضرین میں سے ایک نے پوچھا۔ کہ جو ہندو کلمہ پڑھے اور اللہ تعالیٰ کو ایک جانے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا بھی قائل ہو۔ لیکن جب مسلمان آئیں۔ تو چپ کر جائے۔ اس کا انجام کیسے ہو گا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ اس کا معاملہ حق سے ہے۔ خواہ اسے بخشے خواہ عذاب کرے۔

Marfat.com

پھر فرمایا۔ کہ بعض ہندوؤں کو یہ بات اچھی معلوم ہے۔ کہ اسلام سچا ہے۔ لیکن پھر بھی مسلمان نہیں ہوتے۔

یہاں سے ابو طالب کی حکایت شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ جب وہ بیمار ہوئے۔ تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پاس جا کر فرمایا۔ کہ آپ ایک مرتبہ تو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے قائل ہو جائیں۔ خواہ زبان سے خواہ دل سے۔ تاکہ میں اللہ تعالیٰ کو کہہ سکوں۔ کہ یہ ایمان لائے ہیں۔ بہتیرا سمجھایا۔ لیکن کچھ اثر نہ ہوا۔ اسی طرح کفر کی حالت میں فوت ہو گئے۔ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ یارسول اللہ ! آپ کا چچا گمراہی میں مرا ہے۔ فرمایا۔ اسے غسل اور کفن میں لپیٹ کر بغیر لحد اوپر سے گرا دو۔ یعنی اسے کسی خاص وضع سے نہ رکھو۔

Marfat.com

مجلس — ۱۲ —

خراج اور جزیہ

بروز ہفتہ نویں جمادی الاولیٰ سن مذکور کو قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ ان لوگوں کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ جو خراج۔ جزیہ اور قسطوں کے لینے میں خلقت پر زیادتی کرتے ہیں۔ فرمایا۔ کہ لاہور کے علاقے میں ایک گاؤں میں کوئی درویش رہتا تھا۔ اور کھیتی باڑی کیا کرتا تھا۔ اور اس سے اپنا گزارہ کیا کرتا تھا۔ کوئی آدمی اس سے کوئی چیز نہ لیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک کوتوال مقرر ہوا۔ اس نے اس درویش سے حصہ مانگا۔ اور کہا کہ اتنے سالوں سے غلہ لے جا رہا ہے یا تو گذشتہ سالوں کا جزیہ دے۔ یا کوئی کرامت دکھا۔ درویش نے کہا کرامت کیا چیز ہوتی ہے۔ میں مسکین آدمی ہوں۔ کوتوال نے کہا۔ جب تک کوئی کرامت نہ دکھائے گا۔ میں تجھے نہیں چھوڑوں گا درویش گھبرایا اور تھوڑی دیر ٹھیر کر کوتوال کی طرف دیکھا۔ اور کہا۔ کیا کرامت دیکھنا چاہتا ہے۔ گاؤں کے پاس ندی تھی۔ اس نے کہا پانی پر چلو۔ درویش پانی پر پاؤں رکھ کر اس طرح گزر گیا۔ جیسے کوئی خشکی پر چلتا ہے۔ جب پار پہنچا۔ تو کشتی طلب کی۔ تاکہ واپس آئے۔ اسے کہا گیا۔ جس طرح گیا۔ اسی طرح واپس آجا۔ کہا نہیں نفس موٹا ہو جاتا ہے۔ اور خیال کرتا ہے۔ کہ میں کچھ ہو گیا ہوں۔

پھر کھانے اور مہمانوں کی خاطر تواضع کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ اس سلسلہ میں یہ حدیث وارد ہے۔ من زارحیا" ولم یذق منه شیئا" فکا نما زار میتا" جس نے کسی زندہ کی زیارت کی۔ اور اس کی کوئی شے نہ چکھی۔ گویا اس نے مردہ کی زیارت کی۔

پھر بہاؤ الدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں فرمایا۔ کہ آپ کی یہ عادت نہ تھی۔ آپ کے پاس خلقت آتی۔ تو بغیر کھائے پیئے چلی جاتی۔ ایک نے آپ سے پوچھا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔ من زار حیا" ولم یذق منه شیئی فکا نما زار میتا" شیخ صاحب نے فرمایا ہاں۔ اس نے پوچھا۔ پھر آپ اس پر عمل

Marfat.com

کیوں نہیں کرتے۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ لوگ اس حدیث کے معنی نہیں جانتے۔ لوگ دو قسم کے ہیں۔ ایک عوام دوسرے خواص۔ مجھے عوام سے کچھ سروکار نہیں۔ اور جو خواص ہیں وہ خود اس حدیث کے معنی جانتے ہیں۔ میں خدا و رسولؐ اور سلوک کے بارے میں ان سے باتیں کرتا ہوں۔ ان کو فائدہ ہوتا ہے۔

خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یار حاضر ہوتے۔ تو کوئی نہ کوئی چیز کھاتے پھر واپس جاتے۔ کھانے کی چیز خواہ کھجور۔ روٹی یا اور کچھ ہوتا۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ بدرالدین غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس اگر کچھ بھی نہ ہوتا۔ تو فرماتے کہ پانی ہی پلا دو۔

پھر شیخ بہاؤالدین زکریاؒ کی بابت یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک اللہ کا پیارا شیخ بہاؤالدینؒ کی خدمت میں آیا اور کہا۔ کہ میں نے ایک مرتبہ شیخ شہاب الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں سماع سنایا ہے۔ شیخ بہاؤالدین نے فرمایا۔ کہ چونکہ شیخ شہاب الدین نے سماع سنا ہے۔ اس لئے زکریاؒ کو بھی سننا چاہئے۔ بعد ازاں اس عبداللہ کو اپنے پاس رکھا۔ رات ہوئی۔ تو ایک شخص کو کہا۔ کہ عبداللہ کو حجرے میں لے چلو۔ اور ایک اس کے یار کو۔ تیسرا شخص کوئی نہ تھا۔ وہ آدمی اور ایک آپ۔ یہ عبداللہ کہتا ہے۔ کہ مجھے اور میرے یار کو حجرے میں لے گئے۔ جب عشاء کی نماز ادا کی۔ اور شیخ صاحب وردوں سے فارغ ہوئے۔ تو تنہا حجرے میں آئے یا دو شخص ہم تھے یا آپ۔ شیخ صاحب بیٹھ گئے۔ اور پھر ورد میں مشغول ہو گئے۔ تقریباً" آدھا سیپارہ پڑھا۔ بعد ازاں حجرے کی زنجیر لگا دی۔ اور مجھے فرمایا۔ کہ کچھ کہو۔ میں نے سماع شروع کیا۔ شیخ صاحب جنبش کرنے لگے۔ اٹھ کر چراغ گل کیا۔ حجرے میں اندھیرا ہو گیا۔ ہم اسی طرح سماع کئے گئے۔ صرف اس قدر معلوم ہوتا تھا۔ کہ شیخ صاحب گھوم رہے ہیں۔ جب پاس آتے تھے تو دامن دکھائی دیتا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ ضرب پر حرکت کرتے ہیں یا بغیر ضرب الغرض جب سماع ختم ہوا۔ تو شیخ صاحب نے دروازہ کھول دیا۔ اور اپنے مقام پر آ بیٹھے۔ میں اور میرا یار وہیں رہے۔ ہم کو کھانا وغیرہ کچھ نہ دیا۔ رات گزری اور دن ہوا۔ تو ایک خادم آیا۔ اور ایک عمدہ کپڑا اور بیس اشرفیاں

Marfat.com

آیا۔ اور مجھے دے کر کہا۔ کہ شیخ صاحب نے دیا ہے۔ یہ لے اور واپس چلا جا۔

پھر خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ یہی عبداللہ شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں آیا۔ اور یہ حکایت بیان کی۔ مدت بعد پھر اس عبداللہ نے ملتان جانے کا ارادہ کیا۔ شیخ الاسلام کی خدمت میں آیا اور عرض کی۔ کہ میں ملتان کا ارادہ رکھتا ہوں۔ لیکن رستہ پر خطر ہے۔ آپ دعا کریں۔ تاکہ میں صحیح سلامت ملتان پہنچ جاؤں۔ شیخ صاحب نے فرمایا یہاں سے فلاں گاؤں تک جو اس قدر فاصلے پر ہے۔ وہاں پر ایک حوض ہے۔ وہاں تک میرا علاقہ ہے۔ وہاں تک تو تو سلامت جائے گا۔ وہاں سے ملتان تک شیخ بہاؤالدین کا علاقہ ہے۔ یہ عبداللہ کہتا ہے۔ کہ یہ بات شیخ صاحب سے سن کر میں روانہ ہوا۔ جب اس حوض کے نزدیک پہنچا۔ تو معلوم ہوا کہ وہاں ڈاکہ پڑتا ہے۔ مجھے شیخ صاحب کی بات یاد آگئی۔ میں بے دھڑک چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس ڈاکو کو اس راہ سے دور پھینک دیا۔ وہ راستہ بھول گئے اور میں صحیح سلامت اس حوض تک جا پہنچا۔ وہاں پہنچ کر وضو کر کے دوگانہ ادا کیا۔ بعد ازاں شیخ بہاؤالدین کو یاد کیا۔ اور کہا۔ کہ یہاں تک تو شیخ فریدالدین کی حد تھی۔ سلامت پہنچ گیا ہوں اب آگے آپ کی حد ہے۔ اب آپ ذمہ دار ہیں۔ جب میں حوض سے آگے بڑھا۔ تو بغیر کسی تکلیف کے صحیح سلامت ملتان پہنچ گیا۔ جب حاضر خدمت ہوا۔ تو میں گودڑی اوڑھے ہوئے تھا۔ جب مجھے شیخ صاحب نے گودڑی پہنے دیکھا۔ تو جھنجلا کر فرمایا۔ جو کچھ تو نے پہن رکھا ہے۔ یہ شیطانی لباس ہے۔ اور بھی بہت کچھ کہا۔ میں نے بھی تند ہو کر کہا۔ اگر میں نے گودڑی پہنی ہے تو کون سا عیب ہے لوگوں کے پاس اس قدر سونا چاندی ہے میں کچھ نہیں کہتا۔ اگر میں نے گودڑی پہن لی ہے۔ تو کیوں اس قدر ناراض ہوتے ہیں۔ شیخ صاحب نے دیکھا کہ میں (عبداللہ) یکبارگی آپے سے باہر ہو گیا ہوں۔ تو فرمایا۔ کیوں اس قدر باتیں بناتا ہے آخر وہ حوض یاد کر۔ زکریاؒ نے تیرے حق میں کونسی کمی کی ہے۔

Marfat.com

مجلس ---۱۷---

غصہ اور شہوت

بدھ کے روز سولھویں ماہ جمادی الآخر سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ غصے اور شہوت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ جس طرح بے موقع شہوت رانی کرنا حرام ہے۔ اسی طرح بے موقع ناراض ہونا بھی حرام ہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ اگر ایک شخص دوسرے پر ناراض ہو۔ اور وہ برداشت کر جائے۔ تو نیکی اسے حاصل ہو گی۔ جو برداشت کرتا ہے۔ نہ کہ اس کو جو ناراض ہوتا ہے۔

پھر اس بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ اگر کوئی شخص کسی کو نصیحت کرے۔ تو برملا نہ کرے کیونکہ اس طرح اس کی رسوائی ہوتی ہے۔ ملامت یا نصیحت جو کچھ کرے۔ خلوت میں کرے پھر فرمایا۔ کہ ابو یوسف قاضی رحمتہ اللہ علیہ بیٹھے تھے۔ یاروں کو سبق پڑھا رہے تھے۔ اور صوفیانہ کلاہ سر پر رکھی تھی۔ وہ کلاہ سفید نہ تھی۔ سیاہ تھی اور لاطیہ نہ تھی بلکہ ناشرہ تھی۔ لاطیہ کلاہ وہ ہوتی ہے۔ جو سر کے ساتھ ملی رہے۔ ناشرہ وہ جو قدرے سر سے اونچی رہے۔ الغرض اسی اثناء میں ایک نے آکر ابو یوسف سے سوال کیا۔ کہ کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی ٹوپی سر پر رکھی ہے۔ ابو یوسف نے فرمایا۔ کہ ہاں۔ پھر پوچھا۔ سیاہ کلاہ پہنی ہے یا سفید۔ فرمایا۔ سفید پھر سوال کیا۔ کہ لاطیہ تھی یا ناشرہ۔ ابو یوسف نے فرمایا۔ لاطیہ سائل نے پوچھا۔ تو پھر آپ نے ناشرہ اور سیاہ ٹوپی کیوں سر پر کی ہے۔ اس صورت میں گویا آپ نے دو باتیں خلاف سنت کی ہیں۔ پھر آپ حدیثیں کیوں بیان کرتے ہیں۔ قاضی صاحب نادم ہوئے۔ اسے فرمایا۔ کہ یہ بات جو آنے کی ہے۔ دو حال سے خالی نہیں۔ اگر حق کی خاطر کی ہے۔ اس صورت میں چونکہ برملا نصیحت کی ہے۔ اس لئے تجھے اس کا ثواب نہیں ملے گا۔ اگر میری تکلیف کے لئے کی ہے۔ تو تجھ پر افسوس ہے۔ افسوس ہے۔ افسوس ہے۔

Marfat.com

مجلس ۔۔ ۱۸ ۔۔

توبہ

بروز بدھ ساتویں ماہ رجب سن مذکور کو قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ توبہ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ توبہ تین قسم کی ہے۔ حال۔ ماضی اور مستقبل۔ حال وہ ہے۔ کہ پشیمان ہو۔ اور کئے ہوئے گناہ سے شرمندگی حاصل ہو۔ ماضی وہ ہے۔ کہ دشمنوں کو خوش کرے۔ اگر کسی سے ایک درم چھین لے۔ اور ساتھ ہی یہ کہے۔ کہ توبہ توبہ ایسی توبہ توبہ شمار نہ ہو گی توبہ یہی ہے۔ اس کا درم اسے واپس دے۔ اور اسے خوش کرے۔ پھر اس کی توبہ توبہ تصور ہو گی۔ فوت ہو جائے۔ تو اسے جتنا برا کہا تھا۔ اس سے زیادہ نیکی سے یاد کرے۔ اور اگر کسی کو مار ڈالا ہو۔ اور اس کا کوئی رشتہ دار یا والی زندہ نہ ہو۔ تو غلام آزاد کرے۔ یعنی مردے کو زندہ تو نہیں کر سکتے۔ اس لئے غلام آزاد کرنا چاہئے۔ جو شخص اس صورت میں غلام آزاد کرتا ہے۔ وہ گویا مردے کو زندہ کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی کی منکوحہ یا لونڈی سے زناء کرے۔ تو ان سے معافی نہ مانگے بلکہ خدا کی پناہ ڈھونڈے۔

اسی موقع کے مناسب فرمایا۔ کہ شرابی توبہ کرے۔ تو میٹھے شربت اور ٹھنڈا پانی لوگوں کو پلائے۔ ان معانی کے بیان سے مقصود یہ ہے۔ کہ توبہ کرتے وقت ہر گناہ کے مناسب معذرت کرنی چاہئے۔

مستقبل توبہ یہ ہے۔ کہ یہ نیت کرے۔ کہ آئندہ ایسا گناہ نہیں کروں گا۔

پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ جب میں شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز کا مرید ہوا اور توبہ کی۔ تو کئی مرتبہ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ دشمنوں کو خوش کرنا چاہئے۔ اور صاحب حق کے راضی کرنے کے بارے میں نہایت غلو فرمایا۔ مجھے یاد آگیا۔ کہ میں نے بیس درم چیتل دینے ہیں۔ اور ایک کتاب کسی سے مستعار لی ہوئی تھی۔ اور وہ کتاب مجھ سے گم ہو گئی تھی۔ جس وقت شیخ کبیر قدس اللہ سرہ العزیز نے دشمنوں کے خوش کرنے کے بارے میں ذکر بلیغ فرمایا۔ تو میں تاڑ گیا۔ کہ مخدوم کو عالم

Marfat.com

اسرار کا کشف حاصل ہے۔ میں نے دل میں کہا۔ کہ اب کی مرتبہ دہلی جاؤں گا۔ تو انہیں خوش کروں گا۔ جب میں اجودھن سے دہلی آیا۔ تو جس کے بیس درم دینے تھے وہ بزاز تھا۔ جس سے میں نے کپڑا خریدا تھا۔ نہ بیس چیتل جمع ہوتے نہ میں ادا کرتا۔ وجہ معاش تنگ تھی کبھی پانچ چیتل ہاتھ لگتے۔ کبھی دس۔ ایک مرتبہ جب دس چیتل ہاتھ لگے۔ تو میں بزاز کے گھر گیا۔ اسے آواز دی۔ باہر آیا۔ تو اسے کہا۔ کہ تیرے بیس چیتل میں نے دینے ہیں۔ وہ ایک وقت تو ادا نہیں ہو سکتے۔ سو دس لایا ہوں یہ لو اور باقی دس بھی انشاء اللہ جلدی ادا کر دوں گا۔ جب اس نے یہ سنا۔ تو کہا۔ ہاں تو مسلمانوں کے پاس سے آرہا ہے۔ یہ کہہ کر مجھ سے دس چیتل لے لئے اور کہا باقی کے دس میں نے تجھے بخشے۔ بعد ازاں میں اس شخص کے پاس گیا۔ تو اس نے پوچھا تو کون ہے؟ میں نے کہا۔ جناب آپ سے میں نے ایک کتاب مستعار لی تھی۔ سو مجھ سے کھوئی گئی ہے۔ اب میں ویسی ہی کتاب لکھوا کر آپ کی خدمت میں حاضر کروں گا۔ جب اس نے یہ بات سنی۔ تو کہا۔ ہاں جہاں سے تو آرہا ہے۔ اس کا ثمرہ یہی ہے۔ پھر کہا۔ کہ وہ کتاب میں نے تجھے بخشی۔

پھر توبہ کے بارے میں فرمایا۔ کہ جو شخص گناہ کرتا ہے۔ اس کا رخ گناہ کی طرف ہوتا ہے اور پیٹھ حق کی جانب۔ اور جب اس وقت توبہ کرے۔ تو چاہئے۔ کہ اس کی پیٹھ گناہ کی طرف ہو۔ اور اس کا چہرہ پورے طور پر حق کی طرف ہو۔

پھر فرمایا۔ کہ جو تائب ہوتا ہے۔ اسے طاعت سے پورا ذوق حاصل ہوتا ہے۔ اور جو پھر گناہ میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اسے طاعت سے ذوق حاصل نہیں ہوتا۔

پھر خرچ کرنے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ' فرماتے ہیں۔ کہ اپنے رفیقوں میں ایک درم خرچ کرنا۔ دس درم صدقہ کرنے سے بہتر ہیں۔ اور اگر رفیقوں میں سو درم خرچ کرے۔ تو گویا اس نے غلام آزاد کیا۔

Marfat.com

مجلس ــ ۱۹ ــ

معاملات مخلوق

بدھ کے روز ستائیسویں شعبان سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ معاملۂ خلق کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ کہ نیک کون ہیں۔ فرمایا کہ ہمارے زمانے میں اگر کسی کو کہیں کہ وہ برا نہیں۔ تو اسے اسی قدر نیک کہہ سکتے ہیں۔

پھر فرمایا۔ کہ اگر کوئی شخص لوگوں کی غیبت نہ کرے۔ اور نہ کسی کو برا کہے۔ اگرچہ وہ بد بھی ہو۔ تو بھی اسے نیک کہیں گے۔ بعد ازاں یہ شعر پڑھا۔

گربا عیبی عیب نہ جوئی نیکی وربد باشی بدی نگوئی نیکی

ترجمہ :۔ اگر تم میں کوئی عیب ہو تو دوسروں کی عیب جوئی نہ کرو گے تو تم نیک ہو اور اگر تم برے ہو مگر تم کسی کو برا نہیں کہتے تو تم نیک ہو۔

پھر فرمایا۔ کہ اگر کوئی شخص برا ہو۔ اور خلق خدا بھی اسے برا کہے۔ تو اس برائی کی کوئی حد نہیں۔ پھر میری طرف مخاطب ہو کر پوچھا۔ کہ چھاؤنی میں رہتے ہو؟ میں نے عرض کی۔ جناب چھاؤنی میں رہتا ہوں۔ بعد ازاں فرمایا۔ شہر میں راحت نہیں رہی۔ اور نہ ہی ہو گی۔ پھر اس موقعہ کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ قدیم ایام میں میرا بھی دل شہر میں رہنے کو نہیں چاہتا تھا۔ ایک روز میں قتلغ خاں کے حوض پر تھا۔ ان دنوں قرآن شریف حفظ کیا کرتا تھا وہاں پر ایک درویش دیکھا۔ جو یاد الٰہی میں مشغول تھا۔ اسے جا کر پوچھا۔ کہ آپ اسی شہر کے رہنے والے ہیں۔ فرمایا۔ ہاں۔ میں نے پوچھا۔ کیا آپ کا دل شہر میں رہنے کو چاہتا ہے۔ فرمایا۔ نہیں دل تو نہیں چاہتا۔ لیکن مجبور ہوں۔ بعد ازاں اس درویش نے یہ حکایت بیان کی۔ کہ ایک دفعہ میں نے ایک درویش کو دروازہ کمال کے باہر اس قبرستان میں دیکھا۔ جو خندق کے کنارے واقعہ ہے۔ اور دروازے کے نزدیک ہی ہے۔ اس قبرستان میں بہت سے شہید مدفون ہیں۔ الغرض اس درویش نے مجھے کہا۔ اگر ایمان کی سلامتی چاہتے ہو۔ تو اس شہر سے نکل جاؤ۔ اسی وقت میں نے ارادہ کر لیا۔ کہ اس شہر سے باہر چلا جاؤں۔ لیکن ایسے

Marfat.com

مواتغات پیش آتے رہے۔ کہ میں جا نہ سکا۔ اب اس بات کو پچیس سال کا عرصہ گزرا ہے۔ اس عرصے میں میرا ارادہ وہی ہے۔ لیکن جا نہیں سکتا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ جب میں نے یہ بات اس درویش سے سنی۔ تو دل میں ٹھان لی۔ کہ اب اس شہر میں نہیں رہوں گا۔ کئی مقام پر میرا دل جانے کو چاہتا۔ کبھی جو قصبہ پنبانی میں جانے کو جی چاہتا۔ وہاں پر ایک ترک رہتا تھا۔ (اس ترک سے آپ کی مراد امیر خسرو تھی) اور کبھی جی چاہتا تھا۔ کہ شفا لے جاؤں جو ایک منزہ مقام ہے۔ چنانچہ میں وہاں تین دن رہا بھی لیکن کوئی مکان قیمتاً" یا کرائے پر نہ ملا بطور مہمان تین شخصوں کے ہاں تین دن گزارے۔ پھر واپس چلا آیا۔ لیکن دل میں یہی خیال تھا۔ ایک مرتبہ باغ حیرت میں رانی کے حوض پر آیا۔ تو بارگاہ الٰہی میں دعا کی (وقت خوش تھا) کہ میں اس شہر سے جانا تو چاہتا ہوں۔ اب میں کوئی مقام مقرر تو نہیں کرتا۔ جہاں تیری مرضی ہو بھیج دے۔ اسی اثناء میں میں نے غیاث پور کی آواز سنی۔ میں نے غیاث پور کا کبھی نام بھی نہیں سنا تھا۔ کہ کہاں ہے۔ جب یہ آواز سنی تو ایک دوست کے ہاں گیا۔ جو نیشاپوری نقیب تھا۔ تو وہاں سے سنا کہ وہ غیاث پور گیا ہوا ہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ یہ شائد وہی غیاث پور ہے۔ الغرض میں غیاث پور آیا۔ ان دنوں یہ مقام چنداں آباد نہ تھا۔ ایک نامعلوم مقام تھا۔ اور آبادی کم۔ میں نے وہاں سکونت اختیار کی۔ جب کیقباد آکر کیلو کھری میں رہا۔ تو ان دنوں یہاں پر بہت لوگ آباد ہوئے۔ اور امراء وغیرہ آنے شروع ہوئے۔ میں نے کہا۔ اب یہاں سے بھی چلنا چاہیے۔ اسی اثناء میں میرا استاد شہر میں فوت ہو گیا۔ میں نے کہا۔ کل اس کا تیسرا ہے۔ اس کی زیارت کے لئے جاؤں گا۔ اور شہر ہی میں رہوں گا۔ یہ ارادہ کر لیا۔ تو اسی روز ایک اور جوان آیا۔ جو نہایت خوبصورت لیکن خستہ حال اور لاغر تھا۔ واللہ اعلم مردان غیب سے تھا۔ یا کون تھا۔ الغرض جب وہ آیا۔ تو پہلی بات مجھ سے یہ کی۔

آن روز کہ مہ شدی نمید انستی | کانگشت نمائے جہاں خواہی شد
امروز کہ زلفت بے خلقے بر بوب | بر گوشہ نشنت نمی بارب سوب

Marfat.com

ترجمہ :۔ جس دن تم چاند بنے تھے تمہیں یہ خبر نہ تھی کہ ایک زمانے کی انگلیاں تمہاری طرف اٹھیں گی اب تمہاری زلف نے دنیا کے دل اسیر کر لئے ہیں کونے میں بیٹھے سے کوئی فائدہ نہیں۔

خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ چند اور باتیں بھی اس نے کیں۔ جو میں نے اور جگہ لکھ رکھی ہیں۔ القصہ پھر اس نے مجھے یہ کہا۔ کہ پہلے ہی اتنا مشہور نہیں ہونا چاہئے۔ اگر مشہور ہو جائیں۔ تو ایسا ہونا چاہئے۔ کہ قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ پھر یہ بات کہی۔ کہ یہ کیا قوت اور حوصلہ ہے۔ کہ خلقت سے گوشہ نشینی اختیار کر کے یاد الٰہی کی جائے۔ یعنی حوصلہ اور قوت اس قسم کی ہونی چاہئے۔ کہ خلقت میں رہ کر یاد الٰہی کی جائے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ جب وہ باتیں ختم کر چکا۔ تو میں تھوڑا سا کھانا لایا۔ لیکن اس نے نہ کھایا۔ میں نے اسی وقت نیت کر لی۔ کہ یہیں رہوں گا۔ جب یہ نیت کی۔ تو اس نے تھوڑا کھانا کھایا۔ اور چلا گیا۔ پھر اسے میں نے نہیں دیکھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

Marfat.com

مجلس ــ ۲۰ ــ

سورہ اخلاص

بروز ہفتہ دسویں ماہ مبارک رمضان سن مذکور کو قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ سورۂ اخلاص کی فضیلت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ سورۂ اخلاص قرآن شریف کا ثلث ہے۔ قرآن شریف ختم کرنے کے بعد جو تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھی جاتی ہے۔ اس میں یہ حکمت ہے۔ کہ اگر قرآن شریف ختم کرتے وقت کوئی کمی رہ گئی ہو۔ تو یہ تین مرتبہ سورہ اخلاص کا پڑھنا اسے مکمل کر دے۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ قرآن شریف ختم کرنے کے بعد سورۃ الحمد پڑھتے ہیں۔ اور چند آئتیں سورہ بقر کی بھی۔ یہ اس واسطے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلہ اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ کہ آدمیوں میں سے نیک کون ہے۔ فرمایا۔ الحال المرتحل حال اسے کہتے ہیں۔ جو کسی مقام میں آکر اترے اور مرتحل اس شخص کو کہتے ہیں۔ جو کسی مقام سے روانہ ہو۔ یہ اشارہ اس بات کی طرف ہے۔ کہ جو شخص قرآن مجید ختم کرتا ہے۔ وہ گویا منزل میں اترتا ہے۔ پھر جب جب وہ شروع کرتا ہے۔ تو وہ گویا مرتحل ہے۔ اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ الحال المرتحل۔

پھر اس بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ کہ بعض غائب جنازے کی نماز ادا کرتے ہیں۔ یہ کس طرح ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ جائز ہے۔ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی پر بھی نماز ادا کی۔ وہ حبشہ میں مر گیا تھا۔ اور امام شافعی نے بھی اس بات کو جائز قرار دیا ہے۔ اگر مردے کا کوئی عضو مل جائے۔ تو اسی پر نماز ادا کرے۔ پھر شیخ جلال الدین تبریزی قدس اللہ سرہ' العزیز کی حکایت بیان فرمائی۔ جب شیخ نجم الدین صغریٰ کو جو دہلی کے شیخ الاسلام تھے۔ ان سے عداوت ہوئی۔ تو شیخ جلال الدین کو ہندوستان کی طرف روانہ کیا۔ الغرض جب شیخ جلال الدین نور اللہ مرقدہ' بدایوں پہنچے۔ تو ایک روز دریائے بونہ کے کنارے بیٹھے تھے۔ اٹھ کر تازہ وضو کیا۔

Marfat.com

اور حاضرین کو کہا۔ کہ آؤ تا کہ شیخ الاسلام دہلی کی نماز جنازہ ادا کریں۔ کیونکہ اسی گھڑی ان کا انتقال ہوا ہے۔ واقعی ایسا ہی تھا۔ جیسا شیخ جلال الدینؒ نے فرمایا تھا۔ نماز سے فارغ ہو کر حاضرین کو فرمایا۔ کہ اگر شیخ الاسلام دہلی نے ہمیں دہلی سے نکالا ہے۔ تو ہمارے شیخ نے اسے دنیا سے نکال دیا ہے۔

پھر ان متحیروں کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ جو یاد حق میں اس طرح مشغول ہوتے ہیں کہ کسی فرد بشر کو اس کی اطلاع نہیں ہوتی۔ حاضرین میں سے ایک نے یہ حکایت بیان کی۔ کہ میں ایک مرتبہ ایسے مقام پر پہنچا۔ جہاں پر ایسے سات آٹھ متحیر تھے۔ جو آسمان کی طرف ٹکٹکی لگائے دن رات حیرت میں کھڑے تھے۔ نماز کے وقت نماز ادا کر کے پھر متحیر ہو جاتے خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ ہاں انبیاء معصوم ہیں۔ اور اولیاء محفوظ۔ واقعی ایسے ہی ہوتے ہیں جیسا تو نے بیان کیا ہے۔ اگرچہ دن رات متحیر رہتے ہیں۔ لیکن نماز میں ناغہ نہیں ہونے پاتا۔ اس تحیر کی نسبت شیخ الاسلام حضرت قطب العالم خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ' العزیز کی بابت یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ آپ چار روز تک اسی طرح عالم تحیر میں رہے۔ اور نیز وفات کے وقت بھی۔ یہ اس طرح پر ہوا۔ کہ شیخ علی سنجری رحمتہ اللہ علیہ کی خانقاہ میں سماع تھا۔ اور شیخ الاسلام قطب العالم حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز حاضر تھے۔ قوال ایک قصیدہ کہہ رہا تھا۔ جب اس شعر پر پہنچا۔

کشتگان خنجر تسلیم را هر زمان از غیب جان دیگر است

ترجمہ :۔ خنجر تسلیم کے کشتگان کے لئے ہر زمانے میں غیب سے ایک نئی زندگی ہے۔

تو شیخ الاسلام قطب العالم حضرت خواجہ قطب الدین نور اللہ مرقدہ' کو حالت ہوئی۔ جب وہاں سے اپنے مقام میں آئے۔ تو مدہوش اور متحیر تھے۔ فرمایا۔ یہی شعر پڑھو۔ چنانچہ یہی شعر پڑھا گیا۔ اور آپ اسی طرح متحیر تھے۔ جب نماز کا وقت ہوتا۔ تو نماز ادا کر لیتے۔ اور پھر یہی شعر کہلواتے۔ جس سے حالت اور حیرت پیدا ہوتی۔ چار دن رات اسی حالت میں رہے۔ پانچویں رات رحلت فرمائی۔ شیخ بدرالدین غزنوی رحمتہ اللہ

Marfat.com

علیہ فرماتے ہیں کہ میں اس رات حاضر تھا۔ جب حضرت قطب العالم کی رحلت کا وقت نزدیک پہنچا۔ تو مجھے کچھ غنودگی سی ہوئی۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ گویا شیخ الاسلام حضرت قطب العالم خواجہ قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز خود اس مقام سے نکل کر اوپر کی طرف جا رہے ہیں۔ اور مجھے فرما رہے ہیں۔ کہ دیکھ اللہ تعالٰی کے دوستوں کو موت نہیں آتی۔ جب میں جاگا۔ تو آپ رحلت فرما چکے تھے۔ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔

Marfat.com

مجلس --- ۲۱ ---

مشائخ سے رغبت

بروز پیر پندرھویں ماہ شوال سن مذکور کو قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ مشائخ کی خدمت میں لوگوں کے رغبت کرنے کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ جن دنوں کیلے کی لڑائی ہو رہی تھی۔ میں چند روز اس شہر میں رہا۔ جمعہ کے روز جمعہ مسجد میں جاتا۔ اور خلقت میری مزاحم ہوتی۔ ایک روز میں مسجد سے نکلا ہی تھا۔ اور کوچے میں جا رہا تھا۔ ایک مرد نے پیچھے سے آکر پوچھا۔ کہ کیا تو تنگ آگیا ہے۔ کہا ہاں۔ بعد ازاں اس مرد نے کہا کہ میرا خسر شیخ الاسلام حضرت شیخ فریدالدین قدس اللہ سرہٗ العزیز کا مرید تھا۔ جن دنوں آپ دہلی میں تھے۔ تو جمعہ کی نماز سے پہلے ہی روانہ ہوتا۔ تاکہ خلقت کی مزاحمت کم ہو جائے۔ لیکن خلقت اُسی طرح آکر دست بوسی کرتی۔ یہاں تک کہ خلقت کا ہجوم ہو جاتا۔ اور حلقہ سا بن جاتا۔ شیخ صاحب اس حلقے سے آگے بڑھتے۔ تو پھر اور حلقہ بندھ جاتا۔ یہاں تک کہ تنگ آگئے۔ پھر میرے خسر نے عرض کی۔ کہ آپ کیوں تنگ آتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ اس موقعہ کے مناسب یہ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جن دنوں سلطان ناصر الدین اوچ اور ملتان کی طرف روانہ ہوا۔ تو اجودھن پہنچ کر سارا لشکر شیخ صاحب کی زیارت کے لئے روانہ ہوا۔ شیخ صاحب انبوہ دیکھ کر حیران ہو گئے۔ شیخ صاحب کی آستین گلی کی طرف لٹکائی گئی۔ لوگ آکر بوسہ دیتے اور چلے جاتے۔ وہ آستین بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ پھر مسجد میں آکر مریدوں کو حکم دیا۔ کہ میرے گردا گرد حلقہ باندھو۔ تاکہ کوئی آدمی اندر نہ آسکے۔ دور ہی سے سلام کر کے چلے جائیں۔ مریدوں نے ویسا ہی کیا۔ ایک بوڑھا فراش آکر مریدوں کے حلقے سے گذر شیخ صاحب کے قدموں پر گر پڑا۔ اور پائے مبارک کو بوسہ دینے کے لئے کھینچا۔ شیخ صاحب تنگ آگئے۔ اس فراش نے کہا۔ یا شیخ المشائخ حضرت شیخ فریدالدین آپ کیوں تنگ آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اس سے بھی اچھا شکریہ ادا کرو۔ جب فراش نے یہ کہا۔ تو شیخ صاحب نے نعرہ مارا اور فراش کے حال پر نوازش

Marfat.com

فرمائی۔ اور اس سے معافی مانگی۔

پھر اس بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ کہ نرم دل ہونا چاہئے۔ اور خلقت کے ساتھ شفقت سے پیش آنا چاہئے۔ پھر فرمایا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امیرالمومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا ہے۔ وان ابابکر اسیف یعنی ابابکر اسیف ہے۔ اسیف اسے کہتے ہیں۔ جو جلدی رو دے۔ نیز خوش خلقی اور تواضع کے بارے میں فرمایا۔ کہ عمر بن عاص نے زمانہ جاہلیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔ اے پروردگار! عاص کے بیٹے نے میری ہجو کی ہے۔ میں شاعر نہیں ہوں۔ میری طرف سے تو ہی اس کی ہجو کر دے۔

خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے عمر بن عاص کی لفظ حریہ سے ہجو کی۔ مریہ اس شخص کو کہتے ہیں۔ جو مکار ہو۔ یعنی عمر بن عاص لوگوں میں مکار مشہور ہو گیا اگرچہ وہ بعد میں ایمان لایا۔ لیکن ہجو کے سبب مکاری میں مشہور ہو گیا۔ اور قیامت تک رہے گا۔ پس جب ہجو کرنا مکر اور مکاری ہے۔ تو مدح کرنا نرمی اور خوش خلقی اور تواضع ہے۔ واللہ اعلم۔

Marfat.com

مجلس --- ۲۲ ---

پیر اور مرید

سوموار کے روز ستائیسویں ماہ ذی القعدہ سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ ایک عزیز کسی کا بھیجا ہوا آیا تھا۔ یہ معافی مانگنے کے لئے کہ خواجہ صاحب نے کسی کی سفارش کے لئے فرمایا تھا۔ اور اس میں دیر ہو گئی تھی۔ جب اس آدمی نے بھیجنے والے کی زبانی معافی مانگی۔ تو خواجہ صاحب نے معاف فرمایا۔ اور زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ اگرچہ ناراض ہونے کا مقام ہے۔ لیکن میں ناراض نہیں ہوتا۔ بلکہ معاف کرتا ہوں۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ جب کوئی شخص کسی پیر کا مرید بنتا ہے۔ تو اس فعل کو تحکیم کہتے ہیں۔ یعنی اپنے پیر کو اپنا حاکم بناتا ہے۔ پس جو کچھ پیر کہے اور مرید نہ بنے وہ تحکیم نہ ہوئی۔ پھر فرمایا۔ اگرچہ ناراضگی کا موقعہ ہے۔ لیکن میں نے معاف کیا۔ اسی اثناء میں میں (مولف کتاب) نے عرض کی۔ کہ پیر اگرچہ بہ سبب اپنی عنایت کے مرید کی خطاء معاف کرتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ تو اس بات کو پسند نہیں کرتا۔ وہ کس طرح معاف کر سکتا ہے۔ فرمایا۔ پیر کا معاف کرنا حق تعالیٰ کے فرمان سے ہوتا ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ جو کچھ پیر فرمائے۔ مرید کو وہی کرنا چاہیے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ ایسا ہی آیا ہے۔ کہ اگر پیر نامشروع بات بھی فرمائے۔ تو کیا کرنا چاہیے۔ اس کا انکار کر دے یا نہ۔ فرمایا۔ کہ پیر بھی ایسا ہونا چاہیے۔ جو شریعت۔ طریقت اور حقیقت کے احکام کا عالم ہو۔ جب خود ایسا ہو گا۔ تو کوئی نامشروع بات مرید کو کرنے کے لئے نہ کہے گا۔ اگر کچھ کہے گا بھی تو مختلف فیہ ہو گی۔ یعنی بعض کے نزدیک جائز ہو گی۔ اور بعض کے نزدیک ناجائز۔ پس مرید کو وہی کرنا چاہیے۔ جو پیر کہے۔ کیونکہ وہ بھی کسی قول کے موافق حکم کرتا ہے۔ اگرچہ بعض اس سے مخالف رائے ہوں۔ پھر بھی اسے پیر کا فرمان بجا لانا چاہیے۔

پھر اسی بارے میں فرمایا۔ کہ فرض کرو۔ ایک شخص دوسرے کو کوئی بات کہتا ہے یا سفارش کرتا ہے۔ اور وہ اسے مانتا نہیں۔ تو اس بات کو اس پر محمل کرنا چاہیے۔ کہ

Marfat.com

وقت نہ تھا یا اس کو معلوم نہ تھا۔ فرمایا۔ اپنی ہی خطاء خیال کرنی چاہیئے۔ شاید ایسا ہی ہو۔

پھر فرمایا۔ کہ اجودھن میں ایک عامل تھا۔ جسے والی اجودھن تکلیف دیا کرتا تھا۔ اس عامل نے شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ' العزیز کی خدمت میں آکر سفارش کے لئے التماس کی۔ شیخ نے کسی آدمی کو والی اجودھن کے پاس اس عامل کی بابت کہلا بھیجا۔ لیکن والی اجودھن اپنی بات پر جما رہا۔ بعد ازاں شیخ صاحب نے اس عامل کو فرمایا۔ کہ میں نے تو کہا تھا۔ مگر وہ نہیں مانتا۔ شائد موقعہ مناسب نہ تھا۔ یا تیرے پاس کسی نے سفارش کی ہو۔ اور تو نے نہ سنی ہو۔ تب وہاں کے حاکم نے آکر معافی مانگی۔ تو شیخ صاحب نے معاف کر دیا۔ پھر معاف کرنے اور کئے ہوئے جرم کو نہ کیا ہوا خیال کرنے کے بارے میں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ شیخ الاسلام حضرت شیخ فریدالدین قدس اللہ سرہ' العزیز کا ایک مرید ممن نام ایک گاؤں میں رہا کرتا تھا۔ اس کی نسبت کسی نے شیخ صاحب کو کہا۔ کہ وہ شراب خوری کرتا ہے۔ جب وہ شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے پوچھا۔ کہ میں نے سنا ہے تم شراب پیتے ہو۔ اس نے کہا۔ نہیں۔ یہ کسی نے جھوٹی خبر دی ہے۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ شاید ایسا ہی ہو جیسا تو کہتا ہے۔ انہوں نے ہی جھوٹ کہا ہو۔ الغرض اس سے بڑی خوشی سے باتیں کرنے لگے۔ اور اس کا عذر قبول کر لیا۔

پھر مشائخ کے حکم کرنے اور مریدوں کے قبول کر لینے کے بارے میں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک بڑھیا آکر کئی مرتبہ شیخ ابو سعید ابوالخیر رحمتہ اللہ علیہ کی خانقاہ میں جھاڑو دیتی۔ کئی مرتبہ جب کر چکی۔ تو شیخ صاحب نے اس سے پوچھا۔ کہ اس خدمت سے تیرا کیا مطلب ہے بیان کرتا کہ میں پورا کروں۔ اس نے کہا۔ مطلب تو ہے۔ لیکن وقت پر بتاؤں گی۔ القصہ وہ بڑھیا یہ خدمت بجا لایا کی۔ ایک روز ایک خوصورت جوان شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو اس بڑھیا نے آکر شیخ صاحب کی خدمت میں عرض کی۔ کہ اب مدعا کے اظہار کا وقت ہے۔ فرمایا۔ بیان کر۔ عرض کی۔ اس جوان کو حکم کرو۔ کہ مجھ سے شادی کر لے۔ شیخ صاحب سوچ میں پڑ گئے۔ اور دل میں کہنے

Marfat.com

لگے۔ کہ یہ عورت بدصورت اور بڑھیا ہے۔ اور وہ مرد خوبصورت اور نوجوان ہے۔ خلوت میں چلے گئے۔ تین دن رات نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ اس کے بعد اس جوان اور بڑھیا دونوں کو بلا کر جوان سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ اس بڑھیا سے نکاح کرے۔ اس جوان نے چارو ناچار قبول کیا۔ بعد ازاں اس بڑھیا نے التماس کی۔ کہ شیخ صاحب حکم دیں۔ تاکہ عورتوں کی طرح مجھے جلوہ دیں۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ ایسا ہی کرو۔ ضیافت کی رسم بجا لائے۔ اور کھانا دو چند پکایا گیا۔ پھر بڑھیا نے التماس کی۔ کہ شیخ اس جوان کو فرمائے۔ کہ مجھے اپنے ہاتھ سے زمین پر سے اٹھا کر تخت پر بٹھائے۔ شیخ کے فرمان کے مطابق اس جوان نے ویسا ہی کیا۔ پھر بڑھیا نے شیخ صاحب کی خدمت میں التماس کی۔ کہ اس جوان کو حکم دیں کہ مجھے زمین پر نہ دے پٹکے۔ یعنی اس کام میں وفادار رہے۔ پیٹھ نہ دکھا جائے۔ القصہ شیخ صاحب نے حکم کیا۔ اور اس جوان نے قبول کیا۔ فرمایا۔ دراصل یہ حکایت اس بارے میں ہے کہ مرید اپنے پیر کا حکم مانیں۔

پھر شیخ الاسلام حضرت شیخ فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز کے بارے میں فرمایا۔ کہ میں تقریباً" دس بارہ سال آپ کی خدمت میں رہ چکا ہوں۔ نعت پڑھا کرتا تھا۔ ایک شخص ابوبکر خراط نامی جسے ابوبکر قوال بھی کہتے تھے۔ میرے استاد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہ وہ ملتان سے آیا تھا اس نے کہا۔ کہ شیخ بہاؤالدین زکریاؒ کو میں سماع سنایا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ یہ شعر میں نے پڑھے۔

بکل صبح و کل اشراقی تبکیک عینی بدمع مشتاقی
قد لسعت حیته الهوی کبدی فلاء طبیب لها ولا راقی

ترجمہ :۔ ہر صبح اور ہر سویرے میری آنکھیں اشتیاق میں خون کے آنسو روتی ہیں۔ تیری آرزو کے سانپ نے میرے جگر کو ڈس لیا ہے اب اس کے لئے نہ کوئی طبیب ہے اور نہ کوئی منتر پڑھنے والا

مصرعے باقی کے مجھے یاد نہ تھے۔ سو شیخ صاحب نے فرمایا۔ کہ وہ یہ ہیں۔

الا الحبیب الذی قد شغفت به فعنده رقیتی و ترياقی

ترجمہ :۔ سوائے اس محبوب کے جس پر میں فریفتہ ہوں کیونکہ اس کے پاس

Marfat.com

میرے لئے تریاق اور منتر ہے۔

از مار غمش گزندہ بارم جگرے — کورا نکند ہیچ فسونکر اثرے
جز بوست کہ من شیفتہ عشق ہیم — افسوں علاج من پہ باند بگرے

ترجمہ :۔ میرا جگر اس کے غم کے سانپ کا ڈسا ہوا ہے کوئی جادو اس پر اثر نہیں کرتا سوائے اس دوست کے جس پر میں فریفتہ ہوں وہی میرے علاج کا فسوں ہے۔

پھر شیخ بہاؤالدین زکریاؒ کے مناقب بیان کرنے شروع کئے۔ کہ وہاں پر ذکر اس طرح ہوتا ہے۔ اور عبادت اس طرح اور اوراد اس طرح کہ وہاں پر جو لونڈیاں پنہاریاں ہیں۔ وہ بھی ذکر کرتی ہیں۔ وغیرہ وغیرہ بہت سی باتیں کہیں۔ لیکن ان باتوں کا میرے دل پر کچھ اثر نہ ہوا۔ پھر کہا۔ کہ میں وہاں سے اجودھن آیا۔ وہاں پر ان صفات سے موصوف ایک بزرگ دیکھا۔ الغرض جب شیخ الاسلام حضرت شیخ فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز کے مناقب میں نے سنے تو میرے دل میں محبت۔ ارادت اور صدق قائم ہو گئے۔ چنانچہ ہر نماز کے بعد دس مرتبہ شیخ فریدالدین' کہا کرتا۔ پس وہ محبت بہت ہی بڑھ گئی۔ یاروں کو بھی معلوم ہو گیا۔ اگر مجھ سے کوئی بات پوچھتے یا قسم دلانی چاہتے۔ تو کہتے۔ کہ شیخ فریدالدین قدس اللہ سرہ' کی قسم کھاؤ۔

القصہ بعد ازاں دہلی کا ارادہ کیا۔ ایک بوڑھا عوض نام میرے ہمراہ ہوا۔ اثنائے راہ میں اگر کہیں شیر وغیرہ یا چوروں کا ڈر ہوتا۔ تو وہ کہتا یا پیر حاضر ہوجیو۔ اے ہمارے پیر ہم آپ کی پناہ میں ہیں۔ میں نے پوچھا۔ اس پیر سے کون سا پیر مراد ہے۔ کہا حضرت شیخ فریدالدین نوراللہ مرقدہ' خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ اس کے سننے سے اور ہی ذوق اور شوق پیدا ہو گیا۔ اس راہ میں ایک اور مرد ہمراہ ہو لیا جسے مولانا حسین ہنس مکھ کہتے تھے۔ اور جو ایک نیک مرد تھا۔ جب ہم دہلی پہنچے۔ تو اتفاقاً" شیخ نجیب الدین متوکل کے گھر کے پاس ہی اترے۔ اس حکایت سے مقصود یہ ہے۔ کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ دولت دینی منظور تھی۔ اس واسطے ایسے اسباب مہیا کئے۔

پھر شیخ فریدالدین قدس اللہ سرہ' العزیز کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ کہ آپ کو سماع سے کمال درجہ کا حظ حاصل ہوتا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ جب آپ نے سماع سننا

Marfat.com

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رباعی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رباعی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

کرتا۔

پھر اس بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ کہ شیخ قطب الدین بختیار اوشی اور شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ علیہما کی آپس میں ملاقات کس طرح ہوئی۔ فرمایا۔ کہ ایک دفعہ شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ علیہ شیخ الاسلام قطب العالم حضرت خواجہ قطب الدین قدس اللہ سرہ' العزیز کے ہاں بطور مہمان وارد ہوئے۔ تو چاہا۔ کہ حضرت شیخ قطب الدین" میرا استقبال کریں۔ اپنے گھر سے نکل آئے۔ شیخ صاحب کا مکان کیلو کھری کے پاس تھا۔ وہاں سے نکل تنگ کوچوں میں چلنا شروع کیا۔ شارع عام کی راہ نہ گئے۔ شیخ جلال الدین قدس اللہ سرہ' العزیز بھی شارع عام سے نہ آئے انہوں نے بھی تنگ کوچوں سے آنا شروع کیا۔ اسی طرح دونوں بزرگوں کی باہم ملاقات ہوئی۔ نیز فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ ملک عزیزالدین بختیار کی مسجد میں جو اس کے حمام کے بالمقابل ہے۔ یہ دونوں بزرگوار آپس میں ملے۔

Marfat.com

مجلس ۔۔ ۲۳ ۔۔

نماز عید

اتوار کے روز پندرھویں ماہ ذالحج سن مذکور کو ایام تشریق میں شرف مصافحت حاصل ہوا۔ نماز کے حال کی بابت پوچھا۔ اس عید پر بارش سخت ہوئی۔ اور قدرے اولے بھی پڑے۔ بہت سے لوگ نماز میں شامل بھی نہ ہوئے۔ چنانچہ میں بھی شامل نہ ہو سکا۔

القصہ جب خواجہ صاحب کو اس بات کی اطلاع دی گئی۔ کہ میں نہیں گیا تھا۔ فرمایا۔ ہاں بہت لوگ نہیں آسکے تھے۔ پھر فرمایا۔ کہ میں نے بھی ایک ہی رکعت ادا کی تھی۔ دوسری رکعت کے وقت بارش ہونے لگی۔ جب نماز ختم ہوئی۔ تو خطیب اور میں رہ گئے۔ باقی سارے لوگ گھروں کو واپس آگئے۔ میں (مؤلف کتاب) نے عرض کی۔ کہ اگر اس عید کی نماز اس روز ادا نہ ہو سکے۔ تو کیا دوسرے روز ادا کرنی جائز ہے۔ فرمایا۔ ہاں عیدالضحیٰ کی نماز تو دوسرے روز بلکہ تیسرے روز بھی ادا کرنی جائز ہے۔ لیکن عیدالفطر کی نماز اگر قضا ہو جائے۔ تو دوسرے روز اداء نہیں کرنی چاہیئے۔

پھر زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ اس عید پر میرے دل میں خیال تھا۔ کہ اگر یار بہت ہو جائیں اور نماز ادا نہ کی جائے تو دوسرے روز ادا کریں لیکن سب لوگ آئے ہوئے تھے۔ اور خطیب نماز ادا کر چکا تھا۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ نماز استخارہ جو ہر روز ادا کی جاتی ہے۔ وہ ہر روز کی خیریت اور ہر جمعہ کی خیریت کے لئے بھی ادا کی جاتی ہے۔ نیز اس ہفتے اور عید کی خیریت کے لئے بھی ادا کی جاتی ہے۔ نیز سارے سال کی خیریت کے لئے بھی۔ میں نے پوچھا۔ عیدالضحیٰ کے روز یا عیدالفطر کے دن فرمایا۔ دونوں دن ادا کرنی چاہیئے۔

Marfat.com

مجلس ــ ۲۴ ــ

مخدوم کی خدمت میں

بروز ہفتہ ۱۶ سولھویں محرم ۷۱۶ ہجری کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ میں اس روز اپنے عزیزوں میں سے ایک چھوٹے لڑکے کو ہمراہ لایا تھا۔ عرض کی۔ کہ اسے قرآن شریف پڑھنے کے لئے بھیجنا ہے۔ پہلے آپ کی خدمت میں لایا ہوں۔ تاکہ جناب کی نظر کی برکت سے اللہ تعالیٰ قرآن شریف کا پڑھنا اس کے نصیب کرے۔ آپ نے دعا کی۔ اور پھر تختی دست مبارک میں لے کر اس پر یہ عبارت لکھی۔ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رب یسر ولاتعسر ا ب ت ث ج" اور زبان مبارک سے یہ حروف اسے پڑھائے۔ پھر فرمایا۔ کہ حدیث میں آیا ہے۔ کہ ایسے لوگ بھی ہوں گے۔ جن کو جبراً" کھینچ کر بہشت میں لایا جائے گا۔ بعد میں فرمایا۔ کہ اس حدیث کی نسبت تین قول مشہور ہیں۔ ایک یہ کہ وہ لوگ یہ بچے ہوں گے۔ جو جبراً" معلم کے پاس لائے جاتے ہیں۔ جو بتدریج حروف سے معنی کو پہنچتے ہیں۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ وہ غلام ہوں گے۔ جن کو دارالحرب سے دارالسلام میں زنجیر ڈال کر لایا جاتا ہے۔ اس وقت خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ تیسرا قول یہ ہے۔ کہ وہ لوگ ہوں گے۔ جو محبان حق ہیں۔ قیامت کے دن انہیں بہشت میں جانے کا حکم ہو گا۔ لیکن وہ کہیں گے۔ کہ ہم نے بہشت یا دوزخ کے لئے تیری پرستش نہیں کی۔ ہم نے محض تیری محبت کی خاطر تیری پرستش کی ہے۔ حکم ہو گا۔ کہ واقعی ایسا ہی ہے۔ لیکن دیدار اور وصال کا وعدہ بہشت میں پورا ہو گا۔ وہاں چلو۔ وہ پھر بھی نہیں جائیں گے۔ پھر فرشتوں کو حکم ہو گا۔ کہ انہیں نوری زنجیروں سے جکڑ کر بہشت میں لے جاؤ۔

Marfat.com

مجلس ۔۔ ۲۵ ۔۔

قناعت

بروز منگل ماہ صفر سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ قناعت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ دنیا کے طلب نہ کرنے کے بارے میں فرمایا۔ کہ مولانا حافظ الدین نے جو کتابیں کافی اور شافی لکھی ہیں۔ ان میں لکھا ہے۔ کہ کتے کو شکار کرنا سکھلایا جاتا ہے جب تین مرتبہ شکار پکڑ لیتا ہے۔ اور مالک کو لا کر دیتا ہے تو اسے معلم کہتے ہیں۔ واقعی اسے استاد پکڑنا چاہیئے۔ چیتے کو بھی شکار کرنا سکھلایا جاتا ہے۔ لیکن چیتے کو اس وقت چھوڑا جاتا ہے۔ جب شکار بالکل نزدیک آجاتا ہے۔ تو وہ اچھل کر اس پر جا پڑتا ہے۔ اگر نہیں ملتا۔ تو اس کے پیچھے نہیں بھاگتا۔ برخلاف اس کے کتا شکار کے پیچھے مارا مارا پھرتا ہے۔ القصہ اس بزرگ نے وہاں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ لوگوں کو چاہیئے۔ کہ چند خصلتیں چیتے سے سیکھیں۔ ایک یہ کہ کتے کی طرح رزق کے پیچھے مارے مارے نہ پھریں۔ اگر کچھ مل جائے تو اس پر قابض ہو جائیں۔ دوسرے یہ کہ جب چیتا شکار پر حملہ آور ہوتا ہے۔ اگر شکار مل جاتا ہے۔ تو بہتر۔ ورنہ اس کا پیچھا نہیں کرتا۔ اسی طرح لوگوں کو بھی چاہیئے۔ کہ اگر دنیا طلب کریں۔ تو تھوڑی کریں۔ نہ کہ اس کی خاطر پریشان خاطر رہیں۔ تیسرے یہ کہ اگر چیتا شکار کرنے میں سستی کرے۔ تو کتے کو لا کر اس کے روبرو پیٹا جاتا ہے۔ تاکہ چیتا ڈر جائے لوگوں کو بھی ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ کہ دوسروں کو دیکھ کر عبرت پکڑیں۔

Marfat.com

مجلس ــ ۲۶ ــ

حکایت

بروز ہفتہ بیسویں ماہ ربیع الاول ۶۷۹ ہجری کو قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ اس روز ایک آدمی کو پکڑا تھا۔ جس کے ہاتھ میں چھری تھی۔ واللہ اعلم وہ کون تھا۔ جب خدمت گار اسے پکڑ کر خواجہ صاحب کی خدمت میں لائے۔ اور حال بیان کیا۔ تو خواجہ صاحب نے اس بات کی اجازت نہ دی۔ کہ اسے تکلیف پہنچائی جائے۔ پاس بلا کر فرمایا۔ کہ آئندہ اس بات کا اقرار کرو۔ کہ کسی مسلمان کو ضرر نہ دو گے۔ اس نے عہد کیا۔ تو خواجہ صاحب نے اسے چھوڑ دیا۔ اور رستے کا خرچ بھی دیا۔ جب اس روز میں حاضر خدمت ہوا۔ تو اسی بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ ایک روز شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ' العزیز صبح کی نماز ادا کر کے زمین پر سر رکھ کر یاد الٰہی میں مشغول تھے۔ اکثر اسی طرح یاد الٰہی میں مشغول ہوا کرتے تھے۔ اس دن شاید سردی کی وجہ سے پوستین اوپر ڈال رکھی تھی۔ اور وہاں میرے سوا اور کوئی خادم موجود نہ تھا۔ اتنے میں ایک شخص نے آکر بلند آواز سے سلام کہا۔ جس سے شیخ صاحب یاد الٰہی سے رک گئے۔ شیخ صاحب نے اسی طرح زمین پر سر رکھے ہوئے اور پوستین اوڑھے ہوئے فرمایا۔ کہ یہ شخص جو آیا ہے۔ وہ ایک میانہ قد زرد رنگ کا ترک ہے۔ میں نے اسے دیکھا۔ تو واقعی اسی شکل و صورت کا تھا۔ میں نے عرض کی جناب اسی شکل کا ہے۔ بعد ازاں فرمایا۔ اس کی کمر میں زنجیر بھی ہے۔

عرض کی کہ ہاں ہے۔ پھر فرمایا کہ اس کے کان میں کچھ چیز ہے۔ میں نے عرض کی۔ کہ اس کے کان میں بالے ہیں۔ ان سوال و جواب سے اس ترک کا رنگ متغیر ہو گیا۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ کہ اسے کہو چلا جائے۔ ورنہ زیادہ رسوا ہو گا۔ یہ سن کر وہ غائب ہو گیا۔ اسی مجلس میں یہ حکایت بھی بیان فرمائی۔ کہ ایک شخص مولانا حسام الدین بنہ نام غزنی میں رہتا تھا۔ جو شمس العارفین کی اولاد سے تھا۔ اور خواجہ اجل شیرازی کا مرید تھا۔ وہ اور ایک اور یار دونوں کھڑے تھے۔ کہ خواجہ صاحب نے پہلے ان کی

Marfat.com

طرف دیکھا۔ پھر آسمان کی طرف دیکھا۔ پھر ان کی طرف دیکھ کر زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ اس وقت تم میں سے ایک کے لئے شہادت کی خلعت تیار کی گئی ہے۔ جب دونوں خواجہ صاحب سے رخصت ہوئے۔ تو آپس میں کہا۔ دیکھئے کس کو یہ دولت نصیب ہوتی ہے۔ مولانا حسام الدین ذاکر تھے۔ اسی دن تذکیر کر کے منبر سے جب اترے۔ تو بہت لوگ آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ اور دست بوسی کرنے لگے۔ ان میں سے ایک نے چھری نکال آپ کو شہید کیا۔ جب گھر لائے گئے۔ تو کوئی دم باقی تھا۔ کسی کے ہاتھ اپنے یار کو کہلا بھیجا۔ کہ وہ خلعت مجھے ملی ہے۔

Marfat.com

مجلس ۔۔ ۲۷ ۔۔

حفظ قرآن

بروز اتوار ستائیسویں ماہ ربیع الاول سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ قرآن شریف کی برکت اور اس کے حفظ کرنے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ بدایوں میں ایک شخص قرآن شریف ساتوں طرح کی قراتوں سے پڑھ سکتا تھا۔ اور نہایت صالح مرد صاحب کرامت اور ایک ہندو کا غلام تھا۔ جسے شادی مقری کہتے تھے۔ اس کی ایک کرامت تو یہی تھی۔ کہ جو شخص اس سے قرآن شریف کا ایک ورق پڑھ لیتا۔ اللہ تعالیٰ اسے سارا قرآن شریف نصیب کرتا۔ میں نے بھی اس سے ایک سیپارہ پڑھا۔ اس کی برکت سے مجھے قرآن شریف حفظ ہو گیا۔ الغرض اس شادی مقری کا ایک آقا تھا۔ جو لاہور میں رہتا تھا۔ اور جسے خواجگی مقری کہتے تھے۔ وہ بھی بہت ہی بزرگ تھا۔ القصہ ایک دفعہ کوئی شخص لہاور سے آیا۔ شادی مقری نے اس سے پوچھا۔ کہ کیا میرا آقا راضی خوشی تو ہے۔ اس کا آقا مر چکا تھا۔ لیکن اس شخص نے وفات کی خبر نہ کی اور کہا کہ ہاں سلامت ہے۔ پھر لاہور کے حالات بیان کرنے شروع کئے۔ کہ برسات بڑے زور کی ہوئی۔ جس سے کئی گھر برباد ہو گئے۔ اور ایک مرتبہ آگ بھی لگی۔ جس سے کئی گھر جل کر راکھ ہو گئے۔ جب وہ شخص اتنی باتیں بیان کر چکا۔ تو شادی مقری نے کہا۔ شائد میرا آقا زندہ نہیں۔ کہا۔ ہاں۔ وہ اس سے پہلے ہی انتقال کر گیا تھا۔ واللہ اعلم۔

Marfat.com

مجلس ــــ ۲۸ ــــ

کمزور اعتقاد

بروز اتوار بیسویں ماہ ربیع الآخر سن مذکور کو پائبوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ سست اعتقاد گروہ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ نیز ان لوگوں کے بارے میں جو کعبہ کی زیارت کو جاتے ہیں۔ اور جب واپس آتے ہیں۔ تو پھر دنیاوی کاموں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ میں نے عرض کی۔ کہ مجھے تو ان لوگوں پر تعجب آتا ہے۔ جو آپ کے مرید ہو کر پھر کسی طرف جائیں۔ جس وقت میں نے یہ عرض کی۔ اس وقت میرا یار ملیح نام حاضر خدمت تھا۔ میں نے عرض کی۔ کہ بندے نے ایک مرتبہ اس ملیح سے ایک بات سنی۔ جس نے میرے دل پر بڑا گہرا اثر کیا۔ وہ بات یوں بیان کی۔ کہ حج کو وہ شخص جائے جس کا پیر نہ ہو۔ خواجہ صاحب نے جب یہ بات سنی۔ تو آبدیدہ ہو کر یہ مصرع فرمایا۔

مصرعہ

آں رہ بسوئے کعبہ برد و ایں بسوے بوست

وہ راہ کعبہ کو لے جاتا ہے اور یہ محبوب کی طرف

بعد ازاں فرمایا۔ کہ شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز کی وفات کے بعد مجھے حج کا شوق عظیم پیدا ہوا۔ میں نے کہا۔ کہ پہلے اجودھن جا کر شیخ صاحب کی زیارت کروں۔ جب زیارت کی تو میرا مقصود حاصل ہو گیا۔ اور کچھ اور بھی مل گیا۔ دوسری مرتبہ جب پھر حج کی خواہش پیدا ہوئی۔ تو پھر بھی شیخ کی زیارت کی۔ اور مطلب حاصل ہو گیا۔

Marfat.com

مجلس ــ ۲۹ ــ

حکایت حضورؐ

بروز اتوار گیارھویں ماہ جمادی الاول سن مذکور کو قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت فرمایا۔ کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک نیا کھدا ہوا کنواں ہے۔ اور اس پر ڈول پڑا ہے۔ اس میں پانی تو تھا۔ لیکن اس کی عمارت تیار نہ تھی۔ یعنی اینٹوں وغیرہ سے تیار نہیں کیا گیا تھا۔ صرف گڑھے کی طرح تھا۔ ایسے کنوئیں کو قلیب کہتے ہیں۔ اور جس کی عمارت وغیرہ ہر طرح سے بالکل تیار ہو۔ اسے طوی کہتے ہیں۔ مختصر یہ آنجنابؐ نے ڈول سے تھوڑا پانی کھینچا۔ پھر دست مبارک اٹھا لیا۔ اتنے میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے دو تین ڈول کھینچے۔ تو تھک گئے۔ پھر عمر خطاب رضی اللہ عنہ نے آکر بارہ ڈول کھینچے۔ تو وہ ڈول بڑا ہو گیا۔ جس کے سبب بہت سی زمین سیراب ہوئی۔

خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ اس حکایت سے مقصود یہ ہے۔ کہ کنوئیں سے اصلی مراد پانی ہے خواہ کنوئیں پر عمارت وغیرہ بنائیں یا نہ بنائیں۔ تکلف کریں یا نہ کریں۔ بہرحال اصلی مقصد تو پانی ہے۔ یعنی ہر کام میں کوئی نہ کوئی علت غائی ہوتی ہے۔

اسی اثناء میں حاضرین میں سے ایک نے محمد کوالپوری مرید کا سلام پہنچایا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ ہاں میں جانتا ہوں۔ وہ خدا کا پیارا ہے۔ اس نے ایک مرتبہ مجھ سے پوچھا تھا۔ کہ مجرد رہنا اچھا ہے یا شادی کر لینی بہتر ہے۔ میں نے کہا۔ کہ بہتر تو تجرید ہے۔ لیکن شادی کی بھی اجازت ہے۔ اگر کوئی شخص یاد الٰہی میں اس طرح مشغول ہو۔ کہ اسے اس بات کی خبر نہ ہو۔ اور نہ ہی جانتا ہو۔ کہ یہ بات کیا ہے۔ اس کے تمام اعضاء آنکھ۔ زبان وغیرہ بے شک محفوظ رہیں گے۔ ایسے شخص کو مجرد رہنا چاہئے۔ لیکن جس کے دل میں اس بات کا خیال گزرے۔ اسے شادی کر لینی چاہئے۔ اس بارے میں اصلی کام نیت ہے۔ جب نیت حق کی مشغولی کی ہو گی۔ تو سارے اعضاء پر

Marfat.com

اس کا اثر پڑے گا۔ جب اس کا باطن اور طرح کا ہو جائے گا۔ تو اس کے اعضاء پر بھی وہی اثر پڑے گا۔

پھر محمد کوالپوری کی عمر کی بابت فرمایا۔ کہ وہ اتنے سال کا ہے۔ یہاں سے سلطان شمس الدین کی تاریخ وفات یاد آگئی۔ تو یہ شعر زبان مبارک سے فرمایا۔

بسال ششصدوسی وسه از ہجرت   نماند شاه جہاں شمس الدین عالمگیر

ہجرت کے ۶۳۴ھ سال بعد شاہجہان عالم گیر شمس الدین دنیا میں نہ رہے۔

پھر اس بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ کہ جب مرید پیر کو وداع کرتے ہیں۔ تو پھر حاضر خدمت نہیں ہوتے۔ مگر اس کے بعد کہ کسی مہم یا سفر میں واپس آئیں۔ اس بارے میں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ جب علی مکی کو شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز نے وداع کیا۔ تو دوسرے روز ہی اجودھن کے گرد و نواح میں آنے کا اتفاق ہوا۔ اسی روز پھر شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ شیخ صاحب نے پوچھا۔ کہ کل تو تو رخصت ہو کر چلا گیا تھا۔ آج پھر آنکلا۔ عرض کی۔ کہ آج ساتھیوں نے یہیں مقام کیا تھا۔ میں پھر حاضر خدمت ہو گیا۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ مرحبا۔ جب رات ہوئی۔ تو پھر جا کر قافلے میں رہا۔ تیسرے روز پھر مقام وہیں تھا۔ پھر شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو شیخ صاحب نے ایک آدمی کو حکم دیا۔ کہ دو روٹیاں لا کر اسے دو۔ جب رخصت کیا تو پھر نہ آیا۔

پھر اسی علی مکی کے بارے میں فرمایا۔ کہ وہ نیک اور بابرکت آدمی تھا۔ بارہا دعا کیا کرتا تھا۔ کہ پروردگار! مجھے ایسی جگہ موت آئے۔ کہ میں اپنے شہر میں نہ ہوں۔ یعنی راستے میں جہاں مجھے کوئی پہچان نہ سکے۔ کہ کون ہے۔ بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ بدایوں کی طرف روانہ ہوا۔ تو اثنائے راہ میں بیمار ہوا۔ جب قصبہ نجلانہ سے باہر نکلا۔ تو بیماری اور بھی بڑھ گئی حتیٰ کہ اسی حدود میں مرگیا۔ اور بدایوں نہ پہنچ سکا۔

پھر اسی کے بارے میں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ میں نے اس سے سنا ہے۔ وہ کہتا تھا۔ کہ میں ایک مرتبہ کرمان میں بطور مسافر وارد تھا۔ کرمان میں ایک قاضی تھا۔ جس

Marfat.com

نے ایک روز شہر کے بڑے بڑے رؤسا اور مشائخ کو بلایا۔ اور مجلس آراستہ کی۔ ایک لاغر و ناتواں زرد رو درویش بھی اس مجلس میں حاضر تھا۔ اگرچہ اسے بلایا تو نہیں گیا تھا۔ لیکن اس نے سنا تھا کہ آج قاضی کے ہاں دعوت ہے۔ آکر ایک کونے میں بیٹھ رہا۔ جب سماع شروع ہوا۔ تو اس درویش میں جنبش نمودار ہوئی۔ اٹھ کر رقص کرنا چاہا۔ قاضی اس بات سے ناراض ہوا۔ وہ چاہتا تھا کہ پہلے صاحب صدر یا کوئی اور بزرگ رقص کرے۔ یہ درویش کیوں پہلے اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے آواز دی کہ اے درویش بیٹھ جا۔ درویش ناراض ہو کر بیٹھ گیا۔ ایک گھڑی بعد جب سماع گرم ہوا۔ تو قاضی اٹھا۔ اٹھتے ہی درویش نے کہا۔ قاضی صاحب بیٹھ جایئے۔ درویش نے یہ الفاظ کچھ اس لہجے میں کہے۔ کہ حاضرین دم نہ مار سکے۔ قاضی اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ القصہ جب مجلس سماع برخاست ہوئی۔ تو اور لوگ بھی واپس چلے گئے۔ اور وہ درویش بھی۔ لیکن قاضی اپنی جگہ پر بیٹھا رہا۔ چند مرتبہ اٹھنا چاہا۔ لیکن نہ اٹھ سکا۔ چنانچہ سات سال اسی حالت میں رہا۔ آخر سات سال بعد درویش واپس آیا۔ اسے معلوم تو تھا۔ کہ کارروائی کی ہوئی ہے۔ قاضی کو آکر دیکھا۔ کہ لاغر ہو گیا ہے۔ پاس کھڑے ہو کر کہا۔ قاضی اٹھ ! قاضی ! لیکن قاضی نہ اٹھا۔ پھر دوسری مرتبہ کہا۔ قاضی اٹھ۔ قاضی صاحب اسی طرح بیٹھے رہے۔ تیسری مرتبہ کہا۔ بھلا اسی طرح بیٹھا رہ اور اسی طرح مر جانا۔ یہ کہہ کر چلتا بنا۔ بعد ازاں قاضی نے آدمیوں کو دوڑایا۔ کہ اسے واپس لائیں۔ لیکن اس کا پتہ نہ ملنا تھا نہ ملا۔ اور قاضی صاحب پھر اسی حالت میں مر گئے۔

Marfat.com

مجلس ـــ ۳۰ ـــ

خاص مرید

بروز بدھ اٹھائیسویں ماہ جمادی الاول سن مذکور کو قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ مجھ سے پوچھا۔ کہ جمعہ کی نماز کہاں ادا کرتے ہو۔ عرض کی کیلوکھری کی جامع مسجد میں۔ لیکن میں آنجناب کا مزاحم نہیں ہوتا۔ اس واسطے اس دن عوام کا ہجوم بہت ہوتا ہے۔ فرمایا۔ میں نے کہا ہوا ہے کہ جو خاص یار گھر پر میرے پاس آتے ہیں۔ انہیں ضرورت نہیں۔ کہ عام انبوہ میں میرے مزاحم ہوں۔

پھر اس بارے میں کہ ایسے موقعوں پر مزاحم نہیں ہونا چاہئے۔ ایک حکایت بیان فرمائی کہ مولانا برہان الدین نسفی عالم کامل تھے۔ اگر کوئی شخص آپ کی خدمت میں کچھ پڑھنے کے لئے آتا۔ تو آپ اسے فرماتے۔ کہ پہلے مجھ سے تین شرطیں کر لو۔ پھر میں پڑھاؤں گا۔ وہ شرائط یہ ہیں۔ اول ایک وقت کھانا کھانا۔ جو کھانا پسند اور مرغوب طبع ہو۔ صرف ایک دفعہ کھانا۔ تاکہ علم کے لئے بھی کچھ جگہ رہے۔ دوسرے یہ کہ ناغہ نہ کرنا۔ اگر ایک روز بھی ناغہ کرو گے۔ تو دوسرے روز سبق نہیں دوں گا۔ تیسرے یہ کہ جب راستے میں مجھے ملے۔ تو سلام کر کے گزر جانا۔ ہاتھ پاؤں پڑنے اور زیادہ تعظیم کی کوئی ضرورت نہیں۔ جب یہ حکایت ختم ہوئی۔ تو بعد ازاں فرمایا۔ کہ خلقت میرے پاس آتی ہے۔ اور سجدہ کرتی ہے چونکہ شیخ الاسلام فریدالدین اور شیخ قطب الدین قدس اللہ سرہما العزیز نے منع نہیں فرمایا تھا۔ میں بھی منع نہیں کرتا۔ اس اثناء میں بندے نے عرض کی۔ کہ جب میں آکر جناب کو تعظیمی سجدہ کرتا ہوں۔ تو ایسا کرنے میں مجھ میں کچھ زیادتی ہو جاتی ہے۔ اور نفس شکنی ہوتی ہے۔ لیکن آپ کو اللہ تعالیٰ ہی نے بڑائی عنایت کر رکھی ہے۔ کچھ مریدوں کی خدمت پر منحصر نہیں۔

پھر خواجہ صاحب نے اس بارے میں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ انہیں گذشتہ دنوں میں ایک بزرگ شخص روم و شام کی سیر کر کے آیا۔ جب بیٹھا تو اتنے میں وحید الدین قریشی نے حسب معمول سجدہ کیا۔ اس بزرگ نے اسے منع کیا۔ کہ ہمیں کیا کرتے

Marfat.com

ہو۔ سجدہ کرنا جائز نہیں۔ اس بارے میں مجھ سے بحث کرنے لگا۔ میں نے تو جواب دینا نہ چاہا۔ لیکن جب حد سے بڑھ گیا۔ تو میں نے صرف اس قدر کہا کہ سنو۔ اتنا جوش نہ دکھاؤ۔ جب کوئی امر فرض ہو۔ اور بعد میں اس کی فرضیت جاتی رہے۔ تو وہ مستحب رہ جاتا ہے۔ جیسا کہ ایام بیض اور ایام عاشورہ جو پہلی امتوں پر فرض تھے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ان کی فرضیت جاتی رہی۔ صرف استحباب (مستحب ہونا) باقی رہ گیا۔ اب رہا سجدہ۔ سو پہلی امتوں کے لئے مستحب تھا جیسے رعیت بادشاہ کو یا شاگرد استاد کو یا امت پیغمبر کو تعظیما" سجدہ کیا کرتے۔ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بالکل جاتی رہی۔ صرف مباح رہ گیا ہے۔ مستحب نہیں۔ سو مباح کے لئے نفی اور منع کا کہاں ذکر ہوا ہے۔ ایک بھی ایسی مثال بتا دو۔ صرف یہ انکار کس کام کا۔ جب میں نے اسے اس قدر کہا۔ تو کوئی جواب نہ دے سکا۔ خواجہ صاحب جب یہ حکایت ختم کر چکے۔ تو فرمایا۔ کہ میں یہ کہہ کر پشیمان ہوا۔ کہ میں نے یہ کیوں بات کہی۔ جس سے وہ کھسیانا ہوا۔ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔ میں دو وجہ سے پشیمان ہوا۔ ایک اس واسطے کہ کیوں اسے یہ بات کہی۔ جس سے وہ ملزم بنا۔ دوسرے چونکہ وہ مسافر تھا۔ مجھے چاہئے تھا۔ کہ اسے کپڑا یا روپیہ پیسہ دیتا۔ ان باتوں سے مجھے پشیمانی ہوئی۔ بعد ازاں پیش آنے کے بارے میں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو شخص میرے پاس آئے۔ اسے کچھ دینا چاہئے۔ اس مباحثہ کی نسبت یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک دفعہ کوئی بوڑھا شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ' العزیز کی خدمت میں آیا۔ اور کہا۔ کہ میں شیخ قطب الدین بختیار طیب اللہ ثراہ کی خدمت میں تھا۔ میں نے آپ کو وہاں دیکھا تھا۔ شیخ صاحب نے اسے نہ پہچانا۔ جب سارے نشان بتائے۔ تو پھر پہچان لیا۔ الغرض وہ بوڑھا ایک چھوکرا بھی ہمراہ لایا تھا۔ اسی اثناء میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو لڑکا بے ادبوں کی طرح بحث کرنے لگا۔ چنانچہ اونچی آواز سے باتیں ہونے لگیں۔ شیخ صاحب بھی بلند آواز سے بولنے لگے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں اور مولانا شہاب الدین جو شیخ صاحب کے فرزند تھے باہر دروازے پر بیٹھے تھے۔ جب غلبہ دیکھا۔

Marfat.com

تو ہم اندر آئے۔ وہ لڑکا اسی طرح گستاخانہ گفتگو کیے گیا۔ مولانا شہاب الدین نے اندر آکر اسے تھپڑ مارا۔ تو اس لڑکے نے بے ادبی کرنی چاہی۔ میں نے اس لڑکے کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اسی اثناء میں شیخ کبیر قدس اللہ سرہ' العزیز نے فرمایا۔ کہ باہم صفائی کرو۔ مولانا شہاب الدین نے کچھ روپیہ لاکر اس لڑکے اور اس کے باپ کو دیا۔ جسے لے کر دونوں خوش ہو کر چلے گئے۔ شیخ صاحب کی یہ عادت تھی۔ کہ ہر رات افطار کے بعد مجھے اور مولانا رکن الدین کو پاس بلاتے اور کبھی کبھی مولانا شہاب الدین بھی موجود ہوتے۔ پھر گزشتہ روز کے واقعات کی نسبت پوچھتے۔ اس روز بھی حسب معمول مجھے اور مولانا رکن الدین کو بلایا۔ اور اس دن کا ماجرا پوچھا۔ اس بوڑھے کے آنے اور لڑکے کے بحث کرنے اور مولانا شہاب الدین کے ادب کرنے کے بارے میں گفتگو ہوئی۔ شیخ کبیر ہنسے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ میں نے عرض کی۔ کہ میں نے اس لڑکے کا ہاتھ پکڑا تھا۔ جبکہ اس نے مولانا شہاب الدین کی بے ادبی کرنی چاہی تھی۔ شیخ صاحب نے ہنس کر فرمایا۔ کہ نیک نے نیک کام کیا۔

Marfat.com

مجلس ۔۔ ۳۱ ۔۔

اثر سورہ بروج

• بروز بدھ چوبیسویں ماہ رجب سن مذکور کو قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ گزشتہ دنوں میں میرے پاؤں کی انگلی درد کرتی تھی۔ اس لئے قدم بوسی حاصل نہ کر سکا۔ اس روز جو آیا۔ یہ تو پہلے بیماری کی بابت سارا حال عرض کیا۔ پوچھا ناروا تھا یا کوئی اور بیماری۔ میں نے عرض کی۔ کہ ناروا تو نہ تھا۔ یکایک پاؤں کی انگلی میں ورم ہو گئی اور سخت درد کرنے لگی۔ پوچھا کبھی ناروئے کی بیماری ہو چکی ہے۔ میں نے عرض کی۔ جناب پہلے تو ہو چکی ہے۔ لیکن پانچ سال سے نہیں ہوئی۔ جب پہلے ہوئی۔ تو میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی۔ آپ نے فرمایا تھا۔ کہ پھوڑے پھنسی کے دفعیے کے لئے آیا ہے۔ کہ عصر کی نماز کی سنتوں میں سورہ بروج پڑھی جائے۔ تو پھوڑا پھنسی دور ہو جاتی ہے۔ آج تک ایسا ہی کرتا آیا ہوں۔ سو اللہ کا فضل رہا ہے کبھی پھوڑے پھنسی یا ناروئے کی شکایت نہیں ہوئی۔ بعدازاں عرض کی۔ کہ جناب کی زبان مبارک سے یہ بھی سنا ہے۔ کہ عصر کی سنتوں میں یہ چار سورتیں پڑھنی چاہئیں ایک اذازلزلت الارض اور تین اور جو اس کے ساتھ ہیں۔ سو بندہ انہیں بھی پڑھتا ہے۔ جب یہ عرض کی۔ کہ پہلی رکعت میں سورہ بروج اور بعدازاں اذازلزلت الارض پڑھتا ہوں۔ فرمایا۔ اچھا ہے۔ نیز یہ بھی فرمایا۔ کہ عصر کی سنتوں میں سورہ العصر کا دس مرتبہ پڑھنا بھی آیا ہے۔ پہلی رکعت میں چار مرتبہ دوسری میں تین مرتبہ تیسری میں دو مرتبہ۔ اور چوتھی میں ایک مرتبہ۔ بعدازاں پوچھا۔ کہ کیا نماز باجماعت ادا کرتے ہو۔ میں نے عرض کی۔ جناب باجماعت ادا کرتا ہوں۔ ایک مخلص امام مل گیا ہے۔ جو آپ کا مرید ہے۔ اور صالح مرد ہے پوچھا گیا محلوق ہے؟ میں نے عرض کی نہیں۔ فرمایا محلوق بہتر ہوتا ہے۔ اس واسطے کہ غسل جنابت میں جس کے بال ہوں وہ مشکل سے احتیاط رکھ سکتا ہے۔ کیونکہ اگر ایک بال بھی خشک رہ جائے۔ تو جنابت باقی رہتی ہے۔ لیکن محلوق (منڈا ہوا) بے شبہ غسل کر سکتا ہے۔

Marfat.com

بعدازاں سرمنڈانے کے فوائد کی بابت فرمایا۔ کہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ تین چیزیں ہیں جو خود کرنی چاہئیں۔ اور دوسروں کو نہیں سکھلانی چاہئیں۔ یعنی ان کا فائدہ صرف اسی شخص کو پہنچ سکتا ہے۔ اول خود محلوق ہونا چاہئے۔ لیکن دوسرے کو محلوق ہونے کی بابت نہیں کہنا چاہیے۔ دوسرے افطار سے پہلے شوربا پی لینا۔ تیسرے پاؤں کے تلوے کو چرب کرنا۔ بعدازاں فرمایا۔ کہ یہ وہ باتیں ہیں۔ جو لوگ کہتے ہیں۔ لیکن ایسا ہونا نہیں چاہیے۔ لوگوں کو ایسا ہونا چاہیے۔ کہ خود بھی فائدہ اٹھائیں اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچائیں۔

اس بارے میں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک اعرابی ہمیشہ یہ دعاء کیا کرتا تھا۔ "اللهم ارحمنی و محمدا و لهم ترحم معنا احدا" اے پروردگار! مجھ پر اور محمدؐ پر رحم کر۔ لیکن ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم نہ کر' جب یہ خبر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنی۔ تو اعرابی کو فرمایا' کہ قد تحجرت و اسعا' بعدازاں خواجہ صاحب نے اس کی شرح یوں فرمائی کہ "اگر کوئی شخص جنگل میں اپنے لئے گھر بنائے تو اسے تحجر کہتے ہیں۔ یعنی چند پتھر بطور حد رکھے کہ اس قدر میرے گھر کی حد ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس تمثیل کے ذریعے آگاہ کر دیا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت عام ہے۔ ایسی دعا کیوں کرتے ہو۔ کہ پروردگار! مجھے اور محمدؐ کو بخش۔ لیکن ہمارے ساتھ کسی اور کو نہ بخش۔ گویا تو تحجر کرتا ہے۔ اور تنگ کرتا ہے۔ یہ الفاظ زبان مبارک سے فرمائے۔ قد تحجرت و اسعا

Marfat.com

مجلس ــ ۳۲ ــ

حکایت حضورؐ

بروز پیر اتیسویں ماہ رجب ۷۰۱ ہجری کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اس وقت خواجہ صاحب دھوپ سے چھاؤں میں آئے تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ کہ دھوپ میں نہ بیٹھا کرو۔ کیونکہ اس سے چہرے کی طراوت جاتی رہتی ہے۔

پھر شمس دبیر کی بابت گفتگو شروع ہوئی۔ تو مجھ سے پوچھا۔ کیا تو نے شمس دبیر کو دیکھا تھا میں نے عرض کی۔ جناب میرا رشتہ دار تھا۔ فرمایا۔ اس نے قاضی حمید الدین ناگوریؒ کے سوانح شیخ فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز سے پڑھے تھے۔ وہ بڑا نیک آدمی تھا۔ بعدازاں فرمایا۔ کہ جب شیخ کبیر افطار کرتے۔ تو پھر یاد الٰہی میں مشغول ہوتے۔ یہاں تک کہ عشاء کی نماز کا وقت ہو جاتا۔ شام سے عشاء تک شمس دبیر کھانا تیار کرتا۔ اور دو تین یاروں کو بلا کر افطار کراتا۔ میں بھی اس وقت موجود ہوتا۔ پھر فرمایا۔ کہ اوائل حال میں وہ مفلس تھا۔ جب دولتمند ہوا۔ تو اس کی وہ حالت نہ رہی۔ بعد میں فرمایا۔ کہ دنیاوی اقبال بھی ایک قسم کی آب ہے۔

پھر تراویح کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو مجھ سے پوچھا۔ کہ نماز مسجد میں ادا کرتے ہو یا گھر میں۔ میں نے عرض کی۔ کہ گھر میں ادا کرتا ہوں۔ ایک امام صالح مل گیا ہے۔ بعدازاں پوچھا۔ کہ جامع مسجد میں اس سے پہلے تراویح میں قرآن مجید ختم ہوا کرتا تھا۔ عرض کی مولانا شرف الدین ہر رات ایک سیپارہ پڑھا کرتے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ میں نے بھی ایک رات اس کے پیچھے نماز ادا کی تھی۔ اگرچہ اس رات بارش ہوئی تھی۔ اور گلیاں کیچڑ سے پر تھیں۔ لیکن پھر بھی میں گیا۔ اور نماز ادا کی۔ واقعی حروف کو بڑی خوبی اور وضاحت سے کما حقہ ادا کرتا تھا۔

پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ملک شام کا رہنے والا ایک عالم مولانا دولت یار نامی بھی بہت عمدہ قرأت کرتا۔ چنانچہ ویسی خوبی کی قرأت میں نے کسی سے نہیں سنی۔ پھر

Marfat.com

فرمایا۔ کہ میں نے شیخ کبیر قدس اللہ سرہ العزیز سے چھ سیپارے پڑھے ہیں۔ اور تین کتابیں بھی۔ ایک سنی ہے اور دو پڑھی ہیں۔ جس روز میں نے شیخ کبیر کی خدمت میں التماس کی۔ کہ میں آپ سے قرأت شریف پڑھنا چاہتا ہوں اس روز فرمایا۔ کہ پڑھو۔ بعدازاں جمعہ کے روز یا کسی اور فرصت کے وقت میں کچھ پڑھتا الغرض چھ سیپارے خواجہ صاحب سے پڑھے۔ جب میں نے قرآن شریف پڑھنا شروع کیا۔ تو فرمایا۔ کہ الحمد للہ پڑھو۔ جب میں ولاالضالین پر پہنچا۔ تو فرمایا۔ کہ ولا الضالین کا تلفظ اس طرح ادا کرو۔ جس طرح میں کرتا ہوں۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ سبحان اللہ کیا ہی فصاحت اور بلاغت تھی۔ جس طرح شیخ صاحب ولا الضالین کا تلفظ ادا فرماتے۔ کوئی نہ کر سکتا۔ پھر فرمایا۔ کہ ضاد خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول الضاد کہتے ہیں۔ پھر فرمایا۔ کہ رسول الضاد سے یہ میراد ہے۔ کہ ضاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔

Marfat.com

مجلس ــ ۳۳ ــ

تراویح

بروز اتوار دسویں ماہ رمضان سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ تراویح کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ تراویح سنت ہے۔ اور تراویح میں قرآن شریف ایک مرتبہ ختم کرنا سنت ہے۔

پھر زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ تراویح سنت ہے۔ اور جماعت سنت ہے۔ اور تراویح میں ایک ختم بھی سنت ہے۔ میں نے عرض کی۔ کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روایت کے مطابق صرف تین دن اداء کی ہے۔ اور ایک روایت کے مطابق صرف ایک دن۔ لیکن اس سنت کو ہمیشہ عمر خطاب رضی اللہ عنہ نے نباہا ہے۔ حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ سے آپ کے عہد خلافت میں ایک شخص نے پوچھا۔ کہ کیا سنت صحابہ بھی سنت نبوی ہے۔ فرمایا۔ ہمارے مذہب میں تو ہے۔ لیکن امام شافعی کے مذہب کے مطابق وہی سنت ہے۔ جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔

پھر امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں فرمایا۔ کہ آپ ماہ مبارک رمضان میں اکسٹھ مرتبہ قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے۔ ایک تراویح میں اور تیس دنوں کو اور تیس راتوں کو۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ آپ نے چالیس سال عشاء کی نماز کے وضو سے صبح کی نماز ادا کی ہے۔

پھر زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ اس قدر عالم گذرے ہیں۔ کوئی جانتا ہے۔ کہ وہ کہاں گئے۔ اور کون تھے۔ یہ شہرہ جو باقی رہ جاتا ہے۔ یہ ان کے حسن معاملہ کے سبب رہ جاتا ہے اور یہی معنوی زندگی ہوتی ہے۔ یہ آسانی سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ شیخ شبلیؒ اور شیخ جنیدؒ کو گذرے کس قدر عرصہ ہو گیا ہے۔ لیکن لوگ بھی جانتے ہیں۔ کہ ابھی کل ان کا انتقال ہوا ہے۔ یہ سب کچھ ان کے حسن معاملہ کی وجہ سے ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

Marfat.com

مجلس ــ ۳۴ ــ

ایک حدیث

جمعہ کے روز پندرھویں ماہ مذکور سن مذکور کو قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ مجھ سے پوچھا کہ کیا جو کلمات مجھ سے سنتے ہو۔ لکھتے جاتے ہو۔ میں نے عرض کی جناب لکھتا جاتا ہوں۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ تمہاری یادداشت کی نسبت متعجب ہوں۔ میں نے عرض کی سب کچھ یاد رہتا ہے۔ اگر نہیں رہتا تو جگہ خالی چھوڑ دیتا ہوں۔ پھر دوبارہ سن کر لکھ لیتا ہوں۔ جیسا کہ جناب نے گزشتہ مجلس میں فرمایا تھا۔ کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا۔ کہ دھوپ میں نہ بیٹھا کرو۔ اس سے چہرے کی تروتازگی جاتی رہتی ہے۔ میں نے یہ بات دل میں رکھی۔ کہ پھر اس حدیث کی نسبت پوچھوں گا۔ کہ یہ کس طرح ہے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ میں نے یہ کسی کتاب میں لکھی نہیں دیکھی۔ مولانا علاؤ الدین احمولیؒ سے جو میرے استاد تھے بداؤں میں سنی۔ وہ بہت بزرگ اور کامل مرد تھے۔ یہاں سے مولانا علاؤ الدین کے مناقب کی بابت گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ آپ بہت ہی بزرگ مرد تھے لیکن کسی کی بیعت نہ کی تھی۔ اگر کسی کے مرید ہو جاتے۔ تو کامل شیخ بن جاتے۔

پھر فرمایا۔ کہ جس وقت آپ بچے ہی تھے۔ اور بداؤں کے ایک کوچے میں پھر رہے تھے۔ اور شیخ جلال الدین تبریزی دہلیز پر بیٹھے تھے۔ جب شیخ صاحب کی نگاہ مولانا علاؤ الدین پر پڑی۔ تو آپ کو بلایا۔ اور جو لباس خود پہنا ہوا تھا آپ کو پہنایا۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ مولانا علاؤ الدین میں جو اخلاق حمیدہ اور اوصاف ستودہ پائے جاتے ہیں۔ وہ سب اسی جامے کی برکت سے ہیں۔

پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ مولانا علاؤ الدین کی ایک لونڈی نو آوردہ بوڑھی مواسی کی رہنے والی تھی۔ جو بداؤں کے نزدیک ایک گاؤں ہے۔ جسے کانبھر بھی کہتے ہیں۔ ایک روز وہ رو رہی تھی۔ آپ نے وجہ پوچھی۔ کہا۔ میرا ایک لڑکا ہے۔ اس سے جدا ہو گئی ہوں۔ مولانا نے کہا۔ اگر تجھے حوض تک جو شہر سے ایک کوس کے

Marfat.com

فاصلے پر ہے اور وہاں سے کانبھر کو راستہ جاتا ہے چھوڑ آؤں۔ تو پھر اپنے گاؤں چلی جائے گی۔ کہا۔ ہاں اس سے آگے مجھے رستہ معلوم ہے۔ چلی جاؤں گی۔ مولانا سحری کے وقت لے کر اسے گھر سے نکلے اور حوض پر جا کر اسے چھوڑ دیا۔ خواجہ صاحب نے جب یہاں تک بات ختم کی۔ تو آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ علماء ظاہر اس بات کے منکر ہیں۔ لیکن یہ جان سکتے ہیں کہ اس نے کیا کیا۔

پھر مولانا علاؤ الدین کی علمیت۔ دانشمندی اور بحث میں انصاف کو مدنظر رکھنے کے بارے میں فرمایا۔ کہ اگر کوئی مشکل لغت پیش آجاتی یا کسی مشکل مسئلے کو کافی طور پر حل نہ کر سکتے۔ تو فرماتے کہ بھائی میرا خود اطمینان نہیں ہوا۔ اسے کسی اور جگہ سے حل کراؤ۔ اور بحث کرو۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ دیکھو کیا اعلیٰ درجے کا انصاف ہے۔ نیز یہ فرمایا۔ کہ ایک دفعہ مولانا علاؤ الدین ایک کتاب کا مقابلہ کر رہے تھے۔ ایک نسخہ آپ کے پاس تھا اور ایک میرے پاس۔ کبھی آپ پڑھتے تو میں سنتا اور کبھی میں پڑھتا تو وہ سنتے۔ وہ کتاب ہدایہ تھی۔ پڑھتے پڑھتے ایک مصرع آیا جو ناموزون اور بے معنی لکھا تھا۔ اس کی بابت دیر تک سوچتے رہے۔ لیکن وہ مشکل حل نہ ہوئی۔ اتنے میں مولانا ملک یار آئے۔ مولانا علاؤ الدین نے فرمایا۔ کہ اس مصرعہ کی صحت کی بابت مولانا ملک یار سے پوچھیں گے۔ اس نے یہ مصرعہ موزوں اور بامعنی پڑھا۔ جس سے میرے دل کو تشفی حاصل ہوئی۔ بعدازاں مولانا علاؤ الدین نے مجھے فرمایا۔ کہ مولانا ملک یار نے یہ معنی ذوق کے سبب کہے ہیں۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ اس روز مجھے ذوق کے معنی معلوم ہوئے۔ پیشتر اس کے میں ذوق کے معنی یہی مستی کے لیا کرتا تھا۔ اس روز مجھے معلوم ہوا۔ معنوی ذوق کیا چیز ہوتی ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ مولانا ملک یار کچھ بہت لکھے پڑھے تو نہ تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں خاص علم عنایت کر رکھا تھا۔ بعدازاں فرمایا۔ کہ جب مولانا ملک یار کو بدایوں کی مسجد کی امامت ملی۔ تو بعض نے پوچھا۔ کہ آیا مولانا ملک یار اس کام کے لائق بھی ہیں یا نہیں۔ جب یہ خبر مولانا علاؤ الدین نے سنی۔ تو فرمایا۔ کہ اگر اسے بغداد کی جامع مسجد کی امامت بھی دی جائے۔ تو بھی کم ہے۔ کیونکہ اس کی لیاقت کہیں بڑھ کر ہے۔

Marfat.com

مجلس ۔۔ ۳۵ ۔۔

صدقہ

بدھ چھبیسویں ماہ مذکور کو دست بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ صدقے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ تین چیزیں ہیں۔ صدقہ۔ مروت اور وقایہ۔ صدقہ یہ ہے کہ محتاجوں کو کوئی چیز دی جائے۔ مروت اس بات کا نام ہے کہ کسی دوست کو کپڑا یا ہدیہ یا کوئی چیز دے اور وہ بھی اس کے مقابلے میں کچھ دے۔ وقایہ یہ ہے۔ جو لوگوں کی طعن و تشنیع سے بچنے کے لئے خرچ کیا جائے۔ یعنی اگر کسی شخص کو کچھ نہ دیا جائے تو وہ کمینگی سے پیش آنا چاہے۔ تو اپنے بچاؤ کے لئے اسے کچھ دیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تینوں کام کئے ہیں۔

پھر فرمایا۔ کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع شروع میں تالیف قلوب کے لئے کچھ عنایت کیا کرتے تھے۔ جب اسلام نے قوت پکڑی۔ تو پھر دینا بند کر دیا۔ ان دنوں لشکر کے کوچ کی افواہ تھی۔ میں (مولف کتاب) نے عرض کی۔ کہ کیا لشکر میں مصحف مجید لے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ اس کی محافظت مشکل ہوتی ہے۔ فرمایا۔ لے جانا چاہیے۔

پھر فرمایا۔ کہ اسلام کے شروع شروع میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآن شریف ہمراہ نہیں لے جایا کرتے۔ کہ ایسا نہ ہو کہ شکست ہو جائے اور قرآن شریف کافروں کے ہاتھ آئے۔ لیکن جب اسلام نے زور پکڑا۔ اور لشکر تعداد میں زیادہ ہو گیا۔ تو پھر قرآن شریف ہمراہ لے جاتے۔ میں نے عرض کی۔ کہ خیمے میں مصحف کے رکھنے میں وقت پیش آتی ہے۔ فرمایا۔ اسے سر کی طرف رکھنا چاہیے۔

پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ سلطان محمود غزنوی کو وفات کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیسا سلوک کیا۔ فرمایا۔ ایک رات میں ایسے گھر میں تھا۔ جہاں ایک طاق میں قرآن شریف رکھا تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ جہاں مصحف مجید ہے وہاں میں کس طرح سو سکتا ہوں۔ پھر دل میں کہا کہ اسے باہر بھیج دینا

Marfat.com

چاہیے۔ پھر خیال آیا۔ کہ اپنے آرام کی خاطر اسے کیوں باہر بھیجوں۔ الغرض وہ رات بیٹھ کر جاگتے کاٹی۔ جب موت کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے اس قرآن شریف کے عوض مجھے بخش دیا۔

پھر میں نے عرض کی۔ کہ لوگ جب چڑھائی پر جاتے ہیں۔ تو میرے دل میں خیال آتا ہے۔ کہ اگر میری قضا وہیں آجائے۔ تو نوکروں کو وصیت کروں۔ کہ مجھے یہیں دفن کر دینا۔ کیونکہ دور دراز فاصلے سے مردے کو شہر میں لانا اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ فرمایا۔ کہ وہیں دفن کرنا بہتر ہے۔ جہاں فوت ہوا ہے۔ یہ جو امانت رکھتے ہیں۔ اور پھر وہاں سے لاتے ہیں۔ یہ ٹھیک نہیں۔ زمین اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے۔ امانت کس طرح ہو سکتی ہے۔ ہاں اگر دوسرے ملک میں مرجائے تو وہاں سے لانا جائز ہے۔ لیکن جو شہر سے چھاؤنی میں جائے۔ اور مسافت بہت ہو۔ تو یہی بہتر ہے کہ جہاں فوت ہو۔ وہیں دفن کیا جائے۔

پھر فرمایا۔ کہ جو شخص سفر کو جائے۔ اور خویش و اقربا سے دور غربت میں اسے موت آجائے تو اسے وہیں دفن کر دینا چاہیے۔ کیونکہ جتنا فاصلہ اس کے گھر سے وہاں تک ہے۔ اس قدر زمین اسے بہشت میں ملے گی۔

پھر خوش اعتقاد بادشاہوں اور نیک امراء کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ ایک صاحب کشف اور صالح شاہزادہ ایک روز اپنے منظر میں بیٹھا تھا۔ اور ساتھ اس کا حرم بھی تھا۔ وہاں سے اس کی نگاہ نیچے بھی پڑ سکتی تھی۔ اس اثناء میں شہزادے نے آسمان کی طرف دیکھا۔ اور دیر تک نگاہ جمائے رہا۔ پھر نیچے کی طرف دیکھا۔ پھر آسمان کی طرف دیکھا۔ پھر اپنے حرم کی طرف دیکھا۔ پھر آسمان کی طرف دیر تک دیکھتا رہا۔ پھر اپنے حرم کی طرف دیکھ کر رو دیا۔ حرم نے پوچھا۔ کہ اس کی کیا وجہ ہے۔ کہ پہلے تو دیر تک آسمان کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر نیچے کی طرف۔ پھر میری طرف۔ پھر آسمان کی طرف اور پھر میری طرف دیکھ کر رو دیا۔ شہزادے نے کہا۔ اس سوال کو جانے دو۔ کیونکہ یہ کہنے کے لائق نہیں۔ اس کے حرم نے جب بہت دفعہ کہا۔ کہ کہو۔ تو شہزادے نے کہا۔ چونکہ تو نے بہت منت و ساجت کی ہے۔ اس لئے کہے دیتا ہوں۔

Marfat.com

سن۔ اس وقت میری نگاہ لوح محفوظ پر تھی۔ میں دیکھ رہا تھا۔ کہ میرا نام زندوں میں سے کٹ گیا ہے۔ مجھے معلوم ہو گیا کہ اب میں دنیا سے سفر کروں گا۔ پھر میں نے دیکھا۔ کہ میری جگہ کون ہو گا۔ تو دیکھا کہ حبشی جو نیچے بیٹھا ہے۔ وہ میرا قائم مقام ہو گا۔ اور تو اس کے نکاح میں آئے گی۔ جب حرم نے سنا۔ تو پوچھا۔ کہ اب تو کیا چاہتا ہے۔ اور کیا کرے گا۔ اس نے کہا۔ میں کیا کر سکتا ہوں۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے حکم کیا ہے۔ وہی ہو کر رہے گا۔ میں راضی ہوں۔ پھر حبشی کو نیچے سے بلا کر اپنی پوشاک اسے دی اور اپنا ولی عہد بنایا۔ پھر اس حبشی کو لشکر دے کر ایک طرف چڑھائی کا حکم دیا۔ اور راجاؤں اور امراء کو اس کے پیچھے روانہ کیا۔ حبشی فرمان کے مطابق گیا اور دشمن کو مار کر اس کا مال و اسباب لوٹ لایا۔ اور شہزادے کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جس رات شہزادے کی خدمت میں آیا۔ دوسرے روز شہزادہ فوت ہو گیا۔ جب وہ حبشی چڑھائی پر گیا تھا تو لوگوں سے ایسا سلوک کیا۔ کہ سب کے سب اس کی طرف مائل ہو گئے۔ جب شہزادہ مر گیا۔ تو ملک اس حبشی کو ملا۔ اور اس کا حرم بھی اسی حبشی کے نکاح میں آیا۔

پھر حکماء کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ ایک روز فاراب حکیم خلیفہ کی مجلس میں آیا۔ اس وقت مختصر اور معمولی لباس پہنے ہوئے تھا۔ وہ ترک بچہ تھا۔ اس وقت خلیفہ سماع سن رہا تھا۔ اس نے چنگ لے کر بجانا شروع کیا۔ اس حکیم نے سماع کی تین قسمیں کی ہیں۔ اول مضحک یعنی ہنسانے والا۔ دوسرا مبکی یعنی رلانے والا۔ تیسرا منوم یعنی نیند لانے والا۔ الغرض جب اس نے چنگ بجانا شروع کیا۔ تو پہلے سب اہل نے خوب قہقہے لگائے۔ پھر جب بجایا۔ تو سب رونے لگے۔ پھر جب بجایا۔ تو بیہوش ہو گئے۔ اس وقت حکیم نے ایک جگہ پر لکھ دیا۔ کہ حکیم فاراب آیا تھا۔ سو چلا گیا۔ جب اہل مجلس ہوش میں آئے اور یہ بات لکھی ہوئی دیکھی تو کہا۔ کہ یہ حکیم فاراب تھا۔ ہمیں معلوم نہ تھا۔

پھر فرمایا۔ کہ یہی حکیم تھا۔ جس نے خلیفہ کو بداعتقاد کرنا چاہا۔ کہ آسمان کی حرکت ارادی ہے۔ یہ سنت و جماعت کے مذہب کے برخلاف ہے جب شیخ شہاب الدین

Marfat.com

سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کو معلوم ہوا۔ کہ خلیفہ اس حکیم کے مذہب کی طرف مائل ہے۔ تو اپنی کرامت سے خلیفے اور حکیم کو فرشتہ دکھا کر جو آسمان کر پھراتا ہے۔ اس فساد کو دور کیا۔ الغرض خواجہ صاحب اسی حکایت میں تھے۔ کہ ایک نے آکر عرض کی۔ کہ رات میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ اس کا نام عمر اور لقب شہاب الدین کرنا۔ اس واسطے کہ شیخ شہاب الدین عمر کا ذکر ہو رہا تھا۔ حاضرین میں سے ایک نے اسے کہا۔ کہ نام تو عمر رکھا ہے۔ لیکن اس نام کی تحقیر یا تصغیر نہ کرنا۔ اس بارے میں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ شیخ نجیب الدین متوکل رحمتہ اللہ علیہ کے دو لڑکے تھے۔ ایک کا نام محمد اور دوسرے کا احمد تھا۔ بارہا شیخ صاحب جب ان پر ناراض ہوتے۔ تو عین غضب کے وقت اس طرح مخاطب ہوتے۔ کہ اے خواجہ محمد تو نے ایسا کیوں کیا۔ اور اے خواجہ احمد تو نے ایسا کیوں کیا۔ خواہ کیسے ہی ناراض ہوتے ان کے نام اسی طرح پکارتے۔ نام پکارنے کے بارے میں فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہتوں کے نام تبدیل فرمائے۔ اگر کسی کا نام برا سا ہوتا۔ تو اسے تبدیل فرماتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ نام پوچھا۔ تو عرض کی۔ قاضی فرمایا۔ میں تیرا نام مطیع رکھتا ہوں۔ اسی طرح ایک اور آدمی آیا۔ نام پوچھا۔ عرض کی۔ مضطجع (مضطجع اس شخص کو کہتے ہیں جو پہلو کے بل زمین پر بیٹھے' فرمایا۔ میں تیرا نام منبعث رکھتا ہوں ۔ منبعث اسے کہتے ہیں۔ جو پہلو زمین سے اٹھا لے اور اٹھ کھڑا ہو)۔ ایک مرتبہ ایک عورت حاضر خدمت ہوئی نام پوچھا۔ عرض کی شعب الضلالہ۔ فرمایا۔ تیرا نام شعب الہدی رکھتا ہوں۔ اسی طرح ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا نام جمل رکھا۔ اور یہ اس طرح ہوا۔ کہ وہ مرد چونکہ طاقتور تھا۔ ایک مرتبہ لوگ ایک منزل سے دوسری منزل جا رہے تھے۔ ایک نے آکر مطہرہ اسے دیا۔ کہ اسے منزل پر پہنچا دینا۔ دوسرے نے آکر کپڑا دیا تیسرے نے اور کوئی چیز۔ اسی طرح کئی آدمیوں نے چیزیں دیں۔ اس نے سب اٹھا کر دوسری منزل پر پہنچا دیں۔ اس واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام جمل رکھا۔

Marfat.com

بعدازاں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ جب امیر المومنین حسنؓ پیدا ہوئے۔ تو آنحضرتؐ مبارکبادی کے لئے تشریف لائے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا۔ کہ نام کیا رکھا ہے۔ عرض کی۔ حزن۔ فرمایا۔ نہ اس کا نام حسنؓ رکھو۔ پھر جب امیر المومنین حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ تو پھر مبارکباد دینے کے لئے تشریف لائے۔ اور پوچھا۔ کہ اس کا نام کیا رکھا ہے۔ عرض کی حرب' فرمایا نہ اس کا نام حسینؓ رکھو۔

پھر اس بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ کہ بہت سے لوگ پیروں کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ اور مرید ہو کر جب چلے جاتے ہیں۔ تو مزاج وہ نہیں رہتا۔ اسی موقعہ کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے۔ کہ جس وقت میرے پاس کوئی آتا ہے۔ اور پھر جب واپس جاتا ہے۔ تو ایک ستون کے حائل ہو جانے سے اس کا مزاج برقرار نہیں رہتا۔

پھر فرمایا۔ کہ ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ اگر مجھے اس بات کا اختیار دیا جائے۔ کہ یا تو تیری جان گھر کے اندر کے دروازے پر باایمان لے لی جائے۔ یا بیرونی دروازے پر شہادت دی جائے خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ وہ دروازہ جو گھر کے اندر ہوتا ہے۔ اسے باب البیت کہتے ہیں۔ اور جو باہر ہوتا ہے اسے باب الدار کہتے ہیں۔ تو میں یہی کہوں گا۔ کہ باب البیت پر باایمان جان قبض ہو۔ کیونکہ کون جانتا ہے۔ کہ باب الیست سے باب الدار تک ایمان سلامت جائے گا یا نہ۔

بعدازاں فرمایا۔ کہ لوگوں کے مزاج میں جو تغیر واقعہ ہوتا ہے۔ وہ اسی زمانے میں نہیں بلکہ قدیم الایام سے ہی ایسا ہوتا چلا آیا ہے۔ جب حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیائے فانی سے رحلت فرمائی۔ تو کئی ہزار مسلمان مرتد ہو گئے۔ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیغام بھیجا۔ اگر تم مال کی زکوۃ نہ لو گے۔ تو ہم اسلام پر قائم رہیں گے ورنہ نہیں۔ آپ نے اس بارے میں یاروں سے مشورہ کیا۔ بعض نے کہا۔ اگر آپ ان سے نرمی کریں۔ تو شاید وہ ایمان سے برگشتہ نہ ہوں۔ بہتر یہی ہے۔ کہ انہیں معاف کر دیا جائے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تلوار سونت کر فرمایا۔ کہ جو اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ اس میں اگر اونٹ کے گھٹنے باندھنے والی رسی کے برابر بھی

Marfat.com

کم نہیں تو میں اس تلوار سے ان کے ساتھ لڑوں گا۔ جب یہ خبر امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سنی۔ تو فرمایا۔ کہ واقعی خلیفہ نے نیک حکم دیا ہے۔ اگر وہ زکوۃ نہ دینے کا حکم دیتے۔ تو دوسرے خلیفہ کے عہد میں نماز بھی معاف کرا لیتے۔ اور اس طرح ہوتے ہوتے اسلام کے تمام احکام معاف ہو جاتے۔

بعدازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا کہ ایک شخص میرا مرید ہوا۔ جب مجھ سے چلا گیا۔ تو کچھ مدت بعد اس کا مزاج بدل گیا۔ برقرار نہ رہا۔ ایک اور شخص میرا مرید ہوا۔ جب وہ مجھ سے دور چلا گیا۔ تو اس کا دل اسی طرح تھا۔ جیسا میرے پاس تھا۔ اگرچہ مدت تک وہ دور رہا۔ لیکن اس کے مزاج میں ذرا تبدیلی نہ آئی۔ آخر کار عرصہ دراز کے بعد اس کا مزاج بھی برقرار نہ رہا۔ پھر میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ یہ مرو جب سے میرا مرید ہوا ہے۔ اس کا مزاج اسی طرح ہے۔ اس میں کسی قسم کا تغیر نہیں ہوا۔

خواجہ صاحب جب اس بات پر پہنچے۔ تو آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ آج تک آپ کی محبت دل میں برقرار ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

Marfat.com

مجلس ــ ۳۶ ــ

درویشوں کا تذکرہ

بروز ہفتہ دسویں ماہ ذالقعدہ ۷۱۹ ہجری کو دست بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ خواجہ شاہی موئے تاب کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ جو بدایوں میں رہتے تھے۔ فرمایا۔ کہ قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ آپ کو شاہی روشن ضمیر کہا کرتے تھے۔ اس واسطے کہ جن دنوں آپ کو خرقہ دیا گیا۔ کسی کے ہاتھ خواجہ محمود موئے تاب کو کہلا بھیجا۔ کہ ہم نے آج یہ کام کیا ہے۔ کہ بادشاہ کو خرقہ دیا ہے۔ کیا آپ اس بات پر راضی ہیں۔ شیخ محمود موئے تاب نے فرمایا۔ کہ جو کچھ آپ نے کیا ہے ٹھیک کیا ہے۔

یہاں سے پھر آپ کے بھائی خواجہ دیو گیر موئے تاب کی بابت گفتگو شروع ہوئی۔ تو مولانا سراج الدین حافظ بدایونی نے جو کہ خاص مرید ہیں۔ یوں تقریر فرمائی۔ کہ ایک رات اٹھ کر تازہ وضو کیا۔ اور رکعتین ادا کر کے وفات پائی۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کما تعیشو ن تمو تو ن' جس طرح زندگی بسر کرتے ہیں۔ اسی طرح انہیں موت آتی ہے۔

یہاں سے پھر خواجہ شاہی موئے تاب کی بابت ذکر ہوا۔ کہ خلقت کا بڑا ہجوم آپ کے گرد رہتا۔ جہاں جاتے۔ خلقت گرد جمع ہو جاتی۔ انہیں دنوں بدایوں میں ایک درویش مسعود نجاشی نام رہتا تھا۔ جب وہ اس ہجوم میں خواجہ شاہی موئے تاب کو دیکھتا۔ تو کہتا۔ کہ اے حبشی! (کیونکہ خواجہ شاہی موئے تاب سیہ فام تھے) تو حمام گرم کر کے جل مرے گا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ واقعی ایسا ہی ہوا۔ جیسا اس درویش نے کہا تھا۔ یعنی عین جوانی ہی میں انتقال ہوا۔

پھر اس بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ کہ کرامت کا اظہار نہیں کرنا چاہیے۔ فرمایا۔ کہ کرامت پیدا کرنا تو کوئی بڑی بات نہیں۔ مسلمانی راست رو اور بیچارہ گدا ہونا چاہیے۔ پھر خواجہ ابو الحسن نوائی رحمتہ اللہ علیہ کی حکایت بیان فرمائی۔ کہ آپ نے

Marfat.com

دجلہ کے کنارے ایک مچھلیاں پکڑنے والے کو دیکھا۔ اسے فرمایا۔ کہ جال دریا میں پھینکو اور مچھلیاں پکڑو۔ اگر میں صاحب ولایت اور کرامت ہوں۔ تو اڑھائی سیر کی مچھلی تیرے جال میں آئے گی۔ نہ اس سے کم ہو گی نہ زیادہ۔ اس نے جال پھینکا۔ اور مچھلی پکڑی۔ جب اس کا وزن کیا۔ تو ٹھیک اڑھائی سیر نکلی۔ نہ زیادہ تھی نہ کم۔ القصہ جب یہ بات شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمتہ نے سنی۔ فرمایا۔ کاش اس جال میں بجائے مچھلی سیاہ سانپ ہوتا۔ جو ابو الحسن کو ڈستا۔ اور ہلاک کر دیتا۔ پوچھا کیوں؟ فرمایا۔ اگر سانپ اسے ہلاک کرتا۔ تو وہ شہید کی موت مرتا۔ اب چونکہ زندہ رہے گا۔ معلوم نہیں اس کا خاتمہ بالخیر ہو یا نہ ہو یا کس طرح ہو۔

یہاں سے ایک درویش کی بابت فرمایا۔ کہ اگر کسی کو پیٹ درد ہوتا۔ تو کہتا۔ کہ اسے شکستہ دو ناکہ کھائے۔ جس کے کھانے سے وہ تندرست ہو جاتا۔ غرض جو کچھ وہ کہتا تھا۔ اسی طرح ہو جاتا تھا۔ شیخ علی شوریدہ نے اسے کہا۔ ایسی باتیں نہ کیا کرو۔ اس سے نقصان ہو گا۔ آخر کار ایسا ہی ہوا چنانچہ وہ مصیبت میں گرفتار ہوا۔ تو شیخ علی شوریدہ نے آکر کہا۔ کیا میں نہیں کہتا تھا۔ کہ ایسی باتیں نہ کیا کرو۔ نقصان دیں گی۔ تو نے میری بات نہ مانی۔ تبھی اس بلا میں پھنسا۔ اس درویش نے کہا۔ میں نے برا کیا۔ اب دعا کرو۔ ناکہ میں تندرست ہو جاؤں۔ شیخ علی شوریدہ نے دعا نہ کی۔ وہ اسی بیماری میں مر گیا۔

پھر شیخ احمد نہوانی کی بابت فرمایا۔ کہ اگر احمد نہوانی کی عبادت کا وزن کیا جائے۔ تو دو صوفیوں کے برابر ہو۔ جب آپ جامع مسجد جایا کرتے۔ تو یار ہمراہ ہوتے۔ آپ اس انبوہ کے ساتھ مسجد جایا کرتے۔ ایک اور درویش شیخ علی شوریدہ نام احمد علی کو منع کیا کرتا۔ کہ اتنا ہجوم ساتھ لے کر مسجد نہ جایا کرو۔ پھر ایک روز شیخ احمد علی یاروں کو لئے مسجد میں آئے۔ اثنائے راہ میں ایک شخص دوسرے کو زدو کوب کر رہا تھا۔ شیخ احمد معہ یاروں کے جا پہنچے۔ اور گرداگرد حلقہ باندھ لیا۔ اور اس مظلوم کو چھڑایا۔ اتنے میں شیخ علی شوریدہ آپہنچا۔ شیخ احمد نے جب اسے دیکھا تو کہا۔ ایسے کاموں کے لئے یاروں کے ہمراہ گھر سے باہر نکلتا ہوں۔

Marfat.com

پھر اس بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ کہ شیخ احمد نہروانی مرید کس کے تھے۔ فرمایا۔ واللہ اعلم کس کا مرید تھا کہتے ہیں۔ کہ اسے یہ نعمت اجمیر کی جامع مسجد کے امام فقیہ مادھو سے حاصل ہوئی ایک روز شیخ احمد ہنڈولے گا رہے تھے۔ آواز بہت عمدہ تھی۔ جب فقیہ مادھو نے سنی تو کہا۔ ایسی آواز اور ہنڈولے گانا بڑے افسوس کی بات ہے۔ تو قرآن شریف یاد کر۔ شیخ احمد نے قرآن شریف یاد کیا۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جس سماع میں شیخ قطب الدین بختیار رحمتہ اللہ علیہ کا واقعہ ہوا۔ شیخ احمد بھی حاضر مجلس تھا۔ اور شیخ قطب الدین بختیار کا حال لکھا جا چکا ہے۔

پھر بدایوں کے درویشوں کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ بدایوں میں ایک درویش عزیز بشیر نام رہتا تھا۔ وہ بدایوں سے دہلی آیا اور قاضی حمید الدین ناگوری کے لڑکے مولانا ناصح الدین کی خدمت میں خرقہ حاصل کرنا چاہا۔ اس نیت سے بہت درویش جمع کئے اور سلطان کے حوض پر مجلس آراستہ کی۔ اس اثناء میں ہر ایک نے سلطان کے حوض کے پانی کی مٹھاس کا ذکر کیا عزیز بشیر نے جو خرقہ کی طلب میں آیا تھا۔ کہا یہ حوض تو معمولی ہے۔ بدایوں میں اس سے بھی اچھا حوض ہے۔ خواجہ محمد کریم بھی وہاں موجود تھے۔ جب اس سے یہ بات سنی۔ تو مولانا ناصح الدین کو کہا۔ کہ اسے خرقہ نہ دینا۔ کیونکہ یہ گیجا معلوم ہوتا ہے۔ مولانا ناصح الدین نے ویسا ہی کیا۔ اسے خرقہ نہ دیا۔

پھر بدایوں کے کوتوال نے خواجہ عزیز کی بابت فرمایا۔ کہ وہ درویشوں کا خدمت گزار اور شیخ ضیاء الدین ساکن بدایوں کا مرید تھا۔ کبھی کبھی درویشوں کو یاد کرتا۔ اور بارگاہ میں بلا کر بات چیت سنتا۔ وہ عین جوانی میں بدایوں میں شہید ہوا۔ اس کے بارے میں فرمایا۔ کہ میں ایک روز بدایوں کے انبان جیسے لکھی الو کہتے ہیں گیا۔ یہ عزیز کوتوال درخت تلے دستر خوان بچھائے بیٹھا تھا۔ جب دور سے مجھے دیکھا تو کہا مرحبا۔ آیئے۔ تشریف لایئے۔ میں ڈرا کہ کہیں تکلیف نہ پہنچائے۔ جب میں گیا تو بڑی تعظیم سے مجھے اپنے پاس بٹھایا۔ کھانا کھا کر میں واپس چلا آیا۔ مولانا سراج الدین حافظ بدایونی سلمہ اللہ تعالیٰ حاضر تھے۔ اس نے عرض کی کہ من لیس لہ شیخ فشیخہ شیطان' جس کا

Marfat.com

شیخ نہیں اس کا شیخ شیطان ہے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ یہ مشائخ کا قول ہے۔ پھر مولانا سراج الدین نے پوچھا۔ کہ آیا۔ من لم یر مضحا لا یفلح ابدا جس نے کسی فلاحت والے کو نہ دیکھا۔ وہ کبھی فلاح نہیں پائے گا حدیث ہے۔ فرمایا یہ بھی مشائخ کا قول ہے۔

پھر ایک درویش کی بابت فرمایا۔ کہ اگر وہ کسی ایسے شخص کو دیکھتا۔ جو کسی کا مرید نہ ہوتا۔ تو کہتا کہ وہ کسی کے پکڑے میں نہیں بیٹھا۔ میں نے پوچھا۔ کیا اس سے یہ مطلب ہے۔ کہ اس کا وزن کچھ نہیں۔ فرمایا نہیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جو کسی شیخ کا مرید بنتا ہے۔ اس کے اعمال قیامت کے دن اس کے پیر کے پلڑے میں ڈالے جائیں گے۔ پس جو شخص کسی کا مرید نہیں ہوتا کہتے ہیں۔ کہ وہ کسی کے پلڑے میں نہیں بیٹھا۔ یعنی اس کا پیر کوئی نہیں۔ الحمد للہ رب العالمین۔

Marfat.com

مجلس ــ ۳۷ ــ

اکلھا دائم

بروز منگل گیارہویں ماہ ذالحج سن مذکور قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ چونکہ ایام تشریق تھے۔ لوگوں کی آمدو رفت بہت تھی۔ اس لئے گھڑی گھڑی کھانا لایا جاتا۔ بطور خوش طبعی فرمایا۔ کہ ایک درویش سے پوچھا گیا۔ کہ تجھے کلام مجید کی کونسی آیت پسند ہے۔ کہا۔اکلھا دائمہ اسے ہمیشہ کھاتے ہو' فرمایا۔ یہ لفظ چار طرح پر ہے۔ اکل اکل اور آکلہ اور اکلہ۔ بعدازاں ان چاروں لفظوں کا بیان یوں فرمایا۔ کہ کل مصدر ہے۔ اکل جو چیز کھائی جائے۔ اکلہ ایک مرتبہ کی خوراک۔ اکلہ ایک لقمہ۔ اتنے میں ایک اور درویش اور ساتھ ایک چھوٹے لڑکے کو لایا۔ اور ایک تختی تھی۔ اور عرض کی۔ کہ یہ میرا لڑکا ہے۔ اس کی تختی پر اپنے قلم مبارک سے لکھیں۔ تاکہ اس کی برکت سے اللہ تعالٰی قرآن شریف اس کے نصیب کرے۔ خواجہ صاحب نے تختی دست مبارک میں لی۔ اور لکھا۔ پھر فرمایا۔ کہ جو شخص کسی کی کاربراری کے لئے کچھ لکھتا ہے۔ اگر قلم وقت سے چلے تو اس کام میں بھی دیر پڑ جاتی ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ یہ عقلی ڈھکوسلے ہیں۔ جو کچھ ان سے ازروئے عقل ظاہر ہو۔ اس کا ظاہر کر دینا جائز ہے۔

پھر خواجہ شاہی کی حکایت شروع ہوئی۔ فرمایا۔ آپ کو بدایوں میں شہرت حاصل ہوئی۔ تمام خلقت رجوع کرنے لگی جہاں کہیں جاتے۔ مجمع ہو جاتا۔ خواجہ شاہی سیاہ رنگ آدمی تھے۔ اسی عہد میں ایک درویش محمود نجاشی تھا۔ اس نے ایک مرتبہ خواجہ شاہی کو کہا۔ اے حبشی! تو نے حمام خوب گرم کیا ہے۔ لیکن اس میں جل جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جوانی کے دنوں میں ہی فوت ہو گیا۔

پھر ایک درویش کی بابت فرمایا۔ کہ وہ گجرات گیا ہوا تھا۔ اس نے بیان کیا۔ کہ میں نے گجرات میں ایک دیوانہ دیکھا۔ جو واصل اور صاحب کشف تھا۔ میں اور وہ دیوانہ ایک ہی گھر میں رہتے تھے۔ اور ایک ہی حجرے میں لیٹا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ میں اس حوض کی طرف گیا۔ جس میں کسی کو پاؤں نہیں رکھنے دیتے تھے۔ وہاں کے محافظ

Marfat.com

میرے واقف تھے۔ انہوں نے اس حوض میں مجھے وضو کرنے کی اجازت دی۔ بعض عورتیں جو پانی لینے آئی تھیں۔ انہیں انہوں نے پاؤں نہ رکھنے دیا۔ ایک بڑھیا نے آکر مجھے کہا۔ کہ میرا گھڑا بھر دو۔ میں نے گھڑا بھر دیا۔ اسی طرح چار اور عورتوں نے یکے بعد دیگرے گھڑے بھرنے کے لئے کہا۔ جو میں نے بھر کر دیئے۔ پھر میں حجرے کی طرف آیا۔ تو دیکھتا ہوں۔ کہ دیوانہ سویا پڑا ہے۔ نماز کا وقت قریب تھا۔ میں نے بلند آواز سے تکبیر کہی۔ تو دیوانہ جاگ پڑا۔ اور کہنے لگا۔ کیسا شور مچا رکھا ہے۔ کام وہی تھا جو تو نے اس عورت کو پانی کا گھڑا پر کر کے دیا۔ الحمدللہ رب العالمین۔

مجلس ۔۔ ۳۸ ۔۔

دوستی کا حق

بروز جمعرات بارھویں ماہ شعبان ۷۱۷ھ کو آٹھ ماہ بعد قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ میں دیوگیر کی چھاؤنی میں گیا ہوا تھا۔ جب قدم بوسی کی۔ تو نہایت مرحمت اور شفقت فرمائی۔ اور رستے کی تکلیفوں کی بابت پوچھنا شروع کیا۔ اور بہت بندہ نوازی فرمائی۔ ملیح جو میرا پرانا یار ہے۔ اسے کچھ بیماری کی تکلیف تھی۔ وہ اسی طرح بیماری کی حالت میں میرے ہمراہ حاضر خدمت ہوا۔ اس کی بیماری کا حال پوچھا۔ میں نے عرض کی۔ کہ میں اس کی بیماری کے سبب رستے میں ٹھیر گیا تھا۔ فرمایا اچھا کیا۔ جب یار کے ہمراہ ہوں۔ تو واجب ہے۔ کہ بیماری کے وقت بھی اس کے ہمراہ رہیں۔ اور اس کے ساتھ وفا سے پیش آئیں۔

پھر اس بارے میں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ابراہیم خواص ہمیشہ سفر میں رہا کرتے تھے۔ کسی شہر میں چالیس دن سے زیادہ نہ ٹھیرتے۔ جہاں جاتے چالیس روز سے کم قیام کرتے۔ پھر اور شہر میں چلے جاتے۔ آپ کی عمر اسی طرح صرف ہو گئی۔ ایک مرتبہ ایک جوان نے آپ کے ہمراہ رہنے کے لئے التماس کی۔ فرمایا۔ تو میرے ساتھ نہیں رہ سکے گا۔ میں کبھی اس شہر میں ہوتا ہوں۔ اور کبھی دوسرے میں۔ کبھی بے سامان ہوتا

Marfat.com

ہوں۔ اور کبھی باسامان۔ لیکن وہ جوان اپنی بات پر اڑا رہا۔ کہ میں ضرور آپ کے ہمراہ رہوں گا۔ جب بہت منت و ساجت کی۔ تو آپ بھی راضی ہو گئے۔ القصہ آپ اس کے ہمراہ شہر بہ شہر پھرتے رہے۔ جہاں جاتے چالیس روز سے زیادہ نہ ٹھیرتے۔ ایک مقام پر وہ جوان بیمار ہو گیا۔ جس کے سبب آپ کو تین مہینے وہاں ٹھیرنا پڑا۔ بعد ازاں ایک روز اس جوان کو نان اور مچھلی کی خواہش ہوئی۔ جو آپ پر ظاہر کی۔ آپ کے پاس ایک گدھا تھا۔ جس پر کبھی کبھی سوار ہوا کرتے تھے۔ اس کے سوا اور کوئی وجہ خرچ نہ تھی۔ اسے بیچ کر اس جوان کی خواہش پوری کی۔ جب کچھ عرصہ گزر گیا۔ تو جوان تندرست ہو گیا۔ آپ نے پھر سفر کا ارادہ کیا۔ تو اس جوان نے کہا اپنا گدھا مجھے دو۔ تاکہ میں سوار ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ وہ تو تیری روٹی اور مچھلی کی خاطر فروخت کر دیا تھا۔ القصہ وہاں سے روانہ ہوئے۔ اور تین دن آپ نے اس جوان کو گردن پر اٹھا کر سفر کیا۔ اس حکایت کے بیان سے خواجہ صاحب کا مطلب یہ تھا۔ کہ ہم صحبتوں سے عمدگی کے ساتھ زندگی بسر کرنی چاہیے۔ جب یہ حکایت ختم ہوئی۔ تو اپنی بیماری کی حکایت بیان فرمائی۔ میں نے آپ کی ناسازئی طبع کی خبر چھاؤنی ہی میں سنی تھی۔ کہ کسی نے جادو کیا ہے۔ میں نے پوچھا۔ تو فرمایا ہاں۔ دو مہینے تک بیمار رہا ہوں۔ پھر ایک شخص کو بلایا۔ جو سحر کے دور کرنے میں پورے طور پر ماہر تھا۔ وہ آکر گھر کے ارد گرد کئی مرتبہ پھرا۔ اور ہر مرتبہ تھوڑی سی مٹی زمین سے اٹھا کر سونگھتا۔ جب ایک مقام کی مٹی سونگھی۔ تو کہا یہ جگہ کھودو۔ جب کھودی گئی۔ تو جادو کی علامات ظاہر ہوئیں۔ اس اثناء میں اس مرد نے کہا۔ کہ مجھے اس قدر مہارت ہے۔ کہ اگر چاہوں تو ساحر کا نام بتا دوں۔ جب خواجہ صاحب نے سنا۔ تو فرمایا۔ خبردار اس کا نام ظاہر نہ کرنا۔ میں نے اسے معاف کیا۔ پھر کسی نے کہا۔ کہ شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز پر بھی کسی نے جادو کیا تھا۔ فرمایا۔ ہاں وہ سحر نکل آیا تھا۔ اور جن لوگوں نے یہ حرکت کی تھی۔ انہیں اجودھن کے حاکم نے شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں بھیجا تھا۔ کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ لیکن شیخ الاسلام نے انہیں معاف کر دیا تھا۔

Marfat.com

پھر فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی سحر کیا گیا تھا۔ جب معوذ تین نازل ہوئیں تو نفاثات کا شر رفع ہو گیا۔ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی۔ کہ اگر حکم ہو تو جس عورت نے جادو کیا ہے۔ اسے قتل کر دوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے صحت عنایت فرمائی ہے۔ میں اسے معاف کرتا ہوں۔ پھر حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا۔ کہ آپ جمعہ کے روز منبر پر چڑھے ہوئے تھے۔ اثنائے خطبہ میں فرمایا۔ کہ تمہیں واضح رہے۔ کہ میری اب موت نزدیک ہے۔ یہ میں ازروئے کرامت نہیں کہتا۔ بلکہ خواب میں دیکھا ہے۔ کہ ایک پرند نے آکر مجھے دو دفعہ چونچ ماری ہے۔ اور خواب میں پرند کا دیکھنا ملکوت ہے۔ اس دلیل کی رو میں کہتا ہوں۔ کہ میری موت بالکل قریب ہے۔ چنانچہ دوسرے ہی ہفتے آپ نے شہادت پائی۔ ایک غلام مغیرہ ابن لولو نام نے آپ پر محراب میں تلوار کا وار کیا۔ جب امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ گر پڑے تو غلام باہر نکل آیا۔ اور نو آدمی اور قتل کئے۔ بعدازاں اپنے تئیں قتل کیا۔ ابھی امیر المومنین عمر خطاب رضی اللہ عنہ کا کوئی دم باقی تھا۔ کہ آپ کو یہ خبر پہنچی۔ کہ اس غلام نے نو آدمی اور قتل کئے۔ اور بعد میں اپنے تئیں قتل کیا۔ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے سن کر فرمایا۔ الحمد اللہ کہ اس نے اپنے تئیں خود قتل کیا۔ میرے لئے قتل نہیں کیا گیا۔

پھر امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی بابت فرمایا۔ کہ آپ کو عبدالرحمن ملجم نے شہید کیا۔ اور یہ واقعہ اس طرح ہوا۔ کہ وہ مسلح ہو کر حضرت علیؓ کے پیچھے لگا۔ لیکن امیر المومنین علیؓ کے پاس کوئی ہتھیار نہ تھا۔ دریا کے کنارے پہنچ کر پایاب پانی پر چلنا چاہا۔ پاس ہی قبرستان تھا امیر المومنین علی کرم اللہ وجہ نے قبرستان کی طرف رخ کر کے ایک کے نام آواز دی۔ تو اس نام کے ستر آدمیوں نے قبرستان سے آواز دی۔ پھر نام لے کر آواز دی۔ تو پھر سات آدمیوں نے آواز دی۔ جب تیسری مرتبہ آواز دی تو صرف ایک آدمی نے آواز دی۔ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہ نے پوچھا۔ کہ پایاب کدھر ہے۔ کہا۔ جہاں آپ کھڑے ہیں۔ آپ وہاں سے گزر گئے۔ عبدالرحمن ملجم یہ

Marfat.com

سب کچھ سنتا رہا۔ وہ بھی پار گیا۔ اس نے پوچھا۔ اے علیؓ! کیا آپ کو ان سب مردوں کے نام اور ان کے والدین کے نام یاد تھے۔ فرمایا۔ ہاں جانتا تو تھا۔ لیکن میں نے یہ نہ چاہا۔ کہ تو میرے جال سے واقف ہو جائے۔ القصہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نماز کے لئے کھڑے ہوئے۔ تو عبدالرحمن ملجم نے آکر تلوار کا وار کیا۔ جب زخم کھایا۔ تو فرمایا فزت و رب الکعبتہ یہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے آخری الفاظ تھے۔ یہ حکایت ختم کر کے اشتیاق اور فراق کا ذکر کیا۔ کیونکہ آٹھ مہینے بعد میں حاضر خدمت ہوا تھا۔ اور نیز اور بہت سے عزیز چھاؤنی سے آرہے تھے۔ فرمایا۔ کہ میں نے ایک مرتبہ شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں عریضہ لکھا تھا۔ جس میں یہ رباعی بھی درج کی تھی۔

رباعی

زاں روئے کہ بندہ تو بانند مرا | برمردمک دیدہ نشانند مرا
لطف عامت عنایتی فرمو باست | ورنہ چہ کسم خلق چہ بانند مرا

جس دن سے مجھے آپ کا غلام کہا جاتا ہے لوگ مجھے آنکھوں کی پتلیوں پر بٹھاتے ہیں۔ آپ کے لطف عام نے ایک عنایت فرمائی ہے ورنہ میں کون اور لوگ مجھے کیا جانیں۔

بعدازاں جب شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو اس رباعی کا ذکر کر کے فرمایا۔ کہ میں نے وہ رباعی یاد کرلی تھی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

Marfat.com

مجلس ۔۔ ۳۹ ۔۔

نذرانہ

بروز پیر تیئسویں ماہ شعبان سن مذکور کو قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ جناب کے ایک مرید نے مجھے شش کانی تین چتیل دئے تھے۔ کہ یہ جناب کی خدمت میں پہنچا دینا میں نے وہ حاضر خدمت کئے۔ اور سارا حال عرض کیا۔ جناب نے دست مبارک سے پکڑ کر پاس رکھ لئے۔ پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ العزیز حج کے سفر سے واپس آئے۔ تو اہل بغداد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہر ایک کچھ نہ کچھ نقد یا جنس لایا۔ ان میں ایک بڑھیا آئی۔ جس نے پرانی چادر کے دامن سے ایک درم کھول کر شیخ صاحب کے سامنے رکھا۔ آپ نے وہ درم لے کر تمام تحفوں اور ہدیوں کے اوپر رکھا۔ پھر جو آدمی موجود تھے۔ انہیں فرمایا۔ کہ جو جو چیز چاہتے ہو لے لو۔ ہر ایک نے جو چاہا لے لیا۔ شیخ جلال الدین تبریزی طیب اللہ ثراہ' بھی حاضر خدمت تھے۔ اسے بھی اشارہ کیا۔ کہ تم بھی کچھ لے لو۔ شیخ جلال الدین نے اٹھ کر وہ درم جو سب سے اوپر رکھا تھا اٹھا لیا۔ شیخ شہاب الدین نے جب دیکھا۔ تو فرمایا۔ کہ تو تو سب کچھ لے گیا۔ میں (مولف کتاب) نے پوچھا۔ کہ کیا شیخ جلال الدین شیخ شہاب الدین کے مرید تھے۔ فرمایا۔ نہیں۔ وہ شیخ ابو سعید تبریزی کے مرید تھے۔ جب آپ کے پیر نے وفات پائی۔ تو شیخ شہاب الدین کی خدمت میں آئے۔ تو وہ خدمات بجا لائے۔ جو کسی کو میسر نہیں ہو سکتیں۔ اسی طرح کہتے ہیں۔ کہ شیخ شہاب الدین ہر سال بغداد سے سفر حج کو جایا کرتے جب بوڑھے ہو گئے۔ تو توشہ جو ان کے لئے ہمراہ لیا جاتا۔ وہ مزاج کے موافق نہ ہوتا۔ سرد کھانا آپ کی طبع کے موافق نہ تھا۔ کیونکہ بوڑھے ہو گئے تھے۔ اس لئے شیخ جلال الدین تبریزی انگیٹھی اور دیگچہ اس طرح سر پر اٹھائے رہتے کہ سر نہ جلتا اور کھانا بھی ہر وقت گرم رہتا۔ جب شیخ صاحب کو ضرورت ہوتی۔ گرما گرم کھانا دیا جاتا۔

یہاں سے شیخ جلال الدین تبریزی کے پیر شیخ ابو سعید تبریزی رحمتہ اللہ علیہ کی

Marfat.com

بابت فرمایا۔ کہ آپ بزرگ شیخ اور اعلیٰ درجے کے تارک الدنیا تھے۔ چنانچہ اکثر آپ پر قرض ہو جاتا لیکن کسی سے کوئی چیز نہ لیتے۔ ایسا بھی ہوا۔ کہ ایک مرتبہ تین دن تک آپ کی خانقاہ میں کھانا نہ پکا۔ آپ اور آپ کے یار تربوز سے ہی افطار کرتے رہے۔ اور گزارہ کرتے رہے جب یہ خبر وہاں کے حاکم نے سنی۔ تو کہا۔ کہ وہ ہماری کوئی چیز قبول نہیں کرتا۔ نقدی لے جاؤ۔ اور شیخ کے خادم کو دے دو۔ اور خادم کو کہو۔ کہ تھوڑا تھوڑا کر کے خرچ کرلے اور شیخ صاحب سے اس کا ذکر تک نہ کرے۔ چنانچہ شاہی نوکر نے آکر خادم کو کچھ نقدی دی اور کہا۔ کہ مصلحت کے مطابق خرچ کرنا۔ اور شیخ صاحب کو نہ جتانا۔ القصہ جب روپیہ لایا گیا اور خرچ کیا۔ تو اس روز شیخ صاحب کو طاعت میں جو ذوق اور آرام حاصل ہوا کرتا تھا۔ نہ ہوا۔ خادم کو بلا کر پوچھا۔ کہ رات کو جو کھانا تو نے ہمیں دیا وہ کہاں سے آیا تھا۔ خادم چھپا نہ سکا۔ سارا حال بیان کر دیا۔ پوچھا کون شخص لایا تھا۔ اور کہاں کہاں قدم رکھا تھا۔ فرمایا۔ جہاں جہاں اس نے قدم رکھا۔ وہاں سے مٹی کھود کر پھینک دو۔ اور اس خادم کو بھی اسی قصور کے عوض خانقاہ سے نکال دیا۔

پھر شیخ شہاب الدینؒ کی نسبت فرمایا۔ کہ آپ کو فتوح بہت حاصل ہوئی۔ لیکن تقریباً" سب خرچ کر دیتے۔ جب وفات کا وقت نزدیک آپہنچا۔ تو آپ کے فرزند عمادؒ نے جس کا حال شیخ صاحب کے حال سے بالکل نہ ملتا تھا۔ خادم سے خزانے کی چابی مانگی۔ خادم نے نہ دی۔ اور کہا۔ کہ واہ یہ اچھی بات ہے۔ کہ شیخ صاحب حالت نزع میں ہیں اور تو چابیاں مانگتا ہے۔ جب شیخ صاحب نے یہ بات سنی تو فرمایا۔ کہ چابی اسے دے دو۔ جب اس نے خزانہ کھولا۔ تو صرف چھ دینار نکلے۔ سو وہ بھی آپ کی تجہیز و تکفین پر خرچ ہو گئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

Marfat.com

مجلس ۔۔ ۴۰ ۔۔

مراد رسولؐ کا واقعہ

بروز جمعرات چوتھی ماہ مبارک رمضان سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ ایک طالب علم آیا۔ جس سے آپ نے تعلیم کی حالت پوچھی۔ عرض کی۔ کہ میں نے تحصیل علم کر لی ہے۔ اب میں سرائے سلطانی میں آیا جایا کرتا ہوں۔ تاکہ مجھے روٹی بافراغت مل جایا کرے۔ جب وہ چلا گیا۔ تو خواجہ صاحب نے یہ شعر زبان مبارک سے فرمایا۔

شعر در وصف حال بس سرہ ایست　　چوں بخواہش رسیدہ مسخرہ ایست

ترجمہ۔ کیفیات کے اظہار کے لئے شعر بڑی پاکیزہ اور کھری چیز ہے لیکن ہوس تک پہنچے تو مسخرہ پن ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ شعر ایک لطیف چیز ہے۔ لیکن جب تعریف میں کہا جائے۔ تو کسی کے پاس لے جایا جائے۔ تو سخت بے لطف ہوتا ہے۔ اسی طرح علم بھی بنفسہٖ بہت شریف ہے۔ لیکن جب اسے حاصل کر کے دربدر پھریں۔ تو اس کی عزت جاتی رہتی ہے۔ اتنے میں ایک غلام مرید آیا۔ اور ہندوی کو ہمراہ لایا۔ کہ میرا بھائی ہے۔ جب دونوں بیٹھ گئے۔ تو خواجہ صاحب نے اس غلام سے پوچھا۔ کہ آیا یہ تیرا بھائی مسلمانی سے کچھ رغبت رکھتا ہے۔ عرض کی۔ میں اسی مطلب کے لئے اسے یہاں لایا ہوں۔ کہ جناب کی نظر التفات سے وہ مسلمان ہو جائے خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ اس قوم پر کسی کے کہنے کا اثر نہیں ہوتا۔ ہاں اگر کسی صالح مرد کی صحبت میں آیا جایا کریں۔ تو شاید اس کی برکت سے مسلمان ہو جائیں۔

بعد ازاں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ جب خلافت امیر المومنین عمرؓ کو ملی اور بادشاہان عراق سے لڑائی چھڑی۔ تو جنگ میں عراق کا بادشاہ پکڑا گیا۔ اور حضرت عمرؓ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تو مسلمان ہو جائے گا۔ تو عراق کا ملک تجھے دیا جائے گا۔ اس نے کہا۔ میں اسلام قبول نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا۔ یا تو اسلام قبول کر لے ورنہ تجھے

Marfat.com

قتل کیا جائے گا۔ اس نے کہا۔ مجھے مار ڈالو۔ لیکن اسلام قبول نہیں کروں گا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ کہ تلوار لاؤ۔ اور جلاد کو بلاؤ۔ یہ بادشاہ بہت ہی دانا اور مذہب کا پکا تھا۔ جب اس نے یہ حالت دیکھی۔ تو آپ سے مخاطب ہو کر کہا۔ میں پیاسا ہوں۔ مجھے پانی پلاؤ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ کہ پانی لاؤ۔ شیشے کے برتن میں پانی لایا گیا۔ بادشاہ نے کہا۔ میں اس برتن میں پانی نہیں پیوں گا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ کہ یہ بادشاہ ہے۔ اس کے لئے سونے چاندی کے برتنوں میں لانا چاہیے۔ انہوں نے ویسا ہی کیا لیکن پھر بھی اس نے نہ پیا۔ اور کہا۔ کہ میرے لئے مٹی کے برتن میں پانی لاؤ۔ چنانچہ کوزہ بھر کر اسے دیا گیا۔ پھر اس نے حضرت عمرؓ سے مخاطب ہو کر کہا۔ کہ مجھ سے عہد کرو۔ کہ جب تک میں یہ پانی نہ پیوں گا۔ قتل نہیں کیا جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا میں نے عہد کر لیا۔ کہ جب تک تو یہ پانی نہ پیئے گا۔ میں تجھے قتل نہیں کروں گا۔ بادشاہ نے کوزہ زمین پر دے پٹکا۔ کوزہ ٹوٹ گیا۔ اور پانی گر گیا۔ پھر حضرت عمرؓ کو کہا۔ کہ میں نے یہ پانی نہیں پیا۔ اور آپ کا اقرار یہ تھا۔ کہ جب تک یہ پانی نہ پیوں۔ قتل نہ کیا جاؤں۔ اب میری جان بخشی کی جائے۔ آپ اس کی چالاکی سے حیران رہ گئے۔ فرمایا۔ اچھا تیری جان بخشی کی۔ بعدازاں اسے ایک یار کے سپرد کیا۔ جو نہایت ہی صالح اور زاہد تھا۔ جب کچھ مدت اس یار کے گھر میں رہا۔ تو اس کی صلاحیت اور زہد نے بادشاہ میں اثر کیا۔ پھر اس نے حضرت عمرؓ کی طرف پیغام بھیجا۔ کہ مجھے اپنے پاس بلاؤ۔ تاکہ ایمان لاؤں۔ آپ نے اسے پاس بلایا۔ اس نے اسلام قبول کیا۔ پھر فرمایا۔ کہ تجھے عراق کا ملک دیا۔ اس نے کہا۔ مجھے سلطنت درکار نہیں۔ مجھے ملک عراق کا کوئی اجڑا ہوا گاؤں دو۔ جو میری روزی کے لئے کافی ہو۔ آپ نے مان لیا۔ پھر اسنے کہا۔ کہ مجھے اجڑا ہوا گاؤں دینا چاہیے۔ جسے میں آباد کروں آپ نے اپنے چند آدمی ملک عراق میں بھیجے۔ انہوں نے بہتیرا ڈھونڈا۔ لیکن کوئی اجڑا ہوا گاؤں نہ پایا۔ واپس آکر سارا حال عرض کیا۔ اور بادشاہ کو بھی مطلع کیا گیا۔ اس نے کہا۔ میرا مقصود یہ تھا۔ کہ میں عراق اس طرح آبادی کی حالت میں آپ کے سپرد کرتا ہوں۔ اگر کوئی گاؤں غیر آباد ہو گیا۔ تو قیامت کے دن اس کے جواب دہ آپ ہوں گے۔ خواجہ صاحب اس پر آب دیدہ

Marfat.com

ہوئے۔

بعدازاں اسلام اور اہل اسلام کی دیانتداری اور صدق کی نسبت یہ حکایت بیان فرمائی کہ خواجہ بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ العزیز کے پڑوس میں ایک یہودی کا گھر تھا۔ جب بایزید علیہ الرحمتہ انتقال فرما گئے۔ تو اس یہودی سے پوچھا گیا۔ کہ تو کیوں مسلمان نہیں ہوتا۔ کہا میں کیا مسلمان بنوں کیونکہ اگر اسلام وہ ہے جو بایزید کو حاصل تھا۔ تو وہ مجھ سے ہو نہیں سکتا۔ اور اگر یہ اسلام ہے۔ جو تمہیں حاصل ہے تو اس اسلام سے مجھے عار آتی ہے۔

مجلس ۔۔۔ ۴۱ ۔۔

بیٹیوں کا ذکر

بروز منگل ستائیسویں ماہ مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ ملیح جو میرا پرانا یار ہے۔ تھوڑی مصری لایا تھا۔ کیونکہ اس کی لڑکی کا نکاح ہوا تھا۔ خواجہ صاحب کو معلوم ہوا۔ کہ اس ملیح کے ہاں چار لڑکیاں ہیں۔ الغرض مصری دیکھ کر پوچھا۔ کہ یہ کیسی ہے۔ میں نے عرض کی۔ کہ اس کی لڑکی کا نکاح ہوا ہے۔ خواجہ صاحب نے اس کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ جس کے ہاں ایک لڑکی ہو۔ اس کے اور دوزخ کے مابین حجاب ہو جاتا ہے۔ تیری تو چار لڑکیاں ہیں۔ پھر زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ ابو النبات نے مرزوق کو کہا۔ کہ بیٹیوں کا رزق فراخ ہوتا ہے۔

پھر خضر علیہ السلام کی حکایت بیان فرمائی۔ کہ جب آپ نے لڑکے کو قتل کیا۔ تو موسےٰ صلوۃ اللہ علیہ نے طعن کیا۔ کہ تو نے کیوں پاک نفس کو مار ڈالا۔ مہتر خضر علیہ السلام کو اس کے حال کے انجام کی خبر تھی۔ اس کا جواب دیا۔ القصہ اس لڑکے کے باپ کے پاس لڑکے کے قتل ہونے کے بعد ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ جس سے سات صاحبِ ولایت پیدا ہوئے۔

بعدازاں مجھ سے پوچھا۔ کہ نماز تراویح کہاں ادا کرتے ہو۔ میں نے عرض کی۔ کہ

Marfat.com

میں ادا کرتا ہوں۔ ایک امام ہے۔ پوچھا۔ کیا پڑھتا ہے۔ میں نے عرض کی فاتحہ اور اخلاص۔ فرمایا۔ اچھا ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ حضرت شیخ فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز بھی یہی پڑھا کرتے تھے۔ شیخ صاحب چونکہ بوڑھے ہو گئے تھے۔ اس لئے تراویح بیٹھ کر ادا کیا کرتے۔ صرف فریضہ نمازیں کھڑے ہو کر ادا کرتے۔ باقی سب بیٹھ کر۔ پھر ایک بزرگ کا نام لیا۔ وہ کہا کرتا تھا۔ کہ میں اگر ایک لقمہ کھا کر سو جاؤں۔ تو اس سے بہتر ہے کہ پیٹ بھر لوں۔ اور ساری رات کھڑے ہو کر گزار دوں۔ بعدازاں فرمایا۔ کہ شیخ کبیر اکثر کم افطار کیا کرتے۔ اگر ارادہ بھی کرتے۔ تو تپ وغیرہ کی شکایت ہو جاتی۔ مگر ہاں روزہ رکھتے۔

بعدازاں شیخ بہاؤ الدین زکریاؒ کے بارے میں فرمایا۔ کہ آپ روزہ کم رکھا کرتے۔ لیکن عبادت اور طاعت بہت کیا کرتے۔ پھر یہ آیت پڑھی "کلوا من الطیبات واعملو اصالحا" پاک کھانا کھاؤ۔ اور نیک عمل کرو۔ اور فرمایا۔ کہ شیخ شہاب الدینؒ ان لوگوں میں سے تھے۔ جن کے حق میں آیت شلاق آتی ہے۔

Marfat.com

مجلس ـــ ۴۲ ـــ

بچوں سے محبت

ہفتے یا جمعے کے روز چودھویں ماہ شوال سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ بچوں کی محبت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں سے بڑی محبت کیا کرتے تھے اور ان کے ساتھ نرمی اور مہربانی سے پیش آیا کرتے۔ پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسنؓ کو دیکھا۔ کہ بچوں میں کھیل رہے ہیں۔ ایک ہاتھ تھوڑی تلے اور ایک سر پر رکھ کر بوسہ دیا۔ اسی اثناء میں میں نے عرض کی۔ کہ کہتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المومنین حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خاطر اونٹ کی سی آواز بھی نکالی۔ فرمایا۔ ہاں یہ تو عام مشہور ہے۔ اور کتابوں میں بھی درج ہے۔ پھر فرمایا۔ نعمه الجمل حليما

پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں ایک یار کو کسی ولایت کا حاکم مقرر کر کے وہاں کی حکومت کا حکم نامہ اس کے نام لکھ کر اسے دیا۔ اثنائے راہ میں امیر المومنین نے ایک چھوٹے بچے کو گود میں لیا اور پیار کرنے لگے اس یار نے کہا میرے دس بچے ہیں۔ لیکن مجھے ان سے الفت نہیں۔ اور نہ میں انہیں پیار کرتا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ کہ وہ حکم نامہ مجھے دو۔ اس نے دیا۔ تو لے کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور فرمایا۔ کہ جب تجھے چھوٹوں سے محبت نہیں۔ تو بڑوں سے کب ہو گی۔ واللہ اعلم۔

Marfat.com

مجلس ـــ ۴۳ ـــ

حکایت بغداد

بروز بدھ پانچویں ماہ ذالحج سن مذکور کو قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ ایک شخص آیا۔ اسے پوچھا۔ کہ کہاں سے آرہے ہو۔ عرض کی۔ دارالخلافہ سے۔ لیکن وہ چھاؤنی سے جو سری میں تھی آیا تھا۔ چونکہ وہاں کا نام اب دارالخلافت ہو گیا تھا۔ اس لئے اس نے کہ دیا۔ کہ میں دارالخلافت سے آیا ہوں۔

یہاں سے بغداد کی حکایت شروع ہوئی۔ فرمایا۔ بغداد کو پہلے مدینہ منصور کہا کرتے تھے۔ اس واسطے کہ اس شہر کو شروع شروع میں خلیفہ منصور نے آباد کیا تھا۔ پھر فرمایا۔ کہ بغداد کو مدینتہ الاسلام بھی کہتے ہیں۔ اس اثناء میں اولیائے حق اور ان کی محبت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ جب قیامت کے دن میدان حشر میں معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ آئیں گے۔ تو اسی طرح مست ہوں گے۔ خلقت حیران ہو گی۔ اور پوچھے گی۔ کہ یہ کون ہے۔ آواز آئے گی۔ کہ یہ ہماری محبت کا مست ہے۔ اسے معروف کرخی کہتے ہیں پھر معروف کرخیؒ کو حکم ہو گا۔ کہ بہشت میں آؤ۔ آپ کہیں گے۔ نہیں۔ میں نے تیری عبادت بہشت کے لئے نہیں کی۔ پھر بعض فرشتوں کو حکم ہو گا۔ کہ نوری زنجیریں ڈال کر اسے بہشت میں لے جاؤ۔ پھر کھینچ کر بہشت میں لائے جائیں گے۔ حاضرین میں سے ایک نے سوال کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ تو نہایت پاک اور عظیم ہے اور فرزند آدم ادنیٰ مقام میں ہے۔ محبت اور قربت کی کیا نسبت۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ یہ زبان سے ٹھیک نہیں ادا ہو سکتا۔ یہ بحثی مسئلہ نہیں۔ میں نے عرض کی۔ کہ اس کے مناسب مجھے ایک شعر یاد آیا ہے۔

عشق را بو حنیفہ درس نہ کرو

جب میں نے یہ مصرعہ پڑھا۔ تو دوسرا مصرعہ خواجہ صاحب نے فرمایا۔

شافعی را درو روایت نیست والله اعلم

Marfat.com

مجلس ــ ۴۴ ــ

فضیلت علم

بروز ہفتہ اٹھارہویں ماہ ربیع الاول ۷۱۸ ہجری کو قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ علم کی فضیلت کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ ایک بزرگ صفت علم سے موصوف تھا۔ اسے پوچھا گیا۔ کہ تو نے یہ نعمت کہاں سے پائی۔ کہا میں نے اپنے استاد عاصم قاری رحمتہ اللہ علیہ سے پھر پوچھا۔ کہ اپنے استاد کے علم کی بابت کچھ بیان کرو۔ کہا۔ ایک مرتبہ آبادی اور جنگل میں آپ سے ایک کمینے نے کمینہ پن کرنا چاہا۔ اور برا بھلا کہنا شروع کیا۔ لیکن عاصم قاری نے کچھ نہ کہا۔ یہاں تک کہ شہر کے نزدیک آپہنچے۔ لیکن وہ کمینہ اسی طرح برا بھلا کہے گیا۔ جب آدمی آپہنچے۔ تو قاری نے کہا۔ صاحب جانے دو۔ یہاں میرے آشنا بہت ہیں۔ ایسا نہ ہو آپ کو تکلیف پہنچے۔ پھر آپ کے علم کی بابت ایک اور حکایت بیان کی۔ کہ ایک مرتبہ میں آپ کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ چند شاگرد حدیث کا سبق پڑھ رہے تھے۔ آپ گھٹنوں میں سر رکھے کپڑا لپیٹے بیٹھے تھے۔ اس حالت میں سبق پڑھا رہے تھے۔ کہ اتنے میں ایک شخص نے آکر کہا۔ کہ آپ کے لڑکے کو قتل کیا گیا ہے۔ پوچھا۔ کس نے قتل کیا ہے۔ کہا۔ آپ کے چچا کے بیٹوں نے۔ شائد ان میں دشمنی ہو گی۔ لڑائی میں مارا گیا ہے۔ قاری صاحب نے کہا۔ جاؤ۔ فلاں شخص کو کہو۔ کہ اس کی نماز جنازہ ادا کرے اور فلاں مقام پر دفن کر دو۔ اتنا کہہ کر پھر شاگردوں سے پوچھا۔ کہ تم کیا پڑھ رہے تھے۔ پڑھو۔ وہ بزرگ کہتا ہے۔ کہ قاری صاحب کے چہرے پر تغیر کے کوئی آثار نمودار نہ ہوئے۔ اور جو کپڑا لپیٹے ہوئے تھے۔ نہ اتارا اور نہ ہی دوسری صورت اختیار کی۔ بلکہ اسی طرح سبق پڑھانے میں مشغول رہے۔

بعدازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ صحابہ میں سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ علم سے منسوب تھے۔ ایک مرتبہ ایک فحش آدمی نے آپ کو تہمت لگائی۔ فرمایا۔ صاحب جس قدر مجھ میں عیب ہیں۔ ان میں سے صرف تھوڑا سا ظاہر ہوا ہے۔ جب خواجہ

Marfat.com

صاحب نے یہ حکایت ختم کی۔ تو حاضرین کے واپس جانے کا وقت ہو چکا تھا۔ میں نے پوچھا۔ کہ میں پیر کی خدمت میں کم کم حاضر ہوتا ہوں۔ زیادہ تر گھر میں پیر کی یاد میں رہتا ہوں۔ یہ بہتر ہے یا یہ کہ ہر روز پیر کی خدمت میں حاضر ہوا کروں۔ فرمایا۔ بہتر یہی ہے۔ کہ پیر کی یاد میں رہا جائے۔ خواہ ظاہر میں دور ہی رہے۔ بعدازاں یہ مصرعہ زبان مبارک سے فرمایا۔

مصرعہ

بیروں زدروں بہ کہ دروں بیروں بہ

پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز ہفتے دو ہفتے بعد قطب العالم حضرت شیخ قطب الدین نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں بخلاف شیخ بدر الدین غزنوی اور دوسرے عزیزوں کے جو ہر روز حاضر خدمت رہتے۔ حاضر ہوا کرتے تھے۔ پھر فرمایا۔ کہ جب حضرت قطب العالم شیخ قطب الدین کی رحلت کا وقت قریب آپہنچا۔ تو ایک بزرگ کا نام لیا۔ جو شیخ قطب الدین کی پائینتی میں مدفون ہے۔ اور اسے تمنا تھی۔ کہ شیخ صاحب کے بعد قائم مقام بنے۔ شیخ بدر الدین کو بھی یہی آرزو تھی۔ لیکن جس سماع میں شیخ قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز کا انتقال ہوا ہے۔ اس میں فرمایا۔ کہ میرا جامہ۔ عصا۔ مصلیٰ اور نعلین شیخ فرید الدین کو دے دینا خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ میں نے وہ عصا اور جامہ دیکھا تھا۔ جامہ سوزنی دولائی تھی۔ الغرض جس رات حضرت قطب العالم شیخ قطب الدین کا انتقال ہونے والا تھا۔ حضرت شیخ فرید الدین ہانسی میں تھے۔ اسی رات شیخ فرید الدین نے اپنے پیر کو خواب میں دیکھا۔ کہ اسے بارگاہ میں بلاتے ہیں۔ دوسرے روز شیخ صاحب ہانسی سے روانہ ہوئے۔ چوتھے روز شہر میں پہنچے۔ قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ زندہ تھے۔ وہ جامہ وغیرہ شیخ الاسلام حضرت شیخ فرید الدین طیب اللہ ثراہ کی خدمت میں لائے۔ آپ نے دوگانہ ادا کر کے جامہ پہن لیا۔ اور جس گھر میں قطب العالم حضرت قطب الدین رہا کرتے تھے آئے۔

Marfat.com

تین دن سے زیادہ وہاں قیام نہ کیا۔ ایک روایت کے مطابق سات روز قیام کیا۔ پھر ہانسی کی طرف چلے آئے۔ آپ کے آنے کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ جن دنوں آپ قطب العالم حضرت شیخ قطب الدین کے گھر میں رہے۔ سرہنگا نام ایک شیخ ہانسی سے آپ کے دیدار کے لئے دو تین مرتبہ آیا۔ لیکن دربان نے اندر نہ جانے دیا۔ ایک روز جب آپ گھر سے باہر نکلے۔ تو یہی سرہنگا آکر پاؤں پڑا۔ اور رونے لگا۔ شیخ صاحب نے پوچھا۔ کیوں روتے ہو ؟ اس نے کہا۔ اس واسطے کہ جب آپ ہانسی میں تھے۔ ہم آسانی سے دیدار کر لیتے تھے۔ اب تو آپ کا دیدار مشکل ہو گیا۔ آپ نے اسی وقت یاروں کو فرمایا۔ کہ میں پھر ہانسی جاؤں گا۔ حاضرین نے کہا۔ کہ شیخ صاحب نے آپ کو یہیں ٹھہرنے کے لئے فرمایا ہے۔ آپ کیوں اور جگہ جاتے ہیں۔ فرمایا۔ جو نعمت مجھے ملنی ہے۔ وہ شہر و جنگل میں یکساں ہے۔ واللہ اعلم۔

Marfat.com

مجلس ــــ ۴۵ ــ

حسن عقیدہ

بروز ہفتہ تیسری ماہ ربیع الآخر سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ مریدوں کی خوش اعتقادی اور پیر کے فرمان کی نگہداشت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ قاضی حمید الدین ناگوری کے نبیرہ شرف الدین ساکن ناگور کے دل میں خواہش ہوئی۔ کہ میں شیخ الاسلام حضرت شیخ فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کا مرید بنوں۔ یہ نیت کر کے ناگور سے روانہ ہوا۔ اس کی ایک لونڈی تھی۔ جس کی قیمت کم و بیش سو اشرفی تھی۔ اس نے کہا۔ کہ جب آپ شیخ الاسلام کی خدمت میں حاضر ہوں تو میرا سلام عرض کر دینا۔ نیز ایک چھوٹی پگڑی کڑھی ہوئی دی۔ کہ یہ شیخ صاحب کی خدمت میں پہنچا دینا۔

القصہ جب مولانا شرف الدین شیخ الاسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور پہلے تو عرض کی۔ کہ میرے گھر میں ایک لونڈی ہے۔ اس نے آپ کو سلام عرض کیا ہے۔ اور یہ پگڑی بھیجی ہے۔ وہ نکال کر شیخ صاحب کے روبرو رکھ دی شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز نے زبان مبارک سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اسے آزادی عطا فرمائے۔ جب مولانا شرف الدین سامنے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ تو دل میں خیال کیا۔ کہ چونکہ شیخ صاحب کی زبان مبارک سے نکلا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اسے آزادی عطاء فرمائے۔ ضرور ہے۔ کہ وہ آزاد ہو جائے گی۔ لیکن لونڈی قیمتی ہے۔ میں اسے آزاد تو کر نہیں سکتا۔ البتہ بیچوں گا۔ ممکن ہے کہ جو شخص خریدے۔ وہ اسے آزاد کر دے۔ پھر دل میں خیال آیا۔ کہ جس کے گھر جا کر لونڈی آزاد ہو گی۔ اسے ثواب ملے گا۔ تو میں ہی کیوں نہ ثواب لوں۔ یہ نیت کر کے شیخ صاحب کی خدمت میں آئے۔ اور عرض کی۔ کہ میں نے اس لونڈی کو آزاد کیا۔ واللہ اعلم۔

Marfat.com

مجلس — ۴۶ —

دنیا کی محبت

بروز اتوار اٹھارھویں ماہ مذکور سن مذکور کو دست بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ دنیا کی محبت اور عدالت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ خلقت تین قسم کی ہوتی ہے۔ ایک وہ جو دنیا کو عزیز سمجھتے ہیں۔ اور دن رات اسی کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ اور طلب بھی۔ ایسے لوگ بہت ہیں۔ دوسرے وہ جو اسے دشمن سمجھتے ہیں اور اسے برائی سے یاد کرتے ہیں۔ اور بالکل اس کے مخالف ہوتے ہیں۔ تیسرے وہ لوگ ہیں۔ جو نہ ان سے دشمنی کرتے ہیں۔ نہ دوستی۔ ایسے لوگ پہلی دو قسموں کی نسبت اچھے ہوتے ہیں۔

بعد ازاں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرد رابعہ بصری علیہا الرحمتہ کی خدمت میں آکر بیٹھا۔ اور دنیا کو برا بھلا کہنا شروع کیا۔ رابعہؒ نے فرمایا۔ کہ پھر میرے پاس نہ آنا۔ کیونکہ تو دنیا کو برا بھلا کہتا ہے۔ یہاں سے ترک دنیا کی نسبت ذکر چھڑا۔ تو ایک درویش کی بابت فرمایا۔ کہ ایک درویش صوفی بدھی نام کیتھل اور کہرام کے علاقے میں رہا کرتا تھا۔ جو نہایت ہی تارک الدنیا تھا۔ چنانچہ کپڑے بھی نہیں پہنا کرتا تھا۔ میں نے پوچھا۔ کہ آیا اس کا کوئی پیر تھا۔ فرمایا۔ نہیں۔ پھر فرمایا۔ اگر اس کا پیر ہوتا۔ تو وہ کیوں نہ ڈھانپتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کا کوئی پیر نہ تھا۔ پھر فرمایا۔ کہ وہ نماز بہت ادا کیا کرتا تھا۔ میں نے عرض کی۔ اگر پیر خود دنیا دار ہو تو کیا اس کے لئے مناسب ہے۔ کہ مریدوں کو دنیا کی محبت سے منع کرے۔ فرمایا۔ اگر منع کرے گا بھی تو اس کا اثر نہیں ہو گا۔ اس واسطے کہ زبان دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک زبان قال۔ دوسری زبان حال۔ پندو نصیحت زبانِ حال سے ہی اثر کرتی ہے۔ جب زبان حال نہ ہو تو زبان قال کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔

پھر شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کی بابت فرمایا۔ کہ آپ کو ایک دفعہ اپنے شیخ صاحب سے پگڑی عطاء ہوئی۔ جسے آپ ہمیشہ اپنے پاس رکھتے۔ اور برکتیں

Marfat.com

حاصل کرتے۔ ایک مرتبہ آپ سوئے۔ تو وہ پگڑی پاؤں کی طرف ہو گئی۔ اتفاقیہ پاؤں اس سے چھو گیا۔ تو جب بیدار ہوئے۔ تو نہایت قلق ہوا۔ اور گھبرائے۔ یہاں تک فرمایا۔ کہ امید ہے۔ کہ قیامت کے دن میں افسوسناک اور اندوہ گیں اٹھوں گا۔

پھر فرمایا۔ کہ مجھے جو خرقہ شیخ فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز سے حاصل ہوا۔ وہ گدڑی اب تک میرے پاس ہے۔ جب میں اجودھن سے دہلی آرہا تھا۔ تو وہ خرقہ اپنے ہمراہ لایا۔ میرے ساتھ ایک اور ہمراہی تھا۔ رستے میں ہم ایسے مقام پر پہنچے۔ جہاں لٹیروں کا خطرہ تھا۔ اس نے میرا دامن پکڑ لیا۔ اور ہم دونوں ایک درخت کے نیچے کھڑے ہو گئے۔ اتنے میں چند ڈاکو ہمارے مقابل آکھڑے ہوئے۔ میرے دل میں خیال آیا۔ کہ یہ گدڑی مجھے شیخ صاحب نے عطا فرمائی۔ یہ کسی صورت بھی لیجا نہیں سکتے۔ پھر خیال کیا۔ کہ اگر لے بھی گئے۔ تو میں آبادی کی طرف نہیں جاؤں گا۔ ایک گھڑی بعد وہ تمام ڈاکو متفرق ہو گئے۔ اور ہمیں کچھ بھی نہ کہا۔ ہم صحیح سلامت چلے آئے۔

پھر دنیا کے جمع و خرچ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ دنیا جمع نہیں کرنی چاہیے۔ لیکن ہاں کپڑا وغیرہ جس سے پردہ ڈھانکا جائے جائز ہے۔ لیکن زیادہ نہیں ہونا چاہیے جو کچھ ملے خرچ کر دینا چاہیے۔ اور جمع نہیں کرنا چاہیے۔ پھر یہ شعر زبان مبارک سے فرمایا۔

زر از بہر دادن بود اے پسر برائے نہادن چہ سنگ و چہ زر

ترجمہ۔ اے بیٹے دولت دینے کے لئے ہوتی ہے رکھ چھوڑنے کو تو پتھر اور سونا برابر ہے۔

پھر قاضی کا یہ شعر پڑھا۔

چوں خواجہ نخواہد راند از ہستی زرکانی آن گنج کہ او دارد پندار کہ من دارم

ترجمہ۔ جب امیر اپنے سرمایہ سے فائدہ نہیں اٹھاتا لطف نہیں لیتا تو سمجھو کہ جو خزانہ اس کے پاس ہے وہ میرے پاس ہے۔

اس اثناء میں ایک کو مسواک عنایت فرمائی۔ پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک عالم

Marfat.com

نور ترک نام یہاں سے کعبے کی طرف گیا۔ اور وہیں سکونت اختیار کی۔ اور گھر کے دروازے پر یہ لکھ دیا۔ کہ جس کے پاس مسواک نہ ہو۔ اسے میرے گھر آنا حرام ہے۔

پھر درویشوں کے مکارم اخلاق کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ شیخ ابو سعید ابو الخیر رحمتہ اللہ علیہ اور بو علی سینا نے آپس میں ملاقات کی۔ جب ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو بوعلی نے صوفی کو جو شیخ صاحب کی خدمت میں رہا کرتا تھا۔ کہا۔ کہ جب میں شیخ صاحب کی خدمت سے واپس چلا آؤں گا۔ تو جو کچھ میرے حق میں شیخ صاحب فرمائیں گے۔ مجھے لکھ بھیجنا۔ جب واپس چلا آیا۔ تو شیخ صاحب نے اس کے بارے میں نہ نیک نہ بد کچھ ذکر نہ کیا۔ جب اس صوفی نے شیخ صاحب سے بوعلی سینا کی بابت کچھ نہ سنا۔ تو ایک روز خود ہی شیخ صاحب سے پوچھا۔ کہ بوعلی سینا کیسا آدمی ہے۔ فرمایا۔ حکیم۔ طبیب اور عالم شخص ہے۔ لیکن مکارم اخلاق نہیں رکھتا۔ صوفی نے یہ الفاظ بوعلی کو لکھ بھیجے۔ بوعلی نے واپس خط لکھا۔ اور اس میں یہ بھی لکھا کہ میں نے مکارم اخلاق میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں۔ پھر شیخ صاحب کیوں کہتے ہیں کہ مجھ میں نیک اخلاق نہیں۔ شیخ صاحب نے مسکرا کر فرمایا۔ میں نے یہ تو نہیں کہا۔ کہ وہ نیک اخلاق کی بابت کچھ نہیں جانتا۔ میں نے تو یہ کہا ہے۔ کہ اس کے اخلاق نیک نہیں۔

پھر قاضی منہاج الدین کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ میں نے دونوں ہفتے اس کا ذکر کیا۔ ایک روز اس کا ذکر کرتے کرتے یہ رباعی پڑھی۔

رباعی

لب بر لب بلبراں مہوش کربن   وآہنگ سر زلف مشوش کربن
امروز خوش است لیک فردا خوش نیست   خوبرا چوخسے طعمۂ آتش کربن

ترجمہ۔ چاند سے دلبروں کے ہونٹوں پر ہونٹ رکھنا اور زلف پریشاں کا قصد کرنا آج تو بہت اچھا لگتا ہے لیکن کل اچھا نہیں ہوگا جب خود کو گھاس کی طرح آگ کا لقمہ بنانا ہوگا۔

Marfat.com

خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جب میں نے یہ شعر سنا۔ تواز خود رفتہ ہو گیا۔ جب گھڑی بعد ہوش میں آیا۔ تو پھر اس کے احوال بیان کئے۔ کہ وہ صاحب ذوق مرد ہو گزرا ہے۔ ایک مرتبہ اسے شیخ بدر الدین غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کے گھر بلایا گیا۔ وہ دن سوموار کا تھا۔ اس نے وعدہ کیا۔ کہ جب میں تذکیر (وعظ) سے فارغ ہوں گا۔ تو آؤں گا۔ الغرض تذکیر سے فارغ ہو کر حاضر ہوا۔ اور سماع سننے لگا۔ تو دستار اور جامہ وغیرہ سب ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ پھر شیخ بدر الدین غزنوی کی نظم کے دو تین شعر جس کی دولت آتش گرفت ہے۔ کہے۔ جن میں سے ایک شعر یاد رہ گیا ہے۔

نوحہ میکرو من نوحہ گردر مجمعے　　آہ زیں سوزم برآمد نوحہ گر آتش گرفت

ترجمہ۔ ایک نوحہ گر لوگوں کے سامنے مجھ پر نوحہ کر رہا تھا آہ اس سے میرا سوز ایسا نکلا کہ نوحہ گر نے بھی آگ پکڑ لی۔

پھر فرمایا۔ کہ قاضی منہاج الدین شیخ بدر الدین کو شیر شرح کہا کرتے تھے۔ پھر شیخ نظام الدین ابو الموید رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو میں نے پوچھا۔ کہ کیا آپ نے اس کی تذکیر سنی ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ مگر ان دنوں میں بچہ تھا۔ اس لئے میں معنوں کو اچھی طرح سمجھ نہ سکا۔ ایک روز آپ کی تذکیر میں آیا تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ آپ مسجد میں آئے۔ اور نعلین اتار کر ہاتھ میں پکڑ لئے۔ اور پھر دوگانہ ادا کیا۔ نماز میں جو آپ کی شکل و صورت تھی۔ وہ اور کسی کی نہ تھی۔ دوگانہ ادا کر کے منبر پر چڑھے۔ ایک شخص قاسم نام خوش خوان تھا۔ اس نے ایک آیت پڑھی۔ بعد ازاں شیخ نظام الدین ابو الموید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ میں نے اپنے بابا کے ہاتھ کا لکھا ہوا دیکھا ہے۔ ابھی صرف اتنا ہی کہا تھا۔ کہ سارے لوگ رونے لگے۔ پھر یہ شعر پڑھا۔

نہ از عشق توز تو حذر خواہم کرد　　جاں در غم تو زیر وزبر خواہم کرد

تو خلقت نعرے مار اٹھی۔ پھر دو تین مرتبہ یہ شعر پڑھا۔ پھر فرمایا۔ اے مسلمانوں! اس شعر کے ساتھ دوسرا شعر مجھے یاد نہیں آیا۔ میں کیا کروں۔ یہ بات کچھ ایسے عجز سے کہی۔ کہ سب میں اثر کر گئی۔ پھر قاسم نے دوسرا شعر پڑھا۔ اور رباعی مکمل ہوئی۔ شیخ صاحب رباعی پڑھ کر نیچے اتر آئے۔

Marfat.com

پھر آپ کی بزرگی کی نسبت خواجہ صاحب نے یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ بارش کی قلت ہوئی۔ تو آپ کو مجبور کیا گیا۔ کہ بارش کے لئے دعا کریں۔ منبر پر چڑھ کر بارش کی دعا پڑھی بعدازاں آسمان کی طرف منہ کر کے کہا۔ پروردگار! اگر تو بارش نہیں بھیجے گا۔ تو پھر میں آبادی میں نہیں رہوں گا۔ یہ کہہ کر منبر سے اتر آئے۔ اللہ تعالیٰ نے باران رحمت بھیجی۔ بعدازاں سید قطب الدین رحمتہ اللہ علیہ نے آپ سے ملاقات کی۔ اور یہ کہا۔ کہ ہمیں آپ کے حق میں پکا اعتقاد ہے۔ اور ہم یہ بھی جانتے ہیں۔ کہ آپ کو اللہ تعالیٰ سے کامل نیاز حاصل ہے۔ پھر یہ لفظ کیوں کہے۔ کہ اگر بارش نہیں بھیجے گا۔ تو میں آبادی میں نہیں رہوں گا۔ شیخ نظام الدین ابو الموید نے فرمایا۔ کہ مجھے معلوم تھا۔ کہ وہ ضرور بارش بھیجے گا۔ پھر سید قطب الدین نے پوچھا۔ آپ کو کس طرح معلوم تھا۔ فرمایا۔ ایک مرتبہ میں سید نور الدین مبارک نور اللہ مرقدہ کے ساتھ سلطان شمس الدین کے پاس نیچے اوپر بیٹھنے کے بارے میں جھگڑا۔ تو میں نے ایسی بات کہہ دی۔ جس سے آپ (سید نور الدینؒ) ناراض ہو گئے۔ جن دنوں مجھے بارش کی دعا کے لئے کہا گیا۔ تو میں آپ (سید نور الدینؒ) کے روضے مبارک پر گیا۔ اور عرض کی۔ کہ مجھے بارش کی دعا کے لئے کہا گیا ہے۔ اور آپ مجھ سے ناراض ہیں۔ اگر میرے ساتھ صلح کریں۔ تو میں دعا کروں۔ اگر نہ کریں تو نہ کروں۔ روضہ مبارک سے آواز آئی۔ کہ میں راضی ہوں۔ جا کر دعا کرو۔

Marfat.com

مجلس ــ ۴۷ ــ

ذکر نماز

بروز بدھ پانچویں جمادی الاول سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ نماز کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ میں نے عرض کی۔ کہ فرض ادا کر کے جو جگہ تبدیل کرتے ہیں۔ یہ کس طرح پر ہے فرمایا۔ بہتر تو یہی ہے۔ کہ جگہ تبدیل کر لیں۔ امام اگر جگہ نہ بدلے۔ تو کوئی بات نہیں۔ لیکن مقتدی کو ضرور بدل لینی چاہئے۔ جگہ بدلتے وقت بائیں طرف سرکنا چاہئے۔ اور رو بہ قبلہ رہنا چاہئے واللہ اعلم بالصواب۔

مجلس ــ ۴۸ ــ

دست بوسی

بروز جمعہ تیرھویں ماہ مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ درویشوں کے ہاتھ کو بوسہ دینے اور اس سے برکت حاصل کرنے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ درویش اور مشائخ جو ہاتھ کو بوسہ دینے کی اجازت دیتے ہیں۔ تو ان کی نیت یہ ہوتی ہے۔ کہ شائد ان کے ہاتھ کسی مغفور کا ہاتھ آجائے۔

پھر درویشوں کی دعا کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ خواجہ اجل شیرازی رحمتہ اللہ کے ایک مرید نے شیخ صاحب کی خدمت میں آکر عرض کی۔ کہ میرا ایک ہمسایہ ہے۔ جس کی نظر میرے گھر پر پڑتی ہے۔ میں بتیرا اسے منع کرتا ہوں۔ لیکن وہ باز نہیں آتا۔ اور مجھے تکلیف دیتا ہے۔ خواجہ اجلؒ نے پوچھا۔ کیا اسے یہ معلوم ہے۔ کہ تو میرا مرید ہے عرض کی۔ جناب اسے معلوم ہے۔ فرمایا۔ تو پھر اس کی گردن کا مہرہ کیوں نہیں ٹوٹتا۔ جب خواجہ صاحب نے یہ فرمایا۔ تو وہ مرید گھر آیا۔ اور ہمسائے کی گردن کا مہرہ ٹوٹے ہوئے دیکھا۔ پوچھا۔ کہاں سے گرا ہے۔ کہا۔

Marfat.com

لکڑی کی جوتی پہنی ہوئی تھی۔ پاؤں پھسل گیا۔ اور گر پڑا۔ جس سے گردن کا مہرہ ٹوٹ گیا۔

پھر مردان حق کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ اگلے وقتوں میں چار آدمی برہان نامی ملک بالا سے دہلی میں آئے۔ ان میں سے ایک برہان بلخی تھا۔ دوسرا برہان کاشانی۔ اور دو دو برہانوں کی بابت مجھے یاد نہیں۔ الغرض ان میں ازحد موافقت تھی۔ کھانا۔ پینا۔ اکٹھا کھایا پیا کرتے تھے۔ اور تحصیل علم بھی ایک ہی جگہ کیا کرتے۔ جن دنوں وہ دہلی آئے۔ اس وقت شہر کا قاضی نصیر کاشانی تھا۔ اس نے برہان کاشانی سے ایک مجلس میں مسئلہ پوچھا۔ یہ برہان کاشانی پست قد تھا۔ جب اس نے جواب شروع کیا۔ تو طالب علموں نے کہا۔ کہ یہ ریزہ کیا جواب دے گا۔ اس کا عرف ہی "ریزہ" ہو گیا۔ یہ سن کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس دن سے اسے "ریزہ" پکارنے لگے۔ یہ ریزہ عجیب مرد تھا۔ آخر میں وہ ابدال بنا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ میں نے اسے دیکھا ہے۔ ہر روز صبح کے وقت پیادہ نکلتا۔ باوجودیکہ اس کے پاس دس سے زیادہ گھوڑے تھے۔ اور نہ ہی کوئی غلام اپنے ہمراہ لے جاتا۔ حالانکہ سو سے زیادہ خدمت گار تھے۔ اس کا ایک لڑکا نورالدین محمد نام تھا۔ اس نے ایک روز باپ کو کہا۔ کہ آپ ہر روز گھر سے اکیلے باہر جاتے ہیں۔ اور ہمارے دشمن بہت ہیں۔ اگر آپ ایک غلام کو پانی کا کوزہ دے کر ہمراہ لے جائیں۔ تو بہتر ہو گا۔ بیٹے کو جواب دیا۔ کہ بابا محمد! جہاں میں جاتا ہوں۔ اگر وہاں غلام کی گنجائش ہو۔ تو پہلے میں تجھے لے جاؤں۔ کیونکہ تو میرا بیٹا ہے۔

Marfat.com

مجلس ــ ۴۹ ــ

اللہ کے ناموں کا ورد

بروز اتوار انیتسویں ماہ جمادی الآخر کو قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ چونکہ ماہ رجب نزدیک تھا۔ میں نے عرض کی۔ کہ خواجہ اویس قرنیؒ نے ماہ رجب کی تیسری' چوتھی اور پانچویں تاریخوں میں نماز کے لئے کہا ہے۔ میرے دل میں خیال آتا ہے۔ کہ جس بزرگ نے کسی نماز یا دعا کے لئے کہا ہے۔ وہ یا تو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ یا صحابہ کرام سے۔ خواجہ اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ' نے جن نمازوں کی بابت فرمایا ہے۔ اور سورتیں مقرر کی ہیں۔ اور دعاؤں کے نام رکھے ہیں۔ یہ کہاں سے سنے ہیں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ الہام ہوا تھا۔

پھر جب حکایت بیان فرمائی۔ کہ اس سے پہلے جب میں دہلی سے اجودھن شیخ صاحب کی خدمت میں جایا کرتا تھا۔ تو یہ تین اسم پڑھا کرتا تھا۔ "یا حافظ یا ناصر یا معین" حالانکہ مجھے یہ کسی نے نہیں بتائے تھے۔ پھر مدت بعد ایک بزرگ نے مجھے یہ دعا لکھ کر دی۔ دعا "یا حافظ یا ناصر یا معین یا مالک یوم الدین ایاک نعبدو ایاک نستعین"

اس کے بعد احوال مشائخ کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ میں نے عرض کی۔ کہ میں نے ایک بات سنی ہے۔ اور کہتے بھی اسی طرح ہیں۔ کہ خواجہ بایزید بسطامی علیہ الرحمتہ نے یہ کلمات کہے ہیں میں تو ان کلمات کی کوئی تاویل نہیں پاتا۔ اور نہ دل مطمئن ہوتا ہے۔ پوچھا۔ کون سے کلمات ہیں میں نے عرض کی۔ کہ کہتے ہیں۔ کہ وہ کلمات یہ ہیں۔ "محمد و من دو نہ تحت لوائی یوم القیمتہ" محمد اور اس کے سوا جتنے ہیں۔ سب قیامت کے دن میرے جھنڈے تلے ہوں گے۔ فرمایا۔ نہیں۔ خواجہ بایزیدؒ نے یہ کلمات نہیں کہے۔ پھر فرمایا۔ کہ ہاں ایک مرتبہ اتنا ضرور کہا تھا۔ کہ "سبحانی ما اعظم شانی" سو بعد میں آخری عمر میں آکر استغفار کی تھی۔ کہ میں نے یہ بات ٹھیک نہیں کہی تھی۔ میں یہودی تھا۔ اب میں جنیو توڑ کر مسلمان ہوتا ہوں اور کہتا ہوں "

Marfat.com

اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ

یہاں سے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ مردان خدا اور مشائخ کو جو حالت ہو جاتی ہے۔ یہ اس وجہ سے ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ہو جایا کرتی تھی۔ چنانچہ کہتے ہیں۔ کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں آئے۔ جس میں ایک کنواں تھا۔ آنحضرتؐ کنویں کے کنارے پر بیٹھے اور پاؤں نیچے لٹکا دیے۔ اور یاد الٰہی میں مشغول ہوئے۔ ابو موسیٰ اشعری ہمراہ تھے۔ انہیں فرمایا۔ کہ میری اجازت کے بغیر کسی کو اندر نہ آنے دینا۔ اسی اثناء میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' آئے۔ ابو موسیٰ اشعری نے اطلاع دی۔ فرمایا۔ اندر بلا لو۔ اور بہشت کی خوشخبری دو۔ ابو موسیٰ جا کر ابوبکرؓ کو اندر بلا لائے۔ آپ آکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں طرف اسی طرح بیٹھ گئے۔ جس طرح جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے۔ یعنی کنوئیں میں پاؤں لٹکا کر۔ پھر امیرالمومنین عمر خطاب رضی اللہ عنہ آئے۔ ابو موسیٰ نے آنے کی اطلاع کی۔ فرمایا اسے بھی خوشخبری دے کر اندر بلا لو۔ آپ آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں طرف اسی طرح بیٹھ گئے۔ بعد ازاں عثمانؓ کو بھی اندر بلایا۔ آپ رسول مقبولؐ کے بالمقابل بیٹھے۔ بعد ازاں فرمایا کہ جس طرح آج ہم یہاں اکٹھے ہیں۔ اسی طرح موت بھی ایک ہی جگہ ہو گی اور حشر بھی۔ جب یہ حکایت ختم ہوئی۔

پھر امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ کے مناقب کے بارے میں فرمایا۔ کہ آپ کی زرہ جاتی رہی ایک دن ایک یہودی کے ہاتھ وہی زرہ دیکھ کر اسے پکڑ لیا۔ اور فرمایا۔ کہ یہ زرہ میری ہے یہودی نے کہا۔ دعویٰ کر کے ثابت کرو۔ اور لے لو۔ ان دنوں جناب ہی خلیفہ تھے۔ کہنے لگے کہ میں ہی خلیفہ اور میں ہی مدعی۔ یہ دعویٰ کس طرح ثابت ہو گا۔ پہلے شریح کے پاس جانا چاہیے۔ اور دعویٰ مکمل کرنا چاہیے۔ چنانچہ ویسا ہی کیا۔ ان دنوں شریح آپ کا نائب تھا۔ القصہ جب شریح کے پاس گئے۔ اور زرہ کا دعویٰ کیا۔ تو شریح نے امیرالمومنین علیؓ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ اگرچہ آپ ہمارے خلیفہ ہیں۔ لیکن اس وقت میں بحکم نیابت حاکم ہوں۔ چونکہ آپ مدعی بن کر

Marfat.com

آئے ہیں۔ اس لئے آپ یہودی کے ساتھ کھڑے ہوں۔ امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ نے ویسا ہی کیا۔ یہودی کے برابر کھڑے ہوئے۔ اور کہا کہ زرہ میری ہے۔ جو یہودی کے ہاتھ ناحق لگی ہے۔ شریح نے گواہ مانگا۔ آپ نے حسنؓ اور قنبر بطور گواہ پیش کئے۔ شریح نے کہا۔ حسنؓ آپ کا فرزند ہے اور قنبر غلام۔ اس لئے میں ان کی گواہی نہیں لینا چاہتا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں اور کوئی گواہ پیش نہیں کر سکتا۔ شریح نے یہودی کو کہا۔ کہ زرہ اٹھا کر لے جاؤ۔ جب تک دو گواہ نہ ہوں گے۔ زرہ نہ ملے گی۔ جب یہودی نے یہ معاملہ دیکھا۔ تو حیران رہ گیا دل میں کہا۔ کہ اوہ! دین محمدی ایسا دین ہے فوراً" اسلام قبول کیا۔ اور امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ کو زرہ دے کر کہا۔ کہ یہ آپ ہی کا حق اور ملک ہے۔ امیرالمومنینؓ نے وہ زرہ بھی اور ایک گھوڑا اسے بخش دیا۔ اسی مجلس میں ایک مرید نے آکر عرض کی۔ کہ میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ خواجہ صاحب نے پوچھا۔ نام کیا رکھا ہے۔ عرض کی۔ خیر (یعنی ابھی تک کوئی نام نہیں رکھا) فرمایا۔ اچھا خیر ہی رہنے دو۔ پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ خواجہ خیر نساجؒ ایک دفعہ شہر سے باہر نکلے۔ تو ایک بدو نے پکڑ لیا۔ اور کہا۔ کہ تو میرا غلام ہے۔ خواجہ خیر نساجؒ نے کچھ نہ کہا۔ بلکہ تسلیم کر لیا۔ اور مدت تک اس کے گھر رہے۔ اس بدو کا ایک باغ تھا۔ جس کے مالی آپ بنے۔ مدت بعد جب وہ باغ میں آیا۔ تو خواجہ خیر نساج کو کہا۔ کہ ایک میٹھا انار لاؤ۔ خواجہ صاحب نے ایک انار لا کر اسے دیا جب اس نے چکھا۔ تو کھٹا تھا۔ کہا میں نے تو میٹھے انار کے لئے تجھے کہا تھا۔ خواجہ صاحب نے ایک اور انار لا کر دیا۔ وہ بھی ترش نکلا۔ باغ کے مالک نے کہا۔ میں نے میٹھا انار تجھ سے مانگا ہے۔ اور تو ترش لاتا ہے۔ خواجہ صاحب نے کہا مجھے کیا معلوم کہ میٹھا انار کون سا ہے اور کھٹا کون سا۔ اس نے کہا۔ مدت سے تو اس باغ کا مالی ہے۔ تو کھٹے میٹھے انار کی بھی تمیز نہیں۔ خواجہ صاحب نے کہا۔ میں باغبان ہوں اور امین ہوں۔ میں انار چکھتا نہیں۔ جو مجھے کھٹے میٹھے کی تمیز ہو۔ باغ کے مالک کو جب یہ بات معلوم ہوئی۔ تو اسے آزاد کر دیا۔ خواجہ نساج کا نام اس سے پہلے کچھ اور تھا۔ اسی آقا نے آپ کا نام خیر رکھا۔ جب خیر نساج آزاد ہوئے۔ تو کہا۔ کہ میرا نام یہی رہے گا۔ جو اس مرد نے رکھا ہے۔

Marfat.com

مجلس ــ ۵۰ ــ

حدیث

بروز ہفتہ چھبیسویں ماہ رجب سن مذکور کو قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ میرے دل میں ایک حدیث تھی۔ اس کی تحقیق پوچھی۔ وہ حدیث یہ تھی "زرغباتزو وحبا" میں نے پوچھا کہ آیا یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ ابوہریرہؓ کو فرمایا تھا۔ کہ ناغہ کر کے حاضر خدمت ہوا کرو۔ تاکہ دوستی زیادہ ہو جائے۔ کیونکہ آپ ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہا کرتے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ ایک روز آنا۔ اور ایک روز نہ آنا۔ زرغبا کہلاتا ہے۔

پھر ان درویشوں کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ جو اہل عیال میں گرفتار ہوئے ہیں۔ فرمایا۔ صبر تین موقعوں پر کرنا چاہئے۔ "اول الصبر عنہن۔ دوم الصبر علیہن سوم الصبر علی النار"۔ پھر بیان فرمایا۔ کہ اول عورتوں سے صبر کرنا چاہئے۔ کہ بالکل عورتوں کی طرف کشش و رغبت میں نہ ہو۔ یہ صبر سب سے اچھا ہے۔ یہ الصبر عنہن کہلاتا ہے۔ الصبر علیہن کا یہ مطلب ہے۔ کہ اگر عورت نہ ہو تو خرچ کرے اور لونڈی خریدے۔ پھر ان کے سبب جو مصیبتیں پیش آئیں۔ ان پر صبر کرے۔ باقی رہا الصبر علی النار' سو اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ اگر ان سے گزر جائے۔ اور خطا کرے تو الصبر علی النار کہلاتا ہے۔ پس صبر کی تین قسمیں ہوئیں اول الصبر عنہن۔ دوم الصبر علیہن۔ سوم الصبر علی النار۔ واللہ اعلم بالصواب۔

Marfat.com

مجلس ــ ۵۱ ــ

تذکرہ نور ترکؒ

بروز منگل تیرھویں ماہ شعبان سن مذکور کو دست بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ مولانا نور ترکؒ کی بابت ذکر شروع ہوا۔ تو میں نے عرض کی۔ کہ بعض علماء حضرات نے اس کے دین کے بارے میں کچھ کہا ہے۔ فرمایا۔ نہیں۔ آسمان سے جو پانی برستا ہے۔ وہ زیادہ پاکیزہ ہوتا ہے۔ پھر میں نے عرض کی۔ کہ میں نے طبقات ناصری میں لکھا دیکھا ہے کہ اس نے علمائے شریعت کو ناجی اور مرجی کہا ہے۔ فرمایا۔ اسے علمائے شہر سے بڑا تعصب تھا۔ اس واسطے وہ انہیں دنیا کی آلودگی سے آلودہ دیکھتا تھا۔ اور اسی لئے علماء بھی اسے ان چیزوں سے منسوب کرتے تھے۔ پھر میں نے عرض کی۔ کہ مرجی اور ناجی کون ہوتے ہیں۔ فرمایا۔ ناجی رافضی کو کہتے ہیں۔ اور مرجی ان لوگوں کو کہتے ہیں۔ جو ہر جگہ سے امید رکھیں۔ پھر فرمایا۔ کہ مرجی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک خالص دوسرے غیر خالص۔ خالص وہ ہے جو صرف رحمت کا ذکر کرے۔ اور مرجی غیر خالص وہ رحمت کی بابت بھی کہے اور عذاب اور مذہب کی بابت بھی۔

بعد میں مولانا ترک کی بابت فرمایا۔ کہ اگرچہ آپ پر تنگی حد درجے کی تھی۔ لیکن ہاتھ کسی کے آگے نہیں پھیلایا۔ جو کچھ کہتے۔ علم اور مجاہدہ کی قوت سے کہتے۔ آپ کا ایک غلام تھا جو آپ کو ہر روز ایک درم دیا کرتا تھا۔ اور یہی آپ کی وجہ معاش تھی۔

پھر فرمایا۔ کہ جب آپ مکے گئے۔ تو وہیں سکونت اختیار کی۔ اس ولایت کا ایک آدمی وہاں گیا۔ اور دو سیر چاول آپ کو دیئے۔ آپ نے لے کر دعا کی۔ ایک مرتبہ سلطانہ رضیہ نے کچھ سونا آپ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ لکڑی اٹھا کر اس زر کو پیٹنے لگے۔ اور کہنے لگے۔ کہ یہ کیا ہے۔ اسے لے جاؤ۔ جب اس آدمی نے دو سیر چاول دیئے۔ اور آپ نے لے لئے۔ تو اس کے دل میں خیال آیا۔ کہ ہو نہ ہو یہ وہی بزرگ ہے۔ جس نے دہلی میں اس قدر زر کو رد کر دیا تھا۔ اور اب دو سیر چاول قبول

Marfat.com

کرتا ہے۔ مولانا ترک نے فرمایا۔ کہ صاحب کے کو دہلی جیسا قیاس نہ کرو۔ نیز میں ان دنوں جوان تھا۔ اب وہ قوت اور تیزی کہاں رہی ہے۔ اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ یہاں کا دانہ دنکا ہی عزیز ہے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ مولانا ترک نے ہانسی میں وعظ و نصیحت کی۔ میں نے شیخ الاسلام شیخ فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبانی سنا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے بارہا آپ کی وعظ و نصیحت سنی۔ جب آپ ہانسی پہنچے۔ تو میں نے جا کر آپ کی وعظ و نصیحت سننی چاہی۔ میں اس وقت پھٹے پرانے رنگین کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ کبھی مجھ سے پہلے ملاقات نہ ہوئی تھی۔ جب میں مسجد میں داخل ہوا۔ تو مجھ پر نظر پڑتے ہی فرمایا۔ کہ مسلمانو! اب سخن کا صراف آگیا ہے۔ بعد ازاں اس قدر تعریف کی۔ کہ کسی بادشاہ کی بھی نہ کی ہو گی۔

پھر تعویذ لکھنے اور دینے کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ کہ شیخ الاسلام حضرت شیخ فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز نے ایک مرتبہ شیخ الاسلام قطب الاقطاب قطب الدین بختیار نوراللہ مرقدہٗ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ لوگ مجھ سے تعویذ مانگتے ہیں۔ آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں آیا لکھ کر دوں یا نہ۔ شیخ الاسلام قطب الاقطاب حضرت شیخ قطب الدین نے فرمایا۔ کہ یہ کام نہ میرے ہاتھ میں ہے۔ نہ تیرے ہاتھ میں تعویذ اللہ تعالیٰ کا نام اور اس کا کلام ہے۔ لکھو اور دو۔

بعد میں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ میرے دل میں بارہا خیال آتا تھا۔ کہ تعویذ لکھنے کی اجازت مانگوں۔ ایک مرتبہ بدرالدین اسحاقؒ جو آپ کے تعویذ لکھا کرتے تھے۔ موجود نہ تھے اور لوگ تعویذ لینے آئے تھے۔ مجھے حکم دیا۔ کہ لکھ کر دو۔ میں نے تعویذ لکھنے شروع کئے۔ لوگ بہت ہو گئے۔ اس لئے مجھے بہت کچھ لکھنا پڑا۔ اور خلقت کی مزاحمت زیادہ ہوئی۔ اس اثناء میں شیخ صاحب نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ کیا تو ملول ہو گیا ہے۔ میں نے عرض کی۔ جناب کو معلوم ہے۔ فرمایا۔ میں تجھے اجازت دیتا ہوں۔ کہ تعویذ لکھ کر دے۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ بزرگوں کا ہاتھ سے چھونا بھی کچھ کام رکھتا ہے۔

Marfat.com

مجلس ــ ۵۲ ــ

اسراف

سوموار کے روز گیارھویں ماہ رمضان سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ جو شخص حاضر خدمت ہوتا۔ وہ کوئی نہ کوئی چیز بطور سلامی لاتا۔ ایک شخص کچھ بھی نہ لایا۔ جب وہ واپس چلا۔ تو خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ اسے کچھ دو۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ شیخ الاسلام حضرت شیخ فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو شخص میرے پاس آتا ہے۔ کچھ لاتا ہے۔ اگر کوئی مسکین آئے اور کچھ نہ لائے۔ تو مجھے ضرور اسے کچھ دینا چاہئے۔

پھر فرمایا۔ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے۔ تو علم اور احکام شرعی کی طلب کے لئے حاضر ہوا کرتے۔ اور جب واپس جاتے۔ تو لوگوں کی رہنمائی کیا کرتے تھے۔ یعنی ان فوائد سے جو حاصل کیا کرتے خلقت کی رہنمائی کرتے۔ جب واپس جاتے۔ تو جب تک کچھ کھا پی نہ لیتے۔ واپس نہ جاتے۔

پھر فرمایا۔ کہ امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ نے ایک روز خطبے میں فرمایا۔ کہ مجھے یاد نہیں۔ کہ شاید کبھی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے شام تک کوئی چیز اپنے پاس رکھی ہو۔ صبح سے دوپہر تک جو کچھ ہوتا۔ دیتے۔ پھر دوپہر سے شام تک جو کچھ ہوتا وہ رات تک سب دے دیتے۔

اتنے میں میں نے عرض کی۔ کہ اسراف کیا ہے۔ اور اس کی حد کیا ہے؟ فرمایا۔ جو بغیر نیت دیا جائے۔ اور اللہ کے لئے نہ دیا جائے۔ اگر ایک دانگ بھی بغیر نیت اور غیر راہ اللہ کے صرف کیا جائے۔ تو اسراف کہلاتا ہے۔ اور رضائے حق کی خاطر اگر سارا جہان بھی دے دیا جائے۔ تو بھی اسراف نہیں۔

پھر فرمایا۔ کہ شیخ ابو سعید ابوالخیر رحمتہ اللہ علیہ کا خرچ بہت تھا۔ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں یہ حدیث پڑھی۔ کہ لاخیر فی الاسراف' آپ نے جواب دیا۔ لا

Marfat.com

اسراف فی الخیر' یعنی نیکی اور خیرات کرنے کو اسراف نہیں کہتے۔

یہاں سے ہمت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا ہمتیں مختلف ہیں۔ ایک بزرگ تھا۔ جس کا ایک بیٹا تھا۔ اور ایک غلام لیکن غلام زیادہ نیک تھا۔ دونوں کو پاس بلا کر پہلے بیٹے سے پوچھا۔ کہ تیری ہمت کس کام کو چاہتی ہے۔ اس نے کہا۔ میں یہ چاہتا ہوں۔ کہ میرے پاس بہت سے غلام اور گھوڑے ہوں۔ تو پھر غلام سے پوچھا۔ تو اس نے کہا۔ کہ جتنے میرے غلام ہوں۔ سب کو آزاد کر دوں۔ اور آزادوں کو اپنا بندہ احسان بناؤں۔ پھر فرمایا۔ کہ بعض تو دنیا کی خواہش کرتے ہیں۔ اور بعض یہ چاہتے ہیں۔ کہ دنیا ان کے پاس بھی نہ پھٹکے۔ لیکن ان دونوں سے وہ لوگ اچھے ہیں جنہیں دنیا ملے۔ تو بھی بہتر اور نہ ملے تو بھی بہتر۔ اور دونوں حالتوں میں خوش رہیں۔ وہ شخص جو کہتا ہے۔ کہ میرے پاس دنیا نہ ہو۔ اس کا یہ خواہش کرنا بھی آرزو ہے۔ مناسب اور ضروری تو یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کی جائے۔ اور اس پر خوش اور راضی رہے۔ اگر دنیا ملے تو اسے خرچ کرے۔ اگر نہ ملے تو صبر کرے اور خوش رہے۔ اسی اثناء میں میری طرف مخاطب ہو کر پوچھا۔ کہ صدقہ فطر دیا کرتے ہو؟ عرض کی کہ جو مجھ پر واجب ہے دیا کرتا ہوں۔ فرمایا۔ اگر نصاب کامل ہو جائے۔ اور ضروریات مثلاً" پہننے کا اسباب گھوڑے وغیرہ کے علاوہ نقدی کا نصاب کامل ہو۔ تو دینا چاہئے۔ عرض کی۔ نقد نہیں ہوتا۔ اس صورت میں کچھ نہ فرمایا۔ پھر فرمایا۔ کہ اب تو میرے پاس بہت ہے۔ جن دنوں میرے پاس دمڑی بھی نہ ہوتی تھی۔ ایک دام کر کے دیا کرتا تھا۔ جب میں نے یہ سنا کہ ماہ رمضان کے روزے صدقہ فطر پر موقوف ہیں۔ تو میں نے صدقہ دینا شروع کیا۔ میں نے آداب بجا لا کر عرض کی۔ کہ میں نے منظور کیا۔ کہ اب صدقہ فطر دیا کروں گا۔ فرمایا۔ اپنا صدقہ بھی دینا۔ اور چھوٹوں کا بھی۔

پھر میں نے عرض کی۔ کہ میں دیوگیر میں تھا۔ تو میرے پرانے خدمت گار بلیح نے ایک لونڈی خریدی جو بچہ ہی تھی۔ اور اس کی قیمت پانچ تنکے (سکے کا نام) ادا کی۔ جب لشکر شہر کی طرف واپس آنے لگا۔ تو اس کنیز بچے کے والدین نے آکر بہت آہ و زاری اور منت و سماجت کی۔ کہ دس تنکے لے لو۔ اور لڑکی ہماری ہمیں دے دو۔ مجھے

Marfat.com

ان پر رحم آیا۔ میں نے اپنے پاس سے دس ٹکے بلیغ کو دے کر وہ بچہ خرید لیا۔ اور اس کے والدین کو واپس دیا۔ اور ان کے دس ٹکے بھی ان کو واپس دے۔ آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ فرمایا۔ بڑا اچھا کیا۔ پھر میں نے عرض کی۔ کہ جب میں نے یہ کام کیا۔ تو میں نے مولانا علاؤالدین کے فعل کو اصول بنا کر کہا۔ جس کی حکایت جناب سے سن چکا ہوں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ ہاں اسی طرح ہوا تھا۔ کہ مولانا علاؤالدین کے پاس ایک بڑھیا لونڈی تھی۔ جو نئی نئی خریدی گئی تھی۔ بدایوں میں سحر کے وقت جب مولانا بیدار ہوئے۔ تو وہ لونڈی چکی میں آٹا پیس رہی تھی اور رو رہی تھی۔ مولانا نے وجہ پوچھی۔ تو کہا۔ کہ سو اس کا نمبر میں میرا بیٹا ہے۔ جس کی جدائی سے میں روتی ہوں۔ مولانا نے فرمایا۔ اگر میں تجھے نماز گاہ تک چھوڑ آؤں۔ تو آگے اپنے گاؤں میں چلی جائے گی۔ اس نے کہا۔ چلی جاؤں گی۔ آپ اسے نماز گاہ تک چھوڑ آئے۔ اور چند روٹیاں بھی اسے دیں۔ جب یہ حکایت ختم کی۔ تو ایک عالم حاضر خدمت تھا۔ اس نے کہا۔ کہ جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلمؐ نے حاتم طائی کی لڑکی اسیر کی۔ تو اس نے اپنے باپ کی خوبیاں بیان کیں۔ جنہیں سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آزاد کر دیا۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ بدنی۔ مالی۔ یا اخلاقی کوئی خدمت انسان کرے اگر ایک بھی قبول ہو جائے۔ تو اس کے سارے کام اسی ایک کے عوض بن جاتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ سعادت کے تالے کی کئی چابیاں ہیں۔ یہ معلوم نہیں ہو سکتا۔ کہ کس چابی سے کھل جائے گا۔ اس لئے اسے تمام چابیوں سے کھولنا چاہئے۔ اگر ایک سے نہ کھلے۔ تو شاید دوسری سے کھل جائے۔ اگر اس سے بھی نہ کھلے۔ تو شاید اور چابی سے کھل جائے۔

Marfat.com

مجلس ـــ ۵۴ ـــ

احتیاط وضو

بروز ہفتہ اکیسویں ماہ مذکور کو دست بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ احتیاط وضو کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ کہ اس قدر احتیاط ضروری ہے۔ کہ انسان کا دل مطمئن ہو جائے۔ بعض نے چند یوم شمار کئے ہیں۔ بعض بار بار کرتے ہیں۔ لیکن یہ ٹھیک نہیں۔ پھر فرمایا۔ کہ مولانا علاؤالدین اصولی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔ کہ یہ بات مکان کے متعلق نہیں۔ بلکہ زمانے کے متعلق ہے۔ یعنی جو چند قدم شمار کرتے ہیں۔ وہ ٹھیک نہیں۔ معتبر یہی ہے۔ کہ جب دل کو تسلی ہو جائے۔

پھر اس سے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ کہ اگر کسی کو پیشاب کا قطرہ جاری ہو۔ یا ناف یا اور اسی قسم کی کوئی بیماری ہو۔ تو کیا کرے۔ فرمایا۔ کہ ایک عورت نے اپنا حال رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ جسے ہمیشہ خون جاری رہتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ہر نماز کے وقت وضو کر لیا کرو۔ خواہ نماز ادا کرتے وقت مصلے پر خون بہ نکلے۔

پھر نماز اور اس میں حضوری کی بابت گفتگو شروع ہوئی۔ میں نے عرض کی۔ کہ سنا گیا ہے۔ کہ شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز جس جگہ بیٹھے ہوتے۔ نماز کے علاوہ بار بار سجدہ کرتے فرمایا ٹھیک ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ ایک شیخ حجرے میں بیٹھا تھا۔ جس کا دروازہ بند کر رکھا تھا۔ میں نے دیکھا۔ کہ بار بار اٹھ کر پھر سجدہ کرتا۔ اور یہ مصرعہ پڑھتا۔

مصرعہ

از برائے تو میرم از برائے تو زیم

ترجمہ۔ میں تیرے ہی لئے مروں اور تیرے ہی لئے جیوں۔

پھر ان کی وفات کی بابت فرمایا۔ کہ آپ پر پانچویں ماہ محرم کو بیماری نے غلبہ کیا۔

Marfat.com

ثاء کی نماز باجماعت ادا کی۔ بعد ازاں بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو لوں سے پوچھا۔ کہ کیا میں نے عشاء کی نماز ادا کی ہے۔ کہا۔ کی ہے۔ فرمایا۔ ایک نعہ اور کر لوں۔ کون جانتا ہے کہ کل کیا ہو گا۔ پھر نماز ادا کی اور پہلے کی نسبت زیادہ بہوش ہو گئے۔ پھر جب ہوش میں آئے' تو پوچھا۔ کیا میں نماز ادا کر چکا ہوں۔ لوگوں نے کہا دو مرتبہ۔ فرمایا۔ ایک دفعہ اور بھی ادا کر لوں۔ کون جانتا ہے کہ کیا ہو گا۔ پھر تیسری مرتبہ جب نماز ادا کر چکے۔ تو جاں بحق تسلیم ہوئے۔

مجلس — ۵۴ —

کاروبار میں مصروفیت

بروز اتوار تیرھویں ماہ ذی القعدہ سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اصحاب شغل کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ اور نیز مردان چاکر پیشہ کے بارے میں بھی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ کام دینے اور نوکری کرنے سے بچنا چاہیے۔ تاکہ آخرت میں سلامتی نصیب ہو۔ پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ پچھلے دنوں کا ذکر ہے۔ ایک شخص حمید نام اوائل میں دہلی میں رہتا تھا۔ اور ایک فاتح کے لڑکے کا نوکر تھا۔ جو آخر حال میں لکھنوتی میں اپنے تئیں بادشاہ بنا بیٹھا۔ القصہ حمید اس لڑکے کا نوکر تھا۔ اور اس کی خدمت میں ہر وقت رہتا۔ ایک روز اس کے پاس کھڑا تھا۔ تو ایک آدمی کو دیکھا۔ جس نے یہ کہا۔ کہ اے حمید! تو کیوں اس مرد کے پاس کھڑا ہے۔ یہ کہہ کر غائب ہو گیا۔ خواجہ حمید حیران رہ گئے۔ کہ یہ کیا تھا۔ جب دوسری مرتبہ اس لڑکے کے پاس کھڑے ہوئے۔ تو پھر اس نے آکر کہا۔ کہ اے حمید! تو اس مرد کے پاس کیوں کھڑا ہوتا ہے۔ پھر آپ حیران رہ گئے۔ حتیٰ کہ تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا۔ اس دفعہ خواجہ حمید نے کہا۔ کیوں نہ کھڑا ہوں۔ میں تو اس کا نوکر ہوں۔ اور وہ میرا آقا ہے۔ مجھے تنخواہ دیتا ہے۔ میں کیوں نہ کھڑا ہوں۔ اس نے کہا۔ تو عالم ہے۔ اور وہ جاہل تو آزاد ہے۔ اور وہ تیرا غلام۔ اور تو نیک مرد ہے۔ اور وہ بدکار۔ یہ کہہ کر نظر سے غائب ہو گیا۔ خواجہ

Marfat.com

حمید نے جب اس بات کا معائنہ کیا۔ تو اپنے بادشاہ کو جا کر کہا۔ کہ میرا حساب فیصل کرو۔ میں آئندہ آپ کی نوکری نہیں کروں گا۔ بادشاہ نے کہا۔ یہ کیسی باتیں کرتے ہو۔ کہیں دیوانے تو نہیں ہو گئے۔ خواجہ صاحب نے جواب دیا۔ کہ دیوانہ تو نہیں۔ لیکن ملازمت نہیں کروں گا۔ مجھے قناعت نصیب ہو گئی ہے۔ جب خواجہ صاحب اس بات پر پہنچے۔ تو میں نے پوچھا۔ شائد وہ صورت مردان غیب سے ہو گی۔ فرمایا۔ نہیں۔ جب مرد کا باطن کدورتوں سے صاف ہو۔ تو ایسی ایسی صورتیں اکثر دکھائی دیا کرتی ہیں۔ ہوتا تو ہر شخص میں ہے۔ لیکن بعض کو اندرونی کدورتوں کے سبب دکھائی نہیں دیتا۔ جب باطن بالکل صاف ہو جاتا ہے۔ تو ایسی صورتیں دکھائی دیا کرتی ہیں۔ پھر یہ شعر زبان مبارک سے فرمایا۔

آں نامه که مے جستی ہم با تو در گلیم است تو از سیه گلیمے بوئے ازاں نداری

ترجمہ:۔ تو جس مشک نامہ کو تلاش کرتا ہے وہ خود تیری کملی میں موجود ہے لیکن تجھے اپنی کالی کملی کی وجہ سے خوشبو نہیں آتی۔

پھر اس خواجہ کی بابت فرمایا۔ کہ جب آپ نے بادشاہ کی ملازمت چھوڑ دی۔ تو شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز کے مرید بنے۔ میں نے آپ کو دیکھا ہے۔ آپ لائق آدمی تھے۔ کبھی کبھی وعظ بھی کیا کرتے۔ آپ مستقیم الاحوال درویش اور طاعت میں بڑے خبردار تھے۔ پھر شیخ الاسلام فریدالدین نوراللہ مرقدٗ نے آپ کو فرمایا۔ کہ فلاں گاؤں میں جا کر رہو۔ کیونکہ اب تم ستارے کی طرح ہو گئے ہو اور ستارہ چاند کے مقابلے میں روشنی نہیں دیتا۔ خواجہ حمید نے جب یہ سنا۔ تو اس وقت تو مان لیا۔ مگر اسی رات سات آدمیوں نے حج کا ارادہ کیا۔ خواجہ حمید نے آکر شیخ صاحب کی خدمت میں عرض کی۔ کہ میں ترک فرمان کرتا ہوں۔ یعنی آپ نے تو فلاں گاؤں میں جانے کا حکم دیا ہے۔ سو میں نے کئی مرتبہ دیکھا ہوا ہے۔ لیکن میرا ارادہ حج کو جانے کا ہے کیونکہ میرے یار حج کو جا رہے ہیں۔ آپ اجازت عنایت فرمائیں تاکہ ان کے ہمراہ حج کر آؤں۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ جاؤ۔ القصہ آپ ان کے ہمراہ حج کو گئے۔ اور اس دولت سے مشرف ہو کر واپس آئے۔ تو راستے ہی میں انتقال ہو گیا۔

Marfat.com

ایک جوان نے اسی روز بیعت کی۔ شائد اسے انہیں دنوں میں کسی سے تکلیف پہنچی ہو گی۔ اس کے بارے میں یہ شعر فرمایا۔

اے بسا شیرکاں ترا آہو است　　اے بسا بردکان ترا بار و است

ترجمہ :۔ بہت سے شیر ہیں جو تیرے لئے ہرن ہیں اور بہت سے درد ہیں جو تیرے لئے دوا ہیں۔

مجلس ۔۔ ۵۵ ۔۔

استقرار توبہ

بروز پیر اکیسویں ماہ ذی القعدہ کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ تو استقرار توبہ اور استقامت بیعت کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جو شخص پیر کا ہاتھ پکڑتا ہے اور بیعت کرتا ہے وہ گویا اللہ تعالیٰ سے عہد کرتا ہے۔ اس لئے چاہئے کہ اس پر ثابت قدم رہے۔ اگر ثابت قدم نہ رہ سکے۔ تو پھر بیعت کی کیا ضرورت ہے۔ جس طرح ہے اسی طرح رہے۔

پھر فرمایا۔ کہ جب میں شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز کا مرید بنا۔ تو واپس آتے وقت راستے میں مجھے پیاس کا غلبہ ہوا۔ لو چل رہی تھی۔ اور پانی دور تھا۔ اسی اثناء میں راہ پر میں نے ایک علوی کو دیکھا۔ جسے میں پہچانتا تو نہ تھا۔ اسے سید عماد کہتے تھے۔ وہ خوش طبع آدمی تھا۔ جب میں اس کے پاس پہنچا۔ تو اس سے پوچھا۔ کہ کہیں پانی کا پتہ بتاؤ۔ کیونکہ مجھے سخت پیاس ہے۔ ایک مشکیزہ پاس تھا۔ اس نے کہا۔ بڑے اچھے موقعہ پر آئے۔ اس مشکیزے کو کھول کر پی جاؤ۔ شائد اس مشکیزے میں شراب تھی۔ یہ مجھے اشارتاً" معلوم ہوا۔ میں نے کہا۔ میں تو ہر گز ایسے نہیں پئیوں گا۔ اس نے کہا۔ کہ نزدیک نزدیک پانی نہیں۔ میں نے بھی پانی کے نہ ملنے کے سبب اسے اٹھا لیا ہے دور تک آگے پانی نہیں ملتا۔ اگر اس کو نہ پیئو گے۔ تو مارے پیاس کے مرجاؤ گے۔ میں نے کہا۔ صاحب۔ زیادہ تو یہی ہو گا۔ کہ مرجاؤں گا۔ یہ کہہ

Marfat.com

کر میں آگے چل پڑا۔ تو تھوڑی دور جا کر میں پانی کے کنارے جا پہنچا۔ الحمد للہ۔
بعد ازاں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ خواجہ حمید سوالی حضرت شیخ معین الدین کے مرید اور حضرت قطب العالم خواجہ قطب الدین رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کے ہم خرقہ تھے۔ جب تائب ہو کر خرقہ حاصل کیا۔ تو اقربا آئے۔ کہ چلو چل کر مزے اور گلچھرے اڑائیں۔ خواجہ حمید نے فرمایا۔ کہ اب تو یہ بات نہیں ہو گی۔ انہوں نے اصرار کیا۔ تو فرمایا۔ کہ جا کر گوشے میں بیٹھ جاؤ۔ کیونکہ یہ آزار بند میں نے اس طرح مضبوط باندھا ہے۔ کہ قیامت کے دن حوروں پر بھی نہیں کھلے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مجلس --- ۵۶ ---

ایام بیض کے روزے

بروز ہفتہ گیارھویں ماہ ذی الحجہ سن مذکور کو دست بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ میں نے عرض کی۔ کہ کیا اس مہینے کی تیرھویں کو روزہ رکھا جاتا ہے۔ ایام تشریق کی وجہ سے روزے کا کیا حال ہو گا۔ فرمایا۔ سولھویں کو روزہ رکھنا چاہئے۔ فرمایا۔ کہ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے ہمیشہ چودھویں پندرھویں اور سولھویں کو روزہ رکھنے کے لئے فرمایا ہے سو رکھنے چاہئیں ایام بیض کے روزے رکھنے چاہئیں۔ لیکن اس مہینے میں اتفاق سے سولھویں کا روزہ رکھنا چاہئے۔ اس اثناء میں کھانا لایا گیا۔ چاول بھی پکائے گئے تھے۔ میں نے عرض کی۔ کہ کیا "الارزمنی" چاول میرے ہیں۔ حدیث ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ یہ اس طرح پر ہوا۔ کہ ایک دفعہ صحابہ کرام نے کھانا مہیا کرنا چاہا۔ ہر ایک نے ایک ایک چیز لانی منظور کی۔ کسی نے کہا "اللحم منی" یعنی گوشت میں لاؤں گا۔ دوسرے نے کہا۔ حلوا میں لاؤں گا۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "الا رز منی" چاول میں لاؤں گا۔

Marfat.com

مجلس ـــ ۵۷ ـــ

ابوالیاس

بروز پیر بیسویں ماہ ذالحج سن مذکور کو دست بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ کھانا لایا گیا۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو تھال اور لوٹا لایا گیا۔ جو کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھلانے کی غرض سے لایا جاتا ہے۔ عرب میں کھانا کھانے کے بعد لوٹا اور تھال لایا جاتا ہے۔ اس لئے اسے ابوالیاس کہتے ہیں یعنی ناامیدی کا باپ۔ اس واسطے کہ تھال لوٹا لایا جانے کے بعد کسی قسم کا کھانا نہیں لایا جاتا۔ پھر خوش طبعی کے طور پر فرمایا۔ کہ ہندوستان میں تنبول گویا ابوالیاس کا کام دیتا ہے۔ اس کے بعد کوئی کھانا نہیں لایا جاتا۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ عرب میں تنبول کی کوئی رسم نہیں۔ اس واسطے آخری لوٹے اور تھال کو الیاس کہتے ہیں۔ پھر فرمایا۔ کہ نمک کو ابوالفتح کہتے ہیں۔

مجلس ـــ ۵۸ ـــ

کھانے کا ذکر

بروز پیر ستائیسویں ماہ مذکور کو دست بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ کھانا کھلانے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ جو کھانا کھلایا جائے وہ پاکیزہ ہونا چاہئے۔ اور جسے کھلایا جائے۔ وہ بھی متقی ہونا چاہئے۔ پھر فرمایا۔ کہ کھانا پاکیزہ ہونا تو ممکن ہے۔ لیکن جس کو کھلایا جائے اس کا متقی ہونا معلوم کرنا بہت مشکل ہے فرض کرو کہ دس آدمیوں کو کھانا کھلایا گیا ہے اب یہ کس طرح معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ فلاں متقی ہے یا نہیں۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ مشارق میں ایک اور حدیث کا ذکر ہے۔ جس سے بہت کچھ امید ہو سکتی ہے۔ اس میں لکھا ہے جو شخص ہو خواہ اسے پہچانو یا نہ کھانا کھلا دو۔

Marfat.com

پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ بدایوں میں ایک شخص ہمیشہ روزہ رکھا کرتا۔ اور افطار کے وقت گھر کے دروازے پر بیٹھ جاتا۔ اور غلام کھانا لے کر آجاتے۔ جو وہاں سے گزرتا اسے اندر بلا کر کھانا کھلاتا۔

بعد ازاں ابراہیم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بابت یہ حکایت بیان فرمائی کہ آپ مہمان کے ساتھ کھانا کھایا کرتے۔ ایک روز ایک مشرک آپ کا مہمان بنا۔ آپ نے جب دیکھا۔ کہ وہ بیگانہ ہے۔ تو اسے کھانا نہ دیا۔ حکم الٰہی ہوا۔ کہ اے ابراہیم! ہم اسے جان دے سکتے ہیں۔ اور تو روٹی نہیں دے سکتا۔

پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ اس سے پہلے میں ایک شہر میں تھا۔ ایک مرتبہ شیخ بہاؤالدینؒ کے بازار سے چند درویش آئے۔ جن میں سعید قریشی اور بحری متعلقین تھے۔ مجلس عمدہ تھی۔ کھانا لایا گیا۔ سب رغبت سے کھانے پر آمادہ ہوئے۔ میرے پڑوس میں ایک شخص تھا۔ جسے اشرف پیادہ کہتے تھے۔ وہ بھی آکر کھانے میں مشغول ہوا۔ لیکن اس اشرف پیادے کی چوٹی تھی۔ انہیں یہ بات ناگوار گزری۔ اور اس کے ساتھ کھانا کھانا پسند نہ کیا۔ سعید قریشی تو مجلس سے ہی باہر نکل آئے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ میں حیران رہ گیا۔ کہ انہیں ہوا کیا ہے۔ کہ کھانا چھوڑ کر نکل آئے ہیں۔ میں نے سبب پوچھا تو کہا۔ کہ یہ مرد جس نے ان کے ہمراہ کھانا کھانا شروع کیا ہے۔ سر پر چوٹی رکھتا ہے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں یہ سن کر مجھے ہنسی آئی۔ کہ یہ کہاں پر لکھا ہے۔ کہ چوٹی والے کے ساتھ کھانا نہیں کھانا چاہئے۔ یہ عجب قسم کی نفرت اور پرہیز ہے۔ اتنے میں میں نے عرض کی۔ کہ میں نے سعید قریشی کو دیکھا ہے۔ اور اکثر مل کر ایک جگہ رہے ہیں۔ جب میں نے اسے دیکھا تھا۔ تو اس میں یہ بات نہیں پائی جاتی تھی۔ فرمایا۔ نہایت طلب کی نحوست کی وجہ سے ایسی باتوں میں مبتلا ہوا تھا۔

پھر معراج کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو ایک عزیز نے جو حاضر خدمت تھا۔ عرض کی۔ کہ معراج کس طرح ہوا تھا۔ فرمایا۔ مکے سے بیت المقدس تک اسریٰ اور بیت المقدس سے پہلے آسمان تک معراج۔ اور پہلے آسمان سے قاب قوسین کے

Marfat.com

مقام تک اعراج تھا پھر اس عزیز نے سوال کیا کہ کہتے ہیں کہ قلب کو بھی معراج ہوا قالب کو بھی ہو اور روح کو بھی ہر ایک کو کیونکر ہو سکتا ہے خواجہ صاحب نے پھر یہ مصرع زبان مبارک سے فرمایا۔

مصرعہ

تظن خيرا ولا تسال عن الخير

یعنی گمان نیک رکھ۔ اور تحقیق نہ پوچھ۔ فرمایا۔ ایسی باتوں کا یقین کر لینا چاہئے لیکن ان کی تحقیق اور تفتیش نہیں کرنی چاہئے۔ پھر یہ دو شعر پڑھے۔ جو کسی نے ایک شخص کو مع محبوب اور شراب دیکھ کر بنائے تھے۔

جاء نی فی قمیص اللیل مستتر بالخوف والخطر والخضر

ترجمہ :۔ رات کے کپڑے پہنے چھپا چھپا میرے پاس آیا بحالیکہ خوف۔ خطرہ اور ڈر اس پر طاری تھا۔

فکان ماکان لم یکن کنت اطھرہ تظن خیراً ولا تسل عن الخیر

ترجمہ :۔ پس تھا جو تھا۔ یہ میں ظاہر نہیں کروں گا۔ نیک گمان کرنا اور حقیقت نہ پوچھنا۔

Marfat.com

مجلس ــ ۵۹ ــ

بدایوں کے مدفون

بروز پیر اٹھارھویں ماہ محرم ۷۱۹ء ہجری کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اس روز بدایوں سے واپس آیا تھا۔ ان بزرگوں کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ جو اس شہر کے گرد و نواح میں مدفون ہیں۔ میں نے عرض کی۔ کہ جو راحت اس شکریہ میں دیکھی گئی۔ وہ صرف ان بزرگوں کی زیارت تھی۔ مثلاً" مولانا علاء الدین اصولی کے والد بزرگوار۔ مولانا سراج الدین ترمزی۔ خواجہ شاہی موئے تاب خواجہ عزیز کوتوال۔ خواجہ شاہی لکھنوتی اور قاضی جمال ملتانی۔ جب ان بزرگوں کے نام لئے۔ تو خواجہ صاحب رو دئے۔ اور ہر ایک کا بخوبی نام لیا۔ جب قاضی جمال کا ذکر کیا گیا۔ تو فرمایا۔ کہ اس بزرگ نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا۔ کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم بدایوں کے گرد و نواح میں ایک مقام پر وضو کر رہے ہیں۔ جب جاگا۔ تو فوراً" اس مقام پر پہنچا۔ اور اس مقام کو گیلا پا کر کہا۔ کہ میری قبر یہیں بنانا۔ جب وہ مر گیا۔ تو اسی مقام پر اس کی قبر بنائی گئی۔

Marfat.com

مجلس --- ۶۰ ---

فضیلت روزہ

بروز ہفتہ ستائیسویں ماہ مذکور کو قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ روزے کی فضیلت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ اور نیز اس حدیث کے بارے میں کہ للصائم فرحتان فرحته عندالافطار و فرحته عند لقاء الملک المعیار" روزہ دار کو دو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں۔ ایک افطار کے وقت۔ دوسری جبار بادشاہ (اللہ) کے دیدار کے وقت' تو فرمایا۔ کہ کھانا پینا فرحت نہیں۔ یہ فرحت تو روزہ ختم ہونے پر ہوتی ہے۔ الحمدللہ کہ یہ طاعت مجھ سے ختم ہوئی۔ اب میں لقاء ربانی کا امید وار ہوں بے شک ہر ایک روزے دار کو لقاء ربانی کی نعمت کی امید سے فرحت حاصل ہوتی ہے پھر اس حدیث کا ذکر ہوا کہ "الصوم لی وانا اجزی به" روزہ میرے لئے ہے۔ اور میں اس کی جزاء دوں گا۔ حاضرین میں سے ایک نے عرض کی۔ کہ یہ حدیث اسی طرح پر سننے میں آئی ہے۔ خواجہ صاحب نے مسکرا کر فرمایا۔ کہ انا اجزیٰ له' چاہئے۔ پھر اس بات کی اصلاح فرمائی۔ کہ بہ بمعنی لام آیا ہو گا۔

پھر صبر کے بارے میں فرمایا۔ کہ صبر بمعنی حبس ہے۔ جیسا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ "اصبروا انصار واقتلو المقاتل" بعد ازاں فرمایا۔ کہ یہ حدیث یوں وقوع میں آئی۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص نے تلوار سونت کر دوسرے شخص کا تعاقب کیا۔ وہ بھاگ نکلا۔ رستے میں تیسرے شخص نے اس بھاگتے کو پکڑ لیا۔ پہلے آکر اسے قتل کیا۔ یہ جب معاملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش ہوا۔ تو فرمایا۔ جس نے مقتول کو پکڑا تھا۔ اسے حبس کرو۔ اور جس نے قتل کیا ہے۔ اسے قتل کر دو۔ اسی حکم کو اس عبارت میں ظاہر کیا۔ "اصبر و الصابر و اقتلو المقاتل"

پھر اس کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت دفعہ فرمایا ہے کہ جو شخص ایسا کام کرے گا۔ وہ قیامت کو میرے ہمراہ بہشت میں ہو گا۔

Marfat.com

اور یہ حدیث فرماتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو انگلیوں سے اشارہ فرمایا ہے۔ ایک انگشت شہادت دوسری انگشت سبابہ۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ درجے کا اشارہ ہے۔ یعنی ہمارا درجہ اس طرح ہو گا۔ اس واسطے کہ عام لوگوں کی یہ انگلیاں چھوٹی بڑی ہوتی ہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دونوں انگشت مبارک برابر تھیں۔

مجلس۔۔۔ ۶۱۔۔

عصمت توبہ

بروز اتوار آٹھویں ماہ صفر سن مذکور کو قدمبوسی کا شرف حاصل ہوا۔ پاکدامنی اور توبہ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ پیر ہری فرماتے ہیں۔ کہ عنایت دو چیزوں سے ہے۔ جو یہ ہیں۔ کہ یا شروع میں پاکدامنی رہ جائے یا آخیر میں توبہ کی جائے۔

یہاں سے توبہ کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ متقی وہ ہے۔ جو کسی آلودگی سے آلودہ نہ ہوا ہو۔ اور تائب وہ ہے جس نے گناہ کئے پیچھے توبہ کر لی ہو۔ اس بارے میں لوگ مختلف الرائے ہیں۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ تائب اچھا ہے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ متقی۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ دونوں برابر ہیں۔ پہلوں کی دلیل یہ ہے۔ کہ چونکہ تائب نے پہلے گناہ کی لذت چکھی ہوئی ہوتی ہے۔ جو شخص لذت اور حظ اٹھا کر پھر توبہ کرے۔ وہ اس شخص سے بہتر ہے۔ جس نے مس بھی نہ کیا ہو۔ پھر اس بات کی صحت میں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک دفعہ دو شخصوں میں اسی بات پر بحث ہوئی۔ ایک کہتا تھا۔ کہ تائب اچھا ہے۔ دوسرا کہتا تھا۔ کہ نہیں متقی اچھا ہے۔ آخر دونوں پیغمبر وقت کے پاس گئے۔ اور اس بارے میں دلیل طلب کی۔ اس نے کہا۔ میں خود تو کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ میں وحی کا منتظر رہوں گا۔ جو حکم ہو گا۔ وہ سنا دوں گا۔ اتنے میں وحی نازل ہوئی۔ کہ ان دونوں کو کہہ دو۔ کہ واپس چلے جائیں۔ رات گزار

Marfat.com

سویرے اٹھ کر پہلے جس شخص کو ملیں۔ اس سے پوچھیں۔ چنانچہ دونو چلے گئے سویرے اٹھے۔ تو پہلے ہی شخص سے انہوں نے اس بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا۔ بھائی میں عالم تو نہیں۔ میں تو جولاہا ہوں۔ میں اس مشکل کو کس طرح حل کروں۔ لیکن ہاں اس قدر جانتا ہوں۔ کہ جب میں کپڑا بنا کرتا ہوں۔ تو جو تار ٹوٹتا ہے۔ میں اسے جوڑ دیتا ہوں۔ اور یہ تار نہ ٹوٹے ہوئے تار کی نسبت مضبوط ہوتا ہے۔ وہ دونو پھر پیغمبر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سارا ماجرا بیان کیا۔ پیغمبر صاحب نے جواب دیا۔ کہ تمہارا جواب یہی تھا۔ یعنی تائب متقی کی نسبت اچھا ہے۔

پھر دنیا کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ اور نیز اس بارے میں کہ لوگ اس پر مغرور ہو جاتے ہیں۔ تو یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک عورت دیکھی۔ جو بڑھیا سیاہ اور بد شکل تھی۔ اس سے پوچھا۔ کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا۔ میں دنیا ہوں عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا۔ تو نے کتنے شوہر کیے۔ کہا بے حد اور بے شمار اگر کوئی محدود چیز ہو تو بیان بھی کروں۔ پھر پوچھا۔ کہ ان شوہروں میں سے کسی نے تجھے طلاق بھی دی کہا۔ نہیں سب کو میں نے مار ڈالا۔

پھر فرمایا۔ کہ درویشی عین راحت ہے۔ کام کا انجام ہی وہ درویشی ہے۔ جس میں رات کو فاقہ ہو۔ جو اس کی معراج ہے۔

پھر ان مالدار شخصوں کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ جو اپنے مال سے محبت کرتے ہیں۔ تو فرمایا۔ کہ ایک شخص نے شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں بیان کیا۔ کہ اس زمانے میں ایک درویش کے پاس مال بہت تھا۔ لیکن وہ کہتا تھا۔ کہ مجھے اس کے خرچ کرنے کی اجازت نہیں۔ شیخ الاسلام فریدالدین نے مسکرا کر فرمایا۔ کہ یہ اس کا بہانہ ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ اگر وہ شیخ اپنے مال کا مجھے مختار کر دے تو دو تین دن میں اس کا سارا خزانہ خالی کر دوں۔ اور ایک درم بھی بغیر اذن نہ دوں۔

پھر اس بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ کہ دینے والا خدا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کو کوئی چیز دے۔ تو کون منع کر سکتا ہے۔ اس بارے میں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ سلطان شمس الدین نے بدایوں میں ایک میدان بنا رکھا تھا۔ جس میں گیند کھیلا کرتا تھا۔

Marfat.com

اور جس میں دو دروازے تھے۔ ایک دن جب کھیلتے کھیلتے ایک دروازے کے قریب پہنچا۔ تو ایک بوڑھے کو کھڑے دیکھا اس بوڑھے نے سوال کیا۔ لیکن بادشاہ نے اسے کچھ نہ دیا۔ جب دوسرے دروازے پر پہنچا۔ تو ایک ہٹے کٹے جوان کو دیکھا۔ بادشاہ نے بغیر مانگے اس جوان کو کیسے سے نکال روپے دے دئے۔ اور کہا کہ جس نے مانگا۔ اسے نہ دیا۔ اور جس نے نہ مانگا۔ اسے دے دیا۔ دراصل اس میں اس کی مرضی نہ تھی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی تھی۔ اگر اس کی مرضی ہوتی۔ تو بڈھے کو دیتا۔ نیز ایک مرتبہ شمس الدین کے پاس چند آم لائے گئے۔ جو بدایوں میں بہت ہی اچھے ہوتے ہیں۔ جب کھائے تو پوچھا۔ کہ اس پھل کا کیا نام ہے۔ کہا آنب۔ شائد ترکی زبان میں آنب کے معنے برے کے ہیں۔ اس لئے اس نے کہا۔ اسے آنب نہ کہو بلکہ نغزک کہو۔ بعد ازاں آم کا نام نغزک پڑ گیا۔

پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ سلطان شمس الدین نے شیخ بہاؤالدین سہروردی اور شیخ اوحد کرمانی رحمتہ اللہ علیہم کو دیکھا ہے۔ ان میں سے ایک نے فرمایا تھا۔ کہ تو بادشاہ ہو گا۔

پھر دنیا کی ترک کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ کیتھل میں ایک شیخ صوفی بدھنی نام رہتا تھا۔ جو نہایت اعلیٰ درجے کا تارک الدنیا تھا۔ یہاں تک کہ پردہ بھی نہیں ڈھانکتا تھا۔ پھر فرمایا۔ کہ اگر کوئی شخص اس قدر کھانا بھی نہ کھائے۔ جو بھوک کو روک سکے۔ تو وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور اس کے عوض اسے عذاب کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی ستر نہ ڈھانپے تو بھی اسے عذاب کیا جاتا ہے۔ وہ اس سے بھی دور رہتا تھا۔

پھر شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ' العزیز کے متعلق فرمایا۔ کہ آپ اس قدر تارک الدنیا تھے۔ کہ جو کچھ آپ کے پاس آتا۔ سب خرچ کر دیتے۔ یہاں تک کہ جب آپ فوت ہوئے۔ تو تجہیز و تکفین کے لئے بھی کچھ نہ نکلا۔

پنبہ حلاج را رسم کفن باری نبود   خانہ بربوش فنا سامان باری ہم نداشت

چنانچہ قبر کے لئے کچی اینٹیں مطلوب تھیں۔ وہ بھی نہ نکلیں۔ آخر کار گھر کے دروازے کو گرا کر جو کچھ اینٹوں کا بنا ہوا تھا۔ لحد میں استعمال کیں۔

Marfat.com

مجلس ـــ ۶۲ ـــ

شاعری سے رغبت

بروز اتوار اٹھائیسویں ماہ ربیع الاول سن مذکور کو دست بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ تو ان بادشاہوں کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ جنہیں شعر سننے کا شوق ہوتا ہے۔ فرمایا۔ کہ سلطان شمس الدین نے ایک دفعہ عام اذن دے رکھا تھا۔ اس وقت ناصری شاعر شعر پڑھ رہا تھا۔ جس کا مطلع یہ تھا۔

اے فتنہ از نہیب تو زنہار خواستہ   تیغ تو مال و بیل زکفار خواستہ

ترجمہ:۔ تیری یورش سے فتنہ پناہ مانگتا ہے اور تیری تلوار کفار سے ہاتھی اور مال کا خراج مانگتی ہے۔

سلطان شمس الدین یہ شعر سنتے وقت کسی اور شغل میں مشغول تھا۔ اتنے میں ناصری چند شعر پڑھ چکا تھا پھر بادشاہ نے شعر سننے چاہے۔ فرمایا۔ کہ پڑھو۔ تو اس نے یہ شعر پڑھا۔

اے فتنہ از نہیب توز نہار بخواستہ   تیغ تو مال و بیل زکفار خواستہ

فرمایا۔ یہاں سے پھر پڑھو۔ غرض یہ کہ اس کی قوت حافظہ بڑی طاقتور تھی۔ باوجود اس قدر اشغال کے مطلع یاد رہا۔ بعد ازاں اس کے عقیدے کی بابت فرمایا۔ کہ خود راتوں جاگتا رہتا۔ مگر دوسروں کو نہ جگاتا۔

Marfat.com

مجلس — ۶۳ —

روزہ اور سحری

بروز بدھ ربیع الاول کی پہلی تاریخ سن مذکور کو قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ روزے اور سحری کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ ایک شخص نے شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا۔ کہ ایک شخص سحری کھا لیتا ہے۔ لیکن روزہ نہیں رکھتا۔ اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ سحری بھی کھاؤ۔ شام کا کھانا بھی کھاؤ۔ اور چاشت بھی۔ یہ ضروری ہے۔ کہ اس خوراک سے جو قوت حاصل ہو۔ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں صرف کرے۔ اور گناہ نہ کرے۔ "کلوا من الطیبات واعملوا صالحا" کے موافق عرض کی۔ کہ اصحاب کہف نے جو ازکی طعام' کہا۔ اس سے ان کا مقصود کیا تھا۔ فرمایا۔ وہ کھانا جس کی طرف طبع مائل ہو۔ پھر فرمایا کہ بعض کے قول کے مطابق اس کھانے سے مراد چاول تھے۔

Marfat.com

مجلس — ۶۴ —

یاد حق

بروز بارھویں جملوی الاول ۷۱۹ ہجری کو قدم بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ تو ان لوگوں کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ جو ہمیشہ یاد الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔

پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک شخص نے کسی صاحب حال درویش سے درخواست کی۔ کہ جس وقت آپ یاد الٰہی میں مشغول ہوں۔ مجھے بھی یاد رکھنا۔ اور میرے حق میں دعا کرنا۔ اس نے کہا۔ ایسے وقت پر افسوس جب تو مجھے یاد آئے۔

بعد میں خواجہ عزیز کرکیؒ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ آپ بدایوں میں مدفون ہیں۔ اس کی بزرگی کے بارے میں بہت مبالغہ کیا۔ تو میں نے عرض کی۔ کہ کہتے ہیں۔ کہ وہ چڑیوں کو زندہ ہی نگل جاتے۔ اور پھر ایک ایک کر کے زندہ ہی باہر نکالتے خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ میں نے دیکھا۔ تو نہیں۔ لیکن سنا ہے۔ پھر فرمایا۔ کہتے ہیں۔ کہ جاڑے کے موسم میں رات کو گرم تنور میں بیٹھ جاتے۔ اور صبح باہر نکلتے۔ پھر فرمایا۔ کہ آپ کرک کے باشندے تھے۔ شروع میں آپ فیروزے بیچا کرتے تھے۔ اور ایک زیور جو عورتیں پہنا کرتی ہیں۔ بیچا کرتے اور ساتھ ہی یاد الٰہی میں مشغول رہتے۔ وہاں کے حاکم نے آپ کو تکلیف پہنچائی۔ اور قید کر دیا۔ وہاں کے حاکم کو کہا گیا۔ کہ یہ جوان تو نیک مرد ہے۔ اسے چھوڑ دو۔ جب آپ کو کہا گیا کہ آپ کو شہر کے حاکم نے چھوڑ دیا ہے باہر آیئے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ جب تک میں اس کے خان و مان کو برباد نہ کر لوں گا۔ باہر نہیں نکلوں گا۔ القصہ آخر کار اس حاکم پر سخت مصیبت نازل ہوئی۔ تو پھر آپ قید خانے سے نکلے۔

Marfat.com

مجلس -- ۶۵ --

حج اور زیارت

بروز جمعرات تیئسویں ماہ جمادی الاول سن مذکور کو قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ سفر اور زیارت کعبہ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ جب لوگ زیارت مکہ سے واپس آتے ہیں۔ تو اس کا ذکر ہر مقام پر کرتے ہیں۔ اور زیادہ تر اسی کی یاد میں رہتے ہیں۔ لیکن یہ ٹھیک نہیں۔ حاضرین میں سے ایک نے کہا۔ کہ حج کو جاتے وقت رستے میں کبھی کبھی نماز کا وقت فوت ہو جاتا ہے۔ کچھ تو پانی کی تنگی۔ اور کچھ منزلوں کی مشقت کے سبب۔

پھر خواجہ صاحب نے یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ لاہور میں ایک واعظ تھا۔ جو نہایت عمدہ وعظ کیا کرتا۔ لوگوں کو اس کی وعظ و نصیحت سے راحت حاصل ہوتی۔ جب وہ حج سے واپس آیا۔ تو اس کے کلام میں وہ پہلی سی راحت نہ رہی۔ اس سے وجہ پوچھی۔ تو کہا ہاں۔ میں ہی وجہ جانتا ہوں۔ جس کے سبب وہ چاشنی نہیں رہی۔ وہ یہ ہے۔ کہ اس سفر میں مجھ سے کئی نمازیں قضا ہوئیں۔

Marfat.com

مجلس ــ ۶۶ ــ

آداب پیری مریدی

بروز جمعرات ساتویں ماہ رجب سن مذکور کو قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ پیری اور مریدی کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ پیر کو مرید سے کسی قسم کی طمع نہیں کرنی چاہئے۔ پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک دفعہ ایک مرید پیر کی خدمت میں کھانا لایا۔ پیر نے نہ لیا۔ واپس کر دیا۔ ایک نے پوچھا۔ کہ آپ نے واپس کیوں کیا۔ فرمایا۔ جس طرح پیر دینی کام میں مرید کا کسی طرح محتاج نہیں ہوتا۔ اسی طرح دنیاوی کاموں میں بھی اسے مرید کا محتاج نہیں ہونا چاہئے۔

پھر اس کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ کہ مرید پیر کی خدمت میں حاضر ہو کر سربسجود ہوتے ہیں تو خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ میں تو چاہتا تھا۔ کہ لوگوں کو ایسا کرنے سے روکوں۔ لیکن چونکہ میرے شیخ نے منع نہیں فرمایا۔ اس لئے میں بھی منع نہیں کرتا۔ پھر میں نے عرض کی۔ کہ جو مرید بنتے ہیں۔ اس سے مراد پیر کی محبت اور عشق ہے۔ جہاں پر پیر کی محبت اور عشق ہے۔ وہاں سر سجدے میں رکھنا کوئی بڑی بات نہیں۔

خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ میں نے شیخ الاسلام شیخ فرید الدین قدس اللہ سرہ' العزیز کی زبانی سنا ہے۔ کہ ایک مرتبہ شیخ ابو سعید ابوالخیر رحمتہ اللہ علیہ سوار جا رہے تھے۔ ایک پیدل مرید آیا۔ اور آکر شیخ صاحب کے گھٹنے پر بوسہ دیا۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ ذرا نیچے۔ مرید نے پاؤں پر بوسہ دیا۔ پھر فرمایا ذرا نیچے۔ مرید نے گھوڑے کے سموں کو بوسہ دیا۔ پھر فرمایا ذرا نیچے۔ مرید نے زمین پر بوسہ دیا۔ پھر شیخ صاحب نے فرمایا۔ کہ میں جو ہر بار تجھے کہتا تھا۔ تو اس سے میری یہ مراد نہ تھی۔ کہ تو مجھے چومے۔ بلکہ تیرے درجے کی ترقی مراد تھی۔

پھر ان درویشوں کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ جن کے برخلاف شیخ الاسلام شیخ فریدالدین قدس اللہ سرہ' العزیز تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ انہیں میں ایک

Marfat.com

درویش عارف نام کو سیوستان کی طرف بھیجا۔ اور بیعت کی اجازت دی۔ وہ اوچ اور ملتان کے علاقے میں امام تھا۔ الغرض اس علاقے کے بادشاہ نے اس عارف کے ہاتھ سو دینار شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ' العزیز کی خدمت میں روانہ کئے۔ جن میں سے پچاس اس عارف نے اپنے پاس رکھ لئے۔ اور پچاس شیخ الاسلام کو دیئے۔ شیخ صاحب نے مسکرا کر فرمایا۔ کہ تونے برادرانہ تقسیم کی ہے۔ تب عارف نے شرمندہ ہو کر وہ پچاس بھی حاضر خدمت کئے۔ اور بہت عذر و معذرت کی۔ اور بیعت کی درخواست کی۔ آپ نے اسے مرید کیا۔ اور وہ محلوق ہوا۔ بعد ازاں خدمت میں ایسا پکا نکلا۔ کہ پوری پوری استقامت حاصل کی۔ آخر کار شیخ صاحب نے اسے بیعت کی اجازت دے کر سیوستان کی طرف بھیجا۔

مجلس ۔۔ ٦٧ ۔۔

مغرور لوگ

بروز پیر تیئسویں ماہ رجب المبارک سن مذکور کو دست بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ گمان اور غرور اور اہل غرور کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا۔ کہ انسان کب برا ہوتا ہے۔ فرمایا۔ جب اپنے تئیں نیک خیال کرے۔ پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ فرزدق شاعر ایک مرتبہ خواجہ حسن بصریؒ سے ملا۔ تو خواجہ صاحب نے پوچھا۔ کہ معلوم نہیں آدمیوں میں سے سب سے اچھا کون ہے اور سب سے برا کون۔ یہ بات اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے فرزدق نے کہا اے خواجہ! آدمیوں میں سے بہتر آپ ہیں۔ اور برا میں۔ جب فرزدق فوت ہوا تو اسے خواب میں دیکھ کر حال پوچھا۔ فرزدق نے کہا۔ جب مجھے قضاء کی کرسی کے پاس لے گئے تو میں ڈرنے لگا۔ مجھے حکم ہوا۔ کہ میں نے تو تجھے اسی روز بخش دیا تھا۔ کہ جس دن تونے اپنے تئیں سب سے برا خیال کیا تھا۔ میرے دل میں یہ بات تھی۔ کہ اگر قبر پرانی ہو جائے۔ تو اس کی مرمت کرنی چاہیئے یا نہیں۔ جب میں نے یہ عرض کی۔ تو

Marfat.com

فرمایا۔ کہ نہیں کرنی چاہئے۔ جو اس قدر امید میں ہو گا۔ اسی قدر زیادہ رحمت اس پر نازل ہو گی۔

پھر ان لوگوں کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ جو اپنے تئیں بزرگوں اور پیروں کی پائنتی میں دفن کراتے ہیں۔ فرمایا۔ کہ بدایوں میں ایک بزرگ مولانا سراج الدین ترمذی رہتے تھے۔ جب آپ مکے کی طرف گئے۔ تو ٹھان لی۔ کہ اگر وہیں اجل آجائے۔ تو مدفن وہیں بنے۔ جب زیارت کی۔ اور واپس بدایوں میں آئے۔ تو لوگوں نے پوچھا۔ کہ آپؒ تو یہ نیت کر کے گئے تھے۔ کہ آپ کا مدفن وہیں ہو۔ فرمایا۔ ہاں لیکن میں نے ایک رات خواب میں دیکھا تھا۔ کہ اطراف و جوانب سے جنازے لائے جا رہے ہیں۔ جن مردوں کے وہ جنازے تھے۔ انہیں مکہ کی سرزمین میں دفن کر رہے ہیں۔ اور جو وہاں پر مدفون ہیں۔ انہیں نکال کر اور کہیں لے جا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا۔ کہ یہ کیا حالت ہے۔ کہا۔ جن لوگوں میں اس جگہ کی قابلیت ہے۔ خواہ وہ کتنے ہی دور دراز فاصلے پر فوت ہوں۔ ان کو یہیں دفن کیا جاتا ہے۔ اور جن میں اس مقام کی اہلیت نہیں ہوتی۔ وہ خواہ اس مقام میں مدفون ہوں انہیں اور جگہ لے جایا جاتا ہے۔ مولانا سراج الدین نے کہا۔ کہ جب مجھے یہ بات معلوم ہوئی۔ تو میں بدایوں آگیا۔ اس واسطے کہ اگر میں اس مقام کے لائق ہوں گا۔ تو انشاء اللہ میری غرض حاصل ہو جائے گی۔

ختم شد ایں صحیفہ صدق و صفا   کہ از و جان حسن راست طرب
برسہ شنبہ یوم زماہ رسول   ہفصد و نوزبہ تاریخ عرب

جس روز سے ان کلمات کے بارے میں ہدایت ہوئی۔ اس دن سے آج تک بارہ سال کا عرصہ گزر گیا ہے۔ یہ بارہ سالہ نقدی جس کی ایک ایک کٹھالی بارہ مہینے کی ہے۔ صرافان وقت کے سامنے پیش کی جاتی ہے۔ امید ہے۔ کہ دلوں کے سکے کو ایمان کی مہر کے مہرے سے عیار کامل اور پورا رواج حاصل ہو گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ فضل الٰہی سے چوتھی جلد ختم ہوئی۔

Marfat.com

ملفوظات حضرت محبوبِ الٰہی

فوائد الفوائد

جلد پنجم

مرتبہ

حضرت امیر حسن علی سنجری رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

عنصر صابری

ناشر

پروگریسو بکس

Marfat.com

Marfat.com

فہرست

جلد ۵

۲۱ شعبان ۷۱۹ھ تا ۲۰ شعبان ۷۲۲ھ

مجالس ۳۲

پیش لفظ

مجلس ۱ علم اور علماء سے محبت
مجلس ۲ خبروں سے تشویش
مجلس ۳ حکایت نظام الدینؒ فرزند
مجلس ۴ قرأت قرآن
مجلس ۵ رنج و مشقت
مجلس ۶ عبادت نہ کرنا
مجلس ۷ درویشوں کی تکبیر
مجلس ۸ سلام اور جواب
مجلس ۹ نماز میں بسم اللہ
مجلس ۱۰ حدیث پانی
مجلس ۱۱ توبہ کے بعد
مجلس ۱۲ متقی کے پیچھے نماز
مجلس ۱۳ تحمل
مجلس ۱۴ اچھے نام
مجلس ۱۵ صحبت کا اثر
مجلس ۱۶ مصنف ہدایہ
مجلس ۱۷ اولیائے حق

Marfat.com

مجلس ۱۸	صاحب کتاب نافع
مجلس ۱۹	کشف و کرامت
مجلس ۲۰	نکات سماع
مجلس ۲۱	اخلاق درویشاں
مجلس ۲۲	دیدار باری تعالیٰ
مجلس ۲۳	حکایت مراد رسولؐ
مجلس ۲۴	حسد
مجلس ۲۵	احوال
مجلس ۲۶	وعظ
مجلس ۲۷	تذکرہ سیدی احمدؒ
مجلس ۲۸	اخلاق
مجلس ۲۹	آسیب زدہ
مجلس ۳۰	ابو اسحاق گازرونیؒ
مجلس ۳۱	نظام الدین ابوالمویدؒ
مجلس ۳۲	تذکرہ احمد محمد معشوقؒ

Marfat.com

پیش لفظ

فوائد الفوائد

جلد ۵

اللہ تعالیٰ کی بے حد حمد اور بے شمار تعریف ہے۔ جس کے فضل کے فیض سے صاحب المکارم والجود۔ منسبط رموز الدقائق۔ منکشف کنوزالحقائق۔ سلطان الاولیاء۔ قطب العالم۔ سلطان المشائخ والعارفین نظام الحق والشرع والدین (اللہ تعالیٰ آپ کو دیر تک زندہ رکھ کر مسلمانوں کو مستفیض کرے) کے وجود کے سبب سلک سلوک میں عقائد کی گرہ لگائی گئی۔

یکے از امت ختم النبین   نشد جزوے کسے ختم المشائخ

ترجمہ :۔ ختم المرسلین کی امت سے ایک جس کے سوا ختم المشائخ اور کوئی نہ ہوا۔

بندہ حسن علیٰ سنجری عرض پرواز ہے۔ کہ جب توفیق ازلی میرے حال کی رفیق بنی۔ اور سعادت ابدی نے میرے اوقات کی مساعدت کی تو الہام فطرت میری فکر کی رہنما بنی۔ اور آنجناب کے کلمات جان پرور جمع کئے۔ اس سے پہلے ایک جلد لکھی جا چکی ہے۔ جس میں چار دیباچے ہیں۔ اب دوسری جلد شروع کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آنجناب کی ذات ملک صفات کو خضر کی عمر عطا فرمائے۔ تاکہ اس چشمے سے جو عین الحیات ہے عام و خواص سیراب ہوں۔ امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس جام جان بخش کے ایک گھونٹ سے جو روح کو راحت دینے والا ہے۔ بیان کرنے والے۔ سننے والے اور لکھنے والے کو راحت حاصل ہو گی۔

Marfat.com

Marfat.com

مجلس --- ا ---

علم اور علماء سے محبت

بروز ہفتہ اکیسویں ماہ شعبان ۶۷۱ء ہجری کو قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ میرے دل میں اس حدیث کا خیال تھا۔ کہ "من احب العلم و العلما لم یکتب خطیئته" جو علم اور علماء سے محبت کرتا ہے۔ اس کے گناہ نہیں لکھے جاتے۔ میں نے اس حدیث کے بارے میں آپ سے پوچھا۔ کہ امید ہے کہ اس حدیث کے بموجب میرے گناہ نہیں لکھے جائیں گے۔ فرمایا۔ سچی محبت متابعت ہے۔ جب کوئی ان کا محب ہو گا۔ تو ضرور ان کی پیروی کرے گا۔ اور ناشائستہ افعال سے دور رہے گا۔ جب ایسی حالت ہو گی۔ تو ضرور اس کے گناہ نہیں لکھے جائیں گے۔

پھر فرمایا۔ کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی محبت قلب کے غلاف میں ہوتی ہے۔ تب تک گناہ کا صادر ہونا ممکن ہے۔ لیکن جب قلب کے گرد و نواح میں آجاتی ہے۔ تو پھر ممکن نہیں۔ کہ گناہ صادر ہو۔ پھر فرمایا۔ کہ جوانی کے دنوں میں توبہ کرنا سب سے اچھا ہے۔ بڑھاپے میں توبہ کی تو کیا فائدہ۔ پھر یہ دو شعر زبان مبارک سے فرمائے۔

چوں پیرشوی و برسرانجام آئی   آئی سر حرف خویش ناکام آئی

جب بڑھاپا آیا' انجام کو قریب دیکھا تو ناکامی کے ساتھ اپنے ٹھکانہ پر آئے

سازی خوبہ راز تیرہ رانی   معشوقہ او زبے نوائی

جب کچھ نہ بن پڑا تو حق تعالیٰ کو اپنا محبوب بنا لیا۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ بندے سے اس کی جوانی کی بابت پوچھے گا۔ "لیسال المومن شبابه" اتنے میں ایک عالم نے آکر آپ کے قدموں میں سر رکھ دیا۔ اور عرض کی۔ کہ مرید ہونے کے ارادے سے آیا ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ میں ایک دفعہ افغان پور میں دریا کے کنارے شام کی نماز میں مشغول تھا۔ کہ جناب کی صورت پاک دیکھی۔ مجھے حیرت ہوئی۔ کہ پہلے میں اس صورت سے آشنا نہیں۔ الغرض جب جناب کا دیدار ہوا۔ تو نماز میں ہی درہم برہم ہونا چاہا۔ آخر جب نماز سے فارغ ہوا۔ تو دل

Marfat.com

میں کہا۔ کہ مجھے مخدوم عالمیان کی خدمت میں جا کر مرید ہونا چاہئے۔ اب میں اس خاطر آیا ہوں۔ جب اس نے یہ حکایت ختم کی۔ تو خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ کوئی شخص دہلی سے روانہ ہوا۔ تاکہ اجودھن میں شیخ الاسلام فریدالدین کی خدمت میں پہنچ کر توبہ کرے۔

اثنائے راہ میں ایک رنڈی اس کے ہمراہ ہوئی۔ جو اس خیال میں تھی۔ کہ کسی نہ کسی طرح اس مرد سے تعلق پیدا کرے۔ چونکہ اس مرد کی نیت صاف تھی۔ اس کی طرف بالکل رغبت نہ کی۔ آخر کار جب ایک منزل میں وہ مرد اور رنڈی ایک ہی کجاوے میں بیٹھے۔ تو وہ اس کے پاس اس طرح بیٹھ گئی۔ کہ ان میں کوئی حجاب نہ تھا۔ اس حالت میں شائد اس کا دل اس عورت کی طرف مائل ہو گیا۔ اس سے بات کی یا ہاتھ بڑھایا۔ اسی وقت ایک آدمی کو دیکھا۔ جس نے آکر اس مرد کے چہرے پر دھپڑ مارا۔ اور کہا۔ کہ تو تو فلاں شخص کی خدمت میں توبہ کی نیت کرنے جا رہا ہے۔ پھر ایسی حرکتیں کرتا ہے۔ اسی وقت متنبہ ہو گیا۔ اور پھر اس عورت کی طرف نہ دیکھا۔ القصہ جب شیخ الاسلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو شیخ الاسلام نے سب سے پہلے یہی فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اس روز بڑا بچایا۔

پھر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فصاحت کے بارے میں فرمایا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اصحابی نے بکری فروخت کر دی۔ جس کی وجہ سے وہ پشیمان تھا۔ آکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں ماجرا بیان کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جن کے پاس فروخت کی ہے۔ انہیں بلاؤ۔ بلوا کر فرمایا۔ کہ اس صحابی نے تمہارے پاس بکری فروخت کی ہے۔ لیکن پشیمان ہے۔ اس لئے تم واپس کر دو۔ اس صحابی کا نام نعیم تھا۔ آنحضرتؐ نے اس مطلب کو اس عبارت میں ظاہر فرمایا۔ نعیم نقم بعتم فروبہ الیہ' یعنی چار تصحیف متصل اس فصاحت سے بیان فرمائے۔ بعتم یعنی تم نے خریدی تھی۔ بیع بمعنی شرا اور شرا بمعنی بیع آسکتا ہے۔

Marfat.com

مجلس ـــ ۲ ـــ

خبروں سے تشویش

جمعرات کے نویں ماہ مبارک رمضان سن مذکور کو دست بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ جاڑے کا موسم تھا۔ اطراف و جوانب سے مشوش خبریں آرہی تھیں۔ عرض کی۔ کہ ملعونوں کے سبب تشویش تھی۔ سو اب کم ہے۔

فرمایا۔ کہ شیر خاں والی اوچ و ملتان شیخ الاسلام شیخ فریدالدین قدس اللہ سرہ' العزیز کا چنداں معتقد نہ تھا۔ بارہا شیخ الاسلام نے اس کے بارے میں یہ شعر فرمایا۔

افسوس که ازحال منت نیست خبر　　آنگه خبرت شود که افسوس خوری

ترجمہ۔ افسوس تجھ کو میرے حال کی خبر نہیں ہے اور جس وقت خبر ہو گی۔ کتنا افسوس کرے گا۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جب شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ' کا انتقال ہوا۔ تو اسی سال کافروں نے اسی ولایت پر حملہ کیا۔

پھر شیخ بہاؤالدین زکریا علیہ الرحمتہ کی بزرگی کے بارے میں فرمایا۔ کہ ایک شخص نہایت جید عالم بخارا سے شیخ بہاؤالدین زکریاؒ کی زیارت کے لئے آیا۔ آپ نے جب دیکھا۔ کہ اس نے دستار باندھی ہوئی ہے۔ اور شملہ لٹکایا ہوا ہے۔ اور چوٹی رکھی ہوئی ہے۔ تو پوچھا۔ کہ آپ دو یاروں کے ہمراہ کس طرح آئے ہیں۔ یعنی ایک شملہ دوسری چوٹی۔ اس عالم نے آپ کے روبرو فوراً" سر منڈا ڈالا۔ اور مرید ہو گیا۔

خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ شیخ بہاؤالدین غالب آجایا کرتے تھے۔ پھر فرمایا۔ کہ ملتان میں سلیمان نام ایک معبد تھا۔ جس کا ذکر بارہا شیخ صاحب کے روبرو ہوا۔ تو اس کے دیکھنے کے لئے گئے اور فرمایا۔ کہ اٹھ کر میرے سامنے دو رکعت نماز ادا کرو۔ تاکہ میں دیکھوں۔ کہ کس طرح کرتے ہو۔ اس نے اٹھ کر دوگانہ ادا کیا۔ لیکن پاؤں کا درمیانی فاصلہ مقررہ فاصلے سے کم و بیش رکھا۔ آپ نے فرمایا۔ اس قدر نہ رکھو۔ بلکہ اس قدر رکھو۔ جتنا میں کہتا ہوں۔ اور پھر دو رکعت نماز ادا کرو۔ جب پھر ادا کی۔ تو پھر

Marfat.com

پہلی طرح ہی پاؤں میں فاصلہ رکھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اوچ میں جا کر رہو۔ چنانچہ وہ اوچ چلا گیا۔

پھر شیخ بہاؤالدین زکریا علیہ الرحمتہ کی وفات کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ ایک روز ایک مرید نے خط لا کر شیخ صدرالدین کے ہاتھ دیا۔ اور کہا۔ کہ ایک مرد نے یہ خط دیا تھا۔ اور کہا تھا۔ کہ شیخ صدرالدین کے وسیلے شیخ بہاؤالدین زکریا کی خدمت میں پہنچا دینا۔ شیخ صدرالدین نے جب عنوان دیکھا۔ تو متغیر ہو کر وہ خط شیخ صاحب کے دست مبارک میں دیا۔ شیخ صاحب نے جب یہ خط پڑھا۔ تو لپیٹ کر نعرہ مارا۔ اسی رات آپ نے انتقال فرمایا۔ پھر فرمایا۔ کہ سبحان اللہ وہ کیسا ہی عمدہ زمانہ تھا۔ جب یہ پانچ بزرگوار یعنی شیخ ابوالغیث یمنی۔ شیخ سیف الدین باخرزی۔ شیخ سعدالدین حمویہ شیخ بہاؤالدین زکریا اور شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہم العزیز زندہ تھے۔

پھر شیخ سیف الدین باخرزی کی بابت فرمایا۔ کہ آپ کا یہ قاعدہ تھا۔ کہ جب شام کی نماز ادا کرتے اسی وقت سو جاتے۔ اور جب رات کا تیسرا حصہ گزر جاتا۔ تو بیدار ہوتے۔ امام اور موذن موجود ہوتے پھر عشا کی نماز ادا کر کے ساری رات صبح تک بیدار رہتے۔ آپ نے ساری عمر اسی طرح بسر کی۔ میں (مؤلف کتاب) نے پوچھا۔ کہ کیا آپ سماع سنا کرتے تھے۔ فرمایا۔ ہاں اسی طرح نہیں سنا کرتے تھے۔ جیسے آدمیوں کو دعوت کے لئے بلایا کرتے ہیں۔ اور مجلس مرتب کر کے سماع سنتے ہیں۔ بلکہ وہ بیٹھ کر حکایت بیان فرماتے۔ اور کسی ایک بات کو اٹھا کر اسی سے خوش وقتی حاصل کیا کرتے۔ جب یہ فرماتے کہ کوئی کہنے والا ہے۔ تو قوال حاضر ہوتے۔ اور کچھ گاتے۔

پھر آپ کی وفات کے بارے میں فرمایا۔ کہ بخارا میں ایک شخص نے خواب میں دیکھا۔ کہ جلتا ہوا شعلہ بخارا کے دروازے سے باہر لے جا رہے ہیں۔ جب دن چڑھا۔ تو کسی بزرگ سے اپنے خواب کی تعبیر پوچھی۔ اس نے کہا۔ کوئی ولی صاحب نعمت بخارا سے انتقال کرے گا۔ چنانچہ انہیں دنوں شیخ سیف الدین باخرزی کا انتقال ہوا۔

پھر فرمایا۔ کہ شیخ سیف الدین نے خواب میں اپنے پیر کو دیکھا۔ جو فرماتے ہیں۔ کہ اب اشتیاق حد سے گزر گیا ہے۔ آپ آ جائیں۔ جب یہ خواب دیکھا۔ تو اس ہفتے

Marfat.com

وعظ و نصیحت کی۔ اور اس وعظ و نصیحت میں فراق اور دواع کا ذکر تھا۔ لوگ حیران تھے۔ کہ سب کچھ فراق کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔ پھر خیرباد کی ردیف پر یہ شعر پڑھا۔

رفتم اے یاراں بسامان خیرباد نیست آساں برد ہجراں خیرباد

اے دوستو ! میں چلا سامان دنیا کو خیرباد۔ جدائی کا غم اگرچہ آسان نہیں ہے مگر خیرباد۔

مجلس --- ۳ ---

حکایت نظام الدینؒ فرزند

بروز منگل ستائیسویں ماہ مذکور سن مذکور کو قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ ایک عزیز نے آکر کسی اور کی طرف سے سلام عرض کیا۔ آپ نے پوچھا۔ کہ وہ کون ہے۔ اس نے بیان کیا۔ لیکن خواجہ صاحب نے نہ مانا۔ اور فرمایا۔ کہ میں بہت ایسے آدمیوں کو جانتا ہوں۔ کہ اگر انہیں دیکھ لوں۔ تو پہچان لیتا ہوں۔ لیکن ان کا نام وغیرہ مجھے یاد نہیں۔ اس موقعہ کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز کو اپنے فرزند نظام الدین سے تمام فرزندوں کی نسبت زیادہ محبت تھی۔ جو جنگی سپاہی تھے۔ اور خدمت شیخ میں بڑے گستاخ تھے۔ جو کچھ کہتے۔ آپ ان سے ناراض نہ ہوتے۔ کیونکہ آپ کو بہت محبت تھی۔ الغرض ایک مرتبہ جب نظام الدین سفر پر گئے۔ تو کچھ مدت بعد کسی کے ہاتھ شیخ صاحب کو سلام کہہ بھیجا۔ اس نے آکر عرض کی۔ کہ مخدوم زادہ نظام الدین سلام عرض کرتا ہے۔ شیخ صاحب نے پوچھا۔ کون شخص۔ اس مرد نے کہا۔ مخدوم زادہ نظام الدین پھر پوچھا۔ کس کا ذکر کرتے ہو۔ اس نے کہا۔ مخدوم زادہ نظام الدین کا جو آپ کا فرزند ہے۔ پھر شیخ صاحب نے فرمایا۔ کہ ہاں بھائی۔ اس کا کیا حال ہے۔ سلامت تو ہے۔ خواجہ صاحب جب اس مقام پر پہنچے۔ تو فرمایا۔ کہ دیکھو یاد حق میں کیسے مستغرق تھے۔ کہ اپنے لڑکے کی بابت اتنی دفعہ پوچھا۔

Marfat.com

پھر شیخ بہاؤالدین زکریا علیہ الرحمتہ کے بارے میں فرمایا۔ کہ کسی نے آکر آپ کو کسی کا سلام عرض کیا۔ پوچھا۔ وہ کون ہے۔ اس مرد نے اس کی تعریف کی۔ پھر بھی آپ کو معلوم نہ ہوا۔ پھر اس نے بہت سے پتے بتائے۔ آخر شیخ صاحب نے فرمایا۔ کہ اتنی نشانیاں بتانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ بتا دو کہ اس نے مجھے کبھی دیکھا ہے۔ اس مرد نے کہا۔ جناب کی زیارت کی ہے۔ بلکہ وہ آپ کا مرید ہے۔ پھر شیخ صاحب نے فرمایا۔ کہ ہاں ایسا شخص ہے۔

پھر شیخ بہاؤالدین زکریا علیہ الرحمتہ کے متعلق فرمایا۔ کہ اگر آپ کسی کو کوئی چیز دیتے۔ تو عمدہ چیز دیتے۔ جو معلم آپ کے فرزندوں کو پڑھایا کرتے۔ آپ ان پر بڑی عنایت کیا کرتے اور ان کے دامن سونے چاندی سے پُر کرتے۔

پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ والی ملتان کو غلے کی ضرورت ہوئی۔ تو اس نے شیخ صاحب سے التجا کی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ایک انبار سے دے دو۔ والی ملتان نے نوکروں کو بھیجا۔ تاکہ غلہ انبار سے باہر نکالیں۔ غلے میں ایک گھڑا روپیوں سے بھرا ہوا پایا۔ جس کی خبر والی ملتان کو کی گئی۔ اس نے کہا شیخ صاحب نے ہمیں غلے کا حکم دیا ہے روپوں کا نہیں دیا۔ یہ شیخ صاحب کے پاس بھیج دو۔ جب شیخ صاحب نے سنا تو فرمایا۔ کہ میں نے دیدہ و دانستہ دیا ہے۔ لے لو۔

پھر دنیا کی ترک کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک دفعہ عیسیٰ علیہ السلام ایک سوئے ہوئے شخص کے پاس سے گزرے۔ تو اسے آواز دی۔ کہ اٹھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کر۔ اس نے جواب دیا۔ کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی وہ عبادت کی ہے۔ جو سب سے بڑھ کر ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا۔ وہ کون سی عبادت ہے۔ اس مرد نے کہا تارک الدنیا لاھلھا میں نے دنیا دنیاداروں کے لئے چھوڑ دی ہے' پھر فرمایا من رضی عن اللہ تعالیٰ بقلیل من الرزق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بقلیل من العمل' یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ سے تھوڑے رزق پر راضی ہوتا ہے' بعد ازاں فرمایا۔ کہ جو شخص درم دینار وغیرہ چھوڑے بغیر دنیا سے سفر کرے۔ وہ جنتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

Marfat.com

مجلس — ۴ —

قرأت قرآن

بروز ہفتہ چوبیسویں ماہ شوال سن مذکور کو دست بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ تو قرآن مجید کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ ایک کتاب میں یہ دو فائدے ایسے دیکھے ہیں جو کہیں اور کم دیکھے ہیں۔ ایک اس آیت میں "اذا رایت ثم رایت نعیمۃ و ملکۃ کبیرۃ" امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ ملکا کبیرا پڑھا کرتے تھے۔ دوسرے اس آیت میں "لقد جاء کم رسول من انفسکم" اس کو بھی من انفکسم پڑھا ہے۔ اور یہ انفس نفیس کا افعل التفضیل کا صیغہ ہے۔

پھر اس بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ کہ جو ورد یا طاعت کسی متعبد سے فوت ہو جائے اس کی وجہ سے اس پر مصیبت نازل ہوتی ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ جنگی آدمی شیخ بہاؤالدین زکریا علیہ الرحمتہ کی خدمت میں آیا۔ اور عرض کی۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ کہ نماز میں مجھ سے ناغہ ہو گیا ہے۔ فرمایا۔ تو عنقریب ہی مارا جائے گا۔ توبہ کرو۔ جب وہ اٹھ کر چلا گیا۔ تو ایک صوفی نے بھی خانقاہ سے آکر یہی خواب سنایا۔ شیخ صاحب حیران تھے کہ وہ تو سپاہی تھا۔ اس کا تو جنگ میں مارا جانا ممکن ہے۔ لیکن یہ صوفی سلامت ہے۔ اور بیماری کا کوئی نشان بھی اس میں نہیں۔ اس کو میں کیا کہوں۔ ابھی یہی باتیں ہو رہی تھیں۔ کہ کسی نے آکر یہ خبر دی کہ وہ سپاہی مارا گیا ہے۔ اور اس صوفی کی صبح کی نماز فوت ہو گئی۔ خواجہ صاحب جب اس مقام پر پہنچے۔ تو فرمایا۔ دیکھو۔ نماز کے فوت ہو جانے کو موت کے برابر سمجھتے ہیں۔

پھر اوراد کی لازمیت کے بارے میں فرمایا۔ کہ جو شخص اپنے اوپر کوئی ورد لازم کر لے۔ اگر بیماری کے سبب اس میں ناغہ ہو جائے۔ تو اسے اس کے معاملے کے دفتر میں لکھ لیتے ہیں لیکن اگر ورد مقرر نہ کریں۔ صرف یہ کہیں۔ کہ جس قدر ہو گا۔ پڑھ لیا جائے گا۔ تو اس صورت میں صاحب ورد پہلے کی نسبت اچھا رہتا ہے۔ کیونکہ اگر کسی وجہ سے اس میں ناغہ ہو جائے تو نہیں لکھتے۔ کیونکہ جب اس نے مقرر ہی نہیں کیا۔ تو

Marfat.com

اسے لکھیں گے کیا۔

پھر مسبعات عشر کی فضیلت کے بارے میں فرمایا۔ کہ ایک شخص ہمیشہ مسبعات عشر پڑھا کرتا تھا۔ ایک دفعہ رستے میں اسے لٹیروں نے جان سے مارنا چاہا۔ تو اسی وقت دس سوار ہتھیار لگائے ظاہر ہوئے۔ جنہوں نے اسے لٹیروں سے چھڑایا۔ یہ دسوں سوار ننگے سر تھے۔ اس مرد نے ان سے پوچھا۔ کہ تم کون ہو۔ کہا ہم مسبعات عشر کی وہ دس دعائیں ہیں۔ جو ہر روز تو سات مرتبہ پڑھا کرتا ہے۔ پھر پوچھا۔ کہ ننگے سر کیوں ہو۔ کہا۔ کہ دعاؤں کے شروع میں تم بسم اللہ نہیں پڑھتے۔ پھر میں نے (مؤلف) عرض کی۔ کہ بسم اللہ کہاں پڑھتے ہیں۔ فرمایا۔ ہر سورۃ کے شروع میں۔

پھر فرمایا۔ کہ قاضی کمال الدین جعفری جو بدایوں کے حاکم تھے۔ وہ باوجود قضا کے شغل اور اور بہت سے کاموں کے قرآن شریف بہت پڑھا کرتے تھے۔ الغرض جب بوڑھے ہو گئے۔ اور قرآن پڑھنے سے رہ گئے۔ تو آپ سے لوگوں نے پوچھا۔ کہ یہ کیا حالت ہے۔ فرمایا۔ مسبعات عشر ہی پڑھ لیتا ہوں۔ جو کہ جامع اوراد ہے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ ابراہیم تیمی رحمتہ اللہ علیہ واصل حق تھے۔ آپ کعبہ میں مہتر خضر علیہ السلام سے ملے۔ تو بخشش طلب کی۔ مہتر خضر علیہ السلام نے آپ کو مسبعات عشر سکھلائے اور فرمایا۔ کہ میں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی روایت کرتا ہوں۔

Marfat.com

مجلس — ۵ —

رنج و مشقت

بروز بدھ ستائیسویں ماہ شوال سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ بات اس بارے میں شروع ہوئی۔ کہ انسان کو جو تکلیف یا مصیبت پہنچے۔ سمجھے کہ وہ کہاں سے آئی ہے۔ اس آدمی کی خیریت اسی میں ہے۔ کہ اس مصیبت اور رنج کے سبب متنبہ ہو جائے۔ لیکن جو شخص باطل ہے۔ اسے کوئی تکلیف نہیں پہنچتی۔ جو اسے اس سے روکے۔ یہی اس کی خواری ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ کہ اس کی رسی دراز کی جائے۔

اس بارے میں ایک حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک نیک عورت سے جو بزرگوار تھی۔ میں نے سنا۔ وہ کہتی تھی۔ کہ اگر میرے پاؤں میں کانٹا بھی چبھتا ہے۔ تو معلوم کر لیتی ہوں۔ کہ یہ کیوں چبھا۔

پھر فرمایا۔ کہ جب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر وہ تہمت لگائی گئی۔ جو عام مشہور ہے۔ تو بعد ازاں آپ نے درگاہ الٰہی میں مناجات کی۔ کہ پروردگار! مجھے معلوم ہے۔ جس وجہ سے یہ تہمت مجھ پر لگائی گئی ہے۔ اس وجہ سے لگائی گئی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیری محبت کا دعویٰ کرتے تھے۔ اور ساتھ ہی مجھ سے بھی محبت کیا کرتے تھے۔ یہ تہمت اسی وجہ سے مجھ پر لگائی گئی ہے۔

اسی اثناء میں ایک عزیز نے پوچھا۔ کہ کیا یہ حدیث نبویؐ ہے۔ حبب الی من بنیاکم ثلثه الطیب والنساء وقرة یحنی فی الصلواة فرمایا۔ یہاں پر نساء سے مراد عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ اس واسطے کہ دوسرے حرموں کی نسبت جناب کو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ محبت تھی۔ اور قرة عینی فی الصلوة سے مراد فاطمتہ الزہرا رضی اللہ عنہا ہیں۔ جو اس وقت نماز میں مشغول تھیں۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ بعض کی یہ رائے ہے کہ اس سے مقصود نماز ہے۔ پھر فرمایا۔ اگر اس سے مقصود نماز تھی۔ تو اس کا پہلے ذکر کرنا چاہئے تھا۔ پھر فرمایا۔ کہ خلفائے راشدین ابوبکر صدیق۔ عمر خطاب۔ عثمان اور علی رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے ہر ایک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

Marfat.com

موافقت سے فرمایا۔ کہ ہم تین باتوں کو پسند کرتے ہیں۔ اتنے میں جبرائیل علیہ السلام نے آکر فرمان الٰہی سنایا۔ کہ میں بھی تین چیزوں کو درست رکھتا ہوں۔ توبہ کرنے والا جوان رونے والی آنکھ اور خشوع والا دل۔

پھر اس بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ کہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کی عیب گوئی کرتے ہیں۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ اگر کوئی کسی عیب کی وجہ سے کسی کو طعن کرے۔ تو پہلے سوچنا چاہیے۔ کہ آیا۔ وہ عیب مجھ میں بھی پایا جاتا ہے۔ یا نہیں۔ اگر پایا جائے۔ تو شرم کرنی چاہیے۔ کہ جو عیب اپنے آپ میں ہے۔ اس کے لئے دوسروں کو کیوں طعن کیا جائے۔ اور اگر وہ عیب اپنے میں نہیں پایا جاتا۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لانا چاہیے۔ جس نے اس عیب سے محفوظ رکھا ہے۔ دوسرے کو طعن نہیں کرنا چاہیے۔

پھر سماع کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو حاضرین میں سے ایک نے کہا۔ کہ شاید آپ کو حکم ہوا ہے۔ کہ جس وقت آپ چاہیں سماع سنیں۔ آپ پر حلال ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ جو چیز حرام ہے۔ وہ کسی کے حکم سے حلال نہیں ہو سکتی۔ اور جو چیز حلال ہے۔ وہ کسی کے حکم سے حرام نہیں ہو سکتی۔ اب ہم مسئلہ مختلف فیہ کا ذکر کرتے ہیں۔ سو سماع ہی کو لو یہ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے حکم کے موافق برخلاف ہمارے علماء کے مطابق مباح بمع دف اور سارنگی اس اختلاف میں حاکم جو حکم کرے۔ وہی ہو گا۔ حاضرین میں سے ایک نے کہا۔ کہ انہیں دنوں میں بعض درویشوں نے چنگ۔ رباب۔ اور بانسریوں کا استعمال مجمع میں کیا۔ اور رقص کیا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ انہوں نے اچھا نہیں کیا۔ جو نامشروع ہے۔ وہ ناپسندیدہ ہے۔ بعد ازاں ایک نے کہا۔ کہ جب وہ اس مقام سے باہر نکلے۔ تو ان سے پوچھا گیا۔ کہ اس مجلس میں تو بانسریاں بجائی گئیں۔ تم نے سماع کس طرح سنا ہو گا۔ اور تم نے رقص بھی کیا ہے۔ تو جواب دیا۔ کہ ہم سماع میں ایسے مستغرق تھے۔ کہ ہمیں معلوم ہی نہ تھا۔ کہ یہاں بانسریاں ہیں بھی یا نہیں۔ جب خواجہ صاحب نے یہ سنا تو فرمایا۔ یہ تو کوئی معقول جواب نہیں۔ یہ سب کچھ بطور زناء لکھا جائے گا۔ اتنے میں میں (مولف کتاب) نے

Marfat.com

عرض کی۔ کہ مرصا العباد والے نے اس بارے میں ایک نظم لکھی ہے۔ جس کا ایک شعر یہ ہے۔

گفتی کہ نزد من حرام است سماع　　گر بر تو حرام است حرامت بادا

خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ ہاں ٹھیک ہے۔ پھر یہ رباعی مکمل فرمائی۔

رباعی

دنیا طلبا جہاں بکامت بادا　　وآں جیفہ مردار بدامت بادا
گفتی کہ بہ نزد من حرام است سماع　　گر بر تو حرام است حرامت بادا

ترجمہ۔ اے دنیا کے طلب گار دنیا کے مزے تیرے لئے رہیں یہ بڑا مردار تیرے جال میں رہے تو کہتا ہے کہ میرے نزدیک سماع حرام ہے اگر تجھ پر حرام ہے تو حرام ہی رہے۔

پھر میں نے عرض کی۔ کہ اگر علماء اس بارے میں بحث کریں۔ اور سماع کی نفی کے بارے میں گفتگو کریں۔ تو بجا ہے۔ لیکن جو فقر کے لباس میں ہو۔ وہ کس طرح نفی کر سکتا ہے۔ اگر اس کے نزدیک بھی حرام ہو۔ تو اس قدر کرے۔ کہ خود نہ سنے۔ لیکن دوسروں کے ساتھ نہ جھگڑے کہ تم بھی نہ سنو۔ کیونکہ لڑائی جھگڑا درویشوں کی صفت نہیں۔ خواجہ صاحب نے مسکرا کر اس موقعہ کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ بہت سے علماء ہیں۔ جو کچھ نہیں کہتے۔ اور ایک شخص کچھ بھی نہیں جانتا۔ اور وہ لڑائی کرتا ہے۔ فرمایا۔ ایک طالب علم امامت کر رہا تھا۔ جس کے مقتدی بہت سے عالم تھے۔ جن میں ایک عاصی بھی تھا۔ نماز چار رکعت تھی۔ اس طالب علم سے پہلا قعدہ سہواً" چھوٹ گیا۔ دوسرے کے ساتھ تیسری رکعت شروع کی وہ طالب عالم تھا جانتا نہ تھا کہ اب کس طرح نماز ختم کرنی چاہئے اور علماء جو پیچھے کھڑے تھے وہ بھی خاموش تھے۔ اس عاصی نے سبحان اللہ سبحان کہہ کر اس قدر شور مچایا۔ کہ اپنی نماز کو باطل کیا۔ جب امام نے سلام کیا۔ اور نماز سے فارغ ہوا۔ تو اس نے پوچھا۔ کہ صاحب آپ کو کیا ہو گیا تھا۔ پیچھے اس قدر عالم جو کھڑے تھے کیا انہیں معلوم نہ تھا۔ کہ نماز کیونکر ختم

Marfat.com

ہو گی۔ انہوں نے تو کچھ نہ کہا۔ لیکن تو نے اس قدر شور مچایا۔ کہ اپنی نماز کو باطل کیا۔

پھر میں نے عرض کی۔ کہ میں ان لوگوں کو جو سماع کے منکر ہیں۔ اچھا خیال کرتا ہوں۔ اور ان کے مزاج سے اچھی طرح واقف ہوں۔ غرض یہ کہ وہ سماع نہیں سنتے۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ہم اس واسطے نہیں سنتے۔ کہ سماع حرام ہے۔ میں قسم تو نہیں کھا سکتا۔ لیکن سچ سچ عرض کرتا ہوں۔ کہ اگر سماع حلال بھی ہوتا۔ تو بھی وہ نہ سنتے۔ خواجہ صاحب نے اس بات پر مسکرا کر فرمایا۔ کہ ہاں ٹھیک ہے۔ جب ان میں ذوق ہی نہیں۔ تو وہ کیسے سنیں۔ واللہ اعلم بالصواب

Marfat.com

مجلس --- ٦ ---

عبادت نہ کرنا

بروز پیر دسویں ماہ ذی القعدہ سن مذکور کو دست بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ تو ان لوگوں کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ جو اگر بیمار بھی ہو جائیں۔ تو معہودہ طاعت کو نہیں چھوڑتے اس بارے میں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک بزرگ کا مکان دریا کے کنارے تھا۔ اسے بیماری لاحق ہوئی۔ جتنی مرتبہ قضائے حاجت کے لئے جاتا۔ ہر مرتبہ غسل کرتا۔ اور دوگانہ ادا کرتا۔ یہاں تک کہ بیماری کا زور ہو گیا۔ یعنی جب بیس تیس مرتبہ قضائے حاجت کے لئے جا چکا۔ اور ہر مرتبہ غسل کیا۔ اور دوگانہ ادا کیا۔ حتیٰ کہ رات بھر میں ساٹھ مرتبہ گیا۔ اور ساٹھ ہی مرتبہ غسل کیا۔ اور دوگانہ ادا کیا۔ آخری مرتبہ پانی ہی میں فوت ہو گیا۔ خواجہ صاحب یہ بیان کر کے آبدیدہ ہوئے۔ اور فرمایا۔ کہ سبحان اللہ کیا ہی عبادت میں رسوخ تھا۔ کہ آخری دم تک مقررہ قاعدے سے برگشتہ نہ ہوا۔

بعدازاں فرمایا۔ کہ لوگ جو بیمار پڑتے ہیں۔ یہ ان کے نیک ہونے کی دلیل ہے۔ لیکن انہیں معلوم نہیں ہوتا۔ پھر فرمایا۔ کہ ایک اعرابی نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر اسلام قبول کیا۔ پھر کچھ عرصے بعد آکر عرض کیا کہ جب سے میں ایمان لایا ہوں۔ میرے مال میں بھی نقصان ہو رہا ہے۔ اور جان بھی بیمار رہتی ہے۔ فرمایا۔ جب مومن کے مال میں نقصان آئے اور اس کی جان بیمار ہو۔ تو سمجھو کہ وہ اس کے ایمان کی صحت ہے۔

خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ قیامت کے دن فقراء کو وہ درجے عطا ہوں گے۔ کہ تمام خلقت اس بات کی آرزو کرے گی۔ کہ کاش ہم دنیا میں فقیر ہوتے۔ اور جو دائم المریض ہوتے ہیں۔ انہیں بھی قیامت میں اس قدر درجے ملیں گے۔ کہ خلقت اس بات کی آرزو کرے گی۔ کہ کاش ہم بھی دنیا میں بیمار رہتے۔ واللہ اعلم بالصواب

Marfat.com

مجلس ۔۔۔ ۷ ۔۔۔

درویشوں کی تکبیر

بروز پیر دوسری ماہ ذالحجہ سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ ایک جوالقی درویش بیٹھا تھا۔ اس نے اٹھتے وقت اللہ اکبر کہا۔ میں نے پوچھا۔ کہ درویش جو تکبیر کہتے ہیں۔ یہ کب سے شروع ہوئی ہے۔ فرمایا۔ کھانے کے بعد اللہ اکبر کہنا جائز ہے۔ جو تعریف ہے اور شکران نعمت کے عوض حمد کرتے ہیں۔

بعدازاں فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا۔ کہ مجھے امید ہے۔ کہ قیامت کے دن چوتھائی حصہ تم میں سے اور تین چوتھائی باقی امتوں کے لوگ بہشت میں داخل ہوں گے۔ یاروں نے اس نعمت کے شکریے پر اللہ اکبر کہا۔ پھر فرمایا کہ بہشت میں تیسرا حصہ تمہارا نصیب ہو گا۔ اور باقی دو تہائی دوسری امتیں ہوں گی۔ پھر اصحاب نے اللہ اکبر کہا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ ان موقعوں پر اللہ اکبر کہنا حمد کی بجائے ہے۔ لیکن درویش جو ہر مصلحت کے لئے تکبیر کہتے ہیں۔ اس کا کہیں ذکر نہیں آیا۔ بعدازاں میں نے پوچھا۔ کہ ذکر جو اونچی آواز سے کرتے ہیں۔ اگر آہستہ آواز سے کیا جائے تو کیسا ہے۔ فرمایا۔ بہتر ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ صحابہ کرام جب قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔ تو اس طرح پڑھا کرتے تھے کہ کسی کو معلوم ہی نہ ہوتا تھا۔ جب سجدے کی آیت پر پہنچتے اور سجدہ کرتے۔ تو معلوم ہوتا۔ کہ وہ قرآن شریف پڑھ رہے ہیں۔

Marfat.com

مجلس — ۸ —

سلام اور جواب

بروز جمعرات چھبیسویں ماہ مذکور کو دست بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ سلام اور اس کے جواب کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا۔ تو حکم ہوا۔ کہ ملائکہ مقربہ کو سلام کرو۔ اور سلام کا جواب سنو۔ تاکہ تمہارے فرزندوں میں سلام کے جواب کا یہی طریقہ رائج ہو۔ آدم علیہ السلام نے فرشتوں کو سلام کیا۔ السلام علیکم۔ فرشتوں نے جواب دیا۔ السلام علیک ورحمتہ اللہ وبرکاتہ' یہی حکم فرزندان آدم کے لئے نافذ ہوا۔ بعدازاں فرمایا۔ کہ اگر کوئی آکر سلام یوں کہے السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ' تو اس کا جواب بھی اسی طرح دینا چاہیے' علیک السلام ورحمتہ اللہ برکاتہ'

پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک دفعہ صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ کہ ایک نے آکر سلام کیا السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ' تو حاضرین میں سے ایک نے یوں جواب دیا۔ السلام علیک و رحمتہ اللہ وبرکاتہ' و مغفرتہ' ابن عباسؓ بھی حاضر تھے۔ فرمایا۔ کہ ایسا نہیں کہنا چاہیے۔ سلام کا جواب صرف برکاتہ' تک ہے۔ اس سے زیادہ نہیں کہنا چاہیے۔

پھر میں نے پوچھا۔ کہ اگر کوئی نفلی نمازادا کر رہا ہو۔ اور کوئی بزرگ آجائے۔ تو وہ نمازی نماز چھوڑ کر اس میں مشغول ہو جائے یا نہ۔ فرمایا۔ اسے اپنی نماز ختم کرنی چاہیے۔ پھر میں نے کہا۔ کہ اگر کوئی شخص نفلی نماز ثواب کے لئے ادا کر رہا ہو۔ اور اس کا پیر آجائے تو اسے نماز چھوڑ کر قدم بوسی کرنی چاہیے۔ کیونکہ پیر کی قدم بوسی میں سعادت زیادہ ہے۔ میرا تو اعتقاد ہے۔ کہ یہ دولت اس ثواب سے سوگنا بڑھ کر ہے۔ فرمایا۔ شرعی علم یہی ہے۔ کہ نماز نہ چھوڑے۔

پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ شیخ بہاؤ الدین زکریا علیہ الرحمتہ دریا کے کنارے پہنچے جہاں پر آپ کے بہت سے مرید وضو کر رہے تھے۔ جب شیخ کو دیکھا۔ تو

Marfat.com

وضو کو ادھورا ہی چھوڑ کر تعظیم کرنے لگے۔ مگر ایک مرید وضو کر کے حاضر خدمت ہوا۔ اور تعظیم کی۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ کہ تم میں درویش یہی ہے۔ جس نے وضو کر کے بعد میں میری تعظیم کی ہے۔ میں نے پوچھا کہ اگر کوئی نفلی نماز چھوڑ کر پیر کی تعظیم میں مشغول ہو جائے۔ تو کیا ان پر کفر کا فتوے لگ سکتا ہے۔ فرمایا۔ نہیں۔ پھر میری اس عرض اور مریدوں کے اعتقاد کی بابت زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ شیخ کبیر فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز نے بدر الدین اسحاقؒ کو آواز دی۔ جو اس وقت نماز میں مشغول تھا۔ نماز ہی میں بلند آواز سے لبیک کہا۔ بعد ازاں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھانا تناول فرما رہے تھے۔ کہ ایک اصحابی کو آواز دی وہ نماز میں مشغول تھا۔ اس واسطے دیر ہوئی۔ جب حاضر خدمت ہوا۔ تو پوچھا۔ کہ دیر کیوں کی۔ عرض کی۔ کہ بندہ نماز میں مشغول تھا۔ فرمایا۔ جب رسول خدا بلائیں۔ تو فوراً جواب دینا چاہیے۔ بعدازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ شیخ کا فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ کوئی شخص شیخ شبلیؒ کی خدمت میں مرید ہونے کے لئے آیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اس شرط پر مرید کرتا ہوں۔ کہ جو کچھ میں کہوں وہی کرے۔ عرض کی۔ ویسا ہی کروں گا۔ پوچھا۔ کلمہ طیب کس طرح پڑھا کرتے ہو۔ عرض کی۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فرمایا۔ اس طرح پڑھو۔ لا الہ الا اللہ شبلی رسول اللہ مرید نے فوراً اسی طرح پڑھا۔ بعدازاں شبلیؒ نے فرمایا۔ کہ میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ادنیٰ غلام ہوں۔ رسول وہی ہیں۔ میں تیرے اعتقاد کو آزمانا چاہتا تھا۔

پھر جمعہ کی نماز کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ کہ آیا جمعہ کی نماز نہ ادا کرنے کے لئے کوئی تاویل بھی ہے یا نہیں۔ فرمایا۔ کوئی تاویل نہیں۔ سوائے اس کے کہ کوئی غلام مریض ہو۔ لیکن جو جا سکتا ہے اور پھر نہیں جاتا۔ وہ سخت سنگ دل ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ اگر کوئی ایک جمعہ حاضر نہ ہو۔ تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ ظاہر ہوتا ہے۔ اگر وہ جمعے نہ جائے تو دو نقطے۔ اگر تین نہ جائے تو سارا دل سیاہ ہو جاتا

Marfat.com

ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔

پھر سلطان غیاث الدین بلبن کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ پانچوں وقت جمعہ کی نماز وقت پر ادا کیا کرتا تھا۔ اور اس کا عقیدہ بہت ہی اچھا تھا۔ پھر فرمایا۔ کہ ایک دفعہ وہ قاضی لشکر سے کہنے لگے کہ کل کی رات کیسی مبارک رات تھی! قاضی لشکر نے کہا اچھا ہوا آپ پر روشن ہو گئی؟ سلطان نے جواب دیا۔ ہاں اس درمیان بندے نے عرض کی شاید وہ شب قدر ہو گی؟ ارشاد ہوا بس ایک مبارک رات تھی جو ان کو میسر آئی اور وہ ایک دوسرے کے احوال سے واقف ہو گئے۔

Marfat.com

مجلس ــ ۹ ــ

نماز میں بسم اللہ

بروز منگل دو ماہ جمادی الاول ۷۲۰ھ کو ہاتھوں کو چومنے کی سعادت حاصل ہوئی نماز کے متعلق گفتگو شروع ہوئی کہ آیا ہر رکعت کے شروع میں بسم اللہ پڑھنی چاہیے یا ہر سورۃ کے شروع میں۔ فرمایا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہر پہلی رکعت میں صرف ایک دفعہ بسم اللہ پڑھنی چاہیے لیکن اس کے برعکس دوسرے علماء اور امام ہر رکعت کے شروع میں بسم اللہ پڑھتے ہیں لیکن بعض ہر سورۃ کے شروع میں بھی۔

پھر فرمایا امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ سے سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ نے اور ایک مرتبہ۔ ایک مجمع میں سوال کیا گیا کہ نمازی کو بسم اللہ کب پڑھنی چاہیے؟ ہر رکعت کے شروع میں یا سورہ کے شروع میں۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ اگر نفی کریں گے کہ نہ پڑھو تو فوراً" بسم اللہ کو منع کرنے پر ان کی پکڑ کرلیں گے۔ لیکن آپ نے نگہداشت ادب اور کمالیت علمی سے جواب دیا کہ ایک دفعہ پڑھنی چاہیے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ آپ کا اصلی مقصد تو وہی تھا اب جس طرح چاہیں خیال کرلیں خواہ ہر رکعت کے شروع میں خواہ ہر سورت کے شروع میں۔

پھر مشائخ کی دعا اور بددعا کے متعلق گفتگو شروع ہوئی فرمایا کہ شیخ الاسلام فرید الحق والدین رحمتہ اللہ علیہ کا ایک مرید محمد شاہ غوری نامی تھا بڑا صادق اور معتقد آدمی تھا ایک مرتبہ وہ مضطر اور پریشان شیخ کی خدمت میں آیا۔ شیخ نے اس کا حال پوچھا۔ وہ بولا میرا ایک بھائی سخت بیمار ہے زندگی کی رمق باقی ہے اس وجہ سے پریشان ہوں۔ شیخ الاسلامؒ نے فرمایا جس طرح اب تیری حالت ہے میری یہ حالت ساری عمر رہی ہے اور اب بھی ہے جاؤ! تمہارا بھائی تندرست ہو جائے گا جب وہ واپس گھر آیا تو دیکھا کہ بھائی بیٹھ کر کھانا کھا رہا تھا۔

Marfat.com

مجلس — ۱۰ —

حدیث پانی

بروز اتوار اس سال جمادی الاول کے مہینے کی ساتویں تاریخ کو قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ اس ناچیز نے عرض کی ایک آدمی پانی پیتا ہے اور دوسرے ہاتھ آگے بڑھائے رکھتے ہیں کیا یہ سنت ہے؟ حاضرین میں سے ایک نے چند الفاظ پڑھے اور کہا یہ حدیث ہے کہ جو شخص دوسرے کے پانی پیتے وقت ہاتھ نیچے رکھے وہ بخشا جائے گا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اس حدیث کا ذکر تو حدیث کی کتابوں میں کہیں بھی نہیں۔ شاید لوگوں کی سنی سنائی ہے۔ یہ بھی وثوق سے نہیں کہہ سکتے شاید ہو۔ اتنا تو کہہ سکتا ہوں یہ حدیث کی معتبر کتابوں میں نہیں۔

یہاں سے احادیث کا ذکر چل نکلا تو فرمایا ایک مرتبہ قاضی منہاج الدین رحمتہ اللہ علیہ وعظ فرما رہے تھے فرمایا۔ کہ چھ حدیثیں متواتر ہیں۔ پہلی الغیبۃ اشد من الزناء چغلی زناء سے بھی زیادہ سخت ہے۔ دوسری من شم الورد ولم یصلی علی فقد جفانی جس نے گلاب کا پھول سونگھا اور مجھ پر درود نہ بھیجا بے شک اس نے مجھ پر جفا کی۔ تیسری البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر مدعی پر بیان اور انکاری پر قسم واجب ہے۔

خواجہ صاحب نے مسکرا کر فرمایا جب قاضی منہاج الدینؒ یہ تین حدیثیں بیان کر چکے تو فرمایا باقی تین مجھے یاد نہیں۔ اگر کوئی مجھے طعنہ دے اور کہے کہ کیوں یاد نہیں تو میں کہوں گا کہ یہ تین حدیثیں تم نے مجھ سے سیکھی ہیں تم بھی تو نہیں جانتے تھے۔

اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی فضیلت کے متعلق حکایت سنائی۔ ایک دفعہ مولانا رضی الدین نیشا پوریؒ بیمار تھے ایک عالم آپ کے سرہانے بیٹھا اور یہ حدیث پڑھی۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الغیبۃ اشد من الزناء مولانا پر اگرچہ بیماری کا غلبہ تھا انہوں نے اس عالم سے پوچھا کہ یہ حدیث سنانے کا کونسا موقعہ ہے نہ اس وقت زناء ہو رہا ہے اور نہ غیبت۔ آپ نے کیوں یہ حدیث پڑھی۔ اس

Marfat.com

نے جواب دیا کہ میرا مقصد توجیہ اور غیر توجیہ کا نہیں۔ میں نے تو سن رکھا ہے کہ جو کوئی کسی بیمار کے سرہانے کوئی حدیث صحیح پڑھے تو وہ بیمار تندرست ہو جاتا ہے اس لئےمیں نے یہ حدیث پڑھی جو متواتر اور صحیح ہے۔ آپ کی صحت کے لئے پڑھی ہے پھر مولانا رضی الدین نے کچھ جواب نہ دیا اور وہ صحت یاب ہو گئے۔

پھر اللہ کے حکم پر راضی رہنے اور تسلیم یعنی اطاعت قبول کر لینے پر سر جھکا لینے کا ذکر شروع ہوا تو فرمایا کہ ایک درویش بیٹھا تھا ایک مکھی آکر اس کی ناک پر بیٹھی اس نے اڑائی پھر آبیٹھی پھر کہا یا الٰہی میں چاہتا ہوں کہ مکھی ناک پر نہ بیٹھے اور تو چاہتا ہے کہ بیٹھے میں نے اپنی مرضی چھوڑ دی اور تیری رضا اختیار کی اب میں ناک پر سے مکھی نہیں اڑاؤں گا جب یہ کہا تو مکھی ناک پر نہ بیٹھی۔

Marfat.com

مجلس ـــ ۱۱ ـــ

توبہ کے بعد

بروز ہفتہ بیسویں ماہ جمادی الاول سن مذکور کو قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ گفتگو اس بارے میں شروع ہوئی۔ کہ بعض تائب توبہ کے بعد لغزش کھا جاتے ہیں۔ چونکہ سعادت باقی ہوتی ہے۔ پھر توبہ کر لیتے ہیں۔ اس حال کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک گویا عورت ممر نام نہایت حسین تھی۔ آخری عمر میں توبہ کی۔ اور شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر محمد سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کی مرید ہوئی۔ اور وہاں سے کعبہ کی زیارت کے لئے گئی۔ جب واپس آئی۔ تو والی ہمدان نے اس کے آنے کی خبر سن کر کسی کو اس کے پاس بھیجا۔ کہ آکر گانا سناؤ۔ اس عورت نے جواب دیا۔ کہ میں نے اس کام سے توبہ کر لی ہے۔ اور کعبہ کی زیارت کر آئی ہوں۔ اب یہ کام نہیں کروں گی۔ والی ہمدان نے ایک نہ سنی۔ اور اسے آنے اور گانے پر مجبور کیا۔ وہ شیخ یوسف ہمدانی کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور حالت عرض کی۔ شیخ نے فرمایا۔ کہ اچھا اب تو جاؤ۔ آج رات میں تیرے کام کی خاطر مشغول ہوں گا۔ اور صبح جواب دوں گا۔ صبح کو جب عورت آئی۔ تو فرمایا۔ کہ ابھی تیرے خزانہ تقدیر میں ایک مرتبہ اور گناہ ہے۔ بیچاری مجبور ہو گئی ہے۔ بادشاہ کے آدمی آکر اسے لے گئے۔ جب چنگ بجا کر گانا شروع کیا۔ تو ایک ایسا شعر گایا جس سے تمام سامعین کو حالت ہو گئی۔ پہلے بادشاہ نے توبہ کی۔ اور پھر اور سب نے۔ واللہ اعلم بالصواب

Marfat.com

مجلس --۱۲--

متقی کے پیچھے نماز

بروز پیر ماہ رجب سن مذکور کو دست بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ قاضی قطب الدین کاشانی کے علم و دیانت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ آپ ملتان میں رہتے تھے اور علیحدہ مدرسہ پڑھایا کرتے تھے۔ شیخ بہاؤ الدین ذکریا علیہ الرحمتہ ہر روز وہاں جایا کرتے اور نماز ادا کیا کرتے ایک روز مولانا قطب الدین نے آپ سے پوچھا اپنے مقام سے اس قدر دور کس واسطے آتے ہیں اور مقتدی بن کر نماز ادا کرتے ہیں فرمایا میں اس حدیث پر عمل کرتا ہوں من صلی خلف عالم تقی کا نہ صلی خلف بنی مرسل جس نے پرہیزگار عالم کے پیچھے نماز ادا کی۔ گویا اس نے نبی مرسل کے پیچھے نماز ادا کی۔

بعدازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ میں نے ایسا ہی سنا ہے۔ کہ ایک روز شیخ بہاؤ الدین زکریا علیہ الرحمتہ وہاں پر موجود تھے۔ قاضی قطب الدین امامت کر رہے تھے۔ ایک رکعت ادا کر چکے تھے۔ دوسری رکعت کے وقت شیخ صاحب بھی جا پہنچے۔ جب قاضی صاحب تشہد کے لئے بیٹھے تو سلام کہنے سے پہلے ہی شیخ صاحب نے اٹھ کر نماز ختم کی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے۔ تو قاضی صاحب نے شیخ صاحب سے پوچھا۔ کہ آپ کس واسطے سلام سے پہلے ہی نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ کیا آپ سجدہ نہیں کر سکتے تھے۔ فرمایا۔ اگر کسی کو باطنی نور کے سبب معلوم ہو جائے۔ کہ امام سے غلطی نہیں ہوئی۔ تو اس کے لئے جائز ہے تاکہ اٹھ کھڑا ہو۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہ جو نور شرع کے موافق نہیں وہ تاریکی ہے۔ کہتے ہیں کہ بعدازاں پھر کبھی شیخ صاحب وہاں نہ گئے۔

ایک مرتبہ قاضی قطب الدین سے پوچھا گیا۔ کہ آپ درویشوں پر اعتقاد کیوں نہیں کرتے فرمایا۔ جن درویشوں کو میں نے دیکھا ہے۔ ویسے اب دکھائی نہیں دیتے۔ پھر فرمایا۔ کہ میں ایک دفعہ کاشغر میں تھا اور میرے پاس ایک چھوٹی چھری تھی وہ ٹوٹ گئی

Marfat.com

میں اسے بازار میں لے گیا چھری بنانے والوں سے کہا اسے پہلے کی طرح بنا دو سب نے کہا یہ پہلے کی طرح نہیں بن سکتی چھوٹی ہو جائے گی۔ البتہ آپ فلاں دکان پر جائیں وہاں ایک صالح مرد کاریگر ہے اس کے پاس جاؤ جب میں اس کے ہاں گیا تو اس نے بھی وہی جواب دیا جو پہلے دے چکے تھے میں نے ضد کی تو اس نے کہا اچھا آنکھیں بند کرو لیکن میں کن انکھیوں سے دیکھتا رہا اس نے چھری داڑھی کے قریب کی آسمان کی طرف منہ کر کے کچھ پڑھا اور مجھے کہا آنکھیں کھول دو جب میں نے دیکھا تو چھری پہلی حالت میں میرے سامنے تھی۔

قاضی قطب الدین کلشانی کی ایک اور حکایت اس طرح سے سنائی کہ وہ دہلی آئے تو انہیں سلطان شمس الدین کے محل میں بلایا گیا اس وقت سید نور الدین مبارکؒ حرم گاہ کی طرف بیٹھے تھے جب آپ آئے تو ان سے پوچھا گیا آپ کہاں بیٹھیں گے انہوں نے کہا اس علویؒ کے ہاتھ کے نیچے پھر سلطان ہر دو کو ہمراہ لے کر حرم گاہ میں لے گیا اور قریب بٹھایا۔

پھر شیخ جلال الدین تبریزیؒ کی حکایت سنائی کہ وہ بدایوں میں قاضی کمال الدین کے ہاں گئے تو نوکر نے کہا قاضی صاحب نماز پڑھ رہے ہیں آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا قاضی کو نماز کیا پڑھنی آتی ہے؟ آپ واپس چلے آئے تو دوسرے دن قاضی صاحب نے حاضر خدمت ہو کر معذرت چاہی اور کہا میں نے تو احکام نماز کے متعلق کئی کتابیں لکھی ہیں آپ نے کیسے کہہ دیا قاضی کو نماز پڑھنی آتی ہے؟ اس پر شیخ نے فرمایا کہ ہاں! علماء کی نماز اور ہے اور فقیروں کی اور۔ قاضی صاحب نے پوچھا کیا فقراء رکوع اور سجود دوسرے طریقے سے کرتے ہیں؟ یا قرآن کسی اور طریقہ سے پڑھتے ہیں؟ شیخ نے فرمایا نہیں۔ علماء کی نماز اس طرح سے ہے کہ نظر کعبہ کی طرف رکھتے ہیں اگر کعبہ کی سمت معلوم نہیں تو اندازہ کر لیتے ہیں علماء کا قبلہ ان سے باہر نہیں لیکن فقراء جب تک عرش کو نہیں دیکھ لیتے نماز نہیں پڑھتے۔ قاضی کو یہ بات دل میں ناگوار گزری مگر خاموش رہے۔ جب رات ہوئی تو قاضی صاحب نے خواب میں دیکھا کہ شیخ جلال الدین تبریزیؒ عرش پر مصلے بچھائے نماز پڑھ رہے ہیں دوسرے دن دونوں بزرگ ایک مجلس

Marfat.com

میں تھے۔ جلال الدین نے فرمایا اے فلانے! علماء کا کام اور مرتبہ تو معلوم ہے ان کی ہمت درس دینے تک ہے۔ ان کی خواہش مدرس قاضی اور صدر بننے کی ہے لیکن درویشوں کے درجات بہت ہیں پہلا درجہ تو وہی ہے جو رات قاضی صاحب کو خواب میں دکھلایا گیا۔ جب قاضی کمال الدین نے یہ بات سنی تو اٹھ کر معافی مانگی اور اپنے بیٹے کو کہ بہ لقب برہان الدین تھا شیخ کے قدموں میں ڈال کر مرید کرایا اور شیخ نے کلاہ عطا فرمائی۔

مجلس -- ۱۳ --

تحمل

بروز بدھ چودھویں رجب سن مذکور کو قدم بوسی کا موقع ملا۔ تحمل یعنی برداشت کا ذکر شروع ہوا۔ فرمایا کہ خلقت کا معاملہ تین طرح کا ہے پہلی قسم کے آدمی وہ ہیں جن سے نہ تو کسی کو فائدہ پہنچے نہ نقصان۔ یہ لوگ مانند پتھر ہیں۔ دوسری قسم کے وہ ہیں جن سے دوسروں کو فائدہ پہنچتا ہے نقصان نہیں۔

یہ ذرا بہتر لوگ ہیں تیسری قسم ان دونوں سے اچھی ہے وہ ایسے لوگ ہیں جن سے دوسروں کو فائدہ پہنچتا ہے اگر کوئی انہیں نقصان پہنچاتا ہے تو وہ اس کا بدلہ نہیں لیتے اور برداشت سے کام لیتے ہیں اور یہ صدیقوں کا کام ہے۔

Marfat.com

مجلس -- ۱۴ --

اچھے نام

بروز پیر اٹھارہویں ماہ شعبان کو قدم بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ بات چل نکلی کہ ناموں میں سے کون سا نام اچھا ہے؟ خواجہ صاحب نے فرمایا الا سماء عند اللہ عبدا للہ و عبد الرحمن۔ اللہ رب العزت کے نزدیک عبداللہ اور عبدالرحمن نام پیارے ہیں۔

پھر فرمایا کہ سب سے سچا نام حارث ہے اس لئے ہے کہ جو کھیتی کاشت کرتا ہے خواہ اطاعت سے خواہ گنہگاری سے۔

پھر فرمایا کہ سب سے چھوٹا نام مالک اور خالد ہے۔ اس لئے کہ مالک اور خالد یعنی ہمیشہ رہنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

Marfat.com

مجلس ــ ۱۵ ــ

محبت کا اثر

بروز جمعرات پانچویں ماہ مبارک رمضان سن مذکور کو دست بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ صحبت کے اثر کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ ایک طالب علم نصیر نام شیخ الاسلام فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں تجارت کی نیت سے حاضر ہوا۔ لیکن آکر مرید بنا۔ اور سر منڈا ڈالا۔ ایک روز جوگی سے پوچھنے لگا۔ کہ بال کس طرح بڑھتے ہیں۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جب میں نے اس طالب کو جوگی سے بال بڑھانے کی تجویز پوچھتے سنا۔ تو میں سخت ناراض ہوا۔ اس واسطے کہ بیعت سے غرض توبہ ہے کہ سر کے بال منڈانے سے غرور اور بانکپن جاتا رہے۔ پھر بال بڑھانے کی کیا ضرورت۔ الغرض جب کچھ مدت گزر گئی۔ تو شیخ معین الحق والدین سنجری رحمتہ اللہ علیہ کے نواسے خواجہ وحید الدین شیخ کبیر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مرید بننے کی التجا کی۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ مجھے یہ بات آپ کے خانوادے سے حاصل ہوئی ہے۔ مجھے واجب نہیں۔ کہ آپ کو مرید کروں۔ خواجہ صاحب نے بہت منت و سماجت کی۔ تو شیخ صاحب نے مرید کر لیا۔ اور فرمایا۔ کہ سر منڈا دو۔ جس روز خواجہ وحید الدین نے سر منڈایا۔ اسی روز مولانا نصیر الدین نے بھی آپ کی موافقت سے سر منڈایا۔

پھر دعائے اموات کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ میں نے عرض کی۔ کہ قبروں پر جو قرآنی آئتیں لکھتے ہیں۔ ان کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں۔ فرمایا۔ نہیں لکھنی چاہئیں۔ اور کفن پر بھی نہیں لکھنی چاہئیں۔ الحمد للہ علی ذالک۔

— ☆ —

Marfat.com

مجلس ۔۔ ۱۶ ۔۔

مصنف ھدایہ

بروز بدھ اٹھارہویں ماہ شوال سن مذکور کو قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ مولانا برہان الدین بلخی علیہ الرحمتہ کی بزرگی کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی تو مولانا برہان الدین نے فرمایا کہ میں ابھی بچہ ہی تھا۔ تقریباً" پانچ چھ سال کا ہوں گا۔ کہ اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ راستہ چل رہا تھا۔ اتنے میں مولانا برہان الدین مرغینانی صاحب ہدایہ نمودار ہوئے۔ میرے والد بزرگوار اس سے الگ ہو کر ایک کوچے میں چلے گئے اور مجھے وہیں چھوڑ گئے۔ جب مولانا برہان الدین مرغینانی کی سواری نزدیک آ پہنچی۔ تو میں نے آگے بڑھ کر سلام کیا۔ مجھے غور سے دیکھ کر فرمایا۔ کہ اس لڑکے میں مجھے علم کا نور دکھائی دیتا ہے۔ میں یہ بات سن کر اس کی سواری کے آگے آگے چلا۔ پھر فرمایا۔ کہ مجھ سے اللہ تعالیٰ ایسا ہی کہلواتا ہے۔ کہ یہ لڑکا اپنے زمانے میں علامہ عصر ہو گا۔ مولانا برہان الدین بلخی فرماتے ہیں۔ کہ میں یہ بات سن کر اسی طرح آگے آگے چلا گیا۔ پھر فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے یہ بات کہلواتا ہے۔ کہ یہ لڑکا ایسا بزرگ ہو گا۔ کہ بادشاہ بھی اس کے دروازے پر آئیں گے۔

خواجہ صاحب نے جب یہ حکایت ختم کی۔ تو فرمایا۔ کہ مولانا برہان الدین بلخی عالم بھی تھے اور صالح بھی۔ چنانچہ آپ بارہا فرمایا کرتے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کسی کبیرہ کی نسبت باز پرس نہیں کرے گا۔ صرف ایک کبیرہ کی نسبت کرے گا۔ مولانا سے پوچھا گیا۔ کہ وہ کون سا کبیرہ ہے۔ فرمایا۔ سماع۔ جو میں نے سنا بھی بہت ہے اور اب بھی سنتا ہوں۔

یہاں سے سماع کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ اس شہر میں سماع کا سکہ قاضی حمیدالدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ نے جمایا تھا۔ اور نیز قاضی منہاج الدین نے جو قاضی وقت اور سماع کا دلدادہ تھا۔ ان دونوں کی کوشش سے یہ کام سرانجام ہوا۔ گو مخالفوں نے مخالفت کی۔ لیکن قاضی صاحب اپنی بات پر پکے رہے۔ چنانچہ ایک دفعہ

Marfat.com

بادشاہ کے مکان میں سفید محل کے پاس دعوت کی جہاں شیخ قطب الدین بختیار قدس اللہ سرہ العزیز بھی موجود تھے۔ دوسرے بزرگوں نے مولانا رکن الدین سمرقندی کو اطلاع کی۔ کہ یہاں سماع ہونے والا ہے کہ وہ سماع کے سخت مخالف تھے۔ معہ خدمت گاروں اور متعلقین کے گھر سے نکل بروانہ ہوئے۔ تاکہ جاکر سماع سے منع کریں۔ جب قاضی حمیدالدین" نے سنا۔ کہ اس طرح آرہے ہیں۔ تو گھر کے مالک کو کہا۔ تو کسی جگہ جاکر چھپ جا۔ خواہ تجھے کتنا ہی بلائیں آنا مت۔ گھر کے مالک نے ویسا ہی کیا۔ قاضی حمیدالدین صاحب نے فرمایا۔ کہ دروازہ کھول دو۔ اور سماع شروع کرو۔ جب مولانا رکن الدین سمرقندی آئے۔ تو پوچھا۔ کہ گھر کا مالک کون ہے۔ جواب ملا۔ کہ یہاں موجود نہیں۔ ہمیں معلوم نہیں۔ پھر پوچھا۔ اور جستجو کی۔ لیکن کچھ پتہ نہ ملا۔ آخر واپس چلے گئے۔ خواجہ صاحب جب اس بات پر پہنچے۔ تو مسکرا کر فرمایا۔ کہ قاضی صاحب نے کیا اچھی تدبیر نکالی۔ کہ مالک مکان کو غائب کر دیا۔ یعنی بے اجازت گھر میں آنا منع ہے۔ اگر مولانا رکن الدین سمرقندی بلا اجازت آجاتے۔ تو ان پر مواخذہ ہو سکتا تھا۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ مولانا شرف الدین سنجری بھی قاضی صاحب کے مخالف تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ جب مولانا شرف الدین بجری بیمار ہوئے۔ تو قاضی حمیدالدین صاحب بیمار پرسی کے لئے آئے۔ مولانا کو اطلاع دی گئی۔ فرمایا۔ کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو معشوق کہتا ہے۔ میں اس کا چہرہ نہیں دیکھنا چاہتا۔ غرضیکہ نہ ہی آنے دیا۔ میں (مؤلف) نے عرض کی۔ کیا اس معشوق سے مراد محبوب ہے۔ فرمایا۔ کہ اس بارے میں بہت سی باتیں ہیں۔ جس قدر لوگوں کو واقفیت ہوتی ہے۔ ویسا ہی اس کا جواب دیتے ہیں۔ لیکن جو گھر بیٹھے کوئی بات کہہ دے۔ اسے کوئی کیا کرے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ ایک دفعہ قاضی حمیدالدین ناگوری۔ قاضی کبیر اور مولانا برہان الدین بلخی تینوں بزرگوار شیخ کبیر کی مجلس میں حاضر ہونے کی خاطر جا رہے تھے۔ قاضی صاحب استر پر سوار تھے۔ اور باقی دونوں قد آور گھوڑوں پر۔ اسی اثناء میں مولانا کبیر نے قاضی حمیدالدین کو کہا۔ کہ مولانا آپ کی سواری کا ٹٹو صغیر (چھوٹا) ہے۔ فرمایا۔ کبیر

Marfat.com

(بڑے) سے اچھا ہے۔ خواجہ صاحب نے مسکرا کر فرمایا۔ کہ دیکھو کیا عمدہ جواب ہے جس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

پھر فرمایا کہ جب قاضی حمیدالدین ناگوری کے سماع کی شہرت ہوئی تو بہت سے مخالفین نے فتوے لگائے اور جواب سنے سب نے لکھا کہ سماع حرام ہے ایک فقیہہ نے جس کا قاضی صاحب سے میل ملاپ تھا۔ شاید اس فتوے میں کچھ لکھا تھا۔ اس کی خبر جب قاضی صاحب کو ملی اتنے میں وہ فقیہہ قاضی صاحب کے پاس آیا پوچھا کیا آپ نے بھی اس کا جواب لکھا وہ شرمندہ ہوا اور کہا ہاں ! لکھا ہے۔ اس بات پر خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اس روز قاضی صاحب نے اپنا کچھ بھید اس فقیہہ پر ظاہر کیا اور فرمایا کہ وہ تمام مفتی جنہوں نے جواب لکھے ہیں میرے مقابل ابھی شکم مادر سے پیدا بھی نہیں ہوئے اور تو پیدا ہوا ہے لیکن ابھی بچہ ہے۔

یہاں سے قاضی حمیدالدین مادتکلہ کے متعلق گفتگو شروع ہوئی فرمایا کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں قاضی حمیدالدین ناگوری کی خاطر آیا لیکن جب شہر پہنچا تو انتقال فرما چکے تھے۔

ایک دن انہوں نے قاضی حمیدالدین ناگوریؒ کے ملفوظات نگارشات کو اپنے سامنے طلب کیا اور ان کتابوں کا مطالعہ کرنے لگے جو انہوں نے سلوک پر لکھی ہیں مطالعہ کے بعد حاضرین کو کہا جو کچھ تم نے پڑھا ہے وہ انہی کاغذات میں موجود ہے اور جو کچھ نہیں پڑھا ہے وہ بھی ان میں ہے اور میں نے جو کچھ پڑھا ہے وہ بھی ان میں ہے اور جو کچھ میں نے نہیں پڑھا وہ بھی ہے۔

Marfat.com

مجلس --- ۱۷ ---

اولیائے حق

بروز ہفتہ ستائیسویں ماہ شوال کو زیارت ہوئی۔ اولیائے حق اور معاملہ خلق ان کی راستی اور ان کے ثمر کے متعلق گفتگو شروع اس حکایت سے ہوئی نیشاپور میں ایک بزرگ نے بکریاں پال کر ابوالغیاث کے حوالے کیں کہ ان کو ذبح کر کے ان کا گوشت بیچ کر روپیہ جمع کرنا۔ ایک مدت بعد وہ آئے دیکھا وہاں ہڈیوں کا انبار لگا ہوا تھا پوچھا یہ کیسے لگا۔ انہوں نے جواب دیا جن بکریوں کا گوشت فروخت ہوا ان کی ہڈیاں ہیں۔ اس کے باپ نے پوچھا ہڈیاں کیوں نہ فروخت کیں۔ کہا لوگ مجھ سے گوشت خریدنے آتے تھے نہ کسی نے ہڈی پوچھی نہ میں نے بیچی۔ اس پر باپ نے ہنس کر کہا تو نے میرا روپیہ برباد کر دیا۔ پوچھا کس قدر؟ کہا بیس ہزار دینار ابوالغیاث نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو تھیلی غیب سے ہاتھوں میں آگئی جو باپ کے آگے رکھ دی جب اس تھیلی کو کھولا گیا تو اس میں بیس ہزار دینار تھے۔ اس حکایت کے خاتمہ پر عرض کی کیا جلال قصاب یہی تھا؟ فرمایا۔ نہیں جلال قصاب متاخرین سے تھا۔ پھر میں نے پوچھا۔ کیا یہ شعر جلال قصاب کا ہے۔

من پور قصابم سخنم پوست کشندہ است ۔ من پوست کشم ہر کہ بہ بازار من آید

فرمایا۔ ہاں اسی کا ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ دہلی میں ایک قصاب ولی حق تھا۔ جس سے لوگوں کو بہت کچھ حاصل ہوا۔ قاضی فخرالدین ناقلہ اوائل میں اس کے پاس اکثر جایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ اس قصاب نے پوچھا۔ کہ تم کیا چاہتے ہو۔ کہا میں چاہتا ہوں۔ کہ قاضی بن جاؤں۔ کہا۔ اچھا جاؤ قاضی بن جاؤ گے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ ایک اور شخص اسی قصاب کے پاس آیا کرتا تھا۔ اس سے پوچھا۔ کہ تو کیا چاہتا ہے۔ اس نے کہا۔ میں امیر داد بننا چاہتا ہوں۔ کہا جاؤ تم امیر داد ہو جاؤ گے۔ چنانچہ وہ ہو گیا۔

پھر فرمایا۔ کہ مولانا وجیہ الدین حسام بھی اس کے پاس جایا کرتے تھے۔ انہیں

Marfat.com

پوچھا۔ کہ کیا بننا چاہتے ہو۔ کہا۔ مجھے علم چاہئے۔ چنانچہ آپ عالم بنے۔ ایک اور آدمی کی بھی اس قصاب سے آشنائی تھی۔ اسے پوچھا۔ کہ تم کیا چاہتے ہو۔ اس نے کہا۔ مجھے حق تعالٰی کی محبت چاہئے۔ چنانچہ وہ بھی واصل حق ہو گیا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ میں نے اس قصاب کو دیکھا تھا۔

مجلس --- ۱۸ ---

صاحب کتاب نافع

منگل کے روز بائیسویں ماہ ذی القعدہ سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ علویوں کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ میرے دل میں مدت سے ایک بات تھی۔ جواب ظاہر کی۔ وہ یہ کہ بعض علویوں سے میں نے سنا تھا۔ کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط لکھا۔ کہ میرے بعد میرے فرزندوں کو اجازت ہے۔ کہ اگر وہ چاہیں۔ تو مسلمان کو بیچ لیں۔ اور ابوبکر صدیق یا عمر خطاب رضی اللہ عنہما میں سے کسی نے اس حکم کو پھاڑ ڈالا۔ میں نے اس بارے میں پوچھا کیا یہ سچ ہے۔ فرمایا۔ نہیں۔ یہ بات کسی کتاب میں تو لکھی نہیں دیکھی۔ البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزندوں کی تعظیم و تکریم کرنی واجب ہے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جو آل رسول ہے۔ اس سے ناشائستہ حرکت کبھی ظاہر نہیں ہوتی۔ پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ سمرقند میں ایک صحیح النسب سید اجل تھے۔ جو کتاب نافع ہمدان کے مصنف ہیں۔ آپ کی ایک لونڈی تھی۔ جس کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جو پانچ چھ برس کا ہو گیا۔ تو ایک روز سقہ پانی کی مشک بھر کر لایا۔ جب پانی بھر کر باہر آیا۔ اور پھر دوبارہ لایا۔ تو مشک میں سوراخ تھا۔ جس سے تھوڑا تھوڑا پانی بہ رہا تھا۔ سید اجل نے پوچھا۔ کہ اس مشک کو کیا ہوا۔ سقے نے کہا۔ میں بھر کر لایا تھا۔ آپ کے لڑکے نے چھوٹی سی تیر کمان بنائی ہوئی ہے۔ اس نے تیر مارا ہے۔ جس سے مشک میں سوراخ ہو گیا ہے۔ سید اجل نے جب یہ بات سنی۔ تو لونڈی کے پاس آ کر تلوار

Marfat.com

سونت لی۔ اور پوچھا کہ سچ بتا۔ یہ لڑکا کس کا ہے۔ پہلے تو اس نے پوشیدہ رکھنا چاہا۔ لیکن بعد میں کہہ دیا۔ کہ یہ ایک غلام کا لڑکا ہے۔ سید اجل یہ سن کر باہر آئے۔ تو پہلے اس لڑکے کی دو زلفیں تھیں ایک کاٹ دی۔ بات یہ ہے۔ کہ جو از اولاد رسول ہے۔ اس سے کبھی کوئی ناشائستہ حرکت ظاہر نہ ہوتی۔

پھر ایک اور حکایت بیان فرمائی۔ کہ بدایوں میں ایک سید مرد تھے۔ ان کے ہاں اس روز لڑکا پیدا ہوا۔ جبکہ چاند برج عقرب میں تھا۔ جیسی کہ عام سی رسم ہے۔ اس کی ولادت کو منحوس خیال کیا۔ اور وہ لڑکا ایک کناسی کو دے دیا۔ جس نے اس کی پرورش کی۔ چار پانچ سال بعد اس لڑکے میں نور و جمال نمودار ہوا۔ تو کسی نے آکر سید صاحب کو کہا۔ کہ اپنا فرزند تو دیکھ آ۔ کیسا حسین ہے۔ اس کے والدین آکر اسے لے گئے۔ اور قرآن پڑھایا۔ اور علم ادب سکھایا۔ القصہ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ میں نے اس سید کو دیکھا تھا۔ واقعی حسین تھا۔ پھر وہ عالم متبحر بنا۔ چنانچہ بدایوں کے بہت سے لوگ اس کے شاگرد بنے۔ واقعی بڑا اعلیٰ درجے کا ادیب اور صالح مرد تھا۔ چنانچہ جو شخص اسے دیکھتا۔ یہی کہتا کہ واقعی یہ آل رسول سے ہے۔

پھر مشغول درویشوں کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ میں نے بدرالدین اسحاق سے سنا ہے۔ اس نے کہا۔ کہ ایک صوفی شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جو بہت عزیز مرد تھا۔ دن رات حق تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہتا۔ جب اس کے کپڑے میلے ہو گئے۔ تو میں نے کہا۔ کپڑے کیوں نہیں دھوتا۔ اس وقت کچھ جواب نہ دیا۔ چند روز بعد پھر میں نے زور دے کر کہا۔ کہ کپڑے کیوں نہیں صاف کرتا۔ تو بڑی عاجزی سے جواب دیا۔ کہ مجھے کپڑے دھونے کی فرصت نہیں۔ بدرالدین اسحاق فرماتے ہیں۔ کہ جب کبھی مجھے اس کا جواب یاد آتا ہے۔ تو مجھے بیہوشی طاری ہو جاتی ہے۔

پھر ذوق و شوق اور سالکوں کے غلبۂ اشتیاق کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ لاہور میں ایک عالم تھا۔ جس کا وعظ پراثر تھا۔ ایک روز اس نے قاضی شہر سے زیارت کعبہ کی آرزو ظاہر کی۔ اور اجازت مانگی۔ قاضی نے کہا۔ مرد

Marfat.com

خدا کہاں جاؤ گے۔ آپ کی وعظ و نصیحت سے لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ وہ قاضی کے کہنے سے رک گیا۔ پھر دوسرے سال ایسا ہی کہا۔ پھر قاضی نے وہی جواب دیا۔ تیسرے سال جب پوچھا۔ تو قاضی نے کہا۔ صاحب اگر آپ کو اشتیاق غالب ہوتا۔ تو نہ ہی مشورہ کرتے۔ اور نہ ہی اجازت طلب کرتے چلے جاتے۔ پھر خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ عشق میں مشورہ نہیں۔

مجلس ـــ ۱۹ ـــ

کشف و کرامت

بروز اتوار گیارھویں ماہ ذوالحجہ سن مذکور کو قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ کشف و کرامت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ اس سے پہلے فلاں گاؤں میں ایک عورت بی بی فاطمہ سام نام نہایت صالح بزرگ اور معمر ہو گذری ہے۔ میں نے اسے دیکھا تھا۔ واقعی بڑی بزرگ تھی۔ ہر چیز کے حسب حال اسے شعر یاد تھے۔ جن میں سے ایک شعر مجھے بھی یاد ہے۔

ہم عشق طلب کنی وہم جان خواہی ــــ ہر بو طلبی ولے میسر نشوبہ

ترجمہ۔ عشق کے طلب گار بن کر جان بھی چاہتے ہو ہر دو کو چاہتے ہو مگر میسر نہیں ہوں گے۔

پھر فرمایا۔ کہ شیخ نجیب الدین متوکل کو اس عورت سے بطور بھائی بہن بڑی محبت تھی۔ جس رات شیخ صاحب کے ہاں فاقہ ہوتا۔ دوسری صبح وہ سیر بھر کی یا آدھ سیر کی روٹی پکا کر کسی کے ہاتھ بھیج دیتی۔ کہ جاؤ۔ رات ان کے ہاں فاقہ تھا۔ جا کر دے آؤ۔ ایک مرتبہ ایک روٹی اس نے بھیجی تو شیخ صاحب نے خوش طبعی کے طور پر فرمایا۔ کہ پروردگار! جس طرح تو نے اس عورت کو ہمارے حال سے واقف کیا ہے۔ شہر کے بادشاہ کو بھی واقف کر تا کہ کوئی بابرکت چیز بھیجے۔ پھر مسکرا کر فرمایا۔ کہ بادشاہوں کو وہ صفائی کہاں نصیب ہے۔ کہ واقف ہوں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ میں ایک دفعہ

Marfat.com

اس عورت کے ہاں گیا تو مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ ایک مرد کے ہاں لڑکی ہے۔ اگر تو اس سے نکاح کر لے۔ تو بہتر ہو گا۔ میں نے جواب دیا۔ کہ ایک دفعہ میں شیخ الاسلام فریدالدین کی خدمت میں حاضر تھا۔ وہاں پر ایک جوگی بھی موجود تھا۔ وہاں پر بات اس بارے میں شروع ہوئی۔ کہ بعض بچے بے ذوق پیدا ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ یہ ہوتی ہے۔ کہ لوگوں کو مباشرت کرنے کا وقت یاد نہیں۔ بعد ازاں جوگی نے کہا۔ کہ مہینے میں تیس دن ہوتے ہیں۔ ہر دن کی الگ الگ خاصیت ہے۔ مثلاً" اگر پہلے روز صحبت کی جائے تو اس قسم کا فرزند پیدا ہوتا ہے۔ اور اگر دوسرے روز کی جائے۔ تو اس قسم کا۔ حتیٰ کہ سارے دنوں کا حال اس نے بیان کیا۔ بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ میں نے دنوں کے اثر کو جوگی سے اچھی طرح پوچھ کر یاد کر لیا۔ پھر جوگی کو کہا۔ کہ سنو آیا مجھے ٹھیک یاد ہیں۔ جب میں نے یہ کہا۔ تو شیخ فریدالدین قدس اللہ سرہٗ العزیز نے فرمایا۔ کہ جو کچھ تم پوچھ کر یاد کر رہے ہو۔ یہ تمہارے کسی کام نہیں آئیں گی۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جب میں نے یہ حکایت بی بی فاطمہ سام کو سنائی تو اس نے کہا۔ بس میں نے معلوم کر لیا۔ تو نے بہت اچھا کیا ہے۔ جو اس سے نکاح نہیں کیا۔ دراصل میری مرضی بھی نہ تھی۔ میں تو صرف اس مرد کی ناول شکنی کی خاطر کہہ رہی تھی۔

Marfat.com

مجلس ـــ ۲۰ ـــ

نکات سماع

بروز پیر انیسویں ماہ مذکور کو دست بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ ان دنوں ایک مخالف دشمنی پر آمادہ تھا۔ اور سماع کے سننے کے بارے میں نا کہنے والی باتیں کہتا تھا۔ خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ سخت دشمنی کرنے والے کو دشمن جانتا ہے۔

بعد ازاں سماع کے بارے میں فرمایا۔ کہ جب چند چیزیں موجود ہوں۔ تو سماع سننا چاہیے وہ چیزیں یہ ہیں۔ مسمع۔ مسموع۔ مستمع اور آلات سماع۔ پھر ان کا یوں ذکر فرمایا۔ کہ مسمع کہنے والے کو کہتے ہیں جو بالغ اور مرد ہو نہ کہ لڑکا یا عورت۔ مسموع جو کچھ وہ گائے۔ وہ فحش اور فضول نہیں ہونا چاہیے۔ مستمع وہ جو سنے۔ سننے والا بھی یاد حق سے پر ہو۔ اور اس وقت باطل خیال نہ ہو سماع کے آلات چنگ اور رباب وغیرہ ہیں۔ یہ مجلس میں نہیں ہونے چاہئیں۔ ایسا سماع حلال ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ سماع ایک موزوں آواز ہے۔ یہ حرام کیونکر ہو سکتی ہے۔ نیز اس میں قلب کو حرکت ہوتی ہے۔ اگر وہ حرکت یاد حق کی وجہ سے ہو۔ تو مستحب ہے۔ اور اگر برے خیال سے ہو۔ تو حرام ہے۔

Marfat.com

مجلس ۔۔ ۲۱ ۔۔

اخلاق درویشاں

بروز اتوار تیئسویں ماہ محرم ۱۲۷ھ کو قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ درویشوں کے اخلاق کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ اور نیز جو معاملہ اہل فساد سے کرتے ہیں فرمایا۔ کہ ایک بادشاہ تارانی نام کو شورش میں قتل کیا گیا۔ جسے شیخ سیف الدین باخرزیؒ سے بڑی الفت تھی۔ جب وہ مارا گیا۔ اور اس کی جگہ دوسرا بادشاہ بنایا گیا۔ جس کا مقرب ایک ساعی (کوشش کرنے والا) بنا۔ جسے شیخ سیف الدین سے دشمنی تھی۔ اس نے موقعہ پا کر بادشاہ کو کہا۔ اگر آپ ملک اپنے قبضے میں رکھنا چاہتے ہیں تو سیف الدین کو فیصلہ کر دو۔ کیونکہ ملکی تبدیلیاں اسی سے وقوع میں آتی ہیں بادشاہ نے اسی ساعی کو کہا۔ کہ اچھا جس طرح ہو شیخ صاحب کو لے آؤ۔ اس نے جا کر شیخ صاحب کے گلے میں پگڑی ڈالی یا اور کسی طرح بے حرمتی کے ساتھ پکڑ کر پیش کیا۔ جب بادشاہ نے دیکھا۔ تو تخت سے اتر کر قدموں پر گر پڑا۔ اور قدم چومے۔ اور معافی مانگی۔ اور ایک گھوڑا اور اور بہت سی چیزیں پیش کیں۔ القصہ جب شیخ صاحب واپس چلے گئے۔ تو دوسرے روز بادشاہ نے اسی ساعی کے ہاتھ پاؤں باندھ کر شیخ صاحب کی خدمت میں بھیج دیا۔ اور عرض کر بھیجی۔ کہ میں نے حکم دے دیا ہے۔ کہ ساعی قتل کئے جانے کے قابل ہے۔ اب اس کو آپ کے پاس بھیجتا ہوں۔ جس طرح چاہیں قتل کریں۔ جب آپ نے ساعی کو دیکھا۔ تو فوراً اس کے ہاتھ پاؤں کھول اپنی پوشاک اسے پہنائی۔ اور فرمایا۔ کہ آج وعظ میں ہمارے ساتھ چلنا۔ جب وہ مسجد میں آیا۔ تو آپ نے اسے اپنے ساتھ منبر پر کھڑا کر کے یہ شعر پڑھا۔

آنانکه بجائے من بدی کروند   گر بست رسد بجز نیکوئی نکنم

وہ لوگ جنہوں نے میرے ساتھ بڑی برائیاں کی ہیں اگر موقع ملے تو میں ان کے ساتھ صرف نیکی کروں۔

یہ حکایت بیان کرنے کے بعد فرمایا۔ کہ جو فعل بندے سے سرزد ہوتا ہے۔ خواہ

Marfat.com

وہ نیک ہو یا بد۔ اللہ تعالیٰ اس کا پیدا کرنے والا ہے۔ پس جو کچھ لاحق ہوتا ہے وہیں سے ہوتا ہے۔ کسی سے ناراض کیوں ہونا چاہئے۔

پھر اس موقعہ کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک دفعہ شیخ ابو سعید ابوالخیر قدس اللہ سرہ العزیز راستہ چل رہے تھے۔ کہ ایک کمینے نے پیچھے سے آکر گدی پر تھپڑ مارا۔ آپ نے مڑ کر دیکھا۔ تو اس نے کہا۔ مڑ کر کیا دیکھتے ہو۔ کیا تمہی نہیں کہتے تھے۔ کہ جو کچھ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ کہ واقعی بات تو یونہی ہے۔ لیکن میں دیکھتا تھا۔ کہ کس بدبخت کو اس کام کے لئے نامزد کیا ہے۔

مجلس — ۲۲ —

دیدار باری تعالیٰ

جمعرات کے روز سترھویں ماہ ربیع الاول سن مذکور کو قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی رویت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ میں نے پوچھا۔ کہ جس رویت کا وعدہ مومنوں سے کیا گیا ہے۔ کیا وہ قیامت کو ہو گی۔ فرمایا۔ ہاں پھر میں نے پوچھا۔ کہ مومن ایسی نعمت دیکھنے بعد دوسری نعمتوں کو نہیں دیکھیں گے۔ فرمایا۔ آیا ہے کہ جب اس نعمت کا مشاہدہ کریں گے تو کئی ہزار سال محو حیرت رہیں گے۔ پھر زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ یہ سخت کوتہ نظری ہے جو یہ نعمت دیکھے بعد اور کسی چیز کو دیکھیں۔ میں نے عرض کی۔ کہ شیخ سعدی شیرازی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

افسوس برآں بیدہ کہ روئے تو ندیدہ است   یا بیدہ بعد از تو تغییرے نگزیدہ است

ترجمہ :۔ افسوس اس آنکھ پر جس نے تیرے چہرے کو نہیں دیکھا۔ یا دیکھا اور تیرے بعد کسی اور کو دیکھا!

Marfat.com

مجلس ۔۔ ۲۳ ۔۔

حکایت مراد رسولؐ

بروز پیر چھبیسویں ماہ ربیع الآخر سن مذکور کو قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ' کی مہابت و صلابت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ ایک مرد نے آپ کی خدمت میں آکر عرض کی۔ کہ مجھے شادی کئے چھ مہینے گزرے ہیں۔ کہ بچہ پیدا ہوا ہے۔ اس بارے میں آپ کیا حکم دیتے ہیں۔ فرمایا۔ اس عورت کو سنگسار کرو۔ اس مجلس میں امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ آپ کچھ سوچنے لگے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا۔ آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ فرمایا۔ جبکہ اللہ تعالٰی نے قرآن شریف میں فرمایا ہے' حمله' و فصاله' ثلثون شهرً' بچے کا حمل اور اس کے دودھ پینے کا زمانہ تیس مہینے ہوتا ہے۔ تو ممکن ہے۔ کہ دو سال دودھ پینے کا زمانہ ہو۔ اور چھ مہینے حمل کا۔ یہ سن کر آپ نے حکم منسوخ کر کے فرمایا۔ لو لا علی لهلك عمر' اگر علیؓ رضی اللہ عنہ' یہاں موجود نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو چکا تھا۔ واللہ' اعلم یہ کیسے مسلمانوں کی کتابوں میں درج ہوئی معلوم ہوتا ہے مخالفین مراد رسول امیرالمومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ' کی تصنیف کردہ ہے۔

بعد ازاں اس رعایت اسلامی کی نسبت جو حضرت عمرؓ کے دل میں تھی۔ یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک دفعہ کوئی شاعر جناب کی مدح میں شعر کہہ کر لایا۔ جس میں بطور وعظ و نصیحت بہت کچھ کہا۔ جس کا ایک مصرعہ یہ ہے۔

مصرعہ

كفى الشيب والاسلام للمرانا هيا

یعنی بڑھاپا اور اسلام انسان کو گناہ سے روکنے کے لئے کافی ہے' جب شاعر نے یہ شعر پڑھا۔ تو آپ نے اسے کوئی صلہ عطا نہ فرمایا۔ شاعر نے پوچھا۔ کہ میں نے مدح کی ہے آپ صلہ کیوں نہیں دیتے۔ فرمایا۔ تو نے بڑھاپے کو اسلام پر مقدم رکھا ہے۔ اگر

Marfat.com

اسلام کو مقدم رکھتے۔ تو میں کچھ دیتا۔

یہاں سے شعر کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ میں نے عرض کی۔ کہ جناب کی زبانی بارہا میں نے سنا ہے۔ کہ قرآن شریف کا پڑھنا شعر کہنے پر غالب آتا ہے۔ سو میں اسی امید پر ہر روز قرآن شریف پڑھتا ہوں۔ اور جو کچھ کہہ چکا ہوں۔ اس کی نسبت توبہ کرتا ہوں۔ میری یہ عرض آپ کو بہت پسند آئی۔ پھر میں نے عرض کی۔ کہ والشعراء یتبعہم الغاوون' کے یہ معنے ہیں۔ کہ جو شاعر ہیں ان کے تابعین گمراہ ہوتے ہیں۔ اور بارہا جناب کی زبان مبارک سے یہ حدیث سنی ہے۔ کہ الشعر الحکمتہ' پس جس صورت میں شاعر اہل حکمت ہیں۔ ان کے تابعین کس طرح گمراہ ہو سکتے ہیں۔

فرمایا۔ جو شاعر ہزل۔ حشو اور ہجو گو ہوتے ہیں۔ ان کی متابعت کے لئے یہ حکم ہے ویسے تو صحابہ کرام نے بھی شعر کہے ہیں۔ مثلاً" امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ اور دوسرے بھی۔ پھر امیرالمومنین علیؓ کے دو شعر زبان مبارک سے فرمائے۔ جن کا مطلب یہ ہے۔ کہ جب عورتیں گھوڑے پر سوار ہوتی ہیں۔ تو دجال کے نکلنے کا خوف ہوتا ہے۔ ایک قافیہ سروج تھا۔ دوسرا فروج تیسرا خروج۔ پہلا مصرعہ یہ تھا۔

مصرعہ

انا رکب الفروج علی السروج

پھر میں نے پوچھا۔ کہ شعر میں جو مبالغہ کیا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔ فرمایا۔ ایک مشہور کتاب میں دیکھا گیا ہے۔ کہ جھوٹ بولنا گناہ ہے۔ لیکن شعر میں جو جھوٹ کہا جائے۔ اس میں گناہ نہیں۔

Marfat.com

مجلس — ۲۴ —

حسد

بروز پیر سترھویں ماہ جمادی الاول سن مذکور کو قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی حسد کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء کی ہے اللھم اجعلنی محسوبا" ولا تجعلنی حاسدا" اے بار خدایا! مجھے محسود بنانا۔ حاسد نہ بنانا"۔ پھر فرمایا۔ کہ ایک حسد ہوتا ہے۔ ایک رشک۔ حسد تو یہ ہے کہ کوئی شخص دوسرے کی نعمت کو دیکھ کر اس کا زوال چاہے۔ اور رشک یہ ہے۔ کہ خود بھی دوسرے کی طرح بننے کی خواہش کی جائے۔ پس حسد حرام ہے اور رشک جائز۔

مجلس — ۲۵ —

احوال

بروز بدھ ساتویں ماہ مبارک رمضان سن مذکور کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ حیدر زاویہ کے احوال کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ سو سال بعد اس پر دروازہ کھلا۔ تو سر زمین پر رکھ دیا۔ اور کہا کہ میں ایک بات کا امیدوار ہوں۔ فرمایا۔ ہاں

پھر حضرت قطب العالم شیخ قطب الحق والشرع والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے بارے میں زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ عید کا روز تھا۔ کہ شیخ قطب الدین علیہ الرحمتہ نماز گاہ سے واپس آئے۔ تو اس مقام پر جہاں اب آپ کا روضہ مبارک ہے ٹھیرے اور کچھ سوچنے لگے۔ ان دنوں وہاں جنگل تھا اور قبر کا نام و نشان نہ تھا۔ یاروں نے عرض کی۔ کہ آج عید کا دن ہے۔ اور خلقت منتظر ہے۔ کہ جناب گھر میں تشریف لا کر

Marfat.com

کھانا تناول فرمائیں۔ آپ اس جگہ کیوں دیر کر رہے ہیں۔ فرمایا مجھے اس زمین سے دلوں کی بو آتی ہے۔ اسی وقت اس زمین کے مالک کو بلا کر اس سے زمین خریدی اور اپنے لئے وہاں مدفن بنانے کے لئے فرمایا۔ خواجہ صاحب جب اس بات پر پہنچے۔ تو آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ یہ جو شیخ صاحب نے فرمایا۔ کہ یہاں دلوں کی بو آتی ہے۔ سوچو وہاں کس قسم کے لوگ مدفون ہوں گے۔

پھر شیخ محمود موینہ دوز کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ آپ کے زمانے میں جس کا غلام بھاگ جاتا۔ وہ آپ کے پاس آکر کہتا۔ کہ میرا غلام بھاگ گیا۔ آپ اس غلام کا نام پوچھتے۔ اور تھوڑی دیر سوچ کر فرماتے۔ کہ تجھے مل جائے گا۔ لیکن جب آجائے تو مجھے اطلاع دینا۔ الغرض ایک روز ایک آدمی نے آکر کہا۔ کہ میرا غلام بھاگ گیا ہے آپ نے نام پوچھا۔ اور تھوڑی دیر سوچ کر فرمایا۔ تجھے مل جائے گا۔ لیکن جب آئے تو مجھے اطلاع ضرور دینا۔ چند روز بعد غلام تو آگیا۔ لیکن اس مرد نے خبر نہ کی۔ تھوڑے دنوں بعد پھر وہ غلام بھاگ گیا۔ اس کے مالک نے آکر سارا حال عرض کیا۔ فرمایا۔ میں جو کہتا تھا۔ کہ مجھے اطلاع دینا۔ یہ اس واسطے کہتا ہوں۔ کہ میرے دل سے بوجھ اٹھ جائے۔ خواجہ صاحب نے مسکرا کر فرمایا۔ کہ شیخ محمود نے غلام کے آقا کو کہا۔ کہ جب تجھے غلام ملے گا۔ اور تو شرط بجا نہ لایا اب کی مرتبہ تجھے نہیں ملے گا۔

پھر شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ' العزیز کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا ایک مرتبہ پانچ درویش آپ کی خدمت میں آئے۔ جو درشت مزاج تھے۔ وہ یہ کہہ کر چلتے بنے۔ کہ ہم اس قدر پھرے۔ لیکن کہیں درویش نہ پایا۔ آپ نے فرمایا۔ بیٹھ جاؤ۔ تاکہ تمہیں درویش دکھائیں۔ انہوں نے کچھ توجہ نہ کی اور چل پڑے۔ آپ نے فرمایا جاتے تو ہو۔ لیکن بیابان کی راہ نہ جانا۔ دوسرے راستے جانا۔ انہوں نے آپ کے برخلاف کیا۔ اور جنگل کی راہ روانہ ہوئے۔ آپ نے ایک آدمی ان کے پیچھے بھیجا۔ کہ دیکھو کس راہ گئے ہیں۔ جب خبر لائے کہ وہ جنگل کی راہ گئے ہیں۔ تو یہ سن کر آپ زار زار روئے جیسے کوئی کسی کا ماتم کرتا ہے۔ القصہ بعد ازاں فرمایا۔ کہ ان

Marfat.com

میں سے چار تو باد سموم سے ہلاک ہو گئے۔ اور پانچواں کنوئیں پر پہنچا۔ جو پانی زیادہ پی پی کر مر گیا۔

خواجہ صاحب کے پاؤں میں کچھ بیماری تھی۔ اس لئے پاؤں پھیلا کر بیٹھے تھے۔ حاضرین سے معافی مانگ رہے تھے۔ کہ چونکہ میرے پاؤں میں تکلیف ہے۔ اس لئے میں پاؤں پھیلا کر بیٹھا ہوں۔ تمام حاضرین نے دعا کی۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کو زندہ رکھے۔ ہماری زندگی آپ کی زندگی سے وابستہ ہے۔ مجھے یہ شعر یاد آیا۔ جو عرض کیا گیا۔

جان جہانیاں توئی بشمن جاں بود کسے ‏ ‏ ‏ ‏ اے ہمہ بشمنان تو دشمن جانِ خویشتن

تم سارے جہاں کی جان ہو اور دشمن جان ہو تمہارے سارے دشمن اپنی جان کے دشمن ہیں۔

خواجہ صاحب کو اس قصیدے کا مطلع یاد تھا۔ زبان مبارک سے فرمایا۔

بوش صبوحی ببرد بلبل مست بر چمن ‏ ‏ ‏ ‏ از خوشی صبوحیش گل بدرید پیرہن

ترجمہ۔ کل ست بلبل نے صبح کی شراب پی کر راگنی کو چھیڑا اس کی صبوحی سے کھل کر گلاب کے پھول نے اپنا پیراہن چاک کر دیا۔

پھر خواجہ فریدالدین عطار رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں فرمایا۔ کہ جلال الدین تبریزی طیب اللہ ثراہ نے خواجہ فریدالدین عطار کو نیشاپور میں دیکھا تھا۔ شاید کسی موقعہ پر شیخ بہاؤالدین زکریا علیہ الرحمتہ سے ذکر کیا۔ کہ میں نے خواجہ فریدالدین عطار کو نیشاپور میں دیکھا ہے۔ آپ مجھ سے پوچھتے تھے۔ کہ کسی مرد خدا کا پتا بتلاؤ۔ میں تو بتلا نہ سکا۔ شیخ بہاؤالدینؒ نے جب یہ سنا۔ تو فرمایا۔ کہ ایسے موقعہ پر شیخ شہاب الدین کا کیوں نہ پتہ دیا۔ شیخ جلال الدین نے فرمایا۔ کہ میں نے جو مشغولی شیخ فریدالدین عطار میں دیکھی ہے۔ اس کے مقابلے میں دوسری مشغولیاں سب بمنزلہ بیکاری ہیں۔ اس اثناء میں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ میں نے ایک پیر کو دیکھا تھا۔ جو کہتا تھا۔ کہ میں نے خواجہ فریدالدین عطار کو دیکھا تھا۔ شروع میں وہ بہت پریشان قدم تھا۔ پھر خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ جب اللہ تعالیٰ کی عنایت شامل حال ہوتی ہے۔ سب نیکیوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔

Marfat.com

بعد ازاں خواجہ عطارؒ کی وفات کا یوں ذکر فرمایا۔ کہ آپ اس طرح شہید ہوئے تھے کہ کافروں نے نیشاپور پر حملہ کیا۔ تو آپ سترہ یاروں کے ہمراہ رو بہ قبلہ ہو بیٹھے اور ان کافروں کے آنے اور شہید کرنے کے منتظر تھے۔ کہ اتنے میں کافروں نے آکر آپ کے یاروں کو شہید کرنا شروع کیا۔ اس حالت میں آپ فرماتے تھے۔ کہ یہ کیسی قہاری کی تلوار ہے۔ اور یہ کیسی جباری کی تلوار ہے۔ جب آپ کو شہید کرنے لگے۔ تو فرمایا۔ کہ یہ کیسی احسان۔ مکرمت اور بخشش کی تلوار ہے۔

پھر حکیم سنائیؒ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ شیخ سیف الدین باخرزی نوراللہ مرقدہ' بارہا فرمایا کرتے تھے۔ کہ مجھے تو حکیم سنائی کے ایک قصیدے نے مسلمان کیا ہے۔ حاضرین میں سے ایک نے اس قصیدے کا شعر پڑھا۔

برسر طور ہوا طنبو رشہوت میزنی عشق مرد لن ترانی رابدیں خواری مجوے

ترجمہ۔ خواہشات کے کوہ طور پر بیٹھے نفسیات کا طنبورہ بجا رہے ہو لن ترانی والے مرد (حضرت موسیٰؑ) کے عشق کی طلب گاری سے ایسی خواری نہ کرو۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ یہ شعر اس شعر کے ساتھ ہی ہے۔

خارپائے راہ عیاران ایں برگاہ زا برکف بست عروس مہد عماری مجوے

میں نے پوچھا۔ کہ یہ عماری کیا چیز ہوتی ہے۔ فرمایا۔ وہی جسے عام طور پر عماری کہتے ہیں۔ پہلے پہل عمار نام شخص نے بنایا تھا۔ لوگ عمارے کو عماری کہتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ شیخ سیف الدین باخرزی رحمتہ اللہ علیہ بارہا فرمایا کرتے۔ کہ کاش مجھے کوئی وہاں لے چلے۔ جہاں حکیم سنائی کی خاک ہے۔ یا اس کی خاک کوئی لادے۔ تو میں سرمہ بناؤں۔

Marfat.com

مجلس ــ ۴۶ ــ

وعظ

بروز بدھ چودھویں ماہ رمضان مبارک سن مذکور قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ قاضی منہاج الدین سراج رحمتہ اللہ علیہ اور آپ کے وعظ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ میں ہفتے کے روز بلا ناغہ وعظ سننے جایا کرتا تھا۔ سبحان اللہ آپ کی وعظ و نصیحت اور گفتگو سے کیا لذت حاصل ہوا کرتی۔

پھر فرمایا۔ کہ ایک روز آپ کی وعظ و نصیحت سن کر میں بیہوش ہو گیا۔ گویا میں مردہ ہوں اس سے پہلے میں نے کبھی اپنے تئیں کسی سماع یا حال میں بھی نہیں پایا تھا۔ اور یہ بات مرید ہونے سے پہلے کی تھی۔

پھر فرمایا۔ کہ ایک عزیز نے قاضی منہاج الدین کو کہا۔ کہ آپ قضا کے لائق نہیں بلکہ شیخ الاسلام ہونے کے لائق ہیں۔

بعدازاں اولیاء ابدال اور اوتاد کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ میں نے عرض کی۔ کہ میں نے ابھی ابھی ایک صوفی مرد سے بات سنی ہے۔ جو دل پر شاق گزری ہے۔ پوچھا کیا بات ہے۔ عرض کی۔ وہ کہتا ہے کہ جہان چار قطب اور اوتاد۔ چالیس ابدال اور چار سو اولیاء کی برکت سے قائم ہے۔ قاعدہ تو یہ ہے۔ کہ جب کوئی قطب فوت ہو جاتا ہے۔ تو اس کی بجائے اوتاد میں سے مقرر ہوتا ہے۔ اور ابدال بجائے اوتاد اور چار سو میں سے ایک ولی اس ابدال کی جگہ مقرر ہوتا ہے۔ اور عام لوگوں میں سے ایک ولی مقرر ہوتا ہے۔ وہ کہتا تھا۔ کہ اس طرح حکم ہے۔ کہ جب ان چار سو اولیاء میں سے ایک کم ہو جاتا ہے۔ تو اور کوئی داخل نہیں کیا جاتا۔ بلکہ تین سو ننانوے رہ جاتے ہیں۔ اور پھر جب ایک کم ہوتا ہے۔ تو باقی تین سو اٹھانوے رہ جاتے ہیں۔ یہ ممکن ہی نہیں۔ کہ عامہ خلائق سے کوئی ان کا قائم مقام مقرر ہو۔ اس واسطے کہ ولایت کا دروازہ بند ہے۔ جب خواجہ صاحب نے سنا۔ تو فرمایا۔ کہ نہیں ولایت دو قسم کی ہے۔ ایک ولایت ایمان۔ دوسری ولایت احسان۔ ایمان کی ولایت تو ہر مومن کو حاصل

Marfat.com

ہو سکتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "اللہ ولی الذین آمنو" ولایت احسان یہ ہے کہ کسی کو کشف و کرامت یا اور کوئی اعلیٰ مرتبہ حاصل ہو۔

مجلس --- ۲۷ ---

تذکرہ سیدی احمدؒ

بروز ہفتہ چوتھی ماہ صفر ۶۲۱ ہجری کو دست بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ مشائخ کا ذکر شروع ہوا۔ تو میں نے پوچھا کہ سیدی احمد کس قسم کے آدمی تھے۔ فرمایا۔ بزرگ آدمی تھے۔ اور عرب کے رہنے والے تھے۔ عرب میں دستور ہے۔ کہ جو بزرگ ہوتا ہے۔ اس کو سیدی کہتے ہیں۔ نیز فرمایا۔ کہ آپ شیخ حسین منصور حلاج رحمتہ اللہ علیہ کے عہد میں تھے۔۔ جب حسین منصور کو جلایا گیا۔ تو خاکستر دریائے دجلہ میں بہائی گئی۔ تو سیدی احمد نے اس پانی میں سے تھوڑا سا بطور تبرک پی لیا۔ آپ کو وہ سب برکتیں اسی پانی کے سبب حاصل ہوئیں۔

مجلس --- ۲۸ ---

اخلاق

بروز منگل سترھویں ماہ صفر سن مذکور کو دست بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ درویشوں کے حسن اخلاق اور ان کے مکارم اخلاق کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ ایک رات کوئی چور شیخ احمد نہروالی رحمتہ اللہ علیہ کے گھر آیا۔ بہتیرا ڈھونڈا کچھ نہ پایا۔ آخر جب واپس جانے لگا۔ تو شیخ احمد نے آواز دی اور قسم دی۔ کہ ذرا ٹھہر جاؤ پھر اپنے کرگہ سے سات گز کپڑا (آپ جولاہ تھے) پھاڑ کر جو بنا ہوا تھا۔ چور کی طرف پھینکا۔ کہ لے جاؤ۔ دوسرے روز اس چور نے مع والدین آکر شیخ صاحب کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ اور اس کام سے توبہ کی۔

Marfat.com

مجلس — ۲۹ —

آسیب زدہ

بروز اتوار چھٹی ماہ ربیع الاول سن مذکور کو قدم بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس روز میں اپنے رشتہ داروں میں سے ایک چھوٹے لڑکے کو ہمراہ لے گیا تھا۔ اس واسطے کہ اس لڑکے کو کبھی کبھی کوئی خیال تکلیف دیا کرتا تھا۔ واللہ اعلم۔ پری کا آسیب تھا یا کچھ اور۔ میں نے اس کی ساری حالت عرض کر دی۔ خواجہ صاحب نے نظر مرحمت کی اور فرمایا۔ کہ ٹھیک ہو جائے گا۔

پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ بخارا میں ایک لڑکا تھا۔ جسے جن و پری تکلیف دیا کرتے تھے۔ ہر روز شام کے وقت جہاں کہیں ہوتا۔ اسے درخت پر جو اس کے گھر کے صحن میں تھا۔ لا بٹھاتے۔ اور خود چلے جاتے۔ لڑکے کے والدین نے اس کی حفاظت کے لئے اسے حجرے میں بند کر کے تالا لگا دیا۔ لیکن جب شام ہوئی۔ تو پھر لڑکا درخت پر تھا۔ جب بہت عاجز اور تنگ آگئے۔ تو اسے شیخ سیف الدین باخرزی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں لے گئے۔ اور حالت عرض کی۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ کہ اس کا سرمنڈا دو۔ اور کلاہ رکھ دو۔ پھر اس لڑکے کو فرمایا۔ کہ جب جن پری پھر آئیں۔ تو کہنا کہ میں شیخ کا مرید ہو گیا ہوں۔ دیکھ لو۔ سر منڈایا ہے اور کلاہ دکھا دینا۔ جب اس لڑکے کو گھر لائے اور جن پری پھر آئے۔ تو اس لڑکے نے ویسا ہی کیا۔ انہوں نے آپس میں کہا۔ کہ کون بدبخت اسے شیخ صاحب کے پاس لے گیا تھا۔ یہ کہہ کر چلے گئے۔ خواجہ صاحب جب اس بات پر پہنچے۔ تو رو دئے حاضرین بھی روئے۔ کیونکہ وقت خوش تھا۔ الحمد للہ

پھر شیخ سیف الدین باخرزی رحمتہ اللہ علیہ کے بارہ میں فرمایا۔ کہ جب آپ جوان تھے۔ تو مشائخ اور اہل فقر کے سخت مخالف تھے۔ آپ وعظ کیا کرتے۔ تو اثنائے وعظ میں اس گروہ کو بہت برا بھلا کہا کرتے۔ جب یہ خبر شیخ نجم الدین کبریٰ نے سنی۔ تو فرمایا کہ مجھے وعظ میں لے چلو۔ خدمتگاروں نے عرض کی۔ کہ وہاں جانا خلاف مصلحت

Marfat.com

ہے۔ وہ درویشوں کو برا بھلا کہتا ہے۔ ایسا نہ ہو بے ادبی کرے۔ بہتیرا انہوں نے کہا۔ لیکن آپ نے ایک نہ سنی آخر جب تشریف لے گئے۔ تو شیخ سیف الدین نے آپ کو دیکھ کر پہلے کی نسبت زیادہ برا بھلا کہنا شروع کیا۔ جوں جوں برا بھلا کہتے جاتے۔ شیخ نجم الدین صاحب سرہلاتے جاتے اور آہستہ فرماتے کہ سبحان اللہ ! اس جوان میں کیسی قابلیت ہے۔ القصہ جب شیخ صاحب منبر سے اترے۔ تو شیخ نجم الدین صاحب اٹھ کر باہر کی طرف روانہ ہوئے۔ جب دروازے پر پہنچے۔ تو پیچھے مڑ کر فرمایا۔ کہ ابھی یہ صوفی نہیں آیا۔ اسی وقت شیخ سیف الدین کپڑے پھاڑتے ہوئے اور نعرہ مارتے ہوئے بھیڑ کو چیر کر شیخ نجم الدین صاحب کے قدموں پر آگرے شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ بھی اس مجمع میں حاضر تھے۔ وہ بھی آکر شیخ نجم الدین صاحب کے قدموں پر گر پڑے۔ القصہ دونوں مرید ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ جب شیخ نجم الدین قدس اللہ سرہ العزیز مسجد سے گھر آئے۔ تو دائیں طرف شیخ سیف الدین اور بائیں طرف شیخ شہاب الدین پا پیادہ تھے۔ غرضیکہ اس دن دونوں شیخ صاحب کے مرید ہوئے اور مخلوق بنے۔ اس وقت شیخ نجم الدینؒ نے شیخ سیف الدینؒ کو فرمایا۔ کہ تجھے دنیا بھی ملے گی اور عاقبت اس سے بھی زیادہ۔ اور شیخ شہاب الدین کو فرمایا۔ کہ تمہیں بھی دنیا اور عاقبت دونوں میں راحت نصیب ہو گی۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جب شیخ نجم الدین مسجد سے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ تو شیخ سیف الدین باخرزی دائیں طرف تھے۔ اور شیخ شہاب الدین بائیں طرف۔ شیخ سیف الدینؒ دائیں طرف کا موزہ اتار رہے تھے اور شیخ شہاب الدینؒ بائیں پاؤں سے۔ یہ مشائخ کا اشارہ ہے۔

بعدازاں شیخ نجم الدینؒ نے شیخ سیف الدینؒ کو فرمایا۔ کہ تم جا کر بخارا میں رہو۔ وہاں کا علاقہ تمہیں دیا۔ شیخ سیف الدینؒ نے عرض کی۔ کہ وہاں علماء بہت ہیں۔ اور ان کا غلبہ اور تعصب اہل معرفت اور فقر سے جناب کو معلوم ہے۔ میرا حال وہ کیسا ہو گا۔ شیخ نجم الدینؒ نے فرمایا۔ کہ جانا تمہارا کام ہے باقی ہم سمجھ لیں گے۔

Marfat.com

مجلس ــ ۳۰ ــ

ابو اسحاق گازرونیؒ

بروز ہفتہ ۲۶ ماہ ربیع الآخر سن مذکور کو دست بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ شیخ احمد ابو اسحاق گازرونی کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ آپ کا اصلی نام شہریار تھا۔ اور کنیت ابو اسحاق تھی۔ پھر فرمایا۔ کہ آپ ذات کے جولاہ تھے اور ایک گاؤں میں رہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ تار جوڑ رہے تھے۔ کہ شیخ عبداللہ خفیف قدس اللہ سرہ العزیز وہاں جا نکلے۔ خدا معلوم آپ کی پیشانی میں کیا دیکھا۔ آپ کو کہا کہ تو میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ۔ اور کہہ میں تیرا مرید ہوا۔ پھر پوچھا۔ کہ میں کیا کروں۔ شیخ عبداللہ نے فرمایا۔ کہ جو کچھ تو خود کھائے اس میں سے دوسروں کو بھی کچھ کھلانا۔ آپ نے یہ بات منظور کی۔ بعدازاں جب کبھی کھانا کھاتے۔ اس میں سے تھوڑا سا اللہ بھی دیتے ایک روز تین درویش اس گاؤں میں آئے جو بغیر ٹھیرے چلے گئے۔ آپ کے دل میں خیال آیا۔ کہ مجھے ان کی خدمت کرنی چاہیے۔ اسی وقت تین روٹیاں لے کر دوڑے اور پیچھے سے بلا کر نہ دیں۔ کیونکہ ایسا کرنے میں بے ادبی تھی۔ آگے سے آکر روٹیاں دیں۔ وہ تینوں اہل دل تھے روٹیاں لے کر کھائیں۔ اور آپس میں کہنے لگے۔ کہ اس چھوٹے نے اپنا کام تو کیا۔ اب ہمیں اپنا کام کرنا چاہیے۔ ایک نے کہا اسے دنیا دینی چاہیے۔ دوسرے نے کہا نہیں دنیا موجب فساد ہے۔ اسے آخرت دینی چاہیے۔ تیسرے نے کہا۔ درویش جوانمرد ہوتے ہیں اسے دین اور دنیا دونوں بخشنی چاہئیں۔ پھر خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ ابو اسحاق کامل حال شیخ گزرے ہیں۔ جن کی صفت نہیں ہو سکتی۔ جب سے آپ فوت ہوئے ہیں۔ اب تک آپ کے روضہ میں اس قدر نعمت اور راحت ہے۔ کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ جمعیت بھی ہے۔ اور طرح طرح کی نعمتیں اور سونا چاندی بھی۔

پھر شیخ احمد معشوقؒ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ آپ ایک مرتبہ موسم سرما میں چلہ کرتے وقت آدھی رات کو اپنے مقام سے باہر نکلے اور بہتے پانی میں

Marfat.com

جہاں ہلاکت کا ڈر تھا۔ کھڑے ہو گئے۔ اور جناب الٰہی میں عرض کی۔ کہ میں جب تک یہ معلوم نہ کر لوں گا۔ کہ میں کون ہوں باہر نہ نکلوں گا۔ آواز آئی۔ کہ تو وہ شخص ہے۔ کہ جس کی شفاعت سے اس قدر آدمی دوزخ سے نجات پائیں گے۔ آپ نے کہا۔ میں اس پر راضی نہیں پھر آواز آئی۔ کہ تو وہ ہے۔ جس کی عنایت سے اس قدر آدمی بہشت میں داخل ہوں گے۔ شیخ صاحب نے عرض کی۔ کہ میں اس پر بھی راضی نہیں۔ میں تو یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ کہ میں کون ہوں۔ آواز آئی۔ کہ ہم نے حکم کیا ہے۔ کہ درویش اور عارف ہمارے عاشق ہوتے ہیں۔ لیکن ہم تمہارے عاشق ہیں۔ اور تو ہمارا معشوق ہے۔ جب خواجہ احمد اس مقام سے باہر نکلے اور شہر گئے۔ تو جو کوئی ملتا وہ یہی کہتا۔ اسلام علیک یا شیخ احمد معشوق۔ خواجہ صاحب اس بات پر پہنچے۔ تو بہت روئے۔ حاضرین میں سے ایک نے کہا۔ کہ خواجہ احمد نماز ادا نہیں کیا کرتے تھے۔ فرمایا۔ ٹھیک ہے۔ ایک مرتبہ جب آپ سے پوچھا گیا۔ کہ نماز کیوں نہیں پڑھتے فرمایا۔ نماز پڑھوں گا۔ لیکن سورہ فاتحہ نہیں پڑھوں گا۔ لوگوں نے کہا۔ وہ نماز کیسی ہوئی۔ جس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے۔ جب بہت منت و سماجت کی۔ تو فرمایا۔ کہ اچھا فاتحہ پڑھوں گا۔ لیکن ایاک نعبد و ایاک نستعین نہیں پڑھوں گا۔ لوگوں نے کہا۔ یہ بھی ضرور پڑھنا۔ آخر جب نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور فاتحہ پڑھنی شروع کی۔ تو ایاک نعبد و ایاک نستعین پر پہنچ کر آپ کے اعضاء مبارک اور ہر رونگٹے سے خون بہ نکلا۔ پھر حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ میں حائض عورت ہوں۔ میرے لئے نماز جائز نہیں۔

Marfat.com

مجلس ۔۔ ۳۱ ۔۔

نظام الدین ابو المویدؒ

بروز منگل گیارہویں ماہ رجب سن مذکور کو قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ ان دنوں بارش کی قلت تھی۔ یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک دفعہ دہلی میں قحط پڑا۔ تو لوگوں نے متفق ہو کر شیخ نظام الدین ابو المویدؒ کو دعائے باراں پڑھنے کے لئے کہا۔ تمام خلقت باہر نکلی۔ شیخ نظام الدینؒ نے منبر پر چڑھ کر اثنائے وعظ میں آستین سے کپڑا نکالا۔ اور آسمان کی طرف منہ کر کے لب ہلانے شروع کئے۔ تو بارش کے قطرے گرنے لگے۔ پھر وعظ و نصیحت شروع کی۔ تو بارش بند ہو گئی۔ پھر کپڑا نکال کر آسمان کی طرف منہ کیا۔ تو سخت بارش ہونے لگی۔ جب گھر آئے۔ تو آپ سے پوچھا گیا۔ کہ وہ کپڑا کیسا تھا۔ فرمایا۔ میری والدہ بزرگوار کا دامن تھا پھر آپ کی بزرگی کے بارے میں یہ ایک اور حکایت بیان فرمائی۔ کہ آپ کے چچا زاد یا دور نزدیک کے رشتے کے بھائی بامزاح تھے۔ آپ کبھی کبھی صلۂ رحم کی نگہداشت کے طور پر ان کے پاس جایا کرتے۔ وہ ہر کسی سے ٹھٹھا مخول کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ سے ٹھٹھے مخول کی باتیں کرنے لگے۔ تو فرمایا۔ کہ یا تو مجھے اپنے پاس نہ بیٹھنے دو۔ ورنہ میں پرمزاح اور روسیہ ہو کر جاؤں گا۔ یہ کلمات آپ نے ایسی عاجزی سے کہے۔ کہ سب کے سب رونے لگے۔

Marfat.com

مجلس ـــ ۳۲ ـــ

تذکرہ احمد محمد معشوقؒ

بروز بدھ انیسویں ماہ شعبان سن مذکور کو قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ آپ سے ایک مرتبہ شیخ احمد معشوق کی حکایت سنی ہوئی تھی۔ بہت سے لوگوں سے سنا گیا تھا۔ کہ احمد معشوق کو محمدؐ معشوق بھی کہتے ہیں۔ سو اس دن پوچھا۔ کہ آیا محمد معشوق ٹھیک ہے یا احمدؐ معشوق۔ فرمایا۔ احمد محمد معشوق۔ اس واسطے کہ آپ کے والد بزرگوار کا نام محمدؐ تھا۔ اور آپ کا احمدؐ

یہ تھی روحانیوں کی مشک مشام جو تین سال کے عرصے میں جمع کی گئی ہے۔ پہلے فوائد الفوائد جو بارہ سال کے عرصے میں جمع کیے۔ ان سے ملا کر کل پندرہ سال کے فوائد ہیں۔ اگر زندگی باقی ہے۔ تو انشاء اللہ اس دریائے رحمت سے اور موتی حاصل کر کے اس لڑی میں پروؤں گا۔ اور میں ان موتیوں کی بدولت دولتمند ہو جاؤں گا۔

قطعہ

چوں بہفت صد فربو بیست ودو سال — بیستم روز از مہ شعبان

از اشارات خواجہ جمع آمد — ایں بشارت رہ فتوح جنان

شیخ ماچوں محمدؐ آمد نام — حسن اندر ثنائے او احسان

جب سات سو بائیس سال ہو گئے شعبان کی بیس تاریخ کو خواجہ کے ارشادات جمع کیے یہ ملفوظات سارے جہاں کی کشود اور خوشخبری ہیں چونکہ میرے شیخ کا نام محمد ہے حسن ان کی ثناء کرنے میں حسان ہے۔

الحمد للہ رب العالمین و صل اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

Marfat.com

Marfat.com

ملفوظاتِ خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مفتاح العاشقین

مترجم

عنصر صابری

ناشر

پروگریسو بکس

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

الحمدللہ رب العالمین ○ والعاقبۃ للمتقین ○

والصلوۃ والسلام علیٰ رسولہٖ محمد وآلہٖ واصحابہ

اجمعین ○

اللہ تعالیٰ تجھے ہر دو جہاں میں نیک بخت رکھے۔ واضح رہے کہ یہ اسرار کے جواہر اور انوار پروردگار زواہر۔ جہاں کے برگزیدہ۔ نیکوں کے پیش رو۔ سالکوں کے بادشاہ برہان العاشقین ختم المشائخ نصیرالحقؒ والدین — (اللہ تعالیٰ آپ کی ذات بابرکات کو دیر تک زندہ رکھ کر آپ سے مسلمانوں کو مستفیض کرے) کی زبان سے سن کر دعاگو فقیر حقیر محب اللہ نے چند اوراق میں لکھ کر اس کا نام مفتاح العاشقین رکھا۔ (اے نوٹ اس وقت جب یہ اوراق ترتیب دیے جا رہے تھے آپ حیات دنیوی کے ساتھ موجود تھے اس لئے ان کے مرتب کنندہ محب اللہ نے یہ دعا تحریر کی)۔

ان میں دس مجالس ہیں۔

مجلس ۱ پیرومرید	مجلس ۲ توبہ
مجلس ۳ مشغول	مجلس ۴ فرائض ذکر جلی
مجلس ۵ اوقات نماز	مجلس ۶ تلاوت قرآن
مجلس ۷ محبت	مجلس ۸ سماع
مجلس ۹ فضیلت کھانا	مجلس ۱۰ ترک دنیا

جس روز بندہ جناب خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور شرف ارادت سے مشرف ہوا۔ اس دن آپ کی مجلس میں شجرہ طریقت کا ذکر ہو رہا تھا۔ آپ نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا یہ نعمت جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ اور سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ کے ذریعے خواجہ حسن بصریؒ کو عطا ہوئی وہ پیران طریقت کی بدولت شیخ الاسلام خواجہ مخدوم نصیرالدین چراغ رحمتہ اللہ علیہ تک پہنچی۔

Marfat.com

وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمدؐ و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین ط

اس کے بعد خواجہ صاحب نے اس شجرے کو مفصل و مکمل بیان فرمایا۔ پھر میری طرف مخاطب ہوئے تو میں آداب بجالایا۔

پوچھا! اے درویش تیرا نام کیا ہے؟ مجھے اس وقت یہ شعر یاد آیا عرض کر دیا۔

بندہ را نام خویشتن نبود
ہرچہ ما را لقب کند آنم

زبان سے فرمایا کہ واقعی مرد کو ایسا ہی ہونا چاہئے۔

الحمدللہ علیٰ ذالک۔

Marfat.com

مجلس ـ ۱ ـ

پیر و مرید

جب قدم بوسی کا موقع ہاتھ آیا تو اس وقت مولانا محمد مساوی" مولانا منہاج الدین" اور مولانا بدرالدین" حاضر خدمت تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا اے درویش! راہ سلوک میں پیر وہ کہلاتا ہے جسے مرید کے باطن پر تصرف حاصل ہو اور ہر لحہ مرید کی ظاہری اور باطنی مشکلات کو حل کر سکے اس کے آئینہ باطن کو صاف کر سکے اگر اس میں یہ صلاحیت ہے تو پیر کہلانے کا مستحق ہے ورنہ نہیں۔

اس کے بعد فرمایا مرید صادق اسے کہتے ہیں جو پیر حکم دے بجا لائے ہر لحہ پیر کو حاضر ناظر سمجھے جو نیک و بد' دل میں آئے پیر سے کہے مگر دل میں پیر کے متعلق بدگمانی نہ لائے ورنہ مرید نہیں۔

فرمایا جب میں محبوب الٰہی" کا مرید ہوا میں حاضر تھا آپ نے مرید کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے فرمایا درویشوں کو مرید مولانا نصیرالدین محمود کی طرح عمدہ صلاحیت رکھنی چاہئے۔ الحمدللہ علی ذالک۔

ایک بزرگ نے فرمایا۔

میان اہل ارادت نظر بہ پیر آمد
زہے روش کہ دریں راہ بے نظیر آمد
ضمیر روشن او ہر چہ کرد در عالم
بہ نزد اہل دلاں جملہ حق پذیر آمد

اس کے بعد فرمایا کہ مونس العاشقین میں لکھا ہے کہ مرید کی دو قسمیں ہیں ایک رسمی اور ایک حقیقی۔ رسمی وہ ہے کہ پیر تلقین کرے کہ دیکھی ہوئی چیزوں کو نا دیکھی اور سنی ہوئی کو نا سنی سمجھنا اور سخت و جماعت کا پابند رہنا۔ حقیقی مرید وہ ہے جو ہر لحہ پیر کے ساتھ رہے اور وہ اس کے ساتھ رہے۔

حقیقی مرید تین غسل ہر وقت کرتا ہے پہلا شریعت کا دوسرا طریقت کا اور تیسرا

Marfat.com

حقیقت کا۔ شریعت کا غسل جسم کو پاکیزہ رکھنا طریقت کا تجرد رہنا اور حقیقت کا باطنی توبہ کرنا۔

پھر فرمایا حقیقی مرید وہ ہے جو پیر کہے اس پر یقین کرلے اور شک نہ کرے پیر مرید کے لئے مثل کنگھی کے ہے پیر مرید کی کمالیت کے لئے کہتا ہے۔ اس کے بعد یہ واقعہ فرمایا کہ ایک دفعہ ایک شخص شبلیؒ رحمتہ اللہ کی خدمت میں برائے بیعت حاضر ہوا آپ نے فرمایا مجھے اس شرط پر بیعت میں لینا قبول ہے جو کہوں اس پر عمل کرنا ہوگا کہا کلمہ پڑھ اس نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا تو آپ نے فرمایا ایسے پڑھ لا الہ الا اللہ شبلی رسول اللہ مرید خوش اعتقاد تھا فوراً" اس نے اسی طرح کہہ دیا آپ نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ادنی غلام ہوں صرف تمہیں آزما رہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی رسول آخر الزماں ہیں۔

پھر سجدہ کے متعلق گفتگو شروع ہوئی آپ نے فرمایا اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کرنا جائز نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

من سجد بغیر اللہ فقد کفر

جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے نعوذ باللہ منھا۔ گزشتہ امتوں میں والدین پیر استاد اور بادشاہ کو سجدہ مستحب تھا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ آیا تو ہر قسم کا سجدہ موقوف ہو گیا۔ ایام بیض کے روزے پہلے فرائض میں داخل تھے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں فرض نہ رہے۔ اس طرح سجدہ کا استحباب جاتا رہا اور مباح رہ گیا۔

Marfat.com

مجلس --- ۲ ---

توبہ

جب خدمت میں حاضر ہوا اس وقت مولانا کمال الدین' مولانا بدر الدین اور دیگر عزیز حاضر خدمت تھے توبہ کے متعلق آپ نے فرمایا اے درویش افضل توبہ وہ ہے کہ توبہ کر کے پھر نہ توڑے۔ خواجہ فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ نے توبہ کی تو سب کا مال لوٹا دیا اور ان سے معافی مانگی مگر ایک یہودی راضی نہ ہوتا تھا اس نے کہا اگر اپنے پاؤں کے نیچے کی مٹی کو سونا بنا دیں آپ نے ایسا کر دکھایا یہ دیکھ کر یہودی مسلمان ہو گیا اس نے کہا حقیقی تائب وہ ہے جو مٹی کو ہاتھ لگائے تو وہ سونا بن جائے۔

پھر فرمایا کہ میں نے اپنے پیرو مرشد نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ کی زبانی سنا توبہ چھ قسم کی ہوتی ہے توبہ زبان' آنکھ' کان' ہاتھ' پاؤں اور نفس کی ہوتی ہے۔ زبان کی توبہ کا یہ مطلب ہے کہ زبان کو تمام ناشائستہ باتوں سے دور رکھے بے ہودہ باتیں نہ کرے' جو بات کہنے کے قابل نہ ہو اسے زبان پر نہ لائے۔ وضو کر کے سجدہ شکر بجا لائے اور بارگاہ رب العزت میں یہ عرض کرے کہ زبان کو توبہ عنایت کر اور اپنے ذکر کے سوا اور دوسری باتیں اس سے دور رکھ۔

اس کے بعد فرمایا خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے رسالے میں لکھا ہے کہ جب صبح صادق ہوتی ہے تو ساتوں اعضاء زباں سے فریاد کرتے ہیں اگر تو خود کو محفوظ رکھے تو ہم سلامت رہیں گے اگر تو ایسا نہ کریں تو ہم سب ہلاک ہو جائیں گے۔

پھر فرمایا خواجہ عثمان ہارونیؒ اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں — "انسان کے ہر ایک اعضاء میں شہوت اور حرص ہے۔ جو آدمی کے لئے حجاب کا باعث بنتے ہیں جب تک ان شہوتوں اور حرصوں سے توبہ نہیں کرتے وہ ہر گز کسی مقام کو نہیں پہنچ سکتا۔ وہ اعضاء یہ ہیں آنکھ کی بینائی کی شہوت۔ دوسرے ہاتھ جس میں کسی چیز کو چھونے اور پکڑنے کی صلاحیت ہے تیسرے کان جس میں سننے کی خاصیت ہے چوتھے ناک جو سونگھتا ہے پانچویں حلق جس میں چکھنے کی لذت سے آشنائی ہے چھٹے زبان جو بولنے کی

Marfat.com

صلاحیت رکھتی ہے ساتویں بدن جس میں چھونے کی صفت ہے آٹھویں ہوش و عقل جس میں نیک و بد کی صفت رکھی گئی ہے ۔۔۔"

بعد ازاں فرمایا توبہ وہی اچھی ہے جو موت سے پہلے کی جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

عجلوا بالصلوٰۃ قبل الفوت وعجلوا بالتوبہ قبل الموت

یعنی نماز فوت ہونے سے پہلے ادا کرو اور مرنے سے پہلے توبہ کے لئے جلدی کرو۔
اس کے بعد فرمایا کہ انسان کو چاہیے کہ آج کو غنیمت سمجھے واللہ اعلم کل اس قدر فرصت ملے یا نہ ملے چنانچہ خواجہ قطب الدین بختیارؒ فرماتے ہیں۔

○

الا امروز کارے کن کہ فردا رستگار آئی
بدی ہا بیشتر کردند نباشد ایں ز دانائی
چو عقبےٰ را بنماید* در انصاف بکشاید
مبادا ایں ندا آید برو مارا نمے شائی
میارا از دیدگان یاراں چو ہستی از گنہگاراں
نکردی کار ہوشیاراں مگر مجنون و شیدائی
گناہانم ز پیوستہ دلم دور گمرہی رفتہ
بگو اے قطب دل خستہ چرا در رہ نمے آئی
تو در صفت گنہگاراں بمانی عاجز و حیراں
بترس اے آخر ناداں ازاں افضاح و رسوائی
چو گردی شاہ ترکستان تراصد قصر و صد بستان
بو دعائے تو گورستان بتاریکی و تنہائی

خواجہ صاحب ان فوائد کو ختم کر کے یاد الٰہی میں مشغول ہو گئے خلقت اور میں واپس چلا آیا۔ الحمد للہ علی ذالک۔

Marfat.com

مجلس --- ۳ ---

مشغول

قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا تو مولانا زین العابدین' مولانا منہاج الدین و دیگر احباب کو موجود پایا آپ نے فرمایا اے درویش! طالب کو یاد حق میں رات دن مشغول رہنا چاہئے کیونکہ زندگی نہایت مختصر ہے ایک درویش فرماتے ہیں۔

غافل را احتیاط یک نفس مباش
شاید ہمیں نفس نفس واپسیں بود

جب تک دم میں دم ہے کوشش کرتے رہو۔

اس کے بعد فرمایا اے درویش! میں نے سلطان المشائخ محبوب الٰہی نظام الدینؒ کی زبان سے سنا۔ یاد الٰہی کے سات وقت ہیں تین دن کے اور چار رات کے وقت۔ صبح سے اشراق تک اشراق سے ظہر تک اور عصر سے مغرب تک۔ رات کو نماز مغرب سے عشاء تک۔ عشاء سے تہجد تک تہجد سے صبح کاذب تک پھر صبح کاذب سے صبح صادق تک۔

اس کے بعد فرمایا میں نے محبوب العاشقین میں لکھا دیکھا ہے کہ فارغ مشغول اسے کہتے ہیں جو ظاہر باطن میں یاد الٰہی میں مشغول ہو اور غیر حق سے فارغ ہو۔ ایک بزرگ کا ہندی میں شعر ہے۔

یہ جی پوتن کر رہوں لے ساجن کنبھ ناتھ
سہ رس کیکو یہ سوں کسے لکھا ون ناتھ

پھر فرمایا اے درویش! حضرت خواجہ یوسف چشتیؒ ایک رسالہ میں لکھتے ہیں اپنے اوپر یہ پانچ امور لازم کرنے چاہئیں تاکہ باطنی صفائی ہو۔ پہلا مسواک دوسرا قرآن مجید پڑھنا اگر نہ پڑھ سکے تو سورہ اخلاص پڑھے۔ تیسرا صائم الدہر ہو اگر یہ نہ ہو سکے تو ایام بیض کے روزے اپنے لئے لازم کرے۔ چوتھا قبلہ رو بیٹھے پانچواں ہمیشہ باوضو رہے۔

پھر چار عالم کے متعلق گفتگو شروع ہوئی فرمایا جو اس سے واقف نہیں وہ درویش

Marfat.com

نہیں وہ جھوٹا ہے اسے خرقہ پہننا نہیں چاہئے۔

حضرت بہاء الدین زکریاؒ کے اوراد میں لکھا ہے کہ چار عالم یہ ہیں ناسوت، ملکوت، جبروت اور لاہوت۔ پھر ان کی شرح اس طرح فرمائی۔ عالم ناسوت عالم حیوانات ہے۔ اس کا فعل حواس خمسہ سے ہے جیسے کھانا پینا سونا سونگھنا دیکھنا سننا۔ جب سالک ریاضت سے اس عالم سے گزر جاتا ہے تو وہ عالم ملکوت کی راہ لے لیتا ہے یعنی عالم ملکوت میں چلا جاتا ہے یہ عالم عالمِ فرشتگان ہے اس کا فعل تسبیح، تہلیل، قیام رکوع اور سجود ہے۔ جب اس عالم سے گزرتا ہے تو عالم جبروت میں چلا جاتا ہے عالم جبروت عالم روح ہے اس کا فعل صفات حمیدہ ہے جسے ذوق شوق طلب، وجد سکر صحو اور محو جب ان سے گزر جاتا ہے تو عالم لاہوت میں پہنچتا ہے جو بے نشان ہے اس وقت اپنے آپ سے قطع تعلق کرتا ہے اسی کو لامکان بھی کہتے ہیں یہاں پر نہ گفتگو ہے اور نہ جستجو فرمان الٰہی ہے۔ ان الی ربک المنتھی۔

پھر فرمایا اے درویش! عالم ناسوت نفس کی صفت ہے۔ عالم ملکوت ولی کی صفت، عالم جبروت روح کی صفت اور عالم لاھوت رحمان کی صفت ہے۔ ہر ایک میں اس کے مناسب حال و مقام ایک خاص صفت ہے نفس اس جہاں کی طرف مائل کرتا ہے جو شیطان کا مقام ہے لیکن دل بہشت جاوداں کی طرف مائل ہوتا ہے روح رحما اور پوشیدہ اسرار کی طرف مائل ہوتی ہے جو نفس کی متابعت کرتا ہے وہ دوزخ میں جاتا ہے جو دل کا تابع ہوتا ہے وہ جنت حاصل کرتا ہے۔ روح کی متابعت سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے پھر شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کی رباعی سنائی۔

رباعی

گرد رہ تن روی مہیا ناراست درد دل روی بہشت وار است
درد رہ جاناں روی جاناں خرابی قصہ چکنم حاصل است دیدار است

اس کے خواجہ نماز میں مشغول ہو گئے۔ میں اور لوگ واپس چلے آئے۔

الحمدللہ علی ذالک۔

Marfat.com

مجلس — ۴ —

فرائض۔ ذکر جلی

جب قدم بوسی کے لئے حاضری دی تو اس وقت مولانا بدر الدین مولانا منہاج الدین میراں سید محمد۔اور دوسرے عزیز حاضر خدمت تھے آپ نے فرمایا اے درویش! سالک کو یہی سمجھنا چاہیے کہ زندگی وہی ہے جو یاد حق میں گزرے جو اس کے علاوہ ہے وہ بمنزلہ موت کے ہے پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

کل نفس یخرج بغیر ذکر اللہ فھو میت۔

جو دم یاد الٰہی کے بغیر گزرے وہ مردہ ہے اصل زندگی یاد حق میں جو گزرے وہ ہے۔ ایک بزرگ کا ارشاد ہے۔

زندگی نتواں گفت حیاتے کہ مرا است
زندہ آنست کہ بادوست حیاتے دارد

پھر فرمایا کہ جب ایسی حالت ہے تو یاد حق سے غافل نہیں رہنا چاہیے بلکہ ہر مقام اور ہر وقت اللہ کو یاد رکھنا چاہیے ارشاد الٰہی ہے۔

فاذکر اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبکم

اے درویش حکم یوں ہے کہ دم بدم یاد حق میں مشغول رہے اور کوئی دم بھی غافل نہ ہو مناسب حال یہ شعر پڑھا۔

خوش وقت آں کساں کہ ہمہ روز تابہ شب
تسبیح ورد شان است ہمہ دوست دوست

اس کے بعد فرمایا کہ اس قسم کی یاد ہمیشہ فرض ہے۔ چاہئے کہ ہر دم **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ**

کا ذکر کرتا رہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من لم یو د الفرض الدائم تف یقبل اللہ فرض الدقت

جو شخص فرض دائمی ادا نہیں کرتا اللہ اس کے وقتی فرض قبول نہیں کرتا چار

Marfat.com

فرض وقتی یہ ہیں نماز' روزہ' حج اور زکوۃ پانچوں دائمی فرض لا الہ محمد رسول اللہ ہے۔ پس طالب کو چاہیے کہ دائمی فرض سے غافل نہ رہے حضرت خواجہ مودود چشتی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مزن بے یاد مولا یک نفس

اگر در صومعہ یا برکنشتی

پس انسان کو سانس لیتے وقت اور باہر نکالتے وقت ہر حالت میں ذاکر رہنا چاہیے تاکہ اس دائمی ذکر سے دل کی اصلاح ہو جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے — لکل شی مصقلہ القلب ذکر اللہ تعالیٰ ۔ ہر چیز کی کوئی نہ کوئی صیقل کرنے والی ہوتی ہے۔ سو دل کو صیقل کرنے والی چیز ذکر الٰہی ہے۔

بعد میں فرمایا بعض درویش ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی زبان سالک ہوتی اور دل یاد میں مشغول ہوتا ہے خود کانوں سے سن لیتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ میں نے سلطان المشائخ شیخ نظام الدین" کی زبان سے سنا کہ ذکر دو قسم کا ہے ایک خفی اور دوسرا جلی۔ لیکن سالک کو پہلے جلی شروع کرنا چاہیے پھر خفی۔ ذکر جلی زبان سے تعلق رکھتا ہے زبان سے ذکر جلی کو کثرت سے کرنا چاہیے تاکہ اس کی کثرت سے خفی حاصل ہو ذکر جلی کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے تین مرتبہ لا الہ الا اللہ کہے اور چوتھی مرتبہ محمد رسول اللہ کہے پھر پانچ مرتبہ لا الہ الا اللہ کہے اور چھٹی مرتبہ محمد رسول اللہ کہے:

اس کے بعد فرمایا کہ ذکر کرتے وقت دونوں ہاتھ زانوؤں پر رکھے پھر سر کو بائیں طرف سے دائیں طرف جنبش دے اور تصور یہ کرے کہ جو بھی چیز حق کے سوا دل میں ہے باہر نکالی اور دور کی جا رہی ہے ایک بزرگ کا ارشاد ہے۔

تابجا روب لا نروبی دل را

نرسی در مقام الا اللہ

پھر دائیں طرف سے بائیں طرف کو جنبش دے اور لاالہ کہے اور الا اللہ کہتے وقت یہ تصور کرے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں پھر اسم اللہ کہے ذکر میں اس

Marfat.com

قدر مشغول ہو کہ اپنے کانوں سے سن لے یہ ذکر جلی کا طریقہ تھا اب ذکر خفی کا طریقہ سنئے جناب زہد الانبیا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ذکر خفی میں دم بند کر کے ذکر کرے جب تنگ ہو تو ناک کی راہ سے سانس لے منہ پھر بھی بند رکھے ایسے اشغال سے دل صاف ہو جاتا ہے۔ دم کی رکاوٹ آگ کی تنگی سے بھی بڑھ کر ہے جس سے دل کی اردگرد کی غلاظتیں جل کر سیاہ ہو جاتی ہیں۔ اور دل صاف ہو جاتا ہے۔

پھر فرمایا یہ بات کم کھانے اور رات کو جاگنے سے حاصل ہوتی ہے میں نے پوچھا کس قدر کھانا چاہئے فرمایا حدیث میں آیا ہے۔

لینجی السالک تقطیل الطعام

یعنی سالک کو اعتدال سے کھانا چاہیے اگر دو روٹیوں کی بھوک ہو تو ایک کھائے اور اس قدر کھائے کہ سستی پیدا نہ ہو۔

پھر فرمایا حدیث میں آیا ہے ان الحکمۃ لفی قلب الجائع و لو کان کافرا لا سیما اھل الایمان۔ بے شک حکمت بھوکے دل میں ہوتی ہے خواہ وہ کافر ہی ہو خاص کر اہل ایمان میں زیادہ ہوتی ہے۔

پھر فرمایا سالک کو روزہ رکھنا چاہیے کہ روزہ کی فضیلت بہت ہے پھر اسی موقع کے مناسب شیخ الاسلام حضرت فرید الدین گنج شکرؒ فرماتے ہیں کہ سالک کے لئے یہ جاننا ضروری ہے۔ کہ جب تک وہ تزکیہ تصفیہ اور تجلیہ نہیں کرے گا وہ کبھی کسی مقام پر نہیں پہنچے گا۔ نہ ہی درویش کے جواہر اس میں ظاہر ہوں گے اس لئے تزکیہ' تصفیہ اور تجلیہ شریعت' طریقت اور حقیقت کے لئے ہوتا ہے۔ تزکیہ نفس سے شریعت حاصل ہوتی ہے جو نماز ادا کرنے روزہ رکھنے اور دم بدم ذکر جلی میں مشغول ہونے پر منحصر ہے۔ تصفیہ دل سے طریقت حاصل ہوتی ہے اور جو نماز ادا کرنے روزہ رکھنے اور دم بدم ذکر خفی کرنے پر ہے۔

پھر زبان مبارک سے فرمایا کہ جب تجلیہ روح حاصل ہوتی ہے تو سات گوہر جو دلی خزانے میں ہیں روشن ہوتے ہیں۔ پہلا گوہر ذکر روشن ہوتا ہے جس کی علامت یہ

Marfat.com

ہے کہ موجودات کے کل وجود سے متنفر ہو جاتا ہے دوسرا گوہر عشق ظاہر ہوتا ہے جس کی علامت شوق' اشتیاق ورد اندوہ' حیرانی اور بے خودی اور جس سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہتا ہے تیسرا گوہر محبت ظاہر ہوتا ہے جس کی علامت دل کو محبت غیر سے خالی کرنا اور ہر حالت میں رضائے حق پر راضی رہنا اس کے بعد چوتھا گوہر سر ظاہر ہوتا ہے جس کی علامت مواہب الٰہی سے واردات کی آگاہی ہے پھر پانچواں گوہر روح ہے جس کی علامت یہ ہے کہ تمام چیزوں سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔

پھر اس موقعہ کے مطابق فرمایا کہ جب انسان اس مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے تو حقیقت سے انجام پر پہنچ جاتا ہے اور انوار تجلی سے متصف ہو جاتا ہے پھر وہ اٹھارہ ہزار عالم کو اپنی دو انگلیوں میں دیکھتا ہے جس میں قدرت حق کا تماشا کرتا ہے اور جس قدر اس کے نصیب میں ہوتا ہے اس دریا میں غواصی کرتا ہے اور اپنی طاقت کے مطابق اس سے نصیبہ ملتا ہے۔ انسان کو خود کو اسی سعادت سے محروم نہیں رکھنا چاہیے پھر جناب نے یہ اشعار سنائے۔

تو بآں راہ نرفتہ ازاں راہ نمو دند
ورنہ رہ ایں درگہ بر تو کشو دند
جاں در رہ دوست باز اگر میخواہی
تو نیز چناں شوی کہ ایشاں بو دند

ان فوائد کے بعد آپ نماز میں مشغول ہو گئے ہیں اور خلقت واپس ہوئے۔ا

لحمدللہ علی ذالک۔

Marfat.com

مجلس ـــ ۵ ـــ

اوقات نماز

جب میں آپ کی مجلس میں گیا تو مولانا محمد مساوی" مولانا منہاج الدین" اور مولانا بدر الدین" اور دیگر احباب کو موجود پایا۔ آپ نے فرمایا جو نماز وقت پر ادا کی جائے اس کی خوبی بیان سے باہر ہے۔

پھر فرمایا میں نے صلوٰۃ مسعودی میں امام محمد باقر رحمتہ اللہ علیہ کی روایت دیکھی ہے کہ نماز وقت پر ادا کرنی چاہئے ایسا نہ ہو کہ وقت مکروہ ہو جائے اور نماز جائز نہ ہو۔

اس کے بعد فرمایا میں نے "حجتہ المسلمین" میں لکھا دیکھا ہے کہ جو نماز وقت مقررہ پر ادا کی جائے وہ معتبر اوور مقبول ہوتی ہے اوقات نماز یہ ہیں۔ اول فجر صبح صادق تا طلوع سورج۔ دوم ظہر دن ڈھلنے سے سایہ دوگنا ہونے تک سوم عصر سایہ دو چند ہونے سے غروب آفتاب تک۔ چہارم مغرب سورج غروب ہونے سے شفق زائل ہونے تک پنجم عشاء خروج مغرب سے لے کر صبح صادق تک۔

پھر فرمایا میں نے شیخ نظام الدین" کو فرماتے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین طرح کی نمازیں ادا کی ہیں۔ ایک جو وقت کے متعلق ہیں۔ دوسری وہ جو سبب کے متعلق اور نہ سبب کے ہر روز۔ وہ نمازیں حسب ذیل ہیں۔ پانچ فریضہ اور تین نفلی۔ ایک چاشت کی۔ دوسری اوابین۔ بعد از شام۔ خواہ آٹھ رکعت ادا کرے۔ خواہ چھ۔ ایک اور نماز ہے۔ جو ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو ادا کی جاتی ہے۔ جو نمازیں سال میں ایک مرتبہ ادا کی جاتی ہیں۔ وہ حسب ذیل ہیں۔ دو عیدوں کی' تراویح کی اور شب قدر کی۔

پھر زبان مبارک سے فرمایا کہ جن نمازوں کا کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ وہ وقت کے متعلق ہیں۔ جو سبب کے متعلق ہیں۔ وہ دو ہیں۔ ایک استقاء کی۔ دوسری کسوف و خسوف کی۔ اور جو نماز نہ وقت کے متعلق ہے۔ نہ سبب کے۔ وہ نماز تسبیح ہے۔ خواہ کسی وقت ادا کی جائے۔

بعد میں فرمایا کہ جو شخص شکر عمل میں بجا لانا چاہے۔ اسے یہ طریق اختیار کرنا

Marfat.com

چاہئے کہ سحر کے وقت تازہ وضو کرے اور دوگانہ شکر ادا کر کے تین مرتبہ یہ آیت پڑھے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فسبحٰن اللہ حین تمسون وحین تصبحون وله الحمد فی السموات والارض وعشیا وحین تظهرون یخرج الحی من المیت و یخرج المیت من الحی و یحی الارض بعد موتها وکذالک تخرجون۔ پھر دو رکعت نماز سنت صبح ادا کرے۔ پہلی رکعت میں سورہ الم نشرح پڑھے۔ دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ الم تر کیف۔ اس نماز سے فارغ ہو کر یہ دعاء پڑھے۔ اللهم زدنا نورا وزدنا سرورنا وحضورنا وزدنا طاعتنا وزدنا نعمتنا و محبتنا وزدنا عشقنا وزدنا شوقنا وزدنا ذوقنا وزدنا معرفتنا وحالتنا وزدنا هولنا وزدنا السنا وزدنا علمنا وزدنا حلمنا بزدنا قوقنا بحرمت جمیع حروف القرآن بحرمة محمد صلی اللہ علیه وسلم برحمتک یا ارحم الراحمین اور آفتاب تک اس وقت کو غنیمت سمجھے پھر نماز اشراق ادا کرے۔ اور یاد الٰہی میں مشغول رہے۔ پھر چاشت کے وقت بارہ رکعت تین سلاموں سے اس طرح ادا کرے۔ کہ پہلی چار رکعتوں میں چاروں سورتیں جن میں "انا" آتا ہے پڑھے۔ پہلی رکعت میں سورہ انا وصینا دوسری میں سورہ انا ارسلنا تیسری سورہ انا انزلنا اور چوتھی میں سورہ انا اعطینا پڑھے۔ دوسری چار رکعتوں میں سے پہلی میں سورہ والشمس دوسری میں سورہ واللیل۔ تیسری میں سورہ والضحیٰ اور چوتھی میں سورہ الم نشرح پڑھے۔ اور باقی کی چار رکعتوں میں چاروں قل پڑھے۔ پھر جب سایہ ڈھلے۔ تو چار رکعت نماز فی الزوال ادا کرے۔ اور ظہر کی چاروں سنتوں میں چاروں قل پڑھے۔

اس کے بعد فرمایا کہ حجتہ الاسلام میں میں نے لکھا دیکھا ہے کہ جو شخص عصر کی نماز کے بعد پانچ مرتبہ سورہ عم پڑھے۔ وہ حق تعالیٰ کی محبت کا اسیر ہو جاتا ہے۔

پھر فرمایا کہ شیخ الاسلام خواجہ محمد چشتی قدس اللہ سرہ العزیز سے منقول ہے کہ نماز شام کے بعد بیس رکعت نماز اوابین ادا کرے اور اس میں جو کچھ وہ جانتا ہے۔ پڑھے۔ اور پھر سر بسجود ہو کر تین مرتبہ یہ کہے اللهم ارزقنی توبة توجب محبتک فی قلبی یا مجیب التوابین۔ پھر دو رکعت حفظ الایمان اس طرح ادا کرے کہ پہلی رکعت میں

Marfat.com

سات مرتبہ سورۂ اخلاص اور ایک مرتبہ سورۃ الناس پڑھے۔ پھر سر بسجود ہو کر تین مرتبہ کہے یا حی یا قیو م ثبتنی علی ا لا یما ن۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان اس کے نصیب کرے گا۔ اور اس کا جو دم گزرے گا۔ کفایت سے گزرے گا۔

بعد ازاں فرمایا کہ میں نے اسرار الاولیاء میں لکھا دیکھا ہے کہ جو شخص عشاء کے بعد دو رکعت نماز روشنائی چشم کے لئے اس طرح ادا کرے۔ کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سو ر ہ ا نا ا عطینک تین مرتبہ پڑھے۔ اور پھر سر بسجود ہو کر یہ کہے مستغنی بسمعی و بصر ی و ا جعلھما ا لو ا ر ث۔ تو اس کی بینائی ایسی تیز ہو جاتی ہے کہ دن کو ستارے دیکھنے لگتا ہے۔

پھر فرمایا کہ میں نے سلطان المشائخ شیخ نظام الحق والدین سرہ العزیز کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ جو شخص آدھی رات کو اٹھ کر تازہ وضو کرے۔ اور پھر چار رکعت صلواۃ العاشقین اس طرح ادا کرے۔ کہ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد تین مرتبہ آیتہ الکرسی پڑھے۔ اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد پانچ مرتبہ سورہ اخلاص۔ تیسری رکعت میں سورہ آمن الرسول تین مرتبہ اور چوتھی رکعت میں سورہ اخلاص تین مرتبہ۔ پھر سلام کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعاء پڑھے بسم ا للّٰہ ا لر حمٰن ا لر حیم۔ یا مسبب ا لا سبا ب و یا مفتح ا لا بو ا ب یا مقلب ا لقلو ب و ا لا بصا ر یا د لیل ا لمتحیر ین ا ر شد نی و یا غیا ث ا لمستغیثین ا غثنی تو کلت علیک یا ر ب ا فو ض ا مر ی ا لیک یا ر ب ا ر جو ک و لا قو ۃ ا لا با للّٰہ ا لعلی ا لعظیم و ا یا ک نستعین بر حمتک یا ا ر حم ا لر حمینط

پھر فرمایا کہ بیداری شب میں اختلاف ہے۔ بعض مشائخ رات کے پہلے حصے میں بیدار رہتے ہیں۔ اور بعض پہلے حصے میں سو جاتے ہیں اور آدھی رات کو اٹھ کر یاد الٰہی میں مشغول ہوتے ہیں لیکن عمدہ طریقہ بھی یہی ہے۔ چنانچہ شیخ المشائخ شیخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ عبدالعزیز کی یہ عادت تھی کہ آدھی رات کو جاگتے۔ موذن موجوود ہوتا تھا۔ اسی وقت عشاء کی نماز ادا کرتے۔ اور پھر صبح صادق تک بیدار رہتے۔ اور سارا وقت قرآن شریف کی تلاوت' نماز' ذکر اور فکر میں بسر کرتے۔

Marfat.com

بعد ازاں فرمایا کہ پہلے مشائخ نے اسی طرح کام کیا ہے۔ تب کہیں قرب الٰہی حاصل کیا ہے۔ اگرچہ فیض الٰہی نازل ہوتا ہے۔ لیکن اپنی طرف سے کماحقہ کوشش کرنی چاہئے۔

گرچہ ایزد دہد ہدایت دین   سالک را اجتہاد باید کرد
نامہ کاں بحشر خواہی خواند   ہم ازیں جا سواد باید کرد

جب خواجہ صاحب یہ فوائد ختم کر چکے۔ تو نماز میں مشغول ہو گئے۔ اور میں اور اور لوگ واپس چلے آئے۔ الحمد للہ علی ذالک۔

مجلس --- ٦ ---

تلاوت قرآن

قرآن شریف کی تلاوت کے متعلق ذکر ہو رہا تھا۔ جب قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اس وقت اہل سلوک بھی حاضر خدمت تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش! قرآن شریف کی تلاوت کرنا تمام عبادتوں سے افضل اور بہتر ہے۔ دنیا اور آخرت اور جو کچھ بھی ان میں ہے۔ سب سے بہتر قرآنی تلاوت ہے۔ جب صورت یہ ہے۔ تو انسان کو ایسی نعمت سے غافل نہیں رہنا چاہئے اور اپنے تئیں محروم نہیں رکھنا چاہئے۔

پھر فرمایا کہ میں نے "حجتہ الاسلام" میں لکھا دیکھا ہے کہ جس دل میں قرآن شریف آتا ہے۔ وہ گناہ اور حرص سے پاک ہو جاتا ہے۔

بعد میں فرمایا کہ میں نے سلطان المشائخ شیخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ قرآن شریف کی تلاوت میں دو فائدے ہیں۔ ایک حفظ چشم یعنی آنکھ کی روشنائی کبھی کم نہیں ہوتی اور نہ آنکھ درد کرتی ہے۔ دوسرے ہر وقت کی تلاوت سے ہزار سالہ عبادت کا ثواب اعمالنامے میں لکھا جاتا ہے۔ اور اسی قدر بدیاں دور کی جاتی ہیں۔

اس کے بعد فرمایا کہ "مصباح الارواح" میں میں نے لکھا دیکھا ہے کہ جب حافظ

Marfat.com

قرآن فوت ہو جاتا ہے۔ تو اس کی جان نوری قندیل میں ڈال کر ہزار بار انوار تجلی سے قرب الٰہی نصیب کرتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ قیامت کے دن حافظ قرآن آمنّا وصدقنّا بہشت میں جائیں گے اور ہر ایک کو الگ الگ تجلی ہو گی چنانچہ کہتے ہیں کہ قیامت کے دن تمام انبیاء اور اولیاء کو یکبارگی تجلی ہو گی۔

میں نے عرض کیا اگر یاد نہ ہو سکے تو دیکھ کر پڑھنے کے متعلق کیا حکم ہے۔ فرمایا اچھا ہے اس میں آنکھوں کو بھی حظ حاصل ہوتا ہے اور ہر حرف کے بدلے سو سال کی عبادت کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔

بعد میں فرمایا میں نے "دلیل السالکین" میں لکھا دیکھا ہے جو شخص ارادہ کر لے کہ مجھے قرآن مجید حفظ ہو جائے وہ سورت یوسف ہمیشہ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اسے حفظ کرا دیتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ شیخ الاسلام حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ سے منقول ہے کہ شیخ الاسلام خواجہ یوسف چشتی رحمتہ اللہ علیہ کو قرآن حفظ نہ تھا آپ بہت فکر مند تھے ایک رات خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے فکر مند ہونے کے متعلق پوچھا عرض کی قرآن حفظ نہیں ہو رہا۔ فرمایا سورہ یوسف پڑھا کرو انشاء اللہ حفظ ہو جائے گا۔ پھر آخر عمر میں روزانہ پانچ مرتبہ قرآن حکیم پڑھ کر کسی کام میں مشغول ہوتے۔

بعد میں فرمایا۔ اے درویش ! شیخ الاسلام حضرت قطب الدین بختیار کاکی اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کو بھی ابتدا میں قرآن حفظ نہ تھا ایک رات خواب میں ختم الرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھ کر ان کے پائے اقدس پر سر رکھ کر عرض کی میں چاہتا ہوں کہ مجھے قرآن مجید حفظ ہو جائے لہٰذا پریشان ہوں آپؐ نے فرمایا سورہ یوسف پڑھا کرو میں نے ایسا کیا تو اس کی برکت سے مجھے قران شریف حفظ ہو گیا۔

پھر فرمایا جو شخص قران مجید حفظ کرنا چاہے وہ سورہ یوسف پہلے حفظ کرے اور اس کی تلاوت جاری رکھے۔ انشاء اللہ اس کی برکت سے قرآن حکیم حفظ ہو جائے گا۔

آپ یہ فوائد ختم کرکے یاد الٰہی میں مشغول ہو گئے میں اور خلقت واپس چلی آئی

الحمدللہ علی ذالک۔

Marfat.com

مجلس ـــ ۷ ـــ

محبت

جب قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا محبت کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی مولانا بدر الدین، مولانا منہاج الدین مولانا مساوی اور میراں سید محمد حاضر خدمت تھے۔ آپ نے فرمایا جسے اللہ کی محبت نصیب ہے اس کے دل میں غیر کی محبت نہیں رہ سکتی۔

پھر فرمایا میں نے "انیس الارواح" میں لکھا دیکھا ہے کہ عالم نے حالت سکر میں کہا۔ لیس لی سو اک و لا قلبی بغیر ک را غب تیرے سوا میرے کچھ نصیب نہ ہے اور نہ میرا دل غیر کی طرف راغب ہے۔

اس کے بعد فرمایا محبت کا مقام تمام مقامات سے افضل ہے اس مقام کے لائق مرادات سے فارغ ہی ہوتا ہے نیز اسے اللہ کی طلب کے سوا اور کوئی شعور نہیں ہوتا۔

پھر اس کے بعد حضرت نظام الدین اولیاؒ سے حوالہ دیتے ہوئے کہا انہوں نے فرمایا محبت کی دو قسمیں ہیں ایک محبتؒ ذات دوسری صفات۔ محبت ذات مواسب سے ہے اور محبت صفات حاصل کی جاتی ہے جو مواسب کے متعلق ہے اسے کسب و عمل سے کچھ تعلق نہیں۔ اور کسب کے متعلق ہے اس کے لئے محبت کی جا سکتی ہے۔

اس کے بعد کہا میں نے اسرار العارفین میں لکھا دیکھا ہے کہ مبتدی محبت کی مشق کرتا ہے تو چار چیزوں کا اسے سامنا کرنا پڑتا ہے۔ خلق، دنیا، نفس اور شیطان۔ خلقت سے دوری کے لئے گوشہ تنہائی ہے اور دنیا کے لئے قناعت۔ نفس اور شیطان کے لئے ذکر اللہ اور التجا ہے کیونکہ یہ طالب کو ورغلا کر اللہ کی محبت کی جگہ دل میں غیر کی محبت ڈالتے ہیں۔

اس کے بعد کہا کہ میں نے "مونس الارواح" میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک بزرگ نے خواجہ حسن بصریؒ سے پوچھا آپ کتنے عرصہ میں مقام محبت پر پہنچے۔ فرمایا تین دن میں پہلے دن ترک دنیا کی دوسرے روز آخرت اور تیسرے دن مقام محبت پر پہنچ گیا۔ جب یہ بات رابعہ بصریؒ نے سنی تو فرمایا پہنچ تو گیا لیکن دیر بعد جب میں نے حق تعالیٰ

Marfat.com

نے محبت کی طلب کی تو پہلے قدم پر خود کو گم کیا دوسرے قدم پر آخرت کو اور تیسرے قدم میں مقام محبت پر پہنچ گئی۔

اس کے بعد فرمایا کہ خاص محبت اس کا نام ہے کہ محبوب چیز کو دوست کے لئے ایثار کر دے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی محبت کی خاطر اپنے بیٹے کو قربان کرنا چاہا تو حکم ہوا کہ اے ابراہیم! تو ہماری دوستی میں ثابت قدم ہے اپنے بیٹے کو قربان نہ کہ تیری قربانی کے لئے! اب جنت سے دنبہ بھیجا گیا اس کی قربانی کر۔ اس پر خواجہ صاحب زار زار رونے لگے اور بے خود ہو گئے جب ہوش میں آئے تو فرمایا محبت میں صادق وہ ہے جسے ذرہ ذرہ بھی کر دیا جائے یا آگ میں جلا دیا جائے تو ثابت قدم رہے۔ اگر اس حالت میں ثابت قدم نہ رہا تو محبت میں بھی ثابت قدم نہ ہو گا۔

اس کے بعد کہا میں نے دلیل العاشقین میں لکھا دیکھا ہے کہ خواجہ منصوز حلاج کو سولی چڑھانے کا حکم ہوا تو خود ہنسی خوشی سولی چڑھ گئے اور خلقت کو مخاطب کر کے فرمایا محبت اور عشق بازی کی دو رکعتیں ہیں۔ جن کا وضو اپنے خوں سے کیا جاتا ہے سو وہ بھی سولی پر چڑھ کر رکعتان فی العشق الوضوء لا بدمنہ پھر خواجہ شبلیؒ نے آپ سے پوچھا محبت میں کمالیت کس بات کا نام ہے فرمایا یہ ہاتھ پاؤں کاٹ کر سولی پر چڑھا دیا جائے تو صدق سے اپنے خون سے محبوب کے لئے چہرہ سرخ کرے پہلے روز اسے قتل کریں دوسرے روز جلائیں تیسرے روز خاک کو پانی میں بہائیں۔ جو شخص یہ سب کچھ برداشت کرے اور دم نہ مارے تو سمجھو کہ وہ مقام محبت کے لائق ہے۔ پھر حضرت خواجہ زار زار روئے اور نعرہ مار کر بے ہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو فرمایا خواجہ منصور حلاج پر ہزار رحمت کہ وہ اس دنیا سے عشق و محبت میں ثابت قدم گیا۔

پھر فرمایا میں نے یہ رباعی جناب نظام الدین اولیاؒ کی زبان سے سنی۔

آنروز مباد کز تو بیزار شوم یا با دگرے دریں جہاں یار شوم
گر بر سوئے کوئے تو مرا دار کند خود رقص کناں بر سر آں دار شوم

پھر حکایت سنائی مصر میں ایک دیوانہ تھا جو گردن میں طوق پاؤں میں بیڑیاں پہنے قبرستان میں بیٹھا تھا کہ شیخ الاسلام بوعلی قاردیؒ پاس سے گزرے تو فرمایا اے اللہ کے

Marfat.com

بندے ادھر آنا جب وہ قریب آیا تو فرمایا آج رات عبادت الٰہی میں جب تو مشغول ہو تو
اپنے دوست سے کہنا کہ میرا گناہ صرف یہی تھا کہ میں نے کہا تجھے دوست رکھتا ہوں سو
اس کے عوض تو نے مجھے طوق اور بیڑیاں پہنائیں مجھے تیرے عزو جلال کی قسم اگر تو
ساتوں آسمانوں اور زمینوں کے مصائب طوق بنا کر گلے میں ڈال دے تب بھی تیری
محبت ذرہ بھر کم نہ ہو گی۔ اس پر آپ زار زار روئے۔

پھر یہ حکایت سنائی کہ ایک دفعہ ایک بزرگ جنگل میں جا رہا تھا گرمی میں پتھر پر
ننگے پاؤں کھڑے ایک شخص کو دیکھا جو آسمان کو دیکھنے میں محو تھا۔ اس بزرگ نے
اپنے دل میں کہا کہ یہ استغراق کیا ہی اعلیٰ درجہ کا ہے جب آگے بڑھ کر اس کے
قدموں پر آنکھیں رکھیں تو اس نے ہوش میں آکر بزرگ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔
اے عزیز! بس کر اتنا ہی کافی ہے ایسا نہ ہو کہ میں تجھ سے گفتگو کروں اور دوست کو
غیرت آئے اور تجھے میرے پاس رہنے دے یہ کہہ کر پھر عالم تحیر میں محو ہو گیا۔

اس کے بعد جناب خواجہ نے فرمایا کہ محبت اور عزت ایک ہی درخت کے پھل
ہیں جتنی محبت زیادہ ہو گی اتنی عزت زیادہ ہو گی۔

پھر عالم تحیر کے متعلق گفتگو شروع ہوئی تو آپ نے فرمایا عالم تحیر بیت اعلیٰ ہے۔
اس میں وہی محو ہوتا ہے۔ جس کے نصیب میں ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ جس شخص کو عالم
تحیر میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ وہ ہر وقت متحیر، مدہوش اور قدرت حق کی آفرینش میں ہوتا
ہے۔ اگر کھڑا ہے۔ تو بھی دوست کی یاد میں۔ اگر بیٹھا ہے۔ تو بھی اسی کی یاد میں۔ اگر
لیٹا ہوا ہے۔ تو بھی دوست کی قدرت و عظمت کا تماشا کر رہا ہے۔ اگر بیدار ہے۔ تو
بھی دوست کے حجاب عظمت کے گرد ہے۔ پھر خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر یہ رباعی
مناسب حال بیان فرمائی۔

رباعی

عاشق بہ ہوائے دوست مدہوش بود
ز زیاد محبت خویش بے ہوش بود

Marfat.com

فردا کہ ہمہ بحشر حیران باشند
نام تو وردن در جوش بود

پھر فرمایا کہ جب اہل تحیر صبح کی نماز ادا کرتے ہیں۔ تو سورج نکلنے تک وہیں ٹھیرے رہتے ہیں۔ اس سے ان کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ دوست کی نظر میں مقبول ہو جائیں۔

پھر فرمایا کہ "دلیل العارفین" میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک مرتبہ کوئی بزرگ عالم سکر میں آسمان کی طرف آنکھیں جمائے عالم سکر میں کھڑا تھا۔ اس حالت میں کیا دیکھتا ہے کہ عرش سے کرسی اور کرسی سے عرش تک پوچھ رہا ہے۔ کہ تیری کیا حالت ہے؟ بزرگ یہ دیکھ کر نعرہ مار کر بیہوش ہو کر گر پڑا۔ جب ہوش میں آیا تو پاس کھڑے ہوئے ایک مرید نے پوچھا۔ یا شیخ! یہ کیا حالت ہے؟ اور اتنا خوف کس وجہ سے ہے؟ فرمایا۔ اے عزیز! حیرانی معاملہ تحیر میں ہے۔ اس وقت میں عالم سکر میں تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ عرش کرسی سے اور کرسی عرش سے یہ سوال کرتی ہے کہ تیرا کیا حال ہے۔ پس مجھے معلوم ہو گیا کہ عرش سے فرش تک جو چیز پیدا کی گئی ہے۔ وہ سب اوصاف الٰہی میں متحیر ہے۔ اور عالم تحیر میں ہے۔ اسی واسطے میں مارے ڈر کے کانپ اٹھا۔ جب خواجہ صاحب اس بات پر پہنچے تو آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ حیرانی معاملہ تحیر میں ہے۔ پھر نظامی گنجوی علیہ الرحمتہ کا حسب ذیل شعر زبان مبارک سے فرمایا۔

نظامی! ایں چہ اسرار است کز خاطر عیاں کردی
کے راترس جفباند زباں درکش زباں درکش

جب خواجہ صاحب نے یہ شعر پڑھا۔ تو میں نے آداب بجا لا کر التماس کی کہ مجھے شیخ الاسلام حضرت خواجہ معین الدین قدس اللہ سرہ العزیز کا قول یاد آیا ہے۔ اگر حکم ہو تو پڑھوں؟ فرمایا پڑھو!

Marfat.com

نظم

از مطلع دل علم یک لمحہ از رخسار او
ذرہ ذرہ ہستم در پردہ انوار او

باآنکہ ذرات تنم ہر یک ہزاران دیدہ شد
یک ذرہ ہم دیدہ شداز پر تو رخسار او

حسنش چو آیدہ جلوہ گر طاقت ندارد چشم سر
از دیدہ دل کن نظر تابنگری دیدار او

بگذار کوئے آب و گل درا آ بقصر جان و دل
باسرے خود متصل سرے ہم از اسرار او

اظہار حسن دلبرے مبین زہرمہ پیکرے
پیداست دربر مظہرے آں حسن آں اظہار او

خواجہ کنند در خود نظر اندیشہ سازد از بشر
بازش کنند زیروزبر حیرانم اندر کار او

پرشد جہاں یکسر ازو شد نیک و بد مظہر ازو
مومن ازو کافر از و در قید او زونار او

ترسا بسوئش .شتافتہ بو از چلیپا یافتہ
زلف تو برہم تافتہ آں حلقہ زنار او

مسکین معین ویک عزل برخواند اسرار ازل
بشنو کلام لایزل در کسوت گفتار او

جب میں (مصنف کتاب) نے یہ غزل پڑھی۔ تو خواجہ صاحب زار زار روئے اور فرمایا کہ اے درویش! مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ پھر بہت تعریف کی۔ اور بارانی جبہ اور چار ترکی کلاہ عنایت فرمائے۔ الحمدللہ علی ذالک

شکرانہ ہزار دینار دہند
باشیخ گلیم ہر کرا بار دہند

پھر زبان مبارک سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ دلوں کو بخوبی دیکھتا اور جانتا ہے۔ جو کچھ تو دیکھ رہا ہے۔ سب اسی کا ظہور ہے۔ جب خواجہ صاحب ان فوائد کو ختم کر چکے۔ تو نماز میں مشغول ہو گئے۔ میں اور لوگ واپس چلے آئے۔ الحمدللہ علی ذالک۔

Marfat.com

مجلس ــ ۸ ــ

سماع

سماع وغیرہ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ جب قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اس وقت مولانا محمد مساوی' مولانا محمد قیام الدین اور مولانا بدر الدین صاحب حاضر خدمت تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ میں نے حضرت سلطان المشائخ شیخ نظام الحق و الشرع والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ سماع کی چار قسمیں ہیں۔ ایک حلال دوسری حرام' تیسری مکروہ۔ چوتھی مباح۔ پھر ہر ایک کی شرح یوں بیان فرمائی۔ کہ اگر صاحب وجد کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ ہو۔ تو مباح ہے۔ اگر مجاز کی طرف ہو۔ تو مکروہ ہے۔ اگر دل بالکل اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ تو حلال ہے۔ اگر بالکل مجاز کی طرف ہو تو حرام ہے۔

پھر فرمایا کہ جو آواز موزوں ہے۔ وہ کس طرح حرام ہو سکتی ہے؟ شیخ الاسلام خواجہ معین الحق والشرع والدین قدس اللہ سرہ العزیز سماع کے بارے میں فرماتے ہیں کہ سماع ایک سر حق ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین ھداھم اللہ واولئک ھم اولوا الالباب۔ جب حیوانی خصلتیں جو ذات عالم میں ہیں۔ اس کی ذات سے مبدل ہو جاتی ہیں۔ اور انسانی خصلتیں اس کے دل پر غالب آتی ہیں۔ تو عشق کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ اور ہیبت سے جنبش شروع ہو جاتی ہے۔ اس وقت باطنی اسرار کا کشف اسے حاصل ہو جاتا ہے۔ جس کے ذوق سے وہ رقص کرنے لگتا ہے۔ چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہیں۔

گر عروس سبز پوش مرا روئے نماید
لاجرم طاؤس دل در رقص آید

اسی کے مناسب ہندی زبان میں فرمایا۔

بھاگ نھا کی. ساسا جن پیون ہو پایا
رہی تا چوں سورچوں جب شہ گھر آیا

Marfat.com

بعد ازاں فرمایا کہ صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ ایک لونڈی ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے رو برو دف بجا رہی تھی۔ اور گا رہی تھی۔ امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منع فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں منع نہ کرو۔ اسی حالت میں رہنے دو۔ کیونکہ ہر قوم کی عید ہوا کرتی ہے۔

پھر فرمایا کہ عوارف میں لکھا دیکھا ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میرے رو برو سرود کیا جا رہا تھا کہ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور بغیر منع فرمائے بیٹھ گئے۔ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سرود سن رہے ہیں۔ اور رو رہے ہیں۔ تو آپ بھی رونے لگے۔ پھر امیر المومنین عثمان اور علی رضی اللہ عنہما آئے۔ جب سرود سنا تو وہ بھی رونے لگے۔ پھر جب نماز کا وقت ہوا۔ تو ظہر کی نماز وضو کر کے ادا کی۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ایک مرتبہ کسی عالم نے حضرت سلطان المشائخ شیخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں آکر کہا کہ یہ کب جائز ہے کہ مجمع میں دف اور بانسریاں بجائی جائیں۔ سماع سنا جائے اور صوفی رقص کریں۔ آپ نے فرمایا کہ سماع نہ تو مطلق حرام ہے۔ اور نہ مطلق حلال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بعض کے لئے حلال کیا ہے۔ اور بعض کے لئے حرام۔ جن کے لئے حرام ہے۔ انہیں نہیں سننی چاہئے۔ لیکن جن کے لئے حلال ہے۔ انہیں کوشش کرنی چاہئے۔ کہ مزامیر (بانسریاں) وغیرہ کے بارے میں احتیاط اور منع کا حکم بے شک ہے۔ لیکن جب کوئی شخص اپنے مقام سے گرے۔ تو شرع میں گرے۔ اور اگر شرع سے بھی گر جائے گا تو پھر اس کا ٹھکانہ نہیں۔

پھر فرمایا کہ سماع درد مندوں کے لئے بمنزلہ علاج ہے۔ جس طرح ظاہری درد کے لئے علاج ہوتا ہے۔ اسی طرح باطنی درد کے لئے سماع کے سوا اور کوئی علاج نہیں۔ امام اعظم کوفی رحمتہ اللہ علیہ کے قول کے مطابق شرع میں نفس کے ہلاک کرنے کا حکم نہیں آیا اور نہ ہی جائز ہے۔ پس اس قسم کا سماع پر غم اور اہل درد کے لئے مباح ہے۔ اور بے دردوں اور اہل نفس وغیرہ کے لئے شریعت اور طریقت دونوں میں حرام ہے۔ جیسا کہ شیخ سعدی شیرازی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

جہاں بر سماع است مستی و شور ولیکن چہ بیند در آئینہ نور
پریشاں شود گل بباد سحر نہ ہیزم کہ نشگافدش جز تبر

بعد ازاں مناسب موقع کے یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ اصفہان کے بادشاہ کا صرف ایک ہی لڑکا تھا۔ جس سے وہ بہت پیار کیا کرتا تھا۔ ہر وقت اس کو نظر کے سامنے رکھتا ایک دم کے لئے بھی جدا نہ کرتا۔ اتفاقاً" ایک روز بادشاہ محل سے کہیں گیا ہوا تھا۔ بادشاہ کے لڑکے نے فرصت پا کر سیر کی ٹھانی۔ راہ میں سرود کی جو آواز سنی تو نعرہ مار کر گھوڑے سے گر پڑا۔ خدمت گار ہاتھوں ہاتھ اسے گھر لے آئے۔ اسے بیماری لاحق ہو گئی۔ ملک بھر کے حکیموں کو بلا کر تشخیص کرائی گئی لیکن کچھ معلوم نہ ہوا کہ مرض کیا ہے۔ سب نے متفق ہو کر کہا کہ اس کی بیماری کا کچھ پتہ نہیں لگتا۔ اس بیماری کا اثر شہزادے پر یہ ہوا کہ کچھ نہ کھاتا نہ پیتا نہ بولتا بے ہوش اور متحیر رہتا۔ جب کبھی ہوش سنبھالتا۔ صرف اتنا کہتا۔ کہ اندر جلتا ہے۔ یہ کہہ کر پھر بے ہوش ہو جاتا۔ آخر وہ اسی مرض سے فوت ہو گیا۔ بادشاہ نے کہا کہ اس کا پیٹ پھاڑ کر دیکھو کہ اسے کیا بیماری تھی۔ کیونکہ وہ یہی کہتا تھا کہ میرا اندر جل گیا ہے۔ آخر جب پیٹ پھاڑا گیا۔ تو اس میں سے ایک سرخ پتھر نکلا جب حکیموں اور طبیبوں کو دکھلایا گیا تو سب نے متفق ہو کر کہا کہ ہماری سمجھ میں کچھ نہیں آتا کیونکہ اس کا ذکر ہماری طب کی کتابوں میں کہیں نہیں آتا۔ چونکہ بادشاہ کو شہزادے سے بڑی الفت تھی۔ کہا کہ اس پتھر کے دو نگینے بناؤ۔ بنوا کر ایک پہن لیا۔ اور دوسرا رکھ چھوڑا۔ جب چند روز بعد ماتم سے فارغ ہوا۔ تو ایک روز سرود سن رہا تھا کہ وہ نگینہ پگھل کر خون بن گیا۔ بادشاہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ طبیبوں اور حکیموں کو بلا کر وجہ دریافت کی۔ انہوں نے کہا۔ اے بادشاہ! تیرا لڑکا عاشق تھا۔ ہمیں معلوم نہ تھا۔ ورنہ ہم کہتے کہ اسے راگ سناؤ۔ اگر سرود سنایا جاتا۔ تو یہ پتھر اس کے شکم میں پگھل کر خون بن جاتا۔ اور صحت ہو جاتی۔

خرم تنے کہ جاں بدہد از برائے یار
اقبال آں سرے کہ شود پائمال دوست

بادشاہ نے حکم دیا کہ دوسرا نگینہ خزانے سے لایا جائے۔ جب لایا گیا تو ہاتھ میں پہن کر قوالوں کو سرود کا حکم دیا۔ جب سرود شروع ہوا۔ لوگوں کی نگاہیں اس نگینے پر جمی ہوئی

Marfat.com

تھیں۔ سرود کی آواز سے نگینہ پگھلنے لگا۔ اور دیکھتے دیکھتے خون بن گیا۔ بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اس حکایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سماع دردمندوں کا علاج ہے۔

پھر فرمایا کہ اگر انسان صاحب ذوق و درد ہے۔ تو قوال کا ایک شعر ہی اس کے لئے کافی ہے۔ خواہ کتنے چنگ' دف اور مزامیر بجائے جائیں۔ اس پر کچھ اثر نہ ہوگا۔ پس معلوم ہوا کہ یہ کام درد کے متعلق ہے۔ نہ کہ ساز و سامان کے۔ جب خواجہ صاحب یہ بیان کر چکے۔ تو ایک آدمی نے کہا (اور قوال کی طرف اشارہ کیا) کہ عزیز حاضر ہیں۔ کچھ کہو۔ جب قوال نے سماع شروع کیا۔ تو مولانا محمدؒ مساوی اور مولانا بدر الدین اٹھ کر رقص کرنے لگے۔ ظہر کی نماز سے عصر کی نماز تک رقص کرتے رہے۔ قوالوں نے یہ قصیدہ گایا تھا۔

قصیدہ

عشق در پردہ مے نواز و ساز   عاشق کو کہ بشنو آواز

ہر نقل نغمہ دیگر ساز   ہر زماں زخمہ کند آغاز

راز او از جہاں بروں افتاد   خود صدا کے نگاہ وارد باز

سر او ہر زماں ہر روز   خود نو بشنو کہ من نیم غماز

ہمہ عالم صدائے نغمہ اوست   کہ شنید ایں چنیں صدائے دراز

جب سماع ختم ہوا تو عصر کا وقت تھا۔ وضو کر کے نماز ادا کی گئی۔ پھر خواجہ صاحب جماعت خانہ کے صحن میں بیٹھے۔ مولانا منہاج الدینؒ مولانا قیام الدین اور عزیز صاحبان حاضر خدمت تھے۔ کمال نام قوال نے پھر سرود شروع کیا۔ خواجہ صاحب رقص کرنے لگے اور رونے لگے۔ جس کا اثر حاضرین پر بھی ہوا۔ جب سماع ختم ہوا۔ تو سارے عزیزوں نے خواجہ صاحب کی قدم بوسی کی۔ قوالوں نے یہ قصیدہ گایا تھا۔

Marfat.com

غم کز تو دارم بہ پیش کہ گویم — دوائے دل درد مند از کہ جویم
اگر کشتہ گردم بشمشیر عشقت — بہ پیش کس ایں ماجرا را بگویم
طبیبم تو باشی علاج از کہ خواہم — اسیر تو باشم خلاص از کہ جویم
زسعدی چہ جویم کہ گویم چہ جویم — غمے کز تو دارم بہ پیش کہ گویم

عصر کی نماز سے لے کر تہجد کی نماز تک خواجہ صاحب رقص کرتے رہے۔ جب نماز کا وقت ہوتا۔ تو وضو کر کے ادا کر لیتے۔ اور پھر مشغول ہو جاتے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

بعد ازاں ایام بیض کے بارے میں زبان مبارک سے فرمایا کہ جب آدم علیہ اسلام کو بہشت سے دنیا میں بھیجا گیا۔ تو جناب کا سارا وجود مبارک سیاہ ہو گیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی۔ تو حکم ہوا کہ ہر مہینے کی تیرھویں چودھویں اور پندرھویں کو روزہ رکھا کرو۔ پہلے روز جب روزہ رکھا۔ تو تیسرا حصہ وجود کا سفید ہو گیا۔ دوسرا روزہ رکھنے سے دوسری تہائی بھی سفید ہو گئی۔ اور تیسرے روز سارا وجود سفید ہو گیا۔

بعد ازاں اسی موقع کے مناسب فرمایا کہ میں نے "دلیل العارفین" میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک مرتبہ کسی آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایام بیض کے بارے میں پوچھا۔ تو فرمایا کہ ہر مہینے کی تیرھویں' چودھویں اور پندرھویں کو روزہ رکھنا ایسا ہے۔ کہ گویا سارا سال روزہ رکھتا ہے۔

پھر فرمایا کہ میں نے حضرت سلطان المشائخ شیخ نظام الحق والشرع والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ شیخ الاسلام خواجہ محمد چشتی قدس اللہ سرہ العزیز کے اوراد میں لکھا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جو شخص ہر مہینے میں تین روزے رکھتا ہے گویا وہ سارا سال تمام روزے رکھتا ہے۔ اور قیامت کے دن (آمنا و صدقنا) ستر آدمی اس کی خاطر بخشے جائیں گے۔ اور جب قبر سے اس کا حشر ہو گا۔ تو اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح روشن ہو گا۔ جب خواجہ صاحب یہ فوائد ختم کر چکے۔ تو حجرے میں جا کر یاد الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ اور میں اور لوگ واپس چلے آئے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

Marfat.com

مجلس ۔۔۹۔۔

فضیلت کھانا

کھانا کھلانے کی فضیلت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ جب قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ تو اس وقت مولانا زین الدین' مولانا بدر الدین اور مولانا منہاج الدین رحمتہ اللہ علیہم اور عزیز حاضر خدمت تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ بھوکوں کو کھانا کھلانا ہر ایک مذہب میں پسندیدہ ہے۔ اور اس سے بڑھ کر کوئی سعادت نہیں۔ کہ بھوکوں کو سیر کیا جائے۔ اور انہیں آرام دے کر ان کے دل راضی کیئے جائیں۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ کسی شخص نے شیخ الاسلام ابو سعید ابوالخیر رحمتہ اللہ علیہ سے سوال کیا۔ کہ مجھے دکھائیں کہ حق تعالیٰ کی کتنی راہیں ہیں۔ فرمایا۔ موجودات کے ہر ذرہ کی تعداد کے برابر۔ لیکن ان میں سب سے نزدیک کی راہ لوگوں کے دلوں کو آرام پہنچانا ہے۔

پھر فرمایا کہ دلیل السا لکین میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ خواجہ حسن بصری اور رابعہ بصری ایک ہی جگہ بیٹھے تھے۔ اور سلوک کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ رابعہ بصری نے پوچھا کہ اس راہ میں کمالیت کس بات کا نام ہے۔ خواجہ صاحب نے پانی پر مصلا بچھا کر نماز ادا کی۔ بعد ازاں خواجہ حسن بصری نے فرمایا۔ رابعہ یہ مثل ہے کہ اگر تو پانی پر چلے گا۔ تو تنکا ہے۔ اگر ہوا میں اڑے گا۔ تو مکھی ہے۔ اگر کسی کے دل کو راضی کرے گا۔ تو کچھ ہو گا۔

پھر اسی موقع کے مناسب فرمایا کہ ایک مرتبہ کچھ قلندر سلطان المشائخ شیخ نظام الحق والشرع والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں آئے۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ یا شیخ! براہ کرم مجھے کوئی کرامت دکھایئے گا۔ خواجہ صاحب نے خادم کو کھانا لانے کا حکم دیا۔ جب کھانا لایا گیا۔ اور قلندروں کو دیا گیا۔ تو اس قلندر نے پھر کہا کہ یا شیخ! میں کھانے کو کیا کروں؟ مجھے کوئی کرامت دکھائیں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا برخوردار! یہی کھانا ہی کرامت ہے اسے کھا لے اس سے بڑھ کر اور کوئی کرامت نہیں۔ جب قلندروں نے یہ بات سنی تو آداب بجالائے اور کھا کر چلے گئے۔

اس کے بعد فرمایا کہ حجتہ الاسلام میں لکھا ہے کہ جب صحابہ کرامؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کی خدمت میں حاضر ہوتے تو کچھ نہ کچھ کھا کر جاتے۔

پھر فرمایا انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا اللہ کی راہ میں کھانا دینا بہتر ہے یا سو رکعت نماز ادا کرنا۔ فرمایا! کھانا دینا بہتر ہے۔ پھر پوچھا مسلمانوں کی حاجت پوری کرنا بہتر ہے یا سو رکعت نماز ادا کرنی فرمایا! مسلمانوں کی حاجت کا پورا کرنا بہتر ہے۔

اس کے بعد فرمایا! کوئی چیز اس سے بڑھ کر اور افضل نہیں کہ کسی کے دل کو راحت پہنچائی جائے یہ سب عبادتوں سے افضل ہے۔

اس پر آپ نے بات ختم کی میں اور لوگ واپس چلے آئے۔ الحمدللہ علی ذالک۔

مجلس ــ ۱۰ ــ

ترک دنیا

جب میں قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا۔ اس وقت ترک دنیا کے متعلق گفتگو شروع ہوئی مولانا منہاج الدین' مولانا قیام الدین اور مولانا بدر الدین کے علاوہ دیگر احباب موجود تھے۔ آپ نے فرمایا اے درویش! اہل دنیا کے گھر میں کسی قسم کی راحت نہیں اگر راحت ہے تو درویش کے گھر میں ہے۔ کیونکہ دنیا کے بندوں سے اللہ ناراض رہتا ہے۔

بعد میں فرمایا راہ سلوک میں جب تک درویش محبت کے مصقلہ سے دنیاوی زنگار دل کے آئینہ کو صاف نہ کرلیں اور ذکر الٰہی سے مانوس نہ ہو جائیں نیز غیر کی ہستی کو بیچ میں سے نہ ہٹا دیں ان کی اللہ تک رسائی نہیں ہو سکتی ایسا نہ کریں تو اللہ سے دوستی نہیں ہو سکتی۔

پھر فرمایا میں نے محبوب الٰہی نظام الدین اولیاءؒ کی زبان مبارک سے سنا۔ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

حب الدنیا راس کل خطیئۃ و ترک الدنیا راس کل عبادۃ

دنیا کی دوستی تمام گناہوں کی جڑ ہے اور دنیا کا ترک تمام نیکیوں کا سر ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ "زادالمحسنین" میں لکھا ہے کہ تمام بدیاں ایک مکان میں جمع کر کے

Marfat.com

اس کی چابی دنیاوی محبت کو بنایا ہے اور تمام نیکیاں ایک مکان میں اکٹھی کر کے اس کی چابیاں دنیاوی ترک کو بنایا ہے۔

اس کے بعد فرمایا شیخ الاسلام عبداللہ تستریؒ اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان دنیا سے بڑھ کر اور کوئی حجاب نہیں اس لئے کہ جس قدر دنیا سے دل لگائے گا اسی قدر اللہ سے دور ہو گا۔

پھر فرمایا ایک حکیم چند دن بھوکا رہا کچھ نہ کھایا پیا جب پانی کے کنارے پہنچا تو وہاں انگور کے پتے توڑ کر کھانے شروع کر دیے عین اس موقع پر اہل دنیا نے گھوڑوں سے اتر کر اس کی تعظیم کی اور کہا اگر آپ ہمارے بادشاہ کی نوکری کر لیں تو پتے کھانے سے بچ جائیں حکیم نے کہا اگر تم پتوں پر قناعت کرو تو بادشاہی کی صحبت اور دنیاوی آرزوؤں سے تمہاری خلاصی ہو جائے۔

پھر مناسب حال فرمایا کہ راہ سلوک میں درویش وہی کہلا سکتا ہے جس کے دل میں بار حق کے سوا اور کوئی خیال نہ آئے اور نہ کسی دوسری چیز میں مشغول ہو اور نہ ہی اہل دنیا سے ملاپ رکھے۔ میں (مصنف کتاب) نے التجا کی کہ بندہ نے چند فوائد اپنے مفاد کے لئے لکھے ہیں ورنہ مجھ ناچیز کی کیا مجال ہے کہ کوئی کتاب تالیف کر سکے۔ فرمایا! اس سے بہتر اور کیا ہو سکتا ہے؟ کہ جو کچھ اپنے شیخ سے سنے اسے احاطہ تحریر میں لے آئے خود بھی فائدہ اٹھائے اور دوسروں کو بھی پہنچائے۔ اس لئے کہ میں نے اپنے شیخ کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں —— اخیر الخیر اخیر المتعدی۔ یعنی سب سے عمدہ وہ نیکی ہے جس سے خود بھی فائدہ اٹھائے اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچائے۔

——☆——

Marfat.com

Marfat.com

پروگریسو بکس لاہور

یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ

اردو بازار لاہور

042-37352795

Marfat.com